toobaa-elibrary.blogspot.com

باقیاتِ فتاویٰ رشیدیہ

محدثِ دوراں، افقہ زماں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ

کے

ایسے تقریباً ایک ہزار فتاویٰ کا مجموعہ جو فتاویٰ رشیدیہ
میں شامل نہیں اور ابتک غیر مطبوعہ یا ناپید تھے

تلاش، جمع و ترتیب اور حواشی

نور الحسن راشد کاندھلوی

ناشر

حضرت مفتی الٰہی بخش اکیڈمی

کاندھلہ ضلع پربدھ نگر (مظفر نگر) یوپی، انڈیا

toobaa-elibrary.blogspot.com

باقیات فتاویٰ رشیدیہ

محدثِ دوراں، افقہ زماں حضرت مفتی

مولانا رشید احمد گنگوہیؒ

تلاش، تحقیق، ترتیب، حواشی و مقدمہ: نور الحسن راشد کاندھلوی صاحب

مزید حواشی و افادات: شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند حضرت مفتی سعید احمد پالن پوری صاحب

پیشکش: طوبیٰ ریسرچ لائبریری

معاونینِ خصوصی: مفتی محمد اقبال صاحب + مفتی محمد امجد حسین صاحب

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

باقیات فتاوی رشیدیہ

محدث دوراں، فقیہ زماں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی

کے ایسے تقریباً ایک ہزار فتاوی کا مجموعہ جو فتاوی رشیدیہ
میں شامل نہیں اور اب تک غیر مطبوعہ یا ناپید تھے

تلاش، جمع و ترتیب اور حواشی

نور الحسن راشد کاندھلوی

ناشر

حضرت مفتی الٰہی بخش اکیڈمی

کاندھلہ ضلع پربدھ نگر (مظفر نگر) یوپی، انڈیا

toobaa-elibrary.blogspot.com

باقیات فتاویٰ رشیدیہ

محدث دوراں، افقہ زماں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی ؒ کے
تقریباً ایک ہزار ایسے فتاویٰ کا مجموعہ
جو فتاویٰ رشیدیہ میں شامل نہیں اور چند کے علاوہ تمام غیر مطبوعہ اور نہایت
نادر و کم یاب تھے

جمع و ترتیب حواشی اور مقدمہ

نور الحسن راشد کاندھلوی

مزید حواشی و افادات

حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری دام ظلہ

شیخ الحدیث و صدر المدرسین دار العلوم دیوبند

ناشر

حضرت مفتی الٰہی بخش اکیڈمی

کاندھلہ، ضلع مظفر نگر (مظفر نگر) یوپی - انڈیا

toobaa-elibrary.blogspot.com

© Noorul Hasan Rashid Kandhlavi

BAQIYAT-E- FATAWA RASHIDIA

Compiled by,Footnotes & Preface :

Noorul Hasan Rashid Kandhlavi

جملہ حقوق نشر وطباعت برائے جامع ومرتب محفوظ ہیں!

پاکستان میں ہماری تمام مؤلفات ومطبوعات اور باقیات فتاوی رشیدیہ کے جملہ حقوق طباعت

جناب سجاد الٰہی صاحب

27/A لوہا بازار، مال گودام روڈ، لاہور: ۵۳۹۲۷

Ph: 3004682752

کے نام محفوظ ہیں۔

اشاعت کے خواہاں اصحاب اور ادارے سجاد الٰہی صاحب سے رابطہ فرمائیں۔

پاکستان میں ہماری کتابوں کی طباعت کے لئے جن اداروں یا شخصیات کے نام، ہماری گذشتہ کتابوں پر چھپے ہیں، وہ سب منسوخ اور کالعدم ہیں۔

کتاب : باقیات فتاوی رشیدیہ

فتاوی : حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ

جمع وترتیب اور حاشیہ مقدمہ وغیرہ: نور الحسن راشد کاندھلوی

کل صفحات:

الف : ابتدا اور فہرست مندرجات

ب: مقدمہ ومتعلقات

ج : اصل کتاب مع ضمائم

طبع اول : ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ / مارچ ۲۰۱۲ء

قیمت : تین سو پچاس روپے/350

کمپوزنگ: شہاب الدین قاسمی بستوی (مفتی الٰہی بخش اکیڈمی کاندھلہ، مظفر نگر یوپی)

مطبع : ایچ۔ ایس آفسیٹ پرنٹرس، دریا گنج نئی دہلی فون: 23244240

ناشر

حضرت مفتی الٰہی بخش اکیڈمی

کاندھلہ، ضلع پربدھ نگر (مظفر نگر) یوپی، انڈیا

Mufti Elahi Bakhsh Academy

MAULVIYAN- KANDHLAD Distt. Parbudh Nagar.247775

Mb.09358667219

مفتی الٰہی اکیڈمی کاندھلہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

toobaa-elibrary.blogspot.com

باقیاتِ فتاویٰ رشیدیہ

فتاویٰ

محدث دوراں، افقہ زماں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی

toobaa-elibrary.blogspot.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رَبَّنَا

تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

میری قسمت سے الٰہی پائیں یہ رنگ قبول
پھول، کچھ میں نے چنے ہیں، ان کے دامن کے لئے

(اقبال)

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

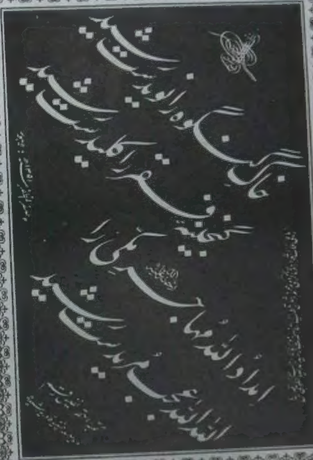

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

فہرست مشتملات

ایک نظر میں

نمبر شمار	عناوین	صفحہ
۱	آغاز وابتداء	۳
۲	فہرست مقدمہ	۸
۳	فہرست مندرجات باقیات فتاویٰ رشیدیہ	۱۲
۴	توثیق حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب	۵۱
۵	کلمات خیر وبرکت حضرت مولانا مفتی افتخار الحسن صاحب کاندھلوی	۵۲
۶	تصدیق وتعلیق حضرت مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری	۵۳
۷	تحسین حضرت مولانا اعجاز احمد صاحب اعظمی	۵۵
۸	معروضات مؤلف	۵۶
۹	فہرست مقدمہ [حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ فتاویٰ رشیدیہ اور زیر نظر مجموعہ باقیات فتاویٰ رشیدیہ]	۶۷
۱۰	توضیح واشارات ومخففات کتب ومجموعہ فتاویٰ [جن سے یہ فتاویٰ اخذ کئے گئے ہیں]	الف، ب
۱۱	آغاز باقیات فتاویٰ رشیدیہ	۱
۱۲	حضرت مولانا گنگوہی کے آثار علمیہ، خود نوشت فتاویٰ اور فتاویٰ رشیدیہ کی پہلی اور قدیم اہم طباعتوں کے عکس	از:۶۰۱ تا:۶۰۸

فہرست مضامین مقدمہ

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی فتاویٰ رشیدیہ اور زیر نظر مجموعہ باقیات فتاویٰ رشیدیہ

نمبر شمار	عناوین	صفحہ
۱	وطنی تاریخی پس منظر	۶۸
۲	شجرہ نسب	۷۰
۳	والد ماجد	۷۰
۴	ولادت وطفولیت	۷۱
۵	ابتدائی تعلیم اور ان کے استاذ	۷۱
۶	حضرت مولانا گنگوہی اور حضرت مولانا محمد قاسم کے ہم سبق ہونے کی روایات	۷۲
۷	تلاش معاش ملازمت اور تجارت کتب	۷۳
۸	درس وتعلیم کی ابتداء اور پہلے شاگرد	۷۴
۹	محدثانہ شان اور فقہائے محدثین میں عالی مرتبہ	۷۵
۱۰	صحیح بخاری، ترمذی وغیرہ کی درسی تقریریں	۷۸
۱۱	حضرت کے شاگرد اور مستفیدین کی تعداد کا ایک اندازہ	۸۰
۱۲	فقہ میں عالی مرتبہ اور شان تفقہ	۸۱
۱۳	ذوق سلوک ومعرفت	۸۳
۱۴	شاہ سلیمان تونسوی یا شاہ عبدالغنی مجددی سے بیعت کا خیال	۸۴
۱۵	تھانہ بھون کا ایک غیر متوقع سفر اور حضرت حاجی صاحب سے اچانک بیعت	۸۴
۱۶	مولانا شیخ محمد صاحب سے اختلاف اور مناظرہ کی روایت پر ایک نظر	۸۵
۱۷	حضرت مولانا سے پہلی بیعت اور افادہ کا سلسلہ دراز	۸۶
۱۸	بر سبیل تذکرہ	۸۶
۱۹	حضرت مولانا کا ایک اہم خواب اور حضرت مولانا مظفر حسین کاندھلوی سے اس کی تعبیر	۸۷
۲۰	سلوک وتربیت میں طریقہ نقشبندیہ مجددیہ، خصوصاً حضرت سید آدم بنوری کی تعلیمات کو پسند کرتے تھے۔	۸۸
۲۱	حضرت مولانا کا مقام ومرتبہ پیر ومرشد کی نگاہ میں	۸۹
۲۲	حضرت گنگوہی خود اپنی نگاہ میں	۸۹
۲۳	حضرت مولانا کا، حضرت حاجی امداد اللہ سے اپنی خاص کیفیات کا تذکرہ	۹۰
۲۴	حضرت حاجی صاحب کا تأثر وارشاد	۹۰

toobaa-elibrary.blogspot.com

۲۵	متوسلین اور مسافران راہ سلوک کے لئے چند اصول اور ضوابط	۹۰
۲۶	تحریک ۱۸۵۷ء میں شرکت اور اس کی عملی جدوجہد	۹۱
۲۷	مجموعی اصلاحی خدمات نیز دارالعلوم دیوبند اور مظاہر علوم سہارنپور کے فکر و مزاج کی تشکیل	۹[illegible]
۲۸	وفات	۹۷
۲۹	حضرت مولانا گنگوہی اپنوں اور پرایوں کی نظر میں	۹۸
۳۰	حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مرادآبادی کے ارشادات	۹۹
۳۱	حضرت حاجی امداد اللہ کے کلمات عالیہ	۹۹
۳۲	[illegible]	۱۰۰
۳۳	[illegible]	۱۰۱
۳۴	[illegible]	۱۰۲
۳۵	[illegible]	۱۰۲
۳۶	[illegible]	۱۰۳
۳۷	[illegible]	۱۰[illegible]

(۲)

فقہ و فتاویٰ نیز فتاویٰ رشیدیہ کے خطی اور مطبوعہ نسخے

۳۸	[illegible]	[illegible]
۳۹	[illegible]	[illegible]
۴۰	[illegible]	[illegible]
۴۱	[illegible]	۱۱۳
۴۲	[illegible]	۱۱۵
۴۳	[illegible]	[illegible]
۴۴	[illegible]	[illegible]
۴۵	[illegible]	[illegible]
۴۶	[illegible]	[illegible]
۴۷	[illegible]	[illegible]
۴۸	[illegible]	[illegible]
۴۹	[illegible]	[illegible]
۵۰	[illegible]	[illegible]
۵۱	[illegible]	[illegible]
۵۲	[illegible]	[illegible]
۵۳	رسالہ تحقیق الصلاۃ والسلام [illegible]	۱۲۰
۵۴	[illegible]	۱۲۱
۵۵	[illegible]	۱۲۱
۵۶	[illegible]	[illegible]

toobaa-elibrary blogspot com

[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	حضرت مفتی کفایت اللہ [illegible]	[illegible]
[illegible]	حاشیہ مطبوعہ [illegible]	[illegible]
[illegible]	خلاصہ فتاوی رشیدیہ [illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
۹۲	[illegible]	[illegible]
۹۳	[illegible]	[illegible]
۹۴	[illegible]	[illegible]
۹۵	[illegible]	[illegible]
۹۶	[illegible]	[illegible]
۹۷	[illegible]	[illegible]
۹۸	[illegible]	[illegible]
۹۹	[illegible]	[illegible]
۱۰۰	[illegible]	[illegible]
۱۰۱	[illegible]	[illegible]
۱۰۲	[illegible]	[illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

فہرست مندرجات

باقیات فتاویٰ رشیدیہ

پہلا باب

کتاب الایمان والعقائد

ایمان اور کفر کے مباحث ومتعلقات

نمبر شمار	مندرجات ومسائل	صفحہ
۱	ایمان اور اسلام کی پہچان اور ان کا باہمی امتیاز کیا ہے؟	
۲	مسلم اور مؤمن میں فرق؟	
۳	کافر اور مشرک کی پہچان؟	
۴	اللہ تعالیٰ کی خاص صفات کا کسی اور کے لیے ثابت کرنا	۲
۵	مؤمن وہ ہے جو ظاہر وباطن دونوں پہلوؤں سے ہو	۳
۶	ایمان اور دل کا تعلق؟	۳
۷	کلمات کفر کا ارتکاب اور اس کا حکم؟	۳
۸	قرآن کریم سے سجدۂ تحیت کا منسوخ ہونا کس طرح ثابت ہے	۴
۹	قرآن کریم کے الفاظ کو تصرف کر کے پڑھنا؟	۵
۱۰	مزارات اور غیر اللہ کو سجدہ کرنا؟	۵
۱۱	طواف قبور سے شرک ہونے اور قیام تعظیمی سے شرک نہ ہونے کی وجہ؟	۷
۱۲	قبر کے طواف اور مسجدوں کے طواف میں کفر کا خوف ہے	۸
۱۳	کسی سے جان بوجھ کر یا استہزاء کلمہ کفر سرزد ہوا اس کے عمل کا کیا حکم ہے؟	۹
۱۴	ایمان کم زیادہ ہوتا ہے یا نہیں؟	۹
۱۵	ایمان کے کم زیادہ ہونے میں علماء کے اختلاف کی حقیقت؟	۹
۱۶	ایمان کی تعریف کا مسئلہ	۱۱
۱۷	دین میں مشتبہ امور سے احتیاط ضروری ہے	۱۳
۱۸	یاس کی توبہ مقبول ہے ایمان قبول نہیں؟	۱۳
۱۹	تقدیر کا منکر گمراہ ہے	۱۴
۲۰	علماء اور دینی کتابوں کی توہین کرنے والا فاسق اور بددین ہے۔	۱۴
۲۱	کسی مسلمان کو بلا کسی وجہ کے کافر کہنا؟	۱۵
۲۲	دنیاوی معاملات کی وجہ سے کسی عالم کو [illegible]؟	۱۶

toobaa-elibrary.blogspot.com

۲۳	نیچہ چوب سے متعلق کیا حکم ہے؟	۱۷
۲۴	یزید کا [illegible] ہے؟	۱۸
۲۵	مروان بن الحکم سے متعلق چند سوالات	۱۸
۲۶	اہل عرب کے جو اقوال خلاف شریعت ہوں وہ مردود ہیں	۱۹
	"شیعیت"	
۲۷	ہندوستان کے شیعوں کا کافر ہونا ثابت ہے	۱۹
۲۸	افضلیت شیخین کا منکر رافضی ہے	۱۹
۲۹	حضرت شیخین کی حضرت علیؓ پر فضیلت قطعی ہے یا ظنی؟	۲۳
۳۰	کمالات ولایت کی وجہ سے حضرت علیؓ کی افضلیت کا درجہ؟	۲۳
۳۱	حضرت علیؓ کی تدفین سے متعلق ایک معروف روایت کی حقیقت	۲۶
۳۲	حضرات حسنینؓ حضرت امیر معاویہؓ سے افضل ہیں	۲۶
۳۳	حضرت حسینؓ نے یزید سے بیعت کیوں نہیں کی تھی؟	۲۸
۳۴	یزید کی خلافت کے انعقاد اور حضرت حسینؓ کے خروج کی تحقیق	۲۹
۳۵	سب شیخین اگر کفر ہے تو قاتلان حسینؓ کیوں کافر نہیں؟	۳۰
۳۶	حضرت حسینؓ کا سر مبارک کہاں دفن ہے؟	۳۰

۳۷	حضرت حسینؓ [illegible]	۳۰
۳۸	[illegible]	۳۲
۳۹	حضرت [illegible]	۳۳
	مرزا غلام احمد قادیانی اور قادیانیت	
۴۰	مرزا قادیانی کا مثیل عیسیٰ ہونے کا عقیدہ فاسد اور سلف وخلف کے خلاف ہے	۳۳
۴۱	[illegible]	۳۴
۴۲	مرزا غلام احمد [illegible] بشارت [illegible]	۳۵
۴۳	مرزا غلام احمد [illegible]	۳۵
۴۴	[illegible]	۳۶
	مرزا قادیانی اور قادیانیت کے متعلق علمائے دیوبند کے فتاوی	
الف	فتویٰ حضرت مولانا حبیب [illegible]	۳۶
ب	فتویٰ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن دیوبندی	۳۶
ج	فتویٰ شیخ [illegible] محمود حسن دیوبندی	۳۷

toobaa-elibrary.blogspot.com

بدعات ورسومات

۸۹	قبر کے پاس بیٹھ کر [illegible] قرآن شریف پڑھنے کا حکم	[illegible]
۹۰	ایصالِ ثواب کے لیے [illegible]	[illegible]
۹۱	قبروں پر پھول اور [illegible]	[illegible]
۹۲	[illegible]	[illegible]
۹۳	[illegible]	[illegible]
۹۴	بزرگوں کی قبروں کا طواف حرام ہے	[illegible]
۹۵	تصویر روضۂ مطہرہ وغیرہ کو بوسہ دینا؟	[illegible]
۹۶	قبر کا بوسہ دینا حرام ہے	[illegible]
۹۷	قبروں پر گنبد اور پختہ عمارتیں بنانا منع [illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]

اذان سے متعلق بدعات

۹۸	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
۹۹	[illegible]	[illegible]

متفرق بدعات

۱۰۰	چند مسائل کی تحقیق جن کو ایک شخص نے اہلِ سنت کا عقیدہ بتایا ہے	[illegible]
۱۰۱	[illegible] بدعت ہے	[illegible]
۱۰۲	[illegible]	[illegible]
۱۰۳	[illegible]	[illegible]
۱۰۴	[illegible]	[illegible]
۱۰۵	[illegible]	[illegible]

دوسرا باب

کتاب الطہارت

پانی کے مسائل

نمبر شمار	عنوانات مسائل	صفحہ
۱۰۶	[illegible]	[illegible]
۱۰۷	[illegible]	[illegible]
۱۰۸	[illegible]	[illegible]
۱۰۹	[illegible]	[illegible]
۱۱۰	[illegible]	[illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۱۱	کنویں کے پانی کے مسائل میں وسعت ضروری ہے	۲۸
☆	تحقیق حضرت مولانا گنگوہی	۲۸
۱۱۲	اگر دو کنویں ایک ہاتھ کے فاصلے پر ہوں تو ایک کے ناپاک ہونے سے دوسرا ناپاک ہوجائے گا؟	۲۹
۱۱۳	ڈھیکلی کے کھینچے ہوئے پانی کا حکم	۳۰
۱۱۴	[illegible]	۳۰
۱۱۵	اگر کنویں میں استعمالی جوتا گر پڑے تو؟	۳۰
۱۱۶	اگر گوہ کنویں میں گر جائے تو کیا حکم ہے؟	۳۰
	پاکی اور ناپاکی کے مسائل	
۱۱۷	[illegible]	۳۱
۱۱۸	اگر بدن پاک ہے اور کپڑا گیلا یا اس کا [illegible]	۳۱
۱۱۹	[illegible]	۳۱
۱۲۰	[illegible]	۳۲
۱۲۱	[illegible]	۳۲
۱۲۲	[illegible]	۳۲
۱۲۳	[illegible]	۳۲
۱۲۴	[illegible]	۳۳
۱۲۵	[illegible]	۳۳
۱۲۶	[illegible]	۳۳
۱۲۷	[illegible]	۳۳
۱۲۸	[illegible]	۳۳
۱۲۹	[illegible]	۳۳
۱۳۰	[illegible]	۳۳
۱۳۱	[illegible]	۳۳
۱۳۲	[illegible]	۳۳
۱۳۳	[illegible]	۳۴

toobaa-elibrary.blogspot.com

۱۳۴	[illegible] ناپاک ہو جائے تو؟	۱۳۵
۱۳۵	[illegible] کے کپڑے کے جسم کا مادہ [illegible]	۱۳۵
۱۳۶	[illegible]	۱۳۵

طہارت کے متفرق مسائل

۱۳۷	[illegible] پیشاب جاری رہتا ہو اس کا کیا حکم ہے؟	۱۳۶
۱۳۸	استنجاء کرتے وقت اگر ہوا خارج ہو تو [illegible]	۱۳۶
۱۳۹	[illegible]	۱۳۶

رنگوں کے پاک یا ناپاک ہونے کا بیان اور متعلقہ مسائل

۱۴۰	[illegible]	[illegible]
۱۴۱	[illegible]	[illegible]
۱۴۲	[illegible]	[illegible]
۱۴۳	[illegible]	[illegible]
۱۴۴	[illegible]	[illegible]
۱۴۵	[illegible]	[illegible]

حیض ونفاس اور متعلقہ مسائل

۱۴۶	حیض کی غیر متعینہ مدت میں اکثریت کا خیال کیا جائے گا	۱۳۸
۱۴۷	[illegible]	۱۳۸
۱۴۸	[illegible]	۱۳۸
۱۴۹	[illegible]	۱۳۸
۱۵۰	ایام حمل میں خون آنے کی وجہ سے نماز روزہ ترک نہ کرے	۱۳۸
۱۵۱	حیض ونفاس کی حالت میں سجدہ تلاوت [illegible]	۱۳۹
۱۵۲	[illegible]	۱۳۹
۱۵۳	[illegible]	۱۳۹
۱۵۴	[illegible]	۱۳۹
۱۵۵	[illegible]	۱۴۰
۱۵۶	[illegible]	۱۴۰

toobaa-elibrary.blogspot.com

۱۵۷	[illegible]	[illegible]
۱۵۸	[illegible]	[illegible]

تیمم

۱۵۹	جنبی کو غسل اور وضو [illegible] ایک ہی نیت کافی ہے	[illegible]
۱۶۰	سفر کی حالت میں [illegible] مجبور ہو تیمم کا کیا حکم ہے؟	[illegible]

کتاب الصلوٰة

اذان، اوقات صلوٰة [illegible] مسائل صلوٰة

سوال نمبر	[illegible]	صفحہ
۱۶۱	[illegible]	[illegible]
۱۶۲	تثویب اور اذان کا جواب؟	[illegible]
۱۶۳	اذان کے بعد لوگوں کو جماعت کے لیے بلانا؟	[illegible]
۱۶۴	[illegible] نہیں کرتے وہ سخت گنہگار ہیں	[illegible]
۱۶۵	سایہ اصلی کی تحقیق اور ظہر اور عصر کا وقت	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]

سمت قبلہ اور متعلقہ مسائل

[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]

سترہ

[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible] قدر فاصلے سے گزرنے کی اجازت ہے؟	[illegible]
[illegible]	[illegible] کے آگے سے گزرنے سے [illegible] کے قتل [illegible]	۱۵۹

امامت و جماعت کے مسائل و متعلقات

[illegible]	[illegible] تکبیر کے بعد	[illegible]

۱۷۶	[illegible]	[illegible]
۱۷۷	[illegible]	[illegible]
۱۷۸	نابالغ بچہ جماعت میں کس جگہ کھڑا ہو؟	[illegible]
۱۷۹	[illegible] کی امامت	[illegible]
۱۸۰	[illegible] کی امامت؟	[illegible]
۱۸۱	[illegible]	[illegible]
۱۸۲	[illegible]	[illegible]
۱۸۳	[illegible]	[illegible]
۱۸۴	[illegible]	[illegible]
۱۸۵	[illegible]	[illegible]
۱۸۶	[illegible]	[illegible]
۱۸۷	[illegible]	[illegible]
۱۸۸	[illegible]	[illegible]
۱۸۹	[illegible]	[illegible]
۱۹۰	[illegible]	۶۲
۱۹۱	[illegible]	۶۲
۱۹۲	[illegible]	۶۳
۱۹۳	عورت کا [illegible] ہے؟	۶۳
۱۹۴	[illegible]	۶۴
۱۹۵	غیر مقلد [illegible] کی امامت کا حکم؟	۶۴
۱۹۶	[illegible] اور غیر مقلد [illegible] کے پیچھے نماز کا حکم؟	۶۴
۱۹۷	امامت سے متعلق چند مسائل کی تحقیق	۶۵
۱۹۸	مقتدی [illegible] امام نے [illegible] صورت میں بھی مقتدی [illegible] ہے؟	۶۶
۱۹۹	[illegible] پہلے [illegible] میں شریک ہے	۶۶
۲۰۰	اگر مقتدی مسجد سے باہر [illegible] امام مسجد میں ہو تو کیا حکم ہے؟	۶۶
[illegible]	[illegible]	۶۶
۲۰۲	[illegible]	۶۶

صفحہ	مضمون	نمبر شمار
[illegible]	[illegible]	۲۰۲
۱۹۷	[illegible] سے سب مقتدیوں کی نماز فوت ہو گئی تو اس کے لئے اس مسجد میں جماعت ثانی کا حکم؟	۲۰۳
۲۰	[illegible] کا حکم اور اس کا ثواب؟	۲۰۵
۲۰	[illegible] وجہ سے ترک جماعت مناسب امام سے پہلے نماز پڑھ لینا؟	۲۰۶
۲۰	[illegible]	۲۰۷
۲۰	[illegible]	۲۰۸
۲۰	[illegible]	۲۰۹
۲۰	[illegible]	۲۱۰
۲۰	[illegible]	۲۱۱
۲۰	[illegible]	۲۱۲
۲۰	[illegible]	۲۱۳
۲۰	[illegible] طرح قوت اور جماعت [illegible]	۲۱۴
[illegible]	[illegible]	۲۱۵
[illegible]	[illegible]	۲۱۶
[illegible]	[illegible]	۲۱۷
[illegible]	[illegible]	۲۱۸
[illegible]	[illegible]	۲۱۹
[illegible]	[illegible]	۲۲۰
[illegible]	[illegible]	۲۲۱
[illegible]	[illegible] جماعت [illegible] کا حکم؟	۲۲۲
[illegible]	[illegible]	۲۲۳
[illegible]	[illegible]	۲۲۴
[illegible]	[illegible]	۲۲۵
[illegible]	[illegible]	۲۲۶
[illegible]	[illegible]	۲۲۷
[illegible]	[illegible]	۲۲۸
[illegible]	[illegible]	۲۲۹

toobaa-elibrary.blogspot.com

سنتوں اور نوافل کے مسائل

[illegible]

سفر اور مسافت قصر کے مسائل

[illegible]

ابواب الجنائز

toobaa-elibrary.blogspot.com

[illegible]

کتاب الزکوۃ

کتاب الصوم

روزے سے متعلق مسائل

[illegible]

تراویح سے متعلق مسائل

۳۶۱	[illegible]	۲۱۸
۳۶۲	اگر زوال [illegible] کے [illegible] عید [illegible] ہونے کی اطلاع ہوئے تو؟	۲۱۹

عیدین اور متعلقات عیدین

۳۶۳	صدقۂ فطر میں ستو دینے کا کیا حکم ہے؟	۲۱۹
۳۶۴	حضرت عثمان کا خطبہ عیدین نماز سے پہلے پڑھنے کی وجہ اور اردو میں خطبہ کا حکم؟	۲۱۹
۳۶۵	کیا عیدین کی نمازوں میں زبان سے تکبیرات کی نیت کرنا ضروری ہے؟	۲۱۹
۳۶۶	عیدین اور جمعہ اگر فوت ہو جائیں تو کیا کریں؟	۲۲۰
۳۶۷	اگر کسی وجہ سے مقتدی کی جمعہ یا عید کی نماز فاسد ہوگئی تو وہ کیا کرے؟	۲۲۰
۳۶۸	عیدگاہ میں ممتاز اور بااثر لوگوں کے لئے جگہ خاص کر لینے کا حکم؟	۲۲۰
۳۶۹	عید کے موقع پر انعام وغیرہ دینا اور دعوت؟	۲۲۱
۳۷۰	عید کے دن سویاں پکانے کو ضروری سمجھنا؟	۲۲۱
۳۷۱	عصر کے بعد اور لہو ولعب کے ساتھ عید کی نماز؟	۲۲۱
۳۷۲	عیدین کے بعد بطور خاص مصافحہ کرنے کا حکم؟	۲۲۲
۳۷۳	مصافحہ عیدین	۲۲۲
۳۷۴	تکبیرات تشریق عید کی نماز کے بعد بھی واجب ہیں	۲۲۲

چھٹا باب

کتاب الاضحیہ

قربانی اور چرم قربانی کے مسائل

نمبر شمار	عنوانات مسائل	صفحہ
۳۷۵	قربانی واجب ہے	۲۲۳
۳۷۶	قربانی [illegible]	۲۲۳
۳۷۷	اپنے [illegible] ذی الحجہ کی [illegible] قربانی [illegible]	۲۲۳
۳۷۸	اگر قربانی واجب تھی [illegible] قربانی [illegible] کیا کرنا چاہئے	۲۲۳
۳۷۹	قیمت دینے سے قربانی ادا نہیں ہوگی	۲۲۴
۳۸۰	مردہ کی جانب سے کی گئی قربانی کا حکم؟	۲۲۵
۳۸۱	اگر کسی وجہ سے دس ذی الحجہ کو نماز نہیں پڑھی گئی تو اس دن زوال کے بعد قربانی کا حکم؟	۲۲۵
۳۸۲	جہاں عید کی نماز نہیں ہوتی ایسے مقامات [illegible] صبح صادق کے بعد قربانی؟	۲۲۵
۳۸۳	عید الاضحیٰ کے دن سب سے پہلے قربانی کا گوشت [illegible] ہے	۲۲۵
۳۸۴	قربانی میں کتنے حصے ضروری ہیں؟	۲۲۵
۳۸۵	قربانی کے گوشت میں اگر سب شریک [illegible] تقسیم گوشت میں [illegible] کا حکم؟	۲۲۶

toobaa-elibrary.blogspot.com

[illegible]

كتاب الحج

[illegible]

كتاب النكاح والطلاق

[illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

۴۳۸	نکاح میں اجرت باندھنے سے متعلق	۲۴۵
۴۳۹	باپ کے نکاح کی تحقیق کے بغیر نکاح [illegible]	۲۴۶
۴۴۰	گواہ اور وکیل [illegible] قبول کی طرف سے	۲۴۷
۴۴۱	[illegible]	۲۴۷
۴۴۲	بت پرست کو مسلمان کر کے شادی کرنا جائز ہے یا نہیں؟	۲۴۸
۴۴۳	چار سے زائد باندیاں رکھنے اور ان سے مباشرت کرنے کا حکم	۲۴۸
۴۴۴	شوال کے مہینے میں نکاح کرنا؟	۲۴۸
۴۴۵	نکاح کے وقت اگر شخص دل سے راضی نہ ہو تو؟	۲۴۹
۴۴۶	شادی کے نئے دولہا سے رقم لینا کیسا ہے؟	۲۴۹
۴۴۷	نکاح کے وقت تجدید ایمان اور کلمہ پڑھانے کا معمول؟	۲۴۹
۴۴۸	نکاح میں [illegible] صحیح نہیں	۲۵۰
۴۴۹	محفل نکاح میں کس قسم کا دف بجانے کی اجازت ہے؟	۲۵۰
۴۵۰	کیا دف صرف نکاح کیلئے مباح ہے؟	۲۵۱
۴۵۱	شادی بیاہ کی چند رسومات کا حکم؟	۲۵۱
۴۵۲	جس مجلس نکاح میں ناچ رنگ ہو اس میں شرکت؟	۲۵۴
۴۵۳	جس مجلس میں ناچ گانا ہو اس کے شرکاء اور اس نکاح کا حکم	۲۵۴
۴۵۴	جس شادی میں خلاف شرع کام ہوں اس میں شرکت [illegible]	۲۵۵
۴۵۵	[illegible]	۲۵۵
۴۵۶	[illegible] کا حکم	۲۵۵
۴۵۷	نکاح کے وقت [illegible]	۲۵۵
۴۵۸	شادی کے موقع پر [illegible] کرنا	۲۵۶
۴۵۹	[illegible] سے نکاح خوانی لینا	۲۵۶
۴۶۰	[illegible] کی حیثیت کیا ہے؟	۲۵۷
۴۶۱	[illegible]	۲۵۸
۴۶۲	نابالغ کو [illegible] نکاح فسخ کرنے کا اختیار کب تک ہے؟	۲۵۸
۴۶۳	کسی عورت کے متعلق بیوی ہونے کے دعوے کا حکم؟	۲۵۹
۴۶۴	عورتوں کو فروخت کرنے کی ایک ناجائز بری رسم اور اس کا گناہ؟	۲۵۹
۴۶۵	گالی دینے سے نکاح نہیں ٹوٹتا	۲۶۰
۴۶۶	تعزیہ کو اگر اچھا سمجھ کر دیکھے تو؟	۲۶۰
۴۶۷	زوجین کا ایک دوسرے کے خاص مقام کو برہنہ دیکھنا؟	۲۶۰
۴۶۸	جنابت کی حالت میں عضو خاص کو دھوئے بغیر صحبت کا حکم؟	۲۶۰
۴۶۹	اپنی بیوی کو کسی آلہ وغیرہ کے ذریعہ انزال کرانا صحیح نہیں۔	۲۶۱

toobaa-elibrary.blogspot.com

۴۷۰	عورت کی خلقت و مزاج جن چیزوں سے خلاف ہو تو بھی اس سے خلاف طبع فطری تعلق صحیح نہیں	۲۶۱
۴۷۱	اگر عورت وہ پاک ہونے کی غلط فہمی ہوگئی اور شوہر سے قربت کی بعد میں علم ہوا کیا گیا؟	۲۶۱
۴۷۲	حائضہ یا نفاس والی عورت کو رخصتی کے دنوں میں یہ خیال ہو کہ اس وقت صحبت؟	۲۶۱
۴۷۳	مرد کی طرف سے خوف کہ شہوت اور بے دینی اور عورتوں کے حقوق ترک ہے؟	۲۶۱

والد اور شوہر کے شرعی حق کس کو اولیت ہے، اس کی تحقیق

الف ۴۷۴	شوہر اور والد کے حقوق میں موازنہ	۲۶۲
ب ۴۷۴	چند اہم سوالات	۲۶۳
	نقل جواب حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی	۲۶۵
	جواب دیگر حضرت از مولانا رشید احمد گنگوہی	۲۶۹
	نقل جواب استفتاء از علمائے دیوبند	۲۷۱
	نقل جواب استفتاء از علمائے دہلی	۲۷۲
	نقل فتوی مولانا محمد حسین بٹالوی	۲۷۳

الطلاق

۴۷۵	الفاظ کنایہ سے نیت کئے بغیر طلاق کا حکم؟	۲۷۷
۴۷۶	طلاق میں الفاظ کنایہ کا حکم؟	۲۷۷
۴۷۷	الفاظ کنایہ سے بغیر نیت کے طلاق کا حکم؟	۲۷۷
۴۷۸	طلاق دی یعنی چھوڑ دیا طلاق صریح ہے	۲۷۷
۴۷۹	طلاق صریح کس کو کہتے ہیں؟	۲۷۸
۴۸۰	ذہنی بیوی نے تین طلاق کے حافظ سے کونسی طلاق ہوتی ہے؟	۲۷۸
۴۸۱	ایک طلاق تین طلاق اور بچوں طلاق کہا تو تینوں طلاقیں واقع ہوں گی؟	۲۷۸
۴۸۲	جب گھر سے چلی گئی تو طلاق ہی ہے، اس سے طلاق کا حکم؟	۲۷۹
۴۸۳	تیری ماں یا تیری بہن پر طلاق کہنے سے طلاق کا حکم	۲۷۹
۴۸۴	تعلیق طلاق کے ایک مسئلہ کی تحقیق	۲۷۹
۴۸۵	حبس و جبر کی طلاق؟	۲۸۰
۴۸۶	طلاق سے بغیر گواہوں کے رجوع؟	۲۸۰
۴۸۷	حلالہ میں شرط لگانا اور دوسرے شوہر سے قربت کئے بغیر پہلے سے نکاح؟	۲۸۰
۴۸۸	ظہار کا کفارہ؟	۲۸۰

مفقود شوہر کا حکم

۴۸۹	جس کا شوہر گم ہو اس کے نکاح کا مذہب امام مالک پر فتوی۔	۲۸۱
۴۹۰	جس کا شوہر گم ہو گیا ہو اس کے لئے چار سال بعد نکاح کی اجازت؟	۲۸۰
۴۹۱	کیا مفقود الخبر شوہر کی زوجہ کا نکاح اعلان کرا کر کرنے کی اجازت ہے؟	۲۸۱
۴۹۲	مفقود کی بیوی نے اگر نکاح کر لیا پھر شوہر اول واپس آ گیا تو بیوی کس کو ملے گی؟	۲۸۲

toobaa-elibrary.blogspot.com

	[illegible]	۲۸۳

ظہار

[illegible]	[illegible]	۲۸۳
[illegible]	[illegible]	۲۸۳
[illegible]	[illegible]	۲۸۳
[illegible]	[illegible]	۲۸۳
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]

حرمت مصاہرت

[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]

رضاعت

[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	۲۹۰
[illegible]	[illegible]	۲۹۰
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]

میراث

[illegible]	[illegible]	۲۹۱
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	۲۹۰
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	۲۹۳
[illegible]	[illegible]	۲۹۲
[illegible]	[illegible]	۲۹۳

نمبر شمار	عنوانات و مسائل	صفحہ
۵۱۹	[illegible]	۲۹۴
۵۲۰	[illegible]	۲۹۵
۵۲۱	[illegible]	۲۹۵
۵۲۲	[illegible]	۲۹۵
۵۲۳	[illegible]	۲۹۵
۵۲۴	[illegible]	۲۹۶
۵۲۵	[illegible]	۲۹۷
۵۲۶	[illegible]	۲۹۷
۵۲۷	[illegible]	۲۹۷

نواں باب

کتاب البیوع والمعاملات

نمبر شمار	عنوانات و مسائل	صفحہ
۵۲۸	[illegible]	۲۹۸
۵۲۹	[illegible]	۲۹۹
۵۳۰	[illegible]	۳۰۰
۵۳۱	[illegible]	۳۰۰
۵۳۲	[illegible]	۳۰۰
۵۳۳	[illegible]	۳۰۱
۵۳۴	[illegible]	۳۰۲
۵۳۵	[illegible]	۳۰۲
۵۳۶	[illegible]	۳۰۳
۵۳۷	[illegible]	۳۰۳

۵۳۹	[illegible]	۳۰۳
۵۴۰	کسی کے عوض دوسری فصل میں گیہوں لینا؟	۳۰۳
۵۴۱	خصم کی گرانی پر خوش ہونا اور اس کا انتظار کرنا؟	۳۰۴
۵۴۲	[illegible]	۳۰۴
۵۴۳	[illegible]	۳۰۴
۵۴۴	[illegible]	۳۰۵
۵۴۵	[illegible]	۳۰۵
۵۴۶	[illegible]	۳۰۵
۵۴۷	[illegible]	۳۰۵
۵۴۸	[illegible] بیع کی تحقیق	۳۰۶
۵۴۹	[illegible]	۳۰۶
۵۵۰	[illegible]	۳۰۶
۵۵۱	[illegible]	۳۰۹
۵۵۲	[illegible]	۳۰۹
۵۵۳	[illegible]	۳۱۰
۵۵۴	[illegible]	۳۱۰
۵۵۵	[illegible]	۳۱۱
۵۵۶	[illegible]	[illegible]
۵۵۷	[illegible]	[illegible]
۵۵۸	سنڈی لفافہ اور اسٹامپ کی [illegible] زیادتی کے ساتھ فروخت اور منی آرڈر کا حکم؟	۳۱
۵۵۹	روپے [illegible] سے کم یا زیادہ پیسے لینے کا حکم؟	۳۱۲
	اجارہ	
۵۶۰	کرایہ کے ایک مکان کے معاملہ میں فسخ اجارہ کا حکم؟	۳۱۲
۵۶۱	کرایہ کا مکان خالی کرانے کے لئے جبر کرنا؟	۳۱۳
۵۶۲	سود سے بچنے کے لئے مقررہ مدت سے پہلے مکان خالی کرالینا؟	۳۱۳
	جواب از حضرت مولانا گنگوہیؒ	۳۱۴
۵۶۳	کیا اپنے جائز حق کی وصولی کے لئے کذب [illegible] کی گنجائش ہے۔	۳۱۴
۵۶۴	[illegible] منصوری پیسے سے تبادلہ؟	۳۱۵
	رہن	
۵۶۵	[illegible] کا فائدہ [illegible] یا نہیں؟	۳۱۵
۵۶۶	شے مرہونہ سے نفع اٹھانے کا حکم؟	۳۱۶
۵۶۷	رہن سے نفع [illegible] ایک مسئلہ کی وضاحت	۳۱۶
۵۶۸	[illegible] کی چیز [illegible] فروخت [illegible]	۳۱۶
	ہبہ	
۵۶۹	[illegible] معاملہ کی شرعی تحقیق؟	۳۱۷
۵۷۰	[illegible] ایک معاملہ کی تحقیق؟	۳۱۷

toobaa-elibrary.blogspot.com

۵۷۱	مرض موت میں ہبہ کی [illegible] کا حکم؟	۳۱۷
۵۷۲	ہبہ کی ہوئی چیز واہب سے [illegible] لے سکتے ہیں؟	۳۱۸
۵۷۳	[illegible] ہبہ [illegible] چیز [illegible] واپس لے سکتے ہیں؟	۳۱۸
۵۷۴	ہبہ مشاع میں واہب سے وارث کا رجوع کرنا	۳۱۹
۵۷۵	ہبہ مشاع کی تفصیل میں اختلاف — ایک معاصر کی تحقیق	۳۲۰
۵۷۶	باپ نے اپنی زندگی میں اپنے بچوں کو ہبہ کر کے قبضہ کرا دیا تو اس میں کسی اور کا حق نہیں	۳۲۲
۵۷۷	اولاد کے حق میں ہبہ کے معتبر ہونے کی تفصیل	۳۲۲
۵۷۸	زکوۃ ساقط کرنے کے لئے ہبہ کے حیلہ کی تحقیق اور حکم؟	۳۲۳
	امانت	
۵۷۹	اگر امانت احتیاط کے باوجود ضائع ہو گئی تو اس کا تاوان؟	۳۲۴
۵۸۰	مال عاریت کے گم ہونے پر ضمان؟	۳۲۴
۵۸۱	[illegible] امانت رکھ کر بھول جائے تو یہ عذر نہیں	۳۲۵
	سود	
۵۸۲	رشوت دینا اور سود کا کاروبار	۳۲۵
۵۸۳	[illegible]	۳۲۶
۵۸۴	[illegible]	۳۲۶
۵۸۵	[illegible]	۳۲۷
۵۸۶	[illegible]	۳۲۷
۵۸۷	[illegible]	۳۲۷
۵۸۸	[illegible]	۳۲۸
۵۸۹	[illegible] دعوت قبول کرنی [illegible]	۳۲۸

احکام الاراضی

عشر اور متعلقہ مباحث ومسائل

۵۹۰	عشر کیا ہے اور یہ فرض ہے یا واجب؟	۳۲۹
۵۹۱	عشری زمین کونسی ہے جس پر عشر واجب ہوتا ہے؟	۳۲۹
۵۹۲	ہندوستان کی زمین عشری ہیں؟	۳۲۹
۵۹۳	ہندوستان کی زمین عشری ہیں یا خراجی نیز غلہ میں سے عشر کا حساب کئے بغیر مزدوروں کو غلہ دینا کیسا ہے؟	۳۲۹
۵۹۴	ہندوستان کی زمینیں عشری ہیں یا خراجی؟	۳۳۰

toobaa-elibrary.blogspot.com

۵۹۵	بٹائی کی صورت میں عشر مالک کے ذمہ ہے یا بٹائی والے کے؟	۳۳۰
۵۹۶	عشری زمین کا عشر کون دے گا؟	۳۳۱
۵۹۷	کیا کافروں سے خریدی گئی زمین خراجی ہے؟	۳۳۱
۵۹۸	عشر کی ادائیگی کس کے ذمہ ہے؟	۳۳۱
۵۹۹	عشر کل پیداوار پر ہے یا خرچہ نکال کر باقی ماندہ پر؟	۳۳۲
۶۰۰	عشر کے مصارف کیا ہیں اور اس کا مصرف کسے متعین کی گنجائش فرق کیا جاسکتا ہے؟	۳۳۲
۶۰۱	عشر قبل حصول خرچ کے وضع کر کے دیا جائے یا نہیں؟	۳۳۲
۶۰۲	کیا کاشتکار کے نقصان ہونے سے عشر ساقط ہو جاتا ہے	۳۳۲
۶۰۳	مال گزاری ادا کرنے سے عشر ادا ہو جاتا ہے؟	۳۳۲
۶۰۴	بارش اور نہروں سے سیراب کی جانے والی زمین پر عشر ہے یا نہیں؟	۳۳۲
	عشر کے متعلق حضرت ... کی تصدیق	۳۳۳
۶۰۵	مزارعت کی صورت میں عشر کس کے ذمہ ہے؟	۳۳۳
۶۰۶	ٹھیکے کی زمین میں عشر کی ترتیب	۳۳۳
۶۰۷	زمین ٹھیکہ پر دی گئی اس کا عشر کس کے ذمہ؟	۳۳۳
۶۰۸	باغ کا عشر مالک کے ذمہ ہے یا خریدار کے؟	۳۳۴
۶۰۹	... کے ... عشر ساقط نہیں ہوا؟	۳۳۵

اراضی کے متفرق احکام و مسائل

۶۱۰	کسی والی ریاست کی دی ہوئی زمین کی شرعی حیثیت؟	۳۳۵
۶۱۱	ایک والی حکومت کی طرف سے عطا کی ہوئی زمین کا حکم؟	۳۳۶
۶۱۲	ہندوستان میں زمین کے مالک ان پر قابض افراد ہیں	۳۳۶
۶۱۳	کھیتی میں شرکت کس طرح کی جاسکتی ہے؟	۳۳۷
۶۱۴	کاشتکار اور زمیندار کے معاہدہ کی طرفین کو پابندی ضروری ہے	۳۳۷
۶۱۵	معاہدے کے لوگوں پر جو بیگار مقرر ہے اس کی اور زمینداروں کے بعض نذرانوں کی شرعی حیثیت	۳۳۹
۶۱۶	کھیتی کے شرکاء نے اگر کمی زیادتی طے کرلی تو کیا یہ شرکت صحیح ہے؟	۳۳۹
۶۱۷	خودرو گھاس پر پابندی یا محصول لگانا صحیح نہیں	۳۳۹
۶۱۸	خودرو گھاس خشک لکڑی اور جھنڈ کس کی ملکیت ہے؟	۳۴۰
۶۱۹	موروثی کاشتکاری کے ناجائز ہونے کی تحقیق	۳۴۰
۶۲۰	موروثی کاشتکاری شرعاً بے اصل ہے	۳۴۳

toobaa-elibrary.blogspot.com

دسواں باب

کتاب الوقف

وقف، مساجد اور ان کے متعلقہ مسائل

مسئلہ نمبر	عنوانات مسائل	صفحہ
۴۲۱	[illegible]	۳۴۲
۴۲۲	جوئے میں جیتی ہوئی رقم سے مسجد بنانے کا حکم؟	۳۴۳
۴۲۳	جس مسجد میں حرام مال خرچ ہوا ہو اس میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟	۳۴۵
۴۲۴	شیعہ یا ہندوؤں [illegible] نماز پڑھنے [illegible] اور مسجد سے ان سے چندہ [illegible]	۳۴۵
۴۲۵	[illegible] زمین مسجد [illegible] اپنے پیسے [illegible]	۳۴۶
۴۲۶	اگر حلال آمدنی سے طوائف کا مکان خرید کر اس میں مسجد بنائی تو کیا حکم ہے؟	۳۴۶
۴۲۷	قربانی کی کھال کا صدقہ واجب ہے، اور اس کا مسجد کی تعمیر یا تنخواہ میں استعمال؟	۳۴۸
۴۲۸	نظریات کے اختلاف کی وجہ سے الگ مسجد بنانا صحیح نہیں	۳۴۱
۴۲۹	برادری [illegible] نکاح [illegible] مسجد [illegible]	۳۴۹
۴۳۰	[illegible]	۳۵۰
۴۳۱	[illegible]	۳۵۰
۴۳۲	[illegible]	۳۵۰
۴۳۳	اگر مسجد کی آمدنی اس کی ضرورت سے [illegible] مسجد میں اس کی [illegible]	۳۵۱
۴۳۴	جس نے مال صدقہ کرنے کی قسم کھائی مسجد میں خرچ کرے اور دینی کتابیں خریدے	۳۵۲
۴۳۵	مسجد سے ملحق مسجد کی زمین میں مدرسہ بنانے اور اس پر مسجد کی زائد آمدنی خرچ کرنے کا حکم؟	۳۵۲
۴۳۶	نقارہ بجانے کے لئے وقف شدہ جائیداد [illegible]	۳۵۳
۴۳۷	[illegible]	۳۵۴
۴۳۸	مسجد یا مسافر خانہ کی تعمیر کے لئے چندہ مانگنا اور اس میں سے اپنا خرچ نکال لینا؟	۳۵۳
۴۳۹	[illegible] متولی کی معزولی کا حکم؟	۳۵۴
۴۴۰	متولی وقف، ذاتی ضروریات کے لئے کس قدر رقم خرچ کرسکتا ہے؟	۳۵۵
۴۴۱	[illegible]	۳۵۶
۴۴۲	[illegible]	۳۵۶

فتویٰ نمبر	مندرجات و مسائل	صفحہ
[illegible]	[illegible]	٣٥٦
[illegible]	[illegible]	٣٥٦
[illegible]	[illegible]	٣٥٧
[illegible]	مسجد کا سامان ذاتی استعمال میں لانا؟	٣٥٧
[illegible]	مسجد کے تیل یا کسی اور چیز کا ذاتی استعمال کیسا ہے؟	٣٥٧
[illegible]	مسجد کا کنواں سے پانی گھر لے جانا کیسا ہے؟	٣٥٩
[illegible]	[illegible]	٣٥٩
[illegible]	[illegible]	٣٥٩
[illegible]	[illegible]	٣٥٩
[illegible]	[illegible]	٣٦٠
[illegible]	مسجد میں تھوکنے، ناک صاف کرنے [illegible]	٣٦١
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
٢٥٩	[illegible] مسجد میں [illegible]	٣٦١
٢٦٠	[illegible] مسجد میں [illegible]	٣٦١

گیارہواں باب

کتاب الحظر والاباحة

(۱)

حلال و حرام، پاک اور ناپاک چیزوں کا بیان

فتویٰ نمبر	مندرجات و مسائل	صفحہ
٢٦١	[illegible] کا حکم؟	٣٦٢
٢٦٢	[illegible] نکلنے کا کیا حکم ہے؟	٣٦٢
٢٦٣	[illegible] کا کیا حکم ہے؟	٣٦٢
٢٦٤	مرغی [illegible] رطوبت کا کیا حکم ہے؟	٣٦٢
٢٦٥	مرغی [illegible]	٣٦٣
[illegible]	[illegible]	٣٦٣
[illegible]	[illegible]	٣٦٣
[illegible]	[illegible]	٣٦٣
[illegible]	[illegible]	٣٦٣
[illegible]	[illegible]	٣٦٣

toobaa-elibrary.blogspot.com

۱۷۱	شوہر کے لئے بیوی کے پستان کو منہ میں لینا درست ہے مگر اس کا دودھ پینا؟	۳۶۴
۱۷۲	بعض حرام وحلال چیزوں، کھیلوں اور آداب کا تذکرہ	۳۶۴
۱۷۳	مرغی ذبح کرنے کے بعد اس کے پیٹ سے جو انڈے نکلیں ان کا حکم؟	۳۶۵
۱۷۴	ذبح شدہ مرغی کے پیٹ سے کچے انڈے نکلے ان کا کیا حکم ہے؟	۳۶۵
۱۷۵	مری ہوئی مرغی کے پیٹ سے نکلے ہوئے انڈے کا حکم؟	۳۶۵
۱۷۶	ذبح کے بعد ذبیحہ کے پیٹ سے جو بچہ نکلے اس کا کیا حکم ہے؟	۳۶۵
۱۷۷	مچھلی کے پیٹ سے نکلی ہوئی مچھلی کا کیا حکم ہے؟	۳۶۵
۱۷۸	مچھلی اگر گرمی یا سردی سے مر جائے تو کیا حکم ہے؟	۳۶۶
۱۷۹	گرمی یا سردی سے مری ہوئی مچھلی کی کس طرح تعیین ہو؟	۳۶۶
۱۸۰	طافی مچھلی کی پہچان کیا ہے؟	۳۶۶
۱۸۱	مردہ بکری کے پستان کے دودھ کا حکم؟	۳۶۶
۱۸۲	اگر نامعلوم کبوتر اپنے کبوتروں میں آجائے تو اس کے پکڑنے اور کھانے کا حکم؟	۳۶۶
۱۸۳	نامعلوم کبوتر سے اپنے کبوتر کی نسل پیدا ہوئی تو اس کا کیا حکم ہے؟	۳۶۶
۱۸۴	کوئی جانور [illegible] کا حکم؟	۳۶۷
۱۸۵	لاوارث بھینس کے پالنے اور اس کے دودھ کا کیا حکم ہے؟	۳۶۷
۱۸۶	ہندو جو جانور اپنے دیوتاؤں کے لئے نامزد کر کے چھوڑ دیتے ہیں اس کی تفصیل؟	۳۶۷
۱۸۷	طوطا حلال ہے	۳۶۸
۱۸۸	اوجھڑی انتڑی وغیرہ کھانے کا کیا حکم ہے؟	۳۶۸
۱۸۹	کیا شوافع کے نزدیک مور کا کھانا جائز نہیں؟	۳۶۸
۱۹۰	شریر جانور کا زبردستی دودھ نکال لینا؟	۳۶۹
۱۹۱	جانور کے بچے کو اس کی ماں سے علیحدہ کرنا؟	۳۶۸
۱۹۲	گھوڑے بیل وغیرہ کا خصی کرنا کیسا ہے؟	۳۶۸
۱۹۳	خچر کے لئے گھوڑے گدھے کو ملانا کیسا ہے؟	۳۶۸
۱۹۴	گائے بھینس دودھ نکالتے وقت اگر اس میں اپنی دم ڈال دے تو کیا حکم ہے؟	۳۶۹
۱۹۵	کچا لہسن پیاز کھانا صحیح ہے مگر اس کو کھا کر مسجد میں جانا؟	۳۶۹
۱۹۶	ناپاک لوگوں کے ہاتھ کا بنا ہوا گڑ وغیرہ استعمال کرنے کا حکم؟	۳۶۹
۱۹۷	حرام آمدنی والے کے ہاتھ اپنا سامان بیچنا؟	۳۶۹

[illegible]	[illegible]	۳۷۰
[illegible]	حرام مال میں ملی ہوئی حلال آمدنی سے [illegible]	۳۷۰
[illegible]	ناپاک شیرے یا تیل کی فروخت کا حکم؟	۳۷۰
[illegible]	جنہیں اسپرٹ کے دوا میں استعمال کا حکم؟	۳۷۰
[illegible]	دواؤں میں نشے والی چیزوں کا استعمال	۳۷۱
[illegible]	جو ہر شراب بھی حرام ہے؟	۳۷۱
[illegible]	شراب کے ناپاک ہونے کی وجہ؟	۳۷۱
[illegible]	[illegible]	۳۷۱
[illegible]	[illegible]	۳۷۲
[illegible]	[illegible]	۳۷۲
[illegible]	[illegible]	۳۷۲
[illegible]	[illegible]	۳۷۳
[illegible]	[illegible]	
[illegible]	[illegible]	۳۷۳
[illegible]	[illegible]	
[illegible]	[illegible]	۳۷۴

كتاب الحظر والاباحة

(۲)

مردوں اور عورتوں کے بعض مسائل

فتویٰ نمبر	مندرجات و مسائل	صفحہ
[illegible]	داڑھی کی کیا مقدار ضروری ہے؟	۳۷۵
[illegible]	ریش بچہ کے منڈوانے کا حکم؟	۳۷۵
[illegible]	کان کے پاس بڑھے ہوئے داڑھی کے بال تراشنے کا حکم	۳۷۵
[illegible]	بال کتوانا خط بنوانا کس دن افضل ہے؟	۳۷۵
[illegible]	مونچھوں کے تراشنے کی مقدار کیا ہے؟	۳۷۶
[illegible]	گلے کے بال منڈوانے کی حد اور وضو میں داڑھی کی حد	۳۷۶
[illegible]	سر کے کچھ بال منڈوانے اور کچھ بال رکھنے کا حکم؟	۳۷۶
[illegible]	ابرو اور پلک کے بال کاٹنے کا حکم؟	۳۷۶
[illegible]	[illegible]	۳۷۷
[illegible]	[illegible]	۳۷۷
[illegible]	[illegible]	۳۷۷
[illegible]	[illegible]	۳۷۷

toobaa-elibrary.blogspot.com

۷۲۵	موئے زیرناف کو قینچی سے کاٹنا اور اس سلسلہ میں حضرت شاہ عبدالعزیز کی دی گئی خواب کی تعبیر	۳۷۷
۷۲۶	موئے زہار کو چھپانے کا حکم؟	۳۷۸
۷۲۷	بال اور ناخن کا گندگی میں ڈالنے نیز ان کے متعلق چند احکام؟	۳۷۸
۷۲۸	مہندی اور سیاہ خضاب کا حکم؟	۳۷۸
۷۲۹	تیل کے سیاہ خضاب کا حکم؟	۳۷۸
۷۳۰	سرخ رنگ کے کپڑے استعمال کرنا کیسا ہے؟	۳۷۸
۷۳۱	مردوں کے لئے سرخ رنگ کے کپڑے کا حکم؟	۳۷۹
۷۳۲	ولایتی چھینٹ کا کیا حکم ہے؟	۳۷۹
۷۳۳	مرد کو سونے چاندی کی بوتام اور گھڑی کی زنجیر لینی کیسی ہے؟	۳۷۹
۷۳۴	مردوں کے لئے گھڑی کی چاندی کی زنجیر کا حکم؟	۳۸۰
۷۳۵	عورتوں مردوں کے لئے ایک دوسرے کی مشابہت کا حکم؟	۳۸۰
۷۳۶	کسی بیماری کی وجہ سے لوہے کی انگوٹھی پہننے کا حکم؟	۳۸۰
۷۳۷	تعویذ کے لئے چاندی یا تانبے کے خول کا حکم؟	۳۸۰
۷۳۸	دانتوں میں سونے چاندی کی میخ لگانے کا حکم؟	۳۸۰
۷۳۹	انگریزی بوٹ پہننے کا اور اس کی تجارت کا حکم؟	۳۸۰
۷۴۰	ہر قسم کا موزہ پہننا صحیح ہے؟	۳۸۱
۷۴۱	عورتوں کے لئے کون کون سے زیور نا جائز ہیں اور کون سے جائز؟	۳۸۱
۷۴۲	عورتوں کے لئے کس قسم کے زیور جائز ہیں؟	۳۸۱
۷۴۳	عورتوں کو ناک میں زیور پہننا؟	۳۸۱
۷۴۴	عورت کے لئے مسی لگانے کا حکم؟	۳۸۱
۷۴۵	کاجل لگانے کا حکم؟	۳۸۱
۷۴۶	گلٹ کا زیور پہننا جائز؟	۳۸۱

الحظر والاباحة

(۳)

۷۴۷	والدین کی عزت برادری کے اصولوں پر مقدم ہے	۳۸۲
۷۴۸	بعض برادریوں کی رسومات اور ان کی شرعی حیثیت؟	۳۸۲
۷۴۹	بازاری عورت رکھنے والے سے سلام و تعلقات رکھنا کیسا ہے؟	۳۸۳
۷۵۰	شخص مذکورہ بالا کی حمایت کرنے والے گنہگار ہیں	۳۸۳
۷۵۱	قبلہ رخ نا پاکی (گندگی) پھینکنے اور اس کا حکم؟	۳۸۴
۷۵۲	شیخ کو پردہ میں گفتگو کرنا کیسا ہے؟	۳۸۴
۷۵۳	استاذ سے بغیر پڑھے صحیح علاج کرنا	۳۸۴
۷۵۴	جنابت کی حالت میں کھانا کھانے کا حکم؟	۳۸۴

toobaa-elibrary.blogspot.com

۵۵ـ	[illegible]	۳۸۵
۵۶ـ	[illegible]	۳۸۵
۵۷ـ	[illegible]	۳۸۵
۵۸ـ	[illegible] کے سامنے کھائے؟	۳۸۵
۵۹ـ	[illegible] اصل نہیں؟	۳۸۵
۶۰ـ	[illegible] حیثیت [illegible]	۳۸۶
۶۱ـ	کیا ایک کی بیماری دوسرے کو لگ جاتی ہے اور اولاد میں باپ کے امراض کا اثر کیوں ہوتا ہے؟	۳۸۶
۶۲ـ	[illegible] ڈالنا کیسا ہے؟	۳۸۶
۶۳ـ	سات ستاروں کی تاثیر کا یقین؟	۳۸۷
	جانوروں سے متعلق چند مسائل	
۶۴ـ	[illegible] ساتھ پالنا؟	۳۸۷
۶۵ـ	[illegible] کیسا ہے؟	۳۸۷
۶۶ـ	گرم پانی سے کھٹملوں کا مارنا صحیح ہے؟	۳۸۷
۶۷ـ	[illegible]	۳۸۸
۶۸ـ	[illegible]	۳۸۸
۶۹ـ	[illegible]	۳۸۸
	چوری اور حد وغیرہ کے چند مسائل	
۷۰ـ	چوری کا سامان خریدنا جائز نہیں	۳۸۸
۷۱ـ	چوری کی ہوئی چیز [illegible] واجب ہے	۳۸۸
۷۲ـ	چوری [illegible] حد [illegible]؟	۳۸۹
۷۳ـ	چوری کی ہوئی چیز [illegible] کے استعمال میں [illegible] صدقہ [illegible]؟	۳۸۹
۷۴ـ	[illegible] قتل کا حکم	۳۸۹
۷۵ـ	[illegible] کا حکم	۳۸۹
	وعظ و نصیحت کے چند احکام و متعلقات	
۷۶ـ	وعظ مسجد اور [illegible] جگہ درست ہے	۳۹۰
۷۷ـ	وعظ و نصیحت کے لئے صلاحیت اور مطلوبہ قابلیت کیا ہے؟	۳۹۰
۷۸ـ	[illegible] ہو مگر محتاط اور باخبر ہو اس کو وعظ کہنا صحیح ہے؟	۳۹۱
۷۹ـ	واعظ میں [illegible]؟	۳۹۱
۸۰ـ	[illegible] وعظ سنانا جائز ہے	۳۹۲
۸۱ـ	وعظ [illegible] ہر وقت ہر ایک [illegible]	۳۹۲
۸۲ـ	واعظ کے [illegible] اور مصافحہ میں حرج نہیں	۳۹۷
	علم اور تعلیم سے متعلق چند مسائل و احکام	
۸۳ـ	علم [illegible] طلب علم کی ترغیب دی گئی ہے	۳۹۸
۸۴ـ	منطق و فلسفہ کی تعلیم ناپسندیدہ ہے	۴۰۲

toobaa-elibrary.blogspot.com

۸۵	[illegible] اسکول میں [illegible] کا حکم	۴۰۲
۸۶	انگریزی کا سیکھنا پڑھنا کس وقت جائز ہے؟	۴۰۳
۸۷	انگریزی پڑھنا بدعت ہوگا؟	۴۰۴

تقلید اور عدم تقلید کی شرعی حیثیت

۸۸	عوام کے لئے کسی ایک امام کی تقلید ضروری ہے	۴۰۵
۸۹	اس وقت ایک معین کی تقلید ضروری ہے	۴۰۵
۹۰	عوام کے لئے تقلید [illegible] ضروری ہے	۴۰۶
۹۱	چاروں مذاہب اہل حق ہیں ان پر طعن صحیح نہیں	۴۰۹
۹۲	کیا کوئی مذہب غیر مقلد تھا؟	۴۰۹
۹۳	مقلدین مشرک ہیں [illegible]	۴۱۰
۹۴	غیر مقلد کو مسجد یا نماز سے نکالنا صحیح نہیں	۴۱۰
۹۵	[illegible] مقبول اور معتبر علماء کا [illegible] وقت معتبر ہے	۴۱۰
۹۶	مسائل شریعت میں [illegible] اختلاف [illegible] اتفاق قابل اقتداء ہے اور [illegible] مطلب ہے؟	۴۱۱

سلوک واحسان

توبہ اور سلسل تصوف، بیعت، ذکر کے درجات اور متعلقہ عنوانات

۹۷	توبہ کی حقیقت کیا ہے؟	۴۱۳
۹۸	توبہ بار بار کرتا رہے	۴۱۳
۹۹	توبہ کی بار بار تجدید کرتے رہنا چاہئے	۴۱۴
۱۰۰	توبۂ نصوح کا مفہوم کیا ہے؟	۴۱۴
۱۰۱	توبہ کو بار بار توڑنے والے کا حکم؟	۴۱۴
۱۰۲	جس کام کے صوفیہ مجتہدین ہیں اس میں ان کی تقلید اور جس کے فقہاء مجتہدین ہیں اس میں ان کی تقلید کی جانی چاہئے	۴۱۵
۱۰۳	بیعت کے چاروں سلسلے صحیح ہیں	۴۱۶
۱۰۴	جو شخص کسی بزرگ سے متعلق توہین کے کلمات کہے اس کا حکم	۴۱۷
۱۰۵	اپنے پیر کے علاوہ سے کسی اور سے تبرکاً بیعت ہو؟	۴۱۷
۱۰۶	نسبت سلوک حاصل کئے بغیر کسی کو بیعت کرنا صحیح نہیں نیز وعظ و نصیحت کے آداب	۴۱۷
۱۰۷	دل [illegible] ذکر کرے تو اس وقت [illegible] سے محروم ہو جاتا ہے	۴۱۸
۱۰۸	توکل حقیقی کیا ہے؟	۴۱۹
۱۰۹	توکل کی ایک حدیث کا حوالہ	۴۱۹
۱۱۰	تعلیم و تدریس چھوڑ کر اوراد و اشغال میں مصروف ہونا صحیح نہیں	۴۱۹
۱۱۱	ہر وقت کی تسبیح میں کیا ہر مرتبہ درود شریف پڑھنا ضروری ہے؟	۴۲۱
۱۱۲	جہری ذکر جو [illegible] سے خالی ہو	۴۲۱
۱۱۳	فصل حرام میں مشغولیت کے وقت ذکر کرنا؟	۴۲۲

toobaa-elibrary.blogspot.com

۸۱۴	[illegible]	۴۲۳
۸۱۵	[illegible] کی تحقیق	۴۲۳
۸۱۶	[illegible]	۴۲۳
۸۱۷	[illegible]	۴۲۵
۸۱۸	[illegible]	۴۲۵
۸۱۹	[illegible] کی تحقیق	۴۲۶
۸۲۰	[illegible]	۴۲۷

جنات خواب اوران کے متعلقات

۸۲۱	ہڈی کو دانتوں سے توڑنے اور اس سے استنجاء کرنے کی ممانعت کی تحقیق؟	۴۲۸
۸۲۲	جنات کیا کیا کھاتے ہیں؟	۴۲۸
۸۲۳	[illegible]	۴۲۸
۸۲۴	[illegible]	۴۲۸
۸۲۵	[illegible]	۴۲۸
۸۲۶	[illegible]	۴۲۸
۸۲۷	[illegible]	۴۲۸

[illegible]

۸۲۸	[illegible]	۴۳۰
۸۲۹	ہر قسم کی تصویر بنانے کا ایک ہی حکم ہے	۴۳۰
۸۳۰	آتش بازی وغیرہ کا تماشہ دیکھنا حرام ہے	۴۳۱
۸۳۱	آتش بازی کے حرام ہونے اور عمدہ لباس اور کھانوں کے حرام نہ ہونے کی وجہ؟	۴۳۱
۸۳۲	زمین کے سات طبقوں کی کیوں وضاحت نہیں؟	۴۳۲
۸۳۳	بادل بجلی اور کڑک وغیرہ کے متعلق سائنس دانوں کے اقوال خلاف شریعت نہیں ہیں	۴۳۲

قبر، قیامت اوراحوال آخرت وغیرہ

۸۳۴	امت محمدیہ کا حساب وکتاب سب سے پہلے ہوگا	۴۳۳
۸۳۵	جنت میں داخلہ حساب کے بعد ہوگا	۴۳۳
۸۳۶	کیا جنت میں اپنے لواحقین کو پہچان سکیں گے؟	۴۳۳
۸۳۷	حضرت مہدی کے عاشورا کے دن ظاہر ہونے کی روایت کی تحقیق	۴۳۳
۸۳۸	[illegible]	۴۳۳
۸۳۹	[illegible]	۴۳۴
۸۴۰	[illegible]	۴۳۴
۸۴۱	[illegible] صحیح نہیں	۴۳۴

toobaa-elibrary.blogspot.com

۸۴۲	مسلمانوں کی روحوں کا جمعہ کی شب میں اپنے گھروں پر آنا ثابت نہیں	۴۳۴
۸۴۳	مردوں کی روحیں گھروں پر نہیں آتیں	۴۳۵
۸۴۴	ایسے واقعات صحیح نہیں جس میں کسی شخص کے مرنے کے بعد زندہ ہونے کی بات کہی جائے۔	۴۳۵

عیسائیوں اور غیر مسلموں کی ملازمت، ان کے ساتھ کاروبار اور ملک کی سیاست میں تعاون اور شرکت

۸۴۵	یہود ونصاریٰ کی ملازمت صحیح ہے مگر اس کی وجہ سے خلاف شریعت کام انجام دینا جائز نہیں	۴۳۶
۸۴۶	انگریزوں کی، ہندو رئیسوں کی اور عدالتوں کی ملازمت کا حکم؟	۴۳۷
۸۴۷	انگریزوں کی حکومت کی شرعی حیثیت اور ان کے ماتحت مسلمانوں کی ذمہ داری	۴۳۷
۸۴۸	عیسائیوں اور دوسری قوموں کے لباس کا حکم؟	۴۴۰
۸۴۹	یہود ونصاریٰ کو سلام میں بندگی وغیرہ کہنا؟	۴۴۰
۸۵۰	کانگریس میں شرکت اور سرسید احمد خاں کے ساتھ تعاون کا حکم؟	۴۴۰
۸۵۱	کافروں کے گھر کا اور ان کا پکایا ہوا کھانا کھانا؟	۴۴۱
۸۵۲	ہندوؤں کے تہواروں کے موقع پر ان سے کچھ لینے دینے کا حکم؟	۴۴۱
۸۵۳	مسلمانوں کی ہندو کے تہواروں میں شرکت اور ان کا کھانا کھانے کا حکم؟	۴۴۲
۸۵۴	ہندوؤں کے میلوں اور عرس میں دکانیں لگانا صحیح نہیں	۴۴۲
۸۵۵	غیر مسلموں کے تہواروں کے موقع پر ان سے ہدیہ قبول کرنا کیسا ہے؟	۴۴۳
۸۵۶	ہندوؤں کے مذہبی میلوں کی سیر کرنا اور اسکو اچھا سمجھنا	۴۴۳
۸۵۷	غیر مسلموں کے مجمع میں سیر وتفریح کے لئے جانے کا اور خرید فروخت کرنے کا حکم	۴۴۵
۸۵۸	رام لیلا وغیرہ میں چندہ دینا گناہ کبیرہ ہے	۴۴۶
۸۵۹	غیر مسلم کے گھر میں بیوہ عورت رکھنے کے معاملہ میں گواہی اور شرکت کا حکم؟	۴۴۶
۸۶۰	سفید مرغ اور سیاہ گائے کو ہندوؤں کے ہاتھ بیچنا کیسا ہے؟	۴۴۷
۸۶۱	ہندو اگر کسی مسلمان سے عطر وغیرہ کوئی چیز مورتی پر چڑھانے کے لئے خریدے تو کیا حکم ہے؟	۴۴۷
۸۶۲	اگر کسی مسلمان سے ہندو کوئی چیز خریدتا ہے اور وہ اس کو بتوں پر چڑھائے گا تو یہ فروخت کرنا جائز ہے یا ناجائز؟	۴۴۷
۸۶۳	غیر مسلم کی نذر کا جانور اللہ کا نام لے کر ذبح کرنا اور اس کی اجرت لینا؟	۴۴۷
۸۶۴	ہندوؤں کے ساتھ شرکت معاملات وسیاست کا کیا حکم ہے؟	۴۴۷

toobaa-elibrary.blogspot.com

[illegible]	حضرت مولانا [illegible] کا ایک مشہور [illegible] قول [illegible]	۴۸۱
۸۶۵	[illegible]	۴۸۲

بارہواں باب

کتاب العلم والتحقیق

"تجوید وقرأت اور متعلقات قرآن کریم"

۸۶۶	[illegible]	۵۰۲
۸۶۷	[illegible]	۵۰۲
۸۶۸	[illegible]	۵۰۳
۸۶۹	[illegible]	۵۰۵
۸۷۰	[illegible]	۵۰۷
۸۷۱	[illegible]	۵۰۷
۸۷۲	[illegible]	۵۱۰
۸۷۳	ولو بسری [illegible] قرأت [illegible]	۵۱۰
۸۷۴	[illegible]	۵۱۲
۸۷۵	[illegible]	۵۱۳
۸۷۶	بسم اللہ قرآن کریم کا جزء ہے یا نہیں؟	۵۱۳
۸۷۷	سورۂ ملک کا توریت میں نازل ہونا کس حدیث میں ہے؟	۵۱۳
۸۷۸	آیت شریفہ یوم یکشف عن ساق کا کیا مطلب ہے؟	۵۱۳
۸۷۹	ان بعض الظن اثم میں بعض کی قید کیوں لگائی ہے؟	۵۱۳
۸۸۰	وحمله وفصاله ثلاثون شهرا کا کیا مطلب ہے؟	۵۱۴
۸۸۱	حمامسنون میں عناصر اربعہ کیسے پیدا ہو گئے؟	۵۱۴
۸۸۲	ہاروت و ماروت کا قصہ کس حد تک صحیح ہے؟	۵۱۴
۸۸۳	سورتوں کے فضائل میں انعامی ثواب [illegible]	۵۱۵
۸۸۴	[illegible] کے گھر میں ختم قرآن کیسا ہے؟	۵۱۵
۸۸۵	قرآن پاک پڑھتے ہوئے تسبیح اور ذکر میں مشغول ہونا؟	۵۱۶
۸۸۶	اگر قرآن شریف ہاتھ سے گر جائے تو اس کے بدلہ میں صدقہ کرنا؟	۵۱۶
۸۸۷	قرآن کی جلد [illegible] میں رکھنا؟	۵۱۶
۸۸۸	قرآن شریف پر [illegible]	۵۱۶
۸۸۹	[illegible] ایصال ثواب کے لئے [illegible] میں قرآن شریف پڑھوانا؟	۵۱۷
۸۹۰	[illegible] ثواب ہے	۵۱۷

toobaa-elibrary.blogspot.com

۸۹۱	ہندو کو آیات قرآنی کا تعویذ دینے کا حکم؟	۵۱۷
۸۹۲	جس قرآن مجید پر کپڑے کی چولی چڑھی ہوئی ہو، اس کو بے وضو ہاتھ لگانا؟	۵۱۷
۸۹۳	قرآن شریف کی منسوخ التلاوۃ آیتوں اور احادیث قدسی کو جنابت کی حالت میں یا بغیر وضو کے چھونے کا حکم؟	۵۱۷
۸۹۴	جس کاغذ پر قرآن شریف کی آیت لکھی ہوئی ہے، اس کا جلانا؟	۵۱۸
۸۹۵	جس کاغذ پر قرآن شریف کی آیات یا حدیث لکھی ہوں ان کا جلانا؟	۵۱۸
۸۹۶	سجدۂ تلاوت میں طہارت شرط ہے	۵۱۸
۸۹۷	ڈھیلے سے استنجا کرتے وقت قرآن کریم کی تلاوت اور اذکار کا حکم؟	۵۱۹
۸۹۸	اگر جنبی آیت پڑھ کر پھونک دے تو کیا حکم ہے؟	۵۱۹
۸۹۹	جنبی بچوں کو قرآن کریم کے ہجے کرا سکتا ہے یا نہیں؟	۵۱۹
۹۰۰	جنبی کو بسم اللہ پڑھ کر کھانا کھانا؟	۵۱۹
۹۰۱	حائضہ اور نفاس والی عورتوں کے قرآن مجید کو ہاتھ لگانے کا حکم؟	۵۱۹
۹۰۲	حالت جنابت میں ذکر کی نیت سے اور تلاوت کی نیت سے قرآن شریف پڑھنے میں کیا فرق ہے؟	۵۲۰
۹۰۳	فرشتوں کو قرآن پاک کے سننے کا شوق؟	۵۲۰
۹۰۴	لوح محفوظ کا عرش سے اوپر ہونا ثابت نہیں	۵۲۰
۹۰۵	فرشتوں کو سہو ونسیان ممکن نہیں	۵۲۱
۹۰۶	عشاء کے بعد سورۂ دخان اور سورۂ ملک نماز میں یا بغیر نماز کے پڑھنا، کیا بہتر ہے؟	۵۲۲
۹۰۷	اعراف کی تحقیق؟	۵۲۲
۹۰۸	سماوات و ارض میں تعارض نہیں ہوتا ثبت و نفی میں ہوتا ہے	۵۲۲

احادیث شریفہ سے متعلق چند مباحث

۹۰۹	صحیح مسلم کی ایک روایت کی نحوی ترکیب؟	۵۲۳
۹۱۰	صحیح مسلم کی حدیث کتب الذی قبل الاول کا مطلب؟	۵۲۴
۹۱۱	اساف و نائلہ سے متعلق روایت کی تحقیق؟	۵۲۴
۹۱۲	حدیث لا یقتل قرشی کے معنی؟	۵۲۵
۹۱۳	علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کا مفہوم؟	۵۲۵
۹۱۴	والنخل باسقات لہا کے معنی؟	۵۲۶
۹۱۵	سجدۂ شمس تحت العرش کی حدیث کا مفہوم کیا ہے؟	۵۲۶
۹۱۶	صفت ضحک کی حدیث کا مطلب؟	۵۲۷
۹۱۷	سورج، چاند گرہن کے متعلق دار قطنی کی ایک حدیث کی تحقیق	۵۲۷
۹۱۸	حضرات شیخین کو جنت کے بوڑھوں کا اور حسنین کو جنت کے جوانوں کا سردار فرمایا گیا ہے اس کی وجہ؟	۵۲۸
۹۱۹	اللہم اغفرلی ان شئت کی وضاحت؟	۵۲۸
۹۲۰	حدیث میں کعبہ کی بے حرمتی کرنے والے مینڈھے سے کون مراد ہے	۵۲۹

[illegible]

حضرت مولانا [illegible]

[illegible]

کے چند شبہات واعتراضات کے جواب

[illegible]

toobaa elibrary blogspot com

حصہ دوم

سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ضمیمہ اولیٰ باقیات فتاوی رشیدیہ

[illegible] رشید احمد گنگوہی [illegible] قلمی مجموعوں میں موقع بموقع شامل ہیں اور حضرت [illegible]

(نور)

نمبر	مضامین	صفحہ
۴۶۲	[illegible]	۵۵۵
۴۶۳	[illegible]	۵۵۶
[illegible]	[illegible]	۵۵۹
[illegible]	[illegible]	۵۵۹
[illegible]	[illegible]	۵۵۹
[illegible]	[illegible]	۵۶۰
[illegible]	[illegible] آیت وغیرہ لکھنا؟	[illegible]
[illegible]	حیلہ اسقاط بے اصل و بدعت ہے	[illegible]
[illegible]	دفن کے بعد مردہ کے مکان پر واپس آ کر [illegible] کا حکم؟	[illegible]
[illegible]	قبر میں مٹی پڑھ کر رکھنا بے اصل ہے	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	۵۶۸
۴۷۸	ارشاد الطالبین میں درج چند بے اصل باتیں	۵۶۹
	سوال (۱)	
	سوال (۲)	
	سوال (۳)	
	سوال (۴)	
	سوال (۵)	
	سوال (۶)	
	سوال (۷)	
۴۷۹	عورتوں کو پڑھنا لکھنا سکھانے اور انگریزی اسکول میں پڑھانے کا حکم؟	۵۷۳
	تحقیق انعقاد محفل مولد شریف و زکوۃ وغیرہ [نقل خط جناب مولانا محمد قاسم صاحبؒ]	
۴۸۰	انعقاد محفل میلاد کی شرعی حیثیت؟	۵۷۶
۴۸۱	محفل میلاد کا شرعی حکم؟	۵۷۹
۴۸۲	ایک خود ساختہ اصول سے میلاد و قیام [illegible]	۵۸۱
۴۸۳	[illegible] میلاد کی صفت؟	۵۸۲
۴۸۴	[illegible] محفل میلاد کی حقیقت	۵۸۲
۴۸۵	[illegible]	۵۸۳
۴۸۶	شب برأت میں حلوا وغیرہ پکانا، تقسیم کرنا اور اس کو ضروری سمجھنا؟	۵۸۵
۴۸۷	فاتحہ مروجہ بدعت و بے اصل ہے	۵۸۹
۴۸۸	من سن سنۃ حسنۃ کا مفہوم کیا ہے؟	۵۹۰

toobaa-elibrary.blogspot.com

توثیق

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب

سابق جسٹس شریعت ایپلانٹ بنچ سپریم کورٹ آف پاکستان ....دار العلوم کورنگی کراچی

الحمدلله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا محمد النبي الكريم وعلى آله وصحبه اجمعين.

أما بعد: قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ کو، اللہ تعالیٰ نے تفقہ کا وہ اعلیٰ مقام عطا فرمایا تھا کہ وہ اپنے دور میں ''ابو حنیفہ عصر'' کے لقب سے معروف تھے۔ امام العصر حضرت علامہ انور شاہ شاہ صاحب کشمیری علامہ ابن عابدین شامی صاحب ردالمحتار کو ''فقیہ النفس'' قرار دینے میں تأمل فرماتے تھے لیکن حضرت گنگوہی قدس سرہ کو بلا تأمل ''فقیہ النفس'' فرمایا کرتے تھے۔ آپ کے فتاویٰ کا ایک مجموعہ ''فتاویٰ رشیدیہ'' کے نام سے شائع ہوا ہے، لیکن وہ ایک مختصر مجموعہ ہے، جس میں حضرتؒ کے فتاویٰ کا بہت بڑا حصہ شامل نہیں ہوسکا، حضرتؒ کے دوسرے فتاویٰ مختلف جگہوں پر منتشر تھے، اور ان سے استفادہ بہت مشکل تھا۔

برادر محترم جناب مولانا نور الحسن راشد صاحب زید مجدہم کو پوشیدہ علمی خزانے منظر عام پر لانے کا، اللہ تعالیٰ نے ذوق بھی عطا فرمایا ہے، اور اس کام کے سلیقے سے بھی بہرہ ور فرمایا ہے۔ انہوں نے اس کتاب میں حضرت گنگوہی قدس سرہ کے وہ فتاویٰ جمع فرمائے ہیں، جو فتاویٰ رشیدیہ میں شامل نہیں ہیں۔ ان میں سے ایک بڑی تعداد تو ان فتاویٰ کی ہے، جو خود حضرتؒ کے قلم سے لکھے ہوئے دریافت ہوئے اور بہت سے وہ ہیں جو حضرتؒ کے شاگردوں یا منتسبین نے، اپنے پاس محفوظ رکھے ہوئے تھے، اور کچھ وہ ہیں جو دوسری کتابوں میں شائع ہوئے ہیں، فاضل مرتب نے ان تمام فتاویٰ کو بڑی محنت سے یکجا کر کے، ان کی تبویب فرمائی، اور ان پر عنوانات قائم کئے ہیں، اور جہاں کسی وضاحت یا اضافے کی ضرورت تھی، یا حوالوں کی تخریج درکار تھی، وہاں حاشیہ پر تشریحی نوٹس کا اضافہ فرمایا ہے، اس طرح یہ کتاب حضرت گنگوہی قدس سرہ کے ان فتاویٰ کا مستند مجموعہ ہے، جو فتاویٰ رشیدیہ میں شائع نہیں ہوسکے تھے۔ فاضل مرتب اس خدمت پر علمی دنیا کی طرف سے مبارکباد اور قدردانی کے مستحق ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اس خدمت کو قبول فرما کر، امت کے لئے نافع بنائیں اور اہل علم کو اس سے استفادہ کی توفیق مرحمت فرمائیں۔ آمین وللہ الحمد اولاً و آخراً۔

بندہ
محمد تقی عثمانی عفی عنہ
دار العلوم کراچی ۱۴
۱۰/محرم الحرام ۱۴۲۹ھ

toobaa-elibrary.blogspot.com

کلماتِ خیر وبرکت

حضرت مولانا مفتی افتخار الحسن صاحب کاندھلوی مدظلہ العالی

حامدا ومصلیا ومسلما امابعد [illegible] حضرت اقدس حضرت مولانا رشید احمد محدث گنگوہی قدس اللہ سرہ العزیز کا نام [illegible] کے علماء مشائخ اور اساتذہ فقہ وحدیث میں [illegible] اونچے مقام اور مرتبے [illegible] جو [illegible] حضرت مولانا [illegible] علمی یادگاروں میں [illegible] بہت ہی [illegible] قدر [illegible] حدیث وفقہ کے [illegible] جاننے [illegible] تحقیق [illegible] نظر میں اضافہ اور [illegible] کا بہت بڑا اور نہایت کامیاب ذریعہ ہیں۔

[illegible] حدیث [illegible] شیخ الحدیث حضرت مولانا [illegible] کاندھلوی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے مبارک قلم [illegible] عجیب [illegible] سے فائدہ اٹھا رہے ہیں [illegible] مجموعہ ہے جو فتاویٰ رشیدیہ کے نام سے مشہور [illegible] نہایت مفید [illegible] اور حضرت [illegible] فتاویٰ تھے جو [illegible] چھپے نہیں تھے [illegible] تھے یہ کتاب [illegible] فتاویٰ کا یہ نیا تازہ مجموعہ ہے جو باقیات فتاویٰ رشیدیہ کے نام سے [illegible] شائع ہو رہا ہے۔

یہ مجموعہ [illegible] اپنے شوق کوشش [illegible] ادارے بے نظیر علمی [illegible] اچھے طریقہ پر [illegible] آخرت [illegible]

بندہ افتخار الحسن کاندھلوی

[illegible] ۱۴۳۳ھ

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

تصدیق و تعلیق

حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری، مدظلہم
صدر المدرسین شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند

[illegible]

[illegible]

[illegible]

غایت درجہ ایجاز سے مگر وہ غور سے پڑھی جائیں تو ان شاء اللہ مقصد حاصل ہو جائے گا۔ اسی طرح بعض فتاویٰ حضرت کے خطوط سے لئے گئے ہیں خاص طور پر ان مکاتیب سے جو حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری (صاحب بذل المجہود) کے نام ہیں، وہ بیشتر شکایات کے جواب ہیں، مگر چونکہ شکایات سامنے نہیں، اور بات مختصر ہیں اس لئے بعض جگہ ناقابل فہم ہو گئے ہیں، حواشی میں ان جگہوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت قدس سرہ کو امت کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائیں اور ہمارے مولانا کاندھلوی کو دارین میں بہترین صلہ عطا فرمائیں کہ انہوں نے بڑی محنت سے یہ قیمتی سوغات تیار کی ہے، جس کی تفصیل وہ خود بتائیں گے۔ میں نے جب بعض جگہوں میں فتاویٰ کو اصل مخطوطہ سے ملا کر دیکھا تو مجھے مولانا کاندھلوی کی محنت کا اندازہ ہوا، تحقیق تخریج کو پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ مولانا کاندھلوی کتنی پتہ ماری سے کامیاب گزرے ہیں۔ فالحمد للہ بحمد اولاً و آخراً وصلی اللہ علی النبی الکریم والحمد للہ رب العالمین

مرتبہ

سعید احمد عفا اللہ عنہ پالن پوری

خادم دارالعلوم دیوبند

۲۲ شعبان ۱۴۲۹ھ

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

تحسین سخن شناس

حضرت مولانا اعجاز احمد صاحب اعظمی ...... مدرسہ شیخوپور، اعظم گڑھ

نحمده ونصلي على رسوله الكريم

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معروضاتِ مؤلف

نور الحسن راشد کاندھلوی

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی لا سیما علی سیدنا المصطفی وعلی آلہ واہل بیتہ وأزواجہ وذریتہ ... واصحابہ نجوم الہدی اما بعد [illegible]

[illegible]

میرے اس شوق کا، یہاں کاندھلہ میں میرے بچپن کے قرآن مجید کے ایک استاد مولانا کامل بیگ صاحب کو بھی علم تھا اور مولانا کے ہمارے بزرگوں سے کئی پشتوں سے بہت قریبی اور گہرے روابط و مراسم تھے، مولانا نے ایک دن مجھے اپنے گھر بلایا فرمایا اور اپنے خاندان کے ایک بزرگ حافظ اللہ دیا مرحوم اور ان کے ایک ہم وقت رفیق ... مرزا الٰہی بخش گورکانی دہلوی کے نام حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی اور حضرت مولانا گنگوہی کے بعض ... عنایت فرمائے، راقم نے ان میں سے فارسی خطوط کا ترجمہ کیا، ان پر حاشیے لکھے اور اس مجموعہ کو تبرکات کے نام سے ۱۳۸۹ھ/۱۹۶۹ء میں شائع کر دیا، یہ مجموعہ مکتوبات و تبرکات طباعت کے غالباً چھ سات سال بعد مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی کے مطالعہ سے گذرا، مفتی صاحب نے ایک حاضری کے موقع پر اس مجموعہ کے لئے پسندیدگی کے کلمات کہے اور فرمایا "حضرت گنگوہی کی کچھ تحریریں آنبہ میں بھی تو تھیں"

آنبہ، نانوتہ اور گنگوہ کے درمیان میں آباد ایک چھوٹا سا گاؤں ہے اور چند سال پہلے تک ایسا تھا کہ وہاں جانے کے لئے سواری بھی آسانی سے نہیں ملتی تھی، بہر حال مفتی صاحب تو یہ فرما کر خاموش ہو گئے اور مجھے ایک خلش سی لگ گئی کہ وہاں کیا چیزیں تھیں، اب بھی ہوں گی یا نہیں، ان کے لئے کس سے معلوم کیا جائے۔ تذکرۃ الرشید پڑھی تھی، اس میں آنبہ کے حضرت مولانا کے ایک خاص نیازمند، حافظ ظہیر حسین صاحب کا کئی موقعوں پر تذکرہ آیا ہے، خیال ہوا حضرت کی یہ چیزیں شاید انہیں کے یہاں ہوں، مگر ان کی وفات پر مدت گزر گئی، ان کا وارث کون ہے، کیسے اور کس سے معلوم ہو، نہ آنبہ میں کسی سے واقفیت نہ معلومات کا کوئی ذریعہ:

كيف الوصول الى سعاد ودونها ‏ قلل الجبال ودونهن حتوف

مگر امید کا چراغ روشن اور جستجو کا عمل جاری رہا، بالآخر مجھے دو تین سال کے بعد پتہ چلا کہ ظہیر حسین صاحب مرحوم کے پوتے لئیق محمد خاں صاحب ہیں، جو آنبہ میں موجود ہیں، خیال ہوا چونکہ تعارف نہیں ہے مگر جا کر ملاقات کرنی چاہئے، اس ارادہ سے آنبہ کی قریب ترین بستی، نانوتہ دو تین مرتبہ گیا مگر قسمت سے ایک مرتبہ بھی آنبہ جانا نہیں ہوا، ایک مرتبہ راستہ خراب ہونے کی وجہ سے وہاں ہر طرح کی سواریوں کا آنا جانا بند تھا، ایک مرتبہ راستے میں معلوم ہوا کہ وہ صاحب گاؤں میں نہیں ہیں، کہیں سفر میں گئے ہوئے ہیں، اس لئے سفر ناکام رہا، مقصد پورا نہیں ہو سکا۔ ... بہت دنوں کے بعد سنا کہ ان صاحب کا کاندھلہ میں کسی کے یہاں کبھی کبھی سال دو سال میں ایک مرتبہ آنا ہوتا ہے، ان صاحب سے ملا، انہوں نے اس اطلاع کی تصدیق کی اور بتایا کہ اس مرتبہ جب ان کا آنا ہوگا میں اطلاع دوں گا، چنانچہ شاید دو تین مہینوں کے بعد ان صاحب نے اطلاع دی کہ وہ آنبہ والے صاحب ہفتہ دس دن کے بعد فلاں موقع سے یہاں کاندھلہ آنے والے

toobaa-elibrary.blogspot.com

اور حل کرنے سے پہلے سے دریافت اور نقل شدہ نسخوں کے ساتھ شامل کر کے اس کی نئی ترتیب کا کام کیا گیا ہے۔ ہر ایک جواب کو اس کے مضمون و ضروریات کے لحاظ سے مرتب کر کے اس مسودہ میں درج کیا، جو اس مجموعہ کے لئے پہلی تحریری منزل میں تھا مگر چونکہ قلمی نسخوں کا علم بہت دیر اور لمبے وقفوں کے بعد ہوا تھا پھر ان کی معلومات سے جو ان کا حاصل کرنا گویا ایک بڑی مہم کا سر کرنے کے برابر کام تھا اس لئے ایک سوال کی دریافت سے دوسرے سوال کی یافت کے درمیان میں بہ وقفہ کبھی بعض مہینوں بلکہ سال لگ جاتے تھے اور اس دوران یہ مسودہ مجموعہ بڑھتا جاتا تھا اسی طرح جب چودہ پندرہ سال کی مسلسل جدوجہد کے بعد یہ تمام فتاویٰ اور مجموعے ایک بڑی کتاب کی صورت میں نقل اور مرتب ہو گئے اس وقت ان پر حاشیے لکھے، بعض مراجع اور اصول سے مطابقت کرنے، بعض اہم پہلوؤں کی وضاحت کرنے کی کوشش کی گئی۔ اس مجموعہ کے اصل ماخذ تو حضرت مولانا کے دست خاص لکھے ہوئے تھے، وہ فتوے ہیں جو رسالے چھپے ہوئے اور جو ان کے نیز حضرت کی حیات میں مرتب حضرت مولانا کے فتاویٰ کے چند مجموعے اور فتاویٰ وہ ہیں جن میں سے اکثر حضرت مولانا کی حیات میں (وفات ۱۳۲۳ھ ۱۹۰۵ء) مختلف مطبوعات کی چھوٹی بڑی تالیفات و رسائل میں چھپ چھپ کر شائع ہو چکے تھے اور بظاہر کوئی وجہ نہیں کہ ان میں سے کسی فتوے کی اصلیت و استناد پر شک کیا جائے اس لئے ان سب کو بھی زیر نظر فتاویٰ میں شامل کیا گیا ہے۔

مذکورہ ماخذ میں جو مجموعے ہیں وہ مستقل مجموعے ہیں، ان کا تعارف آئندہ صفحات میں آ رہا ہے۔ یہاں دہرانے کی ضرورت نہیں اور حضرت کے قلم سے نوشتہ جو علیحدہ علیحدہ فتوے ہیں، ان میں ہر ایک کا تعارف "قلمی نسخوں" کے تحت نیز ضروری مخصوص والا نام ان میں سے ہر ایک کا حوالہ اس فتوے کے تحت لکھ دیا ہے۔ جو فتوے علیحدہ علیحدہ مختلف تالیفات و رسائل میں شامل ہیں، ان کی بھی لمبی فہرست تھی، اس لئے ان کا بھی یہاں تذکرہ نہیں کیا جا رہا، ان میں سے ہر ایک کا حوالہ اپنے اپنے موقع پر آئے گا، تاہم ان میں سے دو تالیفات ایسی ہیں کہ ان کا ذکر کرنا یہاں مناسب ہوگا۔

① **لطائف رشیدیہ**: یہ حضرت مولانا کے فتاویٰ کا ایک مختصر مگر نہایت نایاب مجموعہ ہے، جس کو حضرت کے کسی متوسل نے جمع کیا تھا اور مولانا عاشق الٰہی میرٹھی نے مطبع خیر المطابع میرٹھ سے شائع کرا دیا تھا۔ اس پر سنِ طباعت درج نہیں بلکہ قرائن سے ۱۳۱۰ھ معلوم ہوتا ہے۔ غالباً یہ حضرت مولانا کے فتاویٰ کا سب سے پہلا مطبوعہ مجموعہ ہے۔

اس مجموعہ فتاویٰ کا ایک مختصر مگر نہایت اہم ضمیمہ بھی ہے، اس میں ہندوستان کی اراضی میں عشر و خراج کے مسائل پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ یہ ضمیمہ حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوری کے مرتب سوالات کے جواب میں ہے۔ اس کو حضرت مولانا رائے پوری کے ایک نامور خلیفہ و متوسل اور برصغیر کے بہت بڑے خادم قرآن کریم (نورانی قاعدہ کے مولف) مولانا نور محمد لدھیانوی

toobaa-elibrary.blogspot.com

اس مجموعہ میں فتاوی رشیدیہ کے معروف ومطبوعہ نسخوں میں شامل فتوے۔ اس مجموعہ [باقیات فتاوی رشیدیہ] شامل نہیں، کوشش کی گئی ہے کہ ایسے فتاوی اس میں جگہ نہ پائیں مگر دو طرح کے فتوے اس سے مستثنی ہیں

الف: وہ آٹھ یا دس فتوے اگرچہ فتاوی رشیدیہ میں شامل ہیں مگر یہ ان مجموعوں سے لئے گئے ہیں، جو غیر متعارف، اور زیر نظر مجموعہ کے بنیادی ماخذ میں شامل ہیں۔ مثلاً چھ سات فتوے، جو مجموعہ فرخ آباد کے ایک سلسلہ سوالات وجوابات سے لئے گئے ہیں، چنانچہ اس مجموعہ میں بھی ہیں کہ، ان کو حذف کرنے کی وجہ سے مجموعہ فرخ آباد کے مندرجات کی ترتیب متاثر ہوسکتی تھی، اس لئے ان کو باقیات فتاوی رشیدیہ میں باقی رکھا گیا ہے۔ یہیں وہ چند فتاوی جو مجموعہ فرخ آباد سے فتاوی رشیدیہ میں نقل اور شامل کئے گئے مگر فتاوی رشیدیہ میں شامل متن اور مجموعہ فرخ آباد کی اصل میں واضح فرق اور اختلاف ہے، اس اختلاف یا کمزوری کے مشاہدہ کے لئے درج کئے جارہے ہیں، تجربہ نے بتایا کہ فتاوی رشیدیہ میں موجود فتاوی کی اگر قدیم اصل موجود ہو تو اس سے مقابلہ اور تصدیق وتحقیق ہونی چاہئے۔

ب: چند وہ فتاوی بھی باقیات میں شامل ہیں، جو اگرچہ فتاوی رشیدیہ میں موجود ہیں مگر پیش نظر قلمی مجموعوں اور قدیم خطی ماخذ میں درج، ان کے متن اور فتاوی رشیدیہ میں شامل نقل میں، کچھ چھوٹا یا بڑا مگر واضح اختلاف ہے، اس وجہ سے قدیم نسخوں کو زیادہ معتمد اور قریب العہد نقل سمجھتے ہوئے، باقیات کا بھی حصہ بنایا گیا ہے۔

مطبوعہ فتووں میں سے وہ فتاوی بھی باقیات فتاوی رشیدیہ میں درج نہیں کئے گئے، جو اگرچہ فتاوی رشیدیہ کی طباعتوں میں موجود نہیں مگر معلوم ومطبوعہ اور عملاً پڑھنے والوں کی دسترس میں ہیں، مثلاً وہ فتوے جو تذکرۃ الرشید [تالیف مولانا عاشق الہی میرٹھی] میں نقل ہوئے ہیں، یا حضرت کے مکتوبات کے مجموعوں میں ضمناً آگئے ہیں، ان کو اس میں نہیں لیا گیا مگر جس کسی کا کسی اور حوالہ یا فتوے کی وجہ سے اندراج ضروری ہوگیا تھا، اس کے شامل کرنے میں تکلف نہیں ہوا۔ لیکن جو فتاوی مطبوعہ نہیں نایاب وکم یاب ہیں، ان کو جہاں تک میری دسترس میں آئے، اس مجموعہ میں لے لیا ہے۔ کہ ان میں ایک ایک فتوے کی تلاش اور اس تک رسائی، ایک مستقل سفر تھا۔

درج بالا دونوں قسم کے فتاوی کے شمار کا موقع نہیں ہوا، مگر اندازہ یہ ہے کہ اس طرح کے جملہ فتاوی اٹھارہ بیس سے زائد نہ ہوں گے۔

بہرحال راقم سطور کو برسوں کی تلاش وجستجو میں جو کچھ حاصل ہوسکا اور اس کی جو بھی بہتر سے بہتر صورت وترتیب ذہن میں آئی، اس کو عمل میں لانے کی کوشش کی گئی ہے۔

یہ کہنا تو آسان نہیں ہے کہ یہ کاوش وکوشش کس درجہ مفید اور قابل پذیرائی ہوگی، تاہم راقم سطور کی معمولی لیاقت واستعداد کی روشنی میں جو کچھ ہوسکا اور زبان قلم پر آیا، وہ ایک بضاعت مزجاۃ کی حیثیت سے نذر قارئین ہے۔ امید ہے کہ حضرات اہل علم وفتوی کی بہترین رہنمائی، نئے فتاوی کی نشان دہی اور زیر نظر نسخہ کے سقطات، کمزوریوں، کوتاہیوں کا ادراک کرنے میں، ناچیز

toobaa-elibrary blogspot com

toobaa-elibrary.blogspot.com

مرتب کی معین و مددگار ہوگی، اور اہل علم کے مشوروں سے فائدہ اس مجموعہ فتاویٰ کو زیادہ بہتر اور مفید طور پر پیش کیا جائے گا۔ وللہ الامر من قبل و من بعد.

جب آٹھ سے دریافت فتاویٰ کی طباعت کا خیال آیا تھا، اسی وقت اس مجموعہ کو، جو موجود فتاویٰ کا شاید چوتھائی حصہ تھا، ارباب فقہ وفتاویٰ کی نظر سے گذارنے کا فیصلہ کرلیا تھا، اس منصوبہ پر عمل کرتے ہوئے، ان فتاویٰ کی نقل کو جو ذخیرہ آٹھ کا حصہ تھے، سب سے پہلے، دارالعلوم دیوبند، کے صدر مفتی، مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ کے مطالعہ وملاحظہ کے لئے پیش کیا گیا تھا، مفتی صاحب نے اپنی بے پناہ مصروفیات اور پیرانہ سالی کے باوجود، اس کا ایک حصہ خود پڑھا، باقی کی سماعت کی اور اس پر ایک دو جگہ مختصر افادہ، یا اشارہ بھی تحریر کیا، مگر اس وقت اس کی طباعت کا ارادہ ملتوی کر کے، اس سلسلہ کو آگے بڑھانے اور اس کو زیادہ سے جامع اور مفید بنانے کا عمل شروع ہوگیا تھا، چنانچہ قلمی فتاویٰ اور متفرق مجموعے فراہم ہوتے رہے اور کارواں آگے بڑھتا گیا، جب یہ کام ایک مرحلہ تک پہنچ کر گویا مکمل ہوگیا اور اس کے حواشی اور حسب ضرورت مراجع وماخذ کی نشان دہی روبعمل آگئی، اس جلد کے اختتام کا فیصلہ کرلیا، اس وقت اس مجموعہ کو نظر ثانی اصلاح اور مشورہ کے خیال سے برصغیر کے، برگزیدہ علماء، اور اہل فتویٰ، خصوصاً حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ ودامت برکاتہ اور حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری [شیخ الحدیث وصدر المدرسین دارالعلوم، دیوبند] مدفیوضہ ودام برکاتہ کی خدمات میں پیش کیا گیا، کہ وہ ملاحظہ فرما کر، اپنی رائے گرامی سے مشرف وسرفراز فرمائیں۔ میرے پاس الفاظ نہیں کہ ان اکابر علماء کی عزت افزائی اور عنایت وکرم کا کسی طور پر بھی شکریہ ادا کرسکوں، دونوں حضرات نے اپنی انتہائی مصروفیات اور بے پناہ مشاغل کے باوجود، اس بضاعت مزجات پر پوری پوری توجہ فرمائی، اس کو پڑھا اور اس کے متعلق اپنی گراں قدر تحریرات سے مزین ومعتمد فرمایا۔

حضرت مولانا تقی عثمانی صاحب مدظلہم العالی نے اس کو ملاحظہ فرما کر، مفصل تقریظ تحریر فرما کر ارسال فرمائی تھی، جو میری کم نصیبی سے ڈاک میں ضائع ہوگئی، منزل آشنا نہ ہوسکی، لمبے انتظار کے بعد حضرت مولانا سے دوبارہ تحریر فرمادینے کی درخواست بلکہ جسارت کی، کہ حضرت مولانا کی مصروفیات کا کچھ مجھے بھی علم ہے، تاہم حضرت مولانا نے اپنی کریمانہ مزاج اور ان عنایات کی پاسداری میں، جن سے یہ ناچیز ہمیشہ ممنون اور نہال رہا ہے، دوبارہ لکھنے کی زحمت فرمائی، جو اس اشاعت کے ساتھ شائع ہورہی ہے۔

حضرت مولانا پالن پوری کی عنایت وتوجہ اس سے بڑھ کر رہی، حضرت مولانا نے اس مجموعہ کو پڑھا اور ملاحظہ کیا، تو فرمایا کہ میں نے اس پر کچھ حاشیے اور توضیح لکھنے کا ارادہ کرلیا ہے، یہ ارادہ عمل میں آیا، قارئین کرام، فتاویٰ پر حضرت مولانا کے حواشی سے استفادہ فرمائیں گے، مفتی صاحب نے فتاویٰ کو پڑھا تو بعض مقامات پر کچھ شبہ ہوا، اس شبہ کو دور کرنے کے لئے، فتاویٰ کے اصل ماخذ سے رجوع کرنے کا ارادہ کیا، راقم نے جملہ اصل ماخذ، حضرت مفتی صاحب کی خدمت میں بھیج دیئے، حضرت مولانا نے ان سے زیر غور فتاویٰ کا مقابلہ کر کے، اطمینان کرلیا تھا، مگر اس کے ساتھ حضرت مولانا نے یہ بڑا اور مشکل فیصلہ بھی کیا کہ وہ اس پورے مجموعہ کے، جملہ مندرجات وفتاویٰ کا، اصل ماخذ سے مقابلہ کریں گے، چنانچہ کیا اور بحمد اللہ تعالیٰ بعد میں یہ لکھا

[illegible] قلمی نسخوں [illegible] قدر توجہ سے پڑھ سکتا ہوں اور نہ ان کی ایسی صحیح نقل کر سکتا ہوں، جیسی اس میں کی گئی ہے۔ [illegible] متن میں جو بعض [illegible] رہ گئے تھے ان کی [illegible] ترتیب ابواب کے سے بھی مشورہ [illegible] [illegible] مفتی محمد رشید صاحب [illegible] مجموعہ [illegible] شیوں اور صلاحیت کو گہری نظر [illegible] [illegible] میں پورا [illegible] اٹھا دیا۔

[illegible] اخلاقی علمی ذمہ داری سے ان تمام [illegible] [illegible] اپنی خدمت میں قلمی قدیم [illegible]

نسخہ کمزیدہ مضمون شامل ہے

[illegible] حق تعالیٰ شانہ [illegible] اپنے یہاں موجود تبرکات [illegible] [illegible] افادات کی حفاظت [illegible] [illegible] واقعہ درجاتہ

[illegible] علمی کتاب [illegible] [illegible] عنایت واحسان کا اجر عظیم عطا فرمائے۔

[illegible] رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ [illegible]

[illegible] شفقت [illegible] مظاہر علوم سہارنپور [illegible] شفقت و عنایات [illegible] فوٹو اسٹیٹ [illegible] کتاب [illegible] جب میں نے حضرت [illegible] فوٹو اسٹیٹ کے لئے درخواست کی۔ [illegible] ہمیں خبر نہ اوروں کو۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

بہرحال بہت خوش ہوئے اور نہایت بشاشت سے فوٹو اسٹیٹ کی اجازت دے دی اور عکس کی کاپی عنایت کی۔ رحمہ اللہ تعالی وارفع درجاتہ

کتب خانہ مظہر علوم کے کارکنوں کا بھی ۔۔۔ ساتھ ہمیشہ عنایت اخلاص کا معاملہ رہا ہے میں ان سب کا بھی ممنون ہوں۔

نسخہ چند یادی، مخطوطہ کتب خانہ خاص انجمن ترقی اردو، پاکستان جناب ۔۔۔ پاکستان کا ۔۔۔ منت ہے کے فوٹو اسٹیٹ کے لئے، اس وقت انجمن کے صدر نشین، عالمی شہرت یافتہ شاعر و ادیب تھا۔ جناب ۔۔۔ صاحب کا ممنون ہوں۔ عالی جی میری گذارش پر اس کا عکس فوراً بھیج دیا اور میں نے اس کے مصارف بھیجنے چاہے تو ۔۔۔ کچھ حصہ ہو جائے گا، بہرحال عالی صاحب کا بھی بہت بہت شکریہ!

مجموعہ فرخ آباد اصل نسخہ پہلی مرتبہ مولانا مفتی نسیم احمد صاحب فریدی امروہوی کے ہاتھوں میں نظر سے گزرا تھا، مولانا کی وفات کے بعد مولانا کے بھتیجے، نثار احمد صاحب فاروقی کی عنایت سے اس کا فوٹو اسٹیٹ بدست ۔۔۔ مجموعہ رامپور کا مکتوبہ بدست مولانا سید احمد حسن امروہوی کا فوٹو اسٹیٹ بھی ۔۔۔ فاروقی صاحب نے فراہم کیا، اللہ تعالیٰ دونوں کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کے درجات بلند کرے۔

اوراق گرامی کا عکس پاکستان کی ایک علمی باذوق شخصیت، جناب راشد شیخ کی کاوش کا مرہون منت ہے، راشد شیخ صاحب نے خاصی جد وجہد کے بعد ان تک رسائی حاصل کی اور ان کے عکس فراہم کئے، ان کا شکریہ!

حضرت مولانا گنگوہی کے بقلم خود نوشتہ فتوے، برصغیر ہند و پاکستان کے نامور خطاط اور رقم جن کے نہایت مشفق، شاہ نفیس الحسینی صاحب کے ذاتی ذخیرہ میں تھے، حضرت شاہ صاحب نے ان کے عکس سے ممنون و مشرف فرمایا، اللہ تعالیٰ اجر عظیم عطا فرمائے، اور شاہ صاحب کے درجات بلند فرمائے۔

اپنے ایک علمی کرم فرما، جناب شبیر احمد صاحب میواتی (لاہور، پاکستان) کو بھی کلمات تشکر پیش کرتا ہوں، میواتی صاحب سے علمی اشتراک اور خلوص کا رشتہ بیسوں سال پرانا ہے، اس کام میں بھی ان کی معلومات سے مفید مدد ملی۔ کئی نئی ۔۔۔ کا پتہ چلا، حضرت گنگوہی سے متعلق نئی تحریروں، کتابوں تک رسائی ہوئی، اور یہ سلسلہ جاری ہے، اس لئے بھی میواتی صاحب کا شکریہ واجب ہے۔ جزاہ اللہ خیر الجزاء واحسن الیہ

آخر میں ان تمام معاونین اور رفقاء کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں، جن سے اس کام میں موقع بموقع مشورہ کی شکل، مقابلہ نوازی سے، یا کتابت اور عبارتوں کی تحقیق وغیرہ میں مدد ملی، کسی بھی درجہ کا چھوٹا بڑا تعاون حاصل رہا، ان سب کا بھی تہ دل سے ممنون و شکر گذار ہوں۔ اگرچہ کاغذ کے سفینہ پر ان کے نام درج نہیں، مگر دل کی گہرائیوں میں ان کی یاد اور ان کے جذبہ تشکر موجزن ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

سلام ما برسانید ہر کجا ہستند

[illegible]

۔۔۔ فجزاهما الله خير الجزاء

[illegible]

[illegible]

[illegible] کے لئے سامان نجات اور ذریعہ مغفرت بنائے۔ [illegible]

دعاؤں میں یاد فرماتے رہیں۔

[illegible]

[illegible] وصلى الله تعالى على خير خلقه سيدنا ومولانا

محمد [illegible] باحسان الى يوم الدين

آثم ونا کارہ
راقم نور الحسن راشد کاندھلوی
۲۰ ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

محدث دوراں، افقہ زماں، عالم ربانی

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ

فتاویٰ رشیدیہ اور زیر نظر مجموعہ باقیات فتاویٰ رشیدیہ

چند پہلو اور مختصر معلومات

نور الحسن راشد کاندھلوی

عاصمۃ الہند دہلی کے اس شمالی اطراف بہ شرق خطہ یا علاقہ میں جس کو دریائے گنگا و جمنا سے گھرا ہوا ہونے کی وجہ سے دوآبہ / گنگا جمنا کہا جاتا ہے۔ تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر ایسی دس بارہ چھوٹی بڑی بستیاں، یا ایسے قصبات آباد ہیں جن کا برصغیر ہند کی آخری دور کی دینی علمی عرفانی کارناموں اور اصلاحی عملی جد و جہد میں بہت بڑا حصہ رہا ہے۔ ان بزرگوں، علمائے کرام، محدثین، مفسرین، مصنفین اور اہل فضل و کمال کی وجہ سے اس خطہ کو پوری مسلم دنیا میں ایک احترام اور دینی نسبت حاصل ہے۔ اگرچہ اب وہ چراغ گل ہو چکے ہیں، ان محفلوں کے دمامے ٹھنڈے پڑ چکے ہیں اور بعض بستیوں میں تو یہ جاننے والا بھی کوئی نہیں رہا کہ فلاں فلاں کون تھے، نہ ان کے اعمال اور طریقہ کار میں کچھ بھی باقی ہے، نہ ہی ان کے احوال و سوانح اور علمی ورثہ کو زندہ و تازہ کرنے میں، تاہم ان بزرگوں کی نسبت اور خدمات و اثرات کی وجہ سے اب بھی ان بستیوں کا نام لاکھوں بلکہ کروڑوں مسلمانوں کے دلوں میں زندہ ہے اور یہاں کے حضرات کی دینی علمی خدمات اور کارنامے پوری دنیا اور ملت اسلامیہ کے لئے پیغام عمل اور اسوۂ حیات بنے ہوئے ہیں۔

بہرحال ان ہی بستیوں یا قصبات میں سے ایک قصبہ گنگوہ Gangoh بھی ہے، جو مغل دور حکومت سے ضلع سہارنپور کا حصہ چلا آ رہا ہے۔ اس قصبہ کی قدیم تاریخ بھی اس علاقہ کے اور قصبات کی طرح تاریخ کے اندھیروں میں گم ہے۔ ان بستیوں بلکہ پورے علاقہ کی ماقبل مسلمانوں کی سرگذشت کے متعلق کچھ کہنا ممکن نہیں۔ چند روایات

[illegible] **Metha Logy** کی روایت [illegible] [illegible] قصص [illegible] تاریخ [illegible] زمانہ [illegible] قبل مسیح تک جاتی ہے مگر ان روایات و اطلاعات کی تصدیق نہایت مشکل ہے۔

دہلی میں مسلمانوں کی حکومت کے آغاز سے قبل [illegible] بستیوں اور [illegible] تو [illegible] سیں [illegible] معلوم [illegible] علاقے میں [illegible] اطلاعات [illegible] رہتی تھیں [illegible] اصطلاح میں **Gadhi** کہا جاتا [illegible] ایک [illegible]

[illegible] حکومت [illegible] تھا [illegible] ایک [illegible] زمیندار [illegible] چند دیہاتوں میں [illegible] تھا [illegible] زیادہ [illegible] کا پتہ چلتا ہے [illegible] انتظام [illegible] اور [illegible] خرچ [illegible] ریاستوں کا تاریخ کے اوراق [illegible] میں ان کا نام نہیں آیا۔

اس [illegible] میں مسلمانوں [illegible] اور [illegible] اطلاعات [illegible] صدی [illegible] صدی عیسوی ۱۳۰۰ء کے بعد سے آغاز ہوتا ہے [illegible] متعلق [illegible] تسلسل نہیں ملتا، بلکہ بیشتر ان روایات کا تعلق [illegible] بستیوں اور [illegible] طرف میں موجود بزرگان [illegible] اور [illegible] سے ہے، جو حکومت [illegible] قیام [illegible] اور ہجوم خلائق سے [illegible] ریاضت [illegible] سے اس [illegible] جنگلوں، آبادیوں سے دور مقامات اور چشموں کے کناروں پر پہنچ [illegible] فروکش ہو جاتے تھے اور اپنے تمام وقت ذکر و فکر اور [illegible] میں گذارتے تھے، پھر جیسے جیسے ان کے کمالات کی [illegible] اور ان کے روحانی زمزموں کی آواز آبادیوں تک پہنچتی [illegible] آبادیوں میں تبدیل ہو جاتے اور [illegible] مخلوق کی رجوعات کی [illegible] سبزہ [illegible] گلستانوں اور قابل قدر آبادیوں میں تبدیل کر دیتی تھی۔ [illegible] بھی اسی قسم کی روایات ہیں۔

کہا جاتا ہے [illegible] سب سے پہلے ایک عارف کامل تشریف لائے، اس وقت یہ جگہ ایک چھوٹے [illegible] کی ریاست بابڑی گڑھی **[Badi Gadhi]** تھی [illegible] مسلمانوں کی [illegible] جمعیت سے معرکہ آرائی ہوئی، جس میں [illegible] راجہ مارا گیا (۱) [illegible] یہاں مسلمانوں کے آنے [illegible] کا راستہ کھل گیا۔ [illegible] کی کمر [illegible] اور مختلف خاندانوں کے

---

(۱) [illegible] روایت کی [illegible] تفصیل [illegible] میں درج ہے [illegible] جلد [illegible] میں بھی [illegible] کتاب [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ہوئے [illegible] میں دو ایوبی انصاری خاندان بھی تھا، جس کا ہندوستان میں مرکز Sarsll [illegible]

[illegible] اس خاندان کے چند افراد سرسل سے ترکِ اقامت کر کے سہارنپور آئے سہارنپور سے اسی خاندان کی ایک [illegible]

[illegible] گنگوہ [illegible] قریب ہے۔ [illegible] کے خاندانوں میں رشتہ [illegible] قائم ہوئی [illegible]

[illegible] تعلقات اور قرابت داری کا سلسلہ ہمیشہ رہا۔ حضرت [illegible] گنگوہی کے [illegible] قاضی پیر بخش تک یہ شان [illegible]

[illegible] قاضی پیر بخش اپنے ماموں شاہ قطب علی کی گنگوہ میں سخت مخالفت [illegible] سمت کی [illegible] سے [illegible]

[illegible] تھے۔ قاضی پیر بخش کا گنگوہ میں نکاح ہوا، [illegible] فرزند تولد ہوئے ان میں سے ایک مولوی ہدایت احمد [حضرت مولانا گنگوہی کے والد ماجد] تھے۔

[illegible] منتقل کا سبب [illegible] ان کا دور [illegible] معلومات [illegible] شجرۂ نسب [illegible] ہیں۔

شجرۂ نسب حضرت مولانا رشید احمد بن مولانا ہدایت احمد بن قاضی پیر بخش بن قاضی غلام حسن بن قاضی [illegible] بن قاضی اکبر بن قاضی محمد سالم انصاری۔

[illegible] جس سے یہ اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ قاضی سالم [illegible] صدی ہجری کے اوائل [illegible] صدی [illegible] میں حیات ہوں گے، قاضی سالم کے اجداد، سلسلۂ نسب اور دیگر تفصیلات دستیاب نہیں۔

والد ماجد حضرت مولانا کے والد مولانا ہدایت احمد، عالم فاضل، صاحب نسبت شخص تھے، [illegible] سے [illegible] تلمذ تھا، حضرت شاہ غلام علی نقشبندی سے سلوک طے کیا اور اجازت و خلافت سے نوازے [illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت مولانا گنگوہی اور حضرت مولانا محمد قاسم کے ہم سبق ہونے کی روایات؟

تلاش معاش، ملازمت اور تجارت کتب [illegible]

[illegible]

کتابوں میں سب [illegible]

[illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

[illegible]

انتخاب کے حوالے سے مکمل گفتگو ہو رہی ہے

درس و تعلیم کی ابتداء اور پہلے شاگرد

[illegible]

[illegible]

حضرت مولانا کے محقق و مجتہد ہیں

[illegible]

محدثانہ شان اور فقہیہ سے محدثین میں عالی مرتبہ [illegible]

[illegible]

لکن [illegible] الشیخ رشید احمد الگنگوهی الانصاری رحمه الله،
[illegible] فی [illegible] ما اعلم علی

toobaa-elibrary.blogspot.com

الناس، فكان يأتي بتوجيهات في المشكلات الفقه ومعضلات الحديث ما حسب عنه الأسفار الصحيحة والمجلدات الكبير. وكان موفقا طيلة حياته لتدريس الأمهات الست، طول النهار غير فترة قليلة في السن، وفي نصف قرن يدرس الحديث وكتب السنة، لايلحقه ملل ولا ضجر ولا سآمة ولا تعب مع اشتغاله بتربية النفوس وتزكية القلوب بالأذكار والتوجه. فكان بذلك مركز سعي كل حي وهدف مقصد الناس في النوازل والمسائل.(1)

ترجمہ: پس فقیہ زمانہ حافظ و حضرت شیخ رشید احمد گنگوہی اعلی اللہ مقامہ علیہ رحمۃ ... تھے جو اس علوم کے بھی جامع تھے، انہوں نے اپنی وہ بے نظیر بخشش، جس سے علم و فن کی انتہا روشن ہو گیا۔ آپ فقہ اور حدیث کے مشکلات کی ایسی ایسی توجیہ فرماتے ہیں جس سے بڑی بڑی ضخیم کتابیں بھی خالی ہیں، آپ اپنی ساری مبارک عمر میں، سارا سارا دن سوائے تھوڑے سے درمیانی وقفے کے صحاح ستہ کی درس و تدریس کی توفیق سے سرفراز رہے، اور نصف صدی تک حدیث و کتب سنت کی اس طرح تدریس فرماتے رہے، کہ جس سے نہ آپ کبھی شکستہ خاطر ہوئے اور نہ کبھی تھکے، باوجود اس کے کہ آپ ذکر کے ذریعے نفوس کی تربیت و قلوب کے تصفیہ و توجہ کے ساتھ مشغول ہوتی تھی جس آپ کا پاکیزہ نفس ہر وقت متجلی رہتا تھا اور یہ کام، حوادث و مسائل میں اتفاق کے عالم و تقی، آپ جس طرح درس و تدریس و صحاح ستہ کی درس و تدریس کے لئے مرجع خلائق تھے، اسی طرح آپ حوادث کے مشکل مسائل کے بھی مرجع خلائق تھے۔"

حضرت مولانا درس حدیث میں جن نکات و خصائص پر توجہ فرماتے اور جن مسائل و اشکالات کے حل کرنے کی کوشش فرماتے تھے، وہ خود حضرت مولانا کے الفاظ میں درس اور فہم حدیث کا اصل مقصود ہے۔ حضرت مولانا نے ایک مجلس میں اپنے طریقہ درس کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا

"حدیث میں اصل مقصود کی طرف توجہ رہی، اصل مقصود یہ ہے کہ اشکال حدیث کا حل کیا جائے، تعارض رفع کیا جائے، مسئلہ ثابت کیا جائے، تفقہ حاصل ہو، اسی کی طرف میرا خیال رہا۔ حنفی شافعی جو ہوں، اپنا مسئلہ ثابت کریں۔ (۲)

(۱) مقدمہ اللامع الدراری علی جامع البخاری

(۲) ... حضرت مولانا ... دیوبند و گنگوہ وغیرہ از مولانا عبدالحی حسنی مؤلف نزہۃ الخواطر ص ۳۲۹، ۳۳۰ ... ۱۹۵۸ء

toobaa-elibrary.blogspot.com

حضرت مولانا گنگوہی کے افادات حدیث اور تقاریر درس کو پڑھ کر، مجھ پر دونوں سے اخذ و تقابل کر کے، مولانا ندوی نے بھی یہی سمجھا تھا۔ مولانا ندوی نے ایک اور موقع پر لکھا ہے

"حضرت شاہ ولی اللہ نے فقہ و حدیث کا جو پودا لگایا تھا، حضرت گنگوہی نے اسے تناور درخت بنا دیا، اسی طرح فن حدیث اور تطبیق شاہ ولی اللہ سے حدیث سمجھنے کا سلسلہ حضرت گنگوہی پر ختم ہو گیا۔ حضرت گنگوہی کو حق تعالیٰ نے فقاہت نفس سے سرفراز فرمایا تھا، مسلک حنفی کو زیادہ حدیث سے ثابت کرنا اور جو حدیث بظاہر مخالف نظر آئے اس کا جواب دینا، حضرت گنگوہی نے اس فریضہ کو ادا کیا۔ [illegible] حنفیہ متاخرین کی تفریعات جو حدیث کے خلاف تھیں، ان کی فقہ حنفی سے براءت کی، علاوہ ازیں فقہ میں توسع اور تضییق کے درمیان اعتدال کی راہ اختیار کی۔ شراح حدیث ابن بطال، مہلب، ابن التین، ابن المنیر، قاضی عیاض، خطابی، ابن حجر، عینی رحمہم اللہ سے بہتر احادیث کی تشریح کی۔

کوکب الدری اور لامع الدراری میں اس کی بے شمار مثالیں ہیں، خصوصاً صحیح بخاری کے تراجم کے سلسلے میں، حضرت گنگوہی کی ایسی توجیہات ہیں کہ عقل حیران ہے، حافظ ابن حجر اور عینی رحمہم اللہ تعالیٰ کی توجیہات سے فائق ہیں۔(۱)

مولانا محمد یوسف بنوری نے ایک مستقل مضمون میں یہی فرمایا کہ

حضرت شاہ عبدالعزیز کے بعد حضرت گنگوہی وہ واحد شخص ہیں جنہوں نے محض اپنے نور قلب سے حدیث کی مشکلات حل کی ہیں اور پھر تھوڑا اس حصہ حضرت شیخ الہند کو بھی ملا ہے۔(۲)

یہ جتنے ارشادات ہیں حضرت کے، جو فن حدیث کے خواص و رموز شناس اور بڑے محقق ہیں اور [illegible] سکتے ہیں۔

ہم بخاری شریف میں غالب کے طرف دار نہیں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

صحیح بخاری، ترمذی وغیرہ کی درسی تقریریں [illegible]

[illegible] شریف کی تقریریں اور افادات [illegible]

[illegible] کرتے تھے۔

جس میں سب سے [illegible]

مولوی رضی احسن [illegible]

[illegible] فوائد واضافات اور مفصل حاشیوں [illegible]

کا قائم مقام اور علم حدیث [illegible]

ترمذی کے الکوکب الدری [illegible]

[illegible] ترجمہ مرتب [illegible] اور اپنی [illegible] جلدوں [illegible]

حدیث شریف کی [illegible] اور مذاہب فقہاء سے اس کی صحیح تطبیق [illegible]

مطالب کی وضاحت میں مولانا کی دقت نظر [illegible]

کیا جا سکتا ہے، خصوصاً حضرت مولانا احادیث [illegible]

مولانا کا غیر معمولی امتیاز اور منفرد حصہ [illegible]

محدثین اور شارحین حدیث میں شمار کیا گیا ہے۔

حضرت کے درسی حدیثی افادات [illegible]

مجموعہ افادات [illegible] حضرت مولانا کے ایک [illegible]

کیا گیا تھا۔ یہی ایک اور مجموعہ جو صحیح بخاری، سنن ترمذی کے درسی افادات [illegible]

کا مرقوم مرتبہ ہے۔ ایک اور مجموعہ مولانا محمد [illegible]

بھی تھا۔ ایک مجموعہ افادات مولانا ماجد علی جونپوری کا [illegible]

جو حضرت کے آخری درس حدیث میں شامل [illegible]

ماجد علی جونپوری اور مولانا رضی احسن [illegible]

گئے تھے۔ ان مجموعوں میں سے [illegible]

جامع الترمذی کے نام سے محبوب المطابع دہلی سے [illegible] میں چھپا تھا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

[illegible] میں لکھی ہوئی [illegible] تھی، جو مولانا فتح محمد تھانوی کے قلم [illegible] تھی [illegible]
[illegible] مولانا سید [illegible] فتح محمد کی لکھی ہوئی [illegible] مولانا [illegible]
[illegible]

حضرت مولانا گنگوہی [illegible] وقت [illegible] عرفان وفیضان [illegible] وقت شروع ہوا، جب مولانا [illegible] گنگوہی کے [illegible] سعید [illegible] شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی نے اپنے والد [illegible] کی قیمتی ورثہ اور [illegible] محنت [illegible] کا مضمون [illegible] مولانا [illegible] حسن [illegible] کی تقریریں [illegible] ترمذی [illegible] بخاری [illegible] صورت میں [illegible] الکوکب الدری علی جامع الترمذی [illegible] لامع الدراری علی صحیح البخاری [illegible] حضرت مولانا گنگوہی کی محدثانہ [illegible] شان [illegible] [illegible]

حضرت مولانا گنگوہی [illegible] حدیث [illegible] [illegible] کے علاوہ ایسے اصحاب [illegible] جو خدمت میں حاضر ہوئے، چند دنوں قیام [illegible] [illegible] حدیث [illegible] حدیث [illegible] ہمیشہ [illegible] کی [illegible]

وہی عزت وہی عظمت وہی شان ولایت

[illegible] پوری زندگی دیکھ [illegible]

[illegible] في هذا العصر في [illegible]
[illegible] وحب [illegible]
[illegible] محمد وعمدا [illegible]

---

(۱) [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

اور ان کو حق تعالیٰ نے ایسے شاگرد عطا فرمائے کہ اس دور میں دین پر استقامت، روشن شریعت کے اتباع، علم نافع کی اشاعت سنتوں کے احیاء اور مسلمانوں کی اصلاح میں ان کی مثال نہیں اور ان کے شاگردوں سے اس قدر افراد نے فائدہ اٹھایا ہے، کہ ان کا شمار ممکن نہیں۔

حضرت مولانا کے درس میں بیٹھنے کی سعادت حاصل کرنے اور اس عالی قدر درسگاہ سے، مطالب و معانی حدیث کا فیضان حاصل کرنے کے لئے، ہزاروں طلبۂ حدیث اور دل دادگان حدیث کی طبیعتیں، بے تاب رہتی تھیں، حاضری کے بے شمار دلوں میں آرزوئیں موجیں مارتی رہتی تھیں، مگر ہر ایک کے لئے یہ ممکن نہیں ہوتا، کہ وہ اپنے حالات و مسائل وایک طرف رکھ کر، اپنے وسائل اور مالی گنجائش وضرورت کو یکسر نظر انداز کر کے تعلیم اور خدمت دین کے لئے اپنے گھر اور علاقہ سے نکل سکے، پھر بھی بہت سے اصحاب توفیق، اہل علم وذوق حضرت مولانا سے استفادہ اور اجازت حدیث کے لئے، گنگوہ حاضر ہو کر اور اپنا دامن مراد حدیث کے علم، فہم مقاصد اور اس پر عمل کے جذبہ سے پر کرتے ہوئے، واپس ہوتے تھے۔

حضرت کے شاگرد اور مستفیدین کی تعداد، ایک اندازہ

حضرت مولانا کی خدمت میں کس قدر طلبہ حاضر ہوئے اور اطراف عالم کے کس قدر علمائے کرام اور حدیث کے اساتذہ اور فضلین نے اجازت حدیث حاصل کی، اس کی نہ کوئی فہرست موجود ہے، نہ ہی اس کا حتمی شمار ممکن ہے، صرف یہ کہا جا سکتا ہے کہ حضرت کے شاگردوں اور مجازین ومستفیدین حدیث کی تعداد، یقیناً ہزاروں میں ہوگی، اس وسعت استفادہ اور کثرت تلامذہ کا، خود حضرت مولانا کی ایک تحریر سے صاف اندازہ ہو رہا ہے۔ حضرت مولانا نے اپنے پیر ومرشد، حضرت حاجی امداد اللہ تھانوی مہاجر مکی کے نام ایک خط [مکتوبہ ۱۳۰۶ھ] میں لکھا ہے:

"حضرت مرشدمن! علم ظاہری کا تو یہ حال ہے کہ آپ کی خدمت سے دور ہوئے غالباً سات سال سے کچھ زیادہ عرصہ ہوا ہے، اس سال (۱۳۰۰ھ) سے اب تک دو سو سے چند عدد زیادہ آدمی، سند حدیث حاصل کر کے گئے اور اکثر ان میں وہ ہیں کہ انہوں نے درس جاری کیا اور سنت کے احیاء میں سرگرم ہوئے اور اشاعت دین ان سے ہوئی اور اس شرف سے زیادہ کوئی شرف نہیں، اگر قبول ہو جاوے۔" (۱)

اس گرامی نامہ میں ۱۳۰۰ھ سے ۱۳۰۶ھ تک چھ سال کے درمیان کے، تلامذہ اور اجازت حدیث سے مستفید اصحاب کی تعداد کا تذکرہ آیا ہے۔ ۱۳۰۶ھ سے، ۱۳۱۴ھ تک جو حضرت مولانا کے درس حدیث کا آخری سن ہے اور اس وقت سے حضرت کے زمانہ وفات ۱۳۲۳ھ تک، کس قدر علماء، اور اجازت حدیث کے طالب، حضرت مولانا کی خدمت میں حاضر اور اجازت

---

(۱) مکاتیب رشیدیہ، مرتبہ مولانا عاشق الٰہی میرٹھی، ص ۱۰ طبع اول [illegible]

[illegible]

آگے بڑھا ہے۔ اللهم زد فزد

فقہ میں عالی مرتبہ اور شان تفقہ [illegible]

[illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

کے تمام مباحث، فقہاے اربعہ کے جملہ دلائل اور فقہ حنفیہ کے ائمہ کی تحریرات وکتب پر وسیع نگاہ رکھتے تھے، ہر چند کہ حضرت مولانا نہایت جامع، نہایت مختصر بات فرماتے ہیں، بہت کم ایسا ہوتا کہ دلائل اور وجوہات کا تذکرہ فرماتے ہوں اور فقہاء اور ماخذ کی عبارتیں نقل فرماتے ہوں، مگر جاننے والے جان لیتے ہیں کہ یہ جو کچھ فرمایا جا رہا ہے اس کے لئے نہایت مستحکم بنیادیں موجود ہیں۔

حضرت مولانا کی اسی گہرائی فکر، دقت نظر اور اندرون بینی کی وجہ سے، حضرت علامہ انور شاہ کشمیری جیسے، علامہ زماں اور بحر علوم نے [قادیانیوں سے متعلق مقدمہ میں] بہاولپور کی عدالت میں فرمایا تھا

"ویسے ہمارے نزدیک حضرت شاہ عبدالعزیز علامہ شامی سے فقیہ ہیں اور حضرت گنگوہی کو بھی ہم نے، شامی سے فقیہ النفس(۱) پایا"(۲)

یہی بات حضرت علامہ نے حضرت مولانا گنگوہی پر اپنے قصیدہ میں فرمائی تھی، لکھتے ہیں

لقد فرع الورى عملاً وعلماً — مكارم ساعدت كرم النجار
إمام قدوة عدل أمين — ونور مستبين كالنهار
فقيه حافظ علم شهير — كصبح مستنير هدى سار
إليه المنتهى حفظاً وفقهاً — وأضحى في الرواية كالمدار
لفي التحديث رحلة كل راو — وفي الأخبار عمدة كل قاري
فقيه النفس مجتهد مطاع — وكوثر علمه بالخير جاري
وأحيى سنة كانت أميتت — وباد وضح النهار فلا تمار (۳)

---

(۱) [illegible] ملفوظات علامہ انور شاہ کشمیری) تالیف [illegible] محمد انوری ص ۵۰ [illegible] ۱۳۶۶ھ)

(۲) فقیہ النفس فقہ کی ایک اصطلاح ہے [illegible] [illegible] ص ۵۹ [illegible] ۱۹۹۵ء)

[illegible] بھی تحریر فرمایا ہے۔

[illegible] فقیہ النفس ہونے کا فیصلہ کرے، کیونکہ فقیہ النفس [illegible]

[illegible] حضرت علامہ انور شاہ صاحب کشمیری جیسے [illegible]

ہے" (میرے علامہ [illegible] ص ۵۹)

[illegible]

[illegible]

[illegible] ص ۱۹۳ [illegible] ۱۳۶۹ھ

toobaa-elibrary.blogspot.com

اور یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ:

''حضرت سے زیادہ ائمہ اربعہ کے مذہب کا ماہر میں نے نہیں دیکھا''(۱)

حضرت علامہ کے ایک ممتاز شاگرد مولانا محمد یوسف بنوری نے حضرت گنگوہی کے فقہی مرتبہ اور کمال نظر کے متعلق حضرت علامہ کے اشعار کی توضیح کرتے ہوئے لکھا ہے

''حضرت گنگوہی کو اللہ تعالیٰ نے فقاہت نفس سے سرفراز فرمایا تھا، مسلک حنفی کو احادیث سے ثابت کرنا اور جو حدیث بظاہر مخالف نظر آئے اس کا جواب دینا، حضرت گنگوہی نے اس فریضہ کو کامیابی سے ادا کیا اس کے علاوہ فقہاء حنفیہ متاخرین کی جو تفریعات حدیث کے خلاف تھیں ان کی فقہ حنفی سے براءت کی، علاوہ ازیں فقہ میں توسع اور تضییق کے درمیان اعتدال کی راہ اختیار کی''(۲)

حضرت مولانا کا یہ فضل و کمال، مجتہدانہ اور فقہ میں شان، حضرت مولانا کے فتاویٰ سے جھلکی پڑ رہی ہے ہر ایک فتویٰ حضرت مولانا کی وسعت نظر، جامعیت، گہری بصیرت اور مجتہدانہ حیثیت کا ترجمان ہے جس کا حضرت مولانا کے فقہ فتاویٰ پر رسائل و مؤلفات، معروف و مطبوعہ فتاویٰ رشیدیہ سے علم اور اندازہ ہوتا ہے۔ زیر نظر تازہ مجموعہ فتاویٰ ''باقیات فتاویٰ رشیدیہ'' سے بطور خاص حضرت کے فقہی مقام و مرتبہ کا تعین ہو سکے گا، اور اس کے ذریعہ سے حضرت مولانا کے اس مجتہدانہ فقہی مقام اور فقاہت نفس کا اندازہ ہو سکے گا جو مشاہدہ و تجربہ کی جانب حضرت علامہ انور شاہ صاحب نے اشارہ فرمایا ہے۔

ذوق سلوک و معرفت

حضرت مولانا کو جس طرح درس و تدریس سے خاص شغف اور گہرا تعلق تھا، اسی طرح علم کے ساتھ روحانیت اور تعلق مع اللہ کی چاشنی ہمیشہ شامل رہی۔ اسی لیے حضرت مولانا کو ارباب طریقت سے وابستگی اور ان کے دامن تربیت میں سلوک طے کرنے کا ایک قدرتی ذوق تھا۔ حضرت مولانا نے اپنے وقت کے ایک بلند پایہ شیخ مولانا شاہ غلام علی نقشبندی سے بیعت تھے۔ یہ اثرات اور نسبت حضرت مولانا میں بھی منتقل ہوئے۔ حضرت مولانا کا دینداری اور خداترسی کا طبعی مزاج تھا، جس پر تصوف و معرفت کی بعض تصانیف، بخصوص مولانا ابوالحسن کاندھلوی کی مشہور تالیف گلزار ابراہیم بہت اثر انداز ہوئی۔ حضرت مولانا کو عمر ہی سے مثنوی گلزار ابراہیم سے مناسبت تھی، مولانا عاشق الٰہی میرٹھی کی اطلاع ہے۔

---

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

toobaa elibrary blogspot com

خوش الحانی کی وجہ سے آپ کے رفقاء واحباب کی آپ سے فرمائشیں ہوا کرتی تھیں کچھ پڑھ کر سناؤ، مگر آپ اکثر گریز فرماتے تھے، ہاں! جب اصرار زیادہ ہوتا، تو کوئی نظم خصوصاً [قصہ ابراہیم بن ادہم، خوش الحانی کے ساتھ پڑھتے تھے۔(۱)

شاہ سلیمان تونسوی یا شاہ عبدالغنی مجددی سے بیعت کا خیال

حضرت مولانا نے گنگوہ میں بھی ارباب مشائخ وطریقت کو خوب دیکھا، برتا تھا، اور دہلی تو رشک بغداد بنا ہوا تھا، یہاں بڑے بڑے ارباب سلوک تشریف فرما تھے، اور تعلق مع اللہ کی دولت عام فرما رہے تھے، حضرت مولانا کے ایک بڑے استاذ، حضرت مولانا شاہ عبدالغنی بھی سلسلہ نقشبندیہ کے مرشد اور رہنمائے کامل تھے۔ حضرت مولانا مملوک العلی کے بھی، دہلی کے مشائخ طریقت سے قریبی مراسم تھے، اور ان کے وطن اور نواح کے اہل ارشاد وتربیت بھی، مولانا مملوک العلی سے رابطہ وملاقات رکھتے تھے، جس میں حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی بطور خاص شامل تھے، حضرت حاجی صاحب سے، حضرت مولانا کی بھی ملاقات وارادت تھی مگر دل کے معاملات نرالے ہوتے ہیں، حضرت مولانا گنگوہی کا زمانہ طالب علمی سے، حضرت شاہ عبدالغنی یا ہندوستان کے ایک مشہور وممتاز مرشد، مولانا شاہ سلیمان تونسوی سے بیعت ہونے کا خیال تھا، لیکن طبعی تقاضہ کے باوجود، شاہ سلیمان کی خدمت میں حاضری کا موقع نہیں ملا تھا، کہ تعلیم مکمل ہوجانے کی وجہ سے، دہلی سے وطن واپسی ہوگئی اور ہر چند کہ حضرت حاجی امداداللہ سے گہری واقفیت تھی مگر حاجی صاحب سے بیعت ہونے کا خیال تک نہیں تھا، بیعت کے لئے شاہ سلیمان صاحب تونسوی، اور مولانا شاہ عبدالغنی مجددی کی جانب نگاہ جاتی تھی، لیکن جس کے نصیب میں جہاں سے دولت ونعمت مقدر ہوتی ہے، وہیں سے پہنچ جاتی ہے۔

تھانہ بھون کا ایک غیر متوقع سفر اور حضرت حاجی صاحب سے اچانک بیعت

حضرت مولانا، کسی عزیز کے نکاح کی تقریب میں شریک ہونے کے لئے، گنگوہ سے رامپور آئے تھے، ان دنوں حضرت مولانا کی، حضرت مولانا شیخ محمد تھانوی سے کسی علمی مسئلہ پر مراسلت ہو رہی تھی، حضرت مولانا کی رائے یہ ہوئی کہ تحریر ومکاتبت سے، اس مسئلہ کا طے ہوجانا، مشکل معلوم ہوتا ہے، اس لئے تھانہ بھون کا سفر کرکے، حضرت مولانا شیخ محمد تھانوی سے زبانی گفتگو کرلی جائے، اس میں بحث کے تمام پہلو واضح اور منقح ہوجائیں گے اور فریقین کسی بہتر رائے اور قول فیصل تک پہنچ سکیں گے۔ اس خیال کی وجہ سے رام پور منیہاران سے تھانہ بھون آئے، یہاں اول حضرت حاجی امداداللہ کی خدمت میں پہنچے، حضرت حاجی صاحب سے رامپور کے رشتہ سے کچھ قرابت بھی تھی اور حضرت مولانا مملوک العلی کے ذریعہ سے تعارف اور عقیدت بھی، حضرت حاجی صاحب نے فرمایا کیسے آنا ہوا، اور جب حضرت مولانا شیخ محمد سے گفتگو کے ارادہ کا علم ہوا، تو اس سے منع فرمادیا، حضرت

---

(۱) تذکرۃ الرشید ص: ۲۶۔ حصہ اول۔ طبع اول اور اس کے عکس [Re print]

toobaa-elibrary.blogspot.com

[illegible] گنگوہی سے [illegible] حضرت حاجی صاحب سے بیعت ہونے کا تقاضا ہوا اس سے پہلے حضرت مولانا محمد قاسم حضرت حاجی صاحب سے بیعت ہو چکے تھے(۱) حضرت حاجی صاحب نے اول اول انکار کیا، پھر بیعت [illegible] حضرت مولانا [illegible] نہیں [illegible] تھے مگر حضرت حاجی صاحب کی ہدایت پر قیام کا ارادہ کر لیا، چالیس دن تک حضرت حاجی صاحب کی صحبت و تعلیمات سے [illegible] مالامال رہے، چالیسویں دن حضرت حاجی صاحب نے اجازت [illegible] سے [illegible] فرمایا۔

مولانا شیخ محمد صاحب سے اختلاف اور مناظرہ کی روایت پر ایک نظر

حضرت حاجی [illegible] میں حضرت مولانا گنگوہی [illegible] شیخ محمد تھانوی سے اختلاف اور ملاقات [illegible] تذکرہ آتا ہے [illegible] حضرت مولانا شیخ محمد [illegible] ہوتی ہے اور حضرت مولانا گنگوہی سے [illegible] حضرت مولانا تھانوی کی یہ روایت اور مولانا شیخ محمد تھانوی کی [illegible] حضرت مولانا تھانوی نے فرمایا

> [illegible] گنگوہی [illegible] حضرت کی خدمت میں تھانہ بھون [illegible] تھے، اس وقت مولانا شیخ محمد صاحب [illegible] خط و کتابت [illegible] تھے، خیال ہوا کہ خط و کتابت سے زیادہ فائدہ نہیں ہوتا، زبانی گفتگو کریں گے۔(۲)

[illegible] قبول معلوم نہیں ہوتا، کیونکہ مولانا شیخ محمد صاحب [illegible] تھے، حضرت مولانا مملوک العلی اور حضرت [illegible] حضرت مولانا گنگوہی سے [illegible] حضرت مولانا [illegible] شیخ محمد صاحب تھانوی کی ایک تالیف "دلائل الاذکار فی اثبات الجہر والاسرار" [illegible] گنگوہی [illegible] میں مولانا شیخ محمد کا [illegible] الفاظ و کلمات [illegible]

[illegible] الفضلاء [illegible]
[illegible] شیخ محمد [illegible]

[illegible]
[illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

اس مختصر تحریر کے آخر میں، حضرت مولانا نے مولانا شیخ محمد کے بلند مرتبہ اور استادی کا اعتراف کیا ہے۔ ملاحظہ ہو

”نزد فقیر حق ہمیں است کہ حضرت استاذ مصنف رسالہ ہذا تحریر فرمودہ، منقحہ حال (۱)

جس شخص کو حضرت مولانا گنگوہی ایسا عالی مرتبہ تسلیم فرما رہے ہوں اور استاذی کی وجہ سے یاد کرتے ہوں، ایک تحریر میں، دو دو جگہ استاذی لکھ رہے ہوں، انہی سے مناظرہ کرنے آئے ہوں اور ان پر گرتے ہیں شہسوار ہی میدان جنگ میں کا فقرہ بھی کسی ہو طبیعت قبول نہیں کرتی۔

حضرت مولانا سے پہلی بیعت اور افادہ کا سلسلۂ دراز حضرت حاجی صاحب سے اجازت وخلافت کے بعد، حضرت مولانا جب وطن پہنچے، اسی وقت سے بغیر اعلان اور خبر کے، حضرت مولانا کی جانب راہ خدا کے مسافروں کا رجوع شروع ہوگیا تھا۔ سب سے پہلے ایک خاتون، اپنے ذوق وشوق سے، حضرت حاجی امداد اللہ کی فرمائش پر حاجی صاحب کی موجودگی میں بیعت ہوئیں، اس کے بعد اس سلسلہ میں روز افزوں اضافہ ہوتا رہا، سیکڑوں افراد نے حضرت مولانا سے اسباق سلوک حاصل کئے، اور ایک بڑی تعداد (تقریباً ستر پچھتر یا زیادہ) اصحاب کو اجازت وخلافت سے نوازا گیا، جس میں سے چند کے علاوہ، تقریباً سب نے ہی اس عہد کو وفا کیا، جو انہوں نے حضرت مولانا سے کیا تھا، اور اسی طریقہ پر قائم و استوار رہے، جس کی حضرت مولانا نے رہبری فرمائی تھی، اسی راستہ پر چلے، آگے بڑھے بڑھتے چلے گئے۔

برسبیل تذکرہ مگر افسوس کہ آج وہ طریقہ جو تصوف کی اصل روح، اصل جان اور وہ حقیقت جو عین شریعت وسنت ہے، گویا ہمارے یہاں سے فراموش ہوگیا ہے اور ہر شخص نے جس کو سلوک و معرفت کی خبر ہو نہ وہاں راہ سے گزر ہوا ہو، نہ راہ، دین و شریعت اور سلوک و تصوف کے باہمی گہرے اور لاینفک رشتہ سے واقف ہو، یا نہ ہو، پیری مریدی کا کام، بلکہ مجھے معاف فرمایا جائے، دھندہ اور کاروبار شروع کر دیا ہے، ہر شخص بزعم خود مرشد بنا ہوا ہے اور کسی نہ کسی کے حوالے سے، کسی نہ کسی تدبیر سے، دوسروں کو اپنے دام فریب میں پھنسانا اور اس کے ذریعہ اپنی دنیاوی ضرورت پوری کرنا اور حطام دنیا حاصل کرنا، اپنا مقصد بنا لیا ہے۔ ایسے میں سخت ضرورت ہے کہ اس طریقہ کی ایک مرتبہ پھر، پوری قوت سے، پوری شدت سے، پورے زور سے آواز لگائی جائے اور کہا جائے کہ تصوف کا صرف وہی راستہ قابل قبول اور دین شریعت کا راستہ ہے، جس کی کڑیاں ما انا علیہ واصحابی سے جڑی ہوں، جس سے سلف صالحین وابستہ رہے اور جس میں خارجی اثرات اور غیر اسلامی تصورات، بدعات و رسومات کی در اندازی کی گنجائش نہیں، اس کے علاوہ جو طریقہ

(۱) الدلائل الاذکار فی اثبات الجہر والاسرار، ص ۹۹ مجمع المطابع دہلی ۱۳۰۳ھ

toobaa-elibrary.blogspot.com

[illegible]

[illegible] کا تصوف کا اور [illegible]

کیں رہ کہ میروی بہ ترکستان است

[illegible]

رفت زاں راہے کہ پیغمبر گذشت

حضرت مولانا کا ایک اہم خواب اور حضرت مولانا مظفر حسین کاندھلویؒ سے اس کی تعبیر [illegible]

[illegible]

[illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

سلوک وتربیت میں طریقہ نقشبندیہ مجددیہ، خصوصاً حضرت سید آدم بنوری کی تعلیمات کو پسند کرتے تھے

[illegible]

"[illegible] نقشبندی ہی تھی" (۳)

[illegible]

"حضرت [illegible] سلوک میں [illegible] کے طریقہ کو زیادہ پسند فرماتے تھے، [illegible] کے اذکار واعمال کو زیادہ تر مفید فرماتے تھے [illegible] حضرت سید [illegible]

[illegible]

حضرت مولانا کا مقام و مرتبہ پیر و مرشد کی نگاہ میں حضرت حاجی صاحب کے رفقاء میں اور ان کا بڑا تذکرہ، خود حضرت حاجی صاحب، حضرت مولانا کو اپنے تمام خلفاء پر ترجیح دیتے تھے، بلکہ یہاں تک فرماتے تھے کہ:

"اور یہ بھی کہہ دیتا ہوں کہ [میں] مولوی رشید احمد کو اپنے پیر کی جگہ جانتا ہوں" (۱)

حضرت حاجی صاحب کی حیثیت میں ہی، حضرت مولانا کے بڑے اور ممتاز خلفاء، حضرت مولانا کو، حضرت حاجی صاحب کا قائم مقام، اور پنا پیر و مرشد سمجھتے تھے اور حضرت کے ساتھ وہی معاملہ کرتے تھے، جو ان کا حضرت حاجی صاحب کے ساتھ تھا۔ مثلاً حضرت حاجی صاحب کے ممتاز اور محبوب خلفاء میں سے مولانا محمد یعقوب، حضرت مولانا گنگوہی کو "بجائے مرشد سمجھتے تھے" (۲) حضرت حاجی صاحب کے اور بھی متعدد خلفاء کی تحریروں، اور خطوط میں، اس طرح کی تصریحات اور اعتراف موجود ہے۔

حضرت حاجی صاحب اپنے خلفاء اور متعلقین میں حضرت مولانا پر کسی کو ترجیح نہیں دیتے تھے، حضرت مولانا سے کوئی خدمت بھی نہیں لیتے تھے، کبھی پیر بھی نہیں دبواتے تھے، حالانکہ، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی سے کبھی کبھی پیر دبوا لیتے تھے مگر حضرت مولانا گنگوہی سے یہ خدمت گوارہ نہیں تھی، نیز حضرت حاجی صاحب کی اہلیہ محترمہ بہت اصرار کے بعد، حضرت حاجی صاحب کی فرمائش پر، حضرت مولانا گنگوہی سے بیعت ہوئی تھیں۔ (۳)

حضرت گنگوہی خود اپنی نگاہ میں ان تمام کمالات اور اس رفعت شان کے باوجود، جس کا اور ہزاروں دیکھنے جاننے والوں کے علاوہ، بہت سے غیر متعلق مشائخ اور بلند مرتبہ اہل علم و کمال بھی برملا اعتراف و اظہار کرتے تھے اور حضرت مولانا کی، روحانی بلند پروازی در مرتبی مقام، دونوں کی جانب اپنے متعلقین و متوسلین کو متوجہ فرماتے رہتے تھے، مگر حضرت مولانا خود کو، ذرۂ بے مقدار اور ہیچ محض خیال فرماتے تھے۔ حضرت مولانا کے مکتوبات میں ایسے بیسوں اندراجات ہیں کہ انہیں پڑھنے والا حیرت میں ڈوب جاتا ہے، یا اللہ! کیسے لوگ تھے، کیسے بڑے عالم، خادم قرآن و سنت، برگزیدۂ روزگار، نادر العہد والزمان اور اپنے دور کے علاوہ، آنے والی نسلوں کے علماء کے مقتدا اور تواضع و مسکنت، اللہ اللہ! ایسی بے نفسی، ایسا عرفان ذات، ایکی خود شکنی اور اس درجہ کی بے چارگی اور بے حیثیتی کا اظہار اور بار بار

عالم ہمہ افسانۂ ما دارد و ما ہیچ

کا اعلان۔ مجھے یہاں مولانا عبدالحئی حسنی کا وہ تاثر بے ساختہ یاد آ رہا ہے، جو ان کے دیوبند سے ملاقات کے بعد ہوا تھا، جس کا مولانا حسنی نے اپنے سفرنامے میں اس طرح ظہار کیا ہے

(۱) مکتوب نامہ مولانا رفیع الدین دیوبندی۔ مکتوبہ ۲۶ ذی الحجہ ۱۳۰۵ھ۔ مکتوب کا بڑا حصہ مرتبہ، مولانا نسیم احمد فریدی ص ۳۹ [دیوبند ۱۹۸۰ء]

(۲) تکمیل الکلام [مجموعہ ملفوظات حضرت مولانا تھانوی] مرتبہ مفتی جمیل احمد تھانوی۔ ص ۳۹ [طبع اول مکتبہ معارف ...]

(۳) تکمیل الکلام ص ۔۔۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

حضرت مولانا کا حضرت حاجی امداد اللہ سے اپنی خاص کیفیات کا تذکرہ

حضرت حاجی صاحب کا تاثر و ارشاد

متوسلین اور مسافران راہ سلوک کے لیے چند اصول اور ضوابط

[illegible]

تحریک ۱۸۵۷ء میں شرکت اور اس کی عملی جد وجہد

[illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

[illegible] مضبوط اور [illegible]
[illegible] شریف کا [illegible]
[illegible] مستقل تاریخ ہے۔

حضرت حاجی امداد اللہ اور ان کے رفقاء [illegible] جن میں قاضی عنایت علی تھانوی، حضرت حافظ محمد ضامن شہید، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی، حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی جیسے مختلف اکابر اصحاب بھی شامل تھے، اپنے علاقہ [illegible] انگریز کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے [illegible] میدان کارزار [illegible] ایک طرف [illegible] انہوں نے بھی حالات کا رخ [illegible] شاملی اور تھانہ بھون میں [illegible] شاملی تک [illegible] میدان [illegible]

[illegible]

[illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مجموعی اصلاحی خدمات نیز دارالعلوم دیوبند اور مظاہر علوم سہارنپور کے فکر ومزاج کی تشکیل

[illegible]

وفات حضرت مولانا حوادث کے تسلسل کی وجہ سے بہت ضعیف وکمزور تھے، مولانا عبدالحی حسنی نے، جو ۱۳۱۳ھ
۱۸۹۶ء میں گنگوہ حاضر ہوئے تھے اور حضرت مولانا کی خدمت میں قیام کیا تھا، لکھا ہے

"مولوی صاحب بہت ضعیف نحیف ہیں، عمر کی حیثیت سے یہ ضعف نہیں، کیونکہ عمر ساٹھ سے کچھ ہی متجاوز ہوگی، بڑھاپے کے آثار نمودار نہیں ہیں، بلکہ بیماری کا ضعف ان کے چہرے سے نحافت معلوم ہوتی ہے"(۱)

اور اس کے بعد بھی بار بار مختلف امراض میں مبتلا ہوتے رہے، لیکن معمولات بدستور جاری رہے، صحاح ستہ کا کامل درس کا سلسلہ ۱۳۱۴ھ میں ختم فرما دیا تھا، تاہم اطراف سے پڑھ کر جارات وغیرہ کی مشغولیت روز افزوں رہی، عقائد واصلاح وفکر اور سلوک کی نگرانی وتربیت بھی قدیم معمول پر جاری تھی، ماہ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۳۲۳ھ کی صبح جب فجر کی نماز کے لئے مسجد گئے تو لوگوں نے دیکھا کہ پیروں کی انگلیوں پر خون کے گہرے نشانات ہیں، فکر ہوئی کہ کیا ہوا، نماز کے بعد دیکھا گیا تو جانماز جو موقع معتاد پر رکھی رہتی تھی، وہ بھی بیچ تک خون سے تر تھی، خیال ہوا کہ کسی جانور نے کاٹا ہے، مگر یہ تحقیق نہ ہوئی کہ کس نے کاٹا ہے، گرچہ متوسلین نے توجہ دلائی مگر حضرت مولانا نے اس کو چنداں اہمیت نہ دی، لیکن اس حادثہ کے بعد ابھی بھی میندکا سبب ہوتا، اسی شرح تقریباً پندرہ دن گزر گئے، ۲۷ جمادی الاولیٰ ۳۱ جولائی ۱۹۰۵ء کو عشاء بعد یکلخت لرزہ اور بخار کا سخت حملہ ہوا، یہی درحقیقت مرض الوفات تھا، علاج کی تدبیریں ہوتی رہیں، ہر طرح کی دوائیں ہوئیں، بستر سے بہتر علاج کیا گیا مگر ان اجل الله اذا جاء لایؤخر

مرض کے شدت پکڑنے اور مرض میں تعطل رہا پھر بعد ازاں نے وقت ۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۲۳ھ، ۱۱ اگست ۱۹۰۵ء روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی، اس شام کو خوب سے جنازہ اٹھا، حضرت مولانا محمود حسن نے نماز جنازہ پڑھائی۔(۲)

آسمان تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے
[illegible]

رحمہ اللہ رحمۃ الابرار الصالحین وجزی اللہ عنا جزی بہ الاخیار الکاملین الصالحین

[illegible] مولانا کی وفات کے بعد ان دنوں میں مولانا مرغوب احمد

[illegible]

[illegible] چپوری نے، سیدنا حضرت ابراہیم خلیل الرحمن کی بیوی حضرت [illegible] کو [illegible] [illegible] آوری کا سبب دریافت کیا، ارشاد فرمایا

"مولوی رشید احمد جیسے آدمی ہیں (۱)

حضرت مولانا گنگوہی اپنوں اور پراؤں کی نظر میں

حضرت مولانا گنگوہی کی مقدس و متدین شخصیت تھی، حق تعالیٰ نے حضرت مولانا کو ایسا جامع صفات بنایا [illegible] ہر بات میں [illegible] حضرت مولانا کی بات میں ہی عظمت اور بلند نظری کا اظہار ہوتا تھا [illegible] [illegible] سے [illegible] ہے معلوم ہوگا کہ آپ [illegible] کی توصیف میں [illegible] سب یہ [illegible]

جنید و شبلی و عطار شد مست

حضرت مولانا فضل رحمان گنج مرادآبادی کے ارشادات

حضرت [illegible] اکابر علماء اور مشائخ کے مقتدا اور گویا مرجع کی حیثیت رکھتے تھے، حضرت شاہ [illegible] [illegible] شاہ محمد آفاق نقشبندی مجددی سے اجازت وخلافت حاصل تھی۔ [illegible] بہت وسیع سلسلہ تھا، اور بڑے بڑے اکابر وعلماء، حضرت [illegible] سے عقیدت [illegible] تھے۔ حضرت مولانا گنج مرادآبادی، اپنے دور کے علماء میں سے حضرت مولانا [illegible] حضرت مولانا گنگوہی کے سب سے زیادہ قائل ومعترف تھے۔ ایک مرتبہ حضرت مولانا کی مجلس میں [illegible] کسی شخص نے حضرت مولانا رشید احمد کے حالات دریافت کئے، اس کے جواب میں حضرت مولانا گنج مرادآبادی نے یہ فرمایا

"مولانا رشید احمد کا حال [illegible] پوچھتے [illegible] [illegible] (۲)

ایک مجلس میں ارشاد ہوا

"ایک میں ہوں اور دوسرے مولانا رشید احمد [illegible] [illegible] (۳)

حضرت حاجی امداد اللہ کے کلمات عالیہ

حضرت حاجی [illegible] نے حضرت مولانا کی تعریف

---

(۱) [illegible]

[illegible] ۱۹۹۴ء

[illegible]

(۲) [illegible] ۳۲۱ [illegible]

(۳) [illegible] ۲۰۹

toobaa-elibrary.blogspot.com

اور تحریرات و مکتوبات میں نہایت اعتراف کے ساتھ تذکرہ کیا ہے، ایک اقتباس گزر چکا ہے، ایک مفصل گرامی نامہ اسی مضمون پر اسی سلسلہ میں رقم فرمایا تھا، اس میں فرماتے ہیں

فقیر امداد اللہ چشتی بخدمت محبان مخلصان عرض کرتا ہے۔ بعض خطوط ہندوستان سے اس فقیر کے پاس آئے، ان میں یہ تحریر تھا کہ مولوی رشید احمد صاحب کے ساتھ بعض لوگ سوء ظن رکھتے ہیں، اور تم مولوی صاحب کو ایسا سمجھتے ہو۔ لہٰذا فقیر کی جانب سے مشتہر کر دو اور شائع کرا دو کہ مولوی رشید احمد صاحب عالم ربانی و فاضل حقانی ہیں، صفت علمائے [illegible] سے موصوف ہیں، جامع بین الشریعۃ والطریقۃ ہیں، شب و روز خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی میں مشغول رہتے ہیں، حدیث پڑھانے کا شغل رکھتے ہیں، مولانا مولوی محمد اسحاق صاحب محدث [illegible] ثمرہ فیض علم دین کا مولوی صاحب سے جاری ہوا۔ ہندوستان میں مولوی صاحب یگانہ روزگار ہیں، مسائل مشکلہ کی عقدہ کشائی مولوی صاحب سے ہوتی ہے، ہر سال میں بیسیوں آدمی کے قریب علم حدیث پڑھ کر ان سے سند لیتے ہیں، اتباع سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کوشش کرتے ہیں، محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عشق خداوندی میں مستغرق ہیں، حق گو ہیں، لا یخافون لومۃ لائم کے مصداق ہیں، سنت کے پورے طور سے تابع رہتے ہیں، بدعت سے پورے طور سے مجتنب ہیں۔ [illegible] ان کی صحبت اہل اللہ [illegible] سمجھیں، [illegible] متقی اور تارک الدنیا ہیں [illegible] ہیں [illegible] اور اب فقیر [illegible] فقیر ان واپسی کے ذریعہ بحث کا [illegible]

[illegible] دوبارہ ہیں، ایک [illegible] ان کو بھی نظر لگاتے ہیں، میرا [illegible] صاحب کا اور ان میں مخالف [illegible] شریعت اور [illegible] شریعت خدا کے ہاں مقبول نہیں، مغلوب قلب کفار کو بھی

toobaa-elibrary.blogspot.com

حاصل ہوجاتی ہے، قلب کا حال مثل آئینہ کے ہے آئینہ زنگ آلود ہو تو پیشاب سے بھی صاف ہوجاتا ہے، اور گلاب سے بھی صاف ہوجاتا ہے، لیکن فرق جانتے ہو [illegible]۔

ولی اللہ کے پہنچانے کے واسطے اتباع سنت ہوتی ہے۔ جو متبع سنت ہے وہ اللہ کا دوست ہے اور اگر مبتدع ہے تو محض بیہودہ ہے۔ خرق عادات تو [illegible] ہوتا ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی جو رسول اللہ ﷺ [illegible] بدعات ہووے، وہ خدا کا دوست نہیں ہوسکتا، اس فقیر سے جو اہل علم محبت رکھتے ہیں [illegible] اتباع سنت [illegible] مولوی صاحب کا نقصان نہیں۔

آپ [illegible] نہیں

مولوی صاحب وہ شخص ہیں، کہ خواص کو چاہئے [illegible] تقلید [illegible] سمجھیں اور میں یہ چاہتا ہوں کہ مولوی صاحب [illegible] کرے، مجھ کو [illegible] نہ ہوتی ہے۔ [illegible] آپ کو میرا دوست سمجھیں [illegible] مولوی صاحب [illegible] کامل ہیں، ان کی زیارت کو غنیمت سمجھیں۔

[illegible]

([illegible] ۲۵ [illegible] ۳۱۰ [illegible])

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کے ارشادات

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی [illegible] بچپن سے دوست، ہم مرشد اور بے تکلف تھے لیکن حضرت مولانا [illegible] معمول تھا۔ حضرت مولانا نانوتوی نے اپنی کتاب ہدیۃ الشیعہ [illegible] ۲۹۳ [illegible] ۹۲۲ [illegible] مولانا گنگوہی کا نام بڑے القاب [illegible] ہیں

بندہ [illegible] محمد قاسم [illegible] خدمت میں [illegible] اواخر رجب ۱۲۸۳ھ بارہ سو تراسی ہجری میں [illegible] زیب طریقت، حامی شریعت، فخر احباب، [illegible] [illegible] مولانا رشید احمد گنگوہی [illegible] (۲)

(۱) [illegible] ۵۳ (۲) [illegible] ۳۰

toobaa-elibrary.blogspot.com

[illegible] تحریر فرماتے ہیں

عزیز من [illegible] قائل کہ خود کسی کی رہبری کروں، ورنہ اس قابل کہ کسی رہبر کو پہچانوں اور دوسروں کو بتلاؤں [illegible] دو چار بزرگوں سے عقیدت ہے ایک تو جناب حاجی امداد اللہ صاحب دوسرے شاہ عبد [illegible] صاحب [illegible] حضرت مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی، ان بزرگوں میں سے کسی کی صحبت میسر آجائے غنیمت جانو اور اپنے مقصود کی تفتیش میں نہ رہو۔

۶/صفر ۱۲۹۴ھ از نانوتہ(۱)

مولانا شاہ محمد حسین الہ آبادی کی نظر میں مولانا کا مرتبہ

مولانا [illegible] آبادی، حضرت حاجی [illegible] کے [illegible] خلفاء میں سے تھے [illegible] اپنے خواص میں شمار فرماتے تھے اور [illegible] گنگوہی وغیرہ علماء سے وسیع اختلاف رکھتے تھے [illegible] سے قدردان اور نہایت مداح تھے [illegible] کے سوانح نگار لکھتے ہیں

[illegible] متعلق [illegible] فرمائی [illegible] مجھے [illegible] نہیں۔ [illegible] شان پائی جاتی ہے۔ [illegible] پورا واقعہ بیان [illegible] آپ نے فرمایا کہ مولانا [illegible] (یعنی دو آدمیوں [illegible] (۲)

[illegible] ہیں

[illegible] ہیں۔ دوست [illegible] وخوبی انجام پاتے ہیں۔ ہم لکھے، [illegible] بھی تو [illegible] ہے، تو [illegible] (۳)

[illegible] ۱۳۵۳ھ

[illegible]

[illegible]-elibrary.blogspot.com

مولانا سید دیدار علی الوری کا نذرانہ محبت وعقیدت

[illegible]

خصوصیت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

مسائل کی تحقیق اتصحیح [illegible] [illegible] [illegible]

لیکن فاضل بریلوی کو شاید اس کا علم نہیں تھا [illegible] [illegible] [illegible]

میں [illegible] تربیت یافتہ تھے مولانا الوری کا تاثیات حضرت [illegible] [illegible] [illegible]

کو جب خط لکھتے ایسے القاب وآداب لکھتے [illegible] [illegible] [illegible]

مولانا الوری سے فتاوی سے مجموعہ تحقیق المسائل میں مولانا الوری کے حضرت [illegible] [illegible]

سرنامے لائق مطالعہ ہیں۔ ایک خط کے آغاز پر لکھتے

عالی خدمت، فیض موہبت، مولانا [illegible]، [illegible]، قامع بدعت، مولوی رشید احمد صاحب،

ادام اللہ رشدہ۔(۱)

دوسرے خط کی ابتدا ملاحظہ ہو

عالی خدمت، فیض موہبت، حضور مجمع [illegible]، رافع [illegible]، قامع البدعت، مصدر فیوض [illegible] [illegible]

مرشدنا مولانا رشید احمد صاحب، ادام اللہ رشدہ (۲)

اور پھر بعینہ یہی الفاظ تحریر ہیں:

عالی خدمت، فیض موہبت، حضور مجمع الانوار، رافع [illegible]، قامع البدعت، مصدر فیوض [illegible] [illegible] مرشدنا

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی ادام اللہ رشدہ (۳)

ایک اور خط کی ابتدا اس طرح ہوتی ہے

عالی خدمت، قدوۃ العلماء، زبدۃ الاصفیاء، مولانا [illegible] مرشدنا مولانا رشید احمد صاحب [illegible] (۴)

یہ سرنامے مولانا دیدار علی صاحب کے دل میں حضرت مولانا گنگوہی کی جلالت شان اور عظمت [illegible] [illegible]

کو [illegible] [illegible] شہادت [illegible] کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔

۱۔ تحقیق المسائل [illegible] [illegible]

۲۔ تحقیق المسائل [illegible] [illegible]

۳۔ تحقیق المسائل [illegible] [illegible]

۴۔ تحقیق المسائل [illegible] [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

مولوی نقی علی والد فاضل بریلوی، کے کلمات تحسین [illegible] فاضل بریلوی [illegible]
[illegible] شامل [illegible]
[illegible] لکھتے تھے۔ [illegible]

فاضل بریلوی کے ایک معتمد اور خلیفہ، فاضل بریلوی کے بہت ہی معتمد اور قریب ترین [illegible]
مولانا ناصر شفیع کی شہادت اور بلند الفاظ [illegible]
[illegible] انھوں نے بھی [illegible]
[illegible] اپنی تالیف [illegible] میں لکھتے ہیں
[illegible] شیخ [illegible] اجتناب [illegible]
[illegible] رشید احمد گنگوہی، قاضی محمد اسماعیل صاحب موجود
[illegible] المثل ہے۔ (۲)

[illegible]

مؤلف نزہۃ الخواطر، مولانا عبدالحی حسنی کا مشاہدہ اور تاثر

[illegible] تذکرہ نگار [illegible]
نہایت عمدہ جامع تعارف لکھا ہے مگر اصل وہ تحریر [illegible]
[illegible] ہے۔ حضرت کی رفاقت [illegible]
صفت، ہر ایک پر روشنی [illegible]

اس میں شک نہیں کہ مولوی صاحب تقیۃ السلف ہیں [illegible]
واستقامت کا دوسرا شیخ [illegible]
نہیں۔ مولوی صاحب کے اوصاف میں سب سے بڑا وصف تو یہ ہے [illegible]
لسان اور صدق گفتار میں، مولوی صاحب ضرب المثل ہیں۔ (۱)

(۱) دہلی اور اس کے اطراف، ص ۱۳۷

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۲)

فقہ و فتاویٰ نیز فتاویٰ رشیدیہ کے خطی اور مطبوعہ نسخے

حضرت مولانا گنگوہی کی دینی، علمی، فقہی، اصلاحی، تربیتی خدمات کا دائرہ بہت وسیع تھا اور اس کا ایک ایک پہلو، اپنے اندر مختلف جہات، دراسات، تبلیغ کی مختلف وسعتیں لیے ہوئے ہوتا تھا، یہاں ایسے تمام پہلوؤں پر گفتگو کی گنجائش نہیں، تاہم یہ کہا جا سکتا ہے کہ حضرت مولانا کی بڑی اور ممتاز و مؤثر فقہی خدمات اور کارناموں کو، بنیادی طور پر چار بڑے حصوں پر تقسیم کیا جا سکتا ہے اور ہر ایک حصہ کا علیحدہ علیحدہ جزوی، جمالی تذکرہ کیا جائے۔ یہ تقسیم و ترتیب اس طرح ہو سکتی ہے

(۱) فقہی موضوعات و مباحث پر تصنیفات و رسائل

(۲) روز مرہ کی ضروریات میں عوام کے سوالات اور علمائے کرام کے علمی فنی استفسارات کے جوابات جس کا سلسلہ ایک دینی معمول اور دینی وظیفہ حیات کے طور پر زندگی کے تقریباً پچیس سال نصف صدی پر پھیلا ہوا تھا۔

(۳) صحیح عقائد، رسوم و بدعات اور ان کی شرعی حقیقت و حیثیت اور موقع بموقع عوام میں پھیل جانے والی کئی بڑی عملی دینی و شرعیت سے کی اصلاح کی سب و تقیید کی مخالف ورزی اور فقہی معاملات و مسائل میں عوام کی اصلاح اور تربیت سے متعلق فتاویٰ کی تحریر، تالیف اور ان کی مطبوعہ صورت میں اشاعت کا اہتمام اور پورے برصغیر کے مسلمانوں اور اہل علم و فقہ تک ان کو پہنچانے کی مسلسل کوشش۔

(۵) فقہ و فتاویٰ اور احکام شریعت کی تحقیق، تدوین اور تنقیح، تصنیف اور ان کی جمع و تدوین آخری درجہ کا اہتمام، اس کی بقاء اور آئندہ نسلوں تک اس کی حفاظت کی خاطر حضرت اور ان کے اصحاب کی علمی عملی، تربیت کے بعد ان کے علمی فنی ذخیرہ کی ترتیب، تبویب ان کی تصحیح و نظر ثانی، ناقدانہ نظر سے ان کا جائزہ اور ان کی اشاعت کی کوششیں۔

حضرت مولانا کی فقہی خدمات اور کارناموں کے جاننے کے لیے ان عنوانات کا مفصل تعارف اور جائزہ بھی ضروری ہے، یہاں ان میں سے صرف نمبر ۲ اور ۳ کا ہی تذکرہ کیا جائے گا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

تصانیف: حضرت مولانا کی تصانیف و مؤلفات کا سرمایہ، تعداد، کمیت اور ضخامت کے لحاظ سے بہت زیادہ نہیں ہے تصانیف و مولفات کی تعداد بھی زیادہ نہیں ہے۔ مولانا عبدالحئی حسنی لکھتے ہیں

ولم تكن له كثرة اشتغال بالتأليف (۱) [حضرت مولانا کا تصنیف و تالیف کا زیادہ شغل نہ تھا۔]

دوسرے موقع پر لکھا ہے

له مصنفات مختصرة قليلة منها تصفية القلوب وإمداد السلوك، وهداية الشيعة

جو تصانیف و مولفات ہیں، ان کے صفحات بھی بہت معمولی اور مختصر ہیں، لیکن ان کے مہارت اور مباحث و مضامین اللہ اللہ! جس کو علم دین خصوصاً حدیث و فقہ میں نظر ہو، وہ خوب ہی ان کے مقاصد اور علمی رشتہ کو کس قدر پہنچ سکتا ہے اور علوم کے غوامض و اسرار کی قدر کر سکتا ہو، اس سے پوچھئے کہ حضرت نے کس طرح اپنی ایک ایک تالیف و تحریر اور شرح ترمذی کو بھی دریا بکوزہ کی مثال، اور ایک مثال نہیں حقیقت کا جامہ عطا فرمایا ہے۔ ایک ایک صفحہ کی بات نہیں، بعض بعض موقعوں پر ایک ایک فقرہ اور سطر، باخبر اور بہت ذہین پڑھنے والوں کو بھی محو حیرت کر دیتی ہے، کہ کس طرح پوری ایک کتاب کے مندرجات کو، ایک بحث کے مضامین کو ایک فقرہ یا سطر میں سمو دیا ہے، یہی وہ کمال و وصف ہے، جس کی حکیم الامت حضرت مولانا تھانوی نے ان الفاظ میں تعریف و تحسین فرمائی ہے۔ حضرت مولانا تھانوی کا قول ہے

"مولانا گنگوہی دریا کو کوزہ میں بند کرتے تھے اور مولانا نانوتوی کوزہ سے دریا نکالتے تھے" (۲)

جس میں جس قدر علم و صلاحیت ہو، جس درجہ کی علمی بصیرت ہو، وہ ان سے اسی قدر وسیع، اور بے بہا نتائج اخذ کر سکتا ہے، اس کو پھیلا کر اس کی شرح بھی لکھ سکتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت کی یہ تمام مولفات و کتب اگرچہ اردو میں لکھی گئی ہیں، زبان بھی بہت مشکل اور غیر مفہوم نہیں ہے مگر پھر بھی اکثر تصانیف کے ساتھ شرح کی ضرورت ہے، اردو داں کی تعداد کم ہے، خوب محنت اور گہری توجہ سے حل کیا جائے۔

حضرت مولانا نے تحریر و تصنیف کا کب آغاز کیا، اس کا سراغ نہیں ملتا، تاہم حضرت کی جو پہلی تصنیف معروف اور مطبوعہ ہے، وہ فقہ و فتاوی سے متعلق نہیں ہے، متنازعہ کلامی موضوع پر ہے۔ یہ ہدایۃ الشیعۃ ہے جو ۱۲۸۸ھ میں لکھی گئی اور شائع ہوئی تھی، اس میں اہل تشیع کی جانب سے اہل سنت پر کئے گئے چند اعتراضات کا تجزیہ اور مدلل جواب ہے، جس

(۱) نزہۃ الخواطر ص: ۱۵۰، ج ۸، [حیدرآباد]
(۲) [illegible] مجموعہ ملفوظات ص ۴۲

toobaa-elibrary blogspot.com

سے معلوم ہوتا ہے مصنف کی ہر فن میں نظر اور پختہ قلم کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس سے یہ تاثر بھی ملتا ہے کہ مصنف کی [illegible]

خدمت و تصنیف کی [illegible] ہیں۔

(۱) [illegible] حضرت محدث سورتی کی سب سے پہلی دریافت مطبوعہ کتاب زبدۃ [illegible] ہے جو ۱۲۹۹ھ کی تصنیف ہے [illegible] حضرت [illegible] کے ایک ممتاز [illegible] [illegible] کی کوشش سے [illegible] مطبع [illegible] سے شائع ہوئی تھی۔ اس کے علاوہ حضرت [illegible] کی صرف تین تصنیفات و رسائل ایسے ہیں جن کا نام تاریخ معلوم ہے

(۲) لرای لصحیح فی عدد رکعات التراویح [illegible] ۱۳۰۵ھ

(۳) [illegible] فی تحقیق الجمعه فی القری [illegible] ۱۳۱۰ھ

(۴) رد [illegible] فی وقف القرآن [illegible] ۱۳۱۰ھ

[illegible] مندرجہ ذیل تصانیف [illegible] ہیں

(۱) سبیل الرشاد فی التقلید و الاجتهاد

(۲) الشمس اللامعه فی کراهة الجمعة الثانیه

[illegible]

[illegible] احتیاط الظہر [illegible]

[illegible]

چند شاگرد [illegible]

[illegible]

www.maktabah-e-library.blogspot.com

سے کئی ایک فن میں یگانۂ روزگار تھے، جو [illegible] میں مہارت حاصل تھی [illegible]
[illegible] ایک اور حدیث [illegible] میں ایسی [illegible] سے خطر
[illegible] شانی میں [illegible] ہے۔

چنانچہ حضرت مولانا گنگوہی کے شاگردوں اور متعلقین کی ایک بڑی تعداد [illegible] حضرات سے [illegible] ہے
جاتے ہیں، جنہوں نے حضرت مولانا کی خدمت میں رہ کر [illegible] ایک مدت تک فتاوی کی تعلیم حاصل کی، فتاوی [illegible]
کے اصول جانے، اس کی عملی مشق کی، اور بعد میں [illegible]
خدمت سے علوم اور فقہ و فتاوی کی دنیا میں [illegible] فتاوی [illegible] مفتی [illegible]
اندازہ کر کے صحیح سمت میں آگے بڑھنا سفر کرنا بہت ہی مشکل ہے۔ [illegible]

(۱) مولانا حافظ احمد [illegible]

(۲) حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی

(۳) حضرت علامہ انور شاہ کشمیری

(۴) حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب عثمانی دیوبندی

(۵) حضرت مولانا خلیل احمد [illegible]

(۶) مولانا صدیق احمد [illegible]

(۷) مولانا عبد [illegible]

(۸) مولانا مفتی عبد اللہ [illegible]

(۹) حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن عثمانی دیوبندی

(۱۰) حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب کاندھلوی

اس فہرست میں مفتی اعظم مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب کا نام بھی شامل کیا جا سکتا ہے، اگرچہ مفتی صاحب حضرت
مولانا گنگوہی کے براہ راست شاگرد نہیں تھے، لیکن دار العلوم دیوبند سے زمانہ تعلیم میں حضرت مولانا کی خدمت میں حاضر
ہوتے رہتے تھے اور استفادہ کرتے تھے۔

ان حضرات میں سے ہر ایک کی فقہی خدمات [illegible] بعد کے
اہل فتوی کا ان سے استفادہ [illegible] ایک ضخیم کتاب [illegible] مفصل جامع
مقالات کی طالب ہیں اور یہ صفحات اس کا محل نہیں ہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

یہاں یہ عجیب حقیقت کا بھی تذکرہ ہو جانا چاہئے کہ فاضل بریلوی، احمد رضا خاں صاحب اپنے ہم نوا جن صاحب کی فقہ دانی میں مہارت اور کمال کے معترف ہیں، وہ یا تو براہِ راست حضرت مولانا گنگوہی کے شاگرد ہیں، یا حضرت مولانا کے شاگردوں سے مستفید ہیں، جن میں مولانا سید احمد علی رام پوری سرفہرست تھے۔

حضرت مولانا کا احادیث کے متون پر نہایت گہری نگاہ، غیر معمولی دقت نظر، رسائی ذہن اور دقت نظر سے کئی فقہی نکتے اور الجھے ہوئے معاملات اور مسائل وہ اس طرح حل کیا اور ان کے بعض اہم گوشوں کا حسن استدلال اور معقولیت سے جڑا یہ خوبصورت اور عمدہ تجزیہ فرمایا کہ اہل علم انگشت بدنداں رہ گئے۔ حضرت مولانا کے اپنے فتاویٰ میں ندرت استدلال سے حدود اس درجہ پختگی، گہرائی، جامعیت ہے کہ اس دور کے علماء نے ان فتاویٰ کو مثال فن فہم حدیث اور تفقہ کا ایک گراں بہا خزانہ قرار دیا ہے۔ حضرت مولانا کے معاصر جلیل القدر علماء نے ان سے پورا فائدہ اٹھایا اور اس طریقۂ غور و استنباط کو اپنے لئے نمونہ و نشان راہ قرار دیا، بلکہ ان حضرات نے بھی، جو بعض اختلافی مسائل میں دوسری رائے رکھتے تھے، اس حسن استدلال کی تحسین کی۔

حضرت مولانا سے عام مسائل اور روز مرہ کے معمول کی چیزوں اور ضروریات کی نسبت، جب دریافت کیا جاتا تو مختصر جواب تحریر فرمانے کا معمول تھا، جو مسئلہ کی حد تک کامل اطمینان بخش، مختصر عنوان پر مشتمل، مگر احادیث شریفہ کے متون اور فقہی کتابوں کے حوالوں اور جزئیات سے خالی، لیکن ایسا جامع اور پرمغز ہوتا تھا کہ اس سے ان مسائل کا علم چاہنے والے دریافت کرنے والے کو پورا اطمینان اور تشفی ہو جاتی ہے، اور فقہ و فتاویٰ میں بصیرت اور فقہی متون پر نظر رکھنے والے بھی، اس کی گہرائی اور معقولیت کو محسوس کئے بغیر نہیں رہتے تھے کہ حضرت نے کس طرح ان چند الفاظ میں مسئلہ کے تمام ضروری گوشوں کا احاطہ کر لیا ہے، بلکہ اصول دین و شریعت اور متقدمین کے ارشادات و اقوال کی مجمل ترجمانی بھی فرما دی ہے۔

مگر ہر ایک مسئلہ اور ہر طرح کے فتاویٰ کے جوابات ایسے ہی چند الفاظ پر ہی مشتمل اور مختصر نہیں ہوتے تھے، بلکہ وہ سوالات جو توحید و عقائد، بدعات اور رسوم دینی اور ختم نبوت سے متعلق ہوتے، جن میں اہل فتویٰ کا اختلاف ہو، یا کسی دوسرے مسلک سے علماء کی تصریحات، تحریرات کی وضاحت کی ضرورت ہوتی، یا بدعات مخصوصہ کا رد ہوتا، جو اس دور میں مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کی جماعت کا شعار بن گئی تھیں، ان کے جواب میں تفصیل کی ضرورت ہوتی، تو ایجاز و اختصار کا معمول باقی نہیں رہتا تھا، بلکہ مفصل گفتگو ہوتی جس میں آیات شریفہ، احادیث و آثار، ائمہ فقہاء کے اقوال اور فقہاء متقدمین و متاخرین کی روایات نقل فرماتے، ان کا درجہ متعین کرتے اور ان میں سے ہر ایک طرح کی تشریح اور روشنی فرما دیتے تھے کہ منصف مزاج حقیقت کے طالب کو الجھن باقی نہیں رہتی تھی۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ایسے مباحث میں حضرت مولانا، صرف معروف مآخذ واستدلال کا تذکرہ نہیں فرماتے، بلکہ کئی مرتبہ اس نظریہ کے ثبوت میں ایسے دلائل پیش فرماتے ہیں اور احادیث شریفہ کے الفاظ کی توضیح کے ساتھ، اس سے اس طرح استدلال کرتے ہیں، جو اگرچہ بالکل نیا ہوتا ہے، اس سے پہلے شاید ہی کسی محدث فقیہ یا عالم نے اس سے اس مقصد کے لئے اس طرح استدلال کیا ہو، مگر جب حضرت مولانا کے طریقہ تفہیم اور طریقہ استدلال پر نگاہ جاتی ہے، تو یہ تسلیم کئے بغیر چارہ ہی نہیں رہتا، کہ اس کا واقعۃً یہی مفہوم ہے، جو حضرت مولانا نے اخذ کیا ہے، جس پر آج تک کسی کی نظر نہیں گئی تھی۔

حضرت مولانا، بلاشبہ فقہ حنفی کے ایک بڑے نمائندہ اور ترجمان تھے، لیکن اپنے عہد کے اکثر حنفی فقہاء سے نہایت مختلف، بڑے غواص، نہایت دیدہ ور، فقہ حنفی کے مآخذ وجزئیات کے نہ صرف جاننے والے، بلکہ ان کے حافظ، لیکن نہایت تحقیق وتنقید کے ساتھ۔ جس معروف فقہی روایات واصول میں، استدلال وانطباق کی کمی رہ جاتی ہے، اس کی تصحیح بھی کرتے ہیں اور حسب ضرورت تنقیح وتجزیہ بھی۔ حدیث شریف سے ان کی مطابقت اور اصول فقہ وحدیث کے تمام متعلقات سے گذر کر، چھان کر، کی بڑے۔ جب مسئلہ کی تشریح فرماتے ہیں، تو اس کی سطر سطر بلکہ حرف حرف پڑھنے اور غور کرنے کا ہوتا ہے، اس کی مدد سے اس مسئلہ کے حل کے علاوہ اور بھی کئی مباحث ومسائل کی گہرائی تک جانے اور ان کے حل کرنے میں مدد مل جاتی ہے، نیز اس طریقہ کار سے رہنمائی حاصل کرنے اور مسائل کی تفہیم بھی آسان ہو جاتی ہے۔

بہرحال حضرت مولانا گنگوہی نے تقریباً چالیس پینتالیس سال تک تحریر فتاوی میں مشغول بسر کئے۔ حضرت مولانا غالباً ١٢٦٥ھ [١٨٤٩ء] میں چار سال دہلی میں گذار کر، جب مولانا کی عمر اکیس سال تھی [ولادت ذی قعدہ ١٢٤٤ھ۔ اگست ١٨٢٩ء] تعلیم مکمل ہونے پر وطن واپس آ گئے تھے،(١) اس وقت سے مختصر ملازمتوں کے دو موقعوں کے علاوہ، حضرت مولانا کی زندگی کا بڑا حصہ، اپنے وطن گنگوہ [ضلع سہارنپور، یوپی] میں ہی گزرا، اور اگرچہ اس کی کوئی واضح شہادت یا اطلاع موجود نہیں، لیکن قرائن وآثار بتا رہے ہیں کہ حضرت مولانا نے، اسی وقت سے خود کو، دینی علمی خدمات کے لئے گویا وقف کردیا تھا، جس میں اور مصروفیات کے علاوہ عوام کی دینی مسائل میں رہنمائی اور مسائل وفتاوی کی تحریر کا عمل بھی جاری تھا، لیکن اس دور کے لکھے ہوئے فتووں کی نقل یا تفصیل دریافت نہیں، صرف یہ کہا جاسکتا ہے کہ حضرت مولانا گنگوہی کے فتاوی پر جلد ہی

(١) تاریخ ولادت کے لئے ملاحظہ ہو تذکرۃ الرشید مولانا عاشق الٰہی میرٹھی ص ١٣۔ جلد اول [طبع اول، سہارنپور ١٣٢٧ھ] اور تذکرۃ الرشید میں یہ صراحت بھی ہے کہ:

"اس وقت جب آپ کی عمر شریف تخمیناً اکیس سال کی تھی، آپ کا زمانہ طالب علمی ختم ہوا اور آپ نے اپنے وطن مالوف کی جانب مراجعت فرمائی" ص: ٣٥

"دہلی میں یہ زمانہ طالب علمی جتنا بھی آپ کو قیام کرنا پڑا، اس کی مدت کو دیکھنے پر بمشکل چار سال ہوتی ہے" صفحہ ١٧

toobaa-elibrary.blogspot.com

جن فن کو عقد ہو گیا تھا، عوام کے سوالات کے علاوہ بھی، اس وقت کی تحریروں اور فتاوی پر حضرت مولانا کی تصدیق وتائید کا درج ہونا استناد کی علامت سمجھی جاتی تھی اور یہ صرف مولانا کے وطن اور اس کے اطراف کی بات نہیں تھی، بلکہ [illegible] دور دراز علاقوں خصوصاً دکن میں تالیف و رسائل، متعدد مختصر تالیفات یا فقہی مسائل و موضوعات کے جوابات و رسائل پر، حضرت مولانا کی تائید و تصدیق درج ہوتی ہے، دہلی کے مطبوعہ چند رسائل و فتاوی پر بھی حضرت مولانا کی تصدیق درج ہے، ایسے جو رسائل و فتاوی اس وقت تک میری نظر سے گزرے ہیں، ان میں سب سے قدیم رسالہ جس پر حضرت مولانا کی بحیثیت فقیہ و مفتی کے تصدیق [illegible] ۱۲۷۶ھ/۱۸۵۹ء کا ہے۔ جو اس بات کی علامت ہے کہ حضرت مولانا کی [illegible] وقت تک [illegible] ہو چکی تھی[1] اور اطراف [illegible] دور دراز علاقوں میں بھی حضرت مولانا کا نام ایک فقیہ صاحب اجتہاد مفتی کی حیثیت سے جانا پہچانا جاتا تھا، مسائل وفتاوی پر مولانا کی مہر دیکھ کر اس پر اعتماد ہو جاتا تھا۔ حضرت مولانا کی وقت [illegible] فتاوی میں [illegible] کے ساتھ ساتھ حضرت مولانا سے رجوع اور اعتماد میں متواتر اضافہ ہوتا رہا، یہاں تک حضرت مولانا کی حیثیت [illegible] تک ایک بڑے معتمد [illegible] محقق مفتی کی ہو گئی تھی، اور حضرت مولانا [illegible] فتاوی [illegible] مرجع کی حیثیت رکھتے تھے۔

اگرچہ حضرت مولانا [illegible] معتمد [illegible] تھے اور کتب و رسائل کے علاوہ اشتہارات کی صورت میں چھپ [illegible] کا ذریعہ بنتے تھے، مگر اس دور میں حضرت مولانا کے فتاوی [illegible] نہیں [illegible] حضرت مولانا کے فتاوی [illegible] حضرت مولانا نے دوسرے سفر حج سے واپسی کے بعد [illegible] ۱۲۹۲ھ/۱۸۷۵ء [illegible] کتابوں، خصوصاً صحاح ستہ کے درس کا [illegible] نہایت ذی استعداد فارغین اور طلبہ، حضرت مولانا کے درس حدیث میں [illegible] گنگوہ [illegible] حضرت مولانا کے علم و عرفان کا فیضان، ایک بڑے [illegible] کی صورت میں [illegible] برصغیر ہند کی سرحدوں سے گزر کر دور تک پہنچی، ملکوں ملکوں سے طلبہ درس حدیث [illegible] کے مطابق گنگوہ میں قیام کر کے حضرت کے درس حدیث میں [illegible] تھے۔

---

[1] [illegible] ۱۲۷۶ھ/۱۸۵۹ء [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

ان طلبہ کو، جب حضرت کے حدیثی افادات وارشادات کی خاص معنویت، گہرائی و گیرائی کا اندازہ ہوا تو ان فوائد ومطالب کو محفوظ وقلم بند کرنے کے سلسلہ کا بھی آغاز ہوا، اسی وقت حضرت کے فتاوی کی نقلیں رکھنے کا سلسلہ شروع ہوا۔ اس سلسلہ کا سب سے پہلا مجموعہ کس نے مرتب کیا اس کا تذکرہ آسان نہیں ہے لیکن راقم السطور کو جن چند مجموعوں کا علم ہے، ان میں سب سے پہلا مجموعہ فتاوی وہ ہے، جو مولانا اشرف الحق دہلوی نے ۱۳۰۳ھ [۸۶-۱۸۹۵ء] میں مرتب وقلم بند کیا تھا۔ اس وقت سے حضرت مولانا کی وفات، بلکہ بعد تک، حضرت مولانا کے فتاوی کی جمع وترتیب ہوتی رہی، بلکہ کس قدر مجموعے مرتب ہوئے، ان کی صحیح تعداد بھی معلوم نہیں، لیکن اس ذخیرہ میں سے، بارہ، چودہ، چھوٹے بڑے مجموعوں کا مجھے تعارف یا سراغ ملا ہے۔ تفصیلات درج ذیل ہیں:

نسخہ دہلی: مولانا اشرف الحق صاحب، دہلی کی پنجابی برادری سے تعلق رکھتے تھے، دہلی کے اساتذہ سے ابتدائی تعلیم کے بعد، مدرسہ دیوبند [دارالعلوم] کے اساتذہ وعلماء، حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی اور شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب وغیرہ سے اعلیٰ درسیات کی تعلیم مکمل کی، حدیث شریف کے درس واختتام کے لئے حضرت مولانا گنگوہی کی خدمت میں حاضر ہوئے، غالباً دو سال تک گنگوہ میں قیام کیا، جس میں سے خاصا وقت، حضرت مولانا کے دولت کدہ پر گزارا، اس دوران حضرت مولانا سے حدیث کی اعلیٰ کتابیں، خصوصاً دورہ حدیث شریف، بہت عمدہ طریقہ پر پڑھا اور عمل کیا۔

مولانا اشرف الحق صاحب نے اس قیام کے دوران یہ فیصلہ کیا تھا، کہ وہ حضرت مولانا کی درس کی تقریریں محفوظ وقلم بند کریں گے، اس کے علاوہ حضرت مولانا کے فتاوی کی نقلیں رکھنے کا بھی اہتمام کیا، حضرت مولانا کے ارشادات وملفوظات بھی لکھتے رہے، اس طرح مولانا اشرف الحق نے ایک بڑا ذخیرہ یک جا کر لیا تھا، جو فل سکیپ {A/4} ناپ کے ایک ہزار سے زیادہ صفحات پر مشتمل تھا، جس میں حضرت کے تقریباً پانچ سو فتاوی بھی درج تھے۔ مولانا اشرف الحق کے فرزند، امداد صابری صاحب نے لکھا ہے:

"اس قلمی کتاب میں، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کے فتاوی رشیدیہ میں سے ۴۸۱ چار سو تک فتوے نقل کیے ہیں"(۱)

یہ مجموعہ افادات وتقاریر ۱۳۰۳-۱۳۰۴ھ [۸۶-۱۸۸۵ء] میں قلم بند ہوا۔ مولانا اشرف الحق نے اسی مجموعہ میں، حضرت مولانا کا رسالہ کراہت جماعت ثانیہ [القطوف الدانیہ] بھی نقل کیا ہے، اس کے آخر میں تاریخ تحریر اور گنگوہ میں ان کے قیام کا واضح تذکرہ ملتا ہے۔ تحریر ہے

(۱) تاریخ اشرف، مصنفہ مولانا اشرف الحق، تالیف امداد صابری صاحب، ص ۲۰۰، دہلی

toobaa-elibrary.blogspot.com

"اضعف العباد، شرف الحق، خادم امدین دہلوی، بہ شب سہ شنبہ بماہ محرم الحرام ۱۳۰۲ھ، بہ مکان مولوی ابوالنصر اور مولانا رشید احمد"(۱)

یہ مجموعہ جس میں حضرت مولانا کے بہت اہم اور خاص فتوے درج ہوئے ہیں، امداد صابری صاحب مرحوم کی وفات یکم ربیع الاول ۱۴۰۹ھ ۱۳/ اکتوبر ۱۹۸۸ء تک محفوظ تھا۔ اس کے بعد، اس قیمتی نسخہ پر کیا گزری، کہاں گیا، کچھ معلوم نہیں۔ یقینا معلوم معروف کا یہ گنجینہ ضائع ہو چکا ہے۔ ان کے ورثا سے بار بار رابطوں کے باوجود اس کا سراغ نہیں مل سکا، کہا جائے: فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

میری دلی دعا اور تمنا ہے اور قارئین کرام بھی اس میں شامل ہوں اور اس پر آمین کہیں، کہ یہ گوہر گرانمایہ ضائع نہ ہو، ہو، کہیں محفوظ ہو اور شائع ہو کر، اہل علم و ذوق کی تسکین کی خاطر اور رہنمائی کا سامان بن جائے۔

۲- مجموعہ مرتبہ مولانا عبدالغفور چندیانوی، مکتوبہ ۱۳۱۱ھ: حضرت مولانا گنگوہی کے گمنام شاگردوں میں سے ایک مولانا عبدالغفور صاحب چندیانوی بھی تھے۔ چندیانہ، موجودہ ضلع بلند شہر مغربی یوپی کا ایک قصبہ ہے، یہاں کی اہل علم پیدا ہوئے ان میں سے مولانا چندیانوی بھی تھے۔ مولانا عبدالغفور صاحب نے بھی حضرت مولانا گنگوہی کے فتاویٰ کا ایک سب سے مختصر مجموعہ مرتب کیا تھا۔

یہ مجموعہ چھوٹی تقطیع کے ایک سو (۱۰۰) صفحات پر مشتمل ہے۔ فی صفحہ گیارہ سطریں ہیں، سادہ رواں نستعلیق قلم ہے، جو بہت عمدہ اور پختہ نہیں ہے۔ اس میں حضرت مولانا گنگوہی کے تینتیس فتاوے نقل ہوئے ہیں، آخر میں ایک مفصل فتوی میلاد کے موضوع پر فارسی میں ہے۔ یعنی اس مجموعہ کا سب سے مفصل فتوی ہے، جو نو صفحات پر مشتمل ہے۔ [ص ۹۱ سے ص ۹۹] مگر اس فتوے کے آخر میں حضرت مولانا گنگوہی کے نام کی صراحت نہیں۔ اس فتوے کے اختتام پر یہ مجموعہ بھی مکمل ہو گیا ہے۔ آخر میں کاتب نسخہ نے اپنا نام اور تاریخ کتابت تحریر کی ہے۔ الفاظ ملاحظہ ہوں:

"تمام شد، رقم الحروف، المعروف، المشتہر، بہ پر قصور راجی رحمت رب الغفور، بندہ عبدالغفور چندیانوی۔

روز سہ شنبہ مورخہ ۲۳ جمادی الثانی ۱۳۱۱ھ مطابق ۲ جنوری ۱۸۹۴ء۔"

نسخہ چندیانوی، پاکستان میں، انجمن ترقی اردو، کراچی کے ذخیرۂ خاص میں محفوظ تھا، اور اب یہ تمام کلکشن انجمن کی تحویل سے نیشنل میوزیم، کراچی میں منتقل ہو گیا ہے۔ انجمن ترقی اردو، کراچی کی فہرست مخطوطات میں، اگرچہ اس نسخہ کا تعارف کرایا گیا ہے، مگر کتاب کا نام، مصنف اور کتابت سب غلط لکھے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

---

(۱) [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

رسالہ [illegible]

صفحات ۹۹ سطور ۱۷ تصنیف قبل از ۱۳۲۲ھ

سن کتابت ۱۳۲۲ھ

مزید تحریر ہے:

"[illegible] حضرت مولوی رشید احمد گنگوہی کی جانب سے ہیں اور حضرت مولوی محمد یعقوب نانوتوی کا جواب ہے۔" (۱)

خط [illegible] مطبوعہ فہرست کے آخر میں [illegible] بھی نقل [illegible] میں [illegible]

[illegible] فہرست مخطوطات [illegible] یہاں بھی [illegible] ۱۲۶۲ھ [illegible]

[illegible] حقیقت مجموعہ فتاویٰ حضرت مولانا گنگوہی [illegible]

[illegible] محمد یعقوب نانوتوی کا شامل [illegible]

[illegible] رحمت [illegible] محمد یعقوب النانوتوی

[illegible] مولانا [illegible] کے قلم سے [illegible] فہرست مخطوطات [illegible]

[illegible]

[illegible] ۱۲۶۲ھ [illegible] گنگوہی [illegible]

[illegible] مجموعہ کا مرتب [illegible] اس کی نقل [illegible]

[illegible] ۱۳۱ھ [illegible] ۱۸۹۳ء کا مرتب [illegible]

[illegible]

[illegible] جناب [illegible] الدین [illegible]

[illegible]

[illegible]

۳- مجموعہ مولانا نظیر حسین، فرخ آباد، مکتوبہ غالباً ۱۳۲۱ھ

[illegible] نظیر حسین صاحب [illegible] حضرت مولانا گنگوہی سے [illegible] فقہی سوالات [illegible] مسائل [illegible]

۱- [illegible]

[illegible] تھے۔ حضرت [illegible] جوابات لکھتے تھے مولانا ناظر حسین صاحب [illegible] مجموعہ میں [illegible] نقل کرائے تھے مگر اس [illegible] ناظر حسین صاحب نے کسی کاتب سے نقل کرا کے حضرت [illegible] اور بھی [illegible] ایک مجموعہ [illegible] نقل کرا [illegible] مجموعہ [illegible] اس مجموعہ سے [illegible] کیا اور صرف فتاویٰ کا یہ عکس میرے ہاتھ میں ہے۔

[illegible] تحقیق [illegible] تحریر ہے، عموماً فی صفحہ [illegible] اس ورق سے [illegible] بھی واضح ہے یعنی اصل [illegible] بعد سے [illegible] صفحات کی ترتیب [illegible] اور [illegible] مولانا ناظر حسین کا حضرت [illegible] اس مجموعہ میں مولانا ناظر حسین [illegible] حضرات [illegible] اور قلمی مجموعہ فتاویٰ، مجموعہ [illegible]

[illegible] ۱۳۱۸ھ [illegible] ۱۹۰۰ء [illegible] ۱۳۱۸ھ [illegible] یادگار ہیں۔

[illegible] اس وقت مرتب [illegible] کاتب کے قلم سے یہ الفاظ تحریر ہیں

toobaa-elibrary.blogspot.com

"[illegible] ۱۳۲۱ھ"

کاتب کا نام اور تاریخ اختتام [illegible] محمود [illegible] قلم سے [illegible]

۴۔ نسخہ سہارنپور، مکتوبہ در حیات حضرت گنگوہی: [illegible]

[illegible] سہارنپور میں [illegible] آخر میں مضمون [illegible]

[illegible]

یہ نسخہ ۱۵ × ۲۰ سینٹی میٹر [illegible] فی صفحہ [illegible] خط نستعلیق [illegible] کاتب کے قلم سے [illegible]

[illegible] مولانا گنگوہی [illegible] ۱۳۰۰ھ [illegible] پر حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی کی تصدیق درج ہے "الاجوبہ صحیحہ محمد یعقوب نانوتوی" [illegible] حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی کی [illegible] ۳ ربیع الاول ۱۳۰۲ھ، ۲۲ [illegible] ۱۸۸۴ء میں وفات ہوئی تھی۔ یعنی یہ فتویٰ اس سے پہلے لکھا گیا تھا۔

[illegible] مدرسہ کی سب سے پرانی مہر بھی ثبت ہے۔

[illegible] ۱۸۸ ... ص ۱۲۰ قلمی ایہ تاریخ ۸ جمادی [illegible]

[illegible] ۱۳۰۴ھ ... [illegible]

[illegible] ... خصوصی تعلق [illegible]

[illegible] ... متوقع ہی نہیں۔

[illegible]

۵-نسخہ رام پور، مکتوبہ بعد از وفات حضرت مولانا: [illegible] {A/4} [illegible] (۲۹) صفحات [illegible]

"فتاوی حق، از مولانا رشید احمد صاحب"

[illegible] صرف حسین فرائی ہے [illegible]

[illegible] ۱۶

[illegible] ... تصدیق [illegible]

[illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

۶-نسخہ حسن پور: ایک اور مختصر مجموعہ فتاویٰ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] بھی کیا ہے۔

۷-اوراق کراچی: حضرت مولانا [illegible] [illegible] ان الفاظ میں تعارف کرایا ہے:

"تقطیع [illegible] × [illegible] [illegible] اوراق [illegible] سطر [illegible] خط تعلیق معمولی [illegible] عیسوی، قیاساً کاتب نامعلوم۔(۱)

[illegible] حضرت مولانا خلیل احمد [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] جزاہ اللہ خیرا

۸-درج بالا مجموعوں کے علاوہ متفرق قلمی فتاویٰ: حضرت مولانا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible]

(۱) [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

[illegible]

۹- چند متفرق قلمی فتوے [illegible]

[illegible]

۱۰- چند فتاویٰ کے معتبر قلمی نسخے [illegible]

[illegible]

ساتھ ان کا مکمل حوالہ بھی دیا ہے۔

● **مطبوعہ مگر نادر و نایاب فتاویٰ:** [illegible]

[illegible]

۱۱- الف: فیوض رشیدیہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

فیوض رشیدیہ میں درج ایک جواب کے اختتام پر حضرت [illegible]

[illegible]

یہ رسالہ با مجموعہ فتاویٰ [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

[illegible]

۱۳- ب فتاویٰ عشر [illegible]

[illegible]

۱۳- ج رسالہ تحقیق الصلوٰۃ والمصافحہ: [illegible] سرورق پر لکھا ہے

[illegible]

تحقیق الصلوٰۃ والمصافحہ

[illegible] مجموعہ میں شامل نہیں کئے گئے۔

۱۴- حضرت کی زندگی میں شائع کچھ متفرق فتوے: [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

تصدیق میں شائع کیے گئے۔ اس وقت اس طرح کی تالیفات اور رسائل کی ایک تحریر و اشاعت کا عام ذوق تھا، جس میں حضرت مولانا ور سلسلہ ولی اللہی کے متوسلین پیش پیش رہتے تھے، اور ان پر حضرت کی تصدیق یا فتوے کی شمولیت، یقیناً اس کتاب کے علمی وزن میں اضافہ کا اور قبول عام کا ذریعہ بنتی تھی، بہرحال حضرت مولانا کے یہ فتاوی، ان کتابوں کے اوراق میں، پوشیدہ اور بکھرے ہوئے ہیں، میرا خیال ہے کہ ان کی تعداد سینکڑوں میں ہوگی، مجھے محدود مطالعہ اور محدود ترین وسائل کے باوجود، ایسے پچیس سے زیادہ فتاوی ملے، جو اس مجموعہ میں حسب موقع شامل ہیں، ان کا تعارف بھی ساتھ ہی درج ہے، کوئی اللہ کا بندہ تلاش کرے، تو حضرت مولانا گنگوہی کے اور پچاسوں فتوے ملیں گے۔

احکام شریعت رسوم و بدعات اور عقائد و مسائل کی وضاحت پر، شائع کیے ہوئے اشتہارات

حضرت مولانا گنگوہی صرف مسائل کے جاننے بتانے کی حد تک مفتی اور فقیہ نہیں تھے، بلکہ حضرت مولانا ایک بہت بڑے دینی مصلح بھی تھے، پورے ملک میں مسلمانوں میں عقیدہ کا جو بگاڑ، رسوم و بدعات کے اہتمام کی وجہ سے جو خرابیاں اور معاملات کے شرعی احکام معلوم نہ ہونے کی وجہ سے جو غلط طریقے رواج پا رہے تھے، حضرت مولانا ان پر بہت دور تک، بڑی گہری اور مبصرانہ نگاہ رکھتے تھے۔ جب پورے ملک میں عموماً اور کسی خاص خطہ میں خصوصاً عقیدہ کے کسی پہلو سے کمزوری سامنے آتی، کسی نئی بدعت اور طریقہ کا رواج بڑھتا، یا عام مسلمانوں میں کسی بھی، فقہی شرعی پہلو کی جانب سے بے خبری یا بے توجہی کا مشاہدہ اور علم ہوتا اور اس سلسلہ میں کثرت سے سوالات اور استفتاء آتے، تو ان سوالات کے مجموعی مندرجات سے ایک سوال مرتب کرتے، یا کسی جامع ترین سوال کو سامنے رکھ کر، اس کا مفصل جامع جواب تحریر فرماتے اور اس جواب کو، اپنے دستخط اور مہر سے مزین فرما کر، اشتہار کی صورت میں شائع کرا دیتے تھے اور پھر وہ اشتہار سفر کرتا ہوا، بنگال سے افغانستان و ترکستان تک پھیل جاتا تھا اور بفضلہ تعالیٰ اس کی یہ رہنمائی اور علاج، نہایت مفید و کارآمد ثابت ہوتی تھی اور جو کام علاقہ میں موجود، بڑے واعظین اور اہل دین کے لئے مسئلہ بنا ہوا ہوتا تھا، وہ اس کی وجہ سے حل ہو جاتا اور اکثر لوگ حضرت کے فتاوی کو بلا تکلف مانتے، قبول کرتے اور اس کے مطابق عمل کرتے تھے۔

اس مبارک سلسلہ کا حضرت نے کب، کس موقع سے آغاز فرمایا تھا، مجھے اس کا سراغ نہیں ملا لیکن ۱۳۰۰ھ/۸۳-۱۸۸۲ء کا مطبوعہ اشتہار / فتوی معلوم ہے، اور اس وقت سے حضرت کی وفات کے قریب تک، اس طرح کے اشتہارات مختلف موضوعات و مباحث کی مناسبت سے متواتر چھپتے رہے۔ یہ کل کس قدر فتاوی یا اشتہارات، حضرت کی جانب سے یا حضرت کے نام سے چھپے، اس کی تحقیق بھی آسان نہیں۔ تاہم حضرت مولانا کے اس قسم کے متعدد اشتہارات کا مختلف علمائے کرام نے، اپنی تصنیفات و مؤلفات میں ذکر کیا ہے۔ مثلاً ملاحظہ ہو

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۱) "المهند على المفند" میں حضرت مولانا خلیل احمد انبیٹھوی مہاجر مدنی نے مرزا قادیانی کے سلسلہ میں، حضرت مولانا گنگوہی پر اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے لکھا ہے

"وفتوى شيخنا ومولانا رشيد احمد الگنگوهي رحمه الله في كفر القادياني ، قد طبعت وشاعت، يوجد كثير منها في ايدى الناس "(۱)

ہمارے شیخ اور رہنما، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ قادیانی کے کافر ہونے کے متعلق شائع ہو کر عام ہو چکا ہے، اس کے نسخے کثرت سے لوگوں کے ہاتھوں میں ہیں

اس میں جس فتویٰ کا حوالہ دیا گیا ہے، وہ فتاویٰ رشیدیہ میں شامل نہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فتویٰ اشتہار کی صورت میں چھپ کر تقسیم ہوا تھا، اس کی تصدیق خود مرزا قادیانی کی تحریروں سے بھی ہو رہی ہے۔ مرزا قادیانی نے انوار اسلام میں لکھا ہے:

ایک فیصلہ کرنے والا اشتہار انعامی ہزار روپیہ، میاں رشید احمد گنگوہی وغیرہ کی، ایمانداری پرکھنے کے لئے، جنہوں نے اس عاجز کی نسبت یہ اشتہار شائع کیا ہے، کہ یہ شخص کافر اور دجال اور شیطان ہے، اور اس پر لعنت اور سب وشتم کرتے رہنا ثواب کی بات ہے، اور اس اشتہار کے وہ سب مکفر مخاطب ہیں، جو کافر اور اکفر کہنے سے باز نہیں آتے (۲)

دوسری جگہ کہتا ہے:

اسی طرح مولوی رشید احمد گنگوہی اٹھا اور ایک اشتہار میرے مقابل پر نکالا اور جھوٹے پر لعنت کی اور تھوڑے دنوں کے بعد اندھا ہو گیا، دیکھو اور عبرت پکڑو (۳)

(۲) زمینداره ختم ہونے سے پہلے، کاشتکاروں کے لئے، حق موروثیت کا ایک سرکاری ضابطہ تھا، جو خلاف شریعت تھا، اس سلسلہ میں حضرت مولانا کا ایک فتویٰ، اشتہار کی صورت میں چھپ کر عام ہوا تھا، یہ فتویٰ مولانا محمد خطیب دیوبندی [ناظم جمعیۃ اسلام، دیوبند] کے پاس موجود تھا۔ مولانا نے اپنی تالیف رسالہ زمینداره بل میں، حضرت مولانا گنگوہی کا یہ مفصل فتویٰ نقل کیا ہے اور لکھا ہے کہ

---

(۱) المهند على المفند ص ۸۲ [مکتبہ حنفیہ جامع مسجد گنڈہ والی جہلم]

(۲) انوار اسلام ص ۲۶ طبع اول۔ نیز روحانی خزائن [مجموعہ تالیفات مرزا قادیانی] ص ۲۷ جلد نمبر ۹

(۳) سروال المسيح ص ۱۳۲ [طبع اول اگست ۱۹۰۹ء] نیز روحانی خزائن [مجموعہ ملفوظات مرزا] ص ۵۰۹ جلد ۱۸]۔ مرزا صاحب کی کتابوں میں حضرت مولانا کا تذکرہ جگہ جگہ آیا ہے، اگرچہ وہ سب عبارتیں اور حوالے راقم کی نظر میں ہیں مگر یہاں ان کی ضرورت نہیں تاہم ان سے یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی، حضرت مولانا کو اور بہت سے علماء کی طرح، اپنا سخت ترین مخالف، بدترین دشمن اور ناقد سمجھتا تھا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

"یہ فتویٰ حضرت گنگوہی کے زمانہ میں بصورت اشتہار شائع ہوا تھا، یہ مطبوعہ اشتہار دفتر جمعیۃ اسلام میں محفوظ ہے"(۱)

اشتہار کی صورت میں شائع دو فتاویٰ جو میرے پاس موجود ہیں خود راقم سطور نور الحسن راشد کاندھلوی کے ذخیرہ میں بھی، حضرت کے اس طرح کے دو اشتہار یا فتوے موجود ہیں، ان کا کسی قدر مفصل تعارف حاضر ہے، جس سے حضرت مولانا گنگوہی کے اس طریقہ کی روایت اور تفصیل سامنے آئے گی۔

(الف) پہلا فتویٰ یا اشتہار نکاح بیوگان کے سلسلہ میں ہے۔ اس دور میں اس موضوع اور خدمت پر علماء کرام اور مصلحین کی خاص نظر رہتی تھی اور وہ نکاح بیوگان کے احیاء کے لیے متواتر کوششیں فرماتے رہتے تھے، منجملہ ان کے حضرت مولانا گنگوہی بھی تھے۔ حضرت مولانا کے اس موضوع پر کئی فتوے صادر ہوئے اور حضرت مولانا نے عملی طور پر بھی، اس کے لئے جدوجہد فرمائی، اسی کی ایک خاص تحریک اور جدوجہد کے موقع پر شائع زیر تعارف فتویٰ بھی ہے۔

یہ فتویٰ "اعلان ضروری" کے عنوان سے شائع کیا گیا تھا، جو چون ۵۴ سینٹی میٹر لمبا، چھتیس سینٹی میٹر چوڑا اور تقریباً پچاس سطروں کے، مفصل مضمون پر مشتمل ہے۔ اس میں اول ایک تمہید ہے، اس میں بیوہ عورتوں کے نکاح کی فضیلت بیان کی گئی ہے، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات اور صحابہ اولیاء کے نکاحوں کی تفصیلات، ایک نقشہ کی صورت میں واضح کی گئی ہیں، اس کے بعد نکاح بیوگان کی فضیلت اور اس کے ثمرات و منافع کا مزید تذکرہ ہے، اس کے تحت

"فتویٰ مولانا رشید احمد گنگوہی معہ مواہیر و تصدیقات علماء اہل سنت"

کے جلی عنوان سے حضرت مولانا گنگوہی کا مفصل فتویٰ درج ہے، جس میں نکاح بیوگان کی ضرورت اور اس کی مخالفت کرنے والوں کا شرعی حکم، وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ اس فتوے پر اس علاقہ کے بیسیوں علماء کی مفصل و مختصر تصدیقات ثبت ہیں، آخر میں مختلف بستیوں کے ایسے ذمہ داروں کے نام لکھے ہیں جو چشتی راجپوت برادری سے تعلق رکھتے ہیں اور جنہوں نے اس فتوے کی تائید کی تھی اور نکاح بیوگان کو رواج دینے کی کوشش کا ارادہ کیا تھا۔

یہ اشتہار مولوی پیر محمد صاحب ساکن ... کی فرمائش پر مطبع مجتبائی دہلی سے، ۲۶ ذی الحجہ ۱۳۰۶ھ/ ۲۴ اگست ۱۸۸۹ء کو چھپا تھا۔

(ب) ایک اور اشتہار ہمارے ذخیرہ میں موجود ہے، یہ حضرت حاجی امداد اللہ تھانوی مہاجر مکی کی تالیف "فیصلہ ہفت مسئلہ" میں میلاد کے موضوع پر ہے۔ اس میں حضرت حاجی صاحب کی رائے کی نسبت سوال کیا گیا ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں:

(۱) ... محمد خطیب ... ص ۳۱۱، ۱۹۷۳ء

toobaa-elibrary blogspot.com

"چونکہ فیصلہ ہفت مسئلہ اشاعت وتجارت کی ہے اس کے متعلق رسالہ ہفت مسئلہ تیج تجارتی میں طبع ہوا ہے، (۱) اور حضرت حاجی صاحب علیہ الرحمۃ کی طرف سے منسوب ہے اور اس میں اہل بدعت کی تائید اور اہل حق علماء دین، محققین کی مخالفت کی گئی ہے، آیا اس کا حضرت حاجی صاحب مدظلہم کی جانب منسوب ہونا درست ہے یا نہیں، علاوہ اس کے اس پر عمل کرنا اور ترغیب دینا درست ہے یا نہیں؟"

حضرت مولانا نے اس کا مفصل جواب دیا ہے، جس میں بتایا ہے کہ حضرت حاجی صاحب ورسوم اہل زمانہ کی خبر نہیں، کہ وہ ان زائد چیزوں اور بے اصل باتوں کو کس قدر ضروری سمجھتے ہیں۔ لیکن آخر میں یہ صراحت بھی ہے۔

"حضرت سلمہ کے عقائد ہرگز بدعت کے نہیں ہیں کہ اہل فہم ودانش خود عبارت رسالہ سے سمجھ سکتا ہے"

اس اشتہار پر ناشر، مطبع یا سنہ طباعت کا اندراج نہیں، صرف آخر میں حضرت مولانا کے دستخط اور مہر ہے۔ اسی پر یہ اشتہار یا فتویٰ ختم ہو گیا ہے۔

دو اشتہار اور: حضرت مولانا کے فتاویٰ پر مشتمل ایسے دو اشتہار جو اور مضامین وعنوانات پر مشتمل تھے، ایک جگہ سرسری نظر سے دیکھنے کا موقع ملا تھا، خیال تھا کہ بعد میں ان کا فوٹو لے لیا جائے گا مگر وہ صاحب جن کے پاس یہ فتوے تھے، اچانک وفات پا گئے، بعد میں ان اشتہارات سے استفادہ ممکن نہ ہوا۔

ایسے اشتہارات وفتاویٰ کا ایک بڑا ذخیرہ: یہاں بڑی افسوس کے ساتھ یہ بھی لکھ رہا ہوں کہ میں نے ایک کتب خانہ یا علمی ذخیرہ میں، ایسے اشتہارات کا ایک خاصا بڑا مجموعہ یا بنڈل دیکھا تھا، جس میں حضرت مولانا گنگوہی کے شائع کئے ہوئے اور حضرت کے فتاویٰ کی اشتہار نما اشاعتیں برسوں کی طویل محنت وتلاش کے بعد جمع کی گئی تھیں۔ یہ اشتہار اندازاً ستر، بہتر تو یقیناً تھے، ممکن ہے اور زیادہ ہوں، مگر میں اس نہایت بیش قیمت نادر الوجود خزانہ کا عکس لینے سے قاصر رہا، اور اب تلاش کیا تو یہ گرانمایہ سرمایہ، جو ہمارے فقہی سلسلہ کا ایک فخر لائق ورثہ تھا، ہاتھ نہیں آیا، اللہ جانے محفوظ بھی ہے یا نہیں، ڈر ہے کہ اس انمول بیش بہا یادگار کو، فضول وناکارہ کاغذات سمجھ کر، ضائع نہ کر دیا ہو۔

حضرت کے فتاویٰ کے وہ مرتب مجموعے یا متفرق سرمایہ، جو مفقود و نامعلوم ہے

اوپر حضرت کے فتاویٰ کے، جن مجموعوں یا متفرق فتاویٰ کا تذکرہ ہوا ہے اور آئندہ مطبوعہ فتاویٰ کا جو ذکر آئے گا، وہ حضرت کے کل فتاویٰ نہیں ہو سکتے۔ یقیناً حضرت مولانا کے فتاویٰ کا ایک بڑا، شاید بہت بڑا ذخیرہ تھا، جو ہماری متواتر جستجو

(۱) یہ حضرت حاجی صاحب سے منسوب رسالہ فیصلہ ہفت مسئلہ پہلی مرتبہ مطبع ... سے چھپا، اس طباعت کا نسخہ ہمارے ذخیرہ میں موجود ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

اور مسلسل سب توجہی کی نذر ہو گیا۔ مجھے یہ چند مجموعوں اور کچھ فتاوی کا پتہ ہے، جواب دستیاب اور دریافت نہیں، تاہم یہاں ان کا اس لیے تذکرہ کیا جا رہا ہے، کہ اول تو اس سے حضرت کے فقہ و فتاوی کی وسعت کا علم ہوتا ہے، دوسرے ممکن ہے ان اشارات کی مدد سے کسی ادارہ یا فرد کو کسی وقت ان کی دریافت و جستجو میں کامیابی ہو جائے۔

(۱) مجموعہ حضرت مولانا محمد یحییٰ کاندھلوی کا جمع اور مرتب کیا ہوا تھا: مفقود مجموعوں میں غالباً سب سے اہم اور جامع ترین مجموعہ فتاوی وہ ہوگا، جس کی اشاعت کا مولانا محمد یحییٰ کاندھلوی نے اعلان کیا تھا، اس کا اشتہار بھی دیدیا تھا، مگر وہ مجموعہ چھپا نہیں اور یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ کہاں گیا۔ اس کا مزید کچھ تذکرہ آئندہ سطور میں آ رہا ہے۔

(۲) فخر المتاخرین، حضرت مولانا عبدالحی فرنگی محلیؒ کے حل مطالب حدیث کے لئے، حضرت مولانا گنگوہی سے سوالات اور ان کے جوابات دوسرا مجموعہ جو بظاہر بہت بڑا تو نہیں ہوگا، لیکن معنوی طور پر یقیناً بڑے مجموعوں سے بھی بڑھ کر ہی ہوگا۔ یہ فہم حدیث کا بے بہا ورثہ اور ایسا گراں قدر خزانہ تھا، جس کے بر صغیر کی علمی تاریخ میں، بہت کم نمونے موجود ہوں گے۔ یہ وہ مراسلت اور علمی استفسارات تھے، جو علامہ فخر المتاخرین، حضرت مولانا عبدالحی فرنگی محلی نے، بعض احادیث کے مطالب کی وضاحت و تفہیم کے لئے، حضرت مولانا گنگوہی سے کئے تھے اور حضرت مولانا نے ان کے جوابات تحریر فرمائے تھے۔ ذرا غور تو فرمائیے، وہ سوالات کیسے مشکل اور دقیق ہوں گے، جو ایسے محقق امام نے دریافت کئے ہوں گے اور یہ بھی کہ وہ حل مطالب اور جوابات کیسے ہوں گے، جو حضرت مولانا گنگوہی نے اپنی تحقیق و وضاحت میں رقم فرمائے ہوں گے۔ اس مراسلت و مکتوبات کا، حضرت مولانا گنگوہی اور حضرت مولانا فرنگی محلی سے بیک وقت تعلق رکھنے والے ایک مستند شخصیت، مولانا حکیم فخر الدین نے تذکرہ کیا ہے، لکھتے ہیں کہ

"مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی نے، حضرت مولانا گنگوہی سے بعض مطالب حدیث کے متعلق استفسار فرمایا تھا، یہ خطوط اس وقت محفوظ تھے، اب تو معلوم نہیں کہ کہاں گئے" ( )

(۳) حکیم الامت تھانوی کے حضرت مولانا سے سوالات و جوابات اور تھانوی کے ذخیرہ میں محفوظ، حضرت گنگوہی کی چند اہم تحریریں و افادات تیسرا اہم ذخیرہ وہ علمی تحریریں اور فتاوی تھے، جو حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نے، حضرت مولانا سے دریافت کئے تھے، ان کے علاوہ بھی حضرت مولانا تھانوی کے پاس حضرت کی بعض تحریریں اور نادر علمی افادات تھے، وہ سب حضرت مولانا تھانوی کے ... حضرت مولانا تھانوی کی ...

[illegible]

"حضرت قدس سرہ کی بعض تحریرات عام اور خاص مضامین کی بھی میرے پاس تھیں، جو میں نے مولانا محمد یحییٰ صاحب کو دیدی تھیں۔ جن میں بعض خاص دستِ مبارک کی لکھی ہوئی ہیں اور بعض بعد معذوری بصر کے، دیگر خواص معتقدین سے لکھوائی ہوئی ہیں۔ (١)

(۴) حضرت مولانا کے گھر پر موجود تحریرات ومکتوبات وغیرہ، جو مولانا حکیم مسعود احمد اور مولانا حکیم عبدالرشید محمود ننھو میاں گنگوہی نے شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کو دیدیے تھے۔

حضرت کے صاحبزادے مولانا حکیم مسعود احمد اور ان کے فرزند مولانا حکیم عبدالرشید محمود ننھو میاں، حضرت مولانا گنگوہی کی متعدد علمی باقیات، یادداشتیں، تحریریں وغیرہ، وقتاً فوقتاً مولانا محمد یحییٰ صاحب اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی کو عنایت فرماتے رہے، اس کا سلسلہ عرصہ تک جاری رہا، یہاں تک کہ وہ سندِ اجازتِ حدیث بھی، جو حضرت شاہ عبدالغنی مجددی نے حضرت مولانا گنگوہی کو مرحمت فرمائی تھی، مولانا حکیم ننھو میاں صاحب نے حضرت شیخ کو دیدی تھی۔ جب ایک مرتبہ راقم نے حضرت شیخ کی ہدایت پر حضرت کے کتب خانہ کو صاف ومرتب کیا تھا، اس وقت وہ سند سامنے آئی تھی۔ بڑے آسمانی رنگ کاغذ پر لکھی ہوئی ایک غلاف میں رکھی تھی، اس کے ساتھ ہی شیخ کی یادداشت بھی رکھی ہوئی تھی کہ یہ سند حکیم ننھو میاں صاحب نے دی ہے۔

مگر نہایت حیرت ہے کہ اس وقت حضرت شیخ کے ذخیرہ میں، ان میں سے کوئی بھی تحریر، مکتوبات یا فتوے موجود نہیں، یہاں تک کہ حضرت شاہ عبدالغنی کی وہ سند بھی نہیں ملی۔ راقم نے برادرم مولانا محمد شاہد صاحب سہارنپوری سے جو حضرت شیخ کے کتب خانہ کے نگراں ہیں، تحریراً دریافت کیا، انہوں نے اس سے لاعلمی ظاہر کی، اور افسوس کے ساتھ اطلاع دی کہ اس وقت حضرت مولانا گنگوہی کی کوئی تحریر، یادداشت، فتویٰ یا وہ سند، اس ذخیرہ میں موجود نہیں ہے۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون

[illegible]

سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ سرمایہ کہاں گیا؟ یہ تو خیال بھی نہیں ہو سکتا کہ حضرت مولانا محمد یحییٰ یا حضرت شیخ الحدیث نے ایسے گرانمایہ افادات وفتاویٰ، جن کی کوئی اور نقل موجود نہیں، کی طرف سے بے توجہی برتی ہو اور یونہی کسی کو دیدیے ہوں، یہ بھی ممکن نہیں کہ حضرت شیخ کے کتب خانہ سے یہ سب چیزیں کسی نے اڑالی ہوں، صاف کردی ہوں، پھر کیا ہوا کہا نہیں جاسکتا؟؟؟

جب حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب نے اپنی آپ بیتی تحریر فرمائی تھی، اس وقت اس میں درج بعض اطلاعات ومعلومات کی تکمیل کے لئے، حضرت کے مسودات اور نادر کاغذات کی الماری کا، حضرت استاذ، حضرت مولانا

(١) یادِ ایام [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

محمد یونس جونپوری اور استاذی حضرت مولانا محمد عاقل صاحب مدظلہما نے تفصیل سے جائزہ لیا تھا، اگر اس میں حضرت مولانا گنگوہی کی کچھ تحریریں دستیاب ہوتیں، تو اس وقت سامنے آ جاتے مگر اس وقت بھی اس کا کچھ تذکرہ نہیں آیا، اور یہ حضرات مخدومین بھی اس ذخیرہ سے ناآشنا رہے۔

(۵) حضرت کے بقلم خود نوشتہ فتاویٰ کا ایک بہت بڑا ذخیرہ، بجواب سوالات مولوی نظیر حسین، آنبھوی:

حضرت مولانا گنگوہی کے فتاویٰ کے سب سے مرتب مجموعوں میں سے اہم ترین مجموعہ تو غالباً وہی ہوگا، جو مولانا محمد یحییٰ صاحب نے مرتب کیا تھا، لیکن حضرت کے معمول فتاویٰ کے حوالے سے [illegible] سب سے بڑا اور بیش قیمتی فتاویٰ پر مشتمل وہ ذخیرہ تھا، جو تمام تر خود حضرت مولانا کے قلم سے بقلم خود نوشتہ تھا۔ یہ ذخیرہ [illegible] تین سو سے زائد کاپیوں یا مفصل اجزاء پر مشتمل تھا، جو ہماری اپنی غفلت اور [illegible] سے ضائع ہو چکا ہے، [illegible] اس لیے اس کا یہاں تذکرہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔

حضرت مولانا کے متوسلین میں گنگوہ کے قریب بستی آنبھٹہ ضلع سہارنپور کے ایک شخص، مولوی نظیر حسین صاحب تھے (وفات شعبان ۱۳۳۲ھ ستمبر ۱۹۱۴ء) جو حضرت حاجی امداد اللہ صاحب تھانوی مہاجر مکی کے علاوہ، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی سے بھی نسبت رکھتے تھے، اور حضرت گنگوہی سے تو ایسا رابطہ، ایسے مراسم اور قربت تھی کہ باید و شاید، حضرت مولانا کو بھی ان سے غیر معمولی نسبت تھی [illegible] حضرت مولانا گنگوہی کبھی ان کے یہاں آتے جاتے تھے، شدت تعلق [illegible] ان کے گھر جایا کرتے تھے، اور ان کو اپنے خاص [illegible] وہ اپنی زمینداری اور ہر طرح کی پیداوار [illegible] حصہ لگاتے تھے، جس طرح اپنا اور اپنی اولاد کا۔(۱)

مولوی نظیر حسین حضرت سے بہت بے تکلف تھے، اور حضرت سے کثرت سے فقہی سوالات کیا کرتے تھے، بعض اوقات حضرت کی کثرت مصروفیت کی وجہ سے ان سوالات کی بات رہ جاتی اور جوابات نہ ملتے تو ان کو شکایت ہوتی اور حضرت کو بھی خیال ہوتا تھا، اس پر حضرت مولانا نے ان سے فرمایا تھا، میاں! تم اپنے تمام سوالات کاغذ پر یا ایک کاپی میں لکھ کر دے دو، میں اس کاپی پر سب کے جوابات لکھ دیا کروں گا۔

مولوی نظیر حسین صاحب نے [illegible] ہفتہ میں ایک مرتبہ، جمعرات [پنجشنبہ] کو گنگوہ آنے

---

(۱) مولوی نظیر حسین صاحب کے حضرت مولانا گنگوہی [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

درجمعہ یا شنبہ کو واپس جانے کا معمول تھا، جب جمعرات کو آتے تو ایک کاپی ساتھ لاتے، جس میں ان کے سوالات درج ہوتے تھے، یہ سوال کبھی بھی سو سے کم نہیں ہوتے تھے، زائد کی کوئی حد اور پابندی نہیں تھی، کبھی کبھی ڈھائی سو سے ساڑھے تین سو تک بھی ہو جاتے تھے، مگر حضرت نہایت خوش دلی و بشاشت قلب سے اس کاپی کو وصول کرتے، اور بڑی انشراح اور پابندیٔ وقت کے ساتھ، ان کے جوابات تحریر فرماتے تھے۔ حضرت مولانا نے یہ معمول بنا لیا تھا کہ جب خان صاحب آتے ان سے سوالات کی نئی کاپی وصول فرما لیتے اور گذشتہ کاپی، جس پر مکمل جوابات لکھے ہوئے ہوتے تھے، ان کو دے دیا کرتے تھے۔ برسہابرس تک یہ معمول رہا۔ نظیر حسین صاحب کے پوتے [شفیق محمد خان صاحب] نے راقم کو بتایا کہ ان کاپیوں کا ایک بڑا حصہ تو چوری کے ایک حادثہ میں، گھر سے غائب اور ضائع ہو گیا تھا، گھر کا وہ صندوق جس میں حضرت کے جوابات اور تحریرات کا بڑا حصہ رکھا ہوا تھا، چوری میں چلا گیا تھا، پھر اس کا پتہ نہیں ملا لیکن تقریباً سوا سو کاپیاں، جو تمام حضرت کے قلم سے لکھی ہوئی تھیں، اس صندوق کے علاوہ ہمارے یہاں موجود تھیں، ان تقریباً سوا سو کاپیوں کا انجام کیا ہوا [جس کی اب کسی طرح بھی تلافی اور اس کا مثل ممکن نہیں] کیا گزری، اس کی روداد تقریباً ان ہی صاحب کے الفاظ میں نقل کر رہا ہوں۔

فاعتبروا یااولی الابصار۔

شفیق محمد خان صاحب کہتے تھے کہ مجھے یہ خیال آیا کہ یہ کاپیاں حضرت کے مبارک قلم کی لکھی ہوئی ہیں، بہت بڑی یادگار اور تبرک ہیں اور میری ایسی لیاقت و صلاحیت نہیں کہ میں ان کو پڑھ کر ان سے بہت زیادہ فائدہ حاصل کر سکوں، اس لئے میں نے یہ سوچ کر کہ ان سے بہت زیادہ دینی فائدہ ہوگا، اور بہت دنوں تک حفاظت سے رکھی رہیں گی، ان کو ایک بڑے دینی ادارہ میں دیدینے، جمع کرانے کا فیصلہ کر لیا اور ان تمام تقریباً سوا سو کاپیوں کو، جس میں سے ہر ایک میں ایک سو سے تقریباً ساڑھے تین سو تک سوالات کے جوابات حضرت کے قلم سے لکھے ہوئے تھے [ایک کپڑے میں گٹھری کی باندھ کر، فلاں ادارہ(۱) میں خود لے کر گیا۔ فلاں صاحب کی خدمت میں پہنچا، تمام بات عرض کی اور کہا کہ اس گٹھری میں حضرت مولانا گنگوہی کے خود نوشت فتاوی اور تحریریں ہیں، آپ ان کو یہاں محفوظ کر لیجئے، انہوں نے اس سرمایہ کو ایک نظر دیکھا اور فرمایا کہ بھائی! ان پھٹے پرانے اوراق کی، یہاں کون حفاظت کرے گا، کون ان کو پڑھے گا، یہ ہمارے کام کے نہیں ہیں، تم ان کو لے جاؤ۔

خان صاحب اس بات سے نہایت مایوس اور آزردہ ہوئے اور یہ سوچ کر کہ فلاں صاحب کے پاس چلوں، وہ کچھ کوشش کر دیں گے اور ذمہ داروں کو توجہ دلائیں گے، تو یہ ذخیرہ یہاں جمع کر لیا جائے گا، محفوظ ہو جائے گا مگر وہاں پہنچے تو بات

(۱) ادارہ سے متعلق [illegible] ادارہ اور صاحب کے نام صاف صاف بتائے تھے، [illegible] مگر اس سے بعض صاحب کو تکلیف پہنچنے کی [illegible] یہاں [illegible] سے متعلق [illegible] حذف کر دیے گئے

toobaa-elibrary.blogspot.com

[illegible] تھے [illegible] ساختہ [illegible]
[illegible] نہایت تکلیف ہوئی
[illegible] کاش [illegible] اس میں تامل کرتے ہوئی
[illegible] نہیں ہوسکتا ہوئی فائدہ نہیں اب [illegible] پڑھنے و
[illegible] الاسف فالاسف!

[illegible] سامنے اندھیرا چھا گیا کہ ہم تو
[illegible] تو کوئی حیثیت ہی نہیں کوئی بھی
[illegible] وجو ہ کا خزانہ اور فقہ کی
[illegible]

[illegible] ایک لفظ ان کی ہمت فرمائی ہدایت
[illegible] ہوئی۔ میرا انہیں [illegible]
[illegible] تشفی [illegible] جو بات آج
[illegible]

[illegible] متعلق [illegible] باقی [illegible] حصہ منیت
[illegible] اس وقت مل جاتا
[illegible]

(٦) کاندھلہ اور نواح میں چند فتاوی [illegible] ان میں بھی اک [illegible]
[illegible] اپنے
[illegible] کا [illegible] نہیں ہے۔

(٧) میرے خاندان کے اکابر کے نام [illegible] تھے [illegible] خاندان میں
چند اہم ترین خطوط اور مفصل تحریرات [illegible] حضرت [illegible] گنگوہی
[illegible] تھے، حضرت مولانا حضرت
[illegible] کاندھلوی کے قدردان

toobaa-elibrary.blogspot.com

تھے اور حضرت ... گنگوہی کے خاندان سے ... کے علمی روابط ... شمار ہوتے تھے۔

خصوصی ... مولانا محمد ... کاندھلوی ... محمد سلیمان سے ... اور ... کے ... کی ... کے خطوط اور حضرت ... مفصل ... حضرت ... ایک ... کی تھی ... حضرت ... خطوط ... A/4 ... کی ... حضرت کی تالیفات ... شمار ہوتا ہے۔

(۸) ... علم ... اور ... بہرحال ... علم ... طالب علم ... جاری ... والله الامر من قبل ومن بعد

... جستجو ... ہم
... ہم

حضرت مولانا گنگوہی کے فتاوی کی طباعت واشاعت

(الف) نسخہ مرتبہ مولانا محمد یحییٰ کاندھلوی کی اشاعت کا اعلان حضرت مولانا کے مجموعہ فتاویٰ کی طباعت کا ... سب سے پہلے مولانا محمد یحییٰ کاندھلوی نے ارادہ کیا تھا۔ حضرت کے فتاویٰ کا ایک مجموعہ ... مرتب کیا تھا اور اس کی اشاعت کا اعلان ... مولانا محمد یحییٰ صاحب نے حضرت مولانا گنگوہی کی تصنیف "هداية المعتدی فی قراءة المقتدی" کی مرتبہ شائع کی ... طباعت ... کتاب کی پہلی اشاعت ... حضرت مولانا گنگوہی کی حیات میں چھپی تھی، اس کے دوسرے صفحہ پر "حضرت مولانا مولوی رشید احمد گنگوہی ... شوال ... حضرت ... کی ... مطبوعہ ... کا ایک مکمل صفحہ پر اشتہار ہے، جس میں ... علاوہ ... فتاویٰ رشیدیہ کا بھی ... لکھا ہے:

"فتاویٰ رشیدیہ ... اس امر کی تلاش ہے کہ جس کسی کے پاس حضرت مولانا کے مسائل و فتاویٰ ... ایک مجموعہ چھپوا دیا جائے ... بھی کیا ہے۔

جن قوم مودب (کذا) کے پاس یہ مسائل موجود ہوں، وہ ضرور ارسال فرماویں اور یہ مجموعہ ان شاء اللہ تعالیٰ جلد تیار ہونے والا ہے۔

مگر افسوس کہ بندہ مقتدی کی اس طباعت پر سنہ طباعت وغیرہ موجود نہیں، اس سے یہ کہنا مشکل ہے کہ یہ مجموعہ کس سن میں چھپا تھا، تاہم یہ طے ہے کہ اس کی طباعت حضرت مولانا گنگوہی کی حیات میں (وفات ۱۳۲۳ھ ۱۹۰۵ء) ہوئی تھی۔ سرورق کے الفاظ ملاحظہ ہوں

"مقبول درگاہ صمد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی مدظلہ العالی۔ حسب استدعا بندہ ضعیف محمد یحییٰ کاندھلوی
مطبع گنگوہی اقامت در مطبع ... باہتمام منشی محمد ... کریم بخش طبع گردید"

مگر اس اشتہار و اعلان کے باوجود اس کی طباعت کا موقع نہیں آیا اور وہ نسخہ بھی مفقود اور بے نام و نشان ہے۔

(ب:) فتاویٰ رشیدیہ مرتبہ مولانا عزیز الدین مراد آبادی: مولانا محمد یحییٰ صاحب کے مرتبہ نسخہ کے بعد، جو نسخہ سب سے پہلے شائع ہوا، وہ مولوی عزیز الدین صاحب مراد آبادی کا مرتبہ نسخہ ہے، جس کی ترتیب وطباعت کا عمل حضرت مولانا گنگوہی کی حیات (وفات ۱۳۲۳ھ ۱۹۰۵ء) میں شروع ہو گیا تھا، اس نسخہ کا پہلا حصہ حضرت مولانا کی حیات میں شائع ہونے کے لیے تیار ہو گیا تھا، بعد میں مختلف وقفوں سے دو دو حصوں کی شکل میں اشاعت ہوئی۔

فتاویٰ رشیدیہ کا یہی وہ واحد نسخہ ہے، جو حضرت مولانا کے فتاویٰ کے حوالہ سے معروف ہے، مگر اس نسخہ کی تاریخ ترتیب و تدوین، اس کی سب سے پہلی اشاعت، نیز مصنف کی شائع کی ہوئی دوسری تیسری طباعت ان کے علاوہ ممتاز مطابع میں چھپنے والے قابل قدر نسخوں کا تعارف اور نسخہ مرتبہ مولانا عزیز الدین کی نسبت بعض شبہات کا جائزہ و متعلقہ پہلوؤں پر نظر و وضاحت تفصیل کی طالب ہے۔ لیکن اس تعارف و تذکرہ سے پہلے اس مجموعہ فتاویٰ کے جامع و مرتب اور پہلے ناشر مولانا عزیز الدین صاحب مراد آبادی کے کچھ احوال نیز حضرت مولانا گنگوہی سے روابط و ارادت کی کچھ تفصیل اور مولانا عزیز الدین صاحب کی علمی تصنیفی تالیفی اور دینی خدمات کا کسی قدر تعارف ضروری معلوم ہوتا ہے۔

احوال مولانا عزیز الدین مراد آبادی، جامع و مؤلف فتاویٰ رشیدیہ

مولوی حافظ عزیز الدین صاحب مراد آبادی کے تفصیلی حالات معلوم نہیں۔ اکمل البیان کی تمہید میں، مولانا محمد اسماعیل ... مولانا عبد الغفار صاحب گنگوہی نے، مولانا عزیز الدین کا سن پیدائش ۱۲۹۵ھ ۱۸۷۸ء لکھا ہے،(۱) جو

---

(۱) تمہید اکمل البیان فی تائید تقویۃ الایمان ص: ۲۹، طبع اول ...

toobaa-elibrary blogspot.com

درست معلوم نہیں ہوتا، کیونکہ مولانا عزیز الدین صاحب نے، حضرت مولانا گنگوہی سے جو سوالات کئے اور حضرت نے ان کے جو جوابات عنایت فرمائے، وہ سب موقع بموقع فتاویٰ رشیدیہ میں درج ہیں۔ ان میں سب سے پہلا سوال ۱۳۰۰ھ کا مرقومہ ومکتوبہ ہے، جو اکمل البیان میں درج تاریخِ ولادت کے پیشِ نظر ممکن ہی نہیں۔ مولانا عزیز الدین نے بھی اپنے خود نوشت حالات میں اپنا سنہ ولادت ذکر نہیں کیا، جس سے اس کی تائید ہوتی ہے کہ اکمل البیان کی تمہید میں درج مذکورہ سنہ ولادت قیاسی ہے، جو درست نہیں۔

مدرسہ شاہی اور مدرسہ امدادیہ میں حفظ قرآن اور تعلیم:

مولوی عزیز الدین صاحب کے اہلِ خاندان کا، چاندی کے برتنوں کا کاروبار تھا، اس وجہ سے حافظ صاحب کا گھرانہ چاندی والا مشہور تھا۔ مولانا عزیز الدین نے مدرسہ شاہی اور مدرسہ امدادیہ مرادآباد میں قرآن مجید حفظ کیا، انہی مدارس میں عربی فارسی کی درسیات پڑھیں مگر کیا کیا کتابیں کن استادوں سے پڑھیں اور کہاں تک تعلیم حاصل کی تھی، معلوم نہیں۔ استادوں میں مولانا گل محمد خاں پشاوری مشہور عالم تھے۔

حضرت مولانا گنگوہی سے نہایت عقیدت وانسیت تھی، برسوں تک متواتر حضرت مولانا کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے۔ حضرت مولانا کے زمانہ وفات تک حضرت سے خط وکتابت اور دینی علمی فقہی استفادہ کا سلسلہ جاری تھا، اور بھی کئی علماء سے روابط اور محبت ومودت کی نسبت تھی اور ان سے خط وکتابت بھی رہتی تھی۔

علمی تصنیفی ذوق اور تصانیف ومؤلفات

مولوی عزیز الدین صاحب، دینی خدمات میں مشغول رہتے تھے تحریر وتالیف کا بھی ذوق رکھتے تھے مختلف دینی فقہی موضوعات پر، مولانا عزیز الدین کے مرتب ومکتوبہ متعدد کتابچے اور اشتہارات وغیرہ وقتاً فوقتاً چھپتے رہتے تھے۔ لیکن ان کا اصل کارنامہ وعمدہ علمی خدمات، تصنیف ہیں، جن کی وجہ سے ان کا نام زندہ ہے اور رہے گا۔ مولوی عزیز الدین صاحب کی تصانیف میں سے صرف تین کتابیں چھپی ہیں اور کتابوں کے چھپنے کا موقع نہیں آیا۔ مطبوعہ تصانیف یہ ہیں

(۱) مطرق الحدید علی صاحب التحقیق الجدید

(۲) اکمل البیان فی تائید تقویۃ الایمان [بجواب اطیب البیان]

(۳) فتاویٰ رشیدیہ

مطرق الحدید علی صاحب تصانیف الشہید:

مولانا حکیم عبد الشکور مرزاپوری نے، جو دار العلوم دیوبند کے تعلیم یافتہ تھے مگر مختلف دینی علمی اختلافی مباحث میں علمائے دیوبند سے مختلف رائے رکھتے تھے اور سب سے الگ خیالات کا اظہار کرتے رہتے تھے۔ ان کی تالیفات میں سے ایک کتاب "التحقیق الجدید علی تصانیف الشہید" بھی ہے، جو

toobaa-elibrary.blogspot.com

جنوری ۱۹۳۱ء شعبان ۱۳۴۹ھ کی تالیف ہے، یہ کتاب پہلی مرتبہ مطبع مجیدی کانپور سے چھپی تھی، اس نسخہ پر سنہ طباعت درج نہیں مگر اندازہ یہ ہے کہ تصنیف کے بعد جلد ہی چھپ گئی تھی۔ اس کتاب میں مرزا پوری صاحب نے، حضرت شاہ محمد اسماعیل شہید کی بعض تصانیف کے شاہ صاحب سے انتساب پر شک ظاہر کیا تھا اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی تھی کہ خصوصاً تقویۃ الایمان، ایضاح الحق الصریح فی احکام المیت والضریح اور تنویر العینین فی رفع الیدین شاہ صاحب کی تحریر و تصنیف نہیں ہیں۔ اگر یہ شاہ صاحب کی ہیں، تو ان میں کثیر تحریفات و ترمیمات ہوئی ہیں۔ مگر حکیم مرزا پوری کی یہ رائے بالکل غلط، خلاف تحقیق اور ناقابل قبول تھی، اس لیے مولوی عزیز الدین صاحب نے، اس کا جامع علمی جواب **مطرق الحديد على صاحب التحقيق الجديد** کے نام سے لکھا، جو ادارہ، اخبار محمدی دہلی کے زیر اہتمام، جید برقی پریس دہلی سے، جمادی الاخری ۱۳۵۱ھ/ اکتوبر ۱۹۳۲ء میں چھپا تھا، یہ تقریباً سوا سو صفحات پر مشتمل ہے۔

اکمل البیان: حضرت شاہ محمد اسماعیل شہید کی مشہور زمانہ بابرکت تالیف تقویۃ الایمان، پر کیے گئے جملہ اعتراضات، خصوصاً مولوی نعیم الدین صاحب مراد آبادی کی کتاب، اطیب البیان کا مفصل علمی جائزہ اور محققانہ جواب ہے۔

مشہور عالم مناظر اور مصنف مولانا ثناء اللہ امرتسری نے، اطیب البیان کا جواب لکھنے کا ارادہ کیا تھا، مگر مولوی عزیز الدین صاحب کی خواہش پر یہ کام ان سے سپرد کر دیا اور اس کو اپنے اخبار اہل حدیث امرتسر میں چھاپنے کی ذمہ داری لی۔ مولوی عزیز الدین صاحب نے، جو اس موضوع سے گہری دلچسپی رکھتے تھے اور اس پر ان کا وسیع مطالعہ تھا، فوراً ہی لکھنا شروع کر دیا، جس قدر مضامین جاتا ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر میں چھپنے کے لئے، مولانا ثناء اللہ صاحب کی خدمت میں بھیج دیا جاتا تھا ہفت روزہ اہل حدیث کی اشاعت مورخہ ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۵۱ھ - ۱۴ اپریل ۱۹۳۳ء جلد ۳۰ شمارہ ۲۳ سے اکمل البیان کی قسط وار اشاعت شروع ہوئی اور اگرچہ جناب مصنف نے اپنی کتاب، ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ فروری، مارچ ۱۹۳۷ء میں مکمل کر دی تھی مگر اخبار اہل حدیث امرتسر میں اس کی مکمل اشاعت نہ ہو سکی تھی، کہ ۱۹۴۷ء کے خون چکاں آتش فشاں حوادث پیش آ گئے، جس میں مولانا ثناء اللہ صاحب کا ادارہ، کتب خانہ، پریس، مکان دوکان، سب جلا کر خاک کر دیے گئے، مولانا کے اکلوتے صاحبزادے شہید کر دیے گئے تھے اور مولانا ثناء اللہ صاحب صرف بدن کے دو کپڑوں کے ساتھ، نہایت بے کسی کے عالم میں، امرتسر چھوڑنے پر مجبور ہوئے، اس سے اکمل البیان کی طباعت بھی قصہ پارینہ اور خواب دخیال ہو کر رہ گئی تھی، مگر پاکستان کے ممتاز اہل حدیث عالم مولانا عطاء اللہ حنیف صاحب بھوجیانی کو اس کتاب سے تعلق تھا، اور وہ اس کے مکمل نسخہ کی تلاش میں لگے رہے، بالآخر جو ندہ یابندہ کے مصداق، اس کا مکمل مسودہ، جو آٹھ سو بیس صفحات پر مشتمل تھا، مرادآباد سے مولوی عزیز الدین صاحب کے ذاتی کتب خانہ سے، ان کے ورثاء کے ذریعہ مل گیا، جس پر مولانا حنیف

toobaa-elibrary.blogspot.com

صاحب موصوف نے مکمل نظر ثانی کی، اس کے حوالے وغیرہ تلاش کئے، اور اس کو اپنے ... [illegible] ادارہ ... حنفیہ ... اور حسن طریقہ پر شائع کردیا۔ سنہ طباعت درج نہیں، کل آٹھ سو چھپن صفحات پر مشتمل ہے۔

یہ کتاب مولوی عزیز الدین صاحب کی ایک بڑی علمی یادگار ہے۔ ضرورت ہے کہ اس کے مباحث کو مزید تحقیق اور توضیح کے ساتھ علیحدہ علیحدہ حصوں میں شائع کیا جائے۔ تقریباً نو سو صفحات کی کتاب کا، جس پر تفصیلی فہرست بھی شامل نہیں، مطالعہ اور اس سے بہتر استفادہ آسان نہیں ہے۔ فتاوی رشیدیہ کا مفصل تعارف آئندہ صفحات میں آرہا ہے۔

مولانا عزیز الدین صاحب کے حضرت مولانا گنگوہی سے روابط، عقیدت وارادت:

افسوس ہے کہ مولانا عزیز الدین صاحب کی حضرت مولانا گنگوہی سے واقفیت کی ابتداء، ارادت اور روابط کی تفصیلات دریافت نہیں۔ مولانا کے مرتبہ مجموعہ فتاوی سے صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ مولانا کی، حضرت مولانا سے طویل وقدیم وابستگی تھی، جو تقریباً پچیس سال تک، اسی طرح قائم رہی۔ بظاہر اس کی ابتداء ۱۳۰۰ھ سے پہلے ہوچکی تھی، مولانا عزیز الدین صاحب نے فتاوی رشیدیہ کے تینوں حصوں میں، حضرت کے وہ تمام فتاوی اور اپنے سوالات درج کئے ہیں، ان تحریرات میں سے جن فتاوی پر سنہ تحریر ہے، ان سب سے پرانا سوال سنہ ۱۳۰۰ھ کا مکتوبہ ہے۔ اس میں مولانا عزیز الدین صاحب نے، حضرت مولانا سے اس صدی کے مجدد کے متعلق دریافت کیا ہے اس سوال میں ۱۳۰۰ھ میں صاف لکھا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے(۱) کہ مولانا کا حضرت مولانا سے ۱۳۰۰ھ سے برابر رابطہ اور خط وکتابت تھی اور مولانا کے دل اور نگاہ میں، حضرت مولانا کا کیا مقام ومرتبہ تھا، اس کا خود مولانا عزیز الدین صاحب کی ایک تحریر سے اندازہ ہورہا ہے۔ مولانا عزیز الدین نے اپنے خود نوشت حالات میں لکھا ہے:

> "پھر حضرات علمائے دیوبند میں، مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہم اللہ سے حسن عقیدت رہی، آپ نے مسائل اہل حدیث کے مسلک کی تائیدات فرمائیں اور مولانا اشرف علی تھانوی سلمہ اللہ سے بھی حسن عقیدت ہے۔"(۲)

مولانا عزیز الدین، حضرت کے کمالات، علوم اور روحانی مرتبہ کے دلدادہ وقدر دان تھے، اس کا خود مولوی عزیز الدین

---

(۱) اس اندراج سے یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ ... [illegible] ... مولانا عزیز الدین کا سن ولادت ۱۲۹۵ھ ... [illegible] ... ۱۳۰۰ھ میں مولانا عزیز الدین صاحب کی عمر صرف پانچ سال ہوتی ہے ... فتاوی رشیدیہ میں ۱۳۰۰ھ سے ... [illegible] ... ۱۲۹۵ھ ... ۱۲۸۰ھ یا ۱۲۸۵ھ ... [illegible]

(۲) ... [illegible] ... طبع اول ۱۳۵۱ھ ۱۹۳۸ء

toobaa-elibrary.blogspot.com

صاحب کی اور تحریرات سے مزید معلوم ہو رہا ہے۔ حضرت کا ایک فتویٰ اپنے مرتبہ مجموعہ فتاویٰ میں نقل کرتے ہوئے، مولوی عزیز الدین صاحب حضرت کے کمالات، علوم و مقام اور اپنے احساسات و تعلق کا اظہار کرنے پر، جیسے مجبور ہو گئے۔ اس موقع پر مولوی صاحب کے قلم سے بے ساختہ یہ الفاظ ٹپک پڑے ہیں

"ان تعقبات کے جواب سے، ماشاء اللہ، سبحان اللہ، مولانا راس المحدثین، اکمل الفقہاء، والمحققین حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب کے تبحر علمی و تفقہ کا اہل علم و دانش اندازہ کر سکتے ہیں، کہ ان کے محققہ مسائل، کس طرح دلائل سے پر و مالامال ہیں، کیوں نہ ہو کہ مولانا ممدوح راسخ فی العلم والمعارف والحقائق ہیں قدس اللہ سرہ(۱)

حضرت قاری عبدالرحمٰن پانی پتی سے تحقیق مسائل وفتاویٰ

مولوی عزیز الدین حضرت مولانا گنگوہی سے نسبت ورابطہ کے علاوہ اور بھی متعدد بڑے علمائے احناف سے، قریبی ملاقات اور خط وکتابت رکھتے تھے، جس میں نامور عالم اور محدث مولانا عبدالرحمٰن انصاری پانی پتی اور حضرت مولانا تھانوی بطور خاص شامل تھے۔

مولوی عزیز الدین صاحب، حضرت مولانا قاری عبدالرحمٰن محدث پانی پتی سے بھی رابطہ وعقیدت رکھتے تھے، سوالات ومسائل دریافت فرماتے رہتے تھے۔ محدث پانی پتی کا ایک والا نامہ، مولوی عزیز الدین صاحب نے، فتاویٰ رشیدیہ میں نقل کیا ہے اس خط میں جو اپنائیت ومحبت کا انداز ہے، اس سے یہ بھی قیاس کیا جا سکتا ہے کہ، مولانا عزیز الرحمٰن اور حضرت پانی پتی کے تعلقات قدیم اور خصوصی خط وکتابت بھی تھی، محدث پانی پتی نے تحریر فرمایا ہے

"میاں عزیز الدین سلمہ از عبدالرحمٰن عفی عنہ، بعد سلام مسنون، واضح ہو کہ میں بیماری متعلقین اور معالجہ چشم خود کی فکر میں چند ماہ سے تھا، اس وجہ سے خط وکتابت نہ دے، اب بھی میں پرہیز میں ہوں، جو مسئلہ سہل ور مغور کا ہوتا ہے، اس کا جواب لکھتا ہوں، ورنہ خط وکتابت نہیں کرتا، کیونکہ حکیم صاحب کی طرف سے کام کرنے کی ممانعت ہے۔

تمہارے مسئلوں کا جواب یہ ہے، نماز پڑھنے میں گھنٹہ کا اعتبار نہیں، بعد زوال شمس سایہ اصلی چھوڑ کر، ایک مثل کے اندر جمعہ یا ظہر پڑھ لینی چاہئے۔ اور سوائے سایہ اصلی کے ایک مثل کے بعد، بروایت مفتی بہ وقت نماز عصر ہو جاتا ہے، اور جو کہ امام صاحب کا حال کچھ پوچھنا، عصر کی نماز بعد ایک مثل کے ہو جاتی

(۱) فتاویٰ رشیدیہ [illegible] ص ۹۲ حصہ دوم [illegible] ۱۳۴۴ھ (۲) [illegible] مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ دہلی ۱۳۵۲ھ ص ۱۹ حصہ دوم

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہے، اعادہ کی حاجت نہیں، ہم نے ستادوں سے یہی سنا ہے کہ بزار و روتی پیٹھا اصل نہیں اور سب غلط
رودوں کی برابر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

محمد عبدالرحمن ختم عبد سلامعفرلہ۔ کمر شعبان ۱۳۱۳ھ یوم شنبہ، رپانی پت۔ محمد سید عفی عنہ کا سلام مسنون ( )

حاجی امداد اللہ سے عقیدت و تعلق: فتاوی رشیدیہ کے بعض اندراجات سے معلوم ہوتا ہے کہ مولوی عزیز الدین صاحب کی حضرت حاجی امداد اللہ تھانوی مہاجر مکی سے بھی ارادت تھی اور خط و کتابت رہتی تھی، شاید اسی تعلق ور حضرت مولانا کے ساتھ، حضرت حاجی صاحب سے ارادت کا اثر ہے کہ مولوی عزیز الدین صاحب نے فتاوی رشیدیہ میں حضرت حاجی امداد اللہ کا ایک مفصل مکتوب گرامی جو حضرت گنگوہی اور براہین قاطعہ کے حوالہ سے، برپا ایک شورش کے جواب اور تردید میں، اپنا موقف ظاہر کرنے کے لئے حضرت حاجی صاحب نے تحریر فرمایا تھا، مولوی عزیز الدین صاحب نے فتاوی رشیدیہ میں شامل کیا ہے، حالاں کہ یہ مکتوب نہ کسی فقہی سوال کے جواب میں ہے، نہ ہی اس کا فتاوی رشیدیہ سے براہ راست کچھ تعلق ہے۔

حضرت مولانا تھانوی سے عقیدت اور مسائل میں رجوع حضرت مولانا گنگوہی کے بعد سب سے زیادہ عقیدت وانسیت حضرت مولانا تھانوی سے تھی جو حضرت مولانا گنگوہی کی وفات کے بعد بھی اسی طرح قائم و استوار رہے۔ حضرت مولانا تھانوی کے ملفوظات میں بھی، مولوی عزیز الدین صاحب کا ذکر آیا ہے، اور خود مولوی عزیز الدین صاحب نے اپنے خودنوشت حالات میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔ لکھتے ہیں

"پھر حضرات علمائے دیوبند میں، مولانا رشید احمد رحمہم اللہ سے حسن عقیدت رہی، آپ نے مسائل اہل حدیث کے مسلک کی تائیدات فرمائیں اور مولانا اشرف علی تھانوی سلمہ اللہ سے بھی حسن عقیدت ہے"(۲)

فتاوی رشیدیہ میں بعض موقعوں پر تائید و توثیق کے لئے حضرت مولانا تھانوی کے مجموعہ فتاوی، جس کی پہلی طباعت فتاوی اشرفیہ کے نام سے شائع ہو چکی تھی، کی عبارتیں نقل کی ہیں اور حوالے دیئے ہیں، اور جیسا کہ مولانا عزیز الدین نے لکھا بھی ہے کہ بعد میں مسلک اہل حدیث کی برملا تائید کرنے پر، حضرت مولانا تھانوی سے کچھ فاصلہ ہو گیا تھا لیکن عقیدت وانسیت برقرار رہی۔

دیگر علماء سے مراسلت اور تحقیق مسائل مولوی عزیز الدین صاحب کا تحقیق و جستجو کے ذوق کی وجہ سے،

---

(۱) فتاوی رشیدیہ ص ۴۳،مطبع ...، دہلی ۱۳۴۸ھ)

(۲) تراجم علمائے حدیث ہند، ص ۱۹۳، دہلی ۱۳۵۶ھ

toobaa-elibrary.blogspot.com

ملک بھر کے ممتاز اہل علم و فضل سے ربط اور خط و کتابت رہتی تھی۔ مولوی عزیز الدین صاحب کے نام معاصر اہل علم کے خطوط کا خاصا ذخیرہ تھا، جو تقریباً ۱۳۸۵ھ-۱۹۶۵ء تک محفوظ تھا۔ مولوی صاحب کے مدرسے کے ایک استاد و منتظم، مولانا عبدالغفار صاحب بستوی نے مولوی عزیز الدین صاحب کی نسبت اپنی تحریر میں لکھا ہے

"اہل علم سے مکاتبت کا سلسلہ بھی جاری رہتا تھا، چنانچہ ان کے نام لکھے ہوئے، اصحاب علم کے عربی اور اردو مکتوبات کا خاصا ذخیرہ اب تک موجود ہے۔"

مرتب فتاویٰ رشیدیہ کا فقہی مسلک اگرچہ مرتب فتاویٰ رشیدیہ کا شمار اہل حدیث اصحاب میں کیا جاتا ہے، شاید اسی وجہ سے ہمارے علماء کی ان کی اس بڑی دینی علمی خدمت ترتیب فتاویٰ رشیدیہ کی طرف [illegible] متوجہ نہیں ہوئے۔ مولانا عزیز الدین حضرت مولانا گنگوہی کی حیات تک بالکل غیر مقلد نہیں تھے، اگرچہ مولانا میں تحقیق کا مزاج اور علم حدیث کا خاص ذوق تھا مگر [illegible] مذہب یا تقلید کے منافی۔ مولوی عزیز الدین صاحب نے ایک مرتبہ خود حضرت مولانا گنگوہی کو اپنے فقہی مسلک [illegible] کے متعلق صاف صاف لکھا تھا۔

"بخدمت [illegible] حضرت مولانا [illegible] مولانا رشید احمد صاحب ادام اللہ فیضہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ [illegible] بندہ [illegible] کی نسبت [illegible] تقلید [illegible] [illegible] کہ بندہ رشید [illegible] حضرت [illegible] بندہ عزیز الدین [illegible] (۱)

اس کے جواب میں حضرت مولانا [illegible] جس سے صاف واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت مولانا مولوی عزیز الدین صاحب کو غیر مقلد نہیں سمجھتے تھے۔ ان کی عبارت ذیل ہے

از بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ بعد سلام مسنون [illegible] غیر مقلد ہو اور نہ میں

(۱) باقیات فتاویٰ رشیدیہ [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

ایسا سمجھوں۔ بلکہ تحریر کیا تھا کہ اس وجہ سے لوگ تم پر تہمت غیر مقلدی کی رکھتے ہیں۔ سوال بندہ تحقیق طلب تھا
یہ سب احباب کو سلام مسنون ہدیہ ہو۔ والسلام کتبہ بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (۱)

مذکورہ مکتوبات میں حضرت مولانا کے ایک اور خط کا بھی تذکرہ ہے جس کا یہاں اس ورق کے بغیر یہ مکتوب مکمل نہیں ہو سکتا، اس لئے وہ بھی نقل کیا جاتا ہے۔

از بندہ رشید احمد عفی عنہ گنگوہی بعد سلام مسنون مطالعہ فرمایند۔ بندہ بخیریت ہے تمہارے واسطے دعا
خیر کرتا ہے حق تعالیٰ قبول فرمائے۔ جو سوالات آپ کے آئے ہیں بظاہر ان کا جواب نہ ہو سکے گا کیونکہ
میرے پاس بیاض نہیں۔ کوئی نہیں ہے اور ان سوالات کے سبب تم پر تہمت غیر مقلدی کی رکھی جاتی ہے۔
فقط والسلام۔ سب احباب کو سلام مسنون۔ ۱۵ رمضان یوم پنجشنبہ (۲)

فتاوی رشیدیہ کی تالیف وترتیب مولانا عزیز الدین کی حضرت مولانا گنگوہی سے بڑی نسبت اور عقیدت محبت تھی، جس نے ان کو حضرت کے فتاوی محفوظ ومرتب کرنے پر آمادہ کیا۔ مولانا نے فتاوی رشیدیہ کی ترتیب وتالیف کا اس وقت ارادہ کیا تھا اس کے لئے کیا کیا کوشش کی اور فقہی فتاوی کے خاص جلد جلد اور کس طرح یکجا کیا۔ یہ اندازہ ہے کہ مولف صاحب نے حضرت کی وفات سے تقریباً دو تین سال قبل اس مجموعہ فتاوی کی تالیف واشاعت کا ارادہ کیا ہوگا۔ اس کا قرینہ یہ ہے کہ مولانا عزیز الدین صاحب کے مرتب اس مجموعے کے پہلے دونوں حصے حضرت کی حیات میں مرتب ہو گئے تھے، تیسرا حصہ چھپنے کے لئے بھی چلا گیا تھا اور اس کتابت وغیرہ کے مرحلہ میں تھا۔

فتاوی رشیدیہ کی ترتیب میں مولف کا طریقہ کار تعجب ہے کہ مولانا عزیز الدین صاحب نے فتاوی رشیدیہ کی تدوین وترتیب کے لئے علمی فنی اصول پیش نظر نہیں رکھے اور اس مجموعہ فتاوی کی تالیف میں کسی طرح کی ترتیب کا اہتمام نہیں کیا۔ اس میں شامل مسائل اور فتاوی فقہی عنوانات وابواب کے تحت مرتب ومدون نہیں کئے، جو فتوے درج ہیں، ان پر ضمنی عنوانات یا سرخیاں بھی نہیں لگائی گئیں۔

اگرچہ اس میں علمی ترتیب وتدوین کے اس بڑے اور اہم اصول کو پوری طرح نظر انداز کیا گیا ہے مگر ایک کام ایسا عمدہ اور مفید کیا ہے، جس کا اچھے تجربہ کار مصنفین بھی خیال نہیں فرماتے۔ یہ حضرت مولانا کے لکھے ہوئے فتاوی کے سوال کرنے والوں کے نام اور مقام نیز سوال وجواب کے معلوم سنہ اور تاریخ کی عمدہ وضاحت ہے، جس سے ان مسائل کی بعض اندرونی

(۱) فتاوی رشیدیہ ص ۲۵۰ حصہ اول [طبع اول مراد آباد ۱۳۲۳ھ]
(۲) فتاوی رشیدیہ ص ۱۵۶ حصہ اول [طبع اول مراد آباد ۱۳۲۳ھ]

toobaa-elibrary.blogspot.com

کر رہیں کھلتی ہیں، یہ اندازہ ہوتا ہے کہ بات اور مسئلہ کہاں اور کیوں پیش آیا تھا، نیز یہ اہم کڑی بھی مل جاتی ہے، کہ حضرت نے یہ مسئلہ کب لکھا تھا۔ فتوؤں کی نقول یا اصل فتاوی فراہم کرنے والے اصحاب کے، ناموں اور مقامات کی صراحت ہے، مگر اس میں بھی کسی طرح کی ترتیب کا خیال نہیں کیا گیا، جو فتاوی جب دستیاب ہوا، بلا تاخیر اسی مقام پر شامل کر لیا گیا، خود مولانا عزیز الدین کے سوالات کے جواب میں صادر، فتاوی کے اندراجات سے بھی، اسی بے ربطی یا بے ترتیبی کا مشاہدہ ہو رہا ہے، ابتدائی دور کے لکھے ہوئے سوالات وفتاوی بعد میں اور بعد کے لکھے ہوئے ابتداء میں آ گئے ہیں۔ ممکن ہے جناب مرتب یہ خیال فرماتے ہوں کہ۔

دریں کتاب پریشاں نہ بینی از ترتیب
عجب مدار، کہ جو حال من پریشان است

فتاویٰ کی تاریخ اور سنہ کتابت نقل کرنے کا اہتمام حضرت مولانا گنگوہی کا، اپنے خطوط فتاویٰ یا اور تحریرات پر سنہ تحریر و تالیف درج کرنے کا، بہت کم معمول تھا، صرف چند خطوط اور فتاوی پر سنہ تحریر ثبت ہے، کچھ اور خطوط یا فتوے وہ ہیں، کہ ان پر مہینہ رقم ہے مگر سنہ تحریر موجود نہیں، اس پہلو سے مولانا عزیز الدین کا یہ اہتمام قابل قدر ہے، کہ جو فتاوی کا سنہ تحریر سے مرقوم و مزین تھے کی، جملہ تاریخہائے تحریر و سنین کو اس فتوے کے حاشیہ پر، سائل کے نام کے ساتھ درج کر کے، محفوظ کر دیا ہے، اس کی مدد سے فتاوی کے حوالے سے کئی اور باتیں دریافت کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔

فتاویٰ رشیدیہ میں درج فتاویٰ کا زمانۂ تحریر اگرچہ (جیسا کہ ذکر ہوا) ان میں سے بہت کم فتوؤں پر سنہ تحریر درج ہے، لیکن جس قدر بھی اندراجات ہیں، ان میں سے، فتوے ایسے بھی ہیں جو ۱۳۲۲ھ کے لکھے ہوئے ہیں، جس میں ایک صفر ۱۳۲۲ھ کا مکتوبہ ہے۔ ممکن ہے یہی فتاوی رشیدیہ میں درج آخری فتوی ہو۔

فتاوی رشیدیہ میں موجود فتاوی میں پہلا فتوی، مراد آباد کے معروف اہل حدیث عالم، مولانا مرزا حفیظ اللہ بیگ صاحب کے سوال کے جواب میں ہے، (۱) دوسرا بھی مراد آباد سے ہی تعلق رکھتا ہے، یہ احمد سعید خاں صاحب مراد آبادی کے سوال کے جواب میں ہے، یہ فتوی ۱۳۱۰ھ کا لکھا ہوا ہے۔

فتاویٰ کا بڑا حصہ اہل مراد آباد و بجنور کے نام فتوؤں کا ہے مولانا عزیز الدین صاحب نے، ایک ایک فتوے کے سائل کا نام اور وطن اور ممکن ہو تو اس کا سنہ تحریر بھی، فتوے کے حاشیہ پر لکھ دیا ہے۔ ان صاحبان کے ناموں پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے ہی اندازہ ہو جاتا ہے، کہ فتاوی رشیدیہ میں درج سوالات و فتاوی میں سے بڑا حصہ، ان سوالات و فتاوی

---

(۱) مرزا حفیظ اللہ بیگ صاحب مراد آباد کے ممتاز اہل حدیث علماء میں سے تھے، ۱۰۹ ... مولانا عزیز الدین صاحب نے اپنی خود نوشت تحریر میں مرزا صاحب کو "مولانا مرزا ماہر اموحدین مرزا و محققین حفیظ اللہ بیگ صاحب" کے موقر الفاظ سے یاد کیا ہے، تراجم علمائے حدیث ہند ص ۵۲۳ (طبع اول دہلی)

toobaa-elibrary.blogspot.com

کا ہے، جو اصحاب مراد آباد نے دریافت کئے تھے، اس لئے سب سے بڑی تعداد، اہل مراد آباد کے سوالات کے جواب میں ہے، یہ پورے مجموعہ کا ایک تہائی یا اس سے کچھ زائد حصہ ہے۔ اس کے بعد، ضلع بجنور، اور اس کے قصبات کے سائلین کے فتوے شمار کئے جاسکتے ہیں، ان دونوں مقامات سے دستیاب فتاوی، فتاوی رشیدیہ کے آدھے سے زیادہ حصہ کا احاطہ کررہے ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی دسیوں مقامات سے، موصول فتاوی نے جگہ پائی ہے، خود مولانا عزیز الدین صاحب کے دریافت کئے ہوئے، تقریباً ساٹھ سوالات اور ان کے جوابات، بلا ترتیب موقع بہ موقع درج ہیں۔

نہایت تعجب ہے کہ جہاں سے سب سے زیادہ فتوے ملنے چاہییں تھے، مثلاً گنگوہ، سہارنپور، دیوبند، کاندھلہ، دہلی اور پنجاب کے مواضع وقصبات وغیرہ، جہاں حضرت مولانا گنگوہی کے متوسلین کے پاس حضرت کے بھیجے ہوئے، فتاوی رشیدیہ کے مندرجات سے سوگنا فتوے موجود تھے، مگر وہاں سے کسی نے دست تعاون نہیں بڑھایا اور اس مجموعہ فتاوی میں شامل کرنے کے لئے، مولوی عزیز الدین صاحب کی مکرر گزارشات کے باوجود کوئی فتوی نہیں بھیجا۔

ایک اور اہتمام یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ مؤلف فتاوی رشیدیہ نے، حضرت مولانا گنگوہی کے بدست خاص لکھے ہوئے فتاوی کو، اپنی کتاب میں اولیت دی ہے اور جو فتاوی مولانا محمد یحییٰ صاحب کے قلم کے مکتوبہ ہیں، ان میں سے ہر ایک کے ساتھ بلاتکلف، بقلم مولوی محمد یحییٰ، کی صراحت کی ہے۔ اوپر آچکا ہے کہ اگر کوئی فتویٰ مولانا محمد یحییٰ کے علاوہ، حضرت کے کسی اور خادم وکاتب کے قلم سے ہے، تو اس کی بھی وضاحت کردی ہے۔ اور وہ متواتر اس کا بھی اعلان کرتے رہے اور پابندی سے یہ اشتہار چھاپتے رہے کہ:

"ان تمام فتاوی کی اصل ہمارے پاس موجود ہے، جو صاحب ملاحظہ فرمانا چاہیں، ملاحظہ فرمائیں"

مولوی عزیز الدین نے پوری زندگی اصل فتاوی محفوظ رکھے صرف یہی نہیں، بلکہ مؤلف فتاوی رشیدیہ نے، اصل فتوؤں کی تمام عمر حفاظت کی اور ان کی وفات کے بعد بھی برسوں تک، یہ ذخیرہ جوں کا توں موجود و محفوظ رہا، آج سے تقریباً پندرہ سال قبل تک اس کی موجودگی کی اطلاع ہے، اس کے بعد اس کا حال معلوم نہیں۔ اس پوری روداد میں اگر کوئی کمی ہے تو یہ ہے، کہ مولوی عزیز الدین صاحب کے بار بار اعلانات کے باوجود کسی نے بھی مطبوعہ نسخہ کی اصل فتاوی سے مطابقت کی زحمت نہیں فرمائی، پچاس سال سے زائد عرصہ تک یہ تمام فتاوی رکھے رہے، موجود رہے مگر ان کے براہ راست مطالعہ کا ارادہ نہیں کیا گیا۔

مزید فتاوی اور آخری حصوں کے لئے اور جدوجہد مولانا عزیز الدین صاحب نے فتاوی رشیدیہ کی ترتیب وطباعت کے لئے، غالباً بڑا منصوبہ بنایا تھا، اس لئے ذاتی طور پر فتاوی کی جستجو اور فراہمی کے علاوہ، کئی مرتبہ اشتہارات بھی شائع کئے، متعلقہ اصحاب کو خطوط لکھے، بار بار اشتہار بھجوائے، عریضے پیش کئے مگر اس ذخیرہ کے حامل اکثر اصحاب نے

toobaa-elibrary.blogspot.com

مولانا عزیزالدین کی گذارش پر کان نہیں دھرا، اور اس بڑی دینی فقہی خدمت و کاوش کو لائق اعتنا نہیں سمجھا مگر اس بے توجہی سے مولوی عزیزالدین بددل نہیں ہوئے، اپنے کام میں برابر لگے رہے۔

مجموعہ فتاویٰ رشیدیہ کا چوتھا اور پانچواں حصہ؟ مولانا عزیزالدین کے فتاوی رشیدیہ کے، تین حصے تو معروف اور دستیاب ہیں، ان کے علاوہ دو حصے اور بھی تھے جو بالکل مفقود و معدوم ہیں، حال آں کہ چوتھا حصہ مکمل اور کتابت ہوکر چھپنے کے لئے چلا گیا تھا، پانچواں زیر ترتیب تھا اور مولانا کی بعض تحریرات سے جھلکتا ہے، کہ ان کا اس سلسلے کو اور آگے بڑھانے کا خیال تھا، مگر کچھ پتہ نہیں چلتا کہ یہ بڑا کام کیوں ناقص و ناتمام رہ گیا اور کس وجہ سے اس کا چوتھا پانچواں حصہ عام نہیں ہوا، اور بعد کے حصے تو وجود میں آنے سے بھی محروم رہ گئے۔

پہلی طباعت فتاوی رشیدیہ کے پہلے حصہ کی طباعت کب شروع ہوئی، اس کا تذکرہ نہیں ملتا، مگر اس میں شبہ نہیں کہ اس کی کتابت حضرت مولانا کی حیات میں مکمل ہوگئی تھی، طباعت بعد میں پوری ہوئی، تکمیل طباعت کی، کتاب کے آخری صفحہ پر ان الفاظ میں صراحت ہے

"الحمدللہ والمنة کہ بتاریخ ۱۵رذی قعدہ ۱۳۲۳ھ [۱۱رجنوری ۱۹۰۶ء] کو یہ پہلا حصہ اختتام کو پہنچا"

بفضله و كرمه"(۱)

یعنی فتاوی رشیدیہ کے پہلے حصہ کی، پہلی طباعت، حضرت مولانا گنگوہی کی وفات [۹رجمادی الاخری ۱۳۲۳ھ/ ۱۵راگست ۱۹۰۵ء] کے تقریباً پانچ مہینے کے بعد مکمل ہو پائی تھی۔ یہ نسخہ برائن پریس اور شمس مطابع مرادآباد میں چھپ تھا، یہ سب سے پہلی طباعت، ایک سو اسی صفحات پر مشتمل ہے، جس میں آخری ٹائٹل کا ایک صفحہ بھی شامل ہے۔

سرورق کے بعد، اصل کتاب سے پہلے، اٹھائیس صفحات ہیں، جس میں اول صحت نامہ اغلاط ہے، جو ڈیڑھ صفحوں پر آیا ہے، اس کے بعد خاصی مفصل فہرست مضامین ہے، جو ساڑھے بارہ صفحات پر مشتمل ہے۔ بعد ازاں فتاوی شروع ہوگئے ہیں۔ سرورق کے بالکل آخری صفحہ پر، مولوی سید فرید احمد صاحب وفا مرادآبادی کا نوشتہ فقرۂ تاریخ اور قطعہ تاریخ ہے۔

فقرۂ تاریخ یہ ہے: "رسالہ فتاوی رشیدیہ" ۱۳۲۳ھ قطعہ تاریخ بھی ملاحظہ ہو

چواین نسخہ بے بدل طبع شد ز زحمت بعید و برحمت قریب
چہ تاریخ احسن، برآمد وفا ملک گفت "زیبا عجیب و غریب"
۱۳۲۳ھ(۲)

(۱) فتاوی رشیدیہ حصہ اول۔ طبع اول ص ۱۶۱ (۲) فتاوی رشیدیہ۔ طبع اول سرورق کا آخری، چوتھا صفحہ۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

اس کے نیچے حقوق طباعت محفوظ ہونے کا اعلان شائع کیا گیا ہے۔

"حق کاپی رائٹ کتاب ہذا بنام عزیز الدین ولد علی نظر در رجسٹری باضابطہ محفوظ ہے۔"

حصہ دوم کی پہلی اشاعت پہلے حصہ کی طباعت کے بعد جلد ہی حصہ دوم بھی شائع ہو گیا تھا، حصہ دوم افضل المطابع مرادآباد سے چھپا۔ آخری صفحہ کے بعد ناکمل کے آخری صفحہ پر، چھے شعروں پر مشتمل قطعہ تاریخ درج ہے، جو منشی محمود علی گرامی میرٹھی کا لکھا ہے۔ کہا ہے

تاریخ طبع

از لطائف طبع مورخ بے مثال شاعر شیریں مقال، منشی محمود علی صاحب گرامی میرٹھی

بعد رضاء محمد الهدی فی الوری	فخر القلوب وزال الکئیب
بعد انتهاوی الفتاوی لکم	فقد جاء بشری لجمع العبید
یہ مخطوط چھپیں جو آئی	منور بعد مہر شد ماہ عید
ترجمان ملت ہیں اسلام کا	ملی باب رضوان کی گویا کلید
صد وسائل مسائل باحسن وجوہ	ہیں ارشاد مرشد سے دین کے رشید
ہیں ہوئے خوش ہاتف غیب نے	نفیس الفتاوی امام رشید

۱۳۲۳ھ

کتاب کا خاتمہ خاتمۃ الطبع ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں

خاتمۃ الطبع

الحمدللہ والمنہ کہ تاریخ ۳۰ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ کو یہ مجموعہ متبرکہ حصہ دوم، جس میں تقریباً تعدادی چھ سو مسائل ہیں، اختتام کو پہنچا۔

حصہ سوم کی پہلی اشاعت مولانا عزیز الدین صاحب کی یہ کاوش اہل نظر کے یہاں مقبول ہوئی تھی، اس لئے اس سلسلہ کو آگے بڑھانے اور جاری رکھنے کی فرمائشیں آتی رہیں، خود مولانا عزیز الدین صاحب بھی اس سے اس کے طالب ہو رہے تھے، دوسرا تیسرا حصہ مکمل ہوتے ہی چھپنے کے لئے چلا گیا تھا۔ اس لئے تیسرا حصہ افضل حسین کل کے اہتمام سے افضل المطابع مرادآباد سے ۲۰ ربیع الاول ۱۳۲۴ھ / ۱۳ مارچ ۱۹۱۰ء میں شائع ہوا، خاتمۃ الطبع درج ذیل ہے

۱؎ فتاوی رشیدیہ طبع اول سرورق کا عکس چوتھا صفحہ

الحمد للہ والمنۃ کہ بتاریخ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۲۸ھ کو یہ مجموعہ متبرکہ حصہ سوم، جس میں تقریباً تعدادی چار سو مسائل ہیں، اختتام کو پہنچا۔ (۱)

یہ کلمات ص: ۱۶۰ کے اختتام پر ہیں، ص: ۱۶۱ سے ص: ۱۷۲ تک فہرست مضامین ہے، ص: ۱۷۳ سے ۱۷۶ تک صحت نامہ حصہ سوم آیا ہے، اسی صفحہ پر درج ایک اشتہار واعلان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حصہ کو، دیوبند کے جلسہ دستار بندی تک، بازار میں لے آنے کے خیال سے، کتابت وطباعت میں جلدی کی گئی، اس کی وجہ سے اس کی صحت کا خاطر خواہ اہتمام نہیں ہوسکا۔

لیکن یہ اعلان اس اشاعت کا نقطہ اختتام نہیں ہے، ایک صفحہ اور ہے، اس پر حضرت مولانا گنگوہی کا قطعہ تاریخ وفات ہے، جو فارسی کے انیس اشعار پر مشتمل ہے۔ سرورق کے آخری چوتھے صفحہ پر، حضرت مولانا گنگوہی، حضرت مولانا محمود حسن اور حضرت مولانا تھانوی کی تصانیف کی تاجرانہ فہرست ہے، یہ اشتہار بھی اس کی ایک ضمنی تصدیق ہے کہ مولانا عزیز الدین صاحب [کم سے کم، اس اشاعت کے وقت تک] ان حضرات کے دامن گرفتہ دینی فقہی نظریات اور سلوک وتصوف میں ان کے طریقہ پر تھے۔

حصہ چہارم وپنجم کی کتابت وطباعت فتاوی رشیدیہ کی ترتیب واشاعت کا کام، تیسرے حصہ پر ختم نہیں ہوا تھا، اس کے بعد بھی کم سے کم دو حصے [چہارم پنجم] اور مرتب ہوئے تھے۔ چوتھے حصہ کے شائع کرنے یا زیر اشاعت ہونے کا، مولانا عزیز الدین صاحب فتاوی رشیدیہ کی پہلی، دوسری اشاعت کے مختلف حصوں میں، کئی مرتبہ اعلان کیا، حصہ سوم کے طبع اول کے سرورق کے دوسرے صفحہ پر، ایک مفصل اشتہار میں، اس کا دو مرتبہ ذکر آیا ہے۔ اس اشتہار سے ان فتاوی کی اصلیت پر شبہ کا بھی جواب ملتا ہے، اس لئے یہاں یہ اشتہار نقل کیا جاتا ہے۔ لکھا ہے:

التماس

الحمد للہ کہ اکثر حضرات شائقین کی توجہ دلی اور صدق سعی نے ہم احقران کو، تیسرے وچوتھے حصہ فتاوی رشیدیہ کی جانب ہمت دلائی اور اپنے دل ربا وجاذب قلمی فتاوی، حضرت مولانا گنگوہی کے آغوش محبت سے جدا کر کے، بسبیل ڈاک ہم احقران کو، ان کے نام ارسال کئے، ہم کو معزز وممتاز اور کل ناظرین کو مستفیض فرمایا، **جزاک اللہ فنعم الجزاء**۔

جس کسی صاحب کو کسی مسئلہ میں تردد پیش آئے، وہ مرتفع ہوسکتا ہے، ان کل فتاووں کی اصل ہمارے اور ہمارے احباب کے پاس موجود ہے۔ یہ تیسرا حصہ حاضر خدمت، چوتھا حصہ انشاء اللہ بہت جلد طبع ہوکر،

---

(۱) فتاوی رشیدیہ حصہ سوم طبع اول ص ۱۶۰ [مراد آباد ۱۳۲۸ھ]

ارسال خدمت بعد [illegible] کے بعد [illegible] کو [illegible] سے [illegible] وقت تک [illegible]۔

[illegible] کا۔

[illegible]

[illegible] الدین [illegible] ماہ [illegible]

حصہ اول کی تیسری اشاعت کے ساتھ ہی ایک اشتہار چھپا جس میں یہ بھی لکھا ہے۔

چوتھا حصہ تیار ہے

اس اطلاع [illegible] ایک قلمی تحریر سے بھی تصدیق ہوتی ہے جو حضرت [illegible] پاس محفوظ ہے [illegible] رشید یہ سے متعلق [illegible] [illegible] الدین [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] تحریر [illegible] ملاحظہ [illegible]

فتاویٰ رشیدیہ [illegible] بخدمت مولوی [illegible] الدین [illegible] مقام [illegible] بخدمت مولوی محمد یحییٰ صاحب [illegible] رسیدہ [illegible]

[illegible] رسید

[illegible] فتاویٰ کا چوتھا حصہ مرتب ہو کر چھپنے چلا گیا تھا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] تو پتہ چلتا ہے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] یہ حصہ جب اس مرحلہ تک [illegible] محمد یحییٰ [illegible] کی خدمت [illegible] [illegible] سے محروم [illegible] چوتھے پانچویں حصے [illegible] سوالات سے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کے فتاویٰ کے [illegible] الدین کے [illegible] [illegible] [illegible]

مطبوعہ حصوں کی مکرر اشاعتیں فتاویٰ رشیدیہ حسب توقع [illegible] مقبول [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہوتا چلا گیا۔ یہاں ان میں سے [illegible] [illegible] ہوگا۔

اشاعت دوم، مرادآباد پہلا حصہ طباعت کے بعد جلد ہی کمیاب ہوگیا تھا، طلب بڑھتی جارہی تھی، اس لئے مولانا عزیزالدین صاحب نے طبع اول کو، دوبارہ جوں کا توں شائع کردیا، اس پر تاریخ اشاعت بھی وہی درج ہے، جو پہلی اشاعت میں تھی، حالانکہ یہ حقیقت میں پہلی اشاعت نہیں، بلکہ پہلی اشاعت کا عکس، Re Print ہے، فرق صرف یہ ہے کہ پہلی اشاعت براہ راست پریس سے چھپی تھی، (جیسا کہ اس کے تعارف گزر گیا ہے) اور یہ عکس یعنی، افضل المطابع، مرادآباد سے چھپا تھا۔ مطبع کی صراحت کے علاوہ، دونوں میں سے ایک فرق یہ بھی ہے، کہ پہلی طباعت کا سرورق ہلکے رنگ کا باریک کاغذ کا ہے، دوسری طباعت کا سرورق زرد دبیز کاغذ پر چھاپا گیا ہے۔

اشاعت سوم، مرادآباد حصہ اول کی دوسری اشاعت بھی فروخت ہوگئی، تو اس حصہ کو مولانا عزیزالدین صاحب نے ایک مرتبہ اور چھاپا، یہ طباعت، پہلی طباعت کے تین سال بعد اشاعت پذیر ہوئی، یہ بھی مطبع شمس المطابع مرادآباد سے، حافظ شمس الدین کے اہتمام سے چھپی تھی۔ یہ پہلی دونوں طباعتوں سے کسی قدر مختلف ہے، اس کے سرورق کے دوسرے اندرونی صفحہ پر پورے صفحہ کا اشتہار ہے، جس میں لکھا گیا ہے کہ۔

فتاوی رشیدیہ حصہ اول طبع ثالث

عرصہ ہوا یہ حصہ ہم نے بڑی کوشش سے طبع کرا کر حضرات ناظرین کی خدمت میں عموماً اور برادران دینی کی خدمت میں خصوصاً پیش کیا تھا، الحمد للہ، ہماری سعی مقبول خاص و عام ہوئی، شائقین کی طلب کی وجہ سے سہ بارہ طبع کی نوبت آگئی، کیوں نہ پسندیدہ عام ہو، محدث دوراں، فقیہ عصر، قطب وقت، حضرت مولانا مولوی رشید احمد گنگوہی قدس سرہ العزیز کے، یہ نہایت کار آمد فتاوے ہیں، کہ جن سے ہر چھوٹا اور بڑا مستغنی نہیں ہے، اس کتاب کے تین حصے طبع ہوچکے ہیں، چوتھے حصہ کی تیاری ہے، قیمت فی حصہ ۱۰/ ہے،

ان تمام فتووں کی اصل ہمارے پاس موجود ہیں، جو صاحب چاہیں ملاحظہ فرمائیں۔

جن صاحب کے پاس، حضرت مولانا قدس سرہ کے فتاوے موجود ہوں اور ان کا طبع ہونا بھی منظور ہو، تو ہمارے پاس بھیج دیں، انشاء اللہ چوتھے حصہ میں طبع ہوں گے۔

اس طباعت کے آخری صفحہ سرورق پر بھی طبع اول، قطعہ تاریخ اور وہی عبارت درج ہے، جو پہلی دونوں اشاعتوں پر تھی مگر دونوں میں اس سے امتیاز ہوجاتا ہے، کہ پہلی دونوں طباعتیں ایک سو باسٹھ صفحات پر مشتمل تھیں، اس کے ایک سو چونسٹھ صفحے ہیں، یہ صفحات اصل کتاب میں اضافہ نہیں، بلکہ ان صفحات پر کتابوں کی تاجرانہ فہرست چھپی ہے۔ یہ اشاعت غالباً ۱۳۲۶ھ [۱۹۰۹ء] کی ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

حصہ سوم کی اشاعت دوم فتاوی کا تیسرا حصہ افضل المطابع مرادآباد سے ۱۳۲۸ھ [۱۹۱۰ء] میں چھپا تھا، اس حصہ کی دوسری اشاعت بھی اسی مطبع سے نکلی، اس پر سنہ طباعت موجود نہیں مگر دونوں میں چند صفحات کی ہی زیادتی ہے۔ پہلی اشاعت ایک سو چھہتر (۱۷۶) صفحات پر ہے، دوسری میں ایک سو چھیاسی صفحات ہیں۔

مرتب کے اہتمام سے تینوں حصوں کی رحیمیہ سنہری مسجد دہلی سے اشاعت فتاوی کی بار بار اشاعت کے باوجود، اس کی پذیرائی اور مقبولیت روز افزوں تھی، اس لئے مرتب اور ناشر نے، اس کی ایک بہتر، نسبۃً عمدہ اور نفیس طباعت کا دہلی میں انتظام کیا تھا۔ یہ نسخہ حافظ عبدالغنی صاحب، کتب خانہ رحیمیہ، سنہری مسجد دہلی کے نام سے چھپا تھا۔ اس پر سنہ طباعت درج نہیں، سرورق کے آخری صفحہ پر، پہلی تینوں اشاعتوں کی طرح، مولانا عزیز الدین صاحب کا نام اور پتہ چھپا ہے، اس میں بھی وہی مضمون ہے، جو اوپر نقل ہو چکا ہے۔ اس طباعت کا صرف پہلا حصہ میری نظر سے گزرا ہے، اس لئے اس ادارہ سے دوسرے، تیسرے حصہ کی طباعت کے متعلق، کچھ کہنا ممکن نہیں۔

مطبوعہ مطبع قاسمی دیوبند: ۱۳۳۳ھ فتاوی رشیدیہ کی جو پذیرائی ہوئی، اس کا تقاضہ بجا طور پر بھی تھا کہ اس کا ایک اچھا ایڈیشن دیوبند سے شائع ہو، مولانا حبیب الرحمن صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند نے، اپنے مطبع قاسمی دیوبند سے اس کی طباعت کا انتظام کیا۔ یہ طباعت مولانا محمد داؤد صاحب شیرکوٹی کے اہتمام سے چھپی اور اس وقت تک کی تمام طباعتوں میں سب سے بہتر ہے۔ مطبع قاسمی کا مطبوعہ نسخہ ۱۳۳۳ھ [۱۹۱۵ء] میں زیور طباعت سے آراستہ ہوا اور غالباً مکمل کتاب [تینوں حصے] ایک ساتھ چھپے تھے، اس کا صرف دوسرا حصہ راقم سطور کے سامنے ہے، دوسرے حصوں کی تلاش و دریافت میں کامیاب نہیں ہوا۔

مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ جامع مسجد دہلی: ۱۳۳۸ھ، تا ۱۳۵۲ھ مطبع قاسمی کے بعد جو طباعت راقم کو ملی، وہ کتب خانہ رحیمیہ کی دوسری طباعت ہے، جو تصحیح، ترتیب، تبویب، کاغذ اشاعت وغیرہ، ہر پہلو سے، پہلی طباعتوں سے بہت بہتر ہے۔

اس طباعت کے لئے تصحیح و تبویب کی خدمت، مولانا مفتی کفایت اللہ کی نگرانی اور سرپرستی میں ہوئی تھی۔ مفتی کفایت اللہ صاحب اس کی تخریج مسائل بھی کرائی تھی اور ایک جامع حاشیہ بھی لکھوایا تھا، یقیناً اس حاشیہ کی اشاعت سے، فتاوی رشیدیہ کی افادیت و منزلت میں بہت اضافہ ہوتا مگر افسوس ہے کہ یہ حاشیہ، کتاب کی ضخامت اور قیمت بہت بڑھ جانے کے خوف سے [کیوں کہ حاشیہ بہت مفصل اور اصل کتاب کے برابر تھا] شائع نہیں کیا گیا۔

یہ نسخہ، تین علیحدہ علیحدہ حصوں میں، کتب خانہ رحیمیہ، سنہری مسجد دہلی سے علیحدہ علیحدہ چھپا تھا، پہلا حصہ ۱۳۴۸ھ [۱۹۳۰ء] میں چھپا، یہ اشاعت بہت مقبول ہوئی، بار بار چھپتی رہی اور کثرت سے فروخت ہوئی اور اب تک بھی، فتاوی رشیدیہ کا بنیادی

toobaa-elibrary.blogspot.com

سے نئی کو سمجھا جاتا ہے۔ رحیمیہ کی اس اشاعت کے بعد سے، فتاوی رشیدیہ کے جس قدر بھی نسخے ہیں، وہ تمام اسی اشاعت کی کاپی نقل ہیں۔ کسی مرتب و ناشر نے ترتیب و تبویب میں جزوی ترمیم کی ہے یا بعض عنوانات میں کچھ حذف و اضافہ کیا ہے، عموماً نسخہ وہی ہے جو رحیمیہ سے چھپا تھا۔

کتب خانہ رحیمیہ سے شائع چند اور اشاعتیں رحیمیہ کی طباعتیں چونکہ درجہ مقبول اور پسندیدہ خاص و عام ہوئیں، کیا اس ادارہ نے فتاوی کے کئی ایڈیشن متواتر چھاپے اور یہ سلسلہ برسوں تک جاری رہا۔ رحیمیہ دہلی کی اشاعت کے بعد دہلی کے کسی اور بعد کسی اور ادارہ نے فتاوی رشیدیہ چھاپا ہو، میرے علم میں نہیں مگر ١٩٤٧ء کے بعد غالباً سب سے پہلے کراچی کے ناشرین نے فتاوی رشیدیہ کی اشاعت کا سلسلہ شروع کیا، ادھر رحیمیہ کی نقول ہندوستان میں بھی چھپتی رہیں۔ حال میں دیوبند سے بار بار چھپی اور چھپ رہی ہیں، جس سے زائد طباعتیں میری نظر سے گذری ہیں مگر ان میں کوئی نئی بات ترتیب تصحیح مقابلہ وغیرہ کی کوئی کوشش مجھے نظر نہیں آئی۔

کراچی کی طباعتیں اور فتاوی رشیدیہ میں چند اضافات و ترمیمات ١٩٤٧ء کے بعد کراچی سے فتاوی رشیدیہ کی دو متواتر طباعت کا جو سلسلہ شروع ہوا تھا، ان میں بھی تصحیح تحقیق وغیرہ کا کوئی قابل ذکر کام نہیں کیا گیا۔ صرف ایک اشاعت شیخ [illegible] سعید کی [illegible] نظر سے گذری تھی [illegible] مجموعہ [illegible] چھپی ہوئی تھی، ہم نے اس کی تبویب و تصحیح کی ہے۔ چونکہ [illegible] ہندوستان [illegible] کتابوں مطبوعات کو بلا کی اجازت کے، غیر شرعی طور پر چھاپنے [illegible] کی تفتیش بھی شروع کی تصدیقات وغیرہ [illegible] پاکستان میں [illegible] تالیف [illegible] فتاوی کا ایک نیا ایڈیشن شائع کیا جس میں حضرت مولانا گنگوہی [illegible] ملفوظات بھی شامل [illegible] اگرچہ یہ طریقہ بالکل غلط اور قطعی غیر علمی تھا، فتاوی [illegible] ملفوظات [illegible] کچھ اہمیت نہیں مگر جب فتاوی پیپر کی "جدید لبید" کا نظریہ غالب ہوا [illegible] بات سب فائدہ ہوتی ہے، یہی اس طباعت میں بھی ہوا۔ ملفوظات والا نسخہ چھپتے ہی اس کی نقلیں [illegible] ہوئیں۔ اس وقت سے یہی نسخہ چھپ رہا ہے، چل رہا ہے۔

فتاوی کی ملفوظات کے ساتھ کراچی سے اشاعت یہ طباعت جس میں ملفوظات فتاوی کے ساتھ شائع [illegible] مرتب [illegible] اس کا صحیح علم نہیں مگر اس قسم کی جو سب سے پہلی اشاعت [illegible] کارخانہ تجارت [illegible] کراچی [illegible] پاکستان [illegible] اس میں مرتب کا نام اور سنہ اشاعت موجود نہیں، غالباً ١٩٥٠ء کے قریب کی اشاعت ہے۔ اس میں تبویب و ترتیب میں مزید عمدگی اور بہتری کا اعلان

toobaa-elibrary.blogspot.com

گیا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ فتاویٰ میں ملفوظات کی شمولیت اس ادارہ کی "جدت" نہیں تھی، یہ کام اس سے پہلے کسی اور ناشر نے کیا تھا۔ زیر نظر نسخہ (کارخانہ محمد علی، کراچی) میں ملفوظات وصف موضوعات سے ملحوظ رکھ کر مرتب کر کے پیش کرنے کی کوشش ہوئی ہے، یعنی ملفوظات جو کسی باب کی مناسبت سے علیحدہ علیحدہ کر کے اس باب سے جوڑ دیے گئے ہیں۔ ناشر نے لکھا ہے:

"حضرت گنگوہی کے یہ فتاویٰ یوں تو اس سے پہلے بھی شائع ہوتے رہے ہیں، لیکن ہم نے جدید عکسی ایڈیشن کی ترتیب و تہذیب کو فقہی ابواب کے مطابق مرتب کیا ہے اور عصر حاضر کی ذہنی اور مزاجی کیفیات کو بھی پیش نظر رکھا ہے۔ یعنی یہ؟ کہ ہم نے جملہ مسائل کو ان کی نوعیت اور اقسام کے اعتبار سے الگ الگ کتاب و ابواب کے ماتحت یک جا کر دیا ہے، اس طرح قاری کو کسی بھی مسئلہ میں اس کا جواب تلاش کرنے میں دقت اور پریشانی نہ اٹھانی پڑے گی، فہرست مضامین میں متعلقہ مسئلہ کی کتاب اور باب پر نظر ڈالیے اور صفحہ متعلقہ کھول کر جواب حاصل کر لیجیے۔

اسی طرح پچھلی اشاعت میں ملفوظات منتشر و متفرق تھے، ہم نے انہیں بھی ابواب کے اختتام پر ایک جگہ کر دیا ہے، ان تمام مساعی اور کوششوں کے پیچھے یہ جذبہ کارفرما تھا کہ اس مفید چیز کے فائدے کو زیادہ سے زیادہ وسیع کر دیا جائے"۔ (۱)

تالیفات رشیدیہ فتاویٰ رشیدیہ کی ایک معروف اشاعت وہ ہے، جو تالیفات رشیدیہ کے نام سے ۱۴۰۸ھ؍۱۹۸۸ء میں ادارہ اسلامیات، لاہور سے پہلی مرتبہ چھپی تھی۔ اس میں فتاویٰ کے علاوہ حضرت مولانا گنگوہی کی چند تالیفات بھی شامل اشاعت کی گئی ہیں۔

اس اشاعت میں شامل فتاویٰ غالباً اس اشاعت کی نقل ہیں، جس کا اشاعت کراچی کے تحت تعارف گزرا ہے، اس کی تمہید اور مندرجات بھی وہی ہیں، جو نسخہ کراچی کے تھے، مگر تفصیلات سے قطع نظر، یہ کہہ دینے میں کوئی حرج نہیں کہ یہ دونوں اشاعتیں تصحیح اور اصول سے مطابقت کی نہایت محتاج ہیں۔ (۲) نیز اس کو مجموعہ تالیفات رشیدیہ کہنا بھی شاید صحیح نہیں، اس لئے کہ اس میں حضرت مولانا کی جملہ تالیفات شامل نہیں، جو ہیں وہ مجموعہ فتاویٰ کے ضمیمہ کے طور پر ہیں، اگر اس کا نام "فتاویٰ

(۱) فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۳، ناشر محمد علی کارخانہ اسلامی کتب، کراچی ۳۸ [illegible]

(۲) [illegible] فتاویٰ رشیدیہ اور تالیفات رشیدیہ سے بلا تکلف [illegible] [illegible] محسوس ہوتی ہے

toobaa elibrary blogspot com

رشیدیہ مع چند تالیفات حضرت مولانا گنگوہی" ہوتا تو زیادہ موزوں اور برمحل تھا۔

پشتو ترجمہ حضرت مولانا کے شاگردوں اور منتسبین کا سلسلہ موجودہ پاکستان کے آخری صوبہ اور افغانستان تک پھیلا ہوا تھا۔ (۱) صوبہ سرحد اور پشتو بولنے والے علاقوں میں حضرت مولانا کے اثرات، حضرت سے علمی وابستگی اور حضرت کے حلقہ سے استفادہ کا سلسلہ تھا، اس ربط اور ارادت کی وجہ سے حضرت کے مجموعہ فتاویٰ کے، مقامی زبان پشتو میں ترجمے بھی کئے گئے۔ فتاویٰ رشیدیہ کا پشتو میں ایک ترجمہ مولانا لطافت الرحمن سواتی صاحب (وفات ۱۹۲۸ء) نے کیا تھا۔ مولانا پاکستان کے ممتاز عالم، مصنف، مدرس، مفتی اور اعلیٰ درجہ کے شاعر بھی تھے۔ (۲) یہ ترجمہ شائع ہوا ہے یا نہیں، اس کا مجھے علم نہیں، اس کا تعارف راقم سطور کو نہیں ملا۔

پشتو کا ایک اور ترجمہ پشاور صوبہ سرحد (حال خیبر پختون خواہ) کے ایک ناشر نے چھاپا ہے یہ ترجمہ مولانا عبداللطیف اسکندری نے کیا ہے جو تقریباً ساڑھے پانچ سو صفحات پر مشتمل [illegible] ہے اور ہم اس ترجمہ کے مزید تعارف سے قاصر ہیں۔

فتاویٰ رشیدیہ کی تخریج مسائل اور تحقیق جزئیات

فتاویٰ رشیدیہ کے مضامین و مندرجات اول سے اہل فتاویٰ کی توجہ کا مرکز رہے ہیں، اسی لئے یہ بھی خیال رہا کہ اس کے مندرجات کے ماخذ کی تلاش کی جائے، اس مبارک کام کی تکمیل اور فتاویٰ کی تخریج کے لئے کئی حضرات نے [illegible] کوشش کی جس میں، میری ناچیز معلومات کے مطابق سب سے پہلا مکمل اور جامع [illegible] حاشیہ یا تحقیق فتاویٰ [illegible] حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب شاہجہانپوری دہلوی کی زیر نگرانی مرتب ہوا تھا۔

(۱) حضرت مفتی کفایت اللہ کی نگرانی میں حاشیہ فتاویٰ رشیدیہ کی تالیف

کتب خانہ رحیمیہ دہلی سے فتاویٰ کے شائع شدہ [illegible] حاصل [illegible] خیال ہوا کہ اس کا ایک اعلیٰ درجہ کا نسخہ، فتاویٰ کے ماخذ کی تحقیق اور مکمل حوالوں کے ساتھ بھی [illegible] فتاویٰ کے ساتھ چھپنا چاہئے، اس بڑے کام کے لئے حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب سے گزارش کی گئی، مفتی صاحب نے [illegible] ایک عالم سے، اپنی نگرانی میں یہ کام کرانے کا ارادہ

---

(۱) [illegible]

(۲) مولانا لطافت الرحمن صاحب کے مختصر تعارف [illegible] کے لئے [illegible] ماہنامہ البلاغ [illegible] ۱۹۹۹ء [illegible] ص ۹۳۲-۹۳۳ [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

فرمایا، ان عالم صاحب نے بہت محنت اور توجہ سے مفصل حاشیہ لکھا، جس کا تخریج جزئیات و روایات کی وجہ سے بڑا حصہ عربی میں تھا، چند توضیحات و فوائد اردو میں بھی لکھے گئے تھے، مگر افسوس کہ فتاوی کی ضخامت وغیرہ بہت بڑھ جانے کے خیال سے، اس قیمتی حاشیہ کو، جس میں مفتی کفایت اللہ صاحب جیسے بڑے مفتی کی نگرانی و سرپرستی شامل تھی، شائع نہیں کیا گیا۔

میں نے سنا ہے کہ یہ حاشیہ ساڑھے تین سو، پونے چار سو صفحات پر مشتمل تھا، اس کو میرے ایک بڑے مشفق محسن نہایت کرم فرما، صاحب نظر اور باذوق، حافظ توفیق احمد صاحب علوی گنگوہی رحمہ اللہ نے، کتب خانہ رحیمیہ کے وارثین کے یہاں، ایک سے زائد مرتبہ دیکھا اور وہاں سے اس کی نقل یا عکس لینے کے لئے خاصی کوشش کی مگر وہ صاحبان آمادہ نہیں ہوئے۔ اور ان سطور کی تحریر کے دوران جب اس خانوادہ کے موجودہ اصحاب سے رجوع کیا گیا تو یہ تکلیف دینے والی اطلاع ملی، کہ مکان کی تعمیر کے وقت گھر میں جو بھی اثاثہ اور کتابیں وغیرہ تھیں، وہ سب مختلف افراد اپنے اپنے ذوق کے مطابق اٹھا کر لے گئے تھے، اس لئے معلوم نہیں اس کا کیا ہوا اور کون اس کو لے گیا۔

(۲) حاشیہ، مرتبہ مولانا مفتی حبیب الرحمٰن خیرآبادی ایک اور نسبۃً مفصل اور جامع حاشیہ مولانا مفتی حبیب الرحمٰن خیرآبادی [خیر آباد، اعظم گڈھ] مفتی دارالعلوم دیوبند کا ہے۔ دو جلدوں اور ساڑھے گیارہ سو سے زیادہ صفحات پر مشتمل ہے، کمپوز ہو کر اشاعت کے لئے تیار رکھا ہے، بعض اور کام سامنے آجانے کی وجہ سے، اس کی طباعت میں تاخیر ہو رہی ہے۔

(۳) حاشیہ، مرتبہ مفتی محمد یوسف صاحب [دیوبند غالباً ۱۴۲۹ھ] ایک اور حاشیہ دارالعلوم دیوبند کے ایک اور استاد، مولانا مفتی یوسف [تاؤلی، ضلع مظفر نگر] کا ہے، اس میں متوسط حاشیہ ہے، تصحیح اور مقابلہ متن کے نئے اور نسخوں کی طرح، اس میں بھی توجہ نہیں کی گئی، تاہم ہندوستان میں اس وقت تک حسن طباعت طباعت کے لحاظ سے، سب سے بہتر ہے، کمپوزنگ اور طباعت عمدہ ہے، جلد بھی خوبصورت ہے، یہ حاشیہ فتاوی رشیدیہ کے معروف مطبوعہ نسخہ پر ہی ہے۔

دونوں جلدوں کے نو سو چونسٹھ صفحات پر مشتمل ہیں، سنہ طباعت درج نہیں، اندرونی ضمنی مندرجات سے، ۱۴۲۹ھ معلوم ہوتا ہے۔

(۴) حاشیہ مطبوعہ اکوڑہ خٹک، بلاسنہ نسخہ دیوبند کے بعد ایک حاشیہ، موتمر المصنفین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک پشاور، پاکستان سے چھپا ہے، اس پر تعلیق کا کام مفتی نصیر محمد حقانی اور مفتی عبدالہادی حقانی نے، مفتی غلام قادر نعمانی کی نگرانی میں کیا ہے۔ حاشیہ نسخہ دیوبند کی طرح اوسط درجہ کا ہے، مگر اس کی خوبی یہ ہے کہ اس میں فقہ حنفی کے اہم ماخذ سے استفادہ کیا گیا ہے، ضمنی ثانوی کتابوں کا تذکرہ ہے نہ حوالہ، مجموعی طور پر نسخہ دیوبند سے مفید اور بہتر معلوم ہوتا ہے۔

toobaa elibrary blogspot com

یہ طباعت ایک ہی جلد میں ہے، کمپوزنگ متن اور حواشی دونوں کی صاف ستھری ہے، آٹھ سو پینتیس ۸۳۵ صفحات پر مشتمل ہے، جلد کا ڈیزائن وغیرہ دلکش ہے۔

(۵) سنا ہے کہ تخریج وتحقیق کا ایک اور کام کوئٹہ بلوچستان، پاکستان کے ایک علمی ادارہ میں ہوا ہے، اور بظاہر شائع ہو چکا ہے، مگر اس کی کوئی تفصیل راقم کو دستیاب نہیں ہوئی۔

خلاصہ فتاویٰ رشیدیہ فتاویٰ رشیدیہ کے تینوں حصوں کا ایک خلاصہ بھی مرتب کیا گیا تھا، جس میں سوالات حذف کر دیے گئے ہیں اور جوابات میں بھی تمام مندرجات کا احاطہ نہیں، مرتب نے اپنے ذوق یا شاید ضرورت کے مطابق، اہم اور ضروری ضروری جوابات ترتیب وار نقل کیے ہیں، تینوں حصوں کے منتخبات پر علیحدہ شمار درج ہے۔ یہ پورا مجموعہ یا انتخاب درمیانی سائز کے ایک سو پچیس صفحات پر مشتمل ہے، تحریر عمدہ صاف ستھری رواں ہے، شروع میں تینوں حصوں کی مکمل فہرست اور خاتمہ پر "ختم شد" کی وضاحت بھی ہے مگر کاتب و شخص نے اپنا نام، مقام و سنہ کتابت تحریر رقم نہیں کیا، لیکن اس کے ساتھ شامل بعض تحریروں سے خیال ہوتا ہے کہ یہ انتخاب ۱۳۵۵ھ ۱۹۳۶ء کے بعد کسی وقت ہوا ہے۔ اس کا فوٹو اسٹیٹ ہمارے ذخیرہ میں موجود ہے۔

فتاویٰ رشیدیہ پر چند شبہات واعتراضات: فتاویٰ رشیدیہ اگرچہ شروع سے چھپتا ہے، پڑھا جاتا ہے اور اس سے استفادہ کچھ کم نہیں ہے، لیکن اس کے ساتھ ہی اس پر چند شبہات و اعتراضات بھی کیے جاتے ہیں، یہاں ان کا بھی کچھ تذکرہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔

فتاویٰ رشیدیہ کے تینوں حصے ۱۳۲۳ھ سے ۱۳۲۹ھ کے درمیان چھپے تھے، اسی وقت سے ان کو قبول عام و کثرت استفادہ کا امتیاز حاصل ہے۔ ان فتاویٰ کی اشاعت کے تقریباً ۱۳۵۰ھ/۱۹۳۱ء تک ان فتاویٰ پر شبہ بیان کی نقل و اشاعت میں بددیانتی کا خیال نہیں تھا، نہ ان کے جامع مرتب مولانا [illegible] صاحب پر کوئی اعتراض کیا یا کوئی الزام نہیں لگایا گیا، حالانکہ اس وقت حضرت مولانا گنگوہی کے سیکڑوں شاگرد اور [illegible] تلامذہ موجود تھے، جن میں سے پچاسوں فقہ وفتاویٰ میں دقیق نظر رکھتے تھے اور حضرت مولانا کے فتاویٰ کے طرز اسلوب تحریر و جواب جانتے سمجھتے تھے، مگر کسی نے بھی فتاویٰ رشیدیہ کی اس طباعت اور اس میں شامل فتاویٰ کے حضرت مولانا گنگوہی سے انتساب پر سوال نہیں اٹھایا، اس مجموعہ فتاویٰ کو بلا کسی تحفظ کے پڑھا گیا اور اس سے بلا تامل اخذ و استدلال بھی ہوا۔

اس مجموعہ فتاویٰ کی اشاعت سے تقریباً پچیس سال بعد، جب اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہو کر عام ہو چکے تھے، پہلی مرتبہ یہ بات سامنے آئی کہ فتاویٰ رشیدیہ پر کامل اعتماد نہیں کیا جا سکتا اور اس کے بعض فتاویٰ کی حضرت مولانا گنگوہی

toobaa-elibrary.blogspot.com

کی جانب نسبت مشتبہ ہے۔ غالباً یہ بات سب سے پہلے اس وقت اٹھی، جب بھاولپور میں قادیانیوں کے کفر اور ان سے نکاح فسخ ہونے کا بہت اہم اور تاریخی مقدمہ چلا ہوا تھا، اس میں قادیانی جماعت کے بڑے مبلغ اور نمائندے جلال الدین شمس قادیانی نے، اپنے ایک دعوی میں فتاوی رشیدیہ کی ایک عبارت ثبوت کے طور پر پیش کی تھی، اس کا جواب دیتے ہوئے ۱۰ و ۱۱ ذی الحجہ ۱۳۵۱ھ مارچ ۱۹۳۳ء میں اس مقدمہ میں مسلمانوں کے بڑے نمائندے اور مقدمہ کے اصل روح رواں مولانا ابو الوفاء شاہجہاں پوری نے فتاوی رشیدیہ کی علمی استنادی حیثیت پر شبہ ظاہر کرتے ہوئے، فتاوی رشیدیہ کی استنادی حیثیت سے انکار کیا تھا اور جواب دعوی میں لکھا تھا کہ:

۱) فتاوی رشیدیہ میں کچھ فتاوے ہیں جن میں اکثر مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں اور بہت سے دوسروں کے بھی، چنانچہ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے بھی، ان میں فتاوے ہیں اور مولوی لطف اللہ صاحب کے بھی۔

۲) ان کو جمع کر کے اولاً ایک غیر مقلد، عزیز الدین مراد آبادی نے شائع کرایا ہے، اور غیر مقلدین کو حضرت سے خصوصی عناد تھا۔

۳) ان میں اکثر فتاوے کے متعلق اکابر علماء دیوبند برابر فرماتے رہے ہیں کہ مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے نہیں، بلکہ غلط ان کی طرف منسوب ہیں۔

۴) الفہم، ارشید وغیرہ میں، اس کے کل فتاوے نہ معتبر ہونے کا نوٹ بھی مل سکتا ہے۔(۱)

مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی نے بھی بعض جزئیات کے اضافہ کے ساتھ، اسی رائے کا اظہار فرمایا ہے۔ اپنے مجموعہ فتاوی کے مقدمہ میں فرماتے ہیں

ان کی [فتاوی رشیدیہ] اشاعت حضرت کی وفات کے بعد مختلف اطراف میں گئے ہوئے خطوط کو جمع کر کے کی گئی اور ان میں ایک اختلاط یہ بھی پیش آ گیا کہ ۱۳۱۴ھ میں حضرت گنگوہی قدس سرہ کی بینائی زائل ہو گئی تھی (تذکرۃ الرشید، ج ۱ ص ۱۰۰) خود لکھنے پڑھنے سے معذور ہو گئے تھے، اس وقت اکثر خطوط اور فتاوی کا جواب، حضرت مولانا محمد یحیی صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرمایا کرتے تھے، جن میں کبھی تو حضرت بطور املاء کے الفاظ لکھواتے تھے اور کبھی مضمون بتلا دیا کہ یہ لکھ دیں۔ اس لئے جو استناد و اعتماد کا درجہ حضرت ممدوح کے فتاوے کو ہونا چاہئے تھا، اس میں ایک حد تک کمی رہ گئی۔

(۱) مقدمہ مرزائیہ بھاولپور، ص ۳۳۸، جلد سوم۔[اسلامک فاؤنڈیشن۔ لاہور ۱۴۰۹ھ ۱۹۸۸ء] جواب دعوی میں تین تنقیحات [Point] اور ہیں جن میں کوئی قابل ذکر بات نہیں، اس لئے ان کا یہاں تذکرہ نہیں کیا گیا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

فتاویٰ رشیدیہ کے نام سے جو تین حصے شائع ہوئے ہیں، ان میں سے بعض مسائل ایسے بھی ہیں، جن کے متعلق حضرت گنگوہی قدس سرہ کے مخصوص تلامذہ مریدین اور خلفاء حضرت مدون کے فتاویٰ شائع شدہ فتوی کے خلاف نقل کرتے ہیں۔ یہ ممکن ہے کہ ان میں ابتداء حضرت گنگوہی کا وہی فتوی ہو جو شائع ہوا ہے، لیکن آخر تک جن حضرات نے خدمت کی ان کا بیان جو نقل کیا، وہی آخری فتوی اور راجح قول شمار ہوگا۔

مثلاً بواسیر ... کے متعلق فتاویٰ رشیدیہ میں امام اعظم ابوحنیفہ کے قول مشہور کے موافق ... میں ... کے سوا ... ہے، مگر حضرت گنگوہی قدس سرہ کے متعدد خلفاء اور حضرت حکیم الامت قدس سرہ سے بارہا سنا کہ حضرت گنگوہی کا فتوی اس باب میں صاحبین اور جمہور کے موافق تھا، اور اسی وجہ سے حضرت مدون نے حضرت حکیم الامت کے رسالہ تحذیر الاخوان پر ... نہیں فرمایا کہ اس کے مضمون سے حضرت کو اختلاف تھا۔ اسی طرح ... کے مسئلہ میں، جو مضمون فتاویٰ رشیدیہ میں طبع ہوا ہے، استاذی وسیدی حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب سابق مفتی دارالعلوم، حضرت گنگوہی کا فتوی اس کے خلاف نقل فرماتے تھے۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال (۱)

ہندوستان کے ایک اور بڑے مفتی، مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی کی بھی تقریباً یہی رائے تھی، جو مفتی صاحب کے حوالے سے کئی لوگوں نے نقل کی ہے۔ مولانا عبدالحسن قاسمی نے مفتی صاحب پر اپنے ایک مضمون ... میں لکھا ہے کہ "فقیہ ... قول جو فتوی کے ... معتبر سمجھے جاتے ہیں ... تھے۔ دوسری طرف ... فتاویٰ ... فتاویٰ رشیدیہ ... طرح رہا کرتے تھے کہ مسئلہ ... فتاویٰ رشیدیہ اور فتاویٰ عزیزیہ کی تدوین کے دوران مرتبین ... بعض مسائل میں ان کے درجہ استناد میں فرق ... (۲)

مفتی صاحب کی گفتگو میں مولانا مفتی ... سابق مفتی دارالعلوم دیوبند کا بھی نام لیا کرتے تھے۔ خود میں نے ایک مرتبہ مفتی صاحب سے عرض کیا ... فرمایا

دارالافتاء دارالعلوم میں فتاویٰ رشیدیہ کے ایک پرانے چھپے ہوئے نسخہ پر مولانا محمد سہول صاحب کی تحریر ثبت ہے۔

---

(۱) فتاویٰ دارالعلوم امداد المفتین ... مفتی محمد شفیع ... ۱۳۸۳ھ

(۲) ماہنامہ ... ۱۹۹۶ء ...

بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر

toobaa-elibrary.blogspot.com

[illegible] دارالافتاء [illegible] مولانا مفتی ظہیر الدین صاحب کی تحقیقات [illegible] سے بالتفصیل [illegible] شیعہ [illegible] تفصیل سے دیکھیے اگرچہ دارالافتاء میں [illegible] مطبوعہ [illegible] تھے مگر [illegible] نامکمل [illegible] یہ بات [illegible] مفتی صاحب [illegible] اور یہ سلسلہ تک [illegible] جو والد [illegible] گیا۔

بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا

[illegible] فتاوی [illegible] شیعہ [illegible]

[illegible]

[illegible] ۱۸۹۴ء [illegible]

[illegible]

[illegible] حضرت شاہ عبد العزیز [illegible]

[illegible]

[illegible]

غریب شہر سخن ہائے گفتی دارد درج بالا اطلاعات، بڑے علماء اور جلیل القدر مفتیان کرام کے ارشادات ہیں، لیکن جب کوئی معمولی طالب علم ان کو پڑھتا، استفادہ کرتا ہے اور قدیم فتاویٰ رشیدیہ کو دیکھتا ہے، تو چند سوالات اس کے سامنے آتے ہیں، جو جواب چاہتے ہیں۔

مولانا [illegible] صاحب کے ارشادات کی نوعیت توالزامی جواب کی ہے، مقدمہ ومناظرہ میں، فریق مخالف کو خاموش [illegible] اصل مقصد ہوتا ہے، کسی بات کے سو فیصد صحیح ہونے اور علمی تحقیق سے، اس کی مکمل مطابقت ضروری نہیں سمجھی جاتی، اس لئے مولانا کے فرمودات کو زیادہ اہمیت نہیں دی جاسکتی، تاہم چند گوشے توجہ طلب ہیں

(١) کیا مولانا [illegible] صاحب کے ارشادات صحیح اور بہرحال لائق اعتماد ہیں۔

(٢) فتاویٰ رشیدیہ کا کم سے کم پہلا حصہ، حضرت مولانا گنگوہی کی حیات میں مرتب ومکمل ہوکر، طباعت کے لئے تیار ہوگیا تھا، حضرت کے اکثر خواص اور متعلقین کو اس کی ترتیب وطباعت کا علم تھا، خود حضرت مولانا بھی اس سے ناواقف نہ ہوں گے۔

(٣) فتاویٰ رشیدیہ میں کچھ [illegible] کے چند نہیں، مجموعی طور پر تقریباً بارہ سو فتاوی شامل ہیں، جو سو فیصد حضرت مولانا کے، یا حضرت مولانا کے نائب اور کاتب، مولانا محمد یحییٰ صاحب کاندھلوی کے لکھے ہوئے ہیں [illegible] جو فتوے آئے ہیں، وہ تمام حضرت کی تصدیق کے [illegible] تصحیح [illegible] اصل فتاویٰ میں شمار کرنا، کسی طرح بھی درست نہیں۔

(٤) مولانا [illegible] حضرت مولانا گنگوہی سے طویل رابطہ اور ارادت تھی اور اس وقت تک [illegible] عقیدت [illegible] صاحب عقیدہ اور حضرت مولانا سے [illegible] خصوصی [illegible] تعبیر تعجب کا محل ہے۔

(٥) [illegible] ہونے کا حوالہ اب تک دستیاب نہیں ہوا۔ ( )

[illegible] متعلق روایات نقل کر دی ہیں، مگر [illegible] حقیقت کی جستجو باقی ہے، اس لئے اس سلسلہ میں بھی چند معروضات پیش ہیں۔

[illegible]

[illegible].blogspot.com

(۱۶) حضرت مولانا گنگوہی [illegible]

معروضات سے علاوہ بیچائی تھی [illegible]

فقہ لکھے تھی [illegible]

[illegible]

(۱۷) حضرت سہارنپوری [illegible]

تحریر [illegible]

کئے تھے [illegible]

[illegible] حضرت مولانا گنگوہی [illegible]

[illegible] مولانا محمد یحییٰ صاحب سے [illegible] حضرت [illegible]

[illegible] بیرتی [illegible] قلم کا لکھا ہوا ہے۔

(۱۸) حضرت مولانا گنگوہی کے فتاویٰ [illegible] رشیدیہ [illegible] فتاوی [illegible]

معتمد [illegible] فتاویٰ [illegible]

[illegible] اس صورت میں روایت معتبر [illegible]

(۵) یہ جو [illegible] فتاوی رشیدیہ [illegible]

[illegible] کی [illegible]

[illegible] فتاویٰ [illegible]

حاصل کرنا چاہتے [illegible]

فتاویٰ [illegible] رحمت [illegible]

کے [illegible] وجہ سے ان فتاویٰ کے [illegible]

مطبوعہ فتاویٰ سے مختلف [illegible]

دیا گیا ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible] گنگوہی [illegible]
[illegible] سمجھے جاتے تھے ان میں سے
[illegible] منقول نہیں اس سلسلہ میں [illegible]
[illegible] حبیب الرحمٰن عثمانی [illegible]
[illegible] خاص تربیت یافتہ تھے،
[illegible] حضرات نے اس سلسلہ میں کوئی اظہار [illegible] حبیب الرحمٰن صاحب نے [illegible]
[illegible] خرید کر [illegible] جانب سے اپنے مطبع
[illegible] موقع تھا کہ اس مجموعہ
[illegible] اشاعت میں ایسا کوئی تذکرہ
موجود نہیں۔

[illegible] مباحث کی تحقیق تنقیح نہایت
[illegible] مناسب نہ ہوگا۔

[illegible]

[illegible] تسلیم کرتے ہیں کہ
حضرت مولانا گنگوہی [illegible] علامہ ابن [illegible] فائق اور ممتاز ہیں،
[illegible] حضرت مولانا علامہ ابن [illegible] فقیہ اور [illegible] مقام و مرتبہ کے
[illegible] جزئیات اور اطلاعات سے مطابقت
کیوں ضروری سمجھی جاتی ہے؟

[illegible] ردالمحتار (شامی) مقدمہ
[illegible] وہ نہایت اہم ہے فرماتے
[illegible] حضرت مولانا نے بہت کچھ
[illegible] بعض مقاموں پر میری رائے ان

[illegible]

[illegible] تحقیق میری اس رائے یا اختلاف و [illegible] [illegible]
سے مختلف ہے [illegible] [illegible]
فتاوی میں موجود ہیں ایک جگہ صاحب [illegible] [illegible]
خیریت کی ہے مگر غلط ہے اسی [illegible] [illegible]
جزیات حضرت مولانا کے تمام فتاوی پر بھی صادق [illegible] [illegible]
جزیات سے اختلاف فرماتے ہیں مگر [illegible] [illegible]
حضرت مولانا کا فقہی تعمق محسوس کیا جا سکتا ہے [illegible] [illegible]
ترجمہ [illegible] حضرت مولانا کی شان تفقہ کا، ان ہی [illegible] [illegible]

ہونا تو یہ چاہیے تھا، کہ حضرت مولانا گنگوہی کے اس مجموعہ فتاوی [illegible] [illegible]
تجزیہ کیا جاتا، جو مسائل فقہائے متاخرین کے مطابق نہیں ہیں [illegible] [illegible]
جاتے (۲) ان کونے مسائل و مباحث کے حل کرنے میں [illegible] [illegible]
ہوتی حضرت گنگوہی کی فقہی فکر اور نظر [illegible] [illegible]
حضرت مولانا نے جو متعدد مسائل میں، بالکل نئے مگر نہایت [illegible] [illegible]
کیا جاتا، حضرت مولانا نے متعدد مسائل میں حنفی مسلک سے تجاوز کرتے ہوئے، جو فتاوی صادر کیے اور [illegible]
مدایت کی اور اس سمت میں رہنمائی فرمائی، مثلاً جس کا شوہر غائب ہو [illegible] کے فتوے کے مطابق چار سال بعد، اس کا فسخ
نکاح، دوسرے نکاح کی اجازت، جس کو حضرت مولانا تھانوی نے "الحیلۃ الناجزۃ للحلیلۃ العاجزۃ" میں مرتب
[illegible] اور برصغیر ہند میں تمام احناف کے یہاں اسی پر عمل ہے۔ یہ در اصل حضرت مولانا گنگوہی کی فکر [illegible]
ان کے [illegible] خصوصاً مفتی صدر الدین آزردہ اور خاندان کے علماء مولانا قاضی [illegible] گنگوہی وغیرہ سے ملی تھی۔
حضرت مولانا گنگوہی [illegible] پر عمل بھی کیا اور اس کے مطابق فتوی دینے کی ہدایت بھی فرمائی۔

اسی طرح حضرت مولانا کی، مولانا تھانوی کو یہ ہدایت و وصیت کہ معاملات کے جن مسائل میں، احناف کے یہاں
کم گنجائش ہے مگر لوگ عموماً اس میں مبتلا ہیں، ان میں دوسرے مسلک کے مطابق، جس میں گنجائش ور جواز ہے، فتوی دے

(۱) [illegible] اشرف علی تھانوی سے ہوئی تھی [illegible]
[illegible]
[illegible] ۱۵۶۳۔

oobaa-library.blogspot.com

[illegible]

افسوس!

[illegible]

کتاب شائع ہو سکی۔

[illegible] وصلى الله تعالى على خير خلقه [illegible]

[illegible] وآله وصحبه اجمعين

نورالحسن راشد کاندھلوی

۲۰ [illegible] ثانی ۱۴۳۳ھ

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

باقیات فتاویٰ رشیدیہ

محدث دوراں، افقہ زماں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے
تقریباً ایک ہزار ایسے فتاویٰ کا مجموعہ
جو فتاویٰ رشیدیہ میں شامل نہیں اور چند کے علاوہ تمام غیر مطبوعہ اور نہایت
نادر و کم یاب تھے

جمع و ترتیب حواشی اور مقدمہ

نور الحسن راشد کاندھلوی

مزید حواشی و افادات

حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری دام ظلہ
شیخ الحدیث و صدر المدرسین دار العلوم دیو بند

ناشر

حضرت مفتی الٰہی بخش اکیڈمی
کاندھلہ، ضلع پربدھ نگر (مظفر نگر) یوپی - انڈیا

toobaa-elibrary.blogspot.com

توضیح اشارات

یعنی حضرت مولانا گنگوہیؒ کے فتاویٰ کے قلمی نسخوں کے اشارات ومخففات، جس سے اس مجموعہ کا بڑا حصہ اخذ کیا گیا ہے، یا وہ قلمی نسخے جن سے یہ مجموعہ مرتب کیا گیا ہے۔

اس مجموعہ کا اہم ترین بنیادی ماخذ حضرت مولانا کے وہ مجموعۂ فتاویٰ ہیں جو تمام کمال حضرت مولانا کے نوشتہ ہیں، یہ مجموعے یا کاپیاں ہیں۔

(الف) اس میں ایک سو پینسٹھ سوالات اور آخر میں مسلسل جوابات درج ہیں، یہ تمام جوابات صدفی صد حضرت مولانا کے مبارک قلم سے ہیں، آخر میں حضرت مولانا کے دستخط بھی ثبت ہیں۔ تحریر فرمایا ہے: کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی

زیرنظر مجموعہ "باقیات فتاویٰ رشیدیہ" میں اس کا حوالہ فتوے یا سوال کے نمبر شمار کے حوالہ سے دیا گیا ہے۔

(ب) دوسرا مجموعہ دوسو سینتالیس سوالات وجواب پر مشتمل ہے، اس میں نمبر شمار درج نہیں، اس میں ہر ایک سوال کے بعد جواب کی جگہ چھوڑ دی گئی تھی، اسی پر حضرت نے جواب لکھا ہے، یہ تمام جوابات بھی بلا تردد حضرت مولانا کے قلم سے ہیں۔ درمیان میں کئی جگہ دستخط فرمائے ہیں .... "رشید احمد گنگوہی"

اس مجموعہ پر راقم سطور نے صفحہ نمبر ڈال دیئے ہیں، اور زیر نظر مجموعہ میں، اسی صفحہ کا صفحات کے ساتھ ذکر آیا ہے۔

(ج) اسی سلسلہ کے دو ورق علیحدہ ہیں، ان پر دس سوالات اور ان کے جوابات لکھے ہوئے ہیں، یہ جوابات بھی حضرت مولانا کی یادگار ہیں، کئی جگہ دستخط ثبت ہیں .... "رشید احمد گنگوہی"

(د) پانچ فتوے جو مختلف موضوعات پر ہیں، علیحدہ علیحدہ اوراق پر ہیں، یہ بھی حضرت مولانا کا اثر قلم ہیں، ہر ایک پر دستخط ہیں۔ دو پر مہر بھی موجود ہے [رشید احمد]

(ہ) حضرت مولانا کا ایک فتویٰ اور ہے، جس پر مہر بھی ثبت ہے، دستخط بھی ہیں مگر اس کی تحریر حضرت مولانا کی نہیں۔ بظن غالب مولانا محمد یحییٰ صاحب کا لکھا ہوا ہے۔

(و) حضرت مولانا کے قلم سے مکتوبہ تین فتوے، جن میں سے دو پر مہریں بھی ثبت ہیں، رئیس الخطاطین اور مشہور مرشد حضرت سید شاہ نفیس الحسینی مرحوم کے ذاتی ذخیرہ میں تھے، ان کا عکس شاہ صاحب کی عنایت سے دستیاب ہوا تھا۔

مذکورہ تمام مسائل وفتاویٰ کا، جو سوا چار سو سے زائد ہیں، بدست خاص کے عنوان سے ذکر کیا گیا ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

مجموعہ کلاں یہ [illegible] وقت دستیاب حضرت مولانا گنگوہی کے غیر مطبوعہ فتاویٰ کا غالباً سب سے بڑا ذخیرہ ہے، افسوس ہے کہ یہ [illegible] آخر سے ناقص ہے، اس لئے اس کے جامع اور کاتب کا نام معلوم نہیں، مگر اس کے اندراجات سے جھلکتا ہے کہ یہ مجموعہ حضرت [illegible] کی حیات میں ۱۳۲۰ھ سے پہلے مرتب و قلم بند کیا گیا تھا۔

یہ مجموعہ متوسط [illegible] دو سو چوالیس صفحات پر مشتمل ہے، ابتدائی سات ورق اور آخر سے بھی غالباً چند صفحات ضائع ہوئے ہیں، چونکہ یہ سب سے بڑا ذخیرہ ہے، اس لئے اس کو مجموعہ کلاں کے نام سے ذکر کیا گیا ہے۔

مجموعہ چندیانوی چندیانہ ضلع مظفرنگر مغربی یوپی کا ایک قصبہ ہے، یہاں کے ایک عالم مولانا عبدالغفور [illegible] اہل خاندان کی روایت کے مطابق، حضرت مولانا گنگوہی کے شاگرد تھے، مولانا نے حضرت کے فتاویٰ کا ایک مجموعہ مرتب کیا تھا، جو [illegible] صفحات پر ہے۔ مولانا چندیانوی اس کی کتابت سے ۲۳ جمادی الثانی ۱۳۱۱ھ کو فارغ ہوئے تھے۔ مولانا کے مکتوبہ نسخہ کا عکس راقم کے سامنے رہا ہے۔

مجموعہ رام پور مدرسہ [illegible] رام پور یوپی کے کتب خانہ میں، حضرت مولانا گنگوہی کے فتاویٰ کا ایک مجموعہ محفوظ ہے [illegible] صفحات پر مشتمل ہے، آخر سے ناقص ہے، تحریر سے لگتا ہے کہ مولانا سید احمد امروہوی کے [illegible] ہے۔

مجموعہ فرخ آباد [illegible] یوپی میں مولانا [illegible] حسین خاں ایک عالم تھے، جو حضرت مولانا گنگوہی سے مسلسل [illegible] رہتے تھے [illegible] تحقیق [illegible] رہتے تھے، یہ مجموعہ مولانا کے سوالات اور حضرت مولانا کے جوابات [illegible] راقم [illegible] اس کا فوٹو اسٹیٹ رہا ہے۔

اوراق کراچی [illegible] پاکستان [illegible] حضرت مولانا کے مکتوب و فتاویٰ پر مشتمل بڑے سائز کے تیرہ صفحات موجود [illegible] گنگوہی کے، حضرت مولانا خلیل احمد انبیٹھوی کے اہم علمی خطوط سوالات کے جوابات [illegible] فتاویٰ [illegible] مجموعہ میں شامل کئے گئے ہیں۔

مجموعہ حسن پور [illegible] سید احمد شاہ حسن پوری (حسن پور ضلع مرادآباد، یوپی) کے [illegible] حوالے سے ہے، اس پر تاریخ تحریر درج نہیں۔

دیگر [illegible] مطبوعہ فتاویٰ اور رسائل و مؤلفات سے استفادہ کیا [illegible] شامل کی جائے۔ (نور)

[illegible] blogspot.com

باقیات فتاویٰ رشیدیہ

محدث دوراں، افقہ زماں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے
تقریباً ایک ہزار ایسے فتاویٰ کا مجموعہ
جو فتاویٰ رشیدیہ میں شامل نہیں اور چند کے علاوہ تمام غیر مطبوعہ اور نہایت
نادر و کم یاب تھے

جمع و ترتیب حواشی اور مقدمہ

نور الحسن راشد کاندھلوی

مزید حواشی و افادات

حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری دام ظلہ

شیخ الحدیث و صدر المدرسین دار العلوم دیوبند

ناشر

حضرت مفتی الٰہی بخش اکیڈمی

کاندھلہ، ضلع مظفر نگر (مظفر نگر) یوپی انڈیا

toobaa-elibrary.blogspot.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب اول

کتاب الایمان والعقائد

ایمان اور کفر کے مباحث ومتعلقات

(۱) ایمان اور اسلام کی پہچان اور ان کا باہمی امتیاز کیا ہے؟ **سوال:** ایمان اور اسلام کی تعریف کیا ہے اور فرق ان میں کیا ہے؟ [جواب] علیحدہ علیحدہ ہو۔

جواب: ایمان، تصدیق قلبی اور اقرار لسانی ہے، حق تعالیٰ کے وحدہٗ لاشریک لہ ہونے کا، اور اس کے تمیع احکام قبول کرنے کا، جس کی تفصیل طویل ہے، اور اسلام تسلیم کر لینا سب احکام کا، باطن وقلب میں، اور انقیاد جملہ اوامر کا ظاہر میں، پس باعتبار شریعت کے دونوں ایک شئے ہوئی، کہ ایمان بدون اسلام کے نہیں ہوتا، اور اسلام بدون ایمان کے نہیں ہوسکتا، مگر لغت میں فرق ہے، کہ باعتبار تصدیق قلب کے ایمان، اور باعتبار ظاہری انقیاد کے اسلام ہوتا ہے۔ پس فرق ہوا لغت اور ترجمہ میں، اور کچھ فرق نہیں، بلکہ ایک شئے ہیں، دونوں دین محمدی اور شرع مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم میں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ [مہر] (بدست خاص، نیز مجموعہ کلاں ص ۱۸۱)

(۲) مسلم اور مؤمن میں فرق؟ **سوال:** مومن اور مسلم کا فرق [کیا ہے]؟

جواب: ایسا ہی حال ہے مومن اور مسلم کا، کہ شریعت میں مومن اور مسلم ایک ہے، اگرچہ بحسب لغت کے فرق ہے، کہ ظاہری انقیاد والا مسلم ہے اور باطنی تصدیق والا مؤمن، مگر کوئی مومن بدون مسلم کے نہیں ہوسکتا اور کوئی مسلم بدون مومن کے نہیں ہوسکتا، شرع میں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ [مہر] (بدست خاص، نیز مجموعہ کلاں ص ۱۸۱)

(۳) کافر اور مشرک کی پہچان؟ **سوال:** کافر اور مشرک کی تعریف مفصلاً؟

جواب: کافر وہ ہے کہ کسی حکم قطعی [کا] انکار کرے، یا کوئی ایسا معاملہ کرے کہ علامت انکار کی ہو، یا شعار

toobaa-elibrary.blogspot.com

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(۴) اللہ تعالیٰ کی خاص صفات کا کسی اور کے لیے ثابت کرنا؟

سوال

جواب

رشید احمد گنگوہی

(۱)

الجواب صحیح عبدالعلی۔ جواب صحیح ہے محمود حسن عفی عنہ دیوبندی

المجیب مصیب | مہر صدشکر کہ من پیر محمد دارم | الجواب صحیح سید احمد دہلوی

محمد ابوعبدالرحمن، عبدالمجید، محمد مسعود نقشبندی، محمد اسماعیل۔ جواب صحیح ہے۔ محمد الٰہی عفی عنہ

(طریقت و شریعت تالیف مولانا حشمت علی صاحب سید محمد علی مارہری ص ۱) (مطبع مجتبائی، دہلی ۱۳۰۳ھ)

(۵) مومن وہ ہے جو ظاہر و باطن دونوں پہلوؤں سے ہو:

سوال: اگر اظہار اسلام و ایمان کوئی شخص نہ کرے، صرف ایمان خدا اور رسول اور دیگر حکامات پر لاوے، یہ اس کی نجات کے لئے کافی ہے، یا نہیں، اور شرع شریف میں اس پر اطلاق اسلام یا مومن کا ہوگا، یا نہیں؟ فقط

جواب: ان سب جوابات سے واضح ہوگیا، کہ مومن مستوجب نجات وہ ہے کہ، [دل میں سب احکام کو تصدیق کرکے ان سب کا اقرار کرے اور] محل اظہار میں اظہار کرے، اور کوئی امر کفر و شرک اس سے سرزدنہ ہو، اور ظاہر و باطن سے مزین بایمان و اسلام ہو، اگر دل میں مومن رہا اور بظاہر کافر، تو وہ بھی باعتبار حکم شرعی کے کافر ہے، نہ کہ مومن، اور جو بظاہر مومن رہا اور دل میں تصدیق کامل نہیں، وہ بھی منافق کافر ہے، نہ [کہ] مومن۔ دونوں پر شرع میں اطلاق مومن کا نہیں ہوسکتا۔ کذا فی الکتب الشرعیۃ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مہر حضرت مولانا) (۱) (بدست خاص بہ مجموعہ کلاں ص ۱۸۲)

(۶) کیا ایمان اور دل کا فعل حادث ہے؟

ایمان اور دل [کا] فعل عبد کا حادث ہے، اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ (مجموعہ فرخ آباد ص ۴۳-۴۴)

(۷) کلمات کفر کا ارتکاب اور اس کا حکم؟

سوال: ایک شخص نے ایک عورت سے کہا کہ نماز پڑھ، بلا تامل جواب دیا کہ نہیں پڑھتی، خدا ہمارا کام نہیں کرتا، ہم اس کی نماز نہیں پڑھتے۔ پھر اس عورت نے اس شخص سے کہا کہ فلاں کام ہمارا کردو، اس شخص نے جواب دیا کہ اللہ پاک کے اختیار میں ہے، تو اس عورت نے یہ جواب دیا کہ اللہ کے اختیار میں تو کبھی نہیں ہونے کا، تم سے نہیں ہوسکتا اور اللہ کرے گا۔ پھر اس عورت بد دین نے یہ کہا کہ ہم کو نہایت تنگدستی ہے، مرد نے جواب دیا کہ اللہ مالک ہے، عورت نے در جواب یہ کہا کہ ہاں اب تیرے واسطے وہ پرسے گا۔ حسب کتب شرع شریف کے ایمان اس خبیثہ کا رہا یا نہ؟ بصورت عدم، نکاح باطل ہوا یا نہ؟ بشرط بطلان بعد انقضائے عدت اور توبہ کے، اگر کوئی شخص غیر زوج اول کے، نکاح بلا طلاق زوج اول کے کرلے، تو جائز ہے یا نہ؟ بینوا توجروا۔

---

(۱) سب سے پہلے تینوں جوابات اور جواب مندرجہ نمبر ۵، ایک کاغذ کے دو صفحات پر، جو حضرت مولانا گنگوہی کے دستخط [illegible] مہر کی ثبت ہے [illegible] نمبر اول، [illegible] اس صفحہ میں درج نہیں، تمام سوالات کی عبارتیں مجموعہ کلاں سے لی گئی ہیں۔ یہ اصل [illegible] مولانا [illegible] صاحب ضلع مظفر نگر، یوپی نے عنایت فرما کر ممنون کیا، شکریہ، جزاہ اللہ خیر الجزاء۔ (م، ر)

جواب یہ عورت مرتد ہوگئی، کہ ایسے کلمات کفر اس نے بکے، اور نکاح بھی اس کا باطل ہوگیا، اگر عدت میں یا بعد عدت، اگر توبہ کرے تو پہلے خاوند ہی کا حق ہے اور دوسرے سے نکاح نہ ہونا چاہئے، اور اگر توبہ نہ کرے تو کسی سے نکاح مرتدہ کا درست نہیں۔ پس یہی ہونا چاہئے کہ خاوند ہی قید میں حبس رکھے، بلکہ حسب فتویٰ بعض، یہ لونڈی زوج کی ہو جاوے گی، اگر زوج جبراً اس کو اپنی قید میں رکھے گا۔ فقط۔ کذا فی رد المحتار (۱) واللہ تعالیٰ اعلم (مجموعہ کلاں ص ۲۴۲)

(۸) قرآن کریم سے سجدۂ تحیت کا منسوخ ہونا، کس طرح ثابت ہے؟(۲)

مسئلہ: جو شئے پہلی شریعت میں مباح تھی اور ہماری شریعت میں اس کی ممانعت نہیں، وہ مباح ہوتی ہے، اور حدیث بھی شرع محمدی ہے، تو قاعدہ اصول کا یہ ہے، مگر خاص قرآن میں نسخ ہونا، پہلی شرع کا کس اصولی نے لکھا ہے، جو آپ قرآن سے نسخ سجدۂ تحیہ کا طلب کرتے ہیں، دوسرے نقل کرنا قرآن میں کسی کی شرع کا اور ہے اور حکم جواز ہونا قرآن میں دوسر

---

(۱) وليس للمرتدة التزوج بغير زوجها به يفتى وعن الامام تسترق ولوفي دار الاسلام (شامی) كتاب الجهاد، باب المرتد فصل لوتاب المرتد هل تعود حسناته

الف: شامی (۳/۳۰۳) (اکمل المطابع دہلی) ب: شامی (۳/۲۵۲) (دار الفکر بیروت ۱۳۸۶ھ) [انور]

(۲) سجدہ تحیہ کی منسوخیت [illegible] ہمارے شریعت میں یہ سجدہ [illegible] یوسف علیہ السلام کو یہ سجدہ کیا ہے [illegible] ہماری شریعت میں [illegible] حضرت گنگوہی رحمہ اللہ سے یہ [illegible] پہلی شریعتوں کی جو بات قرآن میں منقول ہو اور اس پر نکیر نہ ہو تو وہ حکم ہماری شریعت [illegible] حضرت رحمہ اللہ نے یہ جواب [illegible] جو چیز پہلی شریعت میں مباح تھی [illegible] ہماری شریعت میں [illegible] مسئلہ میں [illegible] احادیث میں سجدہ تحیہ کی ممانعت آئی ہے اور حدیث بھی [illegible] سابقہ کے کسی حکم [illegible] نہیں، پس سائل قرآن کریم سے سجدہ تحیہ [illegible] قرآن کریم میں شرائع سابقہ کے کسی حکم [illegible] ثابت نہیں ہوتا کیونکہ قرآن کریم میں اس کا مذکور [illegible] سے ثابت شدہ حکم قرآن نہیں [illegible] سورۂ حم السجدہ (آیت ۳۷) میں ہے [illegible] مطلق سجدہ کی ممانعت ہے [illegible] تعظیم [illegible] سے حاصل ہو گیا [illegible] قابل التفات نہیں۔

مطلق سجدہ غیر اللہ کے لئے ممنوع ہے۔

[illegible] حدیث کی قطعی آیت کے خلاف نہیں [illegible] پہلی شریعت کے خلاف ہے، مگر ہم بتا چکے ہیں [illegible] حدیث [illegible] حدیث میں [illegible] (پالن پوری)

ہے۔پس کون سی آیت سے جواز سجدہ معلوم ہو، کہ قطعی میں [illegible] اہمیت [illegible]، [illegible] خبر، حدیث [illegible]
قرآن تو محض نقل پہلی شرع کی کر کے، ساکت ہے، اور فقط شرع سابق کا ہونا، موجب حکم نہیں

واسْجُدُوا لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَهُنَّ الآیۃ (فصلت ۳۷) اور سجدہ کرو اللہ کو جس نے ان کو بنایا۔([illegible])

ناسخ موجود ہے۔ کیوں کہ سجدہ مطلق ہے، تحیہ وعبادات کو، اور تحیہ غایت درجہ کی تعظیم کا بھی عبادت ہے، ورنہ اللہ کا تخصیص کو چاہتا ہے، بعد اس کے ایسی تاویل ذات سے سجدہ کرنا، کفر نہ ہوگا، تو فسق سے کیا کم رہے گا، اور ایسی ہی تاویلات فاسدہ ہیں، کہ قابل التفات نہیں۔فقط

اور خبر واحد کا منکر بھی فاسق ہوتا ہے، خبر واحد کی حرمت سجدہ کی کسی آیت قطعی کے خلاف نہیں، پہلی شرع کے خلاف ہے۔ بظاہر تو نقل پہلی شرع سے کچھ حکم ثابت نہیں ہوتا، جب تک شارع سے سکوت ثابت نہ ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(مجموعہ فرخ آباد ص۵۶-۵۷)

(۹) قرآن کریم کے الفاظ تصرف کر کے پڑھنا؟

سوال: ایک شخص اس طرح حاضرات[۱] کرتا ہے: اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ وَجِبْرِیْلُ رَبُّکَ وَمِیْکَائِیْلُ رَبُّکَ تمام سورت میں فرشتوں کا نام شامل کرتا ہے اور جرأت یہ ہے، اس کو امام بنانا جائز ہے، یا نہیں؟ لفظ واؤ اور یا جائز ہے، یا نہیں؟ فقط

جواب: اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ وَجِبْرِیْلُ رَبُّکَ وَمِیْکَائِیْلُ رَبُّکَ کلمہ کفر کا ہے، اگر وہ شخص معنی جان کر پڑھتا ہے، تو کافر ہے، ورنہ قرأت میں تصرف کر کے پڑھنے سے فاسق ہے۔ اس کو امام بنانا نہیں چاہئے، امام صالح آدمی مقرر کرنا چاہئے۔ اسی طرح یا جبرئیل پڑھنا گناہ ہے، اگر یہ عقیدہ ہے کہ جبرئیل غیب کی آواز سنتے ہیں، تو کافر ہے، ورنہ گنہگار ہے، اور قرأت میں تصرف کرنا، ناجائز ہے۔فقط

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مجموعہ کلاں ص [illegible])

(۱۰) مزارات اور غیر اللہ کو سجدہ کرنا؟

سوال: وہ بدعتی یوں کہتا ہے کہ سجدہ تحیۃ غیر [illegible] یعنی بوسہ دینا، یا سر ٹیک دینا، کسی ولی اللہ کے مزار پر، یا مرشد کے پیر پر، بے شک درست ہے، کسی قسم کی اس میں قباحت نہیں، کیونکہ جو حدیث در باب امتناع متمسک ہے، اس سے اس کی کسی طرح کی نفی ثابت نہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لَوْ کُنْتُ آمِرٌ ... الخ فرمایا ہے، حرف لَوْ سے صاف ثابت ہے کہ فرضیت کی نفی ہے نہ کہ مطلق حرام ہو جاوے۔ جیسے یہ حدیث لولا أن أشق علی أمتی لأمرتهم بالسواک اس سے نفی فرضیت [illegible] ہے، ویسے ہی [illegible] سمجھنا چاہئے،

(۱) حاضرات: حاضر کی جمع مؤنث، جنات اور بھوتوں وغیرہ [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

[illegible]

جواب [illegible] وضع الجبهة على الأرض [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تعبدون (سورۂ حم سجدہ ۳۷) [illegible]

[illegible] وضع الجبهة [illegible]

[illegible]

[illegible] تعالیٰ [illegible]

[illegible]

[illegible] لا تعبدوا [illegible]

[illegible]

[illegible] مطبوعہ اصح المطابع دہلی) [illegible]

[illegible]

وہاں تو سیاق حدیث سے واضح ہے کہ جو امر پہلے حرام ہو چکا تھا، اس کی طلب اباحت اور اجازت بعض صحابہ نے چاہی تھی، اس کو آپ نے رد فرمایا اور انتفاء اجازت کر دیا، پس جب انتفاء مطلق اجازت اباحت ہوئی تو یہ فعل حرام کا حرام ہی رہا، اس سے اس میں اباحت نہیں آئی۔ یہاں امر سے وجوب کے معنی لینے بالکل جہل و حماقت ہے۔

دوسرے قبل اس ارشاد کے لاتفعلوا فرمایا کہ صیغہ نہی کا ہے جس سے حرمت کو صریح حرام کر دیا تھا، جب اس تاکید کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرمت فرمائی کہ اول لاتفعلوا ارشاد کیا اور بذریعہ لو کے امر اباحت کی نفی فرمائی، اور پہلے سے حرمت اس کی متحقق تھی تو اب حرمت زیادہ تر ثابت ہوئی۔ اس جملہ امر سے معنی وجوب کے سمجھنے کس قدر مخالف شرع اور عقل کے ہے۔

اور مسواک قدیم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے مستحسن اور سنت چلی آئی ہے۔ آپ نے اسکی تاکید کے واسطے فرمایا تھا کہ دشوار نہ ہوتی تو واجب کر دیتا، وہاں لاریب! عقلاً اور سیاق حدیث سے وجوب کے معنی ہیں، سو اس کو اس پر قیاس کرنا جنون محض ہے، اس شخص کی عقل و فہم پر رونا آتا ہی تھا، مگر آپ کے تردد [پر] بھی ہنسی آتی ہے۔ رہا بوسہ، سو یہ البتہ شرک نہیں، بلکہ اس کو بدعت اور گناہ لکھا ہے اور جہاں ثابت ہے وہاں درست ہے جیسا کہ مصحف کو اور دست علماء کو مثلاً، فقط۔

(مجموعہ کلاں ص ۵ تا ۷)

(۱۱) طوافِ قبور کے شرک ہونے اور قیامِ تعظیمی کے شرک نہ ہونے کی وجہ؟ سوال: آپ کے بعض مکتوبات میں یہ مضمون مطالعہ میں آیا ہے، کہ طواف کا ذکر رکوع اور سجدہ کے ساتھ آیا ہے، اور خدا نے اسے اپنی تعظیم کے لئے مقرر کیا ہے، لہٰذا طواف بھی عبادت ہے، پس قبورِ اولیاء کا طواف شرک ہے؟

اس مضمون پر دو شبہ وارد ہوتے ہیں: اول یہ کہ اس صورت میں قیامِ تعظیمی بھی شرک ہونا چاہئے، کیوں کہ وہ بھی نماز میں خدا کی تعظیم کیلئے فرض ہے، اور طائفین کے ساتھ قائمین کا بھی ذکر آیا ہے۔

بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا

(۲) زبان فارسیوں کا سردار، بادشاہ، آتش پرستوں کا بزرگ اور عالم (لغات سعیدی ـ مؤلفہ مولوی عبد العزیز ص ۵۲۲ ـ مطبع مجیدی کانپور ۱۹۳۰ء) (نور)

(۳) الحدیث: مشکوة کتاب النکاح باب عشرة النکاح و مالکل واحدة من الحقوق رقم الحدیث ۳۲۶۶ (مشکوة ج ۲ ص ۲۸۲ نسخه هندیه) رواه ابوداود عن قیس بن سعد قال أتیت الحیرة فرأیتهم یسجدون لمرزبان لهم فأنت یا رسول الله أحق أن یسجد لک قال أرأیت لو مررت بقبری أکنت تسجد له" قال قلت لا قال فلاتفعلوا لو کنت آمر أحدا أن یسجد لأحد لأمرت النساء أن یسجدن لأزواجهن لما جعل الله لهم علیهن من الحق " (۳ ص ۲۵) رقم ۲۱۴۰ ـ ۲۱۳۳ ت شیخ محمد عوامه مؤسسة الریان بیروت ط ۲، ۱۴۲۵ھ/ ۲۰۰۴ء ـ والحاکم فی المستدرک (۲/ ۱۸۷) دار المعرفة بیروت واحمد فی مسنده عن معاذ بن جبل ص ۲۶۵ ج ۱۴ ، ۱۹۳۴۹ مسند معاذ ج ۱۲ رقم ۲۱۸۹۴ ت: احمد محمد شاکر ، حمزه احمد الزین دار الحدیث . القاهرة ط ۱، ۱۴۱۶ھ ـ ۱۹۹۵ء (نور)

(۱۳) کعبہ کے علاوہ اور مسجدوں کے طواف میں کفر کا خوف ہے

(۱۳) [illegible] کا یہ حکم ہے؟

[illegible]

(۱۴) ایمان کم زیادہ ہوتا ہے یا نہیں؟ [illegible]

[illegible]

(۱۵) ایمان کے کم زیادہ ہونے میں علماء کے اختلاف کی نوعیت؟ [illegible]

[illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۱۶) ایمان میں تجزی کا مسئلہ؟ سوال: قوله صلى الله عليه وسلم: فأخرج من كان في قلبه ادنى ادنى ادنى مثقال حبة من خردل من ایمان، فأخرجه من النار. (۱)

سے مقتضی ہے کہ جس میں ادنی ادنی درجے کا ایمان ہوگا، وہ بشفاعت سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نار سے خارج ہوگا، تو اس کے بعد جو ارشاد ہوا:

فأقول ائذن لي فيمن قال لا اله الا الله لأخرجن (۲) منها من قال لا اله الا الله.

اگر اس سے مراد مؤمن ہے، تو وہ پیشتر ادنی درجہ کے ایمان میں داخل ہو کر تحت شفاعت داخل ہو چکا، تو اس جگہ لیس ذلک لک کے کیا معنی ہیں؟ اور اگر کافر یا منافق مراد ہے، جو بلا تصدیق قلبی کلمہ گو ہوا ہے اور بظاہر یہی ہے، کیونکہ ورا ادنی درجہ ایمان کے کوئی درجہ باقی نہیں، تو پھر لأخرجن منها کے کیا معنی ہوئے؟ کفار منافق نہ داخل شفاعت، نہ مستحق اخراج عن النار!

جواب: جس نے کلمہ کہا اور دل میں ادنی درجہ تصدیق معانی کلمہ کا ہو، وہ مؤمن ہے کہ ایمان میں تجزی (۳) نہیں، کمی زیادتی کیفی ہے، یہاں تک تو شفاعت سے نکلے۔ اب آخر درجہ ایمان کا یہ ہے کہ زبان سے کلمہ کہا اور دل میں اس کے کوئی درجہ تصدیق کا نہیں، مگر تکذیب بھی نہیں، بلکہ قلب اس کا بالکل تصدیق و تکذیب سے سادہ ہے، اور تصدیق و تکذیب مانعۃ الجمع ہیں، مانعۃ الخلو نہیں، پس یہ لوگ بھی آخر کار نکالے جاویں گے۔ یہ توجیہ شاید تم کو تعجب میں ڈالے، مگر اس کا نشان حدیث سے دوں گا، اگرچہ مقام دشوار ہے، جب علماء سے پوچھو گے تب لطف پاؤ گے۔ ابن ماجہ کے ص ۳۰۳، ابواب الفتن میں باب ذهاب القرآن والعلم میں حدیث حذیفہ میں مذکور ہے (۴) یہ مضمون وہاں سے نکل آوے گا۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم

از رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مجموعہ کلاں ص ۱۹، ۲۰)

---

(۱) یہ حدیث شفاعت کا ایک حصہ ہے۔ متفق علیہ روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تیسری مرتبہ امت کے لئے سفارش فرمائیں گے تو حکم ہوگا جائیے اب اس شخص کو جس کے دل میں رائی کے دانے سے ادنی ادنی ادنی درجہ کا ایمان ہو، اس کو دوزخ سے نکال لائیے۔ چنانچہ آپ تشریف لے جائیں گے اور ایسے لوگوں کو نکال لیں گے، پھر چوتھی مرتبہ شفاعت فرمائیں گے کہ اے میرے پروردگار! مجھے اجازت عنایت فرمائیے کہ جس نے بھی لا الہ الا اللہ کہا ہے اس کو دوزخ سے نکال لوں، اللہ پاک ارشاد فرمائیں گے یہ آپ کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ قسم ہے میری عزت کی! میرے جلال کی! میری کبریائی کی! میری عظمت کی! البتہ ضرور نکالوں گا میں جہنم سے اس کو جس نے "لا الہ الا اللہ" کہا ہے۔ (مشكوة، كتاب احوال القيامة، باب الحوض والشفاعة ص: ۴۸۹ نقل اصح المطابع رشيديه دهلى: ۱۳۷۵ھ نیز مشکوۃ شریف ج ۵ ص: ۲۱ رقم الحديث: ۵۵۷۳ ت: رمضان بن احمد بن علی ال عوف [مكتبة التوبه دار ابن حزم ۲۰۰۳ء] پاکستان ایڈیشن)

(۲) یہ حدیث شفاعت کا آخری حصہ ہے، اس کے آخری الفاظ یہ ہیں: فأقول يا رب ائذن لي فيمن قال لا اله الا الله. قال ليس ذالك لك، ولكن وعزتي وجلالي وكبريائي وعظمتي لأخرجن منها من قال: لا إله إلا الله. (متفق عليه. عن انس. مشكوة، باب الحوض والشفاعة ص ۴۸۸-۴۸۹ ت محمد رمضان عوف ۲۰۰۹ء مطبوعہ مکتبہ بیت الریاض ۱۴۲۲ھ رقم الحدیث ۵۵۷۳)

[نور] بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۱۷) دین میں مشتبہ امور سے احتیاط ضروری ہے: از بندہ رشید احمد عفی عنہ، سلام علیکم،

جواب: جواب مرسل ہے۔(۱) آدمی کو اپنا دین بچانا ضروری ہے اور جو امر متفق علیہ امت کا ہو، اس سے دین حاصل کرنا واجب ہے۔ مشتبہ امور اور مختلف فیہ میں کیوں مبتلا ہو، خصوصاً عقائد میں۔ جزئیات اعمال میں وسعت ہے، مگر عقائد میں ہرگز توسع نہیں۔ مختلف مسائل جو قرون ثلاثہ میں اعمال ہوگئے، ان میں کسی پر عمل کرنا مضائقہ نہیں، مگر جو امور قرون ثلاثہ میں نہ تھے اور اب علماء ان کو منع کریں اور قواعد شرع کے بظاہر خلاف ہوں، تو پھر بتاویل یا بتقلید

بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا

[illegible] اگرچہ کیفیت یعنی یقین کے اعتبار سے ایمان کے درجات کم [illegible] اور تیسری مرتبہ شفاعت [illegible]، یہ سب مومنین [illegible] لا الہ الا اللہ کہتا ہو اور تصدیق، تکذیب سے خالی ہو۔ تصدیق [illegible] بھی دونوں باتوں سے دل سادہ ہوسکتا ہے۔ یہ مانحن فیہ کا مطلب [illegible] جہنم سے نجات [illegible]۔

[illegible] حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] نماز، حج اور صدقہ کیا چیز ہے اور رات بھر میں قرآن [illegible] جو کہیں گے ہم نے اپنے بڑوں سے لا الہ الا اللہ [illegible] حج اور صدقہ نہیں جانتے تو لا الہ الا اللہ سے ان کو کیا فائدہ پہنچے گا؟ حضرت حذیفہ [illegible] اس سے اعراض کرتے رہے، پھر تیسری مرتبہ میں اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا یاصلۃ تنجیھم من النار حضرت حذیفہ [illegible] نجات دے گا۔ یہی وہ آخری درجہ کا ایمان [illegible] حاکم نے [illegible] مسلم کی شرط کے مطابق قرار دیا ہے۔ ھذا حدیث صحیح علی [illegible] (پالن پوری)

[illegible] عن حذیفۃ بن الیمان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدرس الاسلام کما یدرس وشی الثوب حتی لایدری ما صیام ولا [illegible] ولا نسک ولا صدقۃ ولیسری علی کتاب اللہ عزوجل فی لیلۃ فلایبقی فی الارض منہ آیۃ، وتبقی طوائف من الناس الشیخ الکبیر والعجوز یقولون ادرکنا آباءنا علی ھذہ الکلمۃ لا الہ الا اللہ فنحن نقولھا فقال لہ صلۃ ما تغنی عنھم لا الہ الا اللہ وھم لایدرون ما صلوۃ ولا صیام ولا نسک ولا صدقۃ فاعرض عنہ حذیفۃ ثم ردھا علیہ ثلاثاً، کل ذالک یعرض عنہ حذیفۃ، ثم اقبل علیہ فی الثالثۃ فقال یا صلۃ تنجیھم من النار ثلاثاً (ابن ماجہ ص ۳۰۳ ج ۲ باب ذھاب القرآن والعلم، مطبع فاروقی دھلی بلاسند) سنن ابن ماجہ [illegible] علامہ شعیب الارنوط ومحمد کامل قرہ بللی رقم الحدیث ۴۰۴۹ ص ۱۷۳ ج ۵ الشرکۃ الرسالۃ العالمیۃ دمشق [illegible]

[انور]

[illegible] (انور)

toobaa-elibrary.blogspot.com

بعض، ایسا امر کرنا خلاف فہم سلیم کے ہے۔ بہر حال دین کو مشتبہ امر سے حاصل کرنا ممنوع ہے، خود حدیث ہے کہ بر آدمی ہے جو حاصل کرے دین مشتبہات (۱) سے، لہذا ایسے امور سے اجتناب لازم ہے۔ فقط والسلام

جو حق تھا عرض کر دیا، اگر خلاف طبع ہو تو معذور رکھیں۔ (مجموعہ کلاں ص ۳۰)

(۱۸) یاس کی توبہ مقبول ہے ایمان مقبول نہیں:

سوال: توبہ یاس کی قبول ہے یا نہیں؟ قرآن شریف میں ہے: ولیست التوبۃ للذین یعملون السیئات حتی اذا حضر احدھم الموت، قال انی تبت الئن. (۲) تو اس آیت شریفہ سے ثابت ہوتا ہے کہ توبہ یاس قبول نہیں ہے، اور نسخہ مالا بد منہ مسائل متفرقہ میں تحریر ہے کہ

توبۂ یاس اصح آنست کہ مقبول است۔ ترجمہ توبہ یاس صحیح یہ ہے کہ مقبول ہے۔ (۳)

اور حاشیہ پر بحوالہ درمختار لکھا ہے کہ توبۂ یاس مقبول است لقولہ تعالیٰ وھو الذی یقبل التوبۃ عن عبادہ ویعفوا عن السیئات. (۴)

تو اس سے یہ ثابت ہوا کہ توبۂ یاس مقبول ہے، تو اس میں بڑا اختلاف واقع ہوا۔ تو فرمائیے کس پر عمل کیا جاوے۔ ارقام فرماویں۔

---

(۱) طبرانی میں ضعیف سند سے مروی ہے بئس العبد عبد یستحل المحارم بالشبہات (مجمع الزوائد ۱۰/۲۳۳) اس کا ترجمہ بلی ہے جو حضرت نے کیا ہے۔ اور اوپر ایک لفظ "عمل" آیا ہے اس کے معنی ہیں معمول بہ، یعنی قرون ثلاثہ میں اس پر عمل شروع ہو گیا تھا۔ (پالن پوری)

(۲) ترجمہ اور ایسوں کی توبہ نہیں جو کیے جاتے ہیں برے کام، یہاں تک کہ جب سامنے آ جائے ان میں سے کسی کے موت تو کہنے لگا میں توبہ کرتا ہوں اب۔ (سورۂ نساء آیت ۱۸، ترجمہ شیخ الہند)

(۳) مالا بد منہ تالیف مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی، تصحیح و نسخہ مؤلف و حواشی محققانہ مولانا محب اللہ پانی پتی، طبع ... ص ۱۵۲ (مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۳۶ھ) ...

(۴) ترجمہ اور وہی ہے جو قبول کرتا ہے توبہ اپنے بندوں کی اور معاف کرتا ہے برائیاں۔ (سورۂ شوریٰ آیت ۲۵، ترجمہ شیخ الہند)

سوال مذکور میں پہلی آیت سورۂ نساء کی آیت ۱۸ ہے جس کا ترجمہ یہ ہے اور ایسوں کی توبہ نہیں جو برے کام کیے جاتے ہیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کے سامنے موت آ جاتی ہے تو وہ کہنے لگتا ہے کہ میں اب توبہ کرتا ہوں (یعنی اب یا موت ہے جب جان حلق میں آ پہنچی ہے) ... اس آیت سے معلوم ہوا کہ مایوسی کے وقت کی توبہ مقبول نہیں۔

اور مالا بد منہ (ص ۱۵۲) اور درمختار کی عبارتیں اس پر دلالت کرتی ہیں کہ مایوسی کے وقت کی توبہ بھی مقبول ہے اور دلیل سورۂ الشوریٰ کی آیت ۲۵ ہے جس کا ترجمہ ہے اللہ تعالیٰ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتے ہیں اور برائیوں سے درگذر فرماتے ہیں۔ یہ آیت مطلق ہے، ہر حال کی توبہ کی قبولیت پر دلالت کرتی ہے، پس مایوسی کے وقت کی توبہ بھی مقبول ہے۔ پس دونوں آیتوں میں اور دونوں باتوں میں تعارض ہو گیا۔

حضرت رحمہ اللہ نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ مایوسی کے وقت کی توبہ تو مقبول ہے اور دوسری آیت میں اسی کا ذکر ہے۔ مگر توبہ سے مراد گناہوں سے توبہ ہے، یعنی پہلے سے مؤمن ہو مگر گناہگار ہو، پس جو وقت یاس گناہوں سے توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔

اور مایوسی کے وقت کا ایمان معتبر نہیں، پہلی آیت میں جس توبہ کی نفی کی گئی ہے، اس سے مراد کفر سے توبہ یعنی ایمان لانا ہے، ... وقت نزع ... توبہ کی نفی ... قبول نہیں کیا گیا یعنی جب دونوں توبہ مختلف ہیں تو دونوں آیتوں میں تعارض نہیں، رہا تعارض ... دونوں ... (پالن پوری)

toobaa-elibrary.blogspot.com

جواب: توبہ یاس کی مقبول ہے، مگر ایمان یاس کا مقبول نہیں۔ پس مراد توبہ سے توبہ عن المعاصی ہے اور آیت میں بھی مراد توبہ عن الکفر ہی ہے، پس مخالفت نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(مجموعہ کلاں ص ۴۹-۵۰)

(۱۹) تقدیر کا منکر گمراہ ہے: **سوال:** ایک شخص کہتا ہے، کہ اگر زید نے علم پڑھا، یا ہنر سیکھا، یا کام کیا، یا جاہل رہا، اور ہنر نہ سیکھا یا کوئی کام نہ کیا، تو یہ سب امور تقدیری ہیں، کہ اگر خواستہ خدا ہوتا تو یہ امور ہوتے، اور نہ ہوتے، اور دوسرا کہتا ہے کہ نہیں، ان میں تقدیر کا کیا تعلق ہے؟ یہ کام کرنے نہ کرنے پر منحصر ہیں، جیسا کرے ویسا ہو، اور ایک کہتا ہے کہ نہیں، اگر اللہ تعالیٰ ہی اس کی ہمت عطا کرے، تو ویسے کر سکتا ہے، ان میں کون حق پر ہے اور کون سا نہیں؟

جواب: بدون تقدیر کچھ نہیں ہوتا، تقدیر کا منکر ضال ہے۔ واللہ اعلم

(دست خاص ص ۷)

(۲۰) علماء اور دینی کتابوں کی توہین کرنے والا فاسق وبددین ہے: **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ بعض آدمی اس قسم کے ہوویں، کہ اہل اسلام کے سامنے دعوی کریں کہ ہم مسلمان ہیں، اور اہل سنت والجماعت اور مذہب ہمارا حنفی ہے، اور یہی اقرار جہریوں میں ہووے۔ لیکن لامذہبوں میں لامذہب پکے ہوویں، (۱) اور ریات کو خفیہ ایسے مسئلے تعلیم کریں، جس میں گمراہی پائی جاوے، اور چاروں اماموں اور عقائد کی کتابوں کی درپردہ حقارت پائی جاوے، اور اس عقیدہ کے نشان یہ ہیں۔ کوئی لامذہب ایک مولوی اہل سنت والجماعت کو، فریب دھوکا دیکر شہر کے باہر لے جاکر پٹوا دیں، اور اس کا مال لٹوا دیں، اور ایسے مولوی ہوویں، کہ جس کی شہرت دہ بدہ قصبہ بقصبہ شہر بشہر ہووے، اور ہزاروں نمازی بے نمازی ہو جاویں۔ پس ایسے لامذہبوں کے حق میں کیا حکم ہے شرع شریف میں؟

اور عداوت اس کو یہ ہو کہ ایک فتوی تقلید کی بابت لکھا گیا، اور اس کی عداوت حدیث سے ہے، دنیا سے نہیں ہے۔ اور ان مددگاروں کے واسطے کیا حکم ہے؟ گناہ کبیرہ ہوا یا صغیرہ؟ اور ان کے پیچھے نماز درست ہے، یا نہیں، اور ان کی عورت پر طلاق ہوئی یا نہیں؟ اس کا جواب تحریر فرما کر کہ دین اسلام کی حقارت ہوئی یا نہیں، ثواب عظیم حاصل کریں۔ بینوا توجروا۔

جواب: جو شخص کہ بظاہر اپنے آپ کو سنی اور حنفی کہے اور عوام کو گمراہ کرے، اور ائمہ مجتہدین اور کتب فقہ کی حقارت کرے، اگرچہ کیسا ہی ہو، کوئی ہو، ضال، مضل، گمراہ، بددین، فاسق فاجر، عدو اللہ تعالیٰ ہے۔ اگر اس کو بوجہ اہانت کتب شریعت کے کافر کہا جاوے، تو بھی بجا ہے۔ کیونکہ بغض واہانت کتب شرع کی اور علماء کی کفر ہے، قال القاری

(۱) یہاں لامذہب سے مراد غیر مقلد ہیں۔ (نور)

toobaa-elibrary.blogspot.com

وفی الخلاصۃ: من ابغض عالماً من غیر سبب ظاہر خیف علیہ الکفر۔(۱)

جو شخص کسی عالم سے کسی ظاہری وجہ کے بغیر بغض رکھے، اس کے کفر کا اندیشہ ہے۔ [نور]

اور حدیث میں خود سب مسلم کو حرام اور فسق فرمایا ہے، چہ جائے کہ امام دین:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: سباب المسلم فسوق، وقتالہ کفر الحدیث (۲)

اور جو شخص تائید ایسے شخص کی کرے وہ بھی ایسا ہی ہے، کہ مؤید عصیان کا عاصی ہوتا ہے، بحکم شارع علیہ السلام۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

پس ایسے لوگوں سے ملاقات ترک کرے اور امام نہ بنائے کہ یہ بھی اہانت فساق کا ہے، نہ تعظیم فساق کا۔ قال اللہ تعالیٰ

ولو کانوا یؤمنون باللہ والنبی وما انزل الیہ ما اتخذوھم اولیاء ولکن کثیرا منھم فسقون○ [مائدۃ-۸۱]

اور اگر وہ یقین رکھتے اللہ پر اور نبی پر اور جو نبی پر اترا تو کافروں کو دوست نہ بناتے۔ لیکن ان میں بہت سے لوگ نافرمان ہیں۔ (ترجمہ شیخ الہند)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مجموعہ کامل ص ۱۹۷-۱۹۸)

(۲۱) کسی مسلمان کو بلا کسی وجہ کے کافر کہنا؟

سوال: زید عمر بکر اہل سنت و جماعت، خالد کے پاس ملاقات کرنے کے واسطے گئے، خالد نے دریافت کیا کہ تمہارے ساتھ فلاں فلاں شخص بھی آئے ہیں، تو انھوں نے کہا کہ وہ تو کہتا ہے کہ تم سب کافر ہو گئے، حالانکہ ان کے اہل سنت و جماعت ہونے کا علم خالد کو ہے۔

جواب: جو شخص بلا وجہ کسی کو کافر کہے وہ فاسق ہے، اور وبال اس کے کفر کی نسبت کا اس پر عائد ہوتا ہے، بخاری نے اپنی کتاب میں روایت کیا ہے: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

---

(۱) خلاصہ کے بجائے منح الروض، ملا علی قاری۔ فصل فی العلم والعلماء: ص ۱۷۰ (مطبع حنفی، دہلی: ۱۲۶۹ھ) [نور]

(۲) متفق علیہ رواہ البخاری فی کتاب الایمان، رقم الحدیث ۴۸، صحیح بخاری ص ۱۲، مطبع اصح المطابع دہلی، ومسلم فی کتاب الایمان ج ۱ ص ۵۸، رقم الحدیث ۱۱۶، باب سباب المؤمن فسوق وقتالہ کفر، مطبع توفیقیہ بنظر محمد الفاریابی، دار طیبہ ۱۴۲۶ھ؛ مسلم شریف باب مذکور ج ۱ ص ۵۸، محمدی دہلی ۱۳۱۹ھ، عن عبد اللہ بن مسعود، نیز دیکھئے مشکوۃ باب حفظ اللسان والغیبۃ والشتم، ص ۴۱۱، اصح المطابع رشیدیہ دہلی ۱۳۷۵ھ، نیز مشکوۃ شریف ج ۲ ص ۱۰۴۹، حدیث ۴۸۱۴، مطبوعہ دار ابن حزم ۱۴۲۳ھ [نور]

(۲) مطلب یہ ہے کہ مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے قتال کرنا یعنی لڑنا اور جنگ کرنا کفر ہے۔ [پالن پوری]

toobaa-elibrary.blogspot.com

من دعا رجلا بالکفر او قال عدو الله — جو کوئی کسی کو کافر کہے یا اللہ کا دشمن کہے، حالانکہ وہ ایسا نہ ہو

ولیس کذلک إلا حار علیه الحدیث[1] — تو یہ کہنا اسی کہنے والے کی طرف لوٹ آتا ہے۔

اور دوسری حدیث بخاری کی ہے۔ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:

سباب المسلم فسوق۔ الحدیث (۲) — مسلمان کو گالی دینا فسق ہے۔

پس ان دونوں حدیثوں سے ثابت ہو گیا کہ جو کوئی کسی مسلمان کو برا کہے وہ فاسق ہے، اور اگر کافر کہے تو وہ قول اس پر لوٹ آتا ہے، پس بحکم شرع یہ منکر فاسق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (مجموعہ [illegible])

(۲۲) دنیاوی معاملات کی وجہ سے، کسی عالم کو برا کہنا؟

سوال: میان عالمے و عامی [illegible] دنیاوی تکرار شدہ بود، عامی تعدی کردہ گفت کہ تو عالم نیست بلکہ خر است و خنزیر است، و دشنامہائے نالائق از روئے استحقار و استہزاء داد، پس دریں صورت عامی مذکور مرتد خواہد شد یا نہ؟ (مجموعہ کلاں ص ۵۵)

ترجمۂ سوال: ایک عالم اور ایک عامی کے درمیان ایک دنیاوی معاملہ میں کچھ جھگڑا ہو گیا تھا، عامی شخص نے زیادتی کرتے ہوئے کہا: تو عالم نہیں ہے بلکہ گدھا ہے اور سور ہے، اور بری گالیاں حقارت اور استہزاء کے طور پر دیں، اس صورت میں یہ عامی، مرتد ہوا یا نہیں؟

جواب: [illegible] عالم را در امر دنیاوی دشنام دہد فاسق است مرتد و کافر نگردد، و در احادیث است کہ صحابہ را باہم در امور دنیاوی مخاصمت می شد و یکے دیگر را بعبہ بشریت سب می کردند، بریں حکم کفر نداد و علی ہذا حال دیگراں باید شناخت۔

واللہ تعالیٰ اعلم — کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ — (مجموعہ کلاں [illegible])

ترجمۂ جواب: جو شخص کسی عالم کو دنیا کے کسی معاملہ میں گالی دے وہ فاسق ہے، مرتد اور کافر نہیں ہوتا، احادیث میں ہے کہ حضرات صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) میں دنیاوی معاملات میں مخالفت ہو جاتی تھی اور بشریت کی وجہ سے (کبھی کبھار) ایک دوسرے کو برا بھلا کہہ دیتے تھے، مگر کسی نے بھی (معاذ اللہ) ان کے کفر کا حکم نہیں دیا، اسی کے مطابق دوسروں کے حال کو پہچاننا چاہئے۔ واللہ اعلم (ت نور)

---

(۱) متفق علیہ صحیح بخاری ج ۳ جز ۱ ص ۳ رقم الحدیث [illegible] کتاب الادب باب ما ینهی عن السباب [illegible] صحیح بخاری شریف باب مذکور ج ۲ ص ۸۹۳ رقم الحدیث ۵۰۰۹ [illegible] مشکوٰۃ [illegible] باب حفظ اللسان والغیبۃ والشتم الفصل الاول ص [illegible] مشکوٰۃ [illegible] باب مذکور [illegible] ص [illegible] الحدیث [illegible] (ت)

(۲) [illegible] صحیح بخاری کتاب الادب باب ما ینهی من السباب واللعن رقم الحدیث [illegible] کتاب الفتن باب قول النبی ﷺ لا ترجعوا بعدی کفارا یضرب بعضکم رقاب بعض [illegible] رقم الحدیث [illegible] صحیح بخاری شریف باب مذکور ج ۲ ص [illegible] رقم [illegible] (ت)

(۲۳) نیچریوں کے متعلق کیا حکم ہے؟ سوال: [illegible]

جواب: [illegible]

(۲۴) یزید کو کافر کہنا کیسا ہے؟ سوال: [illegible]

جواب: [illegible]

(۲۵) مروان بن الحکم کے متعلق چند سوالات: سوال: [illegible]

جواب: مروان مسلمان تھا [illegible]

[illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۲۶) اہل عرب کے جو اقوال خلاف شریعت ہوں، وہ مردود ہیں:

سوال: [illegible] ...... [illegible] اقوال ہمارے واسطے سند اور حجت نہیں ہو سکتے۔ فقط

جواب: اہل عرب کا قول، فعل جو خلاف شرع ہو وہ باطل ہے، بدعت [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

بقولہ احبوا العرب الخ (۱) [illegible]

خلاف شرع [illegible] حجت نہیں [illegible] حدیث [illegible]

[illegible] موافق جو [illegible]

[illegible]

[illegible] حدیث کے [illegible]

(چند فتاویٰ ص۸۸،۹۲) رشید احمد گنگوہی۔ فقط

---

(۱) [illegible]

[illegible]

حیثیت سے حسن ہو کر قابل استدلال ہیں۔

[illegible]

www.ahlehaqlibrary.blogspot.com

شیعیت

(۲۷) ہندوستان کے شیعوں کا کافر ہونا راجح ہے: سوال: رافضی یعنی شیعہ کافر ہیں یا فاسق؟

جواب: اس میں اختلاف ہے، راجح بندہ کے نزدیک کفر یہاں کے روافض کا ہے۔

(مجموعہ فتاویٰ ص ۲۰)

نوٹ: شیعوں کے کفر کی اور بحث مفصل اور واضح فتاویٰ ضمیمہ ۲ میں ملاحظہ ہو۔ (نور)

(۲۸) فضیلت شیخین کا منکر رافضی ہے: سوال: چہ می فرمایند علمائے دین در حق مردے کہ خود را شمول اہل سنت و جماعت سازد، و برخلاف اہل سنت والجماعت در عقیدہ خود فضیلت حضرت علی رضی اللہ عنہ بر اصحاب ثلثہ یعنی حضرت صدیق اکبر و عمر فاروق و عثمان غنی رضی اللہ عنہم اجمعین داند، و گوید کہ ایں ہر سہ اصحاب از زمرۂ ولایت و اہل بیت خارج اند، و در شان حضرت علی رضی اللہ عنہ: "لحمک لحمی و دمک دمی" آمدہ است۔ و ولی وصی نبی خاتم الولایت و زوج بتول بنت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم۔ ازیں جہت فضیلت حضرت علی مرتضیٰ برا و درجہ اول بہترین صحابہ است۔

و نیز ایں کلام مخالف شرع و اجماع امت متوجہ شود، کہ روزے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بخدمت محمد صلی اللہ علیہ وسلم شکایت غصہ و غضب حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کردند .... (۱) عتاباً فرمود کہ اے فاطمہؓ چہ می گوئی، اگر علی نبودے در اں حالت خفیت و جہالت طلاق دادندے، مشکل واقع گردیدے۔ پس در حق گویندۂ ایں کلام و منکر خلافت شیخین عظام شرعاً چہ حکم است بیان فرمایند سند کتاب، رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

ترجمہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس شخص کے بارے میں جو خود کو اہل سنت و جماعت میں شمار کرتا ہے اور اہل سنت و جماعت کے خلاف اپنا عقیدہ، حضرت علیؓ کی اصحاب ثلثہ حضرت صدیق اکبر، عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر فضیلت جانتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ تینوں حضرات زمرۂ ولایت اور اہل بیت سے خارج ہیں۔ حضرت علیؓ کی شان میں "تمہارا گوشت میرا گوشت ہے اور تمہارا خون میرا خون ہے" آیا ہے۔ حضرت علی رسول ﷺ کے ولی، وصی، خاتم الولایت اور بنت رسولؐ کے شوہر ہیں، اس وجہ سے حضرت علیؓ کی ان پر فضیلت ہے، وہ بہترین صحابہ میں اول درجہ پر ہیں۔

نیز شریعت اور اجماع امت کے خلاف یہ بھی کہتا ہے، کہ ایک دن حضرت فاطمہؓ نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں، حضرت علیؓ کے غصہ اور ناگواری کی شکایت فرمائی۔

---

(۱) ... عبارات پڑھی نہیں گئے۔ [نور]

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

حضرت رسول اکرم ﷺ نے ناپسندیدگی کے ساتھ فرمایا اے فاطمہ! کیا تجھ ہوا کہ علی نے تجھ میں [illegible] دیدی تو مشکل پڑ جائے گی۔ پس اس کلام کے کہنے والے اور منکر خلافت شیخین عظام کے متعلق شرعاً کیا حکم ہے۔ بیان فرمائیں مذہب کے حوالے کے ساتھ (ت:نور)

جواب: کسے چنیں عقیدہ فاسد دارد، رافضی است، اگرچہ دعویٰ شمول اہل سنت کند۔ چرا کہ تفضیل شیخین رضی اللہ عنہما متفق علیہ جمہور ائمہ اہل سنت است، کسے معتبرے را دراں خلاف نیست، و ہمچناں فضیلت عثمان رضی اللہ عنہ متفق علیہ جمہور ائمہ و اہل سنت است۔ نووی در شرح مسلم گوید

اتفق أهل السنة على أنّ أفضلهم أبوبكر ثمّ عمر. قال جمهورهم ثم عثمان ثم علي. وقال ابو منصور البغدادي. أصحابنا مُجمعون على أنّ أفضلهم الخلفاء الأربعة على الترتيب المذكور (انتهى)(١)

(ترجمہ) جواب: جو شخص ایسا فاسد عقیدہ رکھے وہ رافضی ہے، اگرچہ اہل سنت میں شامل ہونے کا دعویٰ کرے۔ کیونکہ تفضیل شیخین تمام ائمہ اہل سنت کا متفق علیہ عقیدہ ہے، ایسا کہ کسی بھی معتبر عالم کو اس سے اختلاف نہیں۔ امام نووی شرح مسلم میں فرماتے ہیں: تمام اہل سنت اس پر متفق ہیں کہ حضرات صحابہ میں سب سے افضل ابوبکر ہیں، پھر عمر (رضی اللہ عنہم) اور ابو منصور بغدادی نے فرمایا: ہمارے اصحاب اس پر متفق ہیں، کہ چاروں خلفائے راشدین کی فضیلت، ان کی ترتیب خلافت کے مطابق ہے۔

و در فقہ اکبر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ می فرمایند:

أفضل الناس بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم، أبوبكر الصديق ثم عمر بن الخطاب ثم عثمان بن عفان ثم علي بن ابي طالب رضي الله عنهم اجمعين (٢) انتهى

ترجمہ: اور فقہ اکبر میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل ابوبکر صدیق ہیں، پھر عمر بن الخطاب، پھر عثمان بن عفان، پھر علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم اجمعین۔

---

(١) نووی شرح مسلم [illegible] فضائل الصحابة [illegible]

(٢) فقہ اکبر مع شرح ملا علی قاری ص [illegible] مطبوعہ مطبع حنفی دہلی ١٢٧٩ھ [illegible]

ہمچنیں در شرح عقائد و شرح مقاصد و جملہ کتب مذکور است، و مراد از فضیلت کثرت ثواب و تقرب الی اللہ تعالیٰ است، و ہمیں را درجہ ولایت می گویند: المراد بالأفضلية كثرة الثواب. انتهى (١)

ترجمہ: اسی طرح شرح عقائد میں اور شرح مقاصد وغیرہ سب کتابوں میں مذکور ہے، اور افضلیت سے مراد کثرت ثواب اور حق تعالیٰ کے یہاں تقرب اور مرتبہ ہے اور اسی کو ولایت کہتے ہیں۔

پس خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم در زمرۂ ولایت و تقرب داخل اند، و از حضرت امیر رضی اللہ عنہ سابق اند، ہر کہ آں حضرات را از زمرۂ ولایت خارج داند، قطعاً شیعی و رافضی است۔ و از معنی ولایت........ ولحمک لحمی کہ روافض دلیل رفضیت تراشیدہ اند، از جہل ایشاں است۔ اگر ایں معنی مراد دارند کہ لحم و دم حضرت امیر رضی اللہ عنہ ہموں لحم و دم فخر عالم علیہ السلام است، کہ وحدت ثابت گردد، پس ایں عین حماقت آں فرقۂ ضالہ است۔ اگر علی رضی اللہ عنہ چو پیغمبر علیہ السلام واحد بودند، چگونہ با فاطمہ رضی اللہ عنہا نکاح علی رضی اللہ عنہ درست شود، کہ ہمچناں کہ آں پاک دیں، دختر پیغمبر علیہ السلام، دختر علی رضی اللہ عنہم خواہد گشت۔ و اگر مراد مجازاً ایں باشد، کہ مایان از یک حد در نسب شریک ہستند، پس ازیں چہ فضیلت می خیزد، دریں معنی عباس رضی اللہ عنہ وصد با ابرار داخل اند، و ایں فضل جزوی است کہ کسے را ازیں کار نیست، و کلام در تقرب الٰہی و کثرت ثواب است، و علی ہذا از وج فاطمہ بودن را باید فہمید، و وصی بودن حضرت ایشاں خود عقیدۂ روافض است، کہ ہیچ حجت بر ثبوت آں نیست۔ عقیدہ وصایا ہم خلاف سنت [و] جماعت است۔

و آں چہ روایت طلاق فاطمہ رضی اللہ عنہا از جناب حضرت علی رضی اللہ عنہ نقل کردہ، کذب است صریح و افتراء قبیح (لعنة الله على واضعه) کہ روافض وضع کردہ اند، و بنا آں بر ہموں وحدت جناب فخر عالم علیہ السلام بحضرت علی رضی اللہ عنہ ہست، و جوابش شنیدی! ورنہ کدام عاقل چنیں کلام بے ہودہ می تواں گفت، کہ زوجہ کسے را دیگرے طلاق دہد، (٢) کہ خلاف عقل و فہم است، و ہیچ کتاب اہل سنت ایں کلام حماقت را نقل نکردہ۔

ترجمہ: افضلیت سے مراد کثرت ثواب ہے، پس تینوں خلفائے رضی اللہ تعالیٰ عنہم زمرۂ ولایت و تقرب میں داخل ہیں اور حضرت امیر (علی کرم اللہ وجہہ) سے بڑھے ہوئے ہیں، جو شخص بھی ان حضرات کو زمرۂ ولایت

(١) اصل نسخہ میں اسی طرح لکھا ہے جو تفتازانی کی عبارت کا حاصل ہے، مکمل اقتباس یہ ہے: والسلف كانوا متوقفين في تفضيل عثمان، حيث جعلوا من علامات السنة والجماعة تفضيل الشيخين ومحبة الختنين، والانصاف انه ان اريد بالافضلية كثرة الثواب فللتوقف جهة وان اريد كثرة ما يعده ذوو العقول من الفضائل فلا انتهى. شرح عقائد تفتازانی ص ١٠٨۔ (مطبوعہ مجتبائی قیومیہ کانپور ١٣٤٧ھ) [نور]

(٢) اصل میں اسی طرح ہے، اسی کے مطابق ترجمہ کیا گیا ہے۔ [نور]

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۲۹) حضرت حسینؓ کی حضرت علیؓ پر فضیلت [illegible]

[illegible]

[illegible]

(۳۰) کثرتِ ولایت کی وجہ سے، حضرت علیؓ کی افضلیت کا درجہ؟

سوال [illegible]

[illegible]

ہیں اور دعوت کی جانب جو کہ مقام نبوت کے مناسب ہے، حضرت موسیٰ صلوات اللہ سبحانہ تعالیٰ وتسلیماتہ علی نبینا وعلیہ سے مناسبت رکھتے ہیں۔ اور حضرت ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں طرف (ولایت ودعوت) کے واسطے حضرت نوح صلوات اللہ تعالیٰ وتسلیماتہ علی نبینا وعلیہ کے ساتھ مناسبت رکھتے ہیں، اور حضرت امیر (علی) رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں طرف (ولایت ودعوت) میں حضرت عیسیٰ صلوات اللہ تعالیٰ وتسلیماتہ علی نبینا وعلیہ کے ساتھ مناسبت رکھتے ہیں اور چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ اور اس کے کلمہ ہیں، اس لئے ولایت پر نبوت کی جانب بہ نسبت ولایت کی جانب کے ان میں غالب ہے، اور حضرت امیر میں بھی اسی مناسبت کی وجہ سے ولایت کی جہت غالب ہے۔ (۱)

ودر ہمیں مکتوب فرمودہ اند

"اے برادر! حضرت امیر، چونکہ حامل بار ولایت محمدی اند علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ، تربیت مقام اقطاب وابدال واوتاد کہ از اولیاء عزلت اند، وجانب کمالات ولایت درایشاں غالب است، مفوض بامداد واعانت آں حضرت است۔ بر قطب الاقطاب کہ قطب مدار است، زیر قدم اواست، قطب مدار بہ حمایت ورعایت او مہم خود را سرانجام می نماید، واز عہدہ مداریت می برآید۔ حضرت فاطمہ والامامین نیز دریں مقام با حضرت امیر رضی اللہ عنہم شریک اند، انتہی" (۲)

ترجمہ: اے بھائی! چونکہ حضرت امیر (علی) بار ولایت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ کے حامل ہیں، اس لئے اقطاب، ابدال اور اوتاد کے مقام کی تربیت، جو اولیاء عزلت میں سے ہیں اور کمالات ولایت کی جانب ان میں غالب ہے۔ ان کی تربیت حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اعانت وامداد کے سپرد ہے۔ قطب الاقطاب، یعنی قطب مدار کا سر حضرت امیر کے زیر قدم ہے، قطب مدار، انہی کی حمایت اور رعایت سے اپنی مہم سرانجام دیتا ہے اور مداریت سے عہدہ برآ ہوتا ہے۔ حضرت فاطمہ اور امامین (حضرات حسنؓ وحسینؓ) بھی اس مقام میں حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے شریک ہیں۔ (۳)

(۲) قاضی ثناء اللہ صاحب در تفسیر مظہری ارشاد می فرمایند، بحوالہ شیخ مجدد صاحب تحت آیت:

---

(۱) مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی (اردو) : سید زوار حسین شاہ صاحب، حصہ دوم ص ۱۸۱ ـ دفتر اول مکتوب ۲۵۱، ادارہ مجددیہ کراچی ۱۹۹۱ء

(۲) مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی، مرتبہ مولانا نور احمد امرتسری ص ۵۶ ـ ۵۷ حصہ چہارم، عکس نسخہ امرتسر ـ مکتبۃ القدس کوئٹہ

(۳) مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی (اردو) : سید زوار حسین شاہ صاحب، حصہ دوم ص: ۱۸۱، دفتر اول مکتوب: ۲۵۱ ـ ادارہ مجددیہ کراچی ۱۹۹۱ء

toobaa-elibrary.blogspot.com

"وانتم تتلی علیکم آیات الله وفیکم رسوله" [قلت]: أشار النبي صلی الله علیه وسلم إلی أهل البیت، لأنهم أقطاب الإرشاد فی الولایات. أولهم علی رضی الله عنه ثم أبناؤه إلی الحسن العسکری. وآخرهم غوث الثقلین محی الدین عبد القادر الجیلی رضی الله عنهم أجمعین. لایصل أحد من الأولین والآخرین الی درجة الولایة إلا بتوسطهم. کذا قال المجدد رضی الله عنه. (۱)

ونیز ہمچنیں شاہ عبدالعزیز صاحب در تحفہ اثناعشریہ فرمودہ اند:

والہذا محققین صوفیاء نوشتہ اند، کہ شیخین حامل کمالات نبوت بودند، وحضرت امیر حامل کمالات ولایت، ولہذا کار انبیاء کہ جہاد با کفار وترویج احکام شریعت، واصلاح امور ملت است، از شیخین رضی اللہ عنہما خوبتر سرانجام یافت. وکار اولیاء از تعلیم طریقت وارشاد باحوال ومقامات سالکین، وتنبیہ برغوائل نفس وترغیب بزہد در دنیا، از حضرت امیر بیشتر مروی گشت۔

وعقلی است کہ استدلال بر ملکات نفسانیہ، بصدور افعال مختصہ بآں ملکات می تواں کرد، مثلاً اگر شخصے در معرکہ ثبات می کند، ودر مقابلہ اقران وصنعت سیف وسنان کار از پیش می برد، دلیل صریح بر شجاعت نفسانیہ اوست، بلکہ حب وبغض خوف ورجاء، ودیگر امور باطنہ از ہمیں راہ افعال ومعاملات معلوم تواں کرد۔

برہمیں قیاس امتیاز در کمالات باطنیہ شخص، کہ آیا از قسم کمال انبیاء است، یا از جنس کمال اولیاء، بخارجیہ بودن اودر یکے ازیں دو کارخانہ عمدہ حاصل می شود۔ (۲)

نظر بریں ایں اکابر واتباع ایشاں را شیعہ وفاسق وتفضیلیہ پنداشتن جائز است یانہ، وشخصے کہ ایشاں را فاسق گوید، وی را حکم چیست؟ فقط

ترجمہ: اس لئے محقق صوفیاء نے لکھا ہے کہ شیخین (رضی اللہ عنہما) کمالات نبوت کے حامل تھے اور حضرت امیر (علی کرم اللہ وجہہ) کمالات ولایت کے۔ اس لئے انبیاء علیہم السلام کے کام، جو جہاد کافروں کے ساتھ اور احکامات شریعت کی تبلیغ وترویج اور ملت کے معاملات کی اصلاح ہے۔ حضرت شیخین ؓ سے بہت اعلیٰ درجہ میں سرانجام ہوئے۔ اور اولیاء کا کام تعلیم طریقت وارشاد، سالکین کے حالات ومقامات کے مطابق، نفس کے رذائل اور

(۱) تفسیر مظہری ص ۱۰۳، ج ۲ (مجلس اشاعت العلوم حیدرآباد دکن ...) تفسیر آیت آل عمران ۱۰۱. (انور)

(۲) تحفہ اثنا عشریہ باب ... ص ۳۳۹ (مطبع ثمر ہند لکھنؤ ۱۲۹۵ھ)

عموم روایت سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ بعد شیخین کے حضرت علیؓ سب سے افضل ہیں جیسے [illegible]
ان کے حضرت علیؓ سب سے غالب ہیں، اور بعض [illegible] تمام فضیلت [illegible]
یوں کہ مبادی کا غلبہ، مقاصد کے غلبہ کے مقابلہ قابل ترجیح کے نہیں ہوتا، اور حضرت مجدد [illegible]
جو سالک سمجھتے ہیں۔

حاصل فضیلت کلیہ کمالات ولایت وکمالات نبوت میں حضرت شیخین و حضرت علیؓ پر مجمع علیہ جمہور [illegible]
خلاف اس کے عقیدہ کرنا شیعہ تفضیلی خلاف امت کے عقیدہ ہے، اور یہ [illegible] امام ربانی [illegible]
صاحب و شاہ عبدالعزیز صاحب کا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ اتم و احکم

واناالراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔

(تذکرۃ [illegible])

(۳۱) حضرت علیؓ کی تدفین سے متعلق ایک معروف روایت کی حقیقت:

سوال: حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا اپنے جنازہ کو صندوق میں رکھنے وفرمانا، اور قبر میں دفن کرنے سے منع کرنا، اور یہ فرمانا کہ [illegible]
دیکھیو جہاں چاہے سے جاوے [illegible] صحیح ہے یا غلط؟

جواب: یہ قصہ غلط ہے (۲)، بعد انتقال دفن ہوئے۔

(امداد [illegible] ص ۹)

(۳۲) حضرات حسنین حضرت امیر معاویہ سے افضل ہیں:

سوال: امامین افضل ہیں یا امیر معاویہ رضی اللہ عنہم، یا برابر ہیں درجہ میں؟

جواب: حضرت حسن وحضرت حسین بہت افضل ہیں حضرت معاویہ سے۔

(امداد [illegible] ص ۲۸)

(۳۳) حضرت حسینؓ نے یزید سے بیعت کیوں نہیں کی تھی؟

سوال: جب [illegible] بھی جائز ہے، تو حضرت حسین نے کس سبب سے بیعت یزید کی نہیں کی تھی؟

جواب: احتیاط و تقویٰ سے نہ کی تھی، اگرچہ جائز تھی۔ [illegible] ہونا چاہتے تھے مگر نہ ہو سکا۔ فقط

(مجموعہ دست خاص، ص ۳۹)

---

(۱) [illegible] الفصل [illegible] ص ۳۲ [illegible]
[illegible]
(۲) [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] (ملاحظہ ہو البدایۃ والنہایۃ [illegible]) (نور)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(٣٢) یزید کی خلافت کے انعقاد اور حضرت حسینؓ کے خروج کی تحقیق

سوال [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] وتاجرہم بعد انعقاد الامامت [illegible] بالکل ہو بیعت [illegible]

[illegible] شیخ محمد عبد الحق محدث دہلوی [illegible] ۲؎

[illegible]

جواب [illegible] علیکم [illegible]

[illegible]

[illegible] جیسا کہ سوال کے حال میں گزرا۔

[illegible]

(۳۵) سبِّ شیخین کفر ہے تو قاتلانِ حسینؓ کیوں کافر نہیں؟ سوال

جواب

(۳۶) حضرت حسینؓ کا سر مبارک کہاں دفن ہے؟ سوال

جواب

(۳۷) حضرات حسنینؓ سے منسوب ایک بے حقیقت قصے کا تذکرہ سوال

جو ت میں اس امر کی خوب تصریح فرماویں کہ آیا یہ وعظ جائز ہے یا نہیں، اور مرتکب ایسے افعال کا شریعت میں کیا حکم رکھتا ہے؟

جواب یہ قصہ حضرات حسنین کا محض افتراء اور کذب محض ہے، کہیں اس کی اصل نہیں اور ایسی حکایات واہیہ بے معنی کرنے والا بڑا بے تمیز ہے، اس کا ہرگز وعظ نہ سننا چاہئے، ایسا واعظ گمراہ کرنے والا ہے اور ایسا وعظ سننا بھی حرام ہے۔ قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم

من كذب عليّ متعمدا فليتبوأ مقعده من النار (۱)

ترجمہ جو کوئی جھوٹ بولے مجھ پر جان کر، چاہئے کہ وہ ٹھکانہ کر لیوے اپنا آگ میں۔ (ت۔ ن)

پس یہ بہتان واہیہ افتراء علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے، ایسا واعظ فاسق گمراہ کنندہ ہے، اور اس کا وعظ سننا حرام ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔ مہر رشید احمد

الجواب صحیح احمد احمد۔ مہر، سید محمد مرتضی، مہر محمد منفعت علی۔ مہر، پیر محمد خان۔ الجواب صحیح محمد حسن مدرس مدرسہ دیوبند۔ ابو خیرات محمد مصطفی۔ اصاب المجیب ذوالفقار علی۔ الجواب صحیح، احمد نانوتوی۔ اصاب من اجاب، محمد محمود دیوبندی مدرس مدرسہ دیوبند۔ الجواب صحیح، حبیب الرحمن دیوبندی، محمد رحم الٰہی۔ نور احمد سہارنپوری۔ محمد یحییٰ دیوبندی۔ عنایت الٰہی سہارنپوری۔ الجواب حق، عبدالمومن۔ الجواب صحیح، احمد علی (۲) (مجموعہ فتاویٰ ص ۳۸ تا ۱۳۲)

(۳۸) سر الشہادتین میں جو روایتیں نقل کی گئی ہیں، ان کی کیا حیثیت ہے؟

سوال: شاہ عبدالعزیز در سر الشہادتین، چیزہا از احادیث نقل فرمودہ، کہ قبل از دیدن او، آں ہمہ اخبار غلط می نمودند۔ یعنی در یوم عاشورہ وقوع ظلمت تا سہ روز، و برآمدن دم از زیر حجر بیت المقدس، و سماع نوحہ جن وغیرہ، و جواب سر حضرت حسین رضی اللہ عنہ بہ بعضے قاریان آیت، و ایں روایات از بیہقی و ابونعیم وغیرہ نقل کردہ، و سند ذکر نہ فرمودہ۔ ہنوز در صحت ایں اخبار، بلا دیدن اسناد تردد باست۔ اگر ایں اخبار ضعیف بغایت یا موضوع بودند، نقل از شاہ عبدالعزیز بے مستبعد ست، ہمچنیں دادن ملک تراب احمر برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، و اخذ ام سلمہ آں تراب را وغیرہ۔ حال ایں روایت چیست، و خون شدن آں تراب روز قتل امام حسین رضی اللہ عنہ، ثابت است یا نہ؟

---

(۱) یہ حدیث صحاح [illegible] بخاری و مسلم [illegible] ہے۔

(۲) [illegible] محدث سہارنپوری [illegible] احمد علی [illegible] مدرس بھی رہے اور [illegible] حدیث سے [illegible] بہت شہرت ہوئی تھی۔ (نور)

toobaa-elibrary.blogspot.com

جواب: روایات سر الشہادتین کی جن کو بلا سند نقل فرمایا ہے، نہ بندہ کے پاس وہ کتب ہیں، جو روایت کی تحقیق کر سکوں ورنہ دیگر کتب سے ان کی تحقیق۔ بظاہر نقل شاہ صاحب کی بندہ وثوق کے ہے، اگر ضعف ہیں تو تعدد طرق جبر ضعف ہو گیا ہوگا، بندہ کو تحقیق ان کی نہیں۔ فقط (۱) (مجموعہ ۵ ص ۲۲)

(۳۹) حضرت علیؓ کی تلوار کہاں گئی؟ **سوال**: ذوالفقار حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی کیا ہوئی اور کس کے پاس رہی؟

جواب: ہزار ہا اشیاء فنا ہوئیں، گم ہوئیں، کیا خبر کہاں گئی، خود حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی فنا ہو کر چھپ گئے۔ فقط

(مدست خاص ص ۱۸)

مرزا غلام احمد قادیانی اور قادیانیت

(۴۰) مرزا قادیانی کا مثل عیسیٰ علیہ السلام ہونے کا عقیدہ فاسد اور سلف وخلف کے خلاف ہے۔ (۲)

مولوی غلام احمد صاحب قادیانی کی فتح الاسلام (۳) بندہ نے بھی دیکھی، اجمالاً ان کو جو اول گمان تجدید ہوا ہے یہ اس کا ہی ضمیمہ ہے، کہ اب ان کے تخیلہ میں یہ وسوسہ پیدا ہوا کہ مثیل عیسیٰ علیہ السلام ہوں۔ اس باب میں بندہ یہ گمان کرتا ہے کہ دنیا طلبی تو ان کو مقصود نہیں، بلکہ ایک خود پسندی ان کے تخیلہ میں بوجہ صلاحیت قائم ہوئی تھی، اب یہ خیالات بڑھتے چلے جاتے ہیں، اور اس کو وہ دین وتائید دین اور اپنے کمالات جانتے ہیں، اس میں مجبور ہیں۔ اس مثل عیسیٰ علیہ السلام ہونے کو، اور نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دجال کی روایات کے حقیقی معنی کے انکار کو، چند جگہ سے جو بندہ سے استفسار کیا گیا، تو بندہ نے یہ لکھا ہے کہ یہ عقیدہ فاسد وخطا خلاف جملہ سلف وخلف کے ہے، ان کو مالیخولیا ہو گیا ہے کہ خلاف عقل کے ایسی بات لکھتے ہیں کہ،

---

(۱) یہ تمام روایات موضوعات کے قبیل سے ہیں، یہ مشتبہ، کمزور اور حد درجہ کی ضعیف تو ان میں سے ہر ایک ہے تفصیلات کا یہ موقع نہیں۔ یہ واقعۃً کمال تعجب ہے کہ شاہ عبد العزیزؒ کے حوالہ سے یہ چیزیں نقل کی گئی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ... روایتیں موضوع اور پایۂ اعتبار سے ساقط ہیں ... شاہ ولی اللہ کے ... ایسی کتابوں کے مصنف ... اپنی کتاب یا تالیف میں نقل فرمائیں اس سے اس کتاب میں یا تو الحاق ہوئے ہیں یا اس کا حضرت شاہ عبد العزیزؒ سے انتساب صحیح نہیں۔ (نور)

(۲) مرزا غلام احمد قادیانی حضرت گنگوہی قدس سرہ کا معاصر تھا، حضرت کی ولادت ووفات کی تاریخیں یہ ہیں ولادت ۱۸۲۹ء، وفات ۱۹۰۵ء اور قادیانی ۱۸۳۹ء میں پیدا ہوا ۱۹۰۸ء میں واصل جہنم ہوا۔ قادیانی کی عمر ... حضرت کو جوں جوں اس کے احوال کا علم ہوتا رہا، حضرت کے فتاوی اور تحریرات میں شدت آتی رہی، حضرت کی تحریرات کے مضامین مختلف ہونے کا یہی سبب ہے۔ (نور)

(۳) مرزا قادیانی کی تالیف فتح اسلام پہلی بار جمادی الاول ۱۳۰۸ھ میں چھپی تھی۔ (دسمبر ۱۸۹۰ء جنوری ۱۸۹۱ء) (نور)

toobaa-elibrary.blogspot.com

[illegible]

(۴) نزول عیسیٰ علیہ السلام کا انکار عقیدہ ختم نبوت کا صریح انکار ہے

[illegible]

اولاً [illegible]

ثانیاً [illegible]

ثالثاً [illegible]

رابعاً [illegible]

[illegible]

(۴۲) مرزا غلام احمد جو بشارت عیسیٰ و مہدی کو [illegible]
اپنے پر منطبق کرتے ہیں رد کرنے کے لائق ہیں۔ [illegible]

[illegible]

(۴۳) مرزا غلام احمد کا خیال القائے شیطانی ہے [illegible]

[illegible]

[illegible] شدہ و شدہ شیطاں [illegible] یا حسن وہ شیطان [illegible]

[illegible]

(۳۳) مرزا حدیث شریف کے مطابق ایک کذاب و دجال پیدا ہوا ہے

[illegible] آپ کا خط بابت اصلاح احوال پر شکر [illegible]

[illegible] مدعی نبوت [illegible] متصل خلق [illegible]

[illegible] علامات و حیات [illegible]

[illegible] باب میں فتویٰ لکھتے [illegible]

[illegible] آپ اپنی طرف سے لوگوں [illegible]

[illegible] فقط واللہ اعلم۔

[illegible] ۱۸۹۱ء

مرزا قادیانی اور قادیانیت کے متعلق علمائے دیوبند کے فتاویٰ

(الف) فتویٰ حضرت مولانا خلیل احمد انبیٹھوی

حامداً و مصلیاً [illegible]

[illegible]

[illegible] کا جواب لکھا جائے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] و صلی اللہ علی [illegible]

(ب) فتویٰ مولانا مفتی عزیز الرحمن دیوبندی

حامداً [illegible]

[illegible] علی رسولہ سیدنا محمد [illegible] وآلہ وصحبہ [illegible] الہدیٰ [illegible]

[illegible]

اهتدى، ومن اخطأ طريقهم غوى وردى، وبعد فان ما اعتقده القادياني واتباعه إلحاد بلامراء وإبطال للشريعة المستقيمة البيضاء، ليس له فيه شاهد من الكتاب وسنة النبي المستطاب، والله تعالىٰ أعلم وعلمهٗ أحكم.

بعد حمد وصلوٰۃ...... قادیانی اور اس کے پیرو جو اعتقاد رکھتے ہیں، وہ بلاشک الحاد ہے، اور شریعت کا ابطال ہے۔ اس اعتقاد پر کتاب وسنت کی شہادت پائی نہیں جاتی۔ کتبہ عزیز الرحمٰن دیوبندی

(ج) فتویٰ شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی: الأمور المنسوبة إلى المرزا هدانا الله وإياه، لاشك أنها منبوذة بنصوص الدين ومردودة بإجماع المسلمين. وجملة هذه الأقوال معتزلة عن الطريق المستقيم، أي اعتزال لايجترئ عليه إلا جاهلٌ غويٌ، ولايعتقد عليه إلا ضالٌّ شقيٌ. والله سبحانهٗ ولي الرشاد وأعلم بحال العباد.

جن مسائل کو قادیانی کی طرف منسوب کیا جاتا ہے، ان کو بلاشک نصوص قرآن وحدیث پھینک رہی ہیں، یعنی رد کر رہی ہیں اور وہ باجماع مسلمین مردود ہیں۔ راہ راست سے ایسے برکنار ہیں، کہ کوئی شخص بجز جاہل اور گمراہ کے ان پر جرأت نہیں کر سکتا، اور ان کا معتقد نہیں ہو سکتا۔ العبد محمود دیوبندی معروف مولوی محمود حسن صاحب

فتوی حضرت مولانا گنگوہیؒ

(۴۵) مرزا قادیانی منجملہ دجالوں کذابوں میں سے ہے اس کے ماننے والے بھی ایسے ہی ہیں: یہ جواب صحیح ہے، (۱) مرزا غلام احمد قادیانی، بوجہ ان تاویلات فاسدہ اور ہفوات باطلہ کے، منجملہ دجالوں کذابوں کے، خارج از طریقہ اہل سنت وداخل زمرۂ اہل اہواء ہے، اور اس کے اتباع بھی مثل اس کے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

العبد رشید احمد گنگوہی مہر: [رشید احمد] (۲)

(۴۶) مرزا قادیانی ضال ومضل ہے: مرزا غلام احمد قادیانی کے کلمات ودعاوی، جہاں تک مجھے معلوم ہوئے، بیشک موجب فسق ہیں، اور وہ قطعاً فاسق وضال ومضل اور داخل، فرقہائے مبتدعہ واہل ہواء ہے۔ اس سے

(۱) یہ جواب یعنی فتاوی علماء دیوبند جو نمبر: ۴۸ کے بعد درج کیے گئے ہیں۔

(۲) یہ فتوے مجملہ اور فتاوی کے، اہل حدیث عالم مولانا محمد حسین بٹالوی کے رسالہ، ماہنامہ اشاعت السنہ، بٹالہ ضلع گورداسپور، کی اس خاص اشاعت میں چھپے تھے، جو تیرہویں جلد کے چار سے سات اور بارہ تیرہ نمبر شمارہ پر مشتمل ہے۔ مطبوعہ سنہ ۸ ۔۱۳۰۷ھ مطابق سنہ ۱۸۹۱ء ص: ۲-۳۷ [نور]

[illegible]

نذر ومنت کے احکام

(۴۷) اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی نذر ماننا؟ مسئلہ [illegible]

[illegible]

اعلم أن النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام وما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها إلى ضرائح الأولياء تقربا إليهم فهو بالإجماع باطل وحرام انتهى (۱)

[illegible]

فهذا النذر باطل بالإجماع لوجوه منها أنه نذر لمخلوق والنذر للمخلوق لا يجوز لأنه عبادة والعبادة لا تكون لمخلوق انتهى (۲)

[illegible]

بہرحال نذر جب کہ ... [illegible]

[illegible]

(۴۸) نذر مانی ہوئی چیز پر کس کا حق ہے؟

سوال [illegible]

جواب [illegible]

(۴۹) غیر اللہ کے نام سے جانور پالنا؟

مسئلہ [illegible]

حرمت پر علماء کا اجماع ہو چکا ہے، اور تفسیر کبیر میں مرقوم ہے

قال العلماء لو أنّ مسلماً ذبح ذبيحة، وقصد بذبحها التقرب الى غير الله تعالى صار مرتداً، وذبيحته ذبيحة مرتد (١)

ترجمہ: اگر کوئی مسلمان کوئی جانور ذبح کرے اور اس کے ذبح کرنے سے مقصود تقرب غیر خدا اللہ تعالیٰ ہو تو وہ شخص اس فعل سے مرتد ہو جاتا ہے اور اس کا ذبیحہ گویا مرتد کا ذبیحہ ہو گیا ہے۔

اس عبارت سے صاف ظاہر ہو گیا کہ جو ذبیحہ بہ نیت تقرب الی غیر اللہ تعالیٰ ذبح کیا جاوے، وہ حرام ہوتا ہے، اور کرنے والا کافر و مرتد ہو جاتا ہے۔ درمختار میں مذکور ہے

ذبح لقدوم أمير و نحوه من العظماء يحرم، لأنه أهل به لغير الله تعالى ولو ذكر اسم الله تعالى، وهل يكفر؟ قولان. في أنه يكره ولا يكفر، لأنا لا نسيئ الظن بالمسلم انه يتقرب إلى الآدمي بهذا النحر ونحوه في شرح الوهبانية عن الذخيرة (٢)

ترجمہ: جو جانور وقت قدوم کسی امیر وغیرہ کے، بہ نیت تقرب نہ بقصد دعوت، ذبح کیا جاوے، وہ حرام ہو جاتا ہے، اس واسطے کہ یہ ذبح کیا گیا ہے واسطے غیر خداوند عالم کے، اگرچہ وقت ذبح کے نام خدا ذبح کیا گیا ہو۔ اور یہ شخص اس فعل سے کافر ہوتا ہے یا نہیں؟ اس میں دو قول ہیں۔ بعض کا یہ قول ہے کہ یہ فعل حرام ہے اور کفر نہیں، اس واسطے کہ ہم بدگمانی نہیں کرتے کہ مسلمان ذبح کرنے میں نیت تقرب کی آدمی کی کرے۔ اور اسی طرح شرح وہبانیہ میں منقول ہے ذخیرہ سے۔

---

(١) تفسیر کبیر [illegible]

(٢) درمختار [illegible]

الشامی [illegible] کتاب الذبائح [illegible]

اصل مسودہ میں صرف وہی عبارت [illegible]

[illegible] اصل عبارت یہ ہے ذبح لقدوم الأمير ونحوه [illegible]

[illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

اولیائے کرام حق تعالیٰ کے سامنے بے بس اور مجبور محض ہیں

(۵۰) [illegible] حق تعالیٰ [illegible] بے بس اور مجبور محض ہیں [illegible]

[illegible] اور خت گمراہی ہے

[illegible]

[illegible]

الجواب [illegible]

[illegible]

[illegible] وهو عزيز حكيم [illegible]

[illegible]

[illegible] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

[illegible]

[illegible]

مذکورہ سوال اور حضرت مولانا کے جواب کی تصدیق پر مبنی تحریر

جناب مولوی محمد حسین صاحب فقیر [مفتی دہلوی] ما اجابه ( ) الحضرة المحيب الذی أحذ من الشريعة الحظ الأوفی و شرب من رحيق الحقيقة كل كأس أصفی، قائد المرشدين وشائد معالم الطريقة وكما تابعيه من خلل أنوار الحقيقة، نائب رسول الله الأحد، مولانا المولوی الحاجی الحافظ الأورع رشيد احمد ادامه الله الصمد فهو حقّ أحقّ بالاتباع و اولی، لأنّ الحق يعلو ولا يُعلی ولا شک فی كفر هذا الدجال الكذاب المشرک المبتدع الذی هذه عقائده فيا أيها النّاس دلائل الحوا قد جاء كم موعظةٌ من ربكم فمن اهتدی فإنّما يهتدي لنفسه ومن ضلّ فإنّما يضل عليها، ولعمری قد استطار الشرّ، وتزايد الضرر، وظهر الكفر والارتداد والبدع والمنكرات والسيئات فی قالب البرّ والخير و التصوف والحسنات والعبادات، ومن يضلل الله فما له من هاد، ومن قضى الله أمراً فما له من رادّ، فما دری المرتد أن اولئک السّابقين المقربين السابقون الأولون وأن هؤلاء الأوباش السيـ

( ) [illegible] ... حضرت مجیب ... شریعت کا کامل حصہ ... اور حقیقت کی ... [illegible]

[illegible] ... (حق تعالیٰ حضرت مجیب کو (یعنی جناب مولوی رشید احمد صاحب کو) سب مسلمانوں کی طرف سے ... بطفیل حضرت سید المرسلین (علیہ الصلوۃ والسلام) ... یہ عربی عبارت فقیر محمد حسین دہلوی نے لکھی ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

هـذه عـقـائد هم لئامٌ أرذلون، كلَ من حادَ التّوحيد و السنّة وصدف عنهاانحرف، ولا يعدل عنها إلاّ من نورِ بصيرتـه انكسف؛ فـجـزى اللّٰـه الـمـجيب رادّالكفرخير الجزاء عن جميع المسلمين بجاد سيد المرسلين عليه الصلوٰة والسّلام .

حرره الفقير محمد حسين الدهلوى

نـــوٹ: عربی عبارت اوراس کا ترجمہ دونوں مولانا محمد حسین فقیرکی تحریرِ یادگار ہیں۔ اگر چہ ترجمہ میں بعض فروگذاشتیں اور چند اضافے بھی ہیں، مگر ان سے کوئی خاص مسئلہ وابستہ نہیں، اور ترجمہ بھی خود عربی لکھنے والے کا ہے، اس لئے اس میں تصحیح وترمیم نہیں کی گئی۔ العبدنورالحسن راشد کاندھلوی

(۵۱) تحریر جناب مولوی ابومحمد عبدالحق صاحب (صاحبِ تفسیرِ حقانی) أقول وباللّٰه التوفيق!

یہ شخص در پردہ اولیاء اللہ (رحمہم اللہ) کا دشمن ہے اور غالباً یہ رافضی ہے، اسلئے کہ ایسے ویسے واہی تباہی قصص وہی بیان کیا کرتے ہیں۔ مثلاً پہلی روایت میں یہ حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ کی توہین کرتا ہے، کہ وہ معاذ اللہ ایسے گستاخ اور خدا تعالیٰ کوایک معمولی شخص سے بھی محتاج اور عاجز سمجھتے تھے، یعنی تو کیا دے سکتا ہے اور تیرے پاس کیا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اَفَرَءَ یْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوَاهُ (۱) جن لوگوں کی حقیقی خدا تک رسائی نہیں وہ اپنے قیاس باطل سے خدا تعالیٰ کو بھی دنیا کے معمولی آدمیوں کی طرح سمجھتے ہیں۔ مگر جس نے حقیقی خدا تعالیٰ کا جلال دیکھا ہے وہ تو کیا، آسمان کے ملائکہ مقربین بھی دہشت کے مارے سر نہیں اٹھا سکتے ہیں قال اللّٰه تعالىٰ: حَتّٰٓى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ الآية (۲) تو اس جاہل کے نزدیک۔ حضرت بایزید گویا ایک ایسے ہی معمولی جاہل اور وہم پرست تھے۔ پھر اس کے نزدیک جاہل اور مبطل شریعت بھی تھے۔ کیونکہ شہادت کو امام حسین پر ختم کر کے اوروں کو امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوات والسلام میں سے ان اوصاف سے دور کرنا چاہتے ہیں۔ پھر اس کے نزدیک نہ حضرت علی سخی تھے، نہ حضرت ابوبکر شجاع تھے، نہ حضرت عمر سخی تھے، نہ شجاع، نہ بعد کے ائمہ اہل بیت علیہم الرحمہ ان اوصاف سے متصف تھے، اور اس جاہل کو یہ معلوم نہیں کہ بایزید بسطامیؒ پہلے تھے یا حضرت عبدالقادر جیلانی قدس سرہ۔

دوسری حکایت میں اس کی غرض حضرت عثمان ہارونی اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی (رحمہما اللہ) کی توہین ہے، کہ

(۱) سورۃ الجاثیہ، آیت: ۲۳۔۔ بھلا دیکھ تو جس نے ٹھہرا لیا اپنا حاکم اپنی خواہش کو (ترجمہ شیخ الہند)

(۲) سورۃ سبا، آیت: ۲۳۔۔ یہاں تک کہ جب گھبراہٹ دور ہو جائے ان کے دل سے (ترجمہ شیخ الہند)

toobaa-elibrary.blogspot.com

خواجہ کے پیر ہیں ایسے بے دین اور کافر اور بد یقین اور خدا کے دشمن تھے۔ معاذ اللہ! عارفین الٰہی درحقیقت بل تصوف ان خرافات سے کوسوں دور ہیں۔ ایسا شخص بد مذہب، بے دین، دجال، اولیاء اللہ کا دشمن ہے۔ اس شیطان مجسم سے دور بھاگنا چاہئے۔ اس کو تصوف و طریقت سے مس بھی نہیں۔ علم کلام کی کتابوں میں علمائے اسلام اور حضرات صوفیہ کرام، حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی اور حضرت عبدالقادر جیلانی نے تصریح فرمائی ہے کہ یہ کلمات کفر ہیں، اور یہ شخص شیطان ہے۔ ابو محمد عبدالحق

جواب مولانا رشید احمد صاحب کا صحیح ہے۔ محمد مرسلین مدرس مدرسہ حسین بخش دہلی (نقل مہر) محمد مرسلین

واقعی جو جواب مولانا سلمہ اللہ تعالیٰ نے دیا ہے عین حق ہے، اس سے تجاوز نہ چاہئے اور وہ واعظ خود گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہے۔

محمد کرامت اللہ عفا اللہ عنہ

فی الواقع اس شخص کے دجال ہونے میں کوئی شبہ نہیں، حدیث شریف میں آیا ہے کہ قرب قیامت میں بہت سے دجال کذاب ہوں گے، یعنی علاوہ بڑے دجال کے۔ سو مراد اس سے ایسے ہی لوگ ہیں، غرض اس شخص کو مسلمان سمجھنا جائز نہیں، اس کے ساتھ مسلمانوں کا سا معاملہ کرنا جائز۔ اور پیر یا امام بنانا تو بڑی بات ہے، وہ کیسے جائز ہوگا۔ غرض جو لوگ غلطی سے اس کے دام میں آگئے ہیں، ان پر واجب ہے کہ توبہ کریں اور بیعت فسخ کر دیں، ورنہ قیامت میں اس شخص کے زمرہ میں شمار ہوں گے۔ **المرء مع من احب** (۱)

کتبہ حقر اشرف علی عفی عنہ (۲)

مجیب سلمہ اللہ تعالیٰ نے جو جواب دیا ہے وہ صحیح ہے، مسلمانوں کو ایسے عقیدے اور کفریات سے بچنا واجب ہے، اور نادانی اور کم فہمی کے سبب ان سے جو امر (۳) وقوع میں آیا، اس سے توبہ کرنا چاہئے، ورنہ ان کے لئے نتیجہ برا ہوگا۔ خلاف خدا اور رسول ہے۔

فتح محمد تھانوی

الأجوبة كلها صحيحة — محمد یحییٰ عفا اللہ عنہ، مدرس مدرسہ عربیہ [گنبدان] پانی پت

الجواب صحیح — محمد جمیل اللہ مدرس مدرسہ عربیہ پانی پت

الجواب صحیح والرأی نجیح — محمد ابراہیم پانی پتی عفا اللہ عنہ، مدرس مدرسہ عربیہ [گنبدان] پانی پت

فی الواقع ایسے شخص کے کفر میں کچھ کلام نہیں، واللہ اعلم بالصواب۔ محمد عبدالحق سلام آبادی

---

(۱) [illegible] عن عبد اللہ بن مسعود، بخاری، کتاب الادب، باب علامة حب اللہ عز وجل، رقم الحدیث ۶۱۶۸، ج ۳، جزء ۸، ص ۳۳ مکتبة الریاض ۱۴۰۳ھ] [illegible] ج ۲ ص ۹۱۱ رقم الحدیث ۵۹۲۹ [مرادآباد ۱۳۰۵ھ] [illegible] مسلم، کتاب البر والصلة [illegible] ج ۲ ص [illegible] رقم الحدیث ۲۶۴۰ [illegible] ابو قتیبہ نظر محمد الفاریابی دار طیبة للنشر [illegible] ص ۳۳۲ [مکتبہ مجتبائی دہلی [illegible] ھ]، مشکوٰة، کتاب الادب، باب الحب فی اللہ ومن اللہ، ج ۳ ص ۸۶۳ رقم الحدیث ۵۰۰۸، نیز باب مذکور ص ۴۲۶ [عکس صحیح مطابع رشیدیہ دہلی ۱۳[illegible]ھ]

(۲) یعنی [حضرت مولانا] اشرف علی صاحب تھانوی (وفات ۱۳۶۲ھ=۱۹۴۳ء)

(۳) یعنی [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

جس قدر زمانہ سرور کائنات (علیہ الصلوات والسلام) سے بعد ہوتا جاتا ہے، ایسے ایسے فتنہ انداز دین میں ظاہر ہوتے جاتے ہیں: اَلَا فِی الْفِتْنَۃِ سَقَطُوْا وَاِنَّ جَھَنَّمَ لَمُحِیْطَۃٌ بِالْکَافِرِیْنَ ٥(۱) علاوہ اس کے مولانا روم علیہ الرحمہ اپنی مثنوی میں عام امت محمدیہ کو کس طرح سے آگاہ فرماتے ہیں:

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست — پس بہر دستے نباید داد دست

یہ شخص قطعی کافر ہے۔ معاذ اللہ من ذالک واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

حررہ احقر العباد رحیم بخش پانی پتی عفی عنہ

جوابات مندرجہ بالا سب صحیح ہیں، عوام الناس کو ایسے بے ادبوں اور جاہلوں کی صحبت سے بھی گریز کرنا واجب ہے، چہ جائیکہ ان سے بیعت کرنی اور ان کو اپنا مرشد بنانا۔ یہ لوگ ضال مضل رخنہ انداز شریعت مصطفویہ علی صاحبہا ألف ألف تحیۃ ہیں، ان سے گریز واجب ہے اور اس قسم کے عقائد عین کفر کے عقائد ہیں، مسلمانوں کے ایسے مضمون کے اقوال سننا بھی نہیں جائز، جس نے ایسے شخص سے بیعت کی ہے، اس کو بموجب ارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب مدظلہ فسخ بیعت اور توبہ کرنی چاہئے۔ واللہ یھدی من یشآء الی صراط مستقیم

کتب العبد المذنب عبد السلام عفی عنہ الأنصاری پانی پتی ۱۵/ربیع الثانی ۱۳۲۰ھ

الجواب صحیح والمجیب نجیح . بندہ ضیاء الحق عفا اللہ عنہ

قد أصاب من أجاب. واللہ ھو الموفق للصواب . محمد فضل الرحمان عفا اللہ عنہ مدرس مدرسہ عربیہ کرنال

تحریر حبرِ نبیل، فاضل جلیل، حقائق آگاہ، جناب مولانا مولوی عبد اللہ شاہ صاحب جلال آبادی، ثم الکرنالی

بسم اللہ الرحمان الرحیم

حامداً و مصلیاً !اقول وبا للہ التوفیق. اس جاہل واعظ نے سخت دلیری کی، اول اللہ تعالیٰ شانہ کی توہین کی، دوم بزرگان دین کے کلام کے غلط معنی بیان کئے، سوم پیشوایان دین کو تہمت لگائی، چہارم اُن کو دین کا اہانت کرنے والا ثابت کیا، پنجم جھوٹ اس قدر بولا کہ کسی طرح احتمال صدق کا نہیں رکھتا، ششم مسلمانوں کو فتنہ میں ڈالا، ہفتم علماء وصلحاء زمانہ اُس کے کفر پر متفق القول ہیں اور اُس کی بیعت توڑ ڈالنے کو واجب لکھتے ہیں، ہشتم عقل سلیم اس کے اقوال کو تسلیم کرنے سے انکار کرتی ہے، پھر بھی نادان اور سادہ لوح مسلمان اُس کی اتباع اور تقلید کا دم بھریں تو تعجب ہے، معلوم نہیں

(۱) سورۂ توبہ آیت: ۴۹ سنتا ہے وہ تو گمراہی میں پڑ چکے ہیں اور بیشک دوزخ گھیر رہی ہے کافروں کو۔ (ترجمہ شیخ الہند)

toobaa-elibrary.blogspot.com

[illegible]

امر اوّل [illegible] اتفاقی [illegible]

[illegible]

[illegible] تعالیٰ [illegible] کبیر

امر دوم [illegible] کا مطلب [illegible]

[illegible] اس شعر کا مطلب [illegible]

[illegible] (۱)

امر سوم [illegible] شعر کا مطلب بیان [illegible]

[illegible]

[illegible] چشتی [illegible]

[illegible]

[illegible]

امر چہارم [illegible]

[illegible]

[illegible]

امر [illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible] کی عاجزی ثابت کرتا ہے [illegible]

امر ششم [illegible] مسلمانوں [illegible] بہت [illegible]

[illegible]

[illegible] نہیں [illegible]

[illegible] عاقبت [illegible]

امر ہفتم [illegible]

امر [illegible] اوصاف [illegible] اور [illegible] بیان [illegible]

[illegible]

لسانی حدیث ، بعمدہ یرمنوں (۲) [illegible]

[illegible]

[illegible] الحمد للہ رب العالمین

[illegible]

[illegible]

[illegible]

(۵۲) صریر[۱] افضل از جریر[۲] برخاستہ از قلم معجز رقم مقبول بارگاہ رب کریم جناب مولانا مولوی محمد ابراہیم صاحب کرنالی ادامہ اللہ تعالیٰ

حضرت مولانا مجیب (جناب مولوی رشید احمد صاحب عمت فیوضہم و برکاتہم ودام ظلہم) نے اور دیگر علماء نے جو کچھ ارقام فرمایا ہے، احقر نے وہ سب دیکھا، حق اور لائق اتباع ہے۔ سوال کو بھی میں بوجہ اپنی ذاتی واقفیت کے بے کم وکاست صحیح اور درست پاتا ہوں، واعظ مسئول عنہ کے وہی اقوال درج سوال ہیں، جو تواتر اور شہرت کے طور پر اس کے ہر وعظ میں، میرے پاس پہنچے تھے اور بعض وہ اقوال ہیں، جو میرے مکان کے قریب محلہ قصابان میں، اس نے وعظ کے اندر کہے، اور میں نے اپنے گھر بیٹھے ہوئے سنے، ہم نے پیغام دیا کہ گفتگو کرلو، احقاق حق ہوجاوے۔ اُس نے اپنے فقیر ہونے کا عذر اور بہانہ کرکے گفتگو سے انکار کردیا، والی اللہ المشتکی (۳)

فی الواقع اس شخص کے اقوال باطلہ، کفار امم سابقہ اور مشرکین عرب سے بھی بڑھ چڑھ کر ہیں۔ وہ اپنے باطل معبودوں کی ذات یا صفات کو، خداوند تعالیٰ کی ذات وصفات پر غالب نہیں کہتے تھے اور خدا تعالیٰ کو کسی سے (نہ بوجہ تعشق نہ بوجہ عجز وعدم قدرت) کسی طرح پر بھی دبنے والا، لاجواب ہونے والا نہیں جانتے تھے۔ اس پر بھی ان کے عقاید باطلہ اور اقوال فاسدہ کو (جو اس شخص کے عقاید اور اقوال سے کمتر باطل اور فاسد تھے) مٹانے کے لئے، حق تعالیٰ نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام مبعوث فرمائے، آسمانی کتابیں نازل کیں، جملہ کتب سماوی اور شریعتیں حضرت خداوند تعالیٰ کے جلال اور قہر اور غضب اور قدرت کے سامنے، جمیع مخلوقات کا (جس میں تمام ملائک اور انبیاء اور اولیاء بھی شامل ہیں) عاجز اور ناتواں اور جملہ صفات یعنی سمع، بصر، قدرت، علم وغیرہ وغیرہ میں مغلوب، بلکہ کالعدم یکسر ہونا ظاہر کررہے ہیں۔ ان جہلاء نے خالق اور مخلوق، خدا اور بندہ، واجب اور ممکن میں کچھ بھی فرق نہیں سمجھ، ذات وصفات خداوندی واجب اور قدیم اور تمام مخلوق، اپنی ذات وصفات میں ممکن اور حادث، بلکہ مخلوق کی صفت کو صفت خداوندی کے ساتھ سوائے مشارکت اسمی کے اور کچھ بھی مشارکت اور مجانست نہیں ہے سُبْحٰنَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا۔ (۴)

---

(۱) صریر آواز قلم کہ بوقت نوشتن برخیزد۔ [ازمرتب فتویٰ مذکور]

(۲) جریر نام فصیح الشعرائے عرب۔ [ازمرتب فتویٰ مذکور]

(۳) یعنی اللہ تعالیٰ ہی سے شکایت ہے۔ [ازمرتب فتویٰ مذکور]

(۴) سورہ بنی اسرائیل آیت ۴۳۔ ترجمہ: وہ پاک ہے اور برتر ہے ان کی باتوں سے بے نہایت۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

تمام مسلمانوں کا (جس میں اولیاء اللہ اور صوفیائے کرام بھی شامل ہیں) یہی عقیدہ ہمیشہ رہا، اور اب بھی ہے اور قیامت تک رہے گا اور یہی عقیدہ فارق ہے درمیان کفر اور اسلام کے اور فارق ہے درمیان خدا کے دوستوں اور دشمنوں کے۔ اور نیز یہ عقیدہ مسلمانوں کا ہے کہ کوئی ولی کسی نبی کے رتبہ کو نہیں پہنچا ور نہ پہنچ سکتا ہے۔ تمام امت میں سے جس قدر قرب خداوندی نصیب ہوا، وہ سب بذریعہ اتباع شریعت اور برکت کفش برداری حضرت سرور عالم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے نصیب ہوا۔ جملہ اولیاء اللہ آداب شرعیہ کے ساتھ متادب رہے، اور اسی پر ان کا خاتمہ ہوا، (اللہ تعالیٰ ان سب پر اپنی رحمت فرمائے اور ہم کو اُن کا اتباع نصیب کرے آمین)۔

جس نے مندرجہ بالا عقاید کے خلاف کچھ کہا یا مانا، وہ اسلام سے خارج ہوا اور کفر میں داخل ہوا، یہ امور بھی ضروریات دین سے ہیں اور ضروریات دین کا انکار کفر ہے، ایسا ہی فقہ اور عقاید کی کتابوں میں ہے۔ جس شخص کے اقوال درج سوال ہیں، وہ علوم دینی سے تو بے بہرہ تھا ہی، مگر معلوم ہوا کہ اس نے اولیاء اللہ کے حالات اور سوانح عمری کی کتابیں بھی نہیں دیکھی ہیں، تذکرہ مشائخ کی اور سیر و تواریخ کی متعدد کتابیں اس وقت میرے روبرو رکھی ہیں، منجملہ ان قصوں اور کہانیوں کے کسی کتاب میں ایک کی بھی، کچھ اصل یا نقل موجود نہیں ہے، اور انشاء اللہ تعالیٰ وہ جاہل کسی اور بھی معتبر کتاب میں نہیں دکھلا سکتا۔ ظاہرا اس کے ان قصے کہانیوں کے گھڑنے سے غرض، مریدوں پر اپنا سکہ بٹھانا ہے، کہ ہم نے ایسے ذرہ ور کارخانہ خدائی میں ہمارا ایسا دخل ور زور سمجھو، اور ہماری کسی حالت اور ہمارے کسی عمل بد کو برا نہ سمجھو۔

بعید نہیں کہ یہ شخص (جیسا کہ مولوی عبدالحق صاحب نے لکھا ہے) رافضی غالی ہو، مگر ہم نے جہاں تک تحقیق کیا، اس زمانہ میں اس خیال کے شیعہ نہیں ہیں اور نہ ان کی یہ عادت ہے البتہ اس قسم کی چالاکیاں مشن کے عیسائیوں میں پائی جاتی ہیں، عجب نہیں ہے کہ وہ شخص عیسائی ہو یا یہودی ہو اور اس نے مسلمانوں کو فتنہ میں ڈالنے کو یہ شیوہ اختیار کیا ہو۔ واللہ اعلم

اگرچہ ہم کو نقل آیات اور بسط روایت کی کچھ ضرورت نہیں ہے، کیونکہ جس کو ایمان ہو اور اسلام سے کچھ بھی بہرہ حاصل ہے وہ ان اقوال اور عقاید کے بطلان میں اور ایسے شخص کے کفر اور گمراہی میں، اور اس کی صحبت اور بیعت کے حرام اور اس کے ذبیحہ کے مردار ہونے میں، کچھ بھی شک اور شبہ نہیں کر سکتا۔ بہتر مجھ کو حضرت بایزید بسطامی اور سیدنا محبوب سبحانی اور حضرت خواجہ عثمان ہارونی اور خواجہ معین الدین چشتی (قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم) کے کچھ اقوال اور احوال (برخلاف بیان اس بدنام کنندہ نکونامے چندے) لکھ دینے مناسب معلوم ہوتے ہیں، تاکہ عوام پر بخوبی واضح ہو جاوے کہ یہ سب بزرگان قصوں سے جو درج سوال ہیں، بالکل مبرا ہیں، اور اُن کی شان اس سے منزہ ہے اور اس واعظ کی بیان کردہ حکایات سراسر جھوٹ اور ان بزرگوں پر صریح تہمت ہیں۔

امام شعرانی (رحمہ اللہ تعالیٰ) لواقح الانوار میں، بذیل تذکرہ حضرت بایزید بسطامی (قدس سرہ العزیز) آنجناب کا قول نقل

toobaa-elibrary.blogspot.com

کرتے ہیں فرمایا کہ میں نے ایک رات محراب میں اپنا پاؤں پھیلایا تھا، ہاتف نے آواز دی کہ جو شخص بادشاہوں کے پاس بیٹھے، اُس کو حسن ادب سے بیٹھنا چاہئے۔

آپ نے انتہا مدارج میں دعا کی کہ الٰہی مجھ کو اب تک تیرے قرب کی راہ نہیں ملی، کیا کروں، حکم ہو کہ تیرے تمام قبض کی کشائش، جملہ مشکلات کا حل، دوری اور مجبوری سے خلاص، صرف ہمارے حبیب محمد مصطفی علیہ الصلوۃ والسلام کی متابعت میں ہے، ان کے قدموں کی خاک کو اپنی آنکھوں کا سرمہ کر اور اُن کی پیروی پر مداومت رکھ۔

دائج میں حضرت محبوب سبحانی سیدی عبدالقادر جیلانی غوث اعظم (قدس سرہ) کے حال میں لکھا ہے کہ آپ اپنے مدرسہ میں صبح وشام معمول تفسیر، حدیث، فقہ، اصول، نحو پڑھاتے اور فتوے دیتے تھے، وصف وخصلت واحاطہ طریقہ توحید پر ور ظاہر وباطن حقیقت شرع شریف پر، آپ فرماتے تھے اتبعوا ولا تبتدعوا واطیعوا ولا تفرقوا۔ یعنی اتباع شریعت کا کرو، بدعت نہ کرو، اطاعت کرو، تفرقہ نہ کرو۔(۱) اور فرماتے تھے جب تو اپنے دل میں کسی شخص کا بغض یا حب پاوے، تو اُس کے افعال کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلعم پر عرض کر، اگر وہ افعال کتاب اور سنت میں محبوب ہوں، تو اُس شخص کو دوست رکھ، اور اگر مکروہ ہوں تو مکروہ رکھ تاکہ تو کسی کو اپنی نفسانی خواہش سے مبغوض یا محبوب نہ رکھے، قال اللّٰہ تعالیٰ ولا تتبع الھوی فیضلک عن سبیل اللّٰہ (۲) اور کسی شخص کو مت چھوڑ مگر واسطے اللہ کے، یعنی جب کہ تو اُس کو کسی کبیرہ کا مرتکب، یا کسی صغیرہ پر مصر دیکھے۔ اور فرمایا ہر حقیقت جس کی شہادت شریعت نہ دے، باطل ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) محدث دہلوی نے اخبار الاخیار میں، خواجہ قطب الدین بختیار کاکی (قدس سرہ) کی کتاب دلیل العارفین سے نقل کیا ہے، کہ خواجہ معین الدین چشتی (قدس سرہ) فرماتے ہیں کہ، میں نے حضرت خواجہ عثمان ہارونی کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ، خدا تعالیٰ کے ایسے ایسے دوست ہیں کہ اگر وہ تھوڑی دیر بھی دنیا میں خدا تعالیٰ سے محجوب رہیں، تو نیست ونابود ہو جاویں۔(۳)

مسلمانو! سوچو، سمجھو، کہ ان سچے قصوں سے حضرت بایزید بسطامی کا کس قدر متادب بآداب شریعت ہونا ثابت ہوتا ہے۔

حافظ علم وادب ورز کہ مجلس شاہ ہر کرا نیست ادب لائق صحبت نیست (۴)

---

(۱) یہ روایت مذکورہ الفاظ میں مجھے نہیں ملی، اس کے قریب کے الفاظ پر مشتمل روایت یہ ہے: اتبعوا ولا تبتدعوا فقد کفیتم، رواہ الطبرانی فی الکبیر عن عبد اللّٰہ بن مسعود قال الھیثمی "ورجالہ رجال الصحیح"
(مجمع الزوائد باب الاقتداء بالسلف ص ۸ ج ۱ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۰۸ھ) (نور)

(۲) سورۃ ص آیت ۲۶۔ ترجمہ: حق تعالیٰ نے فرمایا کہ خواہش نفس کی پیروی نہ کر کیونکہ خواہش کی پیروی تجھ کو اللہ کی راہ سے بہکا دیوے گی ۱۲ منہ عفی عنہ

(۳) اخبار الاخیار شیخ عبد الحق محدث دہلوی ص ۲۰، (مطبع احمدی دہلی ۱۲۸۰ھ) [نور]

(۴) یہ شعر [illegible] حافظ [illegible] سعدی [illegible] شعر بنا دیا گیا ہے۔ نور

toobaa-elibrary.blogspot.com

اور حضرت محبوب سبحانی پیران پیر (علیہ الرحمة والغفران) کس قدر عالم معلم، بدعت شکن متبع سنت ثابت ہوئے۔

مپندار سعدی کہ راہِ صفا — تواں رفت جز بر پئے مصطفیٰ
خلافِ پیمبر کسے رہ گزید — کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید (۱)

اور حضرت خواجہ عثمان ہارونی کے قول سے ثابت ہوا، کہ اس واعظ نے آنجناب کی شان پر کس قدر بہتان عظیم افترا کیا ہے، کہ وہ خدائے تعالیٰ سے روٹھ کر ایک عرصہ دراز تک بت خانہ میں گھنٹی بجاتے رہے، آنجناب تو ایک لمحہ کی بھی جدائی کو باعث ہلاکت فرمارہے ہیں۔ شیخ صاحب نے خواجہ معین الدین چشتی (قدس سرہ) کا قول لکھا ہے کہ محبت کی یہ نشانی ہے کہ تو مطیع ہووے اور اس بات سے ڈرتا رہے کہ کبھی مجھ کو دوست، اپنی درگاہ اور حضوری سے نکالدے، اور فرمایا، ہم سالہا اس کار (مجاہدہ اور حضوری) میں مجاور رہے، انجام کار ہیبت کے سوا اور کچھ ہم کو نصیب نہیں ہوا، آدمی منزل معرفت اور حضوری سے نزدیک نہیں ہوتا، مگر نماز میں فرمانبرداری کرنے سے، کیونکہ نماز مؤمنوں کی معراج ہے۔

کتاب سیر الاقطاب میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی (قدس سرہ) کے حال میں لکھا ہے کہ "آپ حافظ قرآن مجید تھے، دو ختم ہر روز کرتے تھے، ایک دن کو ایک رات کو، صائم الدہر، قائم اللیل تھے، ہمیشہ عشاء کی وضو سے صبح کی نماز پڑھتے تھے۔" (۲)

ان حکایتوں سے کس قدر خواجہ معین الدین چشتی (قدس سرہ) کا، پابندِ اطاعتِ سنت، خائف عظمت وہیبت اور شان خداوندی سے دبے ہوئے رہنا، اولیاء کے علم کا علم خداوندی کے سامنے بے حقیقت اور نابود ہونا، نماز اور طاعت کی عظمت دل میں رکھنا ثابت ہوتا ہے۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی اور خواجہ معین الدین چشتی اور بابا فرید گنج شکر (قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم) کے دست مبارک پر لاکھوں کافر مسلمان ہوئے تھے۔ اگر ان حضرات کے عقاید، احوال، اقوال ایسے ہوتے جیسے کہ اس جاہل واعظ نے بیان کیے، تو ان حضرات کو کیا ضرورت پڑی تھی کہ کسی کو مسلمان بناتے۔ اس شخص کے قول اور مسلک کے موافق تو اسلام اور کفر میں کچھ بھی فرق نہیں ہے اور اسلام کو کفر پر کچھ تفوق نہیں۔ **نعوذ باللہ من شرور أنفسنا ومن سیئات أعمالنا.** (۳)

---

(۱) بوستان سعدی حمد، ص: ۹ (نول کشور، کانپور۔ ۱۸۸۱ء) مگر اشعار کی یہ ترتیب درست نہیں، جو شعر پہلے درج ہے وہ بعد کا ہے اور بعد کا پہلے آنا چاہئے۔

ترجمۂ اشعار: جو شخص بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستہ کے خلاف چلا وہ کبھی بھی صحیح راستہ پر نہ پہنچے گا۔ سعدی یہ نہ سمجھ کہ سچائی کی راہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کہیں اور بھی ہے۔

(۲) سیر الاقطاب مشائخ چشت کے احوال پر شیخ اللہ دیا چشتی کیرانوی کی تالیف ہے (مؤلفہ ۱۰۵۶ھ) مگر اس موقع پر سیر الاقطاب کا حوالہ لکھنے میں سہو ہوا۔ سیر الاقطاب [کے اردو ترجمہ، از محمد علی جویا، مطبوعہ منشی نول کشور پریس، لکھنؤ، ۱۲۹۹ھ۔ ۱۸۸۲ء میں] حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے، اگرچہ ص: ۱۱۵ سے ص: ۱۲۸ تک واقعات درج ہیں، مگر اس میں یہ الفاظ یا اس مفہوم کی کوئی عبارت موجود نہیں [نور]

(۳) ترجمہ: ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اپنے نفس کی شرارتوں سے اور اپنے عملوں کی برائیوں سے۔ ۱۲ منہ عفی عنہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

ز خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم شد ز فضل رب

سلام میں حفظ مراتب، بہت بڑی اور نہایت ضروری چیز ہے۔ ع

گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی

واللّٰہ یہدی من یشاء إلیٰ صراطٍ مستقیم (۱) وصان اللّٰہ تعالیٰ إیانا وإیاہ وإیاکم من شرک علی وعوی وعن محدثات الحق والیقین وآخر دعوانا أن الحمد للّٰہ رب العالمین وصلی اللّٰہ تعالی علی خیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد وآلہ وصحبہ أجمعین۔

حـــرره العبـــــد

الاحقر الاثیم الراجی رحمۃ ربہ الکریم محمد ابراہیم محمد بن شیخ ابی الاعلی الحنفی القادری النقشبندی الکرنالی

ھذہ الأجوبۃ صحیحۃ ومنکرہ فصیح ابوالقاسم سیداحمد عفی عنہ دہلوی

أصاب من أجاب واللّٰہ أعلم وعلمہ أتم الکتاب سید میران شاہ عفی عنہ مولوی مدرس دارالعلوم لکھنؤ

(تحیۃ الاسلام۔ مرتبہ محمد عبدالحق کرنالی ص ۳ تا ص ۲۱ مطبع بلالی سٹیم، س ڈھورہ ۱۳۲۰ ھ)

اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو ندا کرنا اور کسی سے مدد چاہنا

(۵۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر امت کے اعمال پیش کیے جانا صحیح ہے مگر اس کی وجہ سے آپ کو ندا کرنا جائز نہیں:

سوال: اعمال امت کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر صبح وشام یا دوشنبہ پنجشنبہ کو پیش ہوتے ہیں یا نہیں؟

جواب: اعمال امت کے فخر عالم علیہ الصلوۃ والسلام پر پیش ہوتے ہیں، (۲) بعض روایت میں صبح وشام کا

(۱) ترجمہ: اللہ تعالیٰ جس کو چاہے سیدھی راہ دکھا دے [illegible] (وہ ایک ہی [illegible]) [illegible] سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو سب جہانوں کا پالنے والا ہے اور درود و رحمت بھیجے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] اور سب اصحاب پر۔

نور

(۲) [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم پر اعمال پیش کیے جانے کی روایت حکیم ترمذی سے سیوطی نے جامع صغیر میں نقل کی ہے حدیث نمبر ۳۳۱۶ کے الفاظ یہ ہیں تعرض الأعمال یوم الاثنین والخمیس علی اللہ وتعرض علی الأنبیاء وعلی الآباء والأمہات یوم الجمعۃ، الی آخر الحدیث [illegible] اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں اعمال پیش کیے جاتے ہیں، اور انبیاء پر (ان کی امتوں کے) اور ماں باپ پر جمعہ کے دن پیش کیے جاتے ہیں [illegible] نیکیوں سے خوش ہوتے ہیں اور ان کے چہروں کی چمک دمک میں اضافہ ہوتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنے مردوں کو [illegible] (فیض القدیر ۳/۲۵۱) اس کے علاوہ دوسری کوئی صحیح روایت نہیں ہے۔ (پالن پوری)

[illegible] کی معلومات کے لئے دیکھئے نوادر الفقہ [مجموعہ افادات حضرت الاستاذ حضرت مولانا محمد یونس صاحب جونپوری مدظلہم ودامت برکاتہم شیخ الحدیث [illegible] ص ۹۰ تا ۱۹۲ طبع ۱۴۳۱ھ]

(نور)

toobaa-elibrary.blogspot.com

بھی ذکر ہے، مگر اس پیشی اعمال سے ندا کرنا آپ کو درست (معلوم) نہیں ہوتا، کہ مشابہت بشرک اور عوام کے عقیدہ کے افساد کا سبب ہے لہٰذا ناجائز ہے۔ علی ھذا دیگر امور کا خیال کرنا چاہئے، اجمالاً اشارہ عاقل کو کافی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ الراجی رحمۃ اللہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ کلاں۔ ص: ۱۴۴-۱۴۵)

(۵۴) بزرگوں کے نام سے حق تعالیٰ سے توسل جائز ہے:

سوال: خواندن، سلسلہ نقشبندیہ باشد یا قادریہ یا سہروردیہ، جائز است، یانہ؟ ہر چہ باشد مع دلیل، بیان وارقام فرمایند، تا اجر عند اللہ یابند۔ زیرا کہ بعض مولویان شرک گویند۔

ترجمہ: سلسلہ نقشبندیہ کے بزرگوں کا (شجرہ) پڑھنا چاہئے یا قادریہ یا سہروردیہ کا، جائز ہے یا نہیں ہے، جو کچھ (مسئلہ) ہو، دلیل کے ساتھ تحریر فرمائیں، تاکہ حق تعالیٰ سے اجر پائیں۔ یہ اسلئے کہ بعض مولویوں نے اس کو شرک کہا ہے۔

جواب: در سلسلہ خواندن جز ایں نیست کہ بوسیلہ اسماء بزرگان دعا می کنند کقولھم: الٰہی بحرمت فلاں عاقبت بخیر گرداں، مثلاً۔ پس توسل باسماء مقبولان در دعاء چہ باک است؟

جواب: سلسلہ (شجرہ) پڑھنے میں اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے، کہ بزرگوں کے نام کے وسیلہ سے دعا کرتے ہیں، جیسے پڑھنے والوں کا کہنا: اے اللہ! بحرمت فلاں انجام بخیر فرما۔ یہ دعا بطور مثال ہے، پس دعا میں مقبول بندوں کے نام سے توسل کرنے میں کیا بات ہے۔

درحدیث است در دعاء صبح وشام:

أسئلک بنور وجھک و بحق السائلین علیک (الخ)(۱) پس ہر گاہ کہ بحق السائلین سوال جائز شد، دیگر مقبولان راذکر کردن چرا جائز نہ باشد؟

آرے لفظ حق بسبب شیوع عقیدہ رفضہ ومعتزلہ فقہاء مکروہ گفتہ اند، مگر لفظ بحرمت را کسے ناجائز نہ گفت، فقط۔ البتہ اسماء بزرگان مثل ذکر حق تعالیٰ کردن درست نیست، کما قالوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

---

(۱) روایت کے الفاظ یہ ہیں: وعن ابی امامة الباھلی، قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اصبح واذا امسیٰ دعا بھذا الدعاء اللھم انت احق من ذکر وأحق من عبد وانصر من ابتغی وأراف من ملک وأجود من سئل وأوسع من اعطی، انت الملک لاشریک له والفرد لایھلک، کل شيءٍ ھالک إلّا وجھک... وأنت اللہ الرؤف الرحیم أسألک بنور وجھک الذی أشرقت له السموات والأرض بکل حق ھو لک وبحق السائلین علیک أن تقبلنی فی ھذہ الغداة أوفی ھذہ العشیة وأن تجیرنی من النار بقدرتک. رواہ الطبرانی وفیه فضال بن جبیر وھو ضعیف، مجمع علی ضعفه. مجمع الزوائد (۱۰/ ۱۱۷) [دارالکتب العلمیة بیروت] [نور]

toobaa-elibrary.blogspot.com

ترجمہ: (اے اللہ) میں آپ سے سوال کرتا ہوں آپ کے چہرے کے نور کے واسطے [illegible] کے جو آپ سے سوال کرتے ہیں۔

[illegible] منقول ہے [illegible] شیخ [illegible] عقیدہ [illegible] مگر لفظ [illegible] کسی سے بھی [illegible] حق تعالیٰ [illegible] (پڑھنا) صحیح نہیں جیسا کہ علماء نے بیان کیا ہے (ت [illegible])

[illegible]

(۵۵) غیر اللہ سے مدد مانگنا یا دعا کرنا شرک ہے

سوال: ایک شخص [illegible] آپ میری طرف سے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ مجھے [illegible] شیخ عبدالقادر جیلانی [illegible] فاتحہ [illegible] چنانچہ اس کی مراد بر آئی [illegible] ایک تاریخ مقرر کر کے [illegible] نام کی شیرینی پر خوب دھوم دھام سے فاتحہ دلائی۔

اور اگر کوئی شخص کسی بزرگ کی قبر پر جا کر کہے یا حضرت آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ میری فلاں مراد [illegible] تو یہ کہنا شرک ہے یا نہیں؟

جواب: اس طرح [illegible] اور یہ عقیدہ رکھنا کہ [illegible] شرک ہے علم غیب سوائے حق تعالیٰ کے کسی کو نہیں جیسا کہ [illegible] میں موجود ہے

وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمها الا هو [illegible] اور حق تعالیٰ ہی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی [illegible] کوئی نہیں جانتا سوائے اس کے۔

اور جو چیز خاصہ حق تعالیٰ کا ہو اس کو دوسروں کے لئے ثابت کرنا شرک ہوتا ہے [illegible] ثابت کرنا ہے تو وہ شرک ہے ہاں حق تعالیٰ بعض اوقات بعض اشیاء کا علم اپنے مقبول بندوں کو [illegible] نہیں اور سب اشیاء کا علم [illegible] نہیں [illegible] عقیدہ [illegible] اور اللہ تعالیٰ حاصل ہوتا ہے تو کچھ مضائقہ نہیں۔

[illegible] اس طرح [illegible] شیرینی [illegible] فاتحہ [illegible] حق تعالیٰ [illegible] روح [illegible] بدعت اور [illegible]

تمہارے ہی نام کی نذر ہے تو بیشک یہ شیرینی اور طعام باطل حرام ہے فقیر اور غنی کسی کو اس کا کھانا درست نہیں قال فی الدر المختار وشرحه

اعلم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام وما یوخذ من الدراهم والشمع والزیت ونحوها الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیهم کان یقول یا سیدی ان [illegible] قضیت حاجتی فلک من الذهب او من الطعام او الشمع او الزیت کذا فهو بالاجماع باطل وحرام بوجوه

منها انه نذر للمخلوق والنذر للمخلوق لا یجوز لانه عبادة والعبادة لا تکون للمخلوق ومنها انه ظن ان المیت یتصرف فی الامور دون الله تعالی واعتقاده ذلک کفر

اللهم الا ان قال یا الله انی نذرت لک ان شفیت مریضی [illegible] ان اطعم الفقراء الذین بباب السیدة نفیسة او الامام الشافعی مثلا

مما یکون النذر لله تعالی والنفع للفقراء وذکر الشیخ انما هو محل لصرف النذر لمستحقیه القاطنین برباطه او مسجده فیجوز بهذا الاعتبار ولا یجوز ان یصرف ذلک لغنی [illegible] ولا یعقد ولا یشتغل العلم به ولا انه حرام بل سحت " انتهی مختصرا

ترجمہ: جان لو کہ وہ نذر جو اکثر عوام مردوں کے لئے [illegible] ہیں اور جو کچھ پیسے، موم بتیاں اور تیل وغیرہ بزرگوں کے مزارات پر ان کی قربت حاصل کرنے کے لئے لے جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے میرے سردار اگر میری فلاں ضرورت پوری ہوئی تو میں تمہارے لئے اس قدر سونا یا کھانا یا موم بتی یا تیل [illegible] دوں گا تو علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ نذر باطل اور حرام ہے اور اس کی کئی وجوہات ہیں

(۱) ان میں سے ایک یہ ہے کہ یہ مخلوق کے لئے نذر ہے اور مخلوق کے لئے نذر جائز نہیں کیونکہ یہ عبادت ہے اور مخلوق کی عبادت نہیں ہوتی۔

(۲) اور یہ سبب کہ اس میں یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ میت (قبر [illegible]) کاروبار [illegible] معاملات (امور کا) [illegible]

[illegible] در مختار [illegible] باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده فصل فی العوارض [illegible] ص ۵۵ [illegible] عکس مجتبائی دیوبند [illegible] فصل فی العوارض مطلب فی النذر الذی [illegible] ص ۱۲۸ [illegible] باب [illegible] [illegible] ص ۳۳۹ [illegible] ص ۲۶۶ [illegible] شامی [illegible] ۱۳۹۹ھ [illegible]

میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ وہ کچھ دخل رکھتا ہے۔ اور یہ عقیدہ (اور خیال) صرف کفر ہے۔

مگر ہاں! یہ صورت درست ہے کہ یہ کہے اے اللہ! میں تیرے لئے نذر مان رہا ہوں، اگر میرا مریض صحت پائے، تو میں غرباء کو جو مثلاً سید وغیرہ یا امام شافعی کے دروازوں پر ہیں، کھانا کھلاؤں گا۔

اس صورت میں نذر اللہ تعالیٰ کے لئے ہوگی اور اس کا نفع غریبوں کے لئے اور شیخ نے ذکر کیا ہے کہ (اس کی نذر) اس کے مستحقین کا حصہ ہے (اپنی اپنی کوٹھریوں میں) کسی سرائے یا مسجد میں رہتے ہوں، تو یہ نذر اس پہلو سے درست ہوگی، اور اگر اس کو صاحب حیثیت لوگوں پر خرچ کرے گا، تو درست نہیں ہوگی۔ ایسی نذر نہ واجب ہوتی ہے اور نہ اس کا پورا کرنے کی ذمہ داری ہے، کیوں کہ یہ نذر حرام بلکہ (ناپاکی) اور گمراہی ہے۔

الغرض اس روایت سے صاف معلوم ہو گیا کہ نذر اگر حق تعالیٰ کے نام کی ہے تو صدقہ (ہے) فقیر کو کھانا درست ہے، غنی کو حرام ہے۔ اور اگر نذر خود شیخ کے نام کی ہے، تو نذر حرام ہے اور طعام بحت وحرام ہے، کسی کو اس کا کھانا درست نہیں، نہ فقیر کو نہ غنی کو، مگر جیسا مردار کھانا، وقت اضطرار درست ہو جاتا ہے، تو فقیر کو اضطرار میں جب کچھ نہ ملے تو اس کا بھی کھانا درست ہو سکتا ہے، ورنہ نہیں۔ اور قبر پر کسی ولی کی جا کر یہ کہنا، کہ تم میرے واسطے دعاء کرو، اس میں اختلاف ہے، شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں:

والاستمداد مِنْ أهل القبور فی غیر النبی صلی اللّٰه علیه وسلم او الأنبیاء علیهم السلام، فقد أنكره كثير من الفقهاء، وقالوا ليس الزيارة إلا لدعاء الموتى والاستغفار لهم، وإيصال النفع اليهم بالدعاء وتلاوة القرآن. واثبته المشائخ الصوفية قدس اللّٰه أسرارهم وبعض الفقهاء، رحمهم اللّٰه تعالى. (۱)

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیاء علیہم السلام کے علاوہ، اہل قبور میں سے کسی سے مدد طلب کرنا؟ اکثر فقہاء نے اس سے منع کیا ہے اور ان سب نے کہا ہے کہ قبروں کی زیارت صرف مردوں کے لئے دعاء، استغفار اور قرآن شریف کی تلاوت کے ذریعہ، نفع پہنچانے کیلئے ہے۔ مشائخ صوفیہ اور بعض فقہاء نے اس کو ثابت بھی کیا ہے۔ (یعنی صحیح کہا ہے)۔

الحاصل اس طرح قبور پر جا کر دعاء کا طالب ہونا قرون ثلاثہ میں ثابت نہیں ہوا، لہٰذا بدعت ہونا اس کا اشبہ بالصواب

(۱) ملاحظہ ہو لمعات التنقیح، کتاب الجنائز، باب زیارۃ القبور ص ۳۷۸ جلد رابع۔ (لاہور ۱۳۹۵ھ) (نور)

toobaa-elibrary.blogspot.com

[illegible] فاضل [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

[illegible] رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

[illegible]

(۵۶) یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کا وظیفہ پڑھنے کا حکم؟

مسئلہ [illegible]

[illegible]

[illegible] فقط

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

[illegible]

(۵۷) یا شیخ عبدالقادر جیلانی کا ورد کرنے والے کا تفصیلی حکم؟

سوال کیا فرماتے ہیں علماء [illegible] شیخ عبدالقادر جیلانی [illegible] درست ہے یا نہیں؟ [illegible] درست ہے یا نہیں۔

جواب [illegible] مستقل [illegible] [illegible] [illegible] فسق کا [illegible] تاویل [illegible] درست نہیں [illegible] مسلمان [illegible] تاویل [illegible] معصیت ہے

بعض الظن اثم (الحجرات آیت ۱۲) ترجمہ: مقرر بعض تہمت گناہ ہے [illegible]

لہٰذا ایسے شخص کی امامت بھی درست ہے [illegible] صلوۃ بھی درست ہے [illegible] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

[illegible] شیخ عبدالقادر جیلانی [illegible] مطبع العلوم [illegible]

(۵۸) یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کو اسم اعظم کہنا بالکل غلط اور سخت گناہ ہے۔

سوال یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کو اسم اعظم کہنا بالکل [illegible] اسم اعظم حق تعالیٰ کا نام [illegible]

(۵۹) بزرگوں کو عالم الغیب اور حاجت روا سمجھنے اور شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ کے وظیفہ کا حکم؟

سوال: [illegible] شیخ (عبدالقادر) [illegible] الغیب [illegible] (القاضی) [illegible] مستفتی [illegible]

[illegible] مطبوع [illegible] در [illegible] (۲) مسطور است۔

بعض اصحاب طریقہ [illegible] شیخ عبدالقادر [illegible] برائے حصول مطالب [illegible] ختم می کنند کہ اول دو رکعت نفل، بعد از ان یک صد و یازدہ بار کلمہ تمجید و یک صد [illegible] شیخ عبدالقادر جیلانی [illegible] و روح کمل [illegible] تصرف [illegible] ارشاد [illegible] انتہی

ترجمہ سوال حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی [illegible] ہے اور ہمیشہ ضرورتوں کا پورا کرنے والا سمجھ کر پکار (ن) [illegible] ہے اور حق تعالیٰ کی مدد کا ایک مظہر سمجھ کر [illegible] میں لکھا ہے

سلسلہ قادریہ کے بعض حضرات [illegible] شیخ عبدالقادر [illegible] مطالب کے حصول کے لیے اس طرح ختم کرتے (پڑھتے) ہیں، اول دو رکعت نفل، اس کے بعد ایک سو گیارہ مرتبہ کلمہ تمجید اور ایک سو گیارہ مرتبہ "یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ" اس لیے کہ [illegible] کی روحوں کو [illegible] اپنے ہم جنسوں میں تصرف کرنے اور ارشاد و تلقین [illegible] کا اختیار دیا ہے۔

[illegible] تفسیر عزیزی، تفسیر اذا السماء انشقت [illegible] بیان حالات اموات [illegible] اولیاء اللہ [illegible] جارحہ تکمیل و ارشاد [illegible] خود گر [illegible] تصرف [illegible] استغراق [illegible] کمال وسعت [illegible] توجہ [illegible] تحصیل [illegible] باطنی [illegible] حاجات مطالب حل مشکلات خود [illegible] می [illegible] (۳)

اور تفسیر عزیزی میں تفسیر اذا السماء انشقت کے تحت مردوں کے احوال کے بیان میں ہے، بعض خاص اولیاء اللہ جنہیں حق تعالیٰ نے انسانوں کی تکمیل و ارشاد کا ذریعہ [illegible] بنایا ہے انہیں [illegible]

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

(۳) [illegible] "الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ" [illegible]

[illegible]

حالت میں بھی دنیا میں تصرف کی صلاحیت بخشی ہے۔ ان حضرات کا (حق تعالیٰ کی یاد میں) استغراق کے سبب، جو ان کے مدارج کمال کی وسعت کی وجہ سے ہے، اس کی طرف توجہ نہیں ہوتی، اولیکن ان سے باطنی کمالات میں فائدہ اٹھاتے ہیں اور اہل ضرورت ان سے اپنی (دنیاوی اور دینی) مشکلات کا حل (بھی) طلب کرتے ہیں اور اپنے ان مقاصد کو پالیتے ہیں (یعنی ان میں کامیاب ہو جاتے ہیں)

ونیز قاضی ثناء اللہ صاحب رحمۃ اللہ (علیہ) پانی پتی، در پارۂ دوم، زیر آیت بل أحياء می فرمایند:

ان اللّٰه تعالى يعطى لأرواحهم قوة الأجساد، فيذهبون من الأرض والسماء والجنة حيث يشاؤن وينصرون أولياء هم و يدمرون أعداء هم، ان شاء اللّٰه تعالى! ولذلک قالت الصوفية العلية ارواحنا اجسادنا، واجسادنا ارواحنا، وقد تواتر عن كثير من الأولياء، أنهم ينصرون اولياء هم و يدمرون اعداء هم. انتهى.(۱)

وقد افتى صاحب الخيرية: بجوازه، بيّنا مفهومه قال: يا شيخ عبد القادر فهو نداء واذا اضيف اليه شيئاً للّٰه فهى طلب شىء اكراماً للّٰه تعالى، فما الموجب بحرمته(۲) انتهى

اور قاضی ثناء اللہ نے بھی دوسرے پارہ میں، آیت کریمہ: بل احیاء کے ذیل میں فرمایا ہے: ''اللہ تعالیٰ اولیاء کی ارواح کو اجسام کی قوت دیتے ہیں، پس وہ زمین آسمان جنت میں جہاں چاہے جاتے ہیں، اور اپنے دوستوں کی مدد کرتے ہیں، اور اپنے دشمنوں پر تباہی ڈالتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں، اور بڑے درجہ کے صوفیاء نے کہا ہے: ہماری روحیں ہمارے جسم ہیں، اور ہمارے جسم ہماری روحیں ہیں، اور بہت سے اولیاء سے بطریق تواتر مروی ہے کہ، وہ اپنے دشمنوں پر تباہی ڈالتے ہیں اور اپنے دوستوں کی مدد کرتے ہیں (تفسیر مظہری کی بات پوری ہوئی)۔

اور خیریہ کے مصنف نے اس کے جواز کا فتویٰ دیا ہے، ہم اس کا مفہوم بیان کرتے ہیں: انہوں نے کہا ہے کہ، جملہ یا شیخ عبدالقادر ندا ہے اور جب اس کے ساتھ شیئاللّٰہ ملایا جائے، تو وہ کوئی چیز مانگنا ہے، بایں وجہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا اعزاز کیا ہے، پس اس کے عدم جواز کی کیا وجہ ہے؟ اور اسم اعظم ہے۔ (۳) فقط

---

(۱) تفسیر مظہری ص ۱۵۲ جلد اول، سورہ بقرہ آیت .... (اشاعت العلوم، حیدرآباد۔ بلاسنہ) [نور]

(۲) فتاویٰ خیریہ ص ۱۸۳ [میر محمد کتب خانہ، کراچی بلاسنہ]

(۳) قولہ اور اسم اعظم ہے۔ یعنی یہ جملہ یاشیخ عبدالقادر شیئاللہ اسم اعظم ہے اور یہ اس کے جواز کی مستقل دلیل بیان کی ہے۔ حضرت رحمہ اللہ نے جواب کے شروع میں اس کی تردید کی ہے، یہ کسی مستفتی کے سوال کا جواب ہے، جس میں اس نداء کو جائز قرار دیا گیا ہے۔ (پالن پوری)
اصل میں سوال کو حذف کر کے، اس غلط جواب ہی کو سوال بنایا گیا ہے، جس کا حضرت نے آگے جواب لکھا ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

جواب [illegible]

[illegible] لقوله تعالى

وعنده مفاتح الغيب لا يعلمها إلا هو [illegible]

[illegible] كفر [illegible] الله [illegible]

[illegible]

[illegible] لقوله تعالى

لا تقولوا راعنا وقولوا انظرنا (البقرة [illegible]) ترجمہ [illegible]

ولقوله عليه السلام

لا تقولوا ما شاء الله وشاء فلان ولكن قولوا ما شاء الله ثم شاء فلان (۲) الحديث

ترجمہ [illegible]

---

(۱) [illegible] البحر [illegible]

[illegible] (مطبوعة دار المعرفة، بيروت لبنان) [illegible]

(۲) [illegible] النبي صلى الله عليه وسلم لا تقولوا ما شاء الله وشاء فلان ولكن قولوا ما شاء الله ثم شاء فلان [illegible]

اور جن کے متعلق نیت میں کوئی معنی قبیح نہ تھے مگر بسبب مشابہت اور توہم معنی قبیح سے یہ الفاظ ممنوع ہوئے ہیں
جو اس درجہ شرک [illegible] میں جتا [illegible] ہیں جب خواص [illegible] معنی کے ساتھ [illegible] ہے جو معنی [illegible]
جو [illegible] کر [illegible] صحیح و قبیح [illegible] قریب ہوں گے اور جس سے عوام کو [illegible] [illegible]
کی درست نہیں۔ حتی اللہ سبحانہ

لان لحصر [illegible] بعتقد [illegible] ورجه [illegible] یؤدی الیه فمکروه انتھی

یعنی [illegible] کے [illegible] نہیں جس کی [illegible] [illegible] [illegible] سمجھا جائے [illegible] ہے۔

معنی [illegible] تفسیر عزیزی میں [illegible] ہے [ ] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] تحصیل [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

ترجمہ شرک میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو سادات وغیرہ کے مرتبہ کو حق تعالیٰ کے برابر کرتے ہیں اور ان کی میں سے وہ لوگ بھی ہیں جو بعض معبودوں کے [illegible] (اللہ تعالیٰ کے علاوہ) کسی اور کو یاد کرتے اور پکارتے ہیں اور اسی طرح وہ بھی کی میں شامل ہیں جو بے فائدہ اور ضرور [illegible] (حق تعالیٰ کے علاوہ) اوروں سے براہ راست رجوع کرتے ہیں [illegible] [illegible] [illegible] اس کے ذریعے وسیلہ حاصل کریں۔

اور پھر ظاہر ہے کہ عوت [illegible] کلام [illegible] ہر دو قسم میں ہے [illegible] [illegible] جلب منافع ہے یا مشکل [illegible] ان سے تحصیل برکات وتقرب مقصود ہے یا [illegible] [illegible] [illegible] ہیں۔ ہاں کسی کے توسل سے دعا کرنی درست ہے مگر یہ صورت توسل کی ہرگز نہیں بلکہ [illegible] استعانت ہے۔ [illegible] [illegible] ہوا کہ [illegible] توسل سمجھ گئے

توسل کی صورت یہ ہے کہ [illegible] [illegible] شیخ عبد القادر جیلانی [illegible] کہ جو شیخ سے طلب کرے [illegible] شیخ عطنی شیئا [illegible] [illegible] ہو سکتا ہے [illegible] [illegible] اللہ کا موہم معنی شرک کو ہے یوں کہ اس کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں [illegible] [illegible] حق تعالیٰ [illegible] [illegible] معطی [illegible] تو یہ معنی تو اشد شرک ہوئے۔ دوسرے یہ معنی ہیں [illegible] شیخ [illegible] بعید اللہ تعالیٰ کے توسل معنی میں اگر مستقل شیخ کو جانتا ہے تو بھی شرک ہے اور جو یا ولی اللہ معطی سمجھتا ہے تو [illegible] توجیہ [illegible] جو تفسیر عزیزی سے مجیب نے نقل کی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے بعض ولیوں کو حق تعالیٰ نے آلہ تکمیل وارشاد خلق بنایا ہے [illegible] اس کے ذریعے باذن اللہ مطالب خلق بر [illegible] اور حل مشکلات خود خلق

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] سعدۃ المسکر [illegible] [illegible] [illegible]
الباب الثالث عشر [illegible] [illegible] مسائل سعدۃ الشکر [illegible]

بذریعہ ان کے حق تعالی سے چاہتے ہیں، نہ یہ کہ وہ خود متصرف مستقل بن جاتے ہیں۔ شاہ صاحب نے خود آپ جواب سے اس دھم شرک کو دفع کر دیا ہے، اور ظاہر ہے کہ جب وہ آپ مظہر ہے، تو گو کہ بظاہر حاجت روائی بذریعہ ان کے ہوتی ہے، مگر خود ان سے دعا و استعانت طلب کرنا شرک ہے۔ پس ایسی صورت میں متصرف حقیقی کو چھوڑ کر، ان سے طلب کرنا بھی، خالی از مشابہت شرک نہیں۔ ندا و دعا، کرنا دوسری شئے ہے، کہ منادی کے علم وتصرف کو چاہتا ہے اور ذریعہ ہونا اور امر ہے، کہ ذریعہ کا سبب اور مقبول ہونا، بدرگاہ فیاض اس سے مستفاد ہوتا ہے۔ شتان بینهما

مثال نور بواسطہ شمس کے آتا ہے، مگر طلب نور کی شمس سے شرک ہے، ندا کسی کو کرنا مبنی بر علم وتصرف منادی کے ہے اور بس۔ پس عبارت (تفسیر) عزیزی سے جواز ندا کا کیوں کر مفہوم ہوا؟ بڑا تعجب ہے۔ اگر گاہے اولیاء کو خبر بطور کشف باذن اللہ تعالی ہو جاوے، اس سے بروقت یا استقلال علم وتصرف کا ہونا، کہاں سے لازم آتا ہے۔ پس ایسی دعوت بہر حال یا شرک جلی ہے یا خفی، یا لغو مشابہ بشرک ہو کر حرام و ناجائز ہووے گی، کسی وجہ سے جواز کا شائبہ اس میں نہیں ہو سکتا۔

اب استدلالات مجیب کا حال سنو! کہ جو اس کلام کو بطور توسل جائز فرماتے ہیں، حالانکہ اس صورت میں کوئی توسل کی صورت نہیں کما مر ورشاہ ولی اللہ نے طریقہ بعض جیلانیہ کا بیان کیا ہے، اس سے اجازت ومشروعیت کا فہم غلط ہے اور تحکم [ہے](۱) اور شاہ عبد العزیز کی عبارت کا مطلب خود واضح ہو گیا، کہ وہ ندا کو ہرگز جائز نہیں فرماتے، بلکہ شرک لکھتے ہیں، اور جو وہ فرماتے ہیں اس سے جواز ندا وطلب ہرگز مستفاد نہیں ہو سکتا! علی هذا تفسیر مظہری کا مطلب ہے ندا و استعانت اولیاء سے نہ حیات میں روا ہے نہ بعد موت۔

اور خیریہ [سے] جو نقل کیا ہے اول تو اس کی عبارت معلوم نہیں کہ کیا ہے، جب تک سابق ولاحق کا حال معلوم نہ ہو، اس پر حکم نہیں ہو سکتا۔ مسلما! اگر اس کی یہی مراد ہے جو مجیب نقل کرتے ہیں، تو وہ فتوی ان کا مردود ہے اور یہ نصوص قطعیہ و روایات فقہاء معتبر ہیں، کہ سابق میں لکھی گئی ہیں کہ ندا غیر اللہ کو بہر حال ناجائز ہے اور شیأ للہ کے معنی موہم شرک ہیں، گر چہ نیت داعی کے صحیح معنی کے موافق ہو، تاہم درست نہیں، یہ وجہ حرمت کلام کی ہے، اگر چہ موجب حرمت کا خیریہ کو معلوم نہ ہوا، مگر نصوص و روایات سے ہم ثابت کر چکے ہیں۔ پس [جو] فتوی خلاف نصوص و روایات صحیحہ کا ہووے گا، وہ قطعاً مردود ہووے گا۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم

الجیب رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مجموعہ کلاں۔ ص ۱۳ تا ۱۹)

(۱) تحکم بروزن تکلم، زبردستی، دھونس دکھانا، صرف اپنی بات چلانا اور منوانا۔ حیات سعیدی، مولفہ مولوی عبد العزیز، تصحیح و طبع ثانی، (مولوی محمد سعید اصدری ندوی) ص: ۱۱۵ (مطبع مجیدی، کان پور: ۱۹۳۶ء)

toobaa-elibrary.blogspot.com

علم غیب اور امکانِ کذب وغیرہ کی بحث

(٦٠) علم غیب کی تحقیق: مسئلہ: علم غیب میں تمام علماء کا یہ عقیدہ ہے اور مذہب ہے کہ سوائے حق تعالیٰ کے علم غیب کسی کو نہیں۔ خود حق تعالیٰ فرماتا ہے

وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمھا الا ھو (سورۂ انعام آیت ۵۹)

ترجمہ: حق تعالیٰ ہی کے پاس ہے، علم غیب کا۔ سوائے اس کے اس کو کوئی بھی نہیں جانتا۔

پس اثبات علم غیب غیر حق تعالیٰ کو شرک صریح ہے، مگر جو بات حق تعالیٰ اپنے کسی بندہ مقبول کو، بذریعہ وحی یا کشف بتادے، تو وہ اس کو معلوم ہو جاتی ہے اور پھر وہ مقبول اوروں کو بتادے، تو ان کو بھی معلوم ہو جاتی ہے۔ جیسے علم جنت، دوزخ وغیرہ، انبیاء علیہم السلام کو بتادیا، پھر انہوں نے اپنی اپنی امت کو خبر دے دی۔ چنانچہ آیت سورہ جن سے واضح ہے۔(۱) جس کا حاصل یہ ہے۔ جو خبر غیب کی حق تعالیٰ اپنے مقبول کو بتادے، اس کو وہ خبر معلوم ہو جاتی ہے، اس آیت کا یہ مطلب نہیں کہ جملہ اشیائے غائبہ، نبی کو معلوم ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ اگر یہ مطلب ہو کہ رسول کو تمام علم غیب ہو جاتا ہے، تو دوسری آیت صاف اس کے مخالف خبر دے رہی ہے۔ وہ یہ ہے:

قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا الا ماشاء اللہ ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی السوء (سورۂ اعراف آیت ۱۸۸)

ترجمہ: کہہ دے تو اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی امت کو کہ میں مالک نہیں، اپنی جان کے کچھ نفع نقصان کا، مگر جو اللہ تعالیٰ چاہے، اور اگر مجھ کو علم غیب ہوتا تو بہت جمع کر لیتا میں نیکی، اور مجھ کو کچھ ضرر نہ ہوتا۔

پس اس آیت سے صاف معلوم ہوگیا کہ آپ کو جملہ اشیائے غائبہ کا علم نہیں، یہاں تک کہ اپنی ذات کا نفع اور ضرر بھی آپ کے اختیار میں نہیں، پس یہ عقیدہ البتہ خلاف آیت قرآن کے شرک ہوا، خود دوسری جگہ موجود ہے

---

(۱) سورۂ جن کی ۲۶ویں آیت یہ ہے: عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول الآیۃ ترجمہ: غیب کا جاننے والا وہی ہے سو وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا، مگر اپنے کسی برگزیدہ پیغمبر کو۔ پس (وہ اس طرح اطلاع دیتا ہے کہ) اس کے آگے پیچھے محافظ فرشتے بھیج دیتا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ جان لے کہ ان فرشتوں نے اپنے پروردگار کا پیغام (رسول تک بحفاظت) پہنچا دیا ہے، اور اللہ تعالیٰ ان کے تمام احوال کا احاطہ کئے ہوئے ہیں۔ اور اس کو ہر چیز کی گنتی معلوم ہے۔ (آیت ۲۶، ۲۸) [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

مَا اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ. ترجمہ: مجھ کو معلوم نہیں کہ آخرت (میں) میرے ساتھ کیا معاملہ ہوگا اور تمہارے ساتھ کیا ہوگا۔
(سورۂ احقاف آیت ۹)

پس جب صاف ظاہر ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ کو علم غیب نہیں، مگر جس قدر آپ کو اطلاع دی جاتی اور بہت سی آیات اور احادیث شاہد ہیں۔ پس خلاف اس کے یہ عقیدہ رکھنا کہ انبیاء علیہم السلام غیب جانتے ہیں شرک قبیح بھی ہوگا۔ معاذ اللہ! حق تعالیٰ سب مسلمانوں کو ایسے عقیدۂ فاسدہ سے نجات دے اور توبہ نصیب کرے، آمین۔

بس یہ عقیدہ رکھنے والا مشرک ہوا، اور جب انبیاء علیہم السلام کو علم غیب نہ ہوا، تو یا رسول اللہ کہنا بھی ناجائز ہوگا۔ اگر یہ عقیدہ کرکے کہے گا، کہ آپ بسبب علم غیب کے دور سے سن سکتے ہیں، تو یہ عقیدہ کفر ہے اور اگر یہ عقیدہ نہ ہو تو کفر نہیں، مگر یہ کلمہ مشابہ بہ کفر ہے۔

البتہ اگر یہ کلمہ درود شریف کے درمیان پڑھا جائے، اور یہ عقیدہ ہو، کہ ملائکہ اس درود شریف کو آپ کے روبرو عرض کرتے ہیں، تو درست ہے۔ چنانچہ حدیث شریف ہے کہ درود بندہ مومن کا، ملائکہ آپ کی خدمت بابرکت میں پیش کرتے ہیں اور ایک جماعت ملائکہ کی اسی خدمت پر مامور ہے۔ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

رشید احمد گنگوہی (مجموعہ کلاں ص ۴۹-۵۰)

[نـــوٹ: اس فتوی کے ساتھ مزید سوالات اور ان کے جوابات بھی مرقوم ہیں، جو کہ مجموعہ فتاویٰ میں اپنے اپنے موقع پر درج ہیں، آخر میں لکھا ہے۔ فقط -نور-]

اس پر مولانا محمد یعقوب نانوتوی کی تصدیق تصحیح بھی درج ہے الأجوبة صحيحة محمد يعقوب نانوتوی

(۶۱) کذب باری کو واقع ماننا سراسر گمراہی ہے:(۲) سوال: (۳) کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ذات باری (تعالیٰ) عز اسمہ موصوف بصفت کذب ہے، یا نہیں؟ اور خدا تعالیٰ جھوٹ بولتا ہے، یا نہیں؟ اور جو شخص خدا تعالیٰ کو یہ سمجھے کہ وہ جھوٹ بولتا ہے، وہ کیسا ہے؟ فقط۔

---

(۱) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن لله ملائكة في الأرض سياحين يبلغوني من أمتي السلام رواه الإمام أحمد في مسنده ۵۳۷/۳ رقم ۳۶۶۶ بشرح ۴ ص ۲ رقم ۴۳۲۰ (دار الحديث القاهرة ۱۴۱۶ھ ۱۹۹۵ء) ورواه النسائي والدارمي عن ابن مسعود دیکھئے مشکوٰۃ المصابيح الفصل الثاني باب الصلوة على النبي صلى الله عليه وسلم ص۸۶ نیز حاشیہ رشید یہ کل نمبر ۹۵، القول البديع للإمام السخاوي مع تخريج وتحقيق شيخ محمد عوامه ص ۳۲۳ دار اليسر للنشر مدينه منوره ۱۴۲۳ھ ۲۰۰۲ء نور

(۲) کذب باری مسئلہ کی صحیح تعبیر یہ ہے کہ خبر عموم قدرت باری تعالیٰ ہے اور یہ حقیقت اس اردو کی مسئلہ تعبیر کی جاتی ہے یہ بات تم نے غلط کر دی۔ بھلا کون مومن یہ بات تسلیم کرے گا کہ خدائے تعالیٰ جھوٹ بولتا ہے، یعنی حق تعالیٰ نے بات فرماتے ہیں در حقیقت ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنے کلام میں جو خبریں دی ہیں، مثلاً فرعون، ہامان اور ابولہب جہنمی ہیں اور جن کا ایمان پر خاتمہ ہوگا و

بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر

toobaa-elibrary.blogspot.com

جواب [illegible] حق تعالیٰ [illegible] کہ متصف [illegible] (معاذ اللہ) [illegible] قال اللہ تعالیٰ

وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ قِيلًا [illegible] ترجمہ [illegible] اللہ تعالیٰ سے [illegible]

[illegible] عقیدہ [illegible]

[illegible] نہیں

تعالى الله عما يقول الظالمون علوا كبيرا ترجمہ اللہ تعالیٰ ظالموں کی باتوں سے [illegible]

[illegible] حق تعالیٰ نے مثلاً فرعون و ہامان و ابی لہب کو قرآن مجید میں جہنمی ہونے کا ارشاد فرمایا ہے، وہ قطعی ہے [illegible] حق تعالیٰ [illegible] قادر ہے اگرچہ [illegible] اپنے اختیار سے [illegible] کرے گا۔ قال اللہ تعالیٰ

وَلَوْ شِئْنَا لَآتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدَاهَا وَلَٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّي لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ۝ الم سجدہ ۲

ترجمہ اور اگر ہم چاہتے تو سمجھا دیتے ہر جی کو اس کی راہ لیکن ٹھیک پڑ چکی ہے میری کہی بات کہ مجھ کو بھرنی ہے دوزخ جنوں سے اور آدمیوں سے اکٹھے۔

بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ [illegible]

اس آیت سے واضح ہو گیا کہ گو حق تعالیٰ چاہتا اس پر قادر ہے مگر جو وعدہ کیا ہے اس کے خلاف نہ ہوگا اور سب اختیارات ہیں اضطرار سے نہیں، وہ فاعل مختار ہے فعال لما یرید ہے، یہ عقیدہ تمام علمائے امت کا ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

الجواب صحیح محمد مراد مدرس مظفر نگر

[فتاوی رشیدیہ ص ۲۶ مطبع [illegible] مطابع میرٹھ ۱۳۱۰ھ]

(۶۲) شاہ محمد اسماعیل کی تحریر میں امکان کذب سے کیا مراد ہے؟

سوال۔ جناب مولانا محمد اسماعیل صاحب مرحوم دہلوی اپنے رسالہ یکروزی میں تحریر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو قدرت علی الکذب ہے مگر بسبب مصلحت و حکمت از محال ہے اور جناب مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم بھی امکان کذب باری تعالیٰ شانہ کے قائل تھے، اور کتب عقائد وغیرہ سے بھی امکان خلف وعید وغیرہ مفہوم ہوتا ہے مگر بعض علماء سے جو مولوی لطف اللہ صاحب کولی (۳) سے اور مولوی احمد حسن صاحب مدرس کانپوری (۴) سے دریافت کیا، تو یہ کہا کہ امکان اور قدرت علی الکذب بتا دینی ہے اور کذب پر اللہ تعالیٰ شانہ ہرگز قادر نہیں، محال بالذات ہے کہ سبب نقص کا ہے۔ لہذا آپ کو تکلیف دی جاتی ہے کہ جو بات حق ہو تحریر فرما کر روانہ فرماویں، اگر دلائل بھی ہوں تو بہتر ہے۔

---

(۱) اس تحریر کا یہ حصہ تذکرۃ الرشید ص ۲۶ پر درج ہے، [illegible] رشیدیہ ص ۹۹ میں [illegible] آخر میں [illegible] کے حوالے سے [illegible] رشیدیہ میں موجود نہیں۔ (م)

(۲) [illegible] ص ۲۳ حاشیہ ابصاح الحق الصریح فی احکام المیت والضریح (مطبع الطابع ۱۲۹۶ھ) [illegible]

(۳) [illegible]

(۴) [illegible]

جواب: از بندہ رشید احمد عفی عنہ۔ السلام علیکم

اس مسئلہ میں بحث کرنا بدانجام رکھتی ہے۔ ذات پاک حق تعالیٰ کی ہر عیب سے پاک اور بری ہے، پہلے مسعود احمد(۱) نے پوچھا تھا تو انکار کر دیا تھا، اب آپ کی تحریر پر لکھتا ہوں۔(۲)

اِخبار فی ذاتہ خیر محض ہے، خبر کذب میں جو شر عارض ہوا، بسبب عدم لاحق کے ہوا[یعنی بسبب اس قول کے عدم کے ہوا] کہ خلاف محکی کے ہے۔ کلمہ خبر میں کہ وجود محض ہے، کوئی شر نہیں، پس نسبت کسی چیز کی اور کسی فعل کی الی الخالق، قبیح نہیں ہو سکتی۔

---

(۱) مولانا حکیم مسعود احمد، حضرت مولانا کے بڑے فرزند تھے، والد سے تعلیم حاصل کی، طب پڑھی اور خاص شان کی زندگی گزاری۔ ۲۰ محرم الحرام ۱۳۵۱ھ کو گنگوہ میں وفات ہوئی۔ (بیاض کبیر، شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی [قلمی عکس نسخہ مؤلف مملوکہ راقم سطور]) (نور)

(۲) سوال یہ تھا کہ مولانا شہید اور مولانا نانوتوی امکان کذب کے قائل ہیں اور علم کلام کی کتابوں سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، وعدہ وعید میں خلف (پیچھے رہ جانا یعنی پورا نہ ہونا) ممکن ہے اور یہی امکان کذب ہے۔ مثلاً ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ وعید کی آیت ہے، پس ممکن ہے کہ یہ بات نہ پائی جائے، بلکہ اللہ تعالیٰ مشرک کی مغفرت کر دیں، یہ بات ممکن ہے، یہی امکان خلف وعید ہے اور اسی کا نام امکان کذب ہے، مگر مولانا لطف اللہ صاحب اور مولانا احمد حسن صاحب اس کا انکار کرتے تھے اور اس کو محال بالذات قرار دیتے تھے۔

حضرت نے اس تحریر میں دونوں فریقوں کی تصویب کی ہے، اس تحریر کے آخر میں فرمایا ہے کہ مولانا شہید کی بات برحق ہے مگر ان کے مخالفین نے لفظوں کے ظاہری معنی کے پیش نظر اس تعبیر کو بدعتی قرار دیا ہے اور عوام کو ایسا ہی جواب دینا چاہئے جو امکان ذاتی اور امتناع بالغیر کا فرق نہیں سمجھ سکتے۔

رہی یہ بات کہ مولانا شہید کی بات برحق کیسے ہے؟ اس کو اگر حضرت تعبیر بدل کر سمجھاتے تو بات آسانی سے سمجھ میں آ جاتی، جیسا کہ ہم نے پچھلے نمبر پر لکھا ہے، مگر حضرت نے اسی تعبیر کو برقرار رکھتے ہوئے اس کے برحق ہونے کو واضح کیا ہے، جس کو سمجھنے کے لئے پہلے چار باتیں جان لینی چاہئیں:

۱- ہر کلام خبری کے لئے محکی عنہ ہوتا ہے، پھر اگر نسبت کلامیہ نسبت واقعیہ کے مطابق ہے تو کلام صادق ہے۔ ورنہ کاذب ہے، جیسے: زید نائم علی السریر کلام خبری ہے اور اس میں نسبت ایجابیہ ہے اور خارج میں زید کا چارپائی پر سویا ہوا ہونا محکی عنہ ہے اور یہی نسبت واقعیہ ہے۔ پس اگر واقعۃً زید چارپائی پر سویا ہوا ہے تو یہ کلام سچا ہے، ورنہ جھوٹا ہے۔

۲- ہر چیز اللہ تعالیٰ کے تعلق سے خیر ہے، بندوں کے تعلق سے خواہ وہ شر ہو۔ جیسے توحید اور شرک اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے کے اعتبار سے خیر ہیں، مگر بندوں کے کسب و عمل کے اعتبار سے ایک خیر ہے اور ایک شر۔ پس ایسی صورت میں کہیں گے کہ دونوں باتیں فی نفسہ خیر ہیں اور بالغیر ایک خیر ہے اور ایک شر، اور یہ مضمون حدیث جبرئیل میں آیا ہے۔ تقدیر خواہ اچھی ہو یا بری (یعنی بندوں کے اعتبار سے) اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور ان کی طرف سے دونوں باتیں خیر محض ہیں۔

۳- ایک اصل ہے اور ایک عارض ہے، اصل کے اعتبار سے حکم اور ہو اور عارض کے اعتبار سے حکم دوسرا ہو، یہ بات ممکن ہے، جیسے تازہ دودھ اچھی چیز ہے اور بگڑا ہوا دودھ قابل استعمال ہے۔

۴- محال اور ممتنع کی دو قسمیں ہیں: محال بالذات اور محال بالغیر۔ جیسے اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے ملک سے نکال دیں، یہ بات بالذات محال ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ملک کے علاوہ کوئی ملک ہے ہی نہیں، نکال کر جہاں بھی کریں گے وہ انہی کا ملک ہوگا، اور اللہ تعالیٰ شرک کو بخش دیں، یہ بات محال بالغیر ہے جب وہ اس کی عدم مغفرت کی خبر دے چکے ہیں تو اب بخشش ممکن نہیں ہے البتہ فی نفسہ چونکہ ان کی قدرت ضدین کو شامل ہے، اس لئے بالذات یہ بات ممکن ہے، یعنی عموم قدرت کے پیش نظر اس کا امکان و احتمال ضرور ہے۔

اب جاننا چاہئے کہ اللہ کی دی ہوئی تمام خبریں خواہ ان کا تعلق وعدوں سے ہو یا وعیدوں سے خیر محض ہیں، البتہ اگر وہ وعدہ وعید پورے نہ ہوں تو وہ خبریں جھوٹی ہوں گی اور جھوٹ شر ہے، مگر یہ شر عارضی ہے، چونکہ وعدہ وعید پورے نہ ہوئے اور محکی عنہ کے خلاف ہو گیا اس لئے یہ شر عارض ہوا، مگر اخبار سے اصل لفظ میں کوئی شر نہیں، وہ وجود محض ہے، اس لئے امکان کذب ایک امر عارض ہے، ورنہ اللہ تعالیٰ کی خبریں فی نفسہ صادق ہیں، اور کذب محال بالعرض ہے محال بالذات نہیں جو سبب نقص ہو۔

خلاصہ یہ ہے کہ کذب یا تو محال بالذات ہے یا بالغیر! بصورت اول اس کو اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت نہیں کیا جا سکتا اور بصورت ثانی ثابت کرنا ممکن ہے، کیونکہ اس صورت میں بالذات امکان رہتا ہے، بالغیر استحالہ، یہ نہایت دقیق بات ہے لیکن اگر مسئلہ کی تعبیر بدل دیں اور عموم قدرت سے اس کو تعبیر کریں تو بات بالکل واضح اور بدیہی ہو جائے گی۔ (پالن پوری)

toobaa-elibrary.blogspot.com

[illegible]

استغفر اللہ استغفر اللہ [illegible]

(۳۳) حق تعالیٰ شانہ کے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ و درجہ کیا ہے؟

سوال۔ [illegible]

جواب۔ [illegible]

وکان فضل اللہ علیک عظیما [illegible]

[illegible] علیہ السلام

[illegible] بفضل و رحمۃ [illegible]

[illegible]

لیس کمثلہ شیء (الشوریٰ) [illegible]

[illegible]

رواہ مسلم فی کتاب صفۃ القیامۃ والجنۃ والنار [illegible]

اور فخرِ عالم علیہ الصلوۃ والسلام مخلوق مرزوق محتاج حق تعالیٰ کے:

قَالَ لَئِنْ اَشْرَکْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُکَ وَلَتَکُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ. (الزمر-۱۵)

فرمایا کہ اگر تو نے شریک مان لیا، تو اکارت جائیں گے تیرے عمل اور تو ہوگا، ٹوٹے میں پڑا۔ (ترجمہ شیخ الہند)

اِنْ اَھْلَکَنِیَ اللّٰہُ وَمَنْ مَّعِیَ اَوْ رَحِمَنَا. (سورہ ملک-۲۸) (۱)

اگر ہلاک کر دے مجھ کو اللہ اور میرے ساتھ والوں کو یا ہم پر رحم کرے۔ (ترجمہ شیخ الہند)

پس جس شخص نے نسبت چمار پیش بادشاہ کو، بوجہ ذات آپ کی ذات حق تعالیٰ سے عقیدہ کیا، وہ مصیب ہے اور یہ نسبت امر صحیحہ واقعہ سے بہت کم ہے اور جو بوجہ تقرب کے ایسا عقیدہ کرلے، وہ خلاف عقیدہ اسلام کے ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ایسے مسائل کو علماء جانتے ہیں، عوام کے روبرو کہنا، ان کی فہم سے بڑھ کر کلام کرنا ہے، اغوائے خلق اس میں حاصل ہے۔ اور ایسی بحث عوام کو حرام ہے اور اس امر میں جہلا کی گفتگو موجب کفر کا ہے، کہ جاہل یا حق تعالیٰ کی شان عالی کی تنقیص کر کے کافر ہووے گا، یا فخر عالم علیہ الصلوۃ والسلام کی تذلیل جان کر، کافر بنے گا۔ فقط واللہ یھدی من یشآء الی صراط مستقیم.

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مجموعہ کلاں ص ۱۴۸-۱۴۹)

....

....

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۱) پہلی آیت: سورۃ الشوریٰ کی آیت: ۱۱ ہے، اس کا ترجمہ ہے: اس کی طرح کا کوئی نہیں۔ دوسری آیت سورۃ الزمر کی آیت: ۱۵ ہے، اس کا ترجمہ ہے: بخدا! اگر آپ نے شریک ٹھہرایا تو آپ کا عمل اکارت جائے گا، اور آپ ٹوٹے میں پڑنے والوں میں سے ہو جائیں گے۔ تیسری آیت سورۃ الملک کی آیت: ۲۸ ہے، اس کا ترجمہ یہ ہے: اگر اللہ تعالیٰ مجھ کو اور میرے ساتھ والوں کو ہلاک کردیں یا ہم پر رحم فرمائیں۔

قولہ: بوجہ تقرب: یہ فضل حق کا مقابل ہے، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو کچھ مقام و مرتبہ ہے، وہ بفضلہ تعالیٰ ہے اور اگر کوئی یہ اعتقاد رکھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بالذات یہ مقام حاصل کرلیا ہے، تو یہ بات اسلامی عقیدہ کے خلاف ہے۔ (پالن پوری)

بدعات و رسوم

میلاد اور قیام

(۶۴) کس قسم کی محفل مولود جائز ہے؟ [illegible]

[illegible] حال معلوم ہوا، جواب مسائل یہ ہے

[illegible]

[illegible] کی مجلس میں شریک ہونا بھی منع اور گناہ ہے

[illegible]

(۶۵) مجلس میلاد کی حرمت و کراہت کی وجہ؟ **مسئلہ** [illegible]

[illegible]

[illegible] اس میں چند امور غیر مشروع موجود [illegible]

اول [illegible] بیان کرتے ہیں کہ کہیں ان کی اصل نہیں پائی [illegible] شرع کے خلاف ہیں اور موضوعات اور مفتریات روایات کو بیان کرتے [illegible] کو حرام کرتے ہیں، جس کے [illegible] حدیث شریف میں آیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص مجھ پر جھوٹ باندھے، اپنا

[illegible]

ٹھکانا دوزخ میں کر لے (۱) پس سامع و قاری جملہ گنہگار ہیں، تو ایسی محفل پر اریب حکم حرمت کا ہوگا اور اس میں شریک ہونا حرام کہا جائے گا۔

دوم: چراغ اور شموع زائد از حاجت جلاتے ہیں اور یہ اسراف ہے اور اسراف حرام ہے، چنانچہ قرآن شریف میں موجود ہے کہ مسرفین بھائی شیطان کے ہیں (۲) پس ایسی محفل میں شریک ہونا گناہ ہے۔

سوم: تعیین وقات مولود خوانی اپنی رائے سے کرنا کہ فلاں روز زیادہ ثواب ہے اور فلاں تاریخ میں ضروری، یہ سب بدیں ہے کہ حکم مطلق کو اپنی رائے سے مقید کرنا بدعت قبیحہ ہے۔

چہارم: اہتمام مثل اہتمام نماز، روزہ وغیرہ ضروریات دین بلکہ بقدر زائد، عوام تو اس کو مثل نماز روزہ وغیرہ ضروریات دین نہایت ضروری جانتے ہیں، خواص گو دل میں ضروری نہیں جانتے، مگر معاملہ مثل ضروریات دین کرتے ہیں، یہ بھی سخت بدعت ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے، کہ کوئی آدمی تم میں سے اپنی نماز میں شیطان کا حق و حصہ مقرر نہ کرے، کہ اپنے اوپر ضروری اور لازم کر لے اس بات کو، کہ بعد اتمام نماز اپنی جانب راست ہی کی طرف رخ کر کے بیٹھا کرے، ورنہ اپنی جانب چپ کی طرف رخ کرنے کو برا جانے، کہ اہتمام مولانا امر ممنوع ہے۔ (۳)

عالمگیری میں مرقوم ہے کہ جو امر مباح درجہ اباحت سے بڑھ کر، مثل واجب و سنت شمار کیا جاوے، تو وہ مکروہ اور حرام ہو جاتا ہے۔ (۴) غرض دین و ایمان کا دارومدار اسی پر ہے کہ فرض، واجب و سنت، مستحب و مباح، حرام و مکروہ جملہ احکام کو اپنے اپنے درجہ پر رکھا جائے، اور ہر ایک کا اہتمام و عظمت حسب حیثیت و بقدر مرتبہ کیا جائے، اور مرتبہ ہر ایک کا ضرور محفوظ و مدنظر رہے، ورنہ دین و اسلام برائے نام ہے اور بس۔

---

(۱) من كذب علي متعمدا فليتبوأ مقعده من النار متفق عليه، اس حدیث کی تخریج گزر چکی ہے۔ یہ حدیث جو سند و متن دونوں طرح سے متواتر ہے۔ علامہ ابن جوزی فرماتے ہیں، کہ یہ حدیث نوے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل اور روایت کی ہے، جس میں عشرہ مبشرہ بھی شامل ہیں، اور بعض نے کہا ہے کہ چار سو طرق سے مروی ہے۔ ملاحظہ ہو

"كشف الخفاء ومزيل الالباس عما اشتهر من الاحاديث على السنة الناس" علامہ عجلونی، ص ۲۷۵ ج ۲

(دار احیاء التراث العربی بیروت طبع ثالث ۱۳۵۱ھ) [نور]

(۲) ان المبذرين كانوا اخوان الشياطين وكان الشيطان لربه كفورا (بنی اسرائیل ۲۷) [نور]

(۳) حدیث کے الفاظ یہ ہیں عن عبد الله بن مسعود قال لا يجعل احدكم للشيطان شيئا من صلوته، يرى ان حقا عليه، ان لا ينصرف الا عن يمينه، لقد رأيت النبي صلى الله عليه وسلم كثيرا ينصرف عن يساره متفق عليه رواه البخاري في كتاب الأذان ج ۱ ص ۱۳۰ رقم الحديث ۸۵۲ [رياض ۱۴۰۴ھ - ۱۹۸۳ء] و مسلم في كتاب صلوة المسافرين ج ۱ ص ۳۲۰ رقم الحديث ۷۰۷ [دار طيبه رياض ۱۴۲۷ھ - ۲۰۰۶ء] [نور]

(۴) الف، عالمگیری باب مایتصل بذالک مسائل سجدة الشكر ج ۱ ص ۱۹۰ مطبوعہ کلکتہ ۱۲۵۸ھ (ب) عالمگیری ص ۱۳۶ ج ۱ الباب الثالث عشر، مما يتصل بذلك مسائل سجدة الشكر (مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ ۱۴۰۳ھ) [نور]

toobaa-elibrary.blogspot.com

گر فرقِ مراتب نہ کنی زندیقی

اور تداعی وزیب وزینت، تقسیم شیرینی بروز مولود، یہ سب اہتمام میں داخل ہیں۔

پنجم: محفل مولود میں فُسّاق وفُجّار بہ لباس وصورت غیر مشروع حاضر ہوتے ہیں، ان کے ساتھ بلاضرورت جمع ہونا اور مداہنت کرنا پڑتا ہے، یہ بھی ممنوع ہے۔ بہر حال یہ سب امور مذکورہ وغیر ذلک، مانع جواز حضور محفل مولود، ہمارے زمانہ کے ہیں۔ایسے مجامع میں جانا، ناجائز وممنوع ہے۔

باقی رہا قیام وقت ذکر ولادت، اول تو یہ قیام کسی روایت سے ثابت نہیں اور قرونِ ثلاثہ میں ذکر ولادت پر قیام، کہیں ثابت نہیں ہوا۔ مع ہٰذا! خصوصاً اسی محفل میں قیام کرنا تو ضروری جانا جائے، اور سوائے اس محفل کے اگر کوئی بیان کردے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فلاں تاریخ ویوم ووقت میں پیدا ہوئے، تو کوئی بھی قیام نہیں کرتا۔ یہ تخصیص بلاوجہ بدعت ہے، اور اگر یہ عقیدہ ہو کہ وقت ذکر ولادت، روح پر فتوح حضرت فخر عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام اس محفل میں تشریف لاتی ہے، چنانچہ جہالِ زمانہ ہٰذا کا یہی عقیدہ ہے، تو اس نیت واعتقاد سے قیام عین شرک ہے اور افتراء محض!! اس عقیدہ سے قیام کرنا سخت حرام ہوگا، اور شرکاء اس محفل کے گنہگار ہوں گے۔

الحاصل! ہمارے زمانے کے میلاد میں جانا ممنوع ہے، اور وجہ حرمت وکراہت تحریر بالا سے واضح ہو چکی۔ اب ایسے مولود کو جائز کہنا اہل علم کا کام نہیں، باقی جہال جو چاہیں بکیں اور مانع کو طعن کرنا بھی سخت بیجا ہے، طاعن فاسق ہوگا۔ کیونکہ امر منکر کا منع کرنے والا امتثال امر ونہی عن المنکر کرتا ہے، اس کو طعن کرنا حدیث پر طعن کرنا ہے، اور ایسے مولود کو جائز کہنا محض خطا اور غلطی وجہل قواعد شرعیہ سے ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مجموعہ کلاں ص ۳۵ تا ۳۸)

(۶۶) مروجہ میلاد وقیام بدعت ہیں: قیام مروجہ میلاد بدعت ہے، مکروہ ہے، نہ فرض، نہ واجب، نہ سنت، نہ مستحب، اس کی کہیں اصل نہیں، اختراعِ جہلاء ہے۔ فقط کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد عفی عنہ گنگوہی

(مجموعہ کلاں۔ص ۳۰)

(۶۷) مروجہ مجالس مولود بدعت ہیں: مجالس مولود مروجہ مکروہ وبدعت ہیں، ان کی شرکت بھی ممنوع ہوئی۔ اگرچہ نفس ذکر ولادت مستحسن ہے اور روشنی حاجت سے زیادہ اسراف اور حرام ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مجموعہ کلاں ص ۱۰۲)

(۶۸) مجلس میلاد اور قیام کی شرعی حیثیت؟ سوال: زید نے وقت میلاد قیام نہ کیا، عوام نے

toobaa-elibrary.blogspot.com

تعرض کیا زید [نے] عذر کیا کہ میرے نزدیک مستحب ہے، تارک مستحب گنہگار نہیں، اور اصل وجہ یہ ہے کہ جو کتاب اس وقت ہوئی تھی، اس میں اس موقع پر اشارہ قیام نہیں، اس وجہ سے میں نے قیام نہیں کیا۔ اس پر زید کی تکفیر کی گئی اور اسکے بعد زید نے بار بار کی خوف سے قیام کیا، مگر کفر سے عوام وخواص نے زید کو سبکدوش نہ فرمایا اور علماء نے بھی کہا، کہ پنج وقتہ زید پر لعنت مقدر رکھا جائے اور ریگ دریائے جیحوں، مسجد میں بھی نہ آنے دو اور مواکلت، مشاربت اور مجانست بھی، اسکے ساتھ مت رکھو، اس کے سب ہمراہی وساتھی کافر ہوگئے، اگرچہ نیت اہانت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تھی۔ فقط

جواب: مجلس میلاد اور قیام عند ذکر ولادت کا کہیں ثبوت زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور زمانہ صحابہ وتابعین سے معلوم نہیں ہوتا، یہ امر بعد چھ سو برس کے مخترع ہوا ہے (۱) اور کتب حدیث اور فقہ سے ثابت نہیں ہوتا، کہ بوقت ذکر ولادت قیام مسنون یا مستحب ہو۔ پس ایسے امر پر اہتمام کرنا اور ضروری جاننا محض بدعت ہے۔

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من أحدث فی أمرنا ھذا ما لیس منه فھو رد. الحدیث (۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے ہمارے اس دین میں کوئی نئی بات پیدا کی (یا داخل کی) وہ مردود ہے۔

اگر کوئی شخص وکالۃً عرق ریزی کرکے، اباحت وندب اس مجلس کا وقیام کا مدلل ہووے، تو بھی ہرگاہ کہ اس مجلس کو واجب جاننے لگے، یا عوام اس کو ضروری سمجھنے لگیں، تو یہ فعل بدعت، ناجائز ہوجاتا ہے۔ [ملا] علی قاری شرح مشکوٰۃ میں کہتے ہیں

من أصر علی أمر مندوب وجعله عزما، ولم یعمل بالرخصة، فقد أصاب منه الشیطان من الإضلال. فکیف من أصر علی بدعة أو منکر انتھی (۳)

جس نے مستحب پر عمل کیا اور اس کو ضروری سمجھ لیا اور رخصت پر کاربند نہ ہوا، پس اس کو شیطان نے گمراہی میں ڈال دیا ہے، تو اس کا کیا حال ہوگا جو کسی بدعت یا منکر پر اصرار کرتا ہے۔

(۱) ائمہ مؤرخین نے اس کی صراحت کی ہے۔ [illegible] ۱۹۹۷ء [illegible]

(۲) متفق علیه عن عائشة بخاری کتاب الصلح باب اذا اصطلحوا علی صلح جور فالصلح مردود ص ۳۷۱ ج ۱ (مرآة پارہ ۱۳۱۵ھ) بخاری شریف ج ۱ ص ۱۲۰ رقم الحدیث ۲۶۹۷، [مکتبہ ریاض] و مسلم کتاب الاقضیة، باب نقض الاحکام الباطلة ورد محدثات الامور ج ۲ ص ۸۲ رقم الحدیث ۱۷۱۸، [دار طیبہ ریاض ۱۴۲۷ھ-۲۰۰۶ء] نیز دیکھئے مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنة ص ۲۷ ج ۱ (نسخہ صحیح نور محمد رشیدیہ دہلی) [illegible]

(۳) باب التشھد فی الصلاة الفصل الاول مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص ۳۵۳ جلد ثانی [مکتبہ امدادیہ ملتان ۱۳۹۲ھ] [نور]

toobaa-elibrary.blogspot.com

فتاویٰ عالمگیریہ باب السجدات میں لکھا ہے:

وما يفعل عقيب الصلوٰة مكروه، لأن الجهال يعتقدونها سنة أو واجبة، وكل مباح يؤدي إليه فمكروه. انتهى(۱)

اور جو کچھ (چند لوگ) نماز کے بعد کرتے ہیں، وہ مکروہ ہے، کیوں کہ جاہل لوگ، اس کو دین کا ضروری کام خیال کریں گے، اور ہر وہ مباح جو فسادِ عقیدہ کا سبب ہے، وہ مکروہ ہے۔

پس یہ شخص جو زید کو بہ سبب عدم قیام ذکر ولادت کے، کافر کہتا ہے، جاہل ہے نہ [کہ] عالم، گمراہ ہے نہ [کہ] مہتدی۔ زید ہرگز ہرگز، ترک قیام کے باعث کافر فاسق، عاصی نہیں، ہاں اس مجلس کی شرکت کے باعث گنہگار ہے، اور جو کوئی ایسے مسلمان کو بلاوجہ کافر کہتا ہے، خود کفر کا وبال اس پر عائد ہوتا ہے:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا يرمي رجلٌ رجلاً بالفسوق ولا يرميه بالكفر، إلاّ ارتدت عليه، ان لم يكن صاحبه كذالک. رواه البخاری(۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہ حکم لگائے کوئی شخص کسی کو فسق کا اور نہ کفر کا ورنہ وہ (اسی کہنے والے کی طرف) لوٹ جائے گا اگر وہ (جس کے لئے یہ کہا گیا ہے حقیقت میں) ایسا نہ ہو۔ [ت: نور]

پس یہ جاہل جو زید کو کافر بتاتا ہے خود بلائے کفر میں مبتلا ہے اور زید بوجہ عدم قیام کافر نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی (مہر)

(مجموعہ کلاں ص ۲۷-۲۹)

(۶۹) ذکرولادت کے وقت قیام کے بدعت ہونے کی مفصل بحث:

مسئلہ: وقت ذکر میلاد کھڑے ہونے کی کہیں شرع میں قرونِ ثلاثہ سے اصل ثابت نہیں، جناب فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیر اور حالات اور ولادت کا ذکر، ان قرون میں بطور وعظ وتحدیث وتدریس، ہزار بادفعہ ہوتا تھا، مگر کسی روایت سے کہیں ثابت نہ ہوا، کہ بروقت ذکر ولادت کوئی کبھی کھڑا ہوا ہو، یا کہیں خود جناب فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا کچھ استحباب یا ادب ارشاد فرمایا ہو۔ یہ بات کہ خود جناب علیہ السلام کی تعظیم کو کوئی کھڑا ہو، یہ دوسری بات ہے، مگر آپ کے ذکر ولادت یا غیر ولادت پر

---

(۱) (الف): عالمگیری ص ۱۹۰ ج ۱. ومما يتصل بذالک مسائل سجدة الشكر (مطبوعہ بندر ہوگلی کلکتہ۔ ۱۲۵۸ھ)

(ب): عالمگیری ص ۱۳۶ ج ۱ الباب الثالث عشر ومما يتصل بذالک مسائل سجدة الشكر مکتبہ ماجدیہ، کوئٹہ، ۱۴۰۳ھ) [نور]

(۲) رواہ بخاری عن ابی ذرؓ۔ ص ۸۹۳ ج ۲۔ كتاب الادب باب ما ينهى عن السباب واللعن (مرادآباد: ۱۳۱۵ھ) نیز بخاری شریف ج ۳ جز: ۸: ص: ۱۳ رقم الحدیث: ۲۰۴۵ [مکتبہ ریاض مکۃ المکرمہ ۱۴۰۴ھ/ ۱۹۸۴ء] نیز دیکھئے مشكوة، باب حفظ اللسان و الغيبة، الفصل الاول ج: ۲ ص ۴۱۱. رقم الحديث: ۴۸۱۲. [عكس طبع نور محمد، رشيديه دهلى: ۱۹۵۵ء] [نور]

toobaa-elibrary.blogspot.com

قیام کرنا، ہرگز ہرگز ثابت نہیں ہوسکتا۔ ایک روایت صحیحہ بھی اس باب میں وارد نہیں۔ پس اور تو یہی حجت قیام کے بدعت غیر اصل ہونے کو کافی ہے، کہ ثبوت اس کا قرون ثلاثہ میں ثابت نہیں ہوسکتا۔

اور پھر جب اس قدر غلو ہوجائے کہ اس کو واجب کہنے لگیں، اور تارک پر ملامت ہونے لگے، تو خواہ مخواہ منکر و بدعت ہوجائے گا۔ یہ تو ایک امر محدث ہے، اگر کسی امر ثابت جائز کو بھی عوام واجب جاننے لگیں، وہ بھی ناجائز ہوجاتا ہے۔

عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال لايجعل احدكم للشيطان نصيبا من صلوته، يرى أن حقا عليه أن لاينصرف الا عن يمينه، لقد رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم كثيراً ينصرف عن يساره.(۱)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کوئی بھی اپنی نماز میں شیطان کا حصہ مقرر نہ کرے اس طرح کہ دائیں جانب سے رخ کرنے [پھرنے] کو لازم سمجھ لے، حالانکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو، بار ہا بائیں جانب سے گھومتے ہوئے [بھی] دیکھا ہے۔

قال علي القاري في شرح المشكوة في شرح هذا الحديث من أصر على أمر مندوب وجعله عزما ولم يعمل بالرخصة فقد أصاب منه الشيطان من الإضلال فكيف من أصر على بدعة أو منكر انتهى (۲)

ملا علی قاری، اس حدیث شریف کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں. جس نے مستحب پر ضروری سمجھ کر عمل کیا ور رخصت پر کاربند نہ ہوا، اس کو شیطان نے گمراہی میں ڈال دیا۔ پس کیا حکم ہوگا اس شخص کا، جو بدعت اور منکر پر اصرار کرتا ہے۔ [ت:نور]

اور عالمگیری میں ہے:

ومايفعل عقيب الصلوات مكروه، لأن الجهال يعتقدونها سنة أو واجبة، وكل مباح يؤدي إليه فمكروه. انتهىٰ (۳)

جو کچھ (فرض) نمازوں کے بعد کیا جاتا ہے، وہ مکروہ ہے. کیونکہ جاہل لوگ اس کو دین کا ضروری کام خیال کریں گے، اور ہر وہ مباح کام جس کو واجب سمجھ لیا جائے، مکروہ ہے۔

---

(۱) اس حدیث کی تخریج بھی قریب ہی گزر چکی ہے۔

(۲) مرقاۃ شرح مشکوۃ ص ۳۵۳ ج ۲ (امدادیہ ملتان ۱۳۸۶ھ) [نور]

(۳) (الف) عالمگیری ص ۱۹۰ ج ۱، باب وعما يتصل بذالك مسائل سجدة الشكر مطبوعہ بند ہوگلی ۱۲۵۸ھ) [نور]

(ب) عالمگیری ص ۱۳۶ ج ۱ الباب الثالث عشر مما يتصل بذلك مسائل سجدة الشكر مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ ۱۴۰۳ھ) [نور]

toobaa-elibrary.blogspot.com

پس اولاً ثابت ہوگیا کہ قیام وقت ذکر ولادت، کہیں حدیث وآثار سے قولاً وفعلاً وتقریراً ثابت نہیں ہوسکتا۔ یہ امر خود محدث ہوا۔ اور ثانیاً اگر فرضاً کچھ ثابت بھی ہو جاوے، تو واجب وسنت ومستحب تو ہرگز نہیں ہوسکتا، کیوں کہ واجب وہ حکم ہے کہ نص قطعی الثبوت ظنی الدلالۃ، یا نص ظنی الثبوت وقطعی الدلالۃ سے ثابت ہو، اور یہاں در باب قیام کے کوئی نص بھی قوی یا ضعیف نہیں، اور سنت اس حکم کو کہتے ہیں کہ مواظبت جناب فخر عالم علیہ الصلوۃ والسلام یا خلفائے راشدین کی اس پر ثابت ہو، اور یہ فعل ایک بار بھی ثابت نہیں ہوا، تو سنت کیا مندوب ومستحب بھی نہیں ہوسکتا۔ نہایت الامر اباحت وادب ثابت ہوگا اور جب کسی امر مباح کو واجب بنایا جائے، تو وہ خود بدعت ومکروہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ قول ابن مسعود اور ملا علی قاری اور روایت عالمگیریہ سے اوپر ثابت ہو چکا ہے۔

بہر حال اس قیام کو واجب کہنا حرام ہے اور کہنے والا فاسق مرتکب کبیرہ کا ہے، کیوں کہ جو فعل مستحب ومندوب بھی نہ ہو، اس کو واجب کہنا خود مجادلہ شارع علیہ السلام سے کرنا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ:

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ ۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝ (النساء:۱۱۵)

ترجمہ: اور جو کوئی مخالفت کرے رسول کی جب کہ کھل چکی اس پر سیدھی راہ اور چلے سب مسلمانوں کے رستہ کے خلاف تو ہم حوالہ کریں گے اس کو وہی طرف جو اس نے اختیار کی، اور ڈالیں گے ہم اسکو دوزخ میں، اور وہ بہت ہی بری جگہ پہنچا۔ (ترجمہ شیخ الہند)

الغرض قیام ذکر ولادت، بایں وجہ ہے کہ ان لوگوں کو کوئی حدیث موضوع، در باب ثواب قیام مذکور ملی ہو، یا کسی بزرگ کا قول یا فعل ان کو معلوم ہو، کہ اس کے موافق ثواب جان کر قیام کرتے ہیں اور یہ معلوم ہو چکا ہے کہ احادیث غیر معتبر وموضوعہ سے ثواب وعقاب کا ثبوت نہیں ہوتا، اور قول وفعل بزرگوں سے بھی جواز واستحباب ثابت نہیں ہوتا، جب تک کہ کوئی دلیل شرعی موجود نہ ہو۔ پس باوجود امور مذکورہ [کے] ہرگز یہ فعل موجب ثواب ومستحسن نہیں ہوسکتا، بلکہ بدعت ہی رہے گا، اور بالفرض اگر کوئی امر مبیح یا موجب ثواب بھی ہوگا، تو بعد تسلیم درجہ ندب سے نہ بڑھے گا اور اگر عوام اس قیام کو ضروری جانیں گے، تو حسب تحقیق مذکور ندب سے بدعت وکراہت میں آجائے گا۔ بہر حال یہ فعل سراسر حماقت ہے، کیوں کہ اگر یہی وجہ قیام کی ہے تو قیام بروقت ولادت آپ کے ہونا چاہئے، نہ یہ کہ ہر روز، اس کی نقل کیا کریں، اور آپ کی حالت ولادت کا سانگ بنایا جائے، معاذ اللہ! اور مثل کفار ہنود، کہ کنہیا کے پیدا ہونے کے روز اس کے جنم لینے کا سانگ اور نقل کرتے ہیں، یا روافض کہ ہر سال شہادت اہل بیت کا سانگ بناتے ہیں۔ یہ اعداء سنت آپ کی ولادت شریفہ کو فرض کر کے ہر روز ولادت قرار دیتے ہیں اور یہ خود حرام وقبیح اور حماقت ہے، شرع میں کہیں اس کی [کوئی] نظیر نہیں، کہ ایک فرضی امر کے ساتھ معاملہ حقیقت کا کیا جائے۔ اگر عید وجمعہ وغیرہ میں اعادہ ہے، تو بہ سبب حدوث اسباب اور تکرار وجود سبب نعمت کے ہے، اور جمعہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

میں شناعت [illegible] کی وجہ سے [illegible] میں یا مجلس ذکر میلاد میں [illegible] فخر عالم علیہ السلام [illegible] خوشی [illegible] سے خوش عقیدت ہوتے ہیں [illegible] حرام اور موجب تشبہ بالفساق ہے۔

[illegible] قیام [illegible] سند نہیں ہے۔ معرفا سد میں [illegible] تشریف فخر عالم علیہ السلام [illegible] مجلس [illegible] مجالس [illegible] فساق اور مجمع بدعات [illegible] تشریف [illegible] تو یہ عقیدہ [illegible] [illegible] عقیدہ [illegible] ہوگا اور در باب عقائد نص قطعی کی [illegible] [illegible] کا ثبوت نہیں [illegible] صحابہ [illegible] موضوعات ہے [illegible] عالم غیب علیہ السلام [illegible] [illegible] قطعیہ عقیدہ ثابت نہیں ہو سکتا اور یہاں [illegible] [illegible] فاسد وسوسہ شیطانی ہوگا اور اس کا تابع مجلس خیال فاسد ہوگا

حاصل [illegible] قیام [illegible] صورت [illegible] بدعت [illegible] اور صورت ثانیہ حرام و کبیرہ [illegible] اور صورت ثالثہ [illegible] [illegible] شیطانی [illegible] یہ قیام کسی وجہ سے شرع نہیں، اس کو واجب کہنا صراحت خلاف شرع [illegible] عقل سے احکام ثابت [illegible] حق تعالیٰ ہم کو [illegible] سے بچاوے اور [illegible] یہ بھی واضح ہوگیا کہ مجلس میلاد فی زمانا بدعت [illegible] بدعت [illegible] واللہ تعالیٰ اعلم [illegible] رشید احمد گنگوہی

(مجموعہ فتاویٰ ص ۸۰-۸۲)

(۷۰) میلاد میں قیام کے ممنوع اور بدعت ہونے کی وجہ؟

مسئلہ: قیام وقت [illegible] بدعت [illegible] تعظیم وقت استماع نام پاک حق تعالیٰ [illegible] ان میں بھی [illegible] ہے اور وقت [illegible] معظم [illegible] بھی [illegible] ثابت [illegible] وجہ ہے کہ آپ کا نام پاک صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible]

[illegible] الی سعد [illegible] قیام [illegible]

[illegible] النبی صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] علی [illegible]

[illegible]

تو بعد تسلیم مشروعیت، اس وقت اور اس ہیئت ومجلس اور اس ذکر ولادت کے ساتھ، کیا وجہ تخصیص قیام کی ہے، جب نام پاک سنا جائے، قیام چاہئے، حالانکہ اذان اور اقامت میں قیام نہیں کرتے۔ بہرحال یہ تخصیص بدعت ہوگی۔

اور اگر بایں وجہ قیام ہے کہ آپ کی روح پاک صلی اللہ علیہ وسلم اس محفل میں تشریف لاتی ہے، تو خود اندیشہ شرک کا ہے اور اگر اس وقت ولادت کا یہاں نقشہ تصور کر کے یہ قیام ہے، تو خود ایک تصویر پرستی اور مشابہت بت پرستاں اور اپنے خیال کے عابدوں کے ساتھ تشبہ ہے، یہ اشد بدعت ہے۔ فقط

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ کلاں ص ۷۹-۸۰)

(۷۱) محفل ذکر ولادت کا شرعی حکم؟

سوال: ذکر ولادت ومعجزات بلا ذکر وفات بشرطِ خلو، از بدعات ومنکرات، محض بنظر ثواب نہ بطور رسم ہدایت ہے یا ضلالت، اگر ہدایت ہے تو تداعی بموجب ارشاد نبوی:

من دعا الی هدی کان له من الأجر مثل أجور من تبعه. الحدیث رواه مسلم(۱)

جس نے کسی کو بھلائی کی طرف بلایا، تو اس کے لئے ان لوگوں کے عمل کے برابر ثواب ہوگا، جس نے اس [کے بلانے کی وجہ سے] پر عمل کیا۔ (ت: نور)

کرنا درست ہے یا نہیں؟ اگر درست نہیں ہے تو صورت اجتماع کے واسطے ذکر ولادت کے، کہ جس کی نسبت شاہ محمد اسحاق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، مأۃ مسائل میں اجازت فرماتے ہیں، کیا ہے۔ وعبارته هکذا:

وقیاس عرس، بر مولود شریف غیر صحیح است، زیرا کہ در مولود ذکر ولادت خیر البشر است، وآں موجب فرحت وسرور است، ودر شرع اجتماع برائے فرحت وسرور کہ خالی از بدعات ومنکرات باشد آمدہ۔ فقط(۲)

عرس کو مولود شریف پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہے، اس لئے کہ مولود میں خیر البشر (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ولادت کا ذکر ہے، وہ تازگی اور خوشی کا ذریعہ ہے اور شریعت میں مسرت وخوشی کے ایسے موقعوں پر جو بدعتوں اور برائیوں سے خالی ہو، جمع ہونے کی اجازت ہے۔

جواب: نفس ذکر ولادت ومعجزات وسیر فخر عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام ادب ومستحب ہے، مگر جو اس کے ساتھ کوئی امر مذموم شرعی مضموم ہو جاوے گا تو مکروہ اور حرام اور بدعت بن جائے گا۔ یہ امر متفق علیہ تمام امت کا ہے اور اہتمام وتداعی نوافل صلوٰۃ میں کہ ذکر ولادت سے بمراتب زیادہ ہے، فقہاء نے مکروہ تحریمی ہی لکھا ہے، سب کتب فقہ میں صریح منقول

(۱) الف: صحیح مسلم ص ۳۴۱، ج ۲۔ کتاب العلم، باب من سن سنة (مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۱۹ھ)

ب: ص ۱۲۳۴ جلد دوم۔ رقم الحدیث: ۶۷۴۰۲ ت: ابوقتیبہ نظر محمد فاریابی [دار طیبہ ریاض: ۲۰۰۶ء] [نور]

(۲) مأۃ مسائل، ص ۳۰۔ سوال پانزدہم (مطبع مصطفائی: ۱۲۸۳ھ) [نور]

toobaa-elibrary.blogspot.com

[illegible]

[illegible] جناب فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible] حق درست نہیں ہوسکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(۷۲) ذکر ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت قیام؟

[illegible]

ثانیاً [illegible]

بہرحال [illegible] اہل بدعت [illegible] فقط

عاشورا ومحرم سے متعلق احکام ومسائل

(۷۳) عشرہ محرم میں حلیم کھانے، شربت پلانے اور دیگر بدعات کا حکم؟ سوال: عشرۂ محرم میں حلیم پکانا اور شربت پلانا درست ہے، یا نہیں؟ یا جو خوش عقیدہ ہیں وہ اس میں داخل ہیں، اور عشرہ محرم میں نوافل بجماعت پڑھ کر، روح پرفتوح حضرت حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو، ثواب پہنچانا درست ہے، یانہیں؟

جواب: شربت وحلیم سب بدعت ہیں اور رسم روافض ہے، خواہ بدعقیدہ کرے خواہ خوش عقیدہ۔ بدعت خوش عقیدہ سے زیادہ تر معیوب ہے، نوافل عشرہ [محرم] بھی بدعت [ہیں] خصوصاً بجماعت، مکروہ تحریمی ہیں۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم۔

رشید احمد گنگوہی

الف: مجموعہ کلاں ص ۲۷ ب: مجموعہ فتاویٰ، مکتوبہ مولانا عبد الغفور چندیانوی ۱۳۱۱ھ ص ۴

ج: مجموعہ فتاویٰ مرتبہ ومکتوبہ: مولانا احمد شاہ حسن پوری۔ (بلاسنہ) ص ۳

(۷۴) عشرہ محرم میں ذکر شہادت پڑھنا، روزہ رکھنا اور صدقہ دینا کیسا ہے؟ سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں: عشرہ محرم کو ذکر شہداء بیان کرنا اور اسی عشرہ میں روزہ رکھنا اور خیرات کرنا کیسا ہے؟ اس کا جواب کتب معتبرہ سے دیجئے۔ **بینوا توجروا.**

جواب: عشرہ میں ذکر شہادت پڑھنا حرام ہے، اس واسطے کہ بہ مشابہ رافضیوں کے ہے، وہ اس ایام میں اس ذکر کو افضل عبادت جانتے ہیں، اور حدیث میں ہے کہ جو کوئی کسی قوم سے مشابہ کام کرے، وہ ان میں ہی ہے (۱) پس ایسا کام کرنا رافضی ہونا ہوا۔ اور روزہ عشرہ کی نویں کو مستحب ہے (۲) اور خیرات وصدقہ دینا سب روز درست ہے، اس دن میں

(۱) من تشبہ بقوم فهو منهم. رواہ احمد عن ابن عمر رقم الحدیث: ۵۱۱۴-۵۱۱۵. ص: ۵۱۶/ج: ۴. تحقیق علامہ احمدمحمدشاکر وابو داؤد، کتاب اللباس باب فی لبس الشهرة ص: ۵۵۹ [مطبع اصح المطابع، کلکتہ:] نیز باب مذکور ابو داؤد ج: ۴/ص: ۳۹۱ رقم الحدیث ۴۰۳۱ [دار القبلہ، للثقافة الاسلامیہ. طبعہ ثانیہ جدہ ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء] [نور]

(۲) روزہ عشرہ کی نویں کو مستحب ہے، یعنی دسویں کے ساتھ نویں کو بھی روزہ رکھے، کیونکہ نبی پاک علیہ السلام نے فرمایا تھا، اگر میں آئندہ سال تک زندہ رہا، تو نویں کا بھی روزہ رکھوں گا۔ (پالن پوری)

عن ابن عباسؓ، حین صام رسول اللہ ﷺ عاشوراء و امر بصیامہ، قالوا یارسول اللہ انه یوم یعظمه الیهود والنصاریٰ، فقال رسول اللہ ﷺ لئن بقیت الی قابل لاصومن التاسع. رواہ مسلم ج: ۱ ص ۳۵۹. [مطبع مجتبائی دهلی: ۱۳۱۹ھ] نیز صحیح مسلم ج: ۱/ص: ۵۰۵ رقم الحدیث ۱۱۳۴ [دار طیبہ ریاض: ۱۴۲۷ھ-۲۰۰۶ء] [نیز دیکھئے مشکوۃ باب صیام التطوع الفصل الاول، ص ۱۷۸-۱۷۹. [طبع نور محمد، رشیدیہ دهلی: ۱۹۵۵ء] نیز مشکوۃ شریف ج: ۲/ص: ۸۱۰ رقم الحدیث: ۲۰۴۱ [مکتبہ التوبہ، ریاض ۱۴۲۳ھ-۲۰۰۳ء]

toobaa-elibrary.blogspot.com

بھی [illegible] ہے کہ تخصیص کی زمانہ میں صورت بدعت سے کسی کام کو بدون اجازت شرع کے خاص کرنا معصیت [illegible] صحیح فرمایا ہے۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(مجموعہ کلاں ص [illegible]) کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(۷۵) عشرہ محرم میں ذکر شہادتین صحیح نہیں

عشرہ میں اور روز عشرہ کے [illegible] مکروہ [illegible] اور [illegible] میں [illegible] مشابہت [illegible] سے [illegible] ہے۔ فقراء کو کھانا کھلانا بدون [illegible] چھپے اگر خصوصیت [illegible] نہ کرنا اور کسی کو جو [illegible] اجابت کا ثواب بخشنا درست ہے۔ فقط

(مجموعہ کلاں ص [illegible])

(۷۶) تعزیہ نکالنے اور محرم کے مہینہ کی اور بدعات کا حکم؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تعزیہ داری کرنا اور بچوں کو طوق بیڑی پہنانا اور ماتم کرنا اور بعوض [illegible] تا وغیرہ، اور [illegible] موقع شہادت وغیرہ مجالس میں بیان کرنا اور [illegible] پر رونا اور رلانا اور [illegible] کے واسطے اعتقاد تعزیت کرنا موجب ثواب ہے یا باعث عقاب اور نوحہ اور مرثیہ خوانی کرنا کیسا ہے اور یزید کے بارے میں کیا اعتقاد رکھنا چاہئے؟ بینوا توجروا

جواب: تعزیہ بنانا اس میں شرکت ہونا اس پر چڑھاوا چڑھانا یا منت ماننا، یا عشرہ محرم میں شہادت حسین کرنا رونا پیٹنا، چلانا نوحہ کرنا، کپڑے پھاڑنا یہ سب نا درست ہے اور بدعت سیئہ ہے اور یزید کو برا کہنا خلاف حیاء ہے۔ فقط۔ واللہ اعلم

بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

تصدیق: تعزیہ داری کرنا وغیرہ امور مذکورہ فی السوال ناجائز بدعت ہیں اور موجب عقاب اور یزید [illegible] کیا سب کی پھبتی کرنا اس کو گالی دینا نہ کہنا چاہئے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

لا تسبوا الأموات فإنهم قد أفضوا إلى ما قدموا رواه البخاري (٢) كما في بلوغ المرام
والله تعالى أعلم بالصواب الراقم سيد محمد عبد السلام غفرله

[illegible] تحفہ [illegible] ص ۳۵ ۲۸ [illegible]

---

(١) [illegible] في الحبيب [illegible] [illegible]

٢ [illegible] صحيح البخاري [illegible]

میت سے متعلق رسوم وبدعات اور ان کے احکام ومتعلقات

(۷۷) ایصال ثواب کے لئے وقت کی تعیین کیسی ہے؟ مسئلہ

[illegible]

(مجموعہ کالا ص ۹۰)

(۷۸) میت کے ایصال ثواب کے لئے جمع ہوکر قرآن شریف پڑھنا؟ مسئلہ

[illegible]

[illegible] میت [illegible] مستحب [illegible] اجتماع مخصوص [illegible]

[illegible] بدعت [illegible] منہی عن تفہیم المسائل [illegible]

ترجمہ [illegible] تخصیص [illegible] مستحب [illegible]

[illegible] اجتماع [illegible] میت کی [illegible]

[illegible] نفع عمل [illegible]

شیخ [illegible] شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ [illegible]

[illegible] شیخ علی متقی [illegible] شیخ عبد الحق محدث دہلوی [illegible]

میں لکھتے ہیں

لأن الاجتماع للقراءة بالقرآن على الميت بالتخصيص في المقبرة أو المسجد أو البيت بدعة مذمومة لأنه لم ينقل من الصحابة رضي الله تعالى عنهم شيء وفيه ترك للآداب والأنواع منهي من تفهيم المسائل

ترجمہ [illegible] پہلے کسی شخص کے مرنے کے بعد [illegible] کے لئے مخصوص قبرستان میں، مسجد میں یا گھر میں کسی ہونا بری بدعت ہے [illegible] صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اس سلسلہ میں [illegible] اور [illegible] کسی طرح سے چھوڑتا ہے [illegible] منع ہے (تفہیم المسائل)

ور رسالہ تخصیص السنن مرقوم است

إن هذا الاجتماع في اليوم الثالث مخصوص ليس فيه ترجيح ولا فيه وجوب ولا فيه سنة ولا فيه استحباب ولا فيه منفعة ولا فيه مصلحة في الدين بل فيه لعن ومذمة وملامة على السلف حيث لم يتيسر له [illegible] على النبي صلى الله عليه وسلم حيث ترك حقوق الميت [illegible] على الله سبحانه تعالى حيث لم يكمل الشريعة

وقد قال الله تعالى في تكميل الشريعة اليوم أكملت لكم دينكم وأتممت عليكم نعمتي [illegible]

[illegible]

[illegible]

وقد قال الله تعالى وتمت كلمت ربك صدقا وعدلا لا مبدل لكلماته ... المحرر

حرام لتحصيله هذه القبائح وغيرها من تفهيم المسائل فقط

[illegible]

(۷۹) موجودہ مروجہ عرسوں میں شریک ہونا کیسا ہے؟ سوال [illegible]

[illegible]

(۸۰) کھانے پر فاتحہ دینا بدعت ہے [illegible]

[illegible]

ہے، اور میت کے سوم یا چہلم میں کلمہ شریف نخود پر واسطے شمار کے، یا کلام اللہ شریف پڑھ کر، یا بلا خیرات صدقہ دے کر، اس کا ثواب میت کو پہنچانا، کون سی آیت اور احادیث صحاح ستہ سے منع ہے، جواب عنایت ہو۔ فقط

جواب: طعام پر بطور معروف قرآن شریف پڑھنا اور ہاتھ اٹھا کر دعا، ایصال ثواب کرنا طریق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب کرام اور قرون ثلاثہ وفقہائے امت رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین نہیں ہے، ایک امر جدید اور محدث ہے: الحدیث.

ایاکم و محدثات الأمور فان کل محدثة بدعة وکل بدعة ضلالة (۱)	ترجمہ: تم نئی باتوں سے بچو، کیونکہ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ (ت نور)
و حدیث وشر الأمور محدثاتها (۲) (رواه الترمذی و البخاری) (۳)	ترجمہ: [دین کی] باتوں میں سب سے بری وہ باتیں ہیں [جو نئی ایجاد ہیں] (ت نور)

بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا (۲) مسند الفردوس، دیکھئے الفردوس بمأثور الخطاب، ۳ ۹ ۵، رقم الحدیث ۵۶۲۱ ملاحظہ ہو الف نصب الرایہ للزیلعی ص ۳۴۶ ج ۴ مترجمہ مجلس علمی دابھیل دار المامون قاہرہ ۱۳۵۷ھ ۱۹۳۸ء ب من کثر سواد قوم فهو منهم، هکذا رواه ابن المبارک في الزهد عنه موقوف من غير القصير السابق وقد روي مرفوعا من حديث ابن مسعود، ان رجلا دعا ابن مسعود الى وليمة فلما جاء ليدخل سمع لهوا فلم يدخل فقيل له، فقال اني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول وذكره، وزاد ومن رضي عمل قوم كان شريك من عمل به اخرجه ابو يعلى وعلي بن معبد في كتاب الطاعة والديلمي وله شاهد من حديث ابن عمر عن احمد وابي داود من تشبه بقوم فهو منهم ملاحظہ ہو اتحاف السادة المتقين للزبیدی ص ۱۳۹ ج ۶ [دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان] [نور]

۳ [illegible] (اصل کتاب کے بعد) شامل ہے روایت ۴۲ صفحہ ۱۲ باب استماع اللهو (مجلس احیاء المعارف مالیگاؤں ۱۳۸۵ھ) [نور]

(۱) رواه احمد ۴ ۱۲۶، المکتبة الاسلامی بیروت بلا سنہ نیز مسند احمد ت حمزہ احمد الزین [مسند العرباض بن ساریہ من مسانید الشامیین ج ۳ ص ۹۰ رقم الحدیث ۱۷۰۷۹ [دار الحدیث القاهرہ ۱۹۹۵ء] والترمذی فی کتاب العلم باب ما جاء في الاخذ بالسنة واجتناب البدع ج ۵ ص ۴۳ رقم الحدیث ۲۶۷۶ ت کمال یوسف الحوت، [دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان، سنن ترمذی ج ۲ ص ۹۲ مطبع احمدی میرٹھ ۱۲۸۳ھ وابو داؤد في کتاب السنة ج ۵ ص ۱۹۳ رقم الحدیث ۴۶۰۷ [دار القبلة للثقافة الاسلامیہ جدہ، بیروت ۱۴۲۵ھ ۲۰۰۴ء وابن ماجه في کتاب السنة، حدیث ۴۲ و ۴۳ عن العرباض بن ساریہ [نیز] مشکوة، باب الاعتصام بالکتاب و السنة الفصل الثانی ص ۳۰ عکس اصح المطابع رشیدیہ دہلی ۱۹۵۵ء ابو داؤد کتاب السنة باب في لزوم السنة ص ۹۳ الجلد الخامس رقم الحدیث ۴۶۰۷ ت الشیخ محمد عوامہ موسسہ الریان بیروت لبنان ۲۰۰۴ء]

(۲) بخاری کتاب الاعتصام باب الاقتداء بسنن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ص ۱۰۸۱ ج ۲ (مرادآباد ۱۳۱۵ھ) بیروت ج ۴ ص ۵ رقم حدیث ۷۲۷۷ [illegible] ۱۴۰۷ھ ۱۹۸۷ء نیز دیکھئے مشکوة باب الاعتصام بالکتاب والسنة الفصل الاول ص ۲۷ مطبع مذکور جلد اول بیروت ص ۹۰ جلد اول رقم الحدیث ۱۶۵ [مکتبة التوبة ۲۰۰۳ء بیروت ص ۹۰ جلد اول رقم الحدیث ۱۴۱ [مکتبة التوبة ۲۰۰۳ء

(۳) یعنی پہلی روایت امام ترمذی نے اور دوسری امام بخاری نے روایت فرمائی ہے۔ (نور)

toobaa-elibrary.blogspot.com

اس کو رد کرتی ہے اور ثواب اہل طعام کی نیت سے پہنچتا ہے یا ہرزہ سرائی آکل سے، البتہ اگر کھانے والا للہ قرآن شریف پڑھ کر ثواب پہنچادے، تو نیت قاری کی معتبر ہے۔ سو بعد فراغ از طعام یا دو چار گھڑی قبل پڑھنے سے کون منع کرتا ہے اور ہیئت مخصوص کی کیا دلیل جواز ہے، لاریب! یہ طریقہ جدید خلاف طریق سنت ہے، اور لوگ اس کو سنت جان کر کرتے ہیں اور عوام جہال تو ضروری جانتے ہیں، بلکہ ایصال ثواب ایسی ہیئت خاص پر موقوف سمجھتے ہیں، یہ عین بدعت وضلالت ہے، اگر مباح امر کو بھی مؤکد سمجھا جائے، تو ناجائز وحرام ہو جاتا ہے، چنانچہ کتب فقہ میں جا بجا مذکور ہے، چہ جائیکہ امر محدث فی الدین، خلاف ادب طعام ہو، امام محمد غزالی احیاء العلوم میں فرماتے ہیں: ادب طعام ہے کہ بعد آنے روٹی کے سالن کا انتظار نہ کرے کہ ترک ادب طعام ہے۔(۱) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لاصلوٰة بحضرة الطعام (۲) کھانے کی موجودگی میں، نماز صحیح نہیں ہوتی۔ (ت: نور)

جب وقت حضور طعام نماز وقرآن کا محل نہ رہا، تو اس محل پر قرآن پڑھنا بدعت ہوگا، پھر جب سنت جان کر پڑھا تو گمراہی پر گمراہی ہوئی۔ اے کاش! یہ عوام کالانعام، اگر اس کو خلاف طرز سنت جان کر بھی کرتے، بھلا کچھ تو گمراہی کم ہو جاتی اور فی الجملہ قریب اباحت ہو جاتا، عمومات احادیث صحاح سے تو بدعت ہونا، اس فعل کا معلوم ہوتا ہے۔ اب بنظر دقیق یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ فعل مُحدَث کفار ہنود سے ماخوذ ہے، لہٰذا فقہاء اس صورت خاص کا کچھ ذکر نہیں کرتے اور کسی ولایت میں یہ فعل مروج نہیں۔ چنانچہ ظاہر ہے مگر ہاں جہال کہیں..... حضرات جہال ہندوارد ہوں۔ کفار ہنود طعام پر اشلوک کا شاستر پنڈت سے پڑھواتے ہیں، ان بدنام کنندہ مسلمانوں نے قرآن شریف پڑھوانا شروع کر دیا۔ الغرض اس فعل محدث میں تشبہ بالہنود ہے:

من تشبه بقوم فهو منهم. (۳) جس قوم نے کسی اور قوم کی مشابہت اختیار کی، وہ اسی قوم کے ساتھ شمار ہوگی۔ (ت: نور)

---

(۱) من كرامة الخبز ان لاينتظر به الإدام إحياء العلوم، الباب الاول، فيما لابد للاكل ... القسم الاول فى الآداب ص ۴ ج ۲ (مطبع مصريه، مصر، ۱۲۷۸ھ) (نور)

(۲) رواه مسلم عن عائشة، ص: ۲۰۸ جلد اول كتاب المساجد و مواضع الصلوة، باب كراهة الصلوة بحضرة الطعام [مطبع مجتبائى دهلى: ۱۳۱۹ھ] نیز باب مذكور ص ۲۵۱ جلد اول رقم: ۵۶۰ ت ابو قتيبه نظر محمد فاريابى [دار طيبه، رياض ۲۰۰۶ء] حدیث کے الفاظ یہ ہیں "لاصلوة بحضرة طعام ولاهو يدافع الاخبثان" [نیز دیکھئے مشكوة كتاب الصلوة باب الجماعة و فضلها ص ۹۶ ج ۱ [نقل اصح المطابع، رشيديه دهلى ۱۹۵۵ء] نیز باب مذكور ج: ۱/ ص: ۳۳۹ رقم الحديث: ۱۰۵۷ [مكتبة التوبه، دار ابن حزم، بيروت: ۱۴۲۳ھ/ ۲۰۰۳ء] (نور)

(۳) رواه احمد ۲/ ۵۰، [دار الفكر بيروت: ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء] نیز ج: ۴ ص: ۵۱۲ رقم الحديث: ۵۱۱۵ [دار الحديث القاهره ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۵ء] وابو داؤد، ج: ۲، ص: ۵۵۹ [نقل اصح المطابع، دار الاشاعت الاسلاميه كلكته ۱۴۰۰ھ] كتاب اللباس باب فى لبس الشهرة، نیز باب مذكور ج: ۴ ص: ۱۹۱ رقم الحديث: ۴۰۲۷ دار القلبة بيروت: ۱۴۲۵ھ/ ۲۰۰۴ء رقم الحديث: ۴۰۲۷ [نیز دیکھئے مشكوة. كتاب اللباس الفصل الثانى ج: ۲/ ص ۳۷۵] نیز ج: ۳ ص: ۱۲۳۵ رقم الحديث ۴۳۴۷ مكتبة التوبة بيروت لبنان طبعه اولى ۱۴۲۳ھ/ ۲۰۰۳ء (نور)

شیخ الاسلام، کتاب کشف الغطاء میں فرماتے ہیں

وآں چہ بعد از سالے یا شش ماہی یا چہل روز در یں دیار پزند، و در میان برادران بخش کنند، چیزے داخل عتبار نیست و بہتر آن ست کہ نخورند۔ انتھی (۱)

ترجمہ اور جو کچھ کہ (کسی مرنے کے) ایک سال، یا چھ مہینے یا چالیس دن کے بعد، یہ ہمارے علاقوں میں پکاتے ہیں اور اپنی برادری میں تقسیم کرتے ہیں، ان میں کوئی بات بھی بھروسہ کے قابل نہیں ہے۔ اچھا یہ ہے کہ ایسے کھانے کو نہ کھائیں۔

الحاصل میت کو ایصال ثواب طعام، بغیر قیود زائدہ اور بلا تکلف حقوق ورثہ ہر دن جائز وسنت ہے، اور یہ قیود مروجہ مشہورہ بدعت ہیں، اور بدعت کا مردود ہونا، او پر حدیث شریف سے ثابت ہو چکا ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

رشید احمد گنگوہی (مجموعہ کلاں ص ۱۵۱، ۱۵۲)

(۸۱) کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھنا کیسا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین۔ کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھنا مسنون ہے، یا بدعت؟

دوم بعد دفن جنازہ قبر پر فاتحہ پڑھنا اور مردہ کے واسطے دعاء خیر کرنا جو بظاہر مسنون ہے علاوہ اس کے پنجاب میں یہ طریقہ ہے کہ ستر قدم ہو کے قبر سے آکر دعا مردہ کے واسطے کرتے ہیں، یہ دعا کرنا مسنون ہے، یا بدعت؟ بینوا توجروا

جواب: اس طرح فاتحہ خوانی بدعت اور مکروہ ہے، نہ کرنا چاہئے، اور بعد دفن کے اگر فاتحہ پڑھ کر مردہ کو ثواب پہنچا دیویں تو درست ہے، سوا اس طرح ستر قدم لوٹ کر بدعت اور ایجاد جہلاء ہے۔ ہرگز ہرگز نہ کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مجموعہ کلاں ص ۲۰۵)

(۸۲) چنے کے دانوں پر کلمہ طیبہ پڑھنے کا اہتمام کیسا ہے؟

سوال: نخود بریاں پڑھنے جیسے ہیں کہ ان پر کلمہ طیبہ پڑھا جاتا ہے اور مقصود پڑھنے سے یہ ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے (۲) جس شخص پر ستر ہزار (۷۰۰۰۰) مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھا جاوے، تو وہ شخص بخشا جاتا ہے، تو وہ کلمہ ان پر پڑھا جاتا ہے، تو قرآ میں پڑھنا جائز ہے یا نہیں ہے؟

---

(۱) کشف الغطاء، تالیف مولانا شیخ الاسلام دہلوی از اخلاف شیخ عبدالحق محدث، ص ۲۳، فصل در ختم باقر (مطبع احمدی) ۱۲۷۲ھ)

(۲) یہ بات عوام میں مشہور ہے مگر اس کی اصل کتب حدیث میں نہیں ہے۔ یہ بات ملا علی قاری نے کہی ہے، بعض اہل کشف نے اسے بیان کیا ہے لیکن حدیث کہنا درست نہیں۔ (نور)

جواب : نخود کا مسئلہ بھی یہی ہے کہ تخصیص دانہ نخود کی ایسی، کہ اس کا ترک گراں بار طبع ہو مکروہ ہے۔ پس یہ کلمہ خوانی بوجہ اس تخصیص کے اور تعیین یوم ثالث کے مکروہ ہے، نہ نفس کلمہ خواندنی۔ اگر کلمہ خوانی بغیر اس امر مذموم کے ہو، یا اندیشہ ہے، درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (مجموعہ کلاں ص ۹۹، ۱۰۰)

(۸۴) رسوم سوم کی حقیقت اور اس کے ثبوت میں پیش کی گئی، ایک حدیث پر نظر: سوال: بعض

لوگ بنا بر جواز رسم سوم، یہ حدیث حجت لاتے ہیں:

عن عبد الله بن عمر قال قال النبی صلی الله علیه وسلم من قال لا اله الا الله الف الف مرة وجعل ثوابها للمیت غفر الله له وان کان مستوجبا للعقوبة

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا جس شخص نے ایک لاکھ مرتبہ لا الہ الا اللہ کہا، اور اس کا ثواب کسی مردے کو بخش دیا، تو اللہ تعالیٰ اس مردہ کی مغفرت فرما دیں گے، چاہے وہ سزا کا مستحق ہو گیا ہو۔

آیا یہ حدیث صحیح ہے، یا غیر صحیح؟ اور در صورت صحت کتب صحاح ستہ کی ہے یا کسی دوسری کتاب کی؟ اور کلمہ شریف واسطے ثواب رسانی میت کے، کس طرح پڑھنا چاہئے؟ فقط

جواب : یہ حدیث کتب صحاح ستہ ومشکوۃ شریف وداری شریف وموطا امام مالک وموطا امام محمد میں کہ ہندوستان میں کتب مشہور ہیں، کہیں موجود نہیں، اور حال صحت وغیر صحت بدون سند کے معتبر نہیں۔ ہاں البتہ بعض روایت میں ایصال ثواب کلمہ شریفہ کا آیا ہے، مگر عجب ہے کہ جواز ایصال ثواب کلمہ سے سوم درست ہو جائے، کیوں کہ ایصال ثواب کلمہ کا سب حنفیہ قائل ہیں، جب چاہے ثواب پہنچا دے کوئی وقت مقرر نہیں، اور سوم کی وجہ کراہت یہ ہے کہ دراصل سوم رسم ہنود ہے، کہ تیسرے روز قوم ہنود جمع ہو کر، پھول چنا کرتے ہیں اور مسلمانان ہند جو جہل میں مبتلا ہیں، تیسرے روز جمع ہو کر قرآن پڑھنے کو بہتر سمجھے، اور یہ نہ سمجھے کہ اس میں مشابہت رسم کفار کی لازم آتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بالکل مشابہت کفار سے منع فرمایا ہے۔

ایک درخت تھا کہ اس کو ذات انواط " کہتے تھے، اس میں مشرکین عرب ہتھیار لٹکایا کرتے تھے، سوائے اس کے کچھ شرک، بت پرستی وہاں نہ تھی، بعض صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمارے واسطے بھی کوئی " ذات انواط " مقرر کر دیجئے، آپ نہایت ناراض ہوئے، اور یہ فرمایا کہ سبحان اللہ! یہ تو تم نے ایسی بات کہی، کہ جیسی بات بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہی تھی کہ ہمارے واسطے ایک معبود مقرر کر دو، جیسے مشرکین کے معبود ہیں۔ غرض آپ اس مشابہت سے نہایت ناراض

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہوئے (۱) حالانکہ کوئی شرک کی بات نہ تھی۔

اب یہ سمجھو کہ سوم رسم ہنود ہے، اس روز جمع ہونا اور ہنود سے مشابہت کرنا مسلمانوں کو کیونکر درست ہوگا؟ شیخ عبد الحق شرح سفر السعادۃ میں لکھتے ہیں

تعزیت اہل میت وتسلیہ وصبر فرمودن سنت ومستحب ست، اما ایں جتماع مخصوص روز سوم وارتکاب تکلفات دیگر، وصرف اموال بے وصیت از حق یتامی بدعت ست وحرام۔ انتہی (۲)

میت والوں کی تعزیت، ان کو تسلی اور صبر کی تلقین کرنا سنت اور مستحب ہے، مگر اس مقصد کے لئے دوسرے تکلفات (فضول کام) کرنا، اور مردے کی وصیت کے بغیر، یتیموں کے مال میں سے کچھ خرچ کرنا بدعت اور حرام ہے۔ (ت نور)

اب انصاف شرط ہے کہ اگر حدیث سے اجتماع ثابت ہوتا، تو صاحب سفر السعادت کیونکر اس کو بدعت فرماتے؟ ہاں ایصال ثواب بلا تقرر یوم، ہر روز جب چاہو درست ہے، اور تعیین یوم اپنی رائے سے، کہ اس روز کو ضروری جانیں اور تقدیم وتاخیر ہرگز نہ کریں، یہ بھی بدعت (اور) مکروہ ہے۔ سو سوم کی کراہت، بسبب تعیین یوم بلا ثبوت اور مشابہت کفار کے دراصل رسم ہنود ہے، ثابت ہوئی۔ کلمہ شریف پڑھ کر ثواب پہنچانا، اگر حدیث سے ثابت بھی ہوا، تو سوم کیونکر ثابت ور جائز ہو جاوے گا۔ کلمہ [شریفہ] کا ثواب پہنچانا اور بات ہے اور اجتماع بروز سوم اور بات! یہ غلط فہمی مبتدعین کی ہے کہ ایصال ثواب کلمہ سے سوم کو جائز جانتے ہیں۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

الف (مجموعہ کلاں ص ۷۳ تا ۷۶) ب (چند یادگاری ص ۵۳ تا ۵۷)

(۸۴) سوم وچہلم وغیرہ مروجہ رسمیں، کافرانہ شعار اور حرام ہیں:

مسئلہ: ایصال ثواب مردہ کو بلا قید یوم وطعام کے درست ہے، مگر سوم ودہم وچہلم وغیرہ رسوم جملہ بدعت ومکروہ ہیں۔ کیوں کہ یہ جملہ رسوم لوگوں نے ہنود

---

(۱) ت نوط کا واقعہ غزوہ حنین کا ہے، سنن ترمذی میں ابو واقد لیثی سے روایت ہے: ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما خرج الی غزوۃ حنین مر بشجرۃ للمشرکین کانوا یعلقون علیہا اسلحتہم یقال لہا ذات انواط فقالوا یا رسول اللہ اجعل لنا ذات انواط کما لہم ذات انواط، فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سبحان اللہ، ہذا کما قال قوم موسی اجعل لنا الہا کما لہم الہۃ والذی نفسی بیدہ لترکبن سنن من کان قبلکم. رواہ الترمذی، کتاب الفتن، باب ماجاء لترکبن سنن من کان قبلکم، رقم الحدیث ۲۱۸۰، ص ۴، ج ۳، دار الکتب العلمیۃ بیروت ۔ دیکھئے: مشکوۃ المصابیح، باب الملاحم، الفصل الثالث ص ۴۶۵، اعکس اصح المطابع رشیدیہ دہلی ۹۵۵، میر کتاب الفتن الفصل الثالث رقم الحدیث ۵۴۰۸، مصابیح احمد علی ص ۹، ۲۰، ج ۳، مکتبہ التوبہ بیروت ۱۴۲۳ھ ۲۰۰۳ء۔

(۲) شرح سفر السعادۃ ص ۲۷۳ باب احوال میت (مطبع نامی منشی نول کشور ۱۲۹۳ھ)

toobaa-elibrary.blogspot.com

سے ہی ہیں، چنانچہ یہ جملہ رسوم ہنود کفار ہنود میں رائج ہیں، ایسے ایصال ثواب میں تشبہ بالکفار لازم آتا ہے اور یہ ناجائز ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے من تشبه بقوم فهو منهم (۱) اور تشبہ بالکفار حرام ہے اور جس قدر تشبہ اسی قدر گناہ، اور ایسے رسوم کو دین سمجھنا ایمان کی بربادی ہے، معہذا تقرر تاریخ، کہ کچھ بھی پس وپیش نہ ہو، چنانچہ فی زماننا مروج ہے، قطع نظر عن التشبہ فی حد ذاتہ بھی بدعت ہے کہ حکم مطلق کو اپنی رائے سے مقید کرنا ہے اور یہ ممنوع ہے، چنانچہ جواب بالا سے معلوم ہو چکا ہے۔ پس ایسے مجمع میں شریک ہونا ناجائز ہے، اور کھانا بھی مکروہ ہے، کہ اس طرح کا کھانا کھانا محض ریاء ورسم وفخر سے ہوتا ہے اور حدیث شریف میں اہل فخر کے طعام سے ممانعت ہے اور اگر بالفرض نیت محض ایصال ثواب کی ہے، تاہم بوجہ شرکت ایسے مجمع کی مکروہ ہی ہوگا۔ چنانچہ شیخ الاسلام کشف الغطاء میں، شیخ عبدالحق سے نقل کرتے ہیں

آنچہ بعد از سالے یا شش ماہے یا چہل روز در دیار پزند، ودرمیان برادران بخش کنند، چیزے داخل اعتبار نیست، وبہتر آنست کہ نہ خورند۔ انتہی (۲)

ترجمہ: اور جو کچھ کہ (کسی کے مرنے کے) ایک سال یا چھے مہینے یا چالیس دن کے بعد، ہمارے علاقوں میں پکاتے ہیں، اور اپنی برادری میں تقسیم کرتے ہیں، ان میں کوئی بات بھی بھروسہ کے قابل نہیں ہے۔ اچھا یہ ہے کہ ایسے کھانے کو نہ کھائیں۔

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

الف (مجموعہ کلاں ص ۴۰-۴۱) ب (چندیانوی ص ۹) ج (حسن پور ص ۹)

(۸۵) رسوم سوم ودہم، چہلم وغیرہ کے متعلق ایک بدعتی عالم کے فتوے کا مفصل جواب: **سوال:** بعد میت رسوم سوم، دہم، چہلم وغیرہ کہاں سے ثابت ہیں؟ فقط

ایک بدعتی عالم کا جواب: رسوم سوم، دہم، چہلم وغیرہ بنیت ثواب مردہ کے لئے، شریعت محمدی میں جائز اور درست ہے۔ چنانچہ جلال الدین سیوطی شرح الصدور میں لکھا ہے

ان المسلمين ما زالوا في كل عصر، يجتمعون ويقرأون القرآن لموتاهم من غير نكير، فكان ذلك اجماعاً (۳)

---

(۱) رواه ابوداود عن ابن عمر "من تشبه بقوم فهو منهم" راجع المسند للامام احمد مسند عبدالله بن عمر ت احمد محمد شاكر برقم الحديث ۵ ۵ دار الحديث القاهرة ۱۹۹۵ء) ص ۵۰ ج ۲ مسند عبدالله بن عمر دار الفكر بيروت ۱۹۷۸ء نیز دیکھئے مشکوۃ کتاب اللباس الفصل الثانی ص ۳۷۵ عکس مجمع المطابع وشیبیہ لعلی ۱۹۵۵ء المرقاۃ ج ۸ ص ۱۳۵ رقم ۴۳۴۷ مکتبۃ التوبۃ بیروت ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲م)

(۲) کشف الغطاء ص ۶۳ فصل در ماتم، مطبع محمدی دہلی ۱۲۷۳ھ) (نور)

(۳) باب فی قراءۃ القرآن للمیت و علی القبر ص ۱۳۰ دار الکتب العربیۃ الکبری مصر ۱۳۲۹ھ) (نور)

toobaa-elibrary.blogspot.com

بلاشبہ مسلمانوں کی [اکثریت] کا ہر دور میں یہ طریقہ اور معمول رہا، کہ وہ اکٹھے ہوتے تھے اور اپنے مردوں کے لئے بلا کسی ممانعت اور روک ٹوک کے، قرآن مجید پڑھتے تھے، تو گویا اس پر اجماع ہو گیا۔ (ت: نور)

پس سوم پر اجماع ہے علمائے دیندار کا، اور اجماع ہونا علمائے دیندار کا، دلیل قوی ہے شریعت احمد میں۔ ملا علی قاری نے مرقات شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے: کہ قوم انصار مرنے کے بعد مردے کی قبر پر آ کر قرآن پڑھا کرتے تھے اور ایسا ہی عینی اور تاتارخانی میں مذکور ہے اور ایسا ہی فتاوی اوز جندی قاری میں سوم کا مذکور ہے، اور اسی طرح مرفوع روایات اور سراج الہدایہ سید جلال الدین بخاری (۱) اور تفسیر مظہری ثناء اللہ پانی پتی میں، عرس کو جائز لکھا ہے اور اسی طرح خزانہ جلالی اور جامع الجوامع (۲) میں اور مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب نے اپنی تفسیر عزیزیہ (۳) میں: واقع سورۃ اذا السماء انشقت. ما تحت آیت:

وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ. انشقاق-۱۸)

ترجمہ: اور چاند کی جب جب بھر جائے۔ (ترجمہ شیخ الہند)

کی جگہ تک صدقہ اور دعا اور فاتحہ سے مردوں کو یاد رکھنا مذکور (ہے) کیا ہے۔ مولوی محمد اسماعیل موحد دہلوی، اپنی کتاب صراط مستقیم ص ۱۶۰ یک صد و شصت چھاپہ میرٹھ میں لکھتے ہیں:

نہ پنداری کہ نفع رسانیدن باموات باطعام و فاتحہ خوانی [خوب] ہست چہ ایں معنی بہتر و افضل است۔ (۴)

کیا تم نہیں جانتے کہ مردوں کو کھانے اور فاتحہ پڑھنے کے ذریعہ سے فائدہ پہنچانا اچھا ہے، کیا معنی بہتر اور افضل ہے۔

---

(۱) سراج الہدایہ، برصغیر ہند کے نامور بزرگ اور شیخ طریقت، سید جلال الدین، حسین بخاری معروف بہ مخدوم جہانیاں جہاں گشت۔ (وفات ۱۰ ارذی حجہ ۷۸۵ھ، فروری ۱۳۸۳ء) سے منسوب، اور مخدوم جہانیاں کے مجموعہ ملفوظات کے طور پر متعارف ہے، مگر صحیح یہ ہے کہ یہ کتاب غالباً کسی شیعہ کی تالیف ہے، مخدوم جہانیاں سے اس کا انتساب درست نہیں۔ اس کتاب کے مرتب مولانا قاضی سجاد حسین بھی، مخدوم جہانیاں سے اسکے انتساب کو صحیح نہیں سمجھتے تھے، قاضی صاحب نے لکھا ہے کہ:

''نسبت سراج الہدایہ بحضرت مخدوم صحیح و درست نیست'' مقدمہ سراج الہدایہ ص ۱۴ (طبع اول دہلی: ۱۹۸۳ء)

اس مجموعہ میں صحیح و غلط مسائل اور بے اصل بلکہ موضوع روایات بھی نقل کی گئی ہیں، اس لئے کسی دینی فقہی مسئلہ میں اس سے استدلال صحیح نہیں۔ (نور)

(۲) اصل میں اسی طرح لکھا ہے، یہ کیا کتاب ہے، اس کے مؤلف و مرتب کون تھے، معلوم نہیں، اس لئے اس حوالہ کی اصلیت و حیثیت کے متعلق کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ حضرت گنگوہی کے جواب سے لگتا ہے کہ اس سے ''جمع الجوامع'' سیوطی کی طرف اشارہ ہے، مگر راقم کو اس میں تامل ہے کہ اس کا اشارہ امام سیوطی کی جمع الجوامع کی طرف ہو، تاہم ممکن ہے کہ اس سے وہ جمع الجوامع مراد ہو جو فقہ شافعی کا مشہور متن ہے، اور تفسیر جلالین کے ایک مصنف، علامہ جلال الدین محلی کی اس کی شرح معروف ہے۔ کچھ اور تعارف ص: ۱۰۲ پر ملاحظہ ہو۔ نیز یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس سے مخدوم جہانیاں کا ایک اور مجموعہ ملفوظات جامع العلوم مراد ہو۔ جس کا اردو ترجمہ، الدر المنظوم فی ترجمة جامع العلوم ملفوظ المخدوم کے نام سے، مولانا ذوالفقار علی سارنگ پوری نے کیا تھا، جو دو جلدوں میں مطبع انصاری دہلی سے سنہ ۱۳۰۹ھ میں چھپا تھا۔ (نور)

(۳) تفسیر عزیزی ص ۱۶۸ ''والقمر إذا اتسق'' سورۃ انشقاق پارہ عم (مطبع محمدی دہلی: بلا سنہ)

(۴) مجیب صاحب نے یہی لکھا ہے، جیسا کہ پیش نظر ماخذ سے معلوم ہو رہا ہے، مگر اس اقتباس اور اس کے حوالہ میں دو بڑی غلطیاں ہیں۔

الف: صفحہ درست نہیں، یہ عبارت اور اس موضوع کی بحث صراط مستقیم (مطبوعہ مطبع ضیائی، میرٹھ. ۱۲۸۵ھ) میں صفحہ ۱۶۰ پر نہیں ہے بلکہ صفحہ ۷۳ پر ہے۔

ب: صراط مستقیم کے اس صفحہ پر جو عبارت ہے، وہ اس سے مختلف ہے جو یہاں نقل کی گئی۔ اصل عبارت یہ ہے:

''ونہ پندارند کہ نفع رسانیدن باموات باطعام و فاتحہ خوانی خوب نیست، چہ ایں معنی بہتر و افضل، غرض آنست کہ مقید برسم نہ باید شد۔ بے تعیین تاریخ و روز و جنس و قسم طعام ہر وقت و ہر قدر کہ موجب اجر جزیل بود، بعمل آرد۔'' ص ۷۳

یہی الفاظ صراط مستقیم کی ایک اور طباعت (مجتبائی، دہلی: ۱۳۲۲ھ) کے صفحہ ۶۴ پر بھی درج ہیں۔ (نور)

toobaa-elibrary.blogspot.com

شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اپنے فتویٰ میں لکھتے ہیں کہ

حفظ اعراس مشائخ ، مداومت زیارت قبور ایشاں و التزام فاتحہ و صدقات دادن خوب است۔

مشائخ کے عرس کی پابندی، ان کے قبروں کی زیارت و فاتحہ کا انتظام اور صدقہ دینا بہت اچھا ہے۔

اور خلاصۃ الفقہ میں مسطور ہے

روز اعراس آنحضرت ﷺ حضرت ابوبکر صدیق صدقہ شتر بروح حضرت ہدیہ داد۔ (۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عرس کے دن حضرت ابوبکر صدیق اونٹ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کو ہدیہ پیش فرماتے تھے۔

ان روایت سے معلوم ہوا کہ مردہ کے ساتھ سلوک کرنا صدقہ و دعا و فاتحہ سے بہت افضل ہے۔ حاجی کرابتقد ایام میں توجہ ورنگ جاننے ہیں (کہ) جس وقت کوئی مردہ کو دعا اور فاتحہ سے یاد کرتا ہے روح مردہ کی خوش ہوتی ہے۔ فقط

تمام شد جواب انبیاوں۔

تحقیق جواب بالا از حضرت گنگوہیؒ: ایصال ثواب صدقہ کا باتفاق امت ثابت و درست ہے اور ایصال ثواب قرآن شریف اور نماز وغیرہ عبادات بدنی میں، امام شافعی اور امام مالک نے انکار کیا ہے، اور امام ابوحنیفہ اور امام احمد کے نزدیک بدنی کا ثواب بھی پہنچتا ہے۔

جلال الدین سیوطی شافعی المذہب ہیں، انھوں نے شرح الصدور میں یہ بات ثابت کی ہے کہ ثواب بدنی عبادات کا بھی پہنچتا ہے اور اس مسئلہ میں امام شافعی کا قول نہیں مانا۔ امام ابوحنیفہؒ کے قول کو راجح کیا ہے۔ یہی معنی ہیں اس عبارت شرح الصدور کے، جو مجیب نے نقل کی ہے۔ (۳)

بہرحال حسب تحقیق جلال الدین سیوطی مرحوم اجماع وصول ثواب عبادت بدنی پر ثابت ہو اور یہی مطلب ملا علی قاری کی عبارت کا ہے کہ انصار مردہ کی قبر پر قرآن شریف پڑھتے تھے اور یہی مدت تک اور تا حال بلاد [illegible] مجیب نے [illegible] بہت کی کتب مطالعہ فرما [illegible] رحمہ اللہ [illegible] وغیرہ [illegible] سے [illegible] مجیب کا [illegible] ہے۔

شد في المعنى [illegible] الفاسد [illegible] الحال [illegible]

سے مرد مجیب! ایصال ثواب میں کون انکار کرتا ہے اور کس نے منع کیا ہے اور سائل سب اس بات کو پوچھتا ہے [illegible]
اس طریقہ پر خصوصیت رسم سوم کی کہاں سے نکلی؟

بس اس رسم سوم کی عرب میں اور زمانہ خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم آج تک نہیں پائی گئی [illegible] مستقیم میں [illegible]
[illegible] لکھتے ہیں:

عادت بود کہ [illegible] میت [illegible] قرآن خواندند	پہلے لوگوں کی عادت نہیں تھی [illegible]
ختمات خواندند [illegible] غیرہ [illegible] مجموعہ	[illegible] قرآن [illegible]
بدعت است و مکروہ	[illegible] بدعت [illegible]

[illegible] دہلوی اس کی شرح میں فرماتے ہیں

و تعزیت اہل میت و تسلیہ ایشان [illegible] سنت	ہاں اہل میت کی تعزیت [illegible] تسلی [illegible]
مستحب است اما این اجتماع مخصوص روز سوم و ارتکاب	سنت اور مستحب ہے [illegible]
تکلفات دیگر [illegible] اموال بے وصیت از حق یتامی	دوسرے تکلفات کا ارتکاب [illegible] یتیموں [illegible]
بدعت است و [illegible]	[illegible] بدعت [illegible]

نیز کشف الغطاء میں [illegible] فرماتے ہیں [illegible]

[illegible]

[illegible]

کے سبب اور خصوصیت کے سبب بدعت و عجیب (کو) اس امر کا حوالہ دینا تھا، باقی مطلق ثواب رسانی بلا قید خصوصیت جب کبھی ہو سکے کون منع کرتا ہے۔

مطلق شے کے جائز ہونے سے اس مقید شے کا جواز کہ بخصوصہ وجوب پہنچے اور باقی لفظ مطلق ہے کہ مخفی ہو گئے ہوں کیوں کر ثابت ہوگا۔

دیکھو! نماز نفل ہر دور مستحب ہے رجب کے ماہ میں (بھی البتہ) ہے مگر صلوۃ رغائب جو رجب کی تاریخ معین پر جو اہتمام کرتے ہیں بحمد مرقعہ ہو ئے منع اور بدعت لکھی ہے۔ محمد مرحوم مستحب ہے مگر عالمگیری میں لکھا ہے [illegible] بعد نماز [illegible] ہے کہ عوام اس کو سنت اور مستحب جان کر کرنے لگیں گے۔ اور قاعدہ کلیہ لکھا ہے کہ جو فعل مباح سنت اور وجوب کے درجہ کو پہنچے مکروہ ہو جاتا ہے، بلکہ مستحب بھی کہ درجہ وجوب کو پہنچے مکروہ ہے۔ دیکھو نماز میں جو سورت چاہے پڑھے اور بعض سورتیں بعض نمازوں میں مستحب ہیں جیسے سبح اسم وھل اتک نماز جمعہ میں مگر دوام منع ہے اس واسطے کہ جو لوگ التزام کرتے ہیں کہ عوام بھی سنت اور واجب نہ سمجھیں۔ اور کتب فقہ و حدیث کو غور کرو صدہا نظیر موجود ہیں۔ کچھ کر بات ہے کہ عوام کو دھوکہ دینا اور بیداروں کو ریا کیسی۔

شیخ عبدالحق صاحب ماثبت بالسنۃ میں لکھتے ہیں کہ تعیین روز یکساں ثواب (میں) من حیث الاطلاق سنت ہے و من حیث تخصیص بدعت ہے۔ عبارت نقل آگے ہوگی۔ [illegible] داوقی یا بعد کی میں اپنی عاقبت خراب کرنی، عقل کی بات نہیں۔ شیخ الاسلام کشف الغطاء میں لکھتے ہیں

و آنچه بعد از ماه یا شش ماه یا چهل روز و سال [illegible]	و آنچه [illegible] یک سال و چهل [illegible]
[illegible] در میان برادران مشهور است [illegible]	[illegible]
[illegible] ثابت نیست	[illegible]
	[illegible]

تمہارے [illegible] سب صدقہ خیرات [illegible]

[illegible] قید [illegible]

[illegible] سنت عدل [illegible]

[illegible]

[illegible] مسائل [illegible]

[illegible]

اور دو [illegible] بیت ابو داؤد کی دسویں باب میں [illegible] علماء [illegible] اور بعض حدیث [illegible]
کی [illegible] سلیقہ سے بنائی ہے کہ [illegible] حسب قاعدہ [illegible] الفاظ بھی صحیح و درست نہیں [illegible]
[illegible] الفاظ کی نسبت کرنی کمال جرأت اور حماقت ہے۔

"[illegible] حدیث [illegible] اپنے فسق سے [illegible] کو بنائی میں [illegible] مجیب صاحب [illegible]
[illegible] مجیب اس حدیث کو جو [illegible] سے بیعت کرتے ہیں ثابت کریں تو حسب قاعدہ اصول حدیث ثابت [illegible]
[illegible] بدعت اپنے سر پر ڈال کر مصداق اس حدیث صحیح کے ہوں

من کذب علی متعمدًا فلیتبوأ مقعده من النار (۲) | جو مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھے [illegible] ٹھکانہ جہنم میں کر لے۔ ([illegible])

اور مجموع الروایات اور شرح الہدایہ کو [illegible] دیکھا نہیں اس میں [illegible] صحیح [illegible]
[illegible] کسی شخص غیر معتبر کی روایت کو [illegible] مسلک [illegible] صحیح روایت [illegible]
[illegible] جہاں کہیں سے کوئی بات اپنے نفس کے موافق [illegible]
[illegible] تحقیق [illegible] صحیح مذہب [illegible] روایت [illegible] صحیح [illegible]
[illegible]

تفسیر مظہری میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی صاحب [illegible] عبارت ہے۔

السجود [illegible] الجهال [illegible] الاولياء [illegible] السجود [illegible] والسجد
[illegible] المساجد عليها [illegible] بعد [illegible]

ترجمہ [illegible]

[illegible]

ہیں، مسجدیں اور چلہ گاہیں بناتے ہیں اور ایک سال بعد عید اسے معمول کی طرح وہاں جمع ہوتے ہیں اور اس کو عرس کہتے ہیں۔ (ت: نور)

سبحان اللہ! حضرت قاضی صاحب مرحوم تو عرس کو منع اور حرام مثل سجدہ اور طواف کے لکھیں اور حضرت مجیب بے دیکھے بھالے قاضی صاحب کی طرف جواز عرس کی نسبت کریں۔ جانتے ہیں کہ یہ کتاب اس ملک میں کمیاب ہے، بہت کم یاب ہے، کون دیکھے گا اور کون ہمارے جھوٹ سے مطلع ہوگا۔ سبحانک ھذا بہتان عظیم (۱) اور جمع الجوامع کا وجود تمام ہندوستان میں نہیں، مجیب نے اس کو کہاں سے دیکھا کہ اس کی نقل کر کے لکھی، اہل علم کے سامنے ایسی بات لکھتے ہوئے شرم چاہیے اور سیوطی نے جمع الجوامع (۲) میں بھی اثبات وصول ثواب عبادات بدنی کا کیا ہو تو مطلب مجیب کا جواز عرس وغیرہ ہے، نہیں معلوم کیوں کر برآمد ہوگا کہ یہاں سوال تعیین ایام کا ہے، نہ مطلق ایصال ثواب ہے۔ بہر حال حرمت عرس مروجہ حال قاضی صاحب کی تفسیر سے تو معلوم ہوئی۔

شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے ایصال ثواب بتعیین یوم کے باب میں اپنی کتاب ما ثبت بالسنہ میں لکھا ہے

"فإن قلت هل لهذا العرف الذي شاع في ديارنا، في حفظ أعراس المشائخ في أيام وفاتهم أصل، فإن كان عندك علم بذالك فاذكره؟"

قلتُ قد سألت عن ذالك شيخنا الإمام عبد الوهاب المتقي المكي، فأجاب بأن ذالك من طرق المشائخ وعاداتهم ولهم في ذالك نيات، قلت كيف تعيين ذالك اليوم، دون سائر الأيام؟ فقال الضيافة مسنونة على الإطلاق، فاقطعوا النظر عن تعيين اليوم، وله نظائر كمصافحة بعض المشائخ بعد الصلوة وكالاكتحال يوم عاشوراء، فإنه سنة على الإطلاق وبدعة من جهة الخصوصية ثم أطرق مليا، ثم رفع رأسه فقال: لم يكن في زمن السلف شيء من ذالك، وإنما هو من مستحسنات المتأخرين، انتهى (۳)

پس اگر یہ ہو کہ یہ رواج جو ہمارے علاقوں میں بزرگوں کی تاریخ وفات کے عرس کے سلسلے میں چل پڑا ہے، کیا اس کی اصل ہے؟ اگر آپ کے پاس اس سلسلہ میں کچھ معلومات ہیں تو بیان کیجیے

(۱) [illegible]

(۲) [illegible] معجم المطبوعات العربية والمعربة [illegible]

(۳) ما ثبت بالسنة في أيام السنة [illegible] ص ۷۹ [illegible] ۹۰۸ [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

تو میں ہوں گا، میں نے اس سے متعلق [illegible]
میں فرمایا، یہ مشائخ کا ایک معمول [illegible] میں مختلف [illegible] ہوتی ہیں۔ میں
نے کہا تمام دنوں کو چھوڑ کر [illegible] تعیین [illegible] متعلق [illegible]
تعیین کی بات پر توجہ نہ کرنی چاہئے۔ اس کی مثالیں بھی موجود ہیں، جیسے [illegible]
محرم کو سرمہ لگانا، کیوں کہ یہ چیزیں علی الاطلاق یا کسی تعیین سے سنت میں [illegible]
بدعت ہو جاتی ہیں۔ اس کے بعد (شیخ عبدالوہاب نے) [illegible] اور کہا ان میں
سے کوئی بات بھی سلف کے زمانے میں نہیں تھی، یہ سب متاخرین کی پسندیدہ ہیں۔ (ت ر)

ترجمہ اس کا [illegible] مجیب خود [illegible] سمجھیں [illegible] متعلق [illegible]
مسنون ہوئی اور خصوصیت کسی دن کی بدعت ہوئی۔ باقی مشائخ نے [illegible] (۰) تو دوسری
بات ہے، مگر باوصف نیت صادق شیخ عبدالحق نے اور ان کے پیر نے اس کو بوجہ خصوصیت بدعت کہا، گو مشائخ [illegible]
تعیین یوم کی مثل اس زمانہ کے جہلاء کے نہ تھی، پھر بھی بدعت کہا [illegible] سلف میں [illegible] تھی۔ [illegible]
ناواقف جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے عرسوں کو اپنی [illegible] لکھتے ہیں، [illegible]
بہتان دماغ لیا ہیں۔ معاذ اللہ!

باقی عرس کا مستحسن متاخرین کے نزدیک ہونا، سو وہ [illegible] جس میں ان کو تاکید تعیین [illegible] جہال جیسی نہ
تھی اور اس تعیین کو سنت یا مثل سنت نہیں جانتے تھے [illegible] ضروری نہیں
جانتے تھے، پھر بھی شیخ نے اس کو بدعت کہا [illegible] فہم والے کو تامل درکار ہے اور اپنے [illegible] سے توبہ واجب ہے، کہ شیخ خود
مجیب اور اتباع مجیب کے [illegible] مسلم الثبوت مقتدی ہیں [illegible] روز
تک مردہ کو زیادہ احتیاج ثواب ہے (۱) ان دنوں میں زیادہ ایصال ثواب [illegible]
دنیا اور قرار قبر [illegible] اس کو [illegible] اس عرصہ میں ثواب [illegible] اس عرصہ میں
ان کے خبر گیر رہیں۔ [illegible] چالیسویں اور [illegible] معین [illegible]
کریں (۲) چالیس روز تک ثواب پہنچانا اور چالیسویں روز ثواب [illegible]
کے عام اپنی زبان ہندی کے معنی بھی نہیں سمجھتے تھے [illegible] علم فہم [illegible]

(۱) تفسیر [illegible] شاہ عبدالعزیز، ص ۱۲۹ [illegible]
(۲) [illegible] ص ۹۹

toobaa-elibrary.blogspot.com

مولوی محمد اسماعیل صاحب بھی بعد رد کرنے رسوم چہلم وغیرہ کے، یہ استدراک کرتے ہیں کہ ثواب رسانی خوب شئے ہے، ہمارے چہلم وغیرہ کے منع کرنے سے رسوم کا منع کرنا مراد ہے، نہ ایصال ثواب کا منع کرنا کہ وہ خوب چیز ہے۔(۱) مجیب نے اول عبارت کو حذف کر کے کیا[ہی] عمدہ مطلب اپنا ثابت کیا ہے، کہ ہر ایک کو تعجب ہوتا ہے اور یہی مطلب شاہ ولی اللہ صاحب مرحوم کا ہے(۲) اور یہ خلاصۃ الفقہ غیر معتبر، واہی کتاب ہے(۳) معلوم نہیں کہ اس کا مؤلف کون ہے، کہ محض کذب واہی حدیث نقل کرتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے یہ امر ہرگز ثابت نہیں ہوا، اگر کوئی جاہل ناواقف کچھ نقل کرے، بالکل بہتان صریح ہے۔ شیخ عبدالحق کے کلام سے مطلقاً سلف میں نہ ہونا، عرس وغیرہ کا اوپر منقول ہو چکا ہے۔ اور یہ تمام صحاح ستہ ومشکوۃ شریف وکتب فقہ معتبرہ موجودہ میں، کہاں سے اثبات عرس وغیرہ کا کیا، بلکہ خلاف اس کے نکلتا ہے، اس ایک شخص کا یہ جھوٹ لکھنا کب سند ہے۔ یہ بات جب ہے کہ فی الواقع خلاصۃ الفقہ مجیب میں یہ روایت موجود ہو، ورنہ احتمال غالب ہے کہ یہ حضرت مجیب کی ہی چالاکی ہو، چنانچہ تفسیر مظہری کی طرف ایک روایت کی نسبت فرماتے ہیں، حالاں کہ اس میں اُس کے بالکل خلاف لکھا ہے، اسی طرح خلاصۃ الفقہ کی طرف بھی یہ روایت منسوب کر دی ہو، تو کیا بعید ہے۔

الحاصل ان سب روایت سے ثابت ہو گیا کہ ایصال ثواب مطلق بلا قید رسمیت بہتر ہے اور قیود مرسومہ تو ان روایات سے ہرگز ثابت نہیں ہوتیں، مجیب ان کا اثبات بروایات صحیحہ فرمادیں اور ہماری روایات کا جو در باب بدعت ومکروہ ہونے قیود اور تعیین اوقات رسوم ہیں، جواب لکھیں، ورنہ نفس ایصال ثواب میں کاغذ سیاہ کرنا ضرور[ی] نہیں، اس کا کسی کو انکار نہیں۔ سائل تعیین ایام سوم ودہم وبستم وچہلم وغیرہ کو پوچھتا ہے، بروایات صحیحہ ثابت کرو، روایت واہیہ کو کوئی نہیں سنے گا، یا اپنے اجتہاد سے کچھ ثابت کرو۔ لہٰذا بحث مطلق ومقید اصول کو ہم نے بھی اس جواب میں مشرح نہیں لکھا، دوسرے وقت پر رکھا ہے۔

فقط، واللہ اعلم! رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

الف: (مجموعہ کلاں ص ۶۲ تا ۷۱) ب: چند یدنوی ص ۳۲ تا ۴۹)

(۸۶) سوم چہلم وغیرہ رسومات اور خاص مقررہ وقت پر ایصال ثواب کا حکم؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین، مسائل مفصلہ ذیل میں

اول: تیجہ ودسواں وبیسواں وچالیسواں وسہ ماہی وشش ماہی وبرسی وغیرہم، کہ جو بعد مرگ کرتے ہیں، اور قرآن شریف

---

(۱) صراط مستقیم میں یہ عبارت ہی نہیں ہے۔ حاشیہ میں مذکور ہے۔ ملاحظہ ہو الف صراط مستقیم (مطبوعہ مطبع ضیائی میرٹھ ۱۲۸۵ھ) ص ۷۳۔

ب۔ صراط مستقیم (مطبوعہ مجتبائی، دہلی ۱۳۲۲ھ) ص ۹۴ [نور]

(۲) حضرت شاہ ولی اللہ کی طرف یہ نسبت بالکل غلط ہے، حضرت شاہ صاحب کی معلوم تصانیف میں یہ بات کہیں نہیں ملی۔ [نور]

(۳) خلاصۃ الفقہ تعارف کیا ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

پڑھواتے ہیں اور کھانا فقیروں کو کھلاتے ہیں، تو یا کرنا ان کا بدعت ہے یا نہیں جائز (۱) قال جائز [illegible] بیچ [illegible] گراس کو باعث رسم کفار کے منع کیا جاوے، تو پانچویں یا گیارھویں یا بیسویں یا چالیسویں یا [illegible] تو رسم کفار نہیں پائی جاتی، تو کیا حرج واقع ہوتا ہے اور اگر بوجہ منع کرتے ہو کہ تعیین منع ہے، تو حدیث سے تعیین ثابت ہے۔ جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے وعظ کے یوم جمعہ تعیین فرمایا ہے، تو ہم بھی ان کی تعیین کرتے ہیں، عمل بالحدیث۔ اس سے یہ بھی کار خیر میں سے ہے، اور اگر بسبب اس کے منع ہے، کہ لوگ ان کو بہ نیت رسم کرتے ہیں، نہ بہ نیت ثواب، تو ہم اس کو بہ نیت ثواب کرتے ہیں، تو پھر کیا حرج لازم آتا ہے اور کھانا اس [کھانے] کا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: یہ ایام مقررہ ہنود کے ہیں، ان میں صدقہ خیرات کرنا بسبب تشبہ کفار کے منع ہے۔ مع ہذا اگر نیت خاص ایصال کی ہے تو ثواب طعام کا پہنچے گا اور جو تاریخیں بدل دیوے تو کچھ حرج نہیں، کہ تشبہ رفع ہو گیا، مگر پھر ان تواریخ کا ایسا التزام نہ کرے، کہ پس و پیش نہ ہو، تا کہ وہ بھی بسبب تقیید مطلق کے مکروہ نہ ہو جاوے اور تعینات شرعیہ تو من جانب شارع ہیں، اس واسطے یہی مامور ہوئے، مگر ان پر قیاس کر کے اپنی طرف سے تعیین کرنا، کہ اطلاق شارع کے مزاحم ہو، موجب عدم جواز ہوتا ہے۔ پس قیاس تعیین یوم وعظ پر کرنا، خلاف قواعد شرع کے ہے، بلکہ یہ قیاس مزاحم اطلاق شرع کے ہو کر موجب کراہت کا ہوتا ہے، قیاس خلاف نص کے کرنا اور ایسا قیاس کہ تغیر حکم شرع کا کرے، حرام ہے۔ پس سائل صاحب دل تو عدا اصول فقہ سوچ کر سمجھیں، پھر اپنی اس توجیہ کی حقیقت سے متنبہ ہوویں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ کلاں ص ۹۹)

(۸۷) تیجہ چالیسواں سب حرام ہیں:

سوال: اور ایک رسم تیسرے روز تیجے کی ہے اور چالیسویں روز چہلم کرتے ہیں، یہ سب درست ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا!

جواب: تیجا اور دہم اور چہلم وغیرہ رسوم کا حال یہ ہے کہ سب حرام ہیں، کہ اس میں برادری کے طعن کا خیال ہوتا ہے اور مشابہت ہنود کے ساتھ ہوتی ہے اور یہ مسائل بہت دفعہ کتب و رسائل میں طبع ہو چکے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ ۱۳۰۱ھ

([illegible])

(۸۸) سوم تیجہ کرنا سب حرام ہے:

سوال: رسم سوم میت بہ تعیین تاریخ بے شک ممنوع و بدعت ہے۔ مگر اس کے ترک سے مردہ ثواب سے محروم رہتا ہے اور محبت دل مقتضی ہے کہ کسی طرح اس کو ثواب پہنچے، پس اس صورت میں اگر تاریخ وغیرہ مقرر نہ ہو، اول روز یا دوسرے روز یا چوتھے یا پانچویں روز، احباب کو بلا کر قرآن شریف، کلمہ شریف، نخود پر تسبیح پڑھوا لیا جائے، تو کیا قباحت ہے؟

---

(۱) اصل میں یہاں "قائل نا جائز" لکھا ہے [کلاں ص: ۹۹] جو قیاس سے [illegible] درست کر دیا۔ (نور)

toobaa-elibrary.blogspot.com

اور جس قدر کلمہ کلام جماعت کثیرہ سے تھوڑی دیر میں ہوسکتا ہے، ایک دو آدمی یا ایک گھر کے آدمیوں سے، بہت دیر میں بھی ممکن نہیں۔ اور ظاہر ہے کہ غائبانہ کون پڑھتا ہے، محض بنظر ثواب رسانی اجتماع بروز غیر مقررہ ہو تو کیا حرج ہے؟

جواب: صاحب سفرالسعادۃ فرماتے ہیں کہ

عادت نبود کہ برائے میت جمع شوند وقرآن خوانند و ختمات خوانند نہ برسر گور ونہ غیر آں۔ وایں مجموع بدعت ست ومکروہ۔

سلف صالحین کی عادت شریفہ نہیں تھی کہ مردہ کیلئے جمع ہوں، قرآن شریف پڑھیں اور ختمات کا اہتمام فرمائیں، نہ قبر پر نہ اسکے علاوہ، یہ سب بدعت اور مکروہ ہے۔

وعادت نبود کہ برائے کس اں طعام کنند۔ انتہی (۱)

اور یہ بھی عادت نہیں تھی کہ کسی کے مرنے کے بعد لوگوں کو کھانا کھلائیں۔

پس امر بدعت کے واسطے یہ اہتمام کہ ترک اس کا گناہ ہے، بلکہ محبت مقتضی ترک کو نہیں، خالی از بدعت وداعیہ نفس نہیں ہوتا، باقی سب بہانہ ہے۔

تیسرے روز میں تشبہ بالیہود تھا، اب اہتمام امر مباح کا ہو کر دوسرا امر بدعت ہو جاوے گا۔ جو دوست اخلاص والے ہیں وہ غائبانہ بھی پڑھیں گے، جو غیر مخلص شرما شرمی آویں گے، ان کا پڑھنا بھی مفید نہ ہوگا، ایک دو قرآن ورکلمہ خود گھر والے بھی پڑھ سکتے ہیں، بہر حال یہ حیلہ ہے کہ رسم مرتفع نہ ہو، نہ اخلاص اسلام۔ واللہ اعلم (چندیانوی ص ۳۰)

(۸۹) قبر کے پاس بیٹھ کر اجرت لے کر قرآن شریف پڑھنے کا حکم؟

مسئلہ: قرآن شریف کا ثواب اگر خالص نیت سے پڑھ کر ہبہ کیا جاوے، تو پہنچتا ہے، مگر یہ رسم جو قبر پر حافظ بیٹھ کر پڑھتا ہے مخترع ہے، کہ قرون ثلاثہ سے اسکا ثبوت نہیں، اور یہ حافظ اجرت پر پڑھتا ہے، ہبہ کی نیت ہرگز نہیں ہوتی، تو ایسے قرآن کا ثواب خود حافظ کو بھی نہیں ملتا، کہ اسکی نیت روپیہ اور متاع کی ہے، تو جب خود حافظ کو اس قرآن کا ثواب حاصل نہ ہوا، تو وہ دوسرے کو کیا دے گا؟ سو یہ پڑھوانا محض فضول ہے، نفع آخرت اس میں کچھ نہیں۔ رسم دنیوی پوری کرتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ الاجوبۃ صحیحۃ محمد یعقوب نانوتوی

(مجموعہ کلاں ص ۳۴)

(۹۰) ایصال ثواب کیلئے اجرت جائز نہیں:

سوال: ہر چہ در طحطاوی نوشتہ اند، از ملتقط عبارت ایں است۔ [ترجمہ] جو کچھ کہ طحطاوی میں لکھا ہے ملتقط سے اس کی عبارت یہ ہے۔

(۱) شرح سفر السعادۃ ص ۲۷۳، باب احوال میت (مطبع نول شور ۱۲۹۲ھ ۱۸۷۵ء) (نور)

toobaa-elibrary.blogspot.com

والمختار جواز الاستئجار على قراءة القرآن على القبور مدة معلومة [illegible]
[illegible]

ترجمہ: اور مختار مسئلہ قبر پر ایک متعین مدت تک قرآن مجید کے پڑھنے پر اجرت لینے کے جواز کا ہے

جواب: صحیح و مفتی بہ [illegible] [illegible] [illegible] ایصال ثواب [illegible]
[illegible] الاستئجار على الطاعات [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] رد المحتار [illegible] [illegible]

ترجمہ: صحیح مفتی بہ اور ائمہ دین کا راجح قول و مذہب یہی ہے کہ ایصال ثواب [illegible] اجرت [illegible] [illegible] قبر پر پڑھنے کی اجرت [illegible] [illegible] ناقابل [illegible] ہے، اور وہ جو متاخرین نے قرآن مجید، تعلیم پر جواز [illegible] [illegible] [illegible] یہ بات ایصال ثواب میں بالکل بھی نہیں پائی جاتی ہیں (اس کا) [illegible] قیاس [illegible] قواعد سے خارج ہے۔ [illegible] تحقیق میں رد المحتار (شامی) کے مصنف نے خوب کوشش کی ہے اس میں سے [illegible] نقل کیا جاتا ہے۔

وقد اتفقت كلمتهم جميعا في الشروح والفتاوى على التعليل بالضرورة، وهي خشية ضياع القرآن كما في الهداية وقد نقلت لك ما في مشاهير متون المذهب الموضوعة للفتوى، فلا حاجة الى نقل ما في الشروح والفتاوى

وقد اتفقت كلمتهم جميعا على التصريح بأصل المذهب من عدم الجواز ثم استثنوا بعده ما علمته، فهذا دليل قاطع وبرهان ساطع على ان المفتى به ليس هو جواز الاستئجار على كل طاعة بل على ما ذكروه فقط مما فيه ضرورة ظاهرة تبيح الخروج عن أصل المذهب من طرو المنع الخ

ترجمہ: اور [illegible] [illegible] الفاظ [illegible] میں صراحت [illegible] قرآن مجید کے

[illegible] [illegible] الفاسدة [illegible] [illegible] (۱۳۹۵ھ) [illegible]
[illegible] [illegible] مطلب تحرير مهم في عدم جواز الاستئجار على التلاوة [illegible] ۱۳۹۹ھ
[illegible] تحرير مهم في عدم جواز الاستئجار على التلاوة [illegible]

[illegible]

[illegible] ۔۔۔ [illegible] اور [illegible] میں ہیں

[illegible]

[illegible] ہے کہ جس پر فتویٰ ہے وہ کسی بھی عبادت [illegible]

ذکر کیا اس لئے کہ اس میں ایک [illegible]

بعد ازیں بحث طویل و نقول کثیرہ آورده [illegible] الحق احق اعلم

[illegible]

ترجمہ اس کے بعد بھی بحث [illegible]

منصفانہ (اور لائق توجہ) نہیں

[illegible]

(۹۱) قبروں پر پھول اور کنکری ڈالنا کیسا ہے؟ **سوال** قبر پر پھول [illegible]

[illegible]

جواب قبر پر پھول ڈالنا [illegible]

[illegible]

(۹۲) مزارات پر دست بستہ کھڑے ہونے کا کیا حکم ہے؟ **سوال** [illegible]

[illegible]

جواب مزار [illegible] اور دست بستہ [illegible]

[illegible] فقط رشید احمد عفی عنہ گنگوہی

[illegible]

(۹۳) مزارات اولیاء کے سامنے سر جھکانا اور دست بستہ کھڑا ہونا کیسا ہے؟ **مسئلہ** [illegible]

[illegible] سے سرنگوں ہونا اور دست بستہ کھڑا ہونا [illegible]

[illegible]

[illegible]

(۹۴) بزرگوں کی قبروں کا طواف حرام ہے: مسئلہ: طواف قبور اولیاء اللہ حرام ہے، سوائے بیت اللہ شریف کے (طواف کے) کسی چیز کا طواف حلال نہیں۔ ملا علی قاری شرح مناسک میں فرماتے ہیں:

(ولایطوف) ای ولایدورُ حول البقعة الشریفة، لأن الطواف من مختصات الکعبة المنیفة، فیحرم حول قبور الأنبیاء والأولیاء و لاعبرة بما یفعله العامة الجهلة و لو کانوا فی صورة المشائخ و العلماء. انتهیٰ (۱)

ترجمہ: طواف نہ کرے گرد کسی مکان متبرک کے، کہ طواف خصوصیات کعبہ شریف سے ہے۔ پس حرام ہے طواف گرد قبور انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کے، اور کچھ اعتبار نہیں جو جاہل لوگ قبور کا طواف کیا کرتے ہیں۔ اگرچہ صورت مشائخ اور علماء کی ہو۔ [ترجمہ قدیم]

اور معراج میں مرقوم ہے:

لوطاف حول مسجد سوی الکعبة یخشی علیه الکفر انتهیٰ.

ترجمہ: اگر کوئی طواف کرے گرد مسجد کے، سوائے کعبہ شریف کے اس کے کفر کا اندیشہ ہے۔ [ترجمہ قدیم]

ہر گاہ کہ مسجد کے طواف سے خوف کفر کا ہوا، تو طواف قبور سے بطریق اولیٰ کافر ہو جائے گا۔ پس اگر چہ کوئی بصورت عالم درویش ہو کر طواف کرے، وہ نہایت بد اور گمراہ ہے۔ اس کے قول و فعل کا کچھ اعتبار نہیں، اور اس کی صحبت سے اجتناب بُضرور (۲) ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ کلاں ص ۳۶-۴۷)

(۹۵) تصویر روضۂ مطہرہ وغیرہ کو بوسہ دینا؟ سوال: بر تصویر روضۂ منورہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم (نقشہ مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفا) ونقشہ مکہ مکرمہ، کہ در دلائل الخیرات واقع است، بوسہ دادن و چشم مالیدن از روئے شرع جائز است، یانہ؟

ترجمہ: سوال: روضہ اقدس حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور مکہ مکرمہ کے عکس کو (جو دلائل الخیرات میں چھپا ہوا ہے) چومنا اور آنکھوں سے ملنا شریعت کی رو سے جائز ہے، یا نہیں۔ [ت۔ نور]

(۱) شرح مناسک ص ۲۷۶۔ باب زیارۃ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم طبع اول (مطبع الماجدیہ مکۃ المکرمہ ۱۳۲۸ھ)

(۲) بضرور۔ نہایت ضروری۔ ضرور بالضرور۔ اردو لغت، تاریخی اصول پر، ص: ۲۳۔ ج: ۱۳/ [کراچی: ۱۹۹۱ء] (نور)

toobaa-elibrary.blogspot.com

جواب [illegible] اس [illegible] بیل نقشہ [illegible] ثابت [illegible] روایت شوق [illegible] بطلان [illegible] جائز [illegible]
[illegible] رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔ **الجواب صحیح** اشرف علی عفی عنہ [illegible] ۱۳۲۲ھ

ترجمہ جواب [illegible] نقشہ [illegible] مخصوص سے ملنا ثابت نہیں [illegible] روایت شوق میں [illegible]
بطلان [illegible] اور [illegible] بھی [illegible] (فتاویٰ [illegible])

[illegible] مفتی محمد شفیع [illegible] ص ۲۹۳، ۲۹۵ جلد چہارم [illegible]

(۹۶) قبر کا بوسہ دینا حرام ہے **سوال** بوسہ دینا قبر کا جائز ہے یا حرام؟
جواب بوسہ دینا قبر کا حرام ہے

فی المدارج [illegible] مس [illegible] مکروہ [illegible] نہ بوسہ [illegible] قبر والدین
روایت فقہی نقل [illegible] صحیح [illegible] گناہ صغیرہ [illegible] واصرار [illegible]
هکذا فی الشرح عین العلم

ترجمہ قبر کو بوسہ دینا اور اس کو سجدہ کرنا اور [illegible] پر رخسار رکھنا حرام اور قطعاً منع ہے والدین کی قبر کو بوسہ دینے کی
روایت فقہی نقل [illegible] ثابت [illegible] صحیح [illegible] جس سے [illegible] ناجائز بوسہ کا [illegible] گناہ صغیرہ ہے
اور اس پر اصرار گناہ کبیرہ ہے۔ شرح [illegible] العلم میں یہی لکھا ہے

([illegible] شیخ عبد الحق [illegible] مولانا محمد [illegible] کراچی [illegible] مطبع [illegible])

(۹۷) قبروں پر گنبد اور پختہ عمارتیں بنانا منع بلکہ حرام ہے۔ **سوال** قبر پر پختہ عمارت اور
گنبد بنانا کس حدیث سے ثابت ہے؟ [illegible]

جواب از تھانوی قبر پر پختہ عمارت اگرچہ مکروہ ہے، مگر خواص اولیاء اللہ کی قبر پر [illegible] شیخ
عبد الحق [illegible] صراط مستقیم میں لکھا ہے کہ [illegible] زمانہ میں بعض مکروہ حکم مستحب کا رکھتے ہیں۔ چنانچہ [illegible] اولیاء [illegible]
ہے جو واسطے شوکت اسلام کے اور عبد الوہاب نجدی [illegible] حضرت [illegible] روضہ مبارک کو شہید [illegible]
کہ اصحاب کبار نے حضرت [illegible] کے روضہ کو بنایا ہے [illegible] طاقت [illegible] شہید کروں اور [illegible] واسطے پختہ عمارت [illegible]
[illegible] ہوتی تو حضرت [illegible] خلیفہ [illegible] وجود [illegible] حدیث [illegible] حدیث میں آیا ہے [illegible]

[illegible]

ہے وہ عوام الناس کی قبر کا حکم ہے نہ خواص کی قبر کا۔ شیخ عبدالحق نے اس حدیث کی خوب شرح لکھی ہے۔ بسبب طول کے اسکو

نہیں لکھا۔ اللہ تعالیٰ ایسے عقیدہ والوں کو ہدایت کرے۔ فقط

تردید جواب بالا از حضرت گنگوہی: کتب حدیث وفقہ سے ثابت ہے کہ قبر پر پختہ عمارت مکروہ ہے(۱)

چنانچہ مجیب بھی اس کا اقرار کرتے ہیں، مگر قبور اولیاء اللہ کا استثناء کتب حدیث اور معتبر کتب فقہ میں کہیں نہیں آیا ہے۔ فقط

یہ شیخ عبدالحق کا قول خلاف حدیث وقول فقہاء کے اس بارے میں معتبر نہیں ہوسکتا۔ شیخ کیا، اگر سو عالم بھی خلاف نص

کہے، وہ بھی کہیں ہرگز معتبر نہ ہوگا۔ یہ روایت بخاری میں موجود ہے(۲) عبدالوہاب بیچارہ کیا کرے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ

فرماتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو متعین کیا، کہ جو تصویر دیکھوں محو کردوں اور جو قبر بلند نظر پڑے، اس کو زمین

کے برابر کردوں۔ (۳) سو عبدالوہاب نے سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کیا (ہے) اگر عمل کرنا سنت پر بے ادبی ہے، تو

شاید مجیب کے نزدیک ترک سنت اور ہدم سنن ہدیٰ کا نام ادب ہوگا۔ معاذ اللہ توبہ!

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حجرۂ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا میں مدفون ہوئے تھے اور یہ حکم خواص انبیاء میں سے

ہے کہ گھروں میں مدفون ہوں، چنانچہ کتب فقہ میں موجود ہے(۴) اور پھر صحابہ کے زمانہ میں، یا تابعین یا تبع تابعین کے وقت

---

(۱) [illegible] نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يجصص القبر، وأن يقعد عليه وأن يبنى عليه. صحيح مسلم كتاب الجنائز ص ۳۱۲ ج ۱ (مطبع مجتبائی دهلی ۱۳۱۹هـ) [illegible] باب النهي عن تجصيص القبر والبناء عليه ج ۱ ص [illegible] رقم [illegible] مكتبة دار طيبة رياض [illegible] ولا يرفع عليه [illegible] وفي الشامي [illegible] مطلب في دفن الميت ص [illegible] باب الجنائز، مطبع مجتبائی [illegible] رد المحتار على [illegible] ج ۲ ص ۲۳۲ دار الفكر، بيروت ۱۳۸۶هـ ۱۹۶۶ء.

(۲) [illegible] كتاب الجنائز ص [illegible] مطبع مجتبائی دهلی [illegible] كتاب الجنائز باب [illegible] [illegible] لفسه مقالة الإسلامية [illegible] بيروت ۱۴۲۵هـ ۲۰۰۴ء [illegible] [illegible] دار طيبة [illegible] ۱۴۲۳هـ ۲۰۰۹ء [illegible] الكتابة عليها باب [illegible] [illegible]

(۳) [illegible] الأسدي قال قال علي [illegible] أن لا تدع تمثالا إلا طمسته ولا قبرا مشرفا إلا سويته. صحيح مسلم ص [illegible] ج [illegible] مطبع مجتبائی دهلی [illegible] كتاب الجنائز باب الأمر بتسوية القبر [illegible] رقم الحديث ۹۶۹ دار طيبة [illegible] الفاريابي [illegible] ۲۰۰۶ء.

(۴) [illegible] ولا ينبغي أن يدفن الميت في الدار [illegible] الميت ج ۲ ص ۲۳۵ دار الفكر [illegible] مطبع مجتبائی [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

[illegible] چنانچہ حضرت [illegible] صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی [illegible]

[illegible]

[illegible]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

[illegible]

اذان سے متعلق بدعات

(۹۸) اذان کے وقت انگوٹھے چومنا کیسا ہے؟ سوال: [illegible]

جواب یکے از علمائے اہل بدعت [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وقد نقل عن مسند الفردوس لمؤلفه الحافظ الإمام شهردار بن الحافظ شهرويه الديلمي أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من قبل ظفر إبهاميه عند سماع أشهد أن محمدا رسول الله في الأذان أنا قائده ومدخله في صفوف الجنة

وفي حمل الأحاديث ان رسول الله صلى الله عليه وسلم دخل المسجد فقعد عند الأسطوانة وجاء أبو بكر فقام بلال فأذن فلما بلغ أشهد أن محمدا رسول الله قبل أبو بكر ظفر إبهاميه ووضعهما على عينيه فقال قرة عيني بك يا رسول الله فلما فرغ بلال من الأذان توجه النبي صلى الله عليه وسلم إلى أبي بكر فقال من فعل مثل ما فعلت يا أبا بكر غفر الله ذنوبه حديثها وقديمها وعمدها وخطأها

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مذکورہ بالا تحریر کا رد اور صحیح از حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی:(۱)

[امام] بخاری نے روایت کیا ہے] کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منافق کی تین نشانی ہیں، ایک ان میں سے یہ ہے کہ جب مخاصمہ کرے، بیہودہ اور گالی بکے(۲) سو مجیب نے اپنے جوابات میں جو الفاظ بیہودہ تحریر کئے ہیں، حسب حدیث صحیح، خود اپنی زبان سے بنے جو کچھ بنے۔ اہل علم کو لازم ہے کہ مناظروں میں زبان کو تھامیں اور لغو نہ بکیں۔

ازیں بعد بہوش سننا چاہئے، کہ ہزارہا حدیث بددینوں نے اپنی طرف سے بنالی ہیں اور صدہا حدیث موضوع صلحاء نے معموں اپنی کی ہیں اور غلطی سے اس گناہ میں پڑے ہیں، چنانچہ اس امر کو اہل علم خوب جانتے ہیں، حاجت میری تحریر کی نہیں، خطبہ صحیح مسلم اس امر کے واسطے کافی ہے۔ اسی ہزار حدیث وضعی امام ابو یوسف کو یاد تھیں، تو بس، ہر عبارت پر کہ لوگوں نے اطلاق لفظ حدیث کر دیا ہو، وہ حدیث نہیں ہوا کرتی، جب تک سند صحیح سے اس کا ثبوت نہ ہو، اور ائمہ حدیث اس کی تصحیح و تصدیق نہ کریں، اس کو حدیث جاننا اور اس پر عمل کرنا جائز نہیں ہوتا اور کسی اہل علم کو اس کا بیان کرنا روا نہیں، ہاں البتہ جہلاء، جو بلباس علماء میں ہو کر، اپنے آپ کو ہوائے نفس کے مقلد کرتے ہیں اور کسی عالم کی بات کو رعونت سے تسلیم نہیں کرتے، ان کا شیوہ ہے کہ وضعی حدیثیں پیش کرے، اپنی بدعت کو رواج دیا کرتے ہیں، تو اہل علم کو ایسے امر سے اجتناب فرض ہے۔ غرض جو حدیث کتب معتبرہ میں بسند صحیح ہو وہ قابل اعتبار ہے، ورنہ واجب الرد ہے۔ جس کو حدیث اور اصول حدیث اور فقہ اور اصول فقہ پر، کچھ نظر اور عبور ہوگا، وہ تو میری اس تقریر کو حق جانے گا، اور جس کو علم سے بہرہ نہیں، البتہ وہ جہل کی باتیں بنادے گا، مگر اہل علم کی مجلس میں خوار ہوگا۔

بعد اس کے سنو! کہ انگوٹھے چومنے کے باب میں کوئی حدیث مرفوع صحیح نہیں ہوئی، اور یہ بات میں اپنی طرف سے نہیں لکھتا، ردالمحتار شرح درمختار میں جو شامی کے نام سے مشہور ہے، نقل کیا ہے کہ لوگوں نے اس باب میں روایت کثیرہ نقل کی ہیں، مگر کوئی حدیث مرفوع صحیح نہیں ہوئی

---

(۱) [illegible]

(۲) عن ابی هریرة عن النبی صلی الله علیه وسلم قال آیة المنافق [illegible] عمرو فی هذا الباب واذا خاصم فجر [illegible] مشکوة باب [illegible] وعلامة المنافق الفصل الاول [illegible] باب مذکور ج۱ ص ۵۰ رقم الحدیث [illegible] کتاب الایمان باب علامة المنافق، [مراد آباد: ۱۳۱۵ھ [illegible] ۱۹۸۴ء] [انور]

toobaa-elibrary.blogspot.com

وقال محمد احمد ولم یصح فی المرفوع من کل هذا شیء انتهی(۱) — ترجمہ عراقی نے کہا ہے کہ اس میں ایک روایت بھی حدیث مرفوع سے ثابت نہیں (ت ر)

جب امر دینی تو سی کا منصوص ہوتو تو ب و عقاب میں کسی کا قول ہرگز معتبر نہیں ہوتا۔ اس امر میں مرفوع حدیث ہی معتبر ہوتی ہے۔ چنانچہ یہ قاعدہ و اصول کا اہل علم پر بدیہی ہے، مجھ کو حاجت اس کے اثبات کی نہیں اور شوکانی نے اپنے رسالہ احادیث موضوعہ میں لکھی ہے کہ مسند فردوس میں جو روایت مسلمین کی عند تشهد المؤذن بروایت ابی بکر منقول ہے اور ایسا ہی سخاوی عیسی جو اس باب میں روایت ہے وہ صحیح نہیں ہوئی (۲) اور وہ بھی حدیث مجیب کی ہے جس کو مجیب اپنی معلومات میں نقل کرتے ہیں اور شاہ عبدالعزیز صاحب نے بھی اپنے جوابات میں یہی تحریر فرمایا ہے کہ یہ روایت ثابت نہیں ہوئی لہٰذا قابل عمل نہیں۔ اور وقت سماع نام پاک سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بجز صلوٰۃ وسلام کے کچھ ثابت نہیں ہے۔ تو پس مجیب نے جو کتب احادیث اور علم حدیث سے اور ناواقف فن اصول اور اصول حدیث سے جو روایات اوراق منتشرہ پر سے نقل کرکے چھاپتے ہیں، دیانت و پنداری سے بعید ہے۔ مرشحض عامی نام علماء ہو کہ جیسے مفتی و مجیب ہو تو قیامت تک گئی، اول سلیقہ عقد روایات واجب ہوتا ہے۔ از اں بعد جو نقد ہوتا ہے۔ الحاصل یہ روایت دیلمی منقول مجیب، بتصریح شوکانی حیطہ صحت سے خارج ہوئی، اور شامی نے امام جراحی کے قول سے اس باب کی سب احادیث کا غیر صحیح ہونا ثابت کر دیا، تو اب مجیب صاحب لا محالہ اس مسئلہ میں محض مادی ہیں، اور اگر جوش تقلید ہو اس سکوت کی حاجت نہیں رہتا تو حسب قاعدہ و اصول حدیث و اصول فقہ اپنی حدیث کی سند کو ثابت کریں ورنہ عوام کو حاصل ہے، قاعدہ علم سے خارج ہے۔ علاوہ ازیں یہ اس وقت کا اصرار معتبر ہوتی، حق قاعدہ کسی نے موافق تحریر مجیب کے قابل تسلیم نہ ہوئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

رشید احمد گنگوہی — محمود خان (۳۲۹)

(۹۹) اذان کے وقت انگوٹھے چومنا بدعت اور بے اصل ہے: سوال: [illegible] وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اذان میں [illegible] انگوٹھے چوم کر آنکھوں

[illegible]

سے لگا لیتے ہیں۔ اگر یہ جو منا نص قرآن اور حدیث صحیح سے ثابت ہے، تو چاہئے کہ حکم عام دیا جاوے، اور جو اصل میں اس کی کچھ اصل نہیں ہے، تو امر بلا ثبوت مانا جاوے۔ بینوا توجروا!!

جواب: حامداً و مصلیاً! اس امر کی کوئی نص قرآن شریف یا حدیث صحیح سے نہیں، اور جو روایات لوگ اس کے باب میں نقل کرتے ہیں، وہ موضوع یا واہی ہیں، قابل اعتماد کے نہیں۔ لہٰذا اس پر عمل کرنا نہیں چاہئے، بلکہ عوام کو منع کردینا مناسب ہے، فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مجموعہ کلاں ص ۲۰۵)

متفرق بدعات

(۱۰۰) چند مسائل کی تحقیق، جن کو ایک شخص نے اہل سنت کا عقیدہ بتایا ہے: سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اندریں مسئلہ: ایک شخص چند عقائد مفصلۂ ذیل، منجملہ عقائد اہل سنت والجماعت بیان کرتا ہے، اور حنفی المذہب ہونے کا اقرار کرتا ہے، اور کہتا ہے کہ جب تک سنیہ ان عقائد پر مستقیم اور راسخ الاعتقاد نہ ہو، فرقہ سنیہ کے خطاب کا مستحق نہیں، اور عقائد یہ ہیں:

اول: مولود شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، کہ اس میں آپ کے مناقب اور درود شریف و ذکر ولادت و معجزات و معراج شریف و حلیہ شریف، وفات شریف، نیز مسائل نماز، روزہ وغیرہ بیان کئے جاتے ہیں، بدعت مردود ہے اور اس کا فاعل بدعتی و کافر ہے، اور مجوزین مولود شریف یعنی جو مولود شریف کو جائز کہتے ہیں، مثلاً شاہ ولی اللہ محدث دہلوی و دیگر وغیرہ سب بدعتی ہیں؟

دوم: بر سر بازار ایک تخت بچھا کر، اور اس کو فرش مکلف سے آراستہ کرکے اور وعظ سے پہلے کچھ اردو اشعار پڑھ کر، پھر وعظ اس تخت پر کھڑے ہو کر شروع کرتا ہے، ہیئت مجموعہ سے بالتخصیص موضع، یعنی بازار و تعیین یوم وعظ کہنا فرض عین ہے، اس کا تارک کافر اور نیز مسجد میں وعظ کہنا منع ہے۔

سوم: ارواح پیغمبران و مُرسلان و اولیاء اللہ کا سیر کرنا ممکن ہے، اور ان سے فیض و استمداد لینا، عند الشرع ممنوع و امر ناجائز ہے، اس کی اصل شرع میں نہیں پائی جاتی۔

چہارم: مراقبہ و کاشفہ و بیعت کرنا بدعت ہے، اس کا مرتکب بدعتی ہے۔

پنجم: اجماع امت کا فقط صحابہ تک رہا، بعد ازاں نہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ششم: مولانا جامی ونظامی ومولانا روم وغیرہ کا کلام ایسا ہے کہ کفر کو پہنچتا ہے، گویا وہ اس کے نزدیک کافر ہیں۔

ھفتم: اہل عرب کل مردود و بدعتی ہیں، ان کے اقوال اور فتاوی ہمارے لئے حجت اور سند نہیں ہو سکتے۔ جس شخص کے ایسے عقائد ہیں وہ اہل سنت والجماعت ہے کہ نہیں؟ اور اس کے پیچھے نماز درست ہے کہ نہیں؟ اگر اس کو واعظ ہونے کا دعوی ہے، اس کا وعظ سننا اور اس سے مجالست ومؤانست کرنا جائز ہے، یا نہیں؟ **بینوا توجروا. ان الله لایضیع اجر المحسنین.**

(مجموعہ کلاں ص ۲۳-۲۴)

جواب: مولود کی مجلس زمانہ صحابہ وتابعین وتبع تابعین میں اور ائمہ مجتہدین کے دور میں کبھی نہیں ہوئی، اس کا یجاد تین چار سو سال سے ہوا ہے۔ اگرچہ نفس ذکر ولادت وبیان احوال جناب سرور عالم کا درست ہے، مگر یہ مجالس مروجہ ہمارے زمانہ کی بدعت وگناہ ہیں، بوجوہ کثیرہ کے، کہ جس کے بیان میں طول ہے، مگر ایک وجہ لکھی جاتی ہے کہ، مولود گرچہ جملہ مناہی ومخالف شرع سے خالی ہو، مگر چوں کہ عوام اس کو سنت مؤکدہ وموجب کمال ثواب ومہتم بالشان جان رہے ہیں، تو ایسی شے کا کرنا مکروہ ہووے گا۔ عالمگیریہ میں لکھا ہے

مایفعل عقیب الصلوات مکروہ، لأن الجهال یعتقدونها سنة أو واجبة وکل مباح یؤدی إلیه فمکروہ، انتهی (۱)

جو کچھ کہ لوگ نماز کے بعد (مثلاً سجدہ) کرتے ہیں وہ مکروہ ہے، کیونکہ جاہل اس کو سنت اور واجب سمجھ لیتے ہیں، اور ہر وہ مباح چیز جس کو ضروری سمجھا جائے وہ مکروہ ہے۔

پس صاف معلوم ہوگیا کہ جس امر مباح کو عوام سنت جاننے لگیں، وہ مکروہ ہو جاتا ہے۔ ہذا مولود کی مجلس، اگرچہ اس میں کوئی خرابی نہ ہو، ناجائز ہے، چہ جائیکہ اس میں دیگر محرمات بھی موجود ہوں، ورشاہ ولی اللہ صاحب نے کہیں ایسی مجلس مولود کو جائز نہیں لکھا، نہ کسی دیگر معتبر نے۔ فقط۔

۲۔ اور وعظ سر بازار بھی درست ہے، اور مسجد میں بھی۔ جناب فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں وعظ فرمایا ہے، احادیث اس سے پر ہیں۔ غرض وعظ سب جگہ درست ہے، مگر بامعروف ونہی عن المنکر واجب ہے خواہ کہیں ہو۔

اور ارواح انبیاء اور اولیاء کا ہر جگہ میں حاضر ہونا۔۔۔ ان سے استعانت واستمداد جائز نہیں، بے شک خلاف شرع کے ہے، بعد خود قبر کے پاس بھی جائز نہیں۔ مجمع البحار میں لکھا ہے

(۱) ۔۔۔ ص ۱۹۰ باب وما یتصل بذلک مسائل سجدة الشکر ۔۔۔ ۱۲۵۹ھ) ب عالمگیری ص ۱۳۶ ج ۱ الباب الثالث عشر فیما یتصل بذلک مسائل سجدة الشکر ۔۔۔

toobaa-elibrary blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

من قصد بزيارة قبور الأنبياء والصلحاء، أن يصلى عند قبورهم ويدعو عندها ويسئلهم الحوائج، وهذا لايجوز عند أحد من علماء المسلمين. فان العبادة وطلب الحوائج والاستعانة حق لله (تعالى) وحده. انتهى(۱)

جس شخص نے انبیاء علیہم السلام اور بزرگوں کی قبروں کی زیارت کا اس وجہ سے ارادہ (یا سفر) کیا کہ ان کی قبروں کے پاس نماز پڑھے گا اور وہاں دعائیں کرے گا، اور اپنی ضرورتوں کو طلب کرے گا، تو یہ علمائے اسلام میں سے کسی کے نزدیک بھی جائز نہیں ہے، کیونکہ نماز پڑھنا اور ضرورتوں کا مانگنا اور مدد چاہنا، یہ صرف حق تعالیٰ وحدہ لاشریک کا حق ہے۔

ہاں، البتہ اگر استمداد کے یہ معنی ہوں، کہ ان کی حرمت سے دعا حق تعالیٰ سے کرے، درست ہے اور مراقبہ ذکر اور فکر ہے۔ اور دل کو برے خطرات سے بچانا، قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ قال اللّٰہ تعالیٰ:

فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ (الحشر - ۲) سو عبرت پکڑو اے آنکھ والوں (ترجمہ شیخ الہند)

پس اس کو کون ناجائز کہہ سکتا ہے؟ ہاں ایسے مراقبات کہ خلافِ شرع لوگوں نے ایجاد کئے ہیں، وہ البتہ منع ہیں، اور ایسا ہی بیعت سنت ہے، کہ صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے، بیعت ترکِ معاصی واتباع سنت پر کی ہے۔ قال اللّٰہ تعالیٰ:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ (الحشر - ۲) تحقیق جو لوگ بیعت کرتے ہیں تجھ سے، وہ بیعت کرتے ہیں اللہ سے۔ (ترجمہ شیخ الہند)

اور بیعت میں توبہ کرنا گناہوں سے اور استقامت طریقۂ سنت پر، اور طریقہ استقامت شریعت کا سیکھنا ہوتا ہے، اور رسول اسی واسطے مبعوث ہوئے ہیں۔ اس کے سنت ہونے میں کیا کلام ہے؟ ہاں اگر شیخ خلافِ شرع ہو، یا شرائط پیری کی اس میں نہ ہوں، یا ایسے بیعت ہو کہ عوام جہال کرتے ہیں، کہ فقط بیعت ہونے کو موجب نجات جانتے ہیں، خواہ کچھ کرو، تو ایسی بیعت لاریب منع اور بدعت ہے۔

اور اجماع امت ہر روز مقبول ہے، مگر امت سے مراد امت مقبولہ ہے، کہ علماء واتقیاء ہوں اور حجت شرعیہ کے موافق اجماع ہو، اور خلاف نص کے اور اجماع سابق کے خلاف نہ ہو۔ جب شرائط اجماع موجود ہو جاویں گے، معتبر ہووے گا۔ اجماع ناقص رائے پر خلاف نص کے اور مخالف ائمہ ہدیٰ کے کچھ ٹھہراویں، مردود ہے اور غیر معتبر۔

اور مولانا جامی وغیرہ اولیاء سب مقبول ہیں، ان کے بعض کلام ایسے ہیں، کہ ظاہر میں موہم خلاف شرع کے ہوتے ہیں، مگر تامل سے اہل علم جانتے ہیں کہ خلاف شرع کے نہیں، سو جس کو فہم ایسا نہ ہو وہ حسن ظن رکھے، بدگمان نہ ہو، وہ مقبول ہیں۔

---

(۱) مجمع بحار الانوار، علامہ محمد طاہر پٹنی، مادہ "زور" ص: ۴۴۴، ج: ۲ (حیدرآباد: ۱۳۹۰ھ) [انوار]

ان کو برا کہنا زبوں [برا] ہے، اور اہل عرب کا قول وفعل جو خلاف شرع کے ہو، وہ البتہ برا و بدعت ہے، اگرچہ علماء سے کیوں نہ ہو مگر عرب کو برا اور بدعتی کہنا بہت زبوں ہے۔ عرب سے محبت کرنے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں

کقولہ احبوا العرب (۱)

پس اسی طرح یک لخت سب عرب کو بدعتی کہنا برا ہے، ہاں ان کے بدعتی برے ہیں اور عمل خلاف شرع مردود ہے، ان کے قول وفعل کی کچھ حجت نہیں۔ حجت دین میں قرآن اور حدیث اور فقہ کی ہے اور بس۔

الحاصل یہ جو لکھا گیا عقیدہ اہل سنت کا ہے، اس کے موافق جو کہے وہ متبع سنت ہے، اس سے ملنا اور وعظ سننا لازم ہے، اور جو اس کے خلاف کہے وہ قابل التفات کے نہیں، اور قلیل فرق کہ مآل دونوں کلام کا ایک ہی ہو جاوے، فرق نہیں ہوتا اور افراط و تفریط اچھی نہیں دین میں۔ میانہ روی موافق حدیث کے لازم ہے۔ واللہ اعلم

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مجموعۂ کلاں ص ۲۷_۲۵)

(۱۰۱) صلوٰۃ رغائب بدعت ہے: السلام علیکم۔ خط آپ کا آیا بندہ کو آج تک اس کے مطالعہ کا اتفاق نہیں ہوا، آج سے شروع جواب کرتا ہوں۔

مسئلہ: صلوٰۃ رغائب کو امام نووی نے شرح مسلم میں بدعت لکھا ہے (۲) آج کل کے علماء کا اگر اعتبار نہیں تو پہلوں کے قول کا اعتبار کرو اور پھر یہ سنو کہ اگر غزالی نے اس صلوٰۃ کو لکھا ہے (۳) مگر اس کا اہتمام کرنا اور ضروری جاننا بھی تو بدعت ہے۔ اسکے بدعت ہونے کا تو خلاف کسی کو نہیں۔ غزالی نے اہتمام رغائب کو نہیں لکھا ہے، اگر نفس صلوٰۃ کو لکھا

(۱) قال رسول اللہ ﷺ احبوا العرب لثلاث لأني عربي، والقرآن عربي، وكلام أهل الجنة عربي. رواه البيهقي في شعب الايمان، عن ابن عباس، ۲۳۲/۳، رقم الحديث: ۱۴۹۲ [نیز دیکھئے مشکوۃ الفصل الثالث ص ۵۵۳، ج ۲ باب مناقب قريش، اصح المطابع رشيديه، دهلی ۱۹۵۵ء] نیز دیکھئے مشکوۃ ج ۵ ص ۲۳۲۲ رقم الحديث ۶۰۰۶ ت رمضان بن حمدس عتبی بن عوف [المكتبة التوبة رياض: ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۳ء]

واخرجه الحاكم في المستدرك ۴/۸۹ [دار المعرفة بيروت وقال بانه محمد بن الفضل عن ابي حريج وصححه وتبعه الذهبي و شاهد آخر في حديث ابي هريرة اخرجه الطبراني في الأوسط فالحديث ضعيف لاصحيح ولاموضوع. تنزيه الشريعة لابي عراق (۲/۳۰_۳۱) [دار الكتب العلمية بيروت ۱۴۰۱ھ]

(۲) [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہے تو اہتمام بہر حال بدعت رہا اور جماعت کرنا اس کا مکروہ تحریمی، سب کتب فقہ میں لکھا ہے۔ فقط

(فرق قرآ، ص ۱۰۷-۹)

(۱۰۲) بدعات کا مرتکب گنہگار ہے: **سوال:** مسائل مختلفہ مثل فاتحہ مروجہ ومولود شریف مروجہ وغیرہ کا عمل کرنے والا شخص، بباعث اختلاف گنہگار اور بدعتی ہوگا، یا نہیں؟

جواب: گنہگار ہوگا کہ مرتکب بدعات ہے۔ فقط (دست خاص ص ۳۹)

(۱۰۳) مرتکب کبیرہ اور بدعات میں ملوث شخص کی دینی غلطی کا ذکر غیبت ہے یا نہیں؟ **مسئلہ:** جو شخص گناہ کبیرہ و بدعات کرتا ہو اس کی غیبت اور برائی بغرض اطلاع عوام کہ اس کی صحبت سے احتراز کریں، درست ہے، بلکہ ضروری و موجب اجر ہے۔ بدعتی کی غیبت غیبت نہیں ہوتی۔ فقط رشید احمد گنگوہی

الف. (مجموعہ کلاں ص ۸۵) ب. (چند یا نوی ص ۷۶)

(۱۰۴) بابا فرید گنج شکر کے متعلق، چند مبالغہ آمیز اشعار کا حکم؟

سوال: چہ می فرمایند علمائے دین ومفتیان شرع متین در بارہ شخصے محمد حسین نامی، از و احضرت بابا فرید الدین چشتی پاک پتنی رحمۃ اللہ علیہ خلاف عقائد اہل اسلام قائل بتائج شدہ است، والزام دروغ گوئی خویش بنا گر می بابا فرید الدین گنج شکر صاحب منسوب ساختہ۔

بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ

نادر خانہ و ارگی متعدد ہے علماء و محدثین نے بدعت کہا ہے۔ علامہ ابن حجر مکی (وفات ۹۷۴ ھ) فرماتے ہیں: "وقد نص العلماء على انها من البدع" کذا فی الصلاة المنهيه المسماة بصلاة الرغائب و بعرفه لمحقه جناب حسین محمد علی قدوری ص ۲۵ (المدينة المنورة ۱۳۱۷ هـ)

رد المحتار (شامی) میں ہے قال فی البحر ومن هنا يعلم كراهة الاجتماع على صلوة الرغائب التي تفعل في رجب ص ۲۶۱ ج ۲ شامی (مطبع نعمانی ص ۱۳۹ھ) ج رد المحتار على الدر المختار ج ۲ ص ۲۶ دار الفكر بيروت ۱۳۹۲ هـ ۱۹۷۲ ء [illegible]

(۳) قال المجد بن فى الاحياء: اما صلاة رجب فقد روى باسناد عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قال ما من احد يصوم اول خميس من رجب ثم يصلى فيما بين العشاء والعتمة الخ (احياء علوم الدين ص [illegible] ج ۱ مطبع نولكشور ۱۲۹۰ هـ)

وحققه المرتضى الزبيدى فقال فى اتحاف السادة قال ابن الجوزى موضوع على رسول الله صلى الله عليه وسلم وقد اتهموا به ابن جهضم ونسبوه الى الكذب وسمعت شيخنا عبد الوهاب الحافظ يقول رجاله مجهولون وقد فتشت جميع الكتب فما وجدتهم انتهى

وقال [illegible] وقال ابن الصلاح وضعيفه وقال ابن حنبل بعد ان [illegible] اتحاف السادة ۳ ص ۴۲۳ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی عکس مطبع میمنیہ مصر، مطبوعہ ۱۳۱۱ ھ)۔ [نور]

علامہ ابن عراق نے اس حدیث کے موضوع ہونے پر تفصیل سے بحث کی ہے۔ اس کتاب کی پہلی فصل میں اس حدیث کو درج کیا ہے: تنزیه الشريعة المرفوعة لابي الحسن ابن عراق الكناني كتاب الصلاة فصل اول ص ۹۰ ج ۲ (دار الكتب العلمية بيروت، ۱۴۰۱ هـ / ۱۹۸۱ ء) [نور]

در رسالہ سیف فریدی، مطبوعہ مطبع دبیر ہند واقع شہر امرتسر، پنجاب، بالائے صفحہ شصت ویک، ایں ابیات کہ دال بردعوی باطلہ تناسخ دے اند، برائے معائنہ ومشاہدہ علماء وفضلاء نقل ابیات دے رقم می شود، تا کہ عقائد باطلہ دے معلوم گردد۔ نقل ابیات از سیف فریدی

ترجمہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین، محمد حسین نامی ایک شخص کے بارے میں؟ حضرت بابا فریدالدین چشتی پاک پٹنی کی اولاد میں ہے، یہ شخص اہل اسلام کے عقیدہ کے خلاف تناسخ کا قائل ہوا ہے اور اپنی اس جھوٹی بات کو، بابا فریدالدین گنج شکر سے منسوب کرتا ہے۔

رسالہ سیف فریدی (جو مطبع دبیر ہند امرتسر کی چھپی ہوئی ہے) کے ص ۶۱ پر یہ شعر جو اس کے تناسخ کے جھوٹے دعوے کا ثبوت ہیں، علماء فضلاء کے نقل اور مشاہدہ کے لئے لکھے جاتے ہیں تاکہ اس کے باطل عقیدہ کو معلوم کریں۔ [ت نور]

نقل اشعار از سیف فریدی

کروں پہلے تعریف رسول ۔۔۔ لکھوں حال سچ اپنے کا ہو قبول
یہ تھا حکم بابا فرید زماں ۔۔۔ سو کر رکھ دیکھ میں نے عیاں
کہ ہو تین باری جہاں میں ظہور ۔۔۔ میرا چار سو سنہ نزدیک و دور
زمانہ یہ اول تو موجود ہے ۔۔۔ کہ ظاہر میرا نام مسعود ہے
زمانہ دگر میں ہوں، ثانی فرید ۔۔۔ بانام ابراہیم ہوں میں پدید
زمانہ ثالث میں جب پھر آؤنگا ۔۔۔ محمد حسین نام دھرواؤں گا
اسی کے میں اسوقت میں ہونگا پدید ۔۔۔ سمجھنا مجھے گویا ثالث فرید
کہ آخر زمانہ کا ہے یہ ظہور ۔۔۔ ہے اسرار ثالث فریدی کا نور
زمانہ وہ ثالث کا اب آگیا ۔۔۔ یہ ارشاد بابا کا پورا ہو

پس بینوا توجروا! از جواب ایں مسئلہ تناسخ کہ بابا فرید صاحب، بحسب تحریر محمد حسین پاک پٹنی، بعد از وفات دو مرتبہ اندریں جہان فانی، بذریعہ والدین دیگر تولید یافتہ اند، مرتبہ اول پیدا شدند، بنام شیخ ابراہیم کہ سجادہ نشین پاک پٹنی بود، موسوم گردیدند۔ ومرتبہ دویم بعد شش صد سال، در خانہ تاج محمود چشتی پاک پٹنی ظہور تولید یافتند ومحمد حسین نام نہادند۔

وایں محمد حسین، مانند مرزا غلام احمد قادیانی، در کتاب اسرار عترت فریدی خویش، بکذب نویسی از قادیانی سبقت بردہ است۔ ایں مسائل را مسرور وممتاز فرمایند، وجوابش بروایات کتب معتبرہ تحریر نمایند۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ترجمہ: حق بیان کیجئے اور اجر پائیے کہ تناسخ کے اس مسئلے کے جواب میں کہ حسب تحریر محمد حسین چشتی بابا فرید شکر گنج [illegible] وقت سے بعد اس جہان فانی میں دوسرے والدین کے ذریعہ دو مرتبہ اور پیدا ہوئے ہیں۔ پہلی مرتبہ شیخ ابراہیم پاک پٹن کے سجادہ نشین کے [illegible] دوسری مرتبہ چھ سو سال کے بعد، تاج محمود چشتی کے گھرانہ میں ظہور ولادت ہوا اور محمود حسین نام رکھا گیا۔

مولوی محمد حسین مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح کتاب اسرار حقیقت فریدی میں جھوٹ لکھنے میں قادیانی سے بھی بڑھ گیا ہے۔ اس سوال کے جواب سے سائل کو مسرور فرمائیں۔ جواب کتب معتبرہ کی روایتوں سے تحریر فرمائیں۔

بندہ سائل سید حسن شاہ بخاری النقوی، ساکن موضع پنہ میرا، ڈاک خانہ میسو پور، تحصیل دیال پور، ضلع منٹگمری

معروضہ ۲۹ ربیع الثانی ۱۳۳۰ھ

جواب: عقیدہ تناسخ نزد اہل سنت و جماعت باطل است، و نسبت آں بحضرت شیخ (شیخ بابا فرید گنج شکر پاک پٹنی علیہ الرحمہ) محض افترا است، و مدعی ایں نسبت و ایں مذہب محض جاہل است، تصدیق دعوش ناروا است، و اقوالش محض خطا [illegible] مسئلہ تناسخ در جملہ کتب کلام مذکور است، و مذہب ایں بیان و شہادات آیات و احادیث متین و بندہ [illegible] از نقل روایات مجبور [illegible] مسئلہ [illegible] شد۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

ترجمہ: [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

(۱۰۵) جو شخص تقویۃ الایمان کو برا کہے اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ مسئلہ [illegible]

[illegible]

اور جملہ مسائل اس کے نہایت صحیح اور درست ہیں [illegible]

[illegible]

Toobaa-elibrary.blogspot.com

باب دوم

کتاب الطہارت

پانی کے مسائل

(۱۰۶) پانی کی کتنی مقدار پاک یا ناپاک ہے؟ سوال: برسات میں جو پانی جھپ چھپا سا ہو جاتا ہے، مثلاً قریب چھ سات گز کے پانی، ایک پتھریلی زمین میں بھر گیا، حالانکہ اس میں گوبر وغیرہ بھی خورد، ریزہ ریزہ پڑا ہوا ہے، وہ پاک ہے، یا ناپاک؟

جواب: اگر پانی کثیر ہے قدر دس دس ہاتھ کے سب چوڑا، چار انگشت گہرا، تو پاک ہوگا، جیسے حوض کا پانی۔ جب تک رنگ، بو، مزہ گوبر کا اس میں اثر نہ آوے۔

(رشید احمد عفی عنہ) (ہدیت خاص سوال ۲۳)

(۱۰۷) کس تالاب کا کس قدر پانی پاک ہوتا ہے؟ سوال: ایک کتاب میں لکھا ہے، کہ جو تالاب بستی کے آس پاس ہوا کرتے ہیں، کہ جن میں برسات کے موسم میں پانی بھر جاتا ہے اور بعد برسات خشک ہو جاتے ہیں اور پھر لوگ ان میں پاخانہ پیشاب کیا کرتے ہیں، تو ایسے تالاب کا یہ حکم ہے کہ ان میں پانی خواہ کتنا ہی ہو جاوے [مگر] جب تک وہ پانی بہہ کر نکل نہ جاوے، تب تک وہ تالاب ناپاک رہتا ہے، آیا یہ مسئلہ صحیح ہے یا غلط؟

جواب: اگرچہ مسئلہ صحیح ہے مگر فتویٰ اس پر ہے کہ اگر پانی بہت ہے تو پاک ہے۔ واللہ اعلم۔ [illegible]

(۱۰۸) اگر کتا کنویں میں پیشاب کردے تو؟ مسئلہ: چاہ میں کتے [نے] نے پیشاب کیا، نجس ہو گیا، سب پانی نکالدینا چاہیے [illegible]۔ [illegible]

(۱۰۹) اگر کنویں میں کوئی جاندار مر جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟ سوال: کنویں میں بلی یا چوہا یا اور کوئی ناپاک چیز جاندار مثلاً [illegible]

جواب: [illegible] جیسے [illegible] نہیں آتا [illegible] تو کچھ پانی [illegible] نکالے احتیاطاً [illegible]

[illegible]

(بدست خاص سوال ۱۵۲)

(۱۱۰) اگر کنویں میں سے سڑا ہوا سانپ نکلے، تو کیا حکم ہے؟

سوال: اگر چاہ کنویں [illegible] نکالے جاویں گے یا نہیں؟

جواب: [illegible] نہیں۔(۱) [illegible] چاہیے ([illegible]) نکال [illegible] واللہ اعلم۔

([illegible])

(۱۱۱) کنویں کے پانی کے مسائل میں وسعت ضروری ہے:

سوال: حامداً و مصلیاً و مسلماً [illegible] کنویں سے [illegible]

[illegible] تین سو ڈول [illegible] جیسے کہ بعض رسائل میں [illegible] پانی [illegible]

[illegible] تین سو ڈول نکال [illegible]

[illegible] پانی [illegible]

[illegible]

الجواب هو الموفق للصواب: بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله رب العالمين والصلوٰة والسلام على حبيبه سيد المرسلين وعلى آله وصحبه أجمعين. اللهم رب زدني علماً [illegible] تین سو ڈول۔ کما فی الهداية

وإذا وقعت في البئر نجاسة نزحت، وكان نزح ما فيها من الماء طهارة لها بإجماع السلف، [illegible]

ومسائل الآبار مبنية على اتباع الآثار دون القياس (۲)

[illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

ترجمہ: اور جب کنویں میں ناپاک چیز گر جائے تو اس کا پانی نکالا جائے گا اور باجماع سلف یہ پانی کا نکالا جانا کنویں کے لئے مطہر و پاک کرنے والا ہوگا۔

عینی ھد: جب کوئی جانور چھوٹا یا بڑا کنویں سے نکالا جائے ... تو سارا پانی نکالنا چاہئے جیسے بوقت ... مثلاً چوہے وغیرہ کے سارا پانی نکالا جاتا ہے۔ چنانچہ ہدایہ میں ہے

وإن ماتت فيها شاة أو آدمي أو كلب نزح جميع ما فيها من الماء، لأن ابن عباس و ابن الزبير أفتيا بنزح الماء كله حين مات زنجي في بئر زمزم. فإن انتفخ الحيوان فيه أو تفسخ نزح جميع ما فيها صغر الحيوان أو كبر. انتهى (١)

ترجمہ: اور اگر کنویں میں بکری یا آدمی مر جائے یا کتا مر جائے تو اس کا تمام پانی نکالا جائے گا کیونکہ حضرت ابن عباس اور ابن زبیر نے تمام پانی نکالنے کا فتوی دیا تھا جب ایک حبشی زمزم کے کنویں میں گر کر مر گیا تھا۔ اس میں جانور پھول گیا یا پھٹ گیا (اس وقت بھی) تمام پانی نکالا جائے گا جانور چھوٹا ہو یا بڑا۔

اگر چشمہ والے پانی کے ... نکالنا متعذر ہو ... تو ... اندازہ ... پانی میں ... فقہ کے ... جیسا کہ در المختار

وإن تعذر نزح كلها لكونها معينا فبقدر ما فيها وقت ابتداء النزح، قاله الحلبي. يؤخذ ذلك بقول رجلين عدلين لهما بصارة بالماء به يفتى (٢)

وقال الشامي شارحه: هو الأصح كافي و در، وهو الصحيح وعليه الفتوى ابن كمال وهو المختار معراج، وهو الأشبه بالفقه هداية أي الأشبه بالمعنى المستنبط من الكتاب والسنة. (٣)

[illegible]

---

(١) [illegible]

(٢) [illegible]

(٣) [illegible]

اور چونکہ یہ قول کتاب و سنت یعنی قرآن اور حدیث کے موافق ہے، اور روایت دو سو ڈول کی اس کے مقابلہ میں غیر معتبر ہے، یہاں ... صاحب ہدایہ نے صراحت کی ہے فقال فكأنه بنى قوله على ما شاهد في آبار بغداد.

اور صاحب درمختار نے روایت دو سو ڈول کو بعد بیان روایت مذکورہ کے بلفظ قیل جو ضعف روایت کی طرف اشارہ ہے، نقل کیا ہے حيث قال وقيل يفتى بمائتين إلى ثلاثمائة اور پھر شامی نے شرح مقولہ میں خوب ہی تردید و تضعیف روایت مذکورہ دو سو ڈول کے بعد بیان اقوال مختارین روایت مذکورہ کی ہے۔ چنانچہ شامی میں ہے

قوله قيل حرره في الكنز والملتقى، وهو مروي عن محمد وعليه الفتوى ( )

ترجمہ مصنف کا قول قیل اسی پر کنز اور ملتقی میں جزم کیا ہے اور یہی امام محمد سے مروی ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔

یہ جو درمختار میں ہے کہ یہ قیل کا فتویٰ دو سو ڈول کی روایت پر ہے، یہی کنز میں ہے اور ملتقی اور بحر میں اور یہ قول امام محمد کا ہے اور صاحب خلاصہ کہتے ہیں کہ اسی پر فتویٰ ہے اور یہی تاتارخانیہ میں ہے بموافقت نصاب اور بموافقت عنایہ

وفي التاتارخانية عن النصاب وهو المختار معراج عن العتابية وجعله في العناية رواية عن الإمام. (۲)

اور تاتارخانیہ نصاب سے نقل کیا گیا ہے اور صاحب معراج نے عتابیہ سے مختار قرار دیا ہے اور اس کو عنایہ میں امام کی روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

صاحب معراج نے قول وهو المختار عن الامام وهو المختار والأيسر كما في الاختيار ونقله في مجرى المائتين والاحتياط کہتے ہیں اور عنایہ میں اس روایت کو امام صاحب کی طرف منسوب کر کے مختار کہتا ہے اور صاحب [illegible] بحوالہ کتاب الخیر رشادی اور نہایہ الفائق میں ہے۔

والثمانية لثلاثة مدونة، فقد ضعف التصحيح والفتوى وضعف هذا القول في الحلبة وتبعه في البحر بأنه إذا كان الحكم الشرعي نزح الجميع فالاقتصار على عدد مخصوص يتوقف على دليل سمعي يفيده، وأين ذلك بل المأثور عن ابن عباس

[illegible] كله [illegible] و امثاله
ذلك الأثر مع دفع ما ورد عليه مبسوطة في البحر وغيره.

[illegible]

[illegible] قال في البحر و [illegible] المشايخ [illegible] على ما عن محمد، لانضباطه كالعشر في عشر كما مر [illegible] مسائل الآبار مبنية على اتباع الآثار [illegible] قالوا [illegible] محمد [illegible] في [illegible] كثيرة [illegible] و [illegible] عن الامام [illegible] الكوفة [illegible] لأنه [illegible] بالماء [illegible] لا يكون [illegible] والله اعلم.

[illegible]

اور جب بصورت عدم تاویل وتقیید مرجوح ہونا روایت ہذا کا باحسن وجہ معلوم ہوگیا، پھر فتویٰ دینا روایت مرجوح پر باوجود موجود ہونے قول قوی مدلل کے جہالت ہے اور خرق اجماع۔

كما فی مقدمة الدر المختار: وان الحكم والفتيا بالقول المرجوح جهلٌ وخرق للإجماع.(۱)

ترجمہ: جیسا کہ درمختار میں ہے کہ حکم اور فتویٰ قول مرجوح پر، جہالت اور اجماع کے خلاف ہے۔

قال الشامی فی شرحه: قوله، بالقول المرجوح كقول محمد مع وجود قول ابی يوسف، إذا لم يصح ويقو وجهه (۲)

علامہ شامی نے اس کی شرح میں لکھا ہے، کہ قول مرجوح کی بات، جیسے امام محمد کا قول امام ابو یوسف کا قول ہوتے ہوئے، جب کہ قول اول صحیح نہ ہو اور اس کی تقویت کی کوئی وجہ ہو۔

اور جب مقید یا غیر معتبر ہونا روایت دوسوتین سوڈول کا بخوبی معلوم، پھر جن لوگوں نے باوصف علم، عدم اعتبار روایت مذکور، اس پانی سے غسل اور وضو کر کے نماز پڑھی گنہگار ہوئے اور وہ سب نمازیں واجب الاعادہ ہوئیں، بوجہ علم نجاست، اب بوجہ عدم اعتبار روایت دوصد ڈلو۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم حررہ العبد الضعیف محمد دیدار علی رضوی حنفی

صح الجواب (محمد کرامت اللہ خان)

المجیب مصیب (محمد عبدالرحیم مفتی راج الور)

جواب بہت صحیح بلکہ اصح ہے (ابو محمد عبدالرحمن پنجابی ثم الالوری)

جواب صحیح ہے (محمد دلاور علی حنفی)

واضح ہو کہ مولانا کرامت اللہ صاحب نے جو فی زمانہ آفتاب دہلی ہیں، اور مقتدا اور استاد بڑے بڑے عالموں کے، جو مدرسہ حسین بخش پنجابی واقع دہلی کے واعظ ہیں۔ اس فتویٰ کی تائید میں مع مہر مولوی جمیل صاحب، چونکہ بہت بڑا فتویٰ مرتب فرما کر بھیجا تھا، لہٰذا بغرض اختصار کے کہ رسالہ بہت دراز نہ ہوجائے، ان کے دستخط پر فقط کفایت کی گئی، فتویٰ میرے پاس موجود ہے۔ یہ عبارت طویلہ اور جواب سب صحیح ہیں۔ مختصر یہ ہے کہ تفسخ حیوان سے جب کل پانی نجس ہوجائے، تو بصارت اہل بصیرت پر اعتماد کیا جائے، کہ پانی جدید کنوئیں میں ظاہر ہوجائے، یا تخمینہ کر کے اس قدر پانی نکال دیا جائے۔ واللہ اعلم بالصواب

عبدالرحمن پانی پتی عفی عنہ

بقلم عبدالسلام انصاری عفی عنہ تحریر ۷ ار ذی الحجہ ۱۳۱۳ھ

یہ دستخط مولانا عبدالرحمن صاحب قاری محدث پانی پت کے ہیں، جو شاگرد رشید ہیں مولانا شاہ محمد اسحاق کے، بوجہ کبر سنی اور ضعف کے دستخط اور مہر مولانا کے صاحبزادہ کلاں عبدالسلام صاحب سے لکھوائے ہیں۔

---

(۱) در مختار، مقدمة المصنف ج ۱ ص ۵۱ [عکس مجتبائی] [۱۰۶]

(۲) الشامی ص ۵۱ ج ۱ مطلب لا يجوز العمل بالضعيف حتى لنفسه عند [illegible] [illegible] شامی ج ۱ ص [illegible] دار الفكر بيروت ۱۳۸۶ هـ ۱۹۶۶ م [illegible]

یہ فتویٰ جب بخدمت مولانا رشید احمد گنگوہی ہمراہ عریضہ اول بھیجا گیا فتویٰ بلا مہر واپس فرمایا۔ لہٰذا نقل بعینہٖ اس مکتوب مولانا کے جو متعلق اس فتویٰ کے ہے، نقل کی جاتی ہے، اور بعدہٗ جو جواب استفتاء مرسلہ پر، ہمراہ عریضہ مذکورہ تحریر فرمایا ہے، مع مضمون استفتاء تحریر ہوتا ہے:

تحقیق از حضرت مولانا گنگوہی: از بندہ رشید احمد بعد سلام مسنون! آں کہ آپ کا مکرمت نامہ پہنچا۔ باب تطہیر چاہ آب میں وسعت بہت مناسب ہے، بلکہ ضروری ہے، ورنہ بہت حرج ہو جاتا ہے۔ چونکہ بہت علماء کا فتویٰ اس پر بھی ہو چکا ہے اور تمام پانی کے نکالنے میں دقت اور دشواری ظاہر ہے، اگر بعض جگہ سہل ہو، اور احکام شرع عموم پر ہوتے ہیں، تو سہولت کی روایت پر فتویٰ دینا اور عمل کرنا بہتر ہے، اور ہمارے دیار کے چاہ کثیر الماء ہیں، گمان کرتا ہوں کہ الور کے کنوئیں بھی ایسے ہی ہوں۔ تو فتویٰ امام محمد کا ایسے ہی چاہ میں دو صد دلو کا ہے، چنانچہ آپ خود شامی سے آخر عبارت نقل فرماتے ہیں اور قلیل الماء، چاہ عرب اور پہاڑ کے ہوتے ہیں، بعض چاہ دہلی میں بھی بندہ نے ایسے دیکھے کہ پانی ان کا موجود، قدر دو سو تین سو ڈول کا ہوتا ہے، سو اس میں تمام آب نکالنا دشوار نہیں ہوتا۔ بندے نے مدرسہ دار البقاء دہلی کے چاہ کو بھی دیکھا اور تجربہ کیا کہ وہ ناپاک ہوا تو اسی قدر ڈول نکالے، پھر اس قدر پانی اس میں رہا کہ ڈول اس میں نہیں ڈوبا، بعد دو تین پہر کے اس میں پانی پھر جمع ہوا اور دوسرے روز پانی مثل سابق ہو گیا۔ تو شامی یہ توفیق کرتا ہے کہ تمام آب کے نکالنے اور دو صد دلو میں توفیق حاصل ہے۔ پس آپ بھی دو صد دلو پر فتویٰ اگر دیں، اپنے ممالک میں، تو قطع نظر سہولت کے مدعیٰ حاصل ہے، اور چونکہ امام صاحب کوئی تحدید نہیں فرماتے، رائے مبتلی بہ پر چھوڑتے ہیں، اگر کسی کو یہ ظن ہو جائے کہ دو سو ڈول سے کم ہی میں سب پانی موجود نکل گیا ہے، تو اس کے نزدیک چاہ پاک ہو گیا۔

الحاصل پانی کے باب میں وسعت ضروری ہے اور چاہ کے مسائل میں اس قدر تنگی صعوبت سے خالی نہیں، اس واسطے صاحبین کے مذہب پر فتویٰ دینے میں، اسقدر شبانہ روزی نجاست میں تمام فرش وظروف مسجد و محلہ ناپاک ہوتے ہیں، اور ثوب اور جس جس شئے کو ملوث کیا اور یہ خشک رطب شئے کو لگا، سب نجس ہوا ہے، تو سخت دشواری ہے۔ فقط والسلام

تحقیق مسائل ۔۔۔ دار العلوم (ص ۱۱۱ تا ص ۱۱۸ طبع اول بلاسنہ)

(۱۱۲) اگر دو کنوئیں ایک ہاتھ کے فاصلے پر ہوں تو کیا ایک کے ناپاک ہونے سے دوسرا ناپاک ہو جائے گا؟ اگر دو کنوئیں بفاصلہ یک دست بھی ہوویں، تو ایک کی نجاست سے دوسرا نجس نہیں ہوتا، جب تک تحقیق قطعی نہ ہو جاوے کہ اس قدر زمین میں نجاست سرایت کرتی ہے۔ وہ ذراع کی روایت ۔۔۔ کی شرح وقایہ میں قابل اعتبار نہیں (۱) مگر ہاں جو ایسی زمین میں مخلخل ہووے، کہ اس دور تک اثر پہنچے، ہمارے دیار میں ایسا نہیں

(۱) [illegible]

toobaa-elibrary blogspot.com

پاتے اور اگر ایسا اتصال ہے کہ سرایت جزما ہوتی ہے، تو دونوں کو طاہر کرے [دونوں] ناپاک ہوئے۔

(مجموعہ مکتوبات بنام مولانا خلیل احمد صاحب، مکتوب نمبر ۲، قلمی)

(۱۱۳) ڈھیکلی کے کھنچے ہوئے پانی کا حکم: سوال: ڈھیکلی (۱) کا کھنچا ہوا پانی پینا کیسا ہے؟

جواب: پاک ہے، اور استعمال اس کا درست ہے، اور اس میں کوئی حرج نہیں، جہلاء کی واہیات غلط ہے فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(بدست خاص، ص ۲۳)

(۱۱۴) جو پانی درختوں کے پتوں کی وجہ سے خراب ہو گیا ہو اس کا حکم؟ سوال: جس پانی میں درخت کے پتے، بہت دنوں تک پڑے رہنے سے پانی بگڑ گیا ہو، تو اس سے وضوء جائز ہے، یا نہیں، اور وہ پانی پاک ہے، یا ناپاک؟

جواب: پانی پاک اور وضو درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

رشید احمد عفی عنہ گنگوہی

(بدست خاص، ص ۳۴)

(۱۱۵) اگر کنویں میں استعمالی جوتا گر پڑے تو؟ سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر ایک کنویں میں جوتا مستعمل گر پڑا ہو، اور وہ کنواں تحت وتصرف اہل اسلام کے ہو اور جوتے کا نکلنا، بباعث کثرت آب غیر ممکن ہو یعنی غوطہ مارنے وکانٹا ڈالنے وچرس ڈالنے سے پانی نہ ٹوٹے اور جوتہ نہ نکلے اور اس بستی میں کوئی اور ایسا کنواں یا تالاب نہ ہو، جس سے اہل دیہہ اکتفا کرسکیں، آیا ایسے کنویں کا پانی پینا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: ایسے کنویں میں سے تین سو ڈول نکال دیویں، پاک ہو جائے گا، اگر چہ جوتی نہ نکلے، (۲) جوتی اگر چہ اس میں پڑی رہے، پانی نکال ڈالیں پاک ہو جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ کلاں، ص ۲۰۵-۲۰۶)

(۱۱۶) اگر گوہ کنویں میں گر جائے، تو کیا حکم ہے؟ سوال: اگر ضب از چاہ بعد از وقوع زندہ برآوردہ شود، حکم چاہ چیست؟ بینوا توجروا۔

ترجمہ: اگر گوہ کنویں میں گرنے کے بعد زندہ نکالی جائے، تو اس کنویں کے لئے کیا حکم ہے؟

---

(۱) ڈھیکلی: کنویں سے پانی نکالنے [illegible]

[illegible]

(۲) [illegible] (۳۹۱) [illegible]

[illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

جواب: ضب از حشرات است کہ خون ندارد، خوردنش نزد حنفیہ ناجائز است، مگر چاہ از وقوع آں ناپاک نمی گردد مثل مار۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ کلاں ص ۱۳۶)

ترجمہ: گوہ حشرات [ارض] میں سے ہے، جس میں خون نہیں ہوتا، حنفیوں کے یہاں اس کا کھانا ناجائز ہے، مگر اس کے گرنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا، جس طرح سانپ کا حکم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

پاکی اور ناپاکی کے مسائل

(۱۱۷) اگر نجاست قلیل پر پانی ڈالا، وہ بہہ کر پھیل گیا، تو یہ کپڑا کیسا ہے؟ سوال: اگر درم سے کم نجاست لگی ہوئی ہے اور اس پر پانی ڈالا، اور وہ پانی بہہ کر کپڑے میں درم سے زیادہ پھیل گیا، مگر وہ نجاست اپنی جگہ سے نہیں ٹلی اور نہ پھیلی ہے، گو وہ پانی اس نجاست میں اچھی طرح پھیل کر، کپڑے میں پھیلا ہے، تو ایسی صورت میں اس کپڑے سے نماز ہو جاتی ہے، یا نہیں؟ علیٰ ہذا القیاس، اگر نجاست بدن میں لگی ہوئی ہو، اور اس کا بھی ایسا ہی معاملہ ہو، تو کیا حکم ہے؟

جواب: وہ پانی نجس مثل نجاست کے ہے، تو پھیلنے پانی سے زائد از قدر درہم پارچہ و بدن نجس ہوا، اب نماز صحیح نہ ہووے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (بدست خاص، ص ۲۶)

(۱۱۸) اگر بدن پاک ہے اور کپڑا گیلا یا اس کا عکس، تو کیا کیا جائے؟ سوال: بدن ناپاک ہے، مثلاً پیشاب میں بھیگ کر خشک ہو گیا، اور کپڑا پاک گیلا ہے، یا کپڑا ناپاک خشک ہے اور بدن گیلا ہے تو ہر دو صورت میں کپڑا پھیرنے سے، کپڑا یا بدن ناپاک ہوتا ہے، یا نہیں؟

جواب: اگر ایسی رطوبت ہو کہ کپڑے سے بدن کو لگے، پھر بدن سے کپڑے پر لگے، تو ناپاک ہوگا، یا عرق سائل ہو کہ کپڑا تر ہو جاوے، اس صورت میں نجس ہوگا، ورنہ نہیں۔ فقط (بدست خاص، سوال ۲۴)

(۱۱۹) اگر بدن کا نصف حصہ نجاست سے آلودہ ہو، تو پورے جسم کا دھونا ضروری ہے، یا نہیں؟ سوال: اگر کسی کا بدن زائد از نصف، نجاست سے بھرا [ہوا ہو، یعنی خراب ہو] تو تمام بدن کا غسل فرض ہے، یا بدن نجاست آلودہ کا؟

جواب: نجاست جہاں لگی ہو، اس کا دھونا فرض ہے، سارے بدن کا دھونا فرض نہیں۔ فقط

(بدست خاص، سوال ۱۱۲)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۱۳۰) جنبی کا پسینہ پاک ہے لیکن اگر اس کے بدن پر نجاست ہو تو؟ **سوال:** جنبی کا پسینہ آیا وہ کپڑے پاک رہتے ہیں یا ناپاک، یا بدن کو پیشاب لگا ہوا ہے اور پسینہ آیا تو کپڑا پاک رہا یا نہیں؟

جواب: جنبی کا عرق پاک ہے اور ناپاک نجاست سے بدن آلودہ ہو اور عرق بہتا ہو کہ جس سے کپڑا تر ہو کر بدن کو لگے تو کپڑا ناپاک ہو جائے گا۔ ([illegible])

(۱۳۱) اگر بھیگے ہوئے ناپاک کپڑے پر پاک کپڑا رکھا گیا تو کیا حکم ہے؟ **سوال:** اگر نجس پانی کے بھیگے ہوئے کپڑے پر پاک کپڑا رکھا ہو تو وہ بھی ناپاک ہو جاتا ہے یا نہیں؟ اگر اس میں تری آ جائے؟

جواب: اگر تری اس قسم کی ہو کہ ہاتھ کو لگے تو نجس ہے اور اگر صرف اس کی ٹھنڈک ہاتھ کو محسوس ہو تو نجس نہیں۔ ([illegible])

(۱۳۲) اگر بھیگا ہوا کتا جس میں سے پانی ٹپک رہا ہے، کپڑے پر بیٹھ جائے تو کیا حکم ہے؟ **سوال:** اگر کتا پانی میں بھیگا ہوا ایسا ہو کہ اس کے بالوں میں سے پانی ٹپکتا ہے اور وہ کپڑے پر بیٹھ جائے اور کپڑا بھیگ جائے مگر ایسا نہیں جو نچوڑا جائے یا وہ کتا ایسا بھیگا ہوا ہو کہ اس کے بالوں میں سے پانی نہیں ٹپکتا مگر کپڑے پر بیٹھ جانے سے کپڑے پر اثر معلوم ہو تو وہ کپڑا پاک رہا یا نہیں؟

جواب: اگر کپڑے پر تری رطوبت پہنچی کہ ہاتھ کو اس کی رطوبت لگ جائے تو نجس ہے اور اگر صرف ٹھنڈک ہاتھ کو محسوس ہو تو نجس نہیں۔ ([illegible])

(۱۳۳) اگر بھیگے ہوئے کتے کے جھڑجھڑانے سے چھینٹیں کپڑوں پر لگ جائیں تو کیا حکم ہے؟ **سوال:** اگر کتا پانی میں بھیگا ہوا ہے بال جھڑجھڑاوے اور اس کی چھینٹیں کپڑے کو لگ جاویں مگر اتنی تری نہیں ہوئی کہ جو کپڑے سے نچوڑی جاوے تو وہ کپڑا ناپاک ہوا یا نہیں؟

جواب: جن کے نزدیک کتے کی کھال ناپاک ہے کپڑا ناپاک ہوگا اور جو پاک کہتے ہیں ان کے نزدیک بشرطیکہ پانی پہلے سے ناپاک نہ ہو کپڑا پاک رہے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم ([illegible])

[illegible]

(۱۳۴) کتے کے پیر پر گارا لگا ہوا تھا پھر خشک مٹی لگ گئی اور وہ کپڑے پر بیٹھ گیا تو کیا حکم ہے؟ **سوال:** [illegible]

جواب: [illegible] نجس نہیں ہوا واللہ اعلم

[illegible]

(۱۳۵) گھوڑے یا بیل کی دُم سواری کے لگ جائے تو کیا حکم ہے؟ **سوال:** [illegible]

جواب: [illegible] واللہ تعالیٰ اعلم [illegible]

(۱۳۶) راستوں میں جو گارا کیچڑ ہو جاتا ہے اس کی چھینٹوں کا حکم: **سوال:** [illegible]

جواب: [illegible]

(۱۳۷) اگر کپڑے کا ایک حصہ پاک ہے تو پاک حصے پر نماز پڑھنے کا حکم: **سوال:** [illegible]

جواب: [illegible]

[illegible]

[illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۱۲۸) اگر بوریہ یا فرش دبیز ہو اور اس کا ایک حصہ ناپاک ہو جائے، تو دوسرے رخ پر نماز کا حکم؟ **سوال:** بوریہ کے نیچے کی جانب، اگر ناپاک لگ جاوے اور وہ تن دار ہو یا نہ ہو، مگر اوپر کی جانب کچھ اس کا اثر نہیں ہے، تو اس بوریہ پر نماز پڑھنا درست ہے، یا نہیں؟

جواب: اگر وہ بوریا اور فرش اسقدر موٹا ہے، کہ بیچ میں سے اس کی تقسیم ہو سکتی ہے، تو نماز دوسری جانب پر جائز ہے، ورنہ ناجائز۔ واللہ تعالی اعلم (بدست خاص، ص۴)

(۱۲۹) کورے ناپاک برتن، کس طرح پاک ہوں گے؟ **سوال:** کورے برتن پر اگر پیشاب یا کتے کی رال گر جاوے، تو وہ دھونے سے پاک ہوتا ہے، یا آگ میں جلانے سے؟

جواب: پاک ہو جاتا ہے۔ [دونوں طرح سے] (بدست خاص، ص۴۱)

(۱۳۰) ناپاک لکڑی اور اینٹ خشک ہونے سے پاک ہو جاتی ہے یا نہیں؟ **سوال:** خشک لکڑی پر یا اینٹ خام یا پختہ پر، اگر پیشاب گر سوکھ جاوے، تو وہ پاک رہی یا ناپاک، اور لکڑی خشت، شدہ [جلی ہوئی] ہو یا قائم خواہ تر ہو، سب کا حکم ایک ہی ہے، یا جدا جدا؟

جواب: لکڑی یا خشت ناپاک سوکھنے سے پاک نہیں ہوتی، مگر جو زمین میں بھی [پیوست یا زمین میں لگی] ہوئی [ہو]، وہ بعد زمین کے پاک ہو جاتی ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم (بدست خاص، ص۳۰)

(۱۳۱) اگر بچہ کچے یا پکے فرش پر پیشاب کردے تو وہ جگہ کس طرح پاک ہوگی؟ **سوال:** [illegible] خام پختہ زمین یا مسجد میں [illegible] پیشاب [illegible] بعد خشک [illegible] پیشاب [illegible] ہو جاتی ہے، یا نہیں؟

جواب: [illegible]

(۱۳۲) گوبر کو مٹی میں ملا کر زمین لیپنا جائز ہے، مگر؟ **سوال:** [illegible]

جواب: [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

[illegible] اس وقت زمین، دیوار پاک ہو جاتی ہے، پھر اس زمین پر بدون پردہ نماز درست ہوگی، اور یہی حال اس [illegible]
دیوار پر پانی گر کر جو چھینٹ اڑے، کہ اگر اثر گوبر کا پانی میں پائے، اگر پڑے ہوئے پانی لگا تو نجس ہے اور جو خشک پر پانی پڑ کر فوراً
چھینٹ اٹھے اور اثر گوبر کا اس میں نہیں، تو پاک ہے۔ فقط (محمودیہ [illegible] ۳۲)

(۱۳۳) گوبر ملی ہوئی مٹی سے لیپے ہوئے مکان کی طہارت ونجاست کا حکم؟

گوبر مٹی مخلوط سے مکان کا لیپنا جائز ہے [مگر] مکان نجس ہوگا، اگر [illegible] ہوں (ملا ہوا) اس پر پڑا اور اثر گوبر کا آیا، تو ثوب بھی نجس ہو جائے گا۔ خشک کپڑا اگر تر پر رکھا اور محض نمی آئی تو نجس نہیں، اگر اجزاء پانی سے آئے کہ وہاں سے ظاہر ہو جاویں، ہاتھ پر یا پاؤں پر، تو وہ بھی نجس ہوا۔ کذا فی کتب الفقہ۔ (فرح [illegible] ۲۱)

(۱۳۴) اگر کوئی غذا یا رقیق دوا ناپاک ہو جائے تو؟

سوال: ایک بڑے ظرف میں کوئی غذا یا دوا رقیق بیش قیمت رکھی ہے، پھر اس میں کوئی ایسی نجاست گری، جو نمودار نہیں ہے، تو اب دوا یا غذا کسی طرح طاہر ہو سکتی ہے یا نہیں؟

بعض اشخاص کہتے ہیں کہ اس کو آگ پر رکھ دو، یہاں تک کہ تھوڑا سا حصہ اس میں سے جل جائے تو وہ طاہر ہو جائے گی، یہ قول صحیح ہے یا غلط؟ اگر غلط ہے تو اس کے طاہر کرنے کا اور کیا طریق ہے؟ فقط

جواب: جب بڑا ظرف کسی سیال شے جیسے [illegible] شوربا مثلاً نجس ہوا تو اب وہ کسی طرح پاک نہیں ہو سکتی، البتہ روغن[1] سیال پاک ہو جاتا ہے کہ وہ چلنے سے، پانی میں [illegible] نہیں ہوتا۔ فقط ([illegible] ۲۵)

(۱۳۵) آم کے درخت کے کیڑے کے جسم کا مادہ، اگر کپڑوں پر لگ جائے تو کیا حکم ہے؟

سوال: آم [illegible] میں سفید رنگ کے [illegible] جس میں سے زرد [illegible] کا [illegible] ہوتے ہیں، [illegible] اور ان کی [illegible] تھوڑی [illegible] کپڑوں پر لگ جائے تو وہ پاک رہتا ہے یا نہیں؟

جواب: [illegible] ناپاک نہیں ہوتا۔ واللہ اعلم ([illegible] ۳۳)

(۱۳۶) بلی اور کنکھجورا کا پیشاب پاک ہے یا ناپاک؟

سوال: [illegible] اور بلی کا [illegible] ناپاک ہے؟

جواب: [illegible] واللہ تعالیٰ اعلم

[1] [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

طہارت کے متفرق مسائل

(۱۳۷) جس شخص کا مرض کی وجہ سے ہر وقت پیشاب جاری رہتا ہو، اس کا کیا حکم ہے؟ **سوال:** معذور آدمی جس کا بول ہر وقت جاری رہتا ہو کہ کپڑا پاک نہ رہ سکے، اس کا حکم کیا ہے؟ ہر وقت نماز میں اور [پاک] کپڑے سے نماز پڑھ کرے (کذا) یا سی ناپاک سے، کیونکہ ہر وقت میں [کپڑا] بدلنے اور پاک کرنے میں دقت ہوتی ہے؟

جواب: ہر وقت وضو نیا کرے اور ہر وقت کپڑے کو پاک کریوے، کپڑا پاک کرنے میں کچھ حرج نہیں، تین دفعہ پانی نکال دیوے۔ فقط واللہ اعلم (بدست خاص، ص ۱۷)

(۱۳۸) بڑا استنجا کرتے وقت اگر ہوا خارج ہو، تو کیا کرنا چاہئے؟ **سوال:** پانی سے بڑا استنجا کرنے کے وقت اگر بائے سرے (یعنی ریح خارج ہو جاوے) تو طہارت دوبارہ کرے، یا نہیں؟

جواب: استنجاء پانی سے کرتے [وقت] اگر بائے نکل جاوے، دوبارہ استنجا [کرنے] کی ضرورت نہیں، کیونکہ بائے نجس نہیں اور بائے کے ساتھ جو کچھ پانی نکلے گا، اس میں نجاست مخلوط نہیں ہوئی، جو کچھ ہوئی ہوگی، تو وہ بہت قلیل غیر معتبر ہووے گی، مگر ایک بار پانی ڈال دینا بہتر ہے۔ فقط (مجموعہ خاص، سوال ۷)

(۱۳۹) ڈھیلے سے استنجا خشک کرتے وقت سلام کرنا اور اس کا جواب دینا؟ **سوال:** استنجا کلوخ (۱) سے کرنے کے وقت سلام علیک کرنا، یا جواب دینا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: اس وقت سلام کرنا، جواب سلام کا دینا جائز ہے، جیسے کلام کرنا درست ہے۔ (بدست خاص، سوال ۱۰۲)

رنگوں کے پاک یا ناپاک (۲) ہونے کا بیان اور متعلقہ مسائل

(۱۴۰) پڑیا کا رنگ پاک ہے، یا ناپاک؟ **سوال:** کوئی اٹئی پڑیا کے رنگ کا کیا حکم ہے، طاہر ہے یا غیر طاہر، سب کا ایک ہی حکم [ہے] یا جدا جدا؟

---

(۱) مٹی کے ڈھیلے۔

(۲) تقریباً چالیس سال پہلے تک، بیرون رنگنے کے لئے کئی قسم کے رنگ آتے تھے، بعض کچے بعض پکے، کچھ گولی (Teblet) کی صورت میں، بجھ کے ہوئے گویا پسے ہوئے کچھ سفوف میں، جو دیسی ہوا تے تھے یعنی ہندوستانی یا مقامی لوگوں کے بنائے ہوئے، کچھ کو خصوصاً کئے والے رنگوں کو ولائتی کہا جاتا تھا۔ (نور)

toobaa-elibrary.blogspot.com

الجواب: اس کا جواب تحقیق یہ ہے کہ [illegible] سب [illegible] پڑتی ہے، لہٰذا نجس ہے۔ مگر پختہ رنگ کو [illegible] بعد رنگ کے پاک کر کے استعمال کرے، تو درست ہے۔ فقط واللہ اعلم

([illegible])

(۱۴۱) کیا سب انگریزی رنگ، ناپاک ہیں؟

سوال: پڑیا کا رنگ سب قسم کا استعمال کرنا ناجائز ہے یا علاوہ بادامی رنگ کے، اور جو کہ پڑیا بھی نیل کے دھوبی لوگ کپڑوں میں استعمال کرتے ہیں، وہ بھی جائز ہے یا نہیں؟

جواب: پڑیا انگریزی سب نجس ہیں، مگر سنا ہے کہ بادامی پاک ہے اور دھوبی نیل بڑی کام کے ہیں، اگر وہ بھی پڑیا لگا دیں تو بیجا ہے۔ (مدست خاص سوال ۴۰)

(۱۴۲) کن رنگوں سے رنگے ہوئے کپڑوں سے نماز درست ہے؟

سوال اول: پڑیا کسنبہ کی رنگی ہوئی روئی (اور) کپڑے سے نماز ہو جاتی ہے، یا نہیں؟

سوال دوم: رضائی رنگ وبچھونے وغیرہ میں روئی [میں] پڑیا خواہ کسنبہ کی رنگی ہوئی، ڈالنی جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: پڑیا تو نجس ہے اس کو نہ ڈالے اور دوسرے رنگ کی خواہ کسنبہ ہو یا دوسرا کچھ، عورت کو درست [ہے] اور مرد کسنبہ کو نہ استعمال کرے۔ فقط [دونوں سوالات کا ایک ہی جواب درج ہے۔ نور] (مدست خاص سوال ۵۲، ۵۳)

(۱۴۳) چھلپرہ کا رنگا ہوا کپڑا پہننا صحیح ہے:

سوال: چھلپرہ(۱) کا رنگا کپڑا مرد وعورت کو پہننا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: چھلپرہ کا رنگ مرد وعورت کو، دونوں کو درست ہے۔ فقط (مدست خاص سوال ۳)

(۱۴۴) جس رنگ کے ناپاک ہونے کی تحقیق نہ ہو، وہ پاک ہے:

سوال: کچے رنگ کی دریں وململ سرخ سے بھی نماز ہو جاتی ہے، یا مثل پوڑیہ کے رنگ کے، یہ بھی ناپاک ہے؟

جواب: اس رنگ کی مجھے تحقیق نہیں، مگر جب تک نجاست ثابت نہ ہو، پاک کہنا چاہئے۔ (مدست خاص ص ۴۵)

(۱۴۵) انگریزی رنگ ناپاک ہیں:

سوال: رنگنا کپڑے کا پڑیہ میں جائز ہے یا غیر جائز؟ مفصل ارقام فرمادیں۔

جواب: پوڑیا میں اکثر اقسام میں شراب کا ملنا محقق ہوا ہے، لہٰذا نجس ہے، نہ رنگنا چاہئے۔ فقط

(مجموعہ کلاں ص ۱۰۲)

---

(۱) چھلپرہ کیا ہے، اس کا رنگ کیسا ہوتا ہے، راقم سطور کو خاصی جستجو کے باوجود اس کا پتہ نہیں ملا۔ (نور)

toobaa-elibrary.blogspot.com

حیض ونفاس اور متعلقہ مسائل

(۱۴۶) حیض کی غیر متعینہ مدت میں اکثریت کا خیال کیا جائے گا: سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت کی عادت غیر معینہ ہے، کبھی خون چار روز جاری رہتا ہے اور کبھی پانچ علی ہذا آٹھ روز تک۔ اس عورت نے چھ روز میں بعد موقوف ہونے خون کے، غسل کیا اور نماز ظہر ادا کی، بعد نماز پھر خون ظاہر ہوا عشاء تک، پھر کچھ اثر نہ پایا، پس اس عورت کیلئے کیا حکم ہے۔ بعد عشاء کے غسل یا قبل غسل، اپنے خاوند سے صحبت کرے، یا نہیں؟ بینوا توجروا!

جواب: عشاء کی نماز دوسرا غسل کرکے پڑھے، اور زوج اس کا اس کے پاس نہ جاوے، جب تک آٹھ روز تمام نہ ہو ویں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم رشید احمد گنگوہی (مجموعہ کلاں ص ۳۱-۳۲)

(۱۴۷) حیض کی تعیین کے لئے درد سے آنے کی قید؟ سوال: لکھا ہے کہ حیض وہ ہے جو درد کے خون آوے ایام معتادہ میں، سو اگر ایام معتادہ میں درد سے خون آوے، وہ بھی حیض ہے، یا نہیں؟ بینوا توجروا!

جواب: یہ قید لغو ہے، درد سے کچھ بحث نہیں، درد بسبب مرض کے ہوتا ہے۔ (بدست خاص ص ۳۰)

(۱۴۸) اگر مقررہ دنوں کے علاوہ کسی دوا وغیرہ کی وجہ سے حیض آئے تو نماز روزہ کا کیا حکم ہے؟ سوال: اگر غیر ایام معتادہ میں دوا دینے سے کسی کو حیض ہوا، تو وہ عورت نماز روزہ کرے یا نہیں؟

جواب: اگر دوا کے سبب حیض آوے، تو نماز روزہ ترک کرے، [illegible] فقط واللہ تعالیٰ اعلم ( ) [illegible]

(۱۴۹) جو خون پندرہ دن سے پہلے آوے وہ حیض نہیں: سوال: [illegible] میں دوبارہ حیض آتا ہے، تو وہ [illegible] میں نماز روزہ ترک کرے یا نہ کرے؟

جواب: [illegible] جو پندرہ روز سے پہلے [illegible] فقط واللہ تعالیٰ اعلم [illegible]

[illegible]

(۱۵۰) ایامِ حمل میں خون آنے کی وجہ سے نماز روزہ ترک نہ کرے۔ سوال: ایک عورت کو حیض معمول طور پر یا حمل میں ہوتا ہے، تو وہ نماز روزہ کرے یا نہیں؟ علی ہذا! اگر عورت حاملہ کو غیر معتاد ایام میں حیض جاری ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایامِ حمل میں حیض نہیں ہوتا، استحاضہ ہوتا ہے، روزہ نماز ترک نہ کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
{[illegible]}

(۱۵۱) حیض ونفاس کی حالت میں سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوگا: سوال: حائض ونفساء کو سجدۂ تلاوت سننے سے واجب ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب: واجب نہیں ہوتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم {[illegible]}

(۱۵۲) حائضہ کے ساتھ اس کے شوہر کا حائل کے ساتھ مس کرنے کا کیا حکم ہے؟ سوال: حائض عورت [illegible] جامہ یا عریاں مس کرنا اور شہوت نکالنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: [illegible] ناجائز اور حائل کے ساتھ درست ہے۔ {[illegible]}

وضو کا بیان

(۱۵۳) وضو کے وقت کلی اور ناک میں پانی دینے میں مبالغہ کرنا؟ سوال: [illegible] ناک میں پانی دینے کے وقت مبالغہ کرنا کیسا ہے؟

جواب: [illegible] کلی کرنا اور ناک میں پانی دینا مستحب ہے۔ [illegible] اعلم
[illegible]

(۱۵۴) وضو میں ٹھوڑی تک دھونے میں عورت مرد، بالغ نابالغ سب کے لئے؟ سوال: [illegible]

جواب: [illegible]

[illegible]

(۱۵۵) عورتوں کے لئے پورے سر کا مسح؟ سوال: [illegible]

جواب: [illegible] واللہ تعالیٰ اعلم!

[illegible]

(۱۵۶) مسواک کرنا اور استنجا میں ڈھیلا لینا عورت کے لئے کیسا ہے؟ سوال: [illegible]

جواب: [illegible]

[illegible]

(۱۵۷) مرد عورت کی شرمگاہوں کے ملنے سے بغیر پانی نکلے وضو کا حکم؟ سوال: [illegible]

جواب: [illegible]

[illegible]

(۱۵۸) اگرچہ مرد عورت کے ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتی لیکن؟ سوال: [illegible]

جواب: [illegible]

[illegible]

تیمّم

(۱۵۹) جنبی کو غسل اور وضو کے لئے تیمم میں، ایک ہی نیت کافی ہے: سوال: تیمم میں غسل اور وضو کے واسطے جنبی کو فقط نیت غسل کی کرنا کافی ہوگا، یا وقت تیمم غسل، اور وضو دونوں کی نیت کرے، اور دونوں کے واسطے علیحدہ علیحدہ ضرب لگاوے؟

جواب: ایک تیمم میں دونوں کی نیت کرے، ایک ہی تیمم کافی ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم!

(بدستِ خاص، ص ۵۸)

(۱۶۰) سفر کی حالت میں جب تک مجبور نہ ہو، تیمم کا کیا حکم ہے؟ سوال: سفر میں راستہ چلتے ہوئے اکثر ایسا اتفاق ہوتا ہے، کہ اپنے ہمراہی لوگ بباعث جلدی کے ٹھہرتے نہیں اور نہ اتنا تساہل کرتے ہیں، کہ جو آدمی جتنی دیر میں وضو کر لے اور پانی اپنے پاس ہوتا نہیں، اور بعض جگہ ایسا بھی موقع ہوتا ہے کہ اندھیرے میں معلوم بھی نہیں ہوتا کہ پانی کہاں ملے گا، اور اگر کوئی گاؤں یا چاہ [illegible] معلوم بھی ہوا کہ فلاں جگہ ہے، تو ساتھی لوگ ٹھہرتے نہیں، اور تنہا وہاں تک جانے میں دقت ہے، [illegible] ہوتی ہے، نیز ٹھہرنے کا موقع نہیں، اور ہمراہی لوگ الگ ہوتے ہیں، یا اور کوئی ضروری کام [illegible] جو بہت جلد منزل پر پہنچنے سے ہوتا ہے، تو ایسے وقت میں نماز تیمم سے جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: ہندوستان میں جائز نہیں، (۱) اور نہ کسی صورت میں تاخیر نماز جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

(بدستِ خاص، ص ۴۵)

---

(۱) [illegible] گویا مفقود ہے، جیسے ہندوستان میں [illegible] وغیرہ کا اطلاق اس کے لئے یہ حکم نہیں۔ [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

تیسرا باب

کتاب الصلوٰۃ

اذان واوقاتِ صلوٰۃ

(۱۶۱) حنفی اور واقف کے لیے، ایک مرتبہ حی علی الصلوٰۃ، حی علی الفلاح کہنا؟ سوال: ایک شخص بروقت کہنے تکبیر کے حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح ایک ایک مرتبہ کہتا ہے، یہ مذہب درست ہے یا نہیں؟

جواب: ایک ایک بار حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح کہنا مذہب شافعی و مالکی میں ہے، مگر یہ شخص یا جاہل ہے یا غیر مقلد، لہذا اس کی یہ حرکت بوجہ غلط نیت ہونے کے ہے، چاہئے ... واللہ اعلم (محمود الفتاویٰ ص ۲۹۔۳۰)

(۱۶۲) تہجد اور اذان کا جواب؟ سوال: تہجد سنت مؤکدہ ہے یا مستحب اور جواب اذان اور بعد اذان اور سننا اذان کا واجب ہے یا کیا؟

جواب: تہجد میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک سنت مؤکدہ اور بعض کے نزدیک مستحب، اور اذان کا سننا مستحب اور اس کا جواب بھی مستحب اور ... فقط واللہ تعالیٰ اعلم (امداد ص ۵۲)

(۱۶۳) اذان کے بعد لوگوں کو جماعت کے لئے بلانا؟ سوال: لوگوں میں یہ بات مشہور ہے کہ جب کوئی مسجد میں ہو جب تو اذان ہو اور جو آدمی داخل مسجد نہ ہو ... اور جو لوگ دکان میں بیٹھے ہیں ان کو غرض سے ... کہ جماعت کے ثواب سے محروم نہ رہیں تو ایک نعرہ کا پکار آتے ہیں ان کو بلانا جائز ہے یا نہیں اور نعرہ آتا ہے یا نہیں؟

جواب: بعد اذان کے ... [illegible] ... جماعت کی ... [illegible]

[illegible]

(۱۶۴) جو افراد اپنے گھر والوں کو نماز کی تاکید نہیں کرتے وہ سخت گنہگار ہیں **سوال:** [illegible]

جواب: [illegible]

(۱۶۵) سایۂ اصلی کی تحقیق نیز ظہر اور عصر کا وقت مسنون؟ **سوال:** [illegible]

[illegible]

[illegible] مثله غير الظل الذي يكون عند الزوال دخل وقت العصر [illegible]

[illegible] بعد دلوک الشمس [illegible]

[illegible]

جواب اول از مولانا عبد الجبار غزنوی: [illegible]

[illegible]

كانت قدر صلوة [illegible] في الصيف ثلاثة اقدام الى خمسة اقدام وفي الشتاء خمسة اقدام الى سبعة اقدام

[illegible]

متى خرج وقت الظهر [illegible] مثله غير الظل الذي يكون عند الزوال [illegible] دخل وقت العصر (۳) [illegible]

[illegible]

[illegible] کی سوہ میں ہے

صل الظهر اذا کان ظلک مثلک [illegible] — ظہر کی نماز پڑھو، جب تمہارا سایہ تمہارے برابر ہو جائے۔
[illegible] (۱) — یعنی اس سایہ کے علاوہ جو زوال کے وقت ہو۔

[illegible] مختصر ترجمہ میں ہے

[illegible] العصر [illegible] فاصل بینهما — عصر کا پسندیدہ وقت ان دونوں کے بیچ میں بغیر کسی
[illegible] مثله بعد الفی — فاصلے کے ہے، اور یہ ہمیشہ سایہ مثل کی طرف وقت
[illegible] بعد [illegible] علیه — ہے، جو زوال کے بعد ہوا، یعنی اس سایہ کے بعد
[illegible] — جس پر سورج کو زوال ہوا۔

مولوی [illegible] میں جو فقہ شافعیہ میں نہایت معتبر کتاب ہے، لکھتے ہیں

[illegible] وقت الظهر [illegible] الشیء — [illegible] جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر
[illegible] استواء الشمس (۳) — ہو جائے [illegible] زوال کے سایہ کے علاوہ۔

[illegible] جو فقہ [illegible] میں معتبر کتاب ہے لکھتے ہیں

[illegible] وقت الظهر [illegible] ظل کل شیء — زوال کے وقت جو سایہ ہوتا ہے اس کے علاوہ جب ہر چیز کا
[illegible] — سایہ [illegible] ہو جائے تو ظہر کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔

[illegible] کتابوں میں [illegible] مشہور [illegible]

[illegible] کل شیء [illegible] فی الزوال [illegible]
[illegible] وقت [illegible]

[illegible] کسی بھی چیز کا سایہ [illegible] زوال کے سایہ کے علاوہ۔

[illegible] ابو حنیفہ سے روایت ہے (زوال کے بارے میں) [illegible] وقت ہوتا ہے۔

[illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

اسی طرح شوکانی نیل الاوطار میں اور دُرَرُ البھیہ میں فرماتے ہیں:

و آخره مصير ظل الشيء مثله، سوى فيء الزوال. (۱)	اس (ظہر) کا آخروہ ہے جب ہر ایک چیز کا سایہ اس کے برابر ہو جائے نصف النہار (وقت زوال) کے سایہ کے علاوہ۔

اورشاہ ولی اللہ صاحب نے بھی مصفّٰی (۲) و حجۃ اللہ البالغۃ (۳) میں اور نواب صاحب نے اپنی تصانیف میں، اس کے ساتھ تصریح کی ہے۔ غرض فیئے زوال کے سوا ایک مثل یا مثلین تک ظہر کا وقت رہتا ہے، اور من بعد عصر کا وقت ہونا مسئلہ متفق علیہا ہے۔ یہ امر بدیہی ہے کہ اس ملک میں پوس ماگھ کے مہینوں میں سارے دن میں کوئی ایسا وقت نہیں آتا، کہ سایہ ہر شئی کا اس سے زیادہ نہ ہو، تو وقت ظہر کونسا ہوا، لامحالہ یہ ماننا پڑے گا کہ سوائے فئ الزوال کے، جب ایک مثل ہو جائے تو وقت عصر داخل ہوتا ہے۔

رہی یہ بات کہ فیئے زوال کس طرح نکالنا چاہئے، علماء نے اس کا یہ طریقہ لکھا ہے کہ زمین ہموار میں ایک لکڑی کو سیدھا کھڑا کر کے دیکھے، کہ عین استوائے شمس میں سایہ اس لکڑی کا کس قدر ہے، لکڑی کے مثل یا کم وبیش، جس قدر سایہ ہو، اُسی قدر سایہ چھوڑ کر، اس پر زائد جو ایک مثل ہو جاوے عصر کا وقت داخل ہوتا ہے، لکڑی کی جڑ سے ایک مثل پورا کرنے سے وقت عصر کا داخل نہیں ہوتا۔ امام ابوالحسن مالکی، شرح رسالہ ابن ابی زید میں لکھتے ہیں:

و يعرف الزوال قال بان يقام عود مستقيم اذا تناهى الظل في النقصان و أخذ في الزيادة فهو وقت الزوال. ولا اعتداد بالظل الذى زالت عليه الشمس في القامة بل يعتبر ظله ليعطف ظله مفرداعن الزيادة.

اورزوال کو پہچاننا (اس طرح سے) کہا کہ ایک لکڑی سیدھی کھڑی کیجئے، جب اس کے سایہ کی کمی ختم ہو جائے اور وہ بڑھنا شروع ہو جائے، وہ زوال کا وقت ہے۔ اس سایہ کا حساب نہیں ہے، جو سورج کے زوال سے پہلے کے وقت تھا، بلکہ اعتبار اس سایہ کا ہے جو زوال کے سایہ کے علاوہ ہو۔

---

(۱) نیل الاوطار ابواب المواقیت باب وقت الظہر ص ۳۲۳-۳۲۰ ج ۱ رقم الحدیث ۴۰۱ ضبطه وصححه محمد سالم هاشم، دار الكتب العلمية، بيروت ۱۴۱۵ھ، نیز الدر البہیہ مع اردو ترجمہ نواب صدیق حسن خاں ص ۷، مطبع فاروقی، دہلی ۱۲۸۹ھ [نور]

(۲) حضرت شاہ صاحب نے لکھا ہے: "ابتداء وقت ظہر زوال شمس است از وسط آسمان، و آخر وقت او آنست کہ باشد سایہ ہر چیزے مانند قامت آں چیز" (مصفی مع مسوی ص ۷۷، طبع اول، فاروقی، دہلی ۱۲۹۳ھ) اور مسوی میں فرماتے ہیں: آخر وقت الظهر ان يكون ظل كل شيء مثله، ص ۱۱۱، ج ۱ رقم الحديث ۲۰۸، دار الكتب العلمية، بيروت ۱۴۰۳ھ [نور]

(۳) حجة الله البالغة، باب اوقات الصلوة (۲/ ۱۱) ت: السالم بوری [نور] ط: دار الجیل بیروت ۱۴۲۶ھ ۲۰۰۵ء

[illegible] میں ہے

والمثل في الزوال، لانه قد يكون مثلا في بعض المواضع في [illegible] وقد يكون مثلين

[illegible] المثل من عند ذي الظل [illegible] وقت الظهر [illegible] (١)

[illegible] مثلی [illegible] بعض مقامات پر ایک مثل سایہ ہوتا ہے اور کبھی دو مثل ہوتا [illegible] مثلین کا زوال کے وقت سایہ کے ساتھ حساب کیا جائے [illegible] کا وقت [illegible] مثل [illegible] ہوتا ہے۔

[illegible] شامی میں ہے

قوله [illegible] اشار الى انه [illegible] خشبه يغرزها في الارض قبل الزوال، و [illegible] الى الخشبه، [illegible] في الزيادة حفظ الظل الذي قبيل [illegible] ظل الزوال [illegible] الظل [illegible] مرتين او مرة سوى ظل الزوال فقد خرج وقت الظهر، و دخل وقت العصر (٢)

[illegible] زوال سے پہلے گاڑ دو [illegible] زوال کے وقت کا انتظار کرو، جب لکڑی کا سایہ [illegible] جب سایہ بڑھنے لگے [illegible] پہلے سایہ سے [illegible] جو سایہ [illegible] سایہ [illegible] سایہ [illegible] ہو جائے [illegible] سایہ [illegible] دوگنا ہو گیا [illegible] وقت ختم ہوا اور عصر کا وقت داخل ہو گیا۔

[illegible] میں ہے

مثلا [illegible] كان في [illegible] بعض [illegible] التي [illegible] في رواية عن ابي حنيفة [illegible]

[illegible]

[illegible]

ابو یوسف، امام محمد اور امام شافعی کا قول ہے، کہ جب ہر ایک چیز کا سایہ زوال کے سایہ کے علاوہ، اس لکڑی کے برابر ہو جائے۔

اور کفایہ میں ہے:

و طریق معرفة الزوال، أن ینصب عوداً مستویاً فی أرض مستویة، فما دام ظل العود فی النقصان، علم أن الشمس فی الارتفاع لم یزل بعد، و إن استوی الظل علم انه حال الزوال، فإذا أخذ الظل فی الزیادة علم أنها زالت. فیخط علی رأس الزیادة فیکون من رأس الخط إلی العود فیئ الزوال، فإذا صار ظل العود مثلیه من رأس الخط لا من العود، خرج وقت الظهر عنده.(۱)

اور زوال کے پہچاننے کا طریقہ یہ ہے کہ ہموار زمین میں ایک لکڑی سیدھی گاڑ دی جائے، تو جب سورج کا سایہ اس لکڑی سے کم رہے، تو سمجھو کہ سورج چڑھ رہا ہے، جب سایہ اس لکڑی کے برابر ہو جائے، تو معلوم ہو کہ زوال کا وقت ہے اور جب سایہ بڑھنے لگے تو معلوم ہوگا، کہ زوال ختم ہوا۔ اس زاید سایہ پر نشان لگادیں، اس نشان کو لکڑی تک فیٔ زوال ہے، اور جب فیٔ زوال کا سایہ اس نشان سے بڑھ کر ایک مثل ہو جائے، (اس کا خیال رہے کہ یہ سایہ لکڑی کی جڑ سے شمار نہ ہوگا) تو ظہر کا وقت نکل جائے گا۔

اور شرح مختصر وقایہ میں ہے:

ثم یعلم علی رأس الظل، علامة عند الحرافه، فإذا صار الظل من تلک العلامة لا من العود مثلی العود، خرج وقت الظهر عند ابی حیفة (۲)

پھر جانو کہ سایہ کے آغاز پر اہل فن کے یہاں ایک نشان ہوتا ہے، پس جب سایہ اس نشان سے بڑھ کر اصل لکڑی کے برابر ہو جائے، نہ کہ لکڑی سے اس تک، تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک ظہر کا وقت ختم ہو گیا۔

شاید زید یہ دو قول متاخرین حنفیہ کے [illegible] کچھ فرق ہے ان دونوں قولوں کا بھی وہی مطلب ہے جو شامی اور صاحب شرح وقایہ [illegible] سے بھی

(۱) الکفایہ شرح الہدایہ کتاب الصلوٰۃ [illegible]

(۲) الکفایہ شرح الہدایہ [illegible]

(۲) الشرح الوقایہ کتاب الصلوٰۃ [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

[illegible] کا قدر معلوم ہونا ضروری ہے۔ اس علامت [illegible] سایہ [illegible] طرف [illegible] جاوے [illegible] کی قد
[illegible] ضرور [illegible] ایک مثل پورا ہونا ضروری ہے۔ [illegible] تشریح [illegible] مسئلہ میں میری نظر سے [illegible]
[illegible] کا قول گذرا ہے اور نہ کسی فقیہ کا۔ یہ فقط [illegible] کا عمدیہ معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

عبدالجبار ابن عبداللہ الغزنوی

جواب مولانا رشید احمد گنگوہی بے شک فیصلہ مولوی عبدالجبار صاحب [illegible] کی بہت درست ہے، اور
[illegible] موافق حدیث جابر [illegible] میں درج ہے، بہت ٹھیک ہے، کہ جس طرف سایہ بعد زوال پڑے، لکڑی کی جڑ
سے قدر سایہ اصلی یعنی فی زوال اور ایک مثل سے ہو جاتے ہے، وقت عصر کا ہو جاوے گا۔ حدیث یہ ہے۔

عن بشير بن سلام قال دخلت أنا ومحمد بن علي على جابر بن عبد الله الأنصاري فقلنا له أخبرنا عن صلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم، وذاك زمن الحجاج بن يوسف قال خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم فصلى الظهر حين زالت الشمس وكان الفيء قدر الشراك ثم صلى العصر حين كان الفيء قدر الشراك وظل الرجل الخ

بشیر بن سلام سے روایت ہے کہ میں اور محمد بن علی حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور
[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے متعلق بتائیے اور یہ حجاج بن یوسف کا دور تھا، انہوں نے
[illegible] حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے اور ظہر کی نماز پڑھی جب سورج ڈھل گیا [illegible] وقت [illegible]
[illegible] برابر تھا، پھر عصر کی نماز پڑھی جب سایہ [illegible] اور آدمی کے سایہ [illegible]
یہ حدیث نسائی میں [illegible] سند سے مروی ہے اور سندھی محدث [illegible]

الشراك بكسر الشين [illegible] سير النعل التي تكون على وجهها وظاهر هذه الرواية [illegible]
[illegible] أنه لا يصلي لا الزائد بعد الزوال ولذلك مشى في وقت العصر

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اور مجمع بحار میں لفظ شراک کے تحت میں، اس حدیث شراک کی شرح یوں کی ہے

صلى الظهر حين كان الفيء بقدر الشراك، هو أحد سيور النعل تكون على وجهها، و قدره ها ليس على وجه التحديد لكن زوال الشمس لايبين إلا بأقل ما يرى من الظل و كان حينئذ بمكة هذا القدر، و الظل يختلف باختلاف الأزمنة و الأمكنة الخ (۱)

ظہر کی نماز پڑھیں جب کہ فئے زوال اور (زاید) سایہ اس طرح برابر ہو جائیں، جیسے ایک جوتے کا تسمہ دوسرے تسمے کے برابر ہوتا ہے۔ اس کی یہ مقدار یہاں تحدید کے لئے نہیں، کیوں کہ سورج کے زوال کا وقت صحیح طور سے محقق نہیں ہوتا، جب تک کہ وہ سایہ ذرا سا بڑھ نہ جائے، اور مکہ مکرمہ میں یہی پہچان تھی اور سایہ وقت اور علاقوں کے اعتبار سے کم زیادہ ہوتا رہتا ہے۔

یہ پیمائش موافق حدیث یک مثل کے ہے، یہی مذہب راجح ہے اور مذہب ثانی جو دو مثل کا ہے، وہ اگرچہ راجح نہیں، لیکن بالکل بے اصل بھی نہیں، جیسے کہ حدیث ابوہریرہ کا مضمون ہے

صَلِّ الظهر إذا كان ظلك مثلك، و العصر إذا كان ظلك مثليك (رواه في الموطا).

ظہر کی نماز پڑھو جب تمہارا سایہ تمہارے برابر ہو جائے اور عصر پڑھو جب تمہارا سایہ دوگنا ہو جائے، اس کو موطا میں روایت کیا ہے۔

اسی واسطے مولوی عبدالجبار صاحب نے مذہب ثانی کی پیمائش بھی درج کر دی، ورنہ ان کے نزدیک روایت معمول بہا ایک ہی مثل ہے۔ اور زید کی پیمائش پر جو قول کسی فقیہ یا محدث کا نہ ملا تو بیان کر دیا۔ یہ اس کا عندیہ ہے، پھر پیمائش زید مخالف ہے حدیث سے بھی، حدیث کہتی ہے فی یعنی سایہ پیمائش کیا جاوے اور زید کی پیمائش میں دھوپ چھتی ہے اور [illegible] سے مخالف ہے حدیث قیراط سے بھی، جو بخاری (باب وقت عصر من ادرک رکعۃ قبل الغروب) میں ہے، جس سے عصر کا وقت بہ نسبت ظہر کم معلوم ہوتا ہے [illegible] بخاری میں اس حدیث کے تحت میں [illegible]، کہ وقت عصر کے یک مثل پر تفریق کی جاوے، جیسا کہ مذہب جمہور کا ہے

وأجيب بمنع المساواة و ذالك معروف عند أهل العلم [illegible] وهو أن المدة التي بين الظهر والعصر أطول من المدة التي بين العصر و المغرب (۳)

(۱) مجمع [illegible]

(۲) [illegible]

[illegible] (۳) [illegible]

(۳) فتح الباري كتاب مواقيت الصلوة وفضلها باب [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

منع مساوات سے (اعتراضات کا) جواب دیا گیا ہے اور یہ اس فن کے ماہرین میں مشہور ہے۔ وہ یہ ہے کہ جو وقت ظہر اور عصر کے بیچ میں ہوتا ہے، وہ اس وقت سے زائد ہوتا ہے، جو عصر اور مغرب کے بیچ میں ہوتا ہے۔

زید کی پیمائش میں برخلاف اس کے، زید کا مقولہ درست نہیں ہے، ورنہ لازم آوے گا کہ جن ایام میں سایہ اصلی ایک مثل یا اس سے زائد ہو، تو نماز ظہر کا کوئی وقت نہ رہے گا، اس لئے کہ بغیر ڈھلنے کے ایک مثل سایہ ہو جانے کے، سبب اس تقدیر پر عصر کا وقت ہو جاوے گا فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ(۱)

(فتاویٰ نذیریہ ضمیمہ جلد ۱، ص ۱۹۲ تا ۱۹۸ (طبع دلی دان پرنٹنگ ورکس دہلی ۱۳۳۳ھ)

(۱۶۶) مثل ثانی ظہر میں داخل ہے یا نہیں؟

سوال: مثل ثانی بقول معتمد علیہ در ظہر داخل است یا نہ؟ وآں کہ بعضے دریں باب حتی یساوی ظل ...... حجت می آورند، نزد آں صاحب قابل حجت است یا نہ؟ اگر ہست وجہ استدلال بیان نمایند والا محض جواب کافی ست۔

ترجمہ مثل ثانی معتمد علیہ قول کے مطابق ظہر میں داخل ہے یا نہیں، اور وہ بعض اصحاب جو اس بحث میں حتی یساوی ظلہ کو دلیل میں لاتے ہیں، آنجناب کے نزدیک لائق استدلال ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو استدلال کی وجہ بیان کیجئے، ورنہ صرف جواب کافی ہے۔

---

(۱) اس فتوی کے ضمن میں مولانا ... [illegible]

[illegible]

[illegible]

جواب: [illegible] ثانی [illegible] اختلاف [illegible] روایت [illegible] ثانی [illegible] است [illegible] بعد [illegible] شلین [illegible] چونکہ از اہل [illegible] ترجیح [illegible] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

[illegible] ثانی [illegible] اختلاف ہے [illegible] روایت ہے [illegible] ثانی ظہر میں ہے مگر [illegible] ہیں اور [illegible] میں ہے [illegible] مثل اس میں اور عصر مثلین [illegible] میں گفتگو نہیں کرنی چاہئے۔

رشید احمد گنگوہی

(مجموعہ [illegible] ص ۱۰۸-۱۰۹)

(۱۶۷) خروج دجال کے وقت نماز کس طرح پڑھی جائے گی؟ از رشید احمد گنگوہی عفی عنہ بعد سلام

[illegible] معلوم ہوا [illegible] خواب کی تعبیر [illegible] اشتہار سے بحالی کی مغفرت ہوئی۔

اور جواب [illegible] وقت [illegible] دجال ہوگا وہ اپنے تصرف سے نظر بندی کرے گا جس کی وجہ سے لوگوں کو [illegible] معلوم ہوگا [illegible] حقیقت [illegible] میں [illegible] اور ایام [illegible] طلوع وغروب واستواء وغیرہ سب کچھ ہوگا لیکن نظر بندی کی وجہ سے نظر نہ آئے گا تو [illegible] صورت [illegible] اسباب نماز پنج وقتی [illegible] واقع ہوئے لیکن قصور اپنے ادراک کا ہوا لہٰذا فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اندازہ [illegible] پڑھو [illegible] خلاف اس [illegible] اور توبہ بند ہوگا اور آفتاب مغرب سے نکلے گا اس [illegible] آفتاب طلوع نہ ہوگا تو وہاں یہ فرمایا [illegible] بالفرض اگر آفتاب ابر غلیظ میں نظر نہ آئے [illegible] عالم میں اندھیرا [illegible] تو اندازہ [illegible] اسباب واقع میں متحقق ہیں گو ہم کو کسی وجہ سے [illegible] دجال کا [illegible] اور ان میں طلوع وغروب [illegible] اندازہ سے پڑھنا چاہئے اور قواعد اصول کے کچھ منافی نہیں (۱)

(مجموعہ [illegible] ص ۲۳)

(۱) [illegible] دجال [illegible]

[illegible] مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۱۹ھ [illegible] کتاب [illegible]

[illegible] ذکر الدجال [illegible] ۲۹۳۰ [illegible]

[illegible] ۱۴۲۵ھ / ۲۰۰۶ء [illegible] مشکوٰۃ، کتاب [illegible]

[illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

سمت قبلہ اور متعلقہ مسائل

(۱۶۸) قطب تارہ سے قبلہ کا رخ پہچاننے کا کیا طریقہ ہے؟ **سوال۔** [illegible]

جواب [illegible]

(... سوال ۱۳۵)

(۱۶۹) ریل کے سفر میں نماز کا مسئلہ؟ **سوال** ریل میں [illegible]

جواب [illegible]

(... سوال ۱۳۶)

(۱۷۰) ریل کے سفر میں تیمم، نماز اور قبلہ کا مسئلہ؟ **سوال** [illegible]

جواب [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

جواب: اگر ریل میں پانی نہ ملے اور قریب اسٹیشن پہنچنے پر امید پانی ملنے کی ہو تو اخیر تک انتظار کرے، اور جب اندیشہ نماز قضا ہونے کا ہو جاوے تو تیمم سے نماز ادا کر لینی چاہئے اور ایسے ہی جگہ نہ ملنے پر بھی انتظار کیا جاوے، جب وقت نکلنے کا اندیشہ ہو تو اشارہ سے اس وقت نماز ادا کر لینی چاہئے، مگر ان دونوں صورتوں میں، بعد اطمینان کے وقت اعادہ نماز کا اولیٰ ہے اور اقرب الی الاحتیاط ہے۔ اور سمت قبلہ وقت نماز شروع کرنے کے متعین و متحقق کر لینی چاہئے، پھر اگر اثناء نماز میں ریل پھر جاوے اور اطلاع ہو جاوے تو پھر جانا چاہئے، اور اگر اطلاع نہ ہو تو خیر پھر اعادہ نہیں آتا۔ فقط
واللہ تعالیٰ اعلم   مہر   بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

یہ فتویٰ ایک ناقص کتاب میں ہے، جو نماز کے مسائل اور اوراد پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کے صرف چند اجزاء اول آخر سے ناقص میرے پاس ہیں، ص ۱۵۳ تا ص ۱۹۲ تک۔ اس میں یہ فتویٰ شامل ہے ص ۱۶۸ تا ۱۶۹۔ اس کتاب کے نام، اس کے مصنف اور سنہ اشاعت وغیرہ کی تحقیق نہیں۔ (نور)

(۱۷۱) ریل میں تیمم، سمتِ قبلہ اور نماز کا حکم؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اکثر اوقات بحالت سفر ریل، مسافر کو نماز پڑھنے میں سخت دشواریاں پیش آتی ہیں۔ بعض وقت پانی میسر نہیں آتا، بعض موقع پر جگہ کم و تنگ ملتی ہے، بعض صورت میں سمت کعبہ ٹھیک نہیں ہوتی۔ آیا در صورت پانی نہ ملنے کے تیمم کر لیا جاوے اور در حالت جگہ نہ ملنے کے اشارہ سے نماز ادا کی جاوے اور سمت کا عمل اس طرح پر ہو، جیسا کہ جہاز یا کشتی پر حکم ہے۔ اس کا جواب کتب فقہ سے بعبارت عنایت ہو۔ بینوا توجروا۔

جواب: اگر ریل میں نماز کا وقت آ جاوے اور پانی موجود نہ ہو اور اسٹیشن بھی قریب نہ ہو تو نماز تیمم سے درست ہے۔ ایسے ہی اگر سمت ریل کی قبلہ کی طرف ٹھیک نہ ہو تو اس کو اسباب وغیرہ رکھ کر قبلہ کی طرف نماز ادا کرنا چاہئے اور تھوڑا انحراف نماز کی صحت میں مضر نہیں ہے، البتہ اگر بالکل ہی جنوب یا شمال کی طرف رخ ہوگا تو نماز درست نہ ہوگی، اور اشارہ سے نماز درست نہ ہوگی، اس لئے کہ جہت کا بھی انتظام ہو سکتا ہے، اور اتنی جگہ بھی مل سکتی ہے کہ نماز ادا کر لے، اور پھر جب قدرت ہو اس وقت اعادہ کرے۔ فقط والسلام

بندہ آنکھوں کی معذوری کے سبب نقل روایات سے مجبور ہے۔ فقط والسلام   بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

قال فی الدر المختار: من عجز عن استعمال الماء لبعده میلاً الخ وھو المختار فی المقدار لیتیمم. (۱)

---

(۱) الدر المختار ج ۱ ص ۱۰۱ عکس مجتبائی دیوبند الف شائع کردہ ... طبع ۱۲۹۸ھ ب رد المحتار علی الدر المختار ص ۲۳۲-۲۳۳ ج ۱ باب التیمم دار الفکر بیروت (نور)

ولغيره أي غير معاينها اصابة جهتها بأن يبقى شئ من سطح الوجه مسامتاً للكعبة أو لهوائها الخ (۱)

ومنها القيام في فرض لقادر عليه و على السجود الخ (۲) فقط

کتبہ رشید احمد گنگوہی　　الجواب صحیح۔ عزیز الرحمن عفی عنہ

الجواب صحیح۔ میاں خدامیں سب سے بڑھ کر ہے، حبیب احمد۔ مدرس مدرسہ فتح پوری دہلی

[بجملہ فتح محمد متمسک ۱۳۱۵ (مدرس مدرسہ فتحپوری دہلی)　اصاب المجیب محمد حسن عفی عنہ　الجواب صحیح بندہ محمود عفی عنہ

جواب مولانا مولوی رشید احمد صاحب کا بہت ہی ٹھیک ہے، راکب ریل کو ان شرائط مذکورہ کا ضرور لحاظ رکھنا چاہئے۔ محمد عبدالغنی عفا اللہ مدرس مدرسہ فتحپوری دہلی　الجواب صحیح محمد رمضان عفی عنہ واعظ جامع مسجد آگرہ۔

یہ فتوی بھی اسی ناقص کتاب میں ہے، جو نماز کے مسائل اور دیگر جامع ہے، اس کتاب کے صرف چند حصے اور آخر سے ناقص میرے پاس ہیں ص ۵۳ تا ص ۹۲ تک۔ اسی میں یہ فتوی بھی شامل ہے ص ۷۹، ۸۰۔ (نور)

سترہ

(۱۷۲) نماز پڑھنے والے کے سامنے اگر گزرنے والا سترہ رکھ دے تو؟ سوال: زید نماز پڑھتا ہے اور بکر اس کے آگے کو جانا چاہتا ہے، تو اگر بکر خود ایک لکڑی مقدار سترہ سامنے کھڑی کر کے نمازی کے روبرو سے گزر جاوے تو جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: یہ کرنا جائز ہے اور سترہ اس سے ہو جاتا ہے۔ (۳)

(بدست خاص، ص ۵۱)

---

(۱) الدر المختار ج ۱ ص ۶۸، مطبع عکسی مجتبائی دیوبند۔ لف: الدر المختار مع الشامی ۱/ ۲۸۹ باب شروط الصلاة، مبحث في استقبال القبلة (مجتبائی، دہلی ۱۲۹۰ھ) لف: شامی ج ۱ ص ۴۲۹ دار الفکر بیروت، ۱۳۸۶ھ/۱۹۶۶ء۔ (نور)

(۲) الدر المختار ۱/ ۷۰، باب صفة الصلوة (مطبوعہ [illegible] مجتبائی دہلی ۱۳۳۳ھ) لف: الدر المختار مع الشامی ج ۱ ص ۲۹۹، ۲۹۹ مجتبائی دہلی ۱۲۹۰ھ

(۳) [illegible]

foobaa-elibrary.blogspot.com

(۱۷۳) نماز پڑھنے والے کے سامنے سے کس قدر فاصلے سے گزرنے کی اجازت ہے؟

سوال: نمازی کے آگے کو نماز پڑھتے ہوئے نکل جانا، کتنے فاصلہ تک جائز ہے؟

جواب: جنگل میں سجدہ کی جگہ کو بچا کر نکلنا درست ہے، اور جو مسجد چالیس ہاتھ یا چالیس ہاتھ چوڑی ہو، اس میں بھی یہی (ہے) اور اس سے کم مسجد اور گھر میں مطلقاً آگے جانا منع ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(بدست خاص، ص ۲۳)

(۱۷۴) امام محمدؒ کے قول: "اگر کوئی شخص نمازی کے آگے سے گزرنے سے باز نہ رہے تو اس سے قتال نہ کیا جائے" کا کیا مطلب ہے؟

سوال: امام محمدؒ کے قول سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ سامنے نمازی کے گزرنے سے باز نہ آئے تو اس سے لڑنا بھی نہیں چاہئے (۱) اس صورت میں قتال کا مطلب کیا ہوگا؟

جواب: امام محمدؒ نے نہیں کہا کہ نمازی کے سامنے سے جانے سے باز نہ آوے (۲) (کذا) معلوم نہیں تم نے کس سے کہا ہے۔ فقط

(مجموعہ فرخ آباد، ص ۴۰، ۴۲)

امامت و جماعت کے مسائل و متعلقات

(۱۷۵) جماعت اور صف کی درستگی ضروری ہے، چاہے تکبیر کے بعد ہو:

سوال: تکبیر جب شروع ہو جائے یا ختم ہو چکے، اس وقت جماعت کو دائیں بائیں سرک جانا کیسا ہے؟

جواب: جماعت [کی] صفات اور سیدھا [ہونا] ضرور[ی] ہے، اگرچہ تکبیر کے بعد ہو۔ درستی جماعت کرنی چاہئے۔

(مجموعہ کلاں، ص ۲۳۳-۲۳۴)

(۱۷۶) مسجد کی اندرونی و بیرونی صفوں کے درمیان اگر کپڑے کا پردہ ہو؟

سوال: مسجد میں پردہ پڑا ہوا ہے اور جماعت ہو رہی ہے، باہر کے فرش پر بھی جماعت ہے اور پردہ درمیان میں حائل ہے، درست ہے یا نہیں؟

جواب: اگر پردہ حائل ہے، نماز ہو جاتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(بدست خاص، ص ۶۷)

---

(۱) اصل میں عبارت یوں ہے، غالباً صحیح عبارت یوں ہوگی "تو اس سے لڑنا نہیں چاہئے"۔

(۲) یہ فقرہ اسی طرح ناتمام ہے۔ (نور)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۱۷۷) نماز کی صفوں میں، سب سے زیادہ ثواب کس جگہ کا ہے؟ **سوال:** جماعت میں ثواب زیادہ اول جماعت والوں کو ہے، یا سب میں برابر ہے، یا دائیں بائیں دونوں میں، یا جو شخص امام کے پیچھے ہے ان میں بروئے ثواب تفاوت ہے؟ تحریر فرمادیں۔

جواب: اول صف کو زیادہ ثواب ہے اور اول صف میں امام کے پیچھے کو زیادہ، پھر داہنے کو پھر بائیں کو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مدت حاصل ص ۴۲)

(۱۷۸) نابالغ بچہ تنہا صف میں کس جگہ کھڑا ہو؟ **سوال:** نابالغ یعنی لڑکا اگر اکیلا ہو تو صف اول میں بالغوں کے پاس کھڑے ہو کر نماز پڑھے، یا پیچھے تنہا کھڑا ہو کر پڑھے؟

جواب: اگر تنہا ہو تو بائیں جانب صف میں کھڑا ہو جاوے۔ (مدت حاصل ص ۵۲)

(۱۷۹) جو شخص قرآن شریف اچھا پڑھتا ہے اس کی امامت: **سوال:** ایک شخص قرآن خوانی میں یہ کہتا ہے کہ میرے برابر دوسرا کوئی شخص نہیں پڑھ سکتا اور میری نماز کسی مولوی کے پیچھے نہیں ہوتی۔

جواب: اگرچہ وہ شخص قرآن اچھا پڑھتا ہے، مگر اس کے پیچھے کہ قرآن قدر مایجوز پڑھے، نماز اس کی درست ہے، اور عالم جو قرآن بقدر مایجوز پڑھتا ہو، اس کا امام ہونا حق ہے۔ اور یہ قول اس کا کہ میری نماز کسی کے ساتھ نہیں ہوتی محض جہل، ناشی تکبر اور عجب سے ہے، دین کی بات نہیں۔ (مجموعہ کلاں ص ۱۲۸-۲۹-۳۰)

(۱۸۰) نابینا اگر محتاط ہو تو اس کی امامت؟ **سوال:** یہ شخص اندھا اور ذات سے جولاہا ہے، اس کے پیچھے ہم لوگ نماز پڑھیں یا نہیں اور قابل رکھنے کے ہے یا نہیں؟

جواب: اندھا اگر محتاط ہو اور مسائل نماز سے واقف ہو اور قرآن اچھا پڑھتا ہو، اس کی امامت درست ہے بلا کراہت، اور جولاہے کی اقتداء بھی درست ہے، اندھا ہونا اور جولاہا ہونا مضر امام کو نہیں۔ البتہ جسکے ایسے حالات ہوں کہ اوپر کے سوالات میں مذکور ہوئے، اس کو امام بنانا منع اور سخت بیجا ہے۔ اگر واقعی اسکے ایسے حالات ہیں، وہ ہرگز قابل رکھنے کے نہیں۔ اگر ایسے شخص کو امام بنادیں گے تو سب ماخوذ اور گنہگار ہوں گے۔ فقط

(مجموعہ کلاں ص ۲۹-۳۰)

(۱۸۱) باصلاحیت نابینا امام کسی بھی برادری کا ہو، اس کی امامت؟ **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین اس مسئلہ میں کہ امام مسجد ایک شخص نابینا، قوم کا تیلی عرصہ دراز سے مقرر ہے، ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے، بشرط موجودگی اور امام عالم کے، یا نہیں؟ بینوا توجروا

toobaa-elibrary.blogspot.com

جواب: احق بالامامت وہ شخص ہے کہ علم صلوٰۃ سے واقف ہو اور قرآن اچھا پڑھتا ہو اور متقی ہو، ایسے شخص کو امامت کے واسطے مقرر کریں۔ اگر خلاف اس کے امام مقرر کریں گے تو مکروہ ہے اور جب امام حی مقرر ہو گیا تو امامت حق اسی کا ہے۔ بدون اس کی رضائے دوسرے کو امامت کرانا مکروہ ہے۔ پس اب جو تم نے اس کو امام حی مقرر کرلیا ہے، اگر قرآن اچھا پڑھتا ہے، متقی ہے اور مسائل نماز کے خوب جانتا ہے، تو قابل امامت کے ہے، اگرچہ نابینا ہے۔ پس اگر کوئی عالم آوے تو اس کو لائق ہے کہ ان سے نماز پڑھوائے، مگر عالم کو بدون اس کی رضائے امام ہونا مکروہ ہے اور جو وہ ہی پڑھادے تو کچھ مضائقہ نہیں۔

اور جو وہ مسائل نہیں جانتا، یا قرآن اچھا نہیں پڑھتا، یا متقی نہیں تو تم لوگوں پر کراہت ہے کہ تم نے ایسا امام کیوں ٹھہرایا، اب......... دوسرا کوئی امام عمدہ عالم آجاوے، تو پھر اس کو لازم ہے کہ عالم کو امام بناوے، اگر مع ہذا، وہ ہی پڑھاوے تو نماز ہو جائے گی، اگر قرآن میں ایسی سخت غلطی نہیں کرتا، لیکن ترک اولیٰ ہے کہ افضل کے ہوتے ایسا امام بنے، فقط۔ یہ حکم شرع کا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ کلاں ص ۱۴۳-۱۴۴)

(۱۸۲) حنفیہ کے نزدیک نابالغ کی امامت؟

سوال: یہ ہے کہ تراویح میں قرآن سننے کے واسطے نابالغ کے پیچھے نماز پڑھنا بعض علماء کے نزدیک جائز اور بعض کے نزدیک ناجائز ہے۔ فتویٰ کس قول پر ہے؟

جواب: اصل مذہب حنفیہ کا نابالغ کی اقتداء بالغوں کے واسطے عدم جواز کا ہے، اور یہ ہی مذہب معتمد ہے۔ بعض علمائے متاخرین نے جواز کا حکم دیدیا ہے، سو وہ مذہب میں چنداں معتبر نہیں۔ فقط (مجموعہ فرخ آباد ص ۷-۱۲)

(۱۸۳) جس کی تا اور طا صاف نہ ہو، اس کی امامت کا حکم؟

سوال: اس زمانہ میں اکثر لوگ حروف مشتبہ الصوت، تا و طا وغیرہ میں فرق نہیں کرتے ہیں اور نماز پڑھاتے ہیں، انکے پیچھے نماز ہو جاتی ہے، یا نہیں؟

جواب: ایسے کو امام بنانا درست نہیں، قرآن صحیح خواں کو امام بناوے، ورنہ نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(بدست خاص، ص ۳۱)

(۱۸۴) جس شخص میں خلافِ شریعت عادات ہوں یا ترک نماز کرتا ہو، اس کی شرعی حیثیت اور امامت؟

سوال: جو شخص اُمّی حافظ قرآن ہو اور مجرد ہو اور ہمسایہ کی نامحرم عورتوں جوانوں کے پاس، بہ بہانے پڑھانے اور سنانے سورِ قرآن و مناجات و غزلوں کے رات میں اور دن میں جاتا ہو، اور جوان عورتوں مکارہ کو بہ بہانے جھاڑ پھونک بعض اعضاء دیکھنے بعض زیور کے بلمس مساس کرتا ہو، اور بعض سے بعض وقت خلوت بیٹھنے کو بھی حاصل ہوتی ہو، جو بتصریح علماء گناہ کبیرہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

[illegible] قریب ہوں کو، جب [illegible] قرآن ہو تو مکان حال میں رنج لگا کر [illegible] اوران [illegible]
سے [illegible] اور [illegible] پر منحصر رہے اور [illegible] مسجد جماعت محلہ میں [illegible] جمعہ پڑھے [illegible]
[illegible] جماعت [illegible] تیار جماعت چھوڑ [illegible] تب پڑھ جاوے، یا قبل جماعت [illegible] ایک دو کو ساتھ [illegible]
[illegible] جماعت [illegible] امامت [illegible] قرآن [illegible] ضعیف [illegible]
[illegible] واسطے رب لسال مغفرۃ [illegible] امامت سے [illegible]
[illegible] اس کی امامت سے [illegible] یا ناجائز سمجھتے ہوں تو ان میں [illegible]
[illegible] حکم رکھتا ہے [illegible]

[illegible] حالات اور [illegible] کے ساتھ کا [illegible] ہو [illegible] چلتا ہو وہ بعض حافظ قرآن ایسے بھی
ہیں [illegible] نقطوں [illegible] نہیں [illegible] سامنے [illegible] رمضان میں [illegible]
[illegible] کے پڑھیں اور بعض نمازی
[illegible] مسجد سے نکال دیں یا علیحدہ ایک
وقت میں [illegible] پڑھتی جاوے۔

جواب یہ حافظ فاسق ہے [illegible] امامت مکروہ ہے [illegible] کتب فقہ میں لکھا ہے کہ فاسق کو
امام بنانا سب مسلمین پر [illegible] کیونکہ یہ فاسق کی [illegible] اور تعظیم وتکریم [illegible] امام بنانے میں
[illegible] فاسق [illegible]
[illegible] فاسق ہیں [illegible] امام بنانا نہ
چاہئے [illegible] معلوم
[illegible] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

رشید احمد [illegible]

[illegible]

[illegible]

(۱۸۵) کبوتر بازکی امامت کا حکم؟

سوال [illegible] ایسے شخص کی نسبت کہ
امامت [illegible] ہے؟

[illegible]

جواب [illegible] درست نہیں [illegible] اور [illegible] کرنا منع ہے، ایسے آدمی کی امامت [illegible]
کے پیچھے ہو جاتی ہے۔ (مجموعہ کلاں ص [illegible])

(۱۸۶) پردہ کی حدود کا اہتمام نہ کرنے والوں کی امامت کا حکم؟

سوال [illegible]
[illegible] ان مسئلہ میں [illegible] بازار پھرتی ہیں [illegible] جامع مسجد [illegible]
[illegible] سے پردہ نہیں کرتے تو یہ فاسق معلن کے پیچھے نماز
[illegible] تحریمی؟ یا باطل ہو ہے [illegible] کیا حکم ہے؟

جواب [illegible] چہرہ عورت کا [illegible] اور کوئی عضو مثلاً [illegible] نہیں کھلتی، اور علی [illegible]
[illegible] عورت اور اس کا خاوند [illegible]
کے پیچھے [illegible] فاسق [illegible] مکروہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

محمود [illegible]

(۱۸۷) فاسق وفاجر کی تعریف اور اسکی امامت؟

سوال فاسق وفاجر کس کو کہتے ہیں؟ ایسے شخص کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟
۲۔ [illegible] کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے؟
۳۔ امامت [illegible] کا [illegible]؟

الجواب ۔ فاسق اس شخص کو کہتے ہیں جو [illegible] کا تارک ہو اور معصیت کا مرتکب ہو [illegible]
[illegible] امامت ایسے شخص کی [illegible] تحریمی ہے [illegible] کے پیچھے ہو جاتی ہے [illegible]
[illegible]

۱۔ [illegible] شخص کے پیچھے درست ہو جاتی ہے [illegible] عالم و متقی [illegible]
۳۔ امامت میں مقدم [illegible] علم کا ہونا [illegible] سے ہے۔

فقط رشید احمد

لا حرمۃ صحیحۃ　[illegible]

[illegible]

[illegible]

(۱۸۸) چوری کے جانور ذبح کرنے والے کی امامت؟ سوال: ایک شخص کی عورت بے پردہ پھرتی ہے اور وہ خود بھی چوری کے جانور ذبح کرتا ہے اور عیدوں میں امامت بھی کرتا ہے، ایسے شخص کی امامت شرعاً کیا حکم رکھتی ہے؟

الجواب: ایسے شخص کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ فقط کتبہ رشید احمد عفی عنہ

صحیح الجواب عزیز الرحمن عفی عنہ مفتی مدرسہ عربیہ دیوبند۔

(فتاویٰ [illegible] مفتی ظفیر [illegible] باب امامت و جماعت)

ص ۲۹۷ ج ۳ (دیوبند ۱۳۹۰ھ)

(۱۸۹) ولدالزنا کی امامت؟ سوال: ایک شخص جس کی ماں بے نکاح ہو اور باپ اس کا یہ کہتا ہو کہ یہ بے نکاح ہوئی ہے اور پھر بعد میں اس سے نکاح کرے، اور وہاں سوائے اس کے اور کوئی پڑھا لکھا، جو امامت کر سکے نہ ہو تو ایسے شخص کی جب کہ وہ سعادت مند اور ہر طرح پر لائق ہو، امامت درست ہے یا نہیں؟

الجواب: شخص مذکور کو امام مقرر کرنا بہتر ہے، جب کہ وہ قوم میں اعلم و افضل ہے، کوئی خرابی اس کی امامت میں نہیں ہے۔ قال فی الدر المختار

ثم الأحق بالإمامة الأعلم بأحكام الصلوة فقط صحة وفسادا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة (۱) الخ، قال الشامي قوله بشرط اجتنابه الخ" كذا في الدراية عن المجتبى، وعبارة الكافي وغيره الأعلم بالسنة أولى، إلا أن يطعن عليه في دينه الخ (۲)

فقط رشید احمد عفی عنہ

(امامت کا باب) امامت کا زیادہ حق دار وہ شخص ہے، جو نماز کے فاسد اور صحیح ہونے کے مسائل سے زیادہ واقف ہو، شرط یہ ہے کہ برائی کی کھلی باتوں سے بچتا ہو۔ شامی نے لکھا، شرط یہ ہے کہ برائی کی کھلی باتوں سے بچتا ہو، اس کو یہی درایہ میں مجتبیٰ سے نقل کیا گیا ہے، اور کافی وغیرہ کے الفاظ یہ ہیں کہ سنت سے واقف زیادہ بہتر ہے مگر یہ کہ اس کے دین پر کوئی (شبہ ہو) انتہی ملخصاً۔

الجواب صحیح، قال فی الشامی عن البحر وغیرہ ولو عدمت ای علة الکراهة بان کان الأعرابی افضل من الحضری

(۱) الدر المختار، کتاب الصلوة، باب الامامة ۱/ ۸۲ [illegible] (مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱۳۳۱ھ)
(۲) الشامی [illegible] باب الامامة (مطبوعہ [illegible]) [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

یہ جواب صحیح ہے۔ شامی میں بحر الرائق سے نقل کرتے ہوئے کہا ہے کہ، اگر کراہت کی وجہ موجود نہ ہو، جیسا کہ دیہاتی شہری سے بہتر ہے اور غلام آزاد سے۔

والعبد من الحر و ولد الزنا من ولد الرشدة، والأعمىٰ من البصير؛ فالحکم بالضد. الخ۔(۱)

اور ولد الزنا ولد الرشد سے، اور نابینا بینا سے، بس مسئلہ ضد کی ترتیب پر ہے۔

فتاوی دار العلوم دیوبند مرتبہ مولانا ظفیر الدین صاحب ص ۲۹۸ ج ۳۔ (باب امامت و جماعت) (دیوبند ۱۳۹۰ھ)

(۱۹۰) شادی شدہ عورت کو بغیر طلاق و نکاح کے، بیوی کی طرح رکھنے والے کی امامت؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین: کہ ایک عورت بوجہ مفلسی شوہر و کج نہادی خود، اپنے خاوند سے متنفر ہو کر بلا طلاق اپنے بھائی کے گھر چلی گئی اور بارہا اس کے خاوند نے بلایا، مگر بد طینتی سے نہیں گئی، پھر چند عرصہ بعد اس کی بڑی بہن اپنے گھر لے آئی، عرصہ کے بعد وہ بڑی بہن مر گئی، بعد ازیں اس عورت غیر مطلقہ کے خاوند نے اپنی دختر کو، جو اس عورت کے شکم سے تھی، بھیجا کہ اپنی والدہ کو لے آ، اب اس کا وہاں رہنا اچھا نہیں، مگر وہ اسکے ہمراہ نہ آئی۔

پھر اس عورت کی بھاوج اور خالہ بتقریب تعزیت وہاں پر گئی اور اس عورت کو فہمائش کی کہ ہمارے ساتھ چل، مگر مسماۃ مذکورہ نے باشتعالک اپنے بہنوئی کے انکار کیا، بعد اس کے اس بہنوئی سے نکاح کر لیا۔ وہ شخص باوجود یکہ پیر جی اور مولوی مشہور ہے اور اس موضع میں نماز پنج گانہ و جمعہ پڑھاتے ہیں، اور ان کو یقین کامل اس کی طلاق کا نہیں ہے، بلکہ ایک مرتبہ شوہر سابق سے کہلایا، کہ تو اپنی زوجہ کو طلاق دیدے، اگر ان سے کہا تو جواب دیا کہ ایک طلاق ضمناً ہوئی ہے، وہ طلاق ضمناً دے چکا، اب نکاح کو عرصہ چند سال کا ہوا اور اس کی اولاد پیدا ہوئی، اس اولاد کو ولد الزنا کہیں یا نہ کہیں؟

اور پیر جی صاحب چہلم وغیرہ کو مباح کہتے ہیں اور طعام پر فاتحہ پڑھتے ہیں، اور جوگائے وغیرہ خریدتے ہیں، تو اپنے مکان پر لا کر اس کے داہنی کھر کو پانی ڈالتے ہیں، اور ہر سال اپنے بھائی کی قبر کو، اس کپڑے سے کہ جس پر کلمہ شریف لکھا ہوا ہے، غلاف پوش کر کے روشنی کرتے ہیں، اور اکثر کام غیر مشروع کرتے ہیں۔ سو بوجہ امور مذکورہ کے پیر جی صاحب کے پیچھے نماز جمعہ وغیرہ درست ہے، یا نہیں؟ اور ان کو دیوث کہنا اور ان سے بغض للہ رکھنا جائز ہے، یا نہیں؟ بینوا توجروا!

جواب: لاریب! ایسا شخص فاسق ہے، اور دیوث کا اطلاق ایسے آدمی پر درست ہے، اور ایسے شخص سے اگر بغض، بوجہ اللہ تعالی کے کرے تو موجب اجر ہے، اور نکاح اس شخص کا ہرگز درست نہیں ہوا، کیونکہ جب تک پہلا خاوند طلاق نہ دیوے، نکاح درست نہیں ہو سکتا اور ایسے شخص کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ فقط

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی

(مجموعہ کلاں ص ۱۱۲-۱۱۳)

(۱) الشامی ص ۲۰۶ ج ۳ ا، باب الامامة (مطبع مجتبائی دہلی) نیز شامی ج۱ ص ۵۶۰ (دار الفکر بیروت ۱۳۸۶ھ ۱۹۶۶ء) (فتح)

(۱۹۱) غیر منکوحہ سے جو نکاح کرے اس کی امامت کیسی ہے؟ سوال۔ [illegible]

الجواب [illegible]

(۱۹۲) اگر امام نے عورت کی نیت نہ کی مگر سوال: [illegible] عورتیں نماز میں شامل ہوں تو کیا حکم ہے؟ [illegible]

جواب [illegible]

(۱۹۳) عورت کا امام بنانا کیسا ہے؟ سوال۔ [illegible]

جواب [illegible]

[illegible]

(١٩٤) حنفی امام کا شافعی مقتدیوں کو اپنی وضوء سے متعلق اطلاع دینا مناسب ہے

سوال [illegible]

جواب [illegible]

(١٩٥) غیر مقلد غیر محتاط کی امامت کا حکم؟

سوال [illegible]

الجواب [illegible] اور اس کی امامت درست نہیں [illegible]

(١٩٦) نیچریوں اور غیر مقلدین کے پیچھے نماز کا حکم؟

سوال [illegible]

غیر مقلدین [illegible] اور [illegible] مطلق [illegible] امامت

کیسی ہے؟ بینوا توجروا

جواب: [illegible] امامت [illegible] درست نہیں [illegible]

[illegible] امامت درست ہے [illegible]

[illegible] امامت درست نہیں [illegible]

[illegible] امامت درست ہے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] درست ہے اور [illegible]

[illegible] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ کلاں ص ۲۳۵-۲۳۹)

(۹۷) نماز سے متعلق چند مسائل کی تصحیح و تحقیق

سوال: [illegible] مقتدی

[illegible] مقتدی [illegible] صورت میں [illegible] فاسد

[illegible]

[illegible] مقتدی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جواب: [illegible]

[illegible]

(۱۹۸) مقتدی کے نیت باندھتے ہی امام نے سر اٹھا لیا، کیا اس صورت میں بھی مقتدی شاملِ نماز ہے؟ **سوال:** امام رکوع میں ہے، کہ مقتدی نے نیت باندھ کر ارادہ رکوع میں جانے کا کیا کہ جو امام نے رکوع سے سر اٹھا لیا، تو مقتدی شامل نماز امام ہوگیا، یا دوسری نیت کرے؟

جواب: اس صورت میں شامل نماز کا ہوگیا، دوسری نیت کی کیا ضرورت ہے؟ (بدست خاص، سوال ۱۴۲)

(۱۹۹) جو امام کے سلام پھیرنے سے پہلے نیت باندھ چکا وہ نماز میں شریک ہے: **مسئلہ:** جو کہ سلام امام کے نیت باندھ چکا شریک ہوگیا، اب اس کو قعدہ کرنا ضروری نہیں، نماز ویسے ہی تمام کرے۔

(مکتوبات بنام مولانا خلیل احمد مکتوب نمبر ۱۹)

(۲۰۰) اگر مقتدی مسجد سے باہر یا چھت پر ہوں اور امام مسجد میں ہو تو کیا حکم ہے؟ **سوال:** اگر مسجد کے احاطہ کے اندر، مسجد سے علیحدہ جو مکان ہے، یا مسجد کے احاطہ سے بھی علیحدہ مکان پر، مقتدی نماز پڑھیں اور امام مسجد کے اندر ہو، یا مقتدی مسجد کی چھت پر ہوں، تو نماز ہو جاتی ہے، یا نہیں؟

جواب: درست ہے، بشرطیکہ اتصال صفوف رہے۔ فقط (بدست خاص، ص ۱۶)

(۲۰۱) اگر صرف ایک یا دو مقتدی ہوں تو کہاں کھڑے ہوں؟ **سوال:** اگر ایک امام ہو اور دو یا ایک مقتدی، تو وہ مقتدی برابر کھڑے ہوں، دائیں بائیں، یا پیچھے؟

جواب: دو مقتدی پیچھے کھڑے ہوں، [ایک مقتدی ہے تو امام کے دائیں جانب] فقط

(بدست خاص، ص ۱۴)

(۲۰۲) جو مسجد شاہراہِ عام پر ہو، اس میں جماعت ثانی جائز ہے: **سوال:** جس مسجد میں دوسری جماعت کرنی جائز ہے، وہاں اس جگہ کو بھی بدلے جہاں جماعت ہوئی ہے، یا نہیں اور تکبیر بھی دوسری کہے، یا نہیں؟

جواب: جو مسجد شارع پر ہے، وہاں اذان و جماعت ثانی اس جگہ پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(بدست خاص، ص ۶۰)

(۲۰۳) ایک وقت میں ایک مسجد میں دو جماعتیں سخت مکروہ ہیں: **سوال:** کچھ مسلمانوں نے زید کو امام بنایا اور کچھ دوسرے مسلمانوں نے عمرو کو، اور ایک فریق دوسرے امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا ہے، تو ایسی حالت میں ان دونوں فریق کو ایک وقت میں ایک ہی مسجد میں ایک ہی ساتھ جماعت کرنا درست ہے، یا نہیں؟ اور دونوں کی نماز ہو جاتی ہے، یا نہیں؟

toobaa-elibrary blogspot.com

جواب: [illegible] والله اعلم

[illegible]

(٢٠٤) اگر جماعت سے نماز پڑھتے وقت کسی وجہ سے سب مقتدیوں کی نماز ٹوٹ گئی، تو ان کیلئے اس مسجد میں جماعت ثانی کا حکم؟ **سوال:** [illegible]

جواب: [illegible]

[illegible]

(٢٠٥) مقررہ وقت سے پہلے، مسجد میں جماعت کا حکم اور اس کا ثواب؟ **سوال:** [illegible]

جواب: [illegible]

[illegible]

(٢٠٦) کسی مسجد میں امام کے دیر سے آنے کی وجہ سے ترک جماعت کرنا، یا امام سے پہلے نماز پڑھ لینا؟

مسئلہ: [illegible]

[illegible]

(٢٠٧) مسجد میں پہنچ کر نماز سے پہلے کچھ دیر وقفہ کرنا کیسا ہے؟ **سوال:** [illegible]

الجواب: مسجد میں آکر اعتکاف کرنا جماعت کا اور نمازیوں کا موجب ثواب ہے اور ذکر کے واسطے بھی ثواب ہے، اور کوئی وقفہ مشروع نہیں۔ فقط۔ (مجموعہ، مرچہ، ص۸)

(۲۰۸) متعین امام کے علاوہ امام بن کر جماعت شروع کردے اور امام آجائے، تو وہ کیا کرے؟

سوال: محلّہ کا امام کسی عذر کے سبب سے نماز کے وقت مسجد میں نہ ہو اور نمازی کسی کو امام کرکے نماز شروع کردیں، پھر امام آجائے تو وہ شریک جماعت ہو یا نہ ہو، اور ان لوگوں کی نماز ہو جائے گی یا نہیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں نماز مقتدیوں کی، دوسرے امام صاحب کے پیچھے درست ہوگئی اور امام مذکورہ کو بھی جماعت میں ضرور شریک ہونا چاہئے۔

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مرتبہ مولانا ظفیر الدین صاحب ص۲۹۸-۲۹۹ ج۳۔ (دیوبند ۱۳۹۰ھ)

(۲۰۹) نماز میں قرأت فرض ہے، جس کو قرأت نہ آئے اس کے لئے کیا حکم ہے؟

مسئلہ: قرأت مطلق [نماز میں مطلق قرأت فرض ہے] مگر معذور کو تا حصول قرأت، بقدر فرض تسبیح و تہلیل چاہئے، سو آپ نے؟ اگرچہ اس مصلی کو قرآن آتا تھا مگر تعمیم فوائد کے واسطے مسئلہ معذور عن القرأۃ کا بھی فرمادیا، اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ بوجہ صیغہ خطاب کے، خود مخاطب کو ہی قرآن قدر فرض کے یاد نہ تھا، یا عربی تھا یا عجمی تھا، اس سے کچھ غرض نہیں بلکہ وہ عربی تھے اور قرآن بھی کچھ یاد تھا، اور یہ بیان بطور تعمیم فائدہ بیان مسئلہ واقع کے ہے اور بس فقط۔ والسلام (مجموعہ کلاں ص۲۳۰)

(۲۱۰) نماز میں قرأت زبان سے ضروری ہے:

سوال: اگر نماز میں قرأت دل ہی میں پڑھی زبان سے نہیں پڑھی، تو نماز ہوئی یا نہیں، اور اسی طرح اگر علاوہ نماز کے قرآن شریف دل ہی دل میں پڑھا، تو ثواب قرآن پڑھنے کا ہوا یا نہیں؟

الجواب: نماز میں قرآن زبان سے پڑھنا فرض ہے، دل سے کفایت نہیں، اور خارج نماز کے بھی تفکر کا ثواب تو ہوگا، مگر قرأت کا ثواب جب ہی ہوگا کہ زبان سے پڑھے۔(۱) فقط

(بدست خاص، سوال ۱۲۱، جواب: ۱۲۲)

(۲۱۱) سورہ فاتحہ پڑھنے کے بعد دیر تک وقفہ کرنا؟

سوال: [امام] نماز میں بعد ختم الحمد کے بہت دیر ٹھہرتا ہے، یہ ٹھہرنا کیسا ہے؟

---

(۱) ... پڑھنا صحیح ... پڑھنا ... زبان سے پڑھنا ہے اور کرنا ... پڑھنے کا ... پڑھتے ہیں ... دل میں پڑھنا ہے ان کی نماز نہیں ہوتی۔ (پالن پوری)

toobaa-elibrary.blogspot.com

جواب: بعد فاتحہ سکوت سنت ادا ہو گئی ہے، کیونکہ بعد فاتحہ بقدر آمین یا بسم اللہ کے توقف درست ہے اور زیادہ مکروہ ہے، اور امام شافعی کا مذہب مقتدیوں کے فاتحہ پڑھنے کے واسطے سکوت کرنا ہے، جب کہ اس کا مقتدی کوئی شافعی نہیں تو اس کو سکوت محض ہوائے نفسانی اور غیر مشروع اور محض حقیقت الحال سے ہے، لہٰذا اس کو اس حرکت سے منع کرنا چاہئے اور اس کے پیچھے نماز نہ پڑھنی چاہئے، وہ شخص جاہل ہے۔ ایسی حالت میں پیچھے اس کے نماز مکروہ تحریمی ہووے گی۔ فقط

(مجموعہ کلاں ص ١٢٩، ٣٠، ١٣١)

(٢١٢) فاتحہ خلف الامام سے متعلق چند مباحث: بنام منصب علی از بندہ رشید احمد عفی عنہ

السلام علیکم آدمیاں گم شدند، ملک خدا [را] خر گرفت۔ علماء مر گئے جہلاء [کی] نفسانیوں نے فتنہ اندازی پر کمر باندھی، اگر صاحب (کذا) اہل دیانت ہو، یہ ہی بہت ہے۔ کہ کروڑوں پدمنوں علماء تمام ہندوستان میں حنفی المذہب ہیں، کیا سب کے سب بے نماز و گمراہ ہیں، اب غدر [١٨٥٧ء] کے بعد دیندار عالم پیدا ہوئے۔ افسوس، جس بات کو قدیم صدہا سال سے لوگ کرتے آئے ہیں اور سب علماء حقانی کرکے بتلاتے رہے، وہ تو ایک امر لغو ہو جاوے اور جو اب کے چند نوخیز سمجھ گئے، وہ عین حق اور دین ہووے، پس اب سنو کہ:

آیت۔ اذا قُرِئَ الْقُرآن فاستمعُوا له وَاَنصتُوا الخ (١)

خطبہ کے وقت کلام کرنے میں اور ذکر کرنے میں اور نماز میں خلف امام قرآن پڑھنے اور کلام کرنے میں نازل ہوئی ہے، اور مطلقاً خلف امام کچھ پڑھنے کو منع فرمایا ہے۔ چنانچہ صحیح مسلم میں خود ابو ہریرہؓ سے اور دوسرے صحابی سے حدیث ہے، کہ رسول فخر عالم علیہ السلام ہو ہے۔ اِذا قرأ فانصتوا (٢) یعنی جس وقت امام پڑھا کرے تم چپ رہا کرو۔ پس فاتحہ بھی قرأت ہے، آیت اور حدیث اپنے عموم پر ہے اور مطلقاً قرأت خلف امام کو منع کرتی ہے، اور دیگر احادیث بھی ہیں، جن سے منع ہونا قرأت خلف امام کا ظاہر ہے، البتہ امام شافعی صاحب اور دیگر علماء کا یہ مذہب ہے کہ امام کے پیچھے قرأت پڑھنا چاہئے مگر انہوں نے یہ طرز نکالا ہے کہ امام فاتحہ پڑھ کر جہریہ میں چپ ہو جاتا ہے، تاکہ مقتدی فاتحہ پڑھ لیویں! اور مذاہب ائمہ ایسے مسائل میں کہ مختلف صحابہ میں ہوں سب حق ہوتے ہیں۔ البتہ جو شخص مقلد کسی ایک شخص کا ہے، اس کو اس پر عمل کرنا چاہئے

(١) وإذا قرئ القرآن فاستمعوا له وأنصتوا لعلكم ترحمون ترجمہ: اور جب قرآن پڑھا جاوے تو اس کی طرف کان لگائے رہو اور چپ رہو [illegible] تم پر رحم ہو۔ (سورہ اعراف ٢٠٤ ترجمہ شیخ الہند)

(٢) عن ابی هريرة، مسند امام احمد ٢/٣٧٦ دار الفکر بیروت ١٩٧٨ء، مسند احمد، مسند ابی هريرة ت احمد محمد شاکر رقم الحدیث ٨٨٧٥ ص: ٣٧، ج: ٩ [دار الحدیث بالقاهرة] (نور)

toobaa-elibrary.blogspot.com

[illegible]

[illegible] فاتحہ پڑھنا [illegible] تقلید [illegible] مسئلہ حقیقت [illegible]

[illegible] صحیح مسلم [illegible] تحقیق [illegible]

[illegible] مولوی محمد حسین [illegible] ثبوت (حقیقت [illegible]

[illegible] صحیح بخاری [illegible] صحیح مسلم [illegible]

[illegible] حدیث [illegible]

(۲۱۳) ایک رکعت میں سورہ بقرہ پھر دوسری رکعت میں سورۃ النساء پڑھی تو کیا حکم ہے؟

سوال [illegible]

جواب [illegible]

(۲۱۴) درمیان سے سورت پڑھے تو بسم اللہ پڑھے یا نہیں، اسی طرح قنوت اور جنازہ میں دعاء کے شروع میں بسم اللہ کا کیا حکم ہے؟ **سوال:** جب کسی سورۃ کو درمیان سے پڑھے تو بسم اللہ [illegible] اور وتر میں جب دعاء قنوت پڑھے تو بسم اللہ [illegible] یا نہیں، اور نماز جنازہ میں جب دعاء پڑھے تو بسم اللہ [illegible] یا نہیں؟

الجواب: جب کسی سورۃ کو درمیان سے بھی پڑھے تب بھی بسم اللہ [illegible] وتر میں جب دعاء قنوت پڑھے تب بھی [illegible] اور جنازہ کی نماز میں جب دعاء پڑھے اور بسم اللہ [illegible] ثابت نہیں [illegible] نہیں۔ (...)

فقط رشید احمد [illegible]

([illegible])

(۲۱۵) مختلف سورتوں کے متفرق رکوع ایک نماز میں پڑھنے کا حکم؟ **سوال:** [illegible]

[illegible]

الجواب: [illegible]

(۲۱۶) دونوں رکعتوں کے دونوں سجدے فرض ہیں **سوال:** [illegible]

[illegible]

الجواب: [illegible]

(۲۱۷) رکوع اور سجدہ میں الصاق کعبین کی بحث "الصاق" [illegible]

[illegible]

[illegible]

اگر بجور(۱) میں الصاق کعبین کیا جاوے تو توجہ أصابع رجلین إلی القبلة نہیں ہوسکتا، مگر ہاں! جس کا سارا پنجہ پاؤں کا مساوی اور سب انگشت پا برابر مساوی ہوویں، تو مضائقہ نہیں۔ اور ایسا پا[ؤں] تو کہیں شاذ و نادر ہوتا ہے، تو اب حقیقی معنی الصاق میں توجہ اصابع الی القبلة فوت ہوتی ہے، تو بظاہر یہ مراد نہیں، اگر محاذات (۲) پر حمل کیا جاوے تو رکوع و سجود کی خصوصیت کیا ہے، یہ قیام کی سنت ہونی چاہئے، مگر یہ معنی مراد نہیں ہوسکتے، کیونکہ شامی سجدہ کی بحث میں کہتا ہے:

قد منا أنه ربما يفهم منه أن السجود كذلك، إذ لم يذكروا تفريجها بعد الركوع فالأصل بقاؤهما هنا كذلك الخ(۳)

ترجمہ: اس سے پہلے ہم کہہ چکے ہیں، کبھی کبھی اس سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ سجدے بھی اس طرح ہیں، کیوں کہ ان دونوں کو رکوع کے بعد، کھولنے کا ذکر نہیں، تو اصل ان کا یہاں اس طرح باقی رہنا ہے۔

سو تفریج (۴) کے مخالف الصاق مراد رکھتے ہیں اور وہ معنی حقیقی کے مراد ہونے پر دال ہے، اور اس الصاق کی کہیں سند نہیں ملی۔ پہلے بھی تحقیق کیا تھا۔ فقط (مکتوبات بنام مولانا خلیل احمدؒ مکتوب نمبر ۳۴)

(۲۱۸) چاول اور چینی پر اگر ماتھا ٹک جائے، تو سجدہ کا حکم؟

سوال: چاول اور جوار اور چینی پر اگر ماتھا نہ دھنسے، تو سجدہ کرنا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: جس چیز پر ماتھا قائم ہوجاوے گا، نماز درست ہوجاوے گی، چاول ہو یا گندم، ورنہ نہیں۔

(بدست خاص، سوال ۱۵۸)

بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا: (۳) یہ سوال مقدر کا جواب ہے، بخاری شریف میں ٹخنے ملانے کا تذکرہ ہے (بخاری کتاب الصلوۃ باب الزاق المنکب) حضرت نے اس کا جواب دیا ہے کہ اس سے مقتدیوں کا ٹخنے ملانا بھی صفیں سیدھی کرنے کے لئے تھا، یعنی نماز شروع کرنے سے پہلے باہم ٹخنے ملا کر محاذات کریں، پھر ذرا ہٹ کے کھڑے ہوکر نماز شروع کریں اور اگر صفیں سیدھی کرنے کا کوئی اور ذریعہ ہو، مثلاً صف کی لکیر بنی ہوئی ہو یا صف بچھی ہوئی ہو، تو اس کے ذریعہ بھی صف سیدھی کی جاسکتی ہے، اس وقت ٹخنے ملا کر صف سیدھی کرنے کی کچھ زیادہ اہمیت نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسجد نبوی میں کچا فرش تھا، کوئی نشان نہیں تھا، اس لئے صحابہ ٹخنے ملا کر صف سیدھی کیا کرتے تھے، غیر مقلدین نے اس کو حالت قیام میں کھڑے ہونے کا طریقہ سمجھ لیا ہے، جو صحیح نہیں ہے۔ (پالن پوری)

(۱) یہ ایک دوسرے سوال مقدر کا جواب ہے، کہ اگر درمختار کے قول سے سجدہ میں ٹخنوں کو ملانا مراد لیا جائے تو کیا حرج، شاذ و نادر ہی کسی کے پاؤں کا پنجہ مساوی ہوتا ہے اور سب انگلیاں برابر ہوتی ہے اور حقیقی الصاق کی صورت میں عام لوگوں کی پیروں کی انگلیاں قبلہ کی طرف متوجہ نہیں ہوں گی، اس لئے بظاہر یہ بھی مراد نہیں۔ (پالن پوری)

(۲) یہ ایک اور سوال مقدر کا جواب ہے کہ بخاری میں ٹخنے ملانے کا جو مقصد محاذات ہے، درمختار کی روایت میں وہ کیوں نہ مراد لیا جائے؟ جواب یہ ہے کہ پھر رکوع و سجود کی خصوصیت کیا ہوگی، بلکہ یہ قیام کی سنت ہوگی مگر یہ معنی مراد نہیں لے سکتے، کیونکہ شامی نے صراحت کی ہے کہ سجدے رکوع کی طرح ہیں، پس اگر رکوع میں ٹخنے ملائے گئے، تو وہ سجدوں میں بھی ملے رہیں گے۔ (پالن پوری)

(۳) شامی (نسخہ ہندیہ) ص۳۳۹ ج۱۔ باب اطالة الرکوع للجاء ی (مطبع مجتبائی دہلی ۱۲۸۷ھ) نیز شامی (رد المحتار) ص۵۰۴ ج۱۔ باب اطالة الرکوع (مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۳۹۹ھ) (انور)

(۴) یہ بحث کا خلاصہ ہے کہ جو لوگ الصاق کعبین کے قائل ہیں اور تفریج (کشادہ رکھنے) کے مخالف ہیں، وہ الصاق کے حقیقی معنی مراد لیتے ہیں، صرف محاذات مراد نہیں لیتے اور الصاق حقیقی کی کوئی دلیل نہیں، بلکہ طحاوی باب التطبیق فی الرکوع میں تفریق کے افضل ہونے کی صراحت ہے۔ (پالن پوری)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۲۱۹) اگر التحیات کی جگہ طاحیات پڑھ دیا، تو؟ **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کسی شخص نے بسبب سہو یا جلدی یا عدم صحت، بجائے التحیات لفظ طاحیات پڑھا، نماز اس کی ہوئی یا نہیں، اور پڑھنے والے پر گناہ ہوا، یا نہیں؟ بینوا توجروا

جواب: نماز ہوگئی، (۱) مگر جو غفلت سے یا جان کر ایسا کلمہ پڑھا، گنہگار ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ کلاں، ص ۲۳)

(۲۲۰) فرض اور نفل میں جلسہ اور قومہ کے اذکار یکساں ہیں، مگر؟ **مسئلہ:** جلسہ اور قومہ کے اذکار فرض و نفل میں یکساں ہیں، تنہا آدمی فرض میں پڑھے، جماعت میں تطویل کرنا نہیں چاہئے۔ فقط والسلام

رشید احمد عفی عنہ

(مجموعہ کلاں، ص ۱۴۳)

(۲۲۱) نماز میں قعدہ کے وقت نظر کہاں رکھے؟ **سوال:** نماز پڑھتے ہوئے قعدہ میں نظر سجدہ کی جگہ پر رکھے یا چھاتی پر؟

جواب: دونوں جگہ درست ہے، غرض خیال و نظر بندی ہے۔ (بدست خاص، سوال ۸۸)

(۲۲۲) بغیر اجازت، دوسرے کے کپڑوں میں نماز کا حکم؟ **سوال:** بعض دھوبی کسی غیر کے کپڑے سے نماز پڑھ لیتے ہیں، تو جو کوئی غیر کے کپڑے سے بدون اجازت نماز پڑھے، تو نماز ہو جاتی ہے، یا نہیں؟

الجواب: ادا ہو جاتی ہے۔ (بدست خاص، ص ۴۰)

(۲۲۳) تھوک نگل لینے سے روزہ اور نماز ٹوٹنے کا حکم؟ **سوال:** روزہ دار کے منہ میں اگر بلغم یا تھوک جمع ہو جاوے حالت نماز میں، یا غیر نماز میں، تو روزہ اور نماز ہوئی یا نہیں، اگر وہ بلغم یا تھوک منہ میں سے یا ہو، نگلا جاوے؟

جواب: اگرچہ نگل جاوے، درست ہے۔ فقط (بدست خاص، ص ۴۱)

(۲۲۴) اگر دانتوں میں غذا رہ گئی اور نماز کے بعد پتہ چلا؟ **سوال:** جو نماز کے بعد مسوڑھے میں سے کچھ غذا نکلی، تو نماز ہوئی، یا نہیں؟

جواب: غذا کا رہنا دانتوں میں مفسد نہیں۔ فقط (مجموعہ کلاں، ص ۱۴۷)

---

(۱) نماز اس لئے ہوگئی کہ درست، غلطی سہو کا تعلق صرف قرات سے متعلق ہے۔ (پالن پوری)

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

(٢٢٥) نماز پڑھنے والے نے اگر چھینک آنے پر الحمد للہ یا کسی بری خبر پر انا للہ کہہ دیا، تو؟ **سوال:** مصلی کو چھینک آئی اور اس نے الحمد للہ کہا، یا کوئی مصیبت کی خبر کان میں پڑی اور اس نے انا للہ و انا الیہ راجعون کہا، یا جمائی آئی اور اس نے لاحول و لاقوۃ الا باللہ پڑھا، یا اچھی خبر پا کر سبحان اللہ کہا، تو نماز ہوئی، یا نہیں؟

جواب: خبر سار [خوشی دینے والی] یا موجب رنجش سے نماز جاتی رہتی ہے۔(١) اور اگر جمائی لی اور لاحول پڑھا ہے، یا چھینک پر الحمد للہ کہا اور جواب کسی کا مقصود نہیں، تو نماز ہو جائے گی۔ اور انا للہ مصیبت دینی پر ہے تو نماز جائز، اور اگر مصیبت دنیوی پر ہو تو ناجائز، اور اگر دوسرے کی چھینک پر الحمد للہ یا یرحمک اللہ کہے تو نماز نہ ہوگی۔ واللہ اعلم

(بدست خاص ص ...)

(٢٢٦) اگر خارش یا مچھروں کے کاٹنے کی وجہ سے، نماز میں بار بار کھجایا، تو؟ **سوال:** اگر نماز میں بہت دفعہ، یعنی چار پانچ مرتبہ بدن میں خارش اٹھے، یا مچھر وغیرہ نے کاٹا اور اس نے یعنی نمازی نے اتنی ہی دفعہ کھجلایا، تو نماز ہوئی، یا نہیں؟

جواب: [نماز] ہو جاتی ہے بسبب ضرورت کے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (بدست خاص ص ...)

(٢٢٧) نماز میں گریہ وزاری کا حکم؟ **سوال:** اگر نماز میں غلبہ محبت خدا اور رسول سے، یا خیال نعمت ہائے خداوندی کا کرکے، یا اپنے گناہوں کے خیال سے، یا قرآن کے معنوں کا خیال کیا اور لذت حاصل ہوئی اور دل میں جوش آیا، غرض جس طرح سے ہو باعث دنیا نہ ہو، نہ رنج و مصیبت بیماری بدنی کی ہو، بلکہ امر دین [دین کی وجہ سے] ہو کوئی خیال دینی ہی ہو، اگر کوئی گریہ کرے یا آہ کرے، یا ہُو کرے کہ آواز ظاہر ہو، تو نماز ہوئی، یا نہیں؟

جواب: غلبہ محبت حق تعالیٰ سے یا ذکر جنت و نار سے، اگر گریہ ہو یا آہ، اوہ نکلے یا صوت نکلے، نماز میں نقصان نہیں ہوتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(بدست خاص ص ...)

(٢٢٨) اگر نماز میں رو پڑا، یا آہ یا ہُو کی تو کیا حکم ہے؟ **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین اور مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص جماعت میں نماز پڑھ رہا ہے اور وہ یک بیک از خود رفتہ ہوا، یا آہ، یا اللہ، یا آہ، یا ہُو، یا حق یا ... کرتا ہو کہہ اٹھا، اور ہم کو علم نہیں کہ آیا اس کو بذوق الٰہی یہ کیفیت پیش آئی، یا بغیر ذوق الٰہی، دونوں صورت ہائے مرقومۂ بالا، شخص مذکور کی نماز ہوئی یا نہیں، اور نیز اس کے قرب و جوار کے لوگوں کی نماز باقی رہے گی یا فاسد ہو جائے گی؟ بینوا توجروا۔

(١) [illegible]

الجواب: اگر نماز میں خشیۃ اللہ یا کوئی امر حق تعالیٰ کا نمازی مقتدی یا امام کے یاد آوے تو اس سے نماز کی حالت مفسد نہیں ہوتی اور جو رونا درد وغیرہ کا امر بذوق و خشیت سے یا ذکر جنت و رحمت سے نکلا تو بھی نماز نہیں جاتی، اور جو بدون اس کے ہو تو نماز فاسد ہوتی ہے، اور جس کا حال معلوم نہیں ہے اس کے حال کو حسن ظن کے ساتھ خیر پر محمول کرنا چاہئے اور اگر نماز میں جب تک دلیل قوی اس کے فریب و ریا کی نہ ہو اور اس کے پاس والوں کی نماز میں کوئی فساد و نقصان نہیں ہوتا اگرچہ وہ ریاکار بھی ہو، اگر ریا کرتا ہے تو اس کی نماز فاسد ہو گئی نہ [کہ] پاس والے کی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر رشید احمد عفی عنہ گنگوہی

(۲۲۹) کن ٹوپ میں نماز؟ مسئلہ: کن ٹوپ میں جس طرح چاہے نماز پڑھے نماز درست ہے۔

(مجموعہ کلاں ص ۱۳۲)

(۲۳۰) صدری (فتوئی) میں نماز؟ سوال: خواندن صلوٰۃ در صدری کہ در ملک پنجاب فتوئی گویند با وجود جامہ دیگر، چہ حکم دارد؟

ترجمہ صدری میں جس کو پنجاب میں فتوئی کہتے ہیں اس میں دوسرا کپڑا موجود ہوتے ہوئے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: اگر فتوئی سینہ و کمر و دوش را بخوبی پوشیدہ شدہ نماز درست باشد بلا کراہت اگرچہ دیگر جامہ نباشد، کراہت ہم نشود، اگرچہ فوق آن جامہ اولیٰ است، اگر فتوئی موافق عادت فساق باشد کراہت تنزیہی خواہد بود۔ فقط۔

(مجموعہ کلاں ص ۳۲)

ترجمہ اگر فتوئی سے سینہ و کمر کندھے اچھی طرح چھپ جاتے ہیں تو دوسرا کپڑا موجود ہونے کے باوجود اس میں بلا کراہت نماز ہو جاتی ہے اگرچہ اس کے اوپر کپڑا اوڑھ لینا بہتر ہے۔ اگر فتوئی فساق کی عادت کے مطابق ہے تو اس میں نماز مکروہ تنزیہی ہوگی۔

(۲۳۱) بلا ٹوپی کے صرف عمامہ سے نماز؟ سوال: عمامہ بے ٹوپی کے باندھنے سے نماز درست ہے یا نہیں؟

الجواب: عمامہ بلا ٹوپی سے نماز مکروہ نہیں ہوتی بہتر ٹوپی عمامہ کے نیچے ہے۔ فقط۔

[illegible]

(۲۳۲) اگر نماز میں، مردار کی ہڈی بدن پر ہو؟ **سوال:** مردار کی ہڈی گلے وغیرہ میں لٹکا کر نماز درست ہے، یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

جواب: مردار کی ہڈی پاک ہوتی ہے، سوائے خنزیر کے، سو اس کے ساتھ ہونے سے نماز میں کچھ نقصان نہیں آیا۔ فقط (مجموعہ کلاں، ص ۱۴۷)

(۲۳۳) قضاء نماز کو ادا کی نیت سے پڑھنا: **سوال:** اگر ظہر کا وقت جاتا رہا اور عصر کا وقت آ گیا، تو اس قضا شدہ نماز ظہر کو اگر بہ نیت ادا پڑھے اور نیت قضاء کی نہ کرے، حالانکہ نماز قضا ہی پڑھی ہے، تو وہ نماز ادا ہو گئی، یا نہیں؟

جواب: [نماز] ادا ہو جاتی ہے۔ فقط (بدست خاص، ص ۴۰)

(۲۳۴) ادا نماز کو قضاء کی نیت سے پڑھنا؟ **سوال:** اگر وقت نماز کا تھا مگر مصلی نے اس ادا نماز کو بہ نیت قضا ادا کیا، حالانکہ ادا ہی پڑھی ہے تو نماز ادا، ادا ہو گئی، یا نہیں؟

جواب: درست ہے۔ (بدست خاص، ص ۴۰)

(۲۳۵) نماز کے بعد کی تسبیحات (اور صوم عرفہ) مستحب ہیں: **مسئلہ:** بعد نماز کے تسبیح تحمید تکبیر مستحب ہے اور صوم عرفہ بھی مستحب ہے، سنت موکدہ نہیں۔ شاہ عبدالعزیز کے کلام کی مجھ کو خبر نہیں، سب کتب فقہ میں مستحب لکھا ہے۔ (مجموعہ فرخ آباد ص ۱۹)

مکروہاتِ نماز

(۲۳۶) محراب میں کھڑے ہو کر نماز پڑھانے کا حکم؟ حافظ علی حسن امام مسجد نے جو جواز کا فتویٰ باہر کی محراب میں کھڑے ہونے کے بارے میں، کسی اردو کتاب کے حوالہ سے دیا تھا، حضرت (گنگوہی) قدس سرہ نے جواباً یہ ارشاد فرمایا، کہ بس تم اپنی کتاب کو رہنے دو، امام کو محراب کے اندر کھڑے ہو کر نماز پڑھانا، خواہ محراب اگلی ہو یا پچھلی، بہر حال مکروہ ہے۔ (مجموعہ رام پور ص ۱۶)

(۲۳۷) عمامہ پر سجدہ مکروہ ہے: **سوال:** ٹوپی اگر سجدہ گاہ اور ماتھے کے بیچ میں حائل رہے، تو نماز درست ہے یا نہیں؟

جواب: حیلولہ کلاہ کا جبہہ وارض میں مکروہ ہے۔ فقط (مجموعہ کلاں، ص ۱۴۷)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۲۳۸) نماز میں بلاضرورت زمین کا سہارا لے کر کھڑا ہونا مکروہ ہے: **مسئلہ:** قوی آدمی بلاوجہ زمین پر ٹیک لگا کر (ٹیک لگا کر) کھڑا ہو تو مکروہ ہے اور نفل میں نہیں اور ضعیف کے واسطے جائز ہے، مکروہ بھی نہیں۔ (مجموعہ فتاویٰ ص ۳۳)

(۲۳۹) نماز پڑھنے والے کے سامنے اگر کوئی صاف تصویر ہو تو؟ **سوال:** کسی چیز پر بھی وغیرہ پر تصویر ہے اور وہ نمازی کے سامنے رکھی ہے تو نماز ہو جائے گی یا مکروہ ہوگی؟

جواب: اگر کسی تصویر ہے کہ معلوم ہوتی ہے تو نماز مکروہ ہوگی اور اگر کسی چھوٹی ہے جیسے مجھ کو بھی پتہ سے پڑھنے سے معلوم نہیں ہوتی تو مکروہ نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (بدست خاص ص ۵۷)

نماز میں سہو اور سجدۂ سہو کے مسائل

(۲۴۰) اگر چار رکعت میں قعدہ اولیٰ نہیں کیا تو سجدہ سہو سے نماز ہو گئی: **سوال:** اگر چار رکعت نفل کی نیت کی تھی اور دو رکعت کے بعد قعدہ وسطیٰ نہ کیا اور تیسری رکعت کے واسطے کھڑا ہو گیا، پھر چاروں رکعت کے بعد اخیر میں سجدہ سہو کر لیا، تو نماز ہوئی یا نہیں؟

جواب: نماز ہو گئی۔ فقط (بدست خاص ص ۱۱)

(۲۴۱) فرض نماز میں چار رکعت کے بعد بھول کر کھڑا ہو گیا اور مزید دو رکعتیں پڑھ لیں تو؟ **سوال:** ایک شخص مثلاً ظہر کے فرض پڑھتا ہے اور آخر قعدہ کے بعد سہو سے پانچویں رکعت کے واسطے کھڑا ہو گیا، بعد میں یاد آیا تو اس نے دو رکعت پوری کر کے سجدہ سہو کر لیا اور نماز تمام کی، تو دو رکعت جو بعد فرض کے پڑھتے ہیں، وہ ادا ہو گئی، یا نہیں؟

جواب: دو رکعت سنت مؤکدہ اس سے ادا نہیں ہوتی، یہ دو نفل ہو جاویں گے۔ فقط واللہ اعلم (بدست خاص ص ۴۴)

(۲۴۲) اگر آخری قعدہ میں التحیات کے بعد بھول کر کھڑا ہو گیا تو کیا کرے؟ **سوال:** اگر اخیر رکعت میں آدمی نے التحیات پڑھی اور پھر بھول کر کھڑا ہو گیا اور بعد کھڑا ہونے کے یاد آیا، کہ رکعت تمام ہو چکی ہیں اور پھر بیٹھ گیا تو دوبارہ التحیات پڑھ کر سجدہ سہو کرے، یا بدون التحیات پڑھے سجدہ سہو کرے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

جواب: اس صورت میں دوبارہ التحیات نہ پڑھے، بیٹھ کر سلام پھیرے کر سجدہ سہو کرے۔ فقط

(امداد ... سوال ...)

(۲۴۳) اگر دو رکعت کے بعد تیسری کیلئے کھڑا ہو گیا اس وقت یاد آیا تو کیا کرے؟ سوال: دو رکعت نفل یا فرض کی نیت کی اور قعدہ اخیرہ کیا نہ تھا، تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا یہاں تک کہ سجدہ بھی کر لیا تب بیٹھا تو تیسری رکعت سے جو کہ اس کے ساتھ ایک رکعت اور ملائے تو نماز ہوتی ہے یا نہیں یا از سر نو نماز کو نیت باندھے؟

جواب: اگر فرض نماز تھی جیسے [کہ] فجر کی نماز اور بدون قعدہ کے تیسری رکعت کا سجدہ کیا تو چوتھی ملا لیوے، چاروں نفل ہو جاویں گی اور جو نفل ہو تو بھی چاروں نفل ہو جاویں گی اور سجدہ سہو کر لیوے۔ اور فرض دوبارہ کر لیوے۔

(امداد ... خاص سوال ۲۹)

(۲۴۴) اگر ایک رکعت پر بھول کر سلام پھیر دیا، پھر یاد آیا تو؟ سوال: ایک شخص نے دو رکعت نماز کی نیت باندھی اور ایک رکعت پڑھ کر یہ سمجھ کر کہ دونوں پڑھ چکا ہوں اس نے سلام پھیر دیا اور بعد سلام پھیرنے کے یاد آیا کہ ایک رکعت ہوئی ہے اور بہت جلد کھڑا ہو کر دو رکعت بھی پڑھ لی تو سجدہ سہو کا کرے یا نہیں؟

جواب: اس صورت میں سجدہ سہو کرے، نماز ہو جاوے گی۔ (امداد ... سوال ...)

(۲۴۵) وتر کے بعد کی دو نفلوں کا بیٹھ کر پڑھنا افضل ہے، یا کھڑے ہو کر؟ سوال: دو نفل جو بعد وتر کے پڑھتے ہیں ان کو کھڑے ہو کر پڑھنا زیادہ ثواب ہے یا بیٹھ کر؟

جواب: کھڑے ہو کر پڑھنے میں پورا ثواب ہے اور بیٹھ کر پڑھنے میں آدھا ثواب۔

(امداد ... سوال ...)

(۲۴۶) اگر امام سجدہ سہو بھی بھول گیا، سلام پھیرنے کے بعد یاد آیا تو؟ سوال: امام سے نماز میں سہو ہوا اور سجدہ سہو بھی بھول گیا اور دونوں طرف سلام پھیر دیا، مقتدیوں کو یاد تھا بعد اخیر کے امام نے صرف سجدہ سہو ادا کیا تو اس صورت میں مقتدیوں کی طرف [سے] [جبر نقصان] ہو جاوے گا یا نہیں؟

الجواب: اگر امام نے بعد سلام کے قبل کسی حرکت منافی صلوٰۃ کے سجدہ کیا تو درست ہے اور سب کی نماز [illegible] جو مقتدی [illegible] سجدہ کرے گا وہ معتبر نہیں [illegible] جائز ہو سکتا ہے۔ (امداد ...)

(۲۴۷) اگر درمیان قعدہ میں سلام پھیر دیا، پھر یاد آیا تو؟ سوال: اگر کوئی شخص درمیانی قعدہ میں ایک طرف یا دونوں طرف سلام پھیر دے اور بعد میں یاد آیا کہ ابھی نماز تمام نہیں ہوئی [illegible] کھڑے ہو کر [illegible] سجدہ سہو کر لیا تو نماز ہو گئی یا نہیں؟

جواب: [illegible]

(۳۴۸) اگر بھول کر ایک رکعت رہ گئی اور سلام ودعا کے بعد یاد آئی تو؟ سوال: [illegible]

جواب: [illegible]

(۳۴۹) سہواً سلام پھیرنے کے بعد بقیہ نماز کس طرح پوری کرے؟ سوال: [illegible]

جواب: [illegible]

(۳۵۰) جو نماز ترکِ واجب کی وجہ سے لوٹائی جائے، اس میں نئے مقتدی کی شرکت؟

مسئلہ: [illegible]

(۲۵۱) اگر امام قعدہ اخیرہ کے بعد، سہواً کھڑا ہو جائے تو؟ سوال: امام اگر قعدہ اخیرہ میں اتنا بیٹھے اور سہواً کھڑا ہو جاوے، تو مقتدی اتباع امام کریں، یا نہیں۔ درصورت عدم اتباع اگر بیٹھ کر سلام پھیر دیویں، تو نماز ان کی جائز ہوگی یا نہ؟ اگر شق اول اختیار کی جاوے، تو اطاعت امام بھی ضروری تھی اور وہ متروک ہے، پھر دلیل جواز اس کی کیا ہوگی؟

جواب: مقتدی امام کو سبحان اللہ یا دیگر ذکر سنا کر بٹھا دیں، اگر نہ بیٹھے تو سجدہ تک انتظار کریں اور انتظار کرتے رہیں، اگر امام لوٹ آیا سجدہ سہو کر کے، سب کے ساتھ سلام پھیرے، اور جو نہ لوٹا اور سجدہ رکعت خامسہ کا کر لیا تو مقتدی سلام دے کر رخصت ہوویں، امام کو چھوڑ دیویں کہ امام نوافل میں چلا گیا، وہ امام فرائض کا تھا نوافل کا اب امام نہیں رہا، دوسری نماز پڑھتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (مجموعہ ۱، ص ۲۰۹-۲۰۹)

(۲۵۲) جماعت کی نماز فاسد ہونے کے بعد کیا کسی کے نزدیک، صرف امام کی نماز کا اعادہ کافی ہے؟ سوال: اگر امام کی نماز کسی وجہ سے فاسد ہو جاوے اور وہ اس سے ایسے وقت مطلع ہو کہ مقتدیوں کا اجتماع نہ ہو سکے، تو کیا یہ کسی کا مذہب ہے کہ تنہا امام کا اعادہ کرنا کافی ہے، اور مقتدیوں پر ضروری نہیں؟

جواب: یہ مذہب حنفیوں کا نہیں ہے، کسی اور کا ہوگا، مجھے معلوم نہیں۔ (مجموعہ ۱، ص ۱۰۶-۱۰۶)

(۲۵۳) سجدہ سہو میں مقتدی کی نماز تبعاً کامل ہوتی ہے: سجدہ سہو میں آپ کی رائے سے توافق کرتا ہوں، کہ صلوٰۃ مقتدی تبعاً کامل ہوتی ہے، اعادہ کا استخراج صاحب فہم نے کیا ہے اور کسی کی رائے اس طرف نہیں گئی۔ (مکتوبات بنام مولانا خلیل احمد، مکتوب نمبر ۲۲)

(۲۵۴) سنتوں کی چار رکعتوں میں پہلا قعدہ واجب ہے: سوال: سنتوں میں مثلاً چار رکعت میں قعدہ وسطیٰ فرض ہے یا واجب؟

جواب: واجب ہے امام صاحب کے نزدیک۔ (بدعت خاص سوال ۱۵۹)

(۲۵۵) اگر چار سنتوں کی نیت کی اور چار رکعت کے بعد، بھول کر کھڑا ہو گیا اور چھ مکمل کر لیں تو؟ سوال: اگر چار رکعت سنت کی نیت کی اور بعد قعدہ آخر کے پانچویں رکعت کے واسطے بھول کر کھڑا ہو گیا اور یاد آنے کے بعد دو رکعت اور پڑھ لی، تو سجدہ سہو بھی کرے، یا نہیں؟

جواب: سجدہ سہو کی ضرورت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (بدعت خاص س ۱۶۵)

toobaa-elibrary.blogspot.com

سنتوں اور نوافل کے مسائل

(۲۵۶) فجر کی سنتیں اس وقت پڑھنا، جب جماعت شروع ہو چکی ہو؟ سوال: اگر جماعت صبح کی نماز کی شروع ہوگئی ہے تو بہتر یہ ہے کہ جماعت میں مل جاوے یا یہ بہتر ہے کہ سنت فجر کی پڑھ کر جماعت میں شامل ہو، اگر یہ جانتا ہو کہ ایک رکعت فرض کی ضرور جماعت میں مل جاوے گی؟

جواب: مذہب حنفیہ یہ ہے کہ سنت پڑھ کر شریک جماعت ہو بشرطیکہ سنت کو پردہ میں پڑھے۔ جماعت کے روبرو پڑھنا ہرگز درست نہیں، مگر اس وقت میں ایسا کرنے سے عوام جماعت کے پاس سنت پڑھنے لگتے ہیں، لہٰذا حسب مذہب شافعی اور محدثین علیہم الرحمۃ کے بالکل سنت سے منع کرنا مناسب وقت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

([illegible])

(۲۵۷) اگر جماعت ہو رہی ہو تو فجر کی سنت کب پڑھے؟ سوال: اگر جماعت فجر کی ہو رہی ہے تو سنت پڑھے یا جماعت میں شریک ہو جاوے، اور اگر شریک جماعت ہو گیا تو وقت فوت ہونے کے سنت بعد نماز ادا کرے، یا بعد طلوع آفتاب؟

الجواب: سنت فجر بعد شروع ہونے جماعت کے، اگر کوئی جگہ علیحدہ مسجد کے ہو پڑھ لے، کیونکہ ان کی تاکید بہت وارد ہے، بشرطیکہ جماعت میں شرکت کی توقع ہو، اور اگر سنت فجر نہ پڑھ سکا تو بعد طلوع آفتاب کے پڑھے، فرض کے بعد متصل نہ پڑھے، بلکہ بعد طلوع آفتاب کے پڑھے۔ اور اس وقت سے قبل اگرچہ سنت مؤکدہ تو مؤکدہ نہیں رہتی مگر بعد طلوع آفتاب کے پڑھ لینا بہتر ہے۔ هكذا في كتب الفقه فقط

کتبہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

([illegible])

(۲۵۸) فجر کی نماز شروع ہونے کے بعد سنتیں پڑھنے کا حکم: سوال: جس وقت کہ جماعت [illegible] وقت میں سنتیں پڑھنی چاہئیں یا جماعت میں شریک ہو جاوے [illegible] سنتیں واجب ہیں یا سنت مؤکدہ؟

جواب: [illegible]

[illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

(٢٥٩) مسجد میں اگر پردہ پڑا ہوا ہے تو بیرونی حصے میں فجر کی سنتیں پڑھنے کا حکم؟ سوال [illegible]

[illegible]

جواب [illegible]

(٢٦٠) مغرب کی سنتیں اوابین میں شامل نہیں، [illegible]

[illegible] اور وعدہ نوافل [illegible]

[illegible] احادیث میں آیا ہے۔

(٢٦١) جمعہ کی سنتوں کی نیت کس طرح کرے؟ سوال [illegible]

[illegible]

جواب: چار رکعت سنت پڑھتا ہوں۔ [illegible]

(٢٦٢) سنتوں اور نفلوں میں وقت کا ذکر کرنا ضروری نہیں۔ سوال [illegible]

[illegible]

جواب [illegible]

(٢٦٣) نوافل میں اگر نیت سے زیادہ پڑھ لیا تو؟ سوال [illegible]

[illegible]

جواب [illegible]

(٢٦٤) نوافل میں اگر ایک مرتبہ میں آٹھ رکعت کی نیت کی، تو کیا سب کا ادا کرنا ضروری ہے؟ سوال [illegible]

[illegible]

جواب [illegible]

دیدیا دو پر مثلاً، تو کچھ واجب نہ ہوگا۔ فقط (بدست خاص، ص ۱۱)

[نوٹ: ایک ضروری مسئلہ: صحت نماز جمعہ کے لئے ملک تام یا وقف ہونا مسجد کا شرط نہیں۔ ضمیمہ دوم میں ملاحظہ ہو۔ نور]

(۲۶۵) دن اور رات کے نوافل میں ایک سلام کے ساتھ، کتنی رکعتیں درست ہیں؟

سوال: نوافل میں دو ہی رکعت ہوتی ہیں، یا زیادہ بھی؟

جواب: جس قدر چاہے پڑھے، دن کو چار بیک سلام اور رات [کو] آٹھ رکعت بیک سلام بلا کراہت ہوتی ہیں، اس سے زیادہ درست نہیں، مگر بکراہت۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (بدست خاص، ص ۱۲)

(۲۶۶) نوافل کی چار رکعت کی نیت کی اور پہلا قعدہ بھول گیا تو؟

سوال: اگر چار رکعت نفل کی نیت کی اور وسط کا قعدہ نہ کیا سہو سے اور تیسری رکعت کے واسطے کھڑا ہوگیا، تو یاد آیا کہ قعدہ نہیں کیا، تو اب کیا کرے، آیا بیٹھ کر التحیات پڑھے، یا بعد چاروں رکعت کے سجدہ سہو کرے؟

جواب: بیٹھ کر تشہد پڑھ کر، پھر آخر میں سجدہ سہو کرے۔ فقط (بدست خاص، ص ۱۲)

(۲۶۷) نوافل کی جماعت میں کتنے آدمی شریک ہو سکتے ہیں؟

سوال: نوافل کی جماعت میں علاوہ امام کے، کتنے مقتدی ہونے چاہئیں؟

جواب: تین تک جائز زیادہ مکروہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (بدست خاص، ص ۶۸)

(۲۶۸) نوافل کی عمومی جماعت کا حکم؟

سوال: نوافل کی جماعت کا جواز تو اس حدیث سے جو ایک صحابی فرماتے ہیں، کہ میں نے نماز تہجد بجماعت آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پیچھے پڑھی ہے، نکلتا ہے۔ لیکن چوں کہ اس وقت وہ صحابی ہی حاضر تھے کوئی دوسرے نہ تھے، لہٰذا وہ تنہا شامل ہوئے اور سورج گرہن اور تراویح میں بہت سے آدمی شامل ہوئے، تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جماعت نوافل میں خواہ کتنے ہی آدمی ہوں، جائز ہے۔ تو قلیل آدمیوں کا جماعت نوافل میں انحصار ہونا، کس طرح ثابت ہوتا ہے؟

جواب: نوافل کی جماعت مکروہ ہے، مگر نماز تراویح، نماز کسوف، صلوٰۃ استسقاء میں جائز ہے، اور سب میں مکروہ تحریمہ [ہے]۔ (بدست خاص، ص ۶۸)

(۲۶۹) تہجد کی کتنی رکعتیں ہیں؟

سوال: نماز تہجد کی بارہ رکعت ہیں، یا کم؟

جواب: تہجد کی ادنیٰ دو رکعت اور اعلیٰ کی کوئی حد نہیں، ہزار رکعت ہوں یا زیادہ، مگر فعل شارع علیہ السلام سے دس رکعت سے زیادہ ثابت نہیں ہوتی، اکثر اوقات میں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (بدست خاص، ص ۳۴)

toobaa-elibrary.blogspot.com

جمعہ اور خطبہ کے متعلقات ومسائل

(٢٧٠) جمعہ کا اول وقت اور جمعہ بستی میں ایک جگہ ہونا بہتر ہے سوال: [illegible]

[illegible] مسجد میں مقرر [illegible] جمعہ [illegible] جمعہ کا وقت [illegible]

جواب: [illegible] جمعہ کا [illegible] اچھا نہیں۔ جمعہ [illegible] جمعہ کا اول وقت ہونا [illegible] جمعہ [illegible]

كذا في كتب الفقه [illegible]

[illegible]

(٢٧١) چھوٹے قصبے میں جمعہ ایک ہی جگہ ہونا مناسب ہے سوال: [illegible]

[illegible] مسجد میں [illegible] اس مسجد میں [illegible] جمعہ قائم [illegible] جامع مسجد [illegible] دوسری مسجد میں [illegible]

[illegible] اختیار [illegible]

جواب: چھوٹے قصبے میں [illegible] مناسب ہے اور تفرقہ [illegible] جمعہ کا [illegible] مناسب ہے [illegible] جمعہ [illegible] تفرقہ [illegible]

[illegible]

سے جمعہ جدا کرتے ہیں سب شک وہ گنہگار ہوں گے اور تفرقہ مذموم ہے جو رحمی بغض خصومت شریف کے ہوویں گے۔ قال اللہ تعالیٰ

واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً و لا تفرقوا الخ (آل عمران-۱۰۳)

ترجمہ اور مضبوط پکڑو رسی اللہ کی سب مل کر اور پھوٹ نہ ڈالو۔ (ترجمہ شیخ الہند)

پس ایسی صورت میں ان لوگوں کو فہمائش کرنا چاہئے، اگر مان جاویں بہتر ہے، مگر ایسا نزاع کرنا کہ موجب زیادت فتنہ کا ہو نہ چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ کلاں ص۱۹۱-۱۹۲)

(۲۷۲) جمعہ کے دن زوال کے وقت نماز پڑھنا؟

سوال: جمعہ کے روز دوپہر کو بھی نماز پڑھنا جائز ہے جس وقت میں اور دنوں میں نماز کو منع کرتے ہیں [جائز ہے یا] کیا حکم ہے؟

جواب: بعض علماء کے نزدیک درست ہے۔

(بدست خاص ص ۴۱)

(۲۷۳) عربی کے علاوہ کسی اور زبان میں جمعہ کا خطبہ پڑھنے کا حکم؟

از بندہ رشید احمد عفی عنہ

مکرمی جناب مولوی محمد احسن صاحب زید عنایتہم، بعد سلام مسنون، مطالعہ فرمایند۔ نامہ گرامی پہنچی۔ حقیقت الامر یہ ہے کہ خطبہ بزبان غیر عربی پڑھنا کتب فقہ سے مکروہ معلوم ہوتا ہے اور کراہت بھی تحریمی معلوم ہوتی ہے، اس باب میں تحریرات بھی ہو چکی ہیں، در قرون ثلاثہ میں حالانکہ صحابہ و تابعین علیہم الرضوان ممالک عجم میں تشریف لے گئے، چنانچہ خود ابن عباسؓ فارسی زبان داں تھے مگر کبھی فارسی میں خطبہ پڑھنا ثابت نہیں ہوا، لہٰذا کسی عالم ماضی نے یہ کام نہیں کیا اور اب بھی اسی وجہ سے کوئی نہیں کرتا۔

البتہ عید کا خطبہ کہ خود مسنون ہے، اگر اس میں بعد ادائے قدر خطبہ کے مضامین ضروریہ بیان کر دیویں، تو نہایت الامر ترک اولیٰ ہو جاوے گا۔ بہرحال بوجہ عدم ثبوت قرون ثلاثہ کے اور تصریح کراہت کے کتب معتبرہ حنفیہ سے، اس پر عمل درآمد نہیں ہوتا، اور اصل خطبہ کی ذکر ہے اور ذکر بضمن تذکرہ و وعظ مسنون ہے۔ (۱) فقط

(مجموعہ کلاں ص۱۴۳)

---

(۱) اصل خطبہ ذکر ہے یہ ان لوگوں کے [illegible] جو غیر عربی میں خطبہ پڑھنے پر اصرار کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ جمعہ کا خطبہ پند و موعظت ہے اور جب لوگ عربی نہیں جانتے تو عربی میں خطبہ پڑھنے سے کیا فائدہ؟ جواب یہ ہے کہ خطبہ حقیقت ذکر اللہ ہے، سورہ جمعہ میں ہے (فاسعوا الی ذکر اللہ) اور بضمن تذکرہ وعظ مسنون ہے [illegible] یعنی خطبہ جمعہ کا مقصود وعظ و نصیحت بھی ہے اور وہ خطبہ کا ظاہری پہلو ہے اور ذکر کا تعلق اس کے جس میں ہوتا ہے اور یہی مسنون طریقہ ہے کہ خطبہ [illegible] (پالن پوری)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۲۷۴) عربی کے علاوہ کسی اور زبان میں خطبہ کیسا ہے؟ غیر عربی میں خطبہ مکروہ لکھتے ہیں، کتب فقہ میں خطبہ کا اصل مقصد ذکر اللہ ہے اور ضمن پند میں سنت ہے۔ (مجموعہ فرخ آباد ص۴۴)

(۲۷۵) ہمیشہ عصاء ہاتھ میں لے کر خطبۂ جمعہ پڑھنا؟ عصا لیکر بالدوام خطبہ پڑھنا، بلا اصرار جائز ہے۔ فقط

رشید احمد عفی عنہ (مجموعہ رام پور ص۴۴)

(۲۷۶) خطبہ میں الوداع پڑھنا: خطبہ میں الوداع پڑھنا بدعت ہے۔

(مجموعہ کلاں ج ۲ ص ۲۲۹)

(۲۷۷) احتیاط الظہر فضول ہے: مولوی محمد صاحب السلام علیکم

خط آیا حال معلوم ہوا، جریانِ لطائف سے فرحت ہوئی، مبارک ہو، ان کی خوب ملازمت رکھو اور انوار کی تمنا مت کرو، انوار کوئی معتبر مقصود نہیں، نفس ذکر اور طمانیت فی الذکر مطلوب اصلی ہے، اس کو نہایت غنیمت اور عنایت الٰہی تعالیٰ شانہٗ جان کر معروف و مشغول ہو: لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ (۱) اگر مشق کرو گے سب کچھ ہو جاوے گا، غفلت بھی انسان کے ساتھ لگی ہوئی ہے، ہر دم یکساں نہیں رہتا، کچھ تعجب نہیں۔

بندہ اپنے امور میں پریشان ہے، اسی واسطے دیوبند جانا نہیں ہوا، اس ماہ تو ہرگز نہیں جا سکتا، شاید جمادی الآخر کے اخیر میں جاؤں۔

جہاں جمعہ ادا ہوتا ہے کہ مصر اور قصبہ ہو امام جمعہ کا عامہ نے مقرر کر رکھا ہے، تو وہاں احتیاط ظہر پڑھنا لغو ہے، اور گاؤں میں جمعہ نہیں ہوتا، وہاں ظہر جماعت کر کے ادا کریں، وہاں خود ظہر فرض ہے۔ اس واسطے بعض فقہاء نے احتیاط ظہر کو منع کیا ہے اور جس نے اجازت دی ہے تو وہاں اجازت دی ہے، کہ تحقق ادا و سقوط فرض ذمہ کا باداء جمعہ نہ ہوتا ہو، اور ارتفاع بھی محقق نہ ہو، سو دونوں فریق درست فرماتے ہیں، کچھ نزاع نہیں، مسئلہ قریہ اور امام میں کچھ شبہ نہیں۔

جمعہ بعض روایات سے معلوم ہوا کہ مکہ میں فرض ہو چکا تھا اور یہ آیت فاسعوا الخ (۲) مدینہ میں نازل ہوئی۔ اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتداء نزول قباء میں جمعہ فرض ہوا اور حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنی سالم میں پانچویں روز نزول قباء سے، جمعہ بنی سالم میں ادا فرمایا۔ تاہم نزول اس آیت کا اس کے بعد ہوا، پھر اس آیت سے فرض کرنا جمعہ کا عجب ہے، ہاں حکم فرضیت اس سے مستفاد ہوتا ہے، مگر معلوم و مستفاد ہونا اور چیز ہے اور فرض کرنا دیگر امر، دونوں میں فرق لازم ہے۔

---

(۱) سورۂ ابراہیم آیت ۷ ترجمہ: اگر احسان مانو گے تو اور بھی دوں گا تم کو۔ (از شیخ الہند)

(۲) فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع (الجمعہ ۹) ترجمہ: تو دوڑو اللہ کی یاد کو اور چھوڑ دو خرید و فروخت۔ (از شیخ الہند)

[illegible] کہ جمعہ اس قریہ میں [illegible] سب پر فرض ہے، گاؤں [illegible] کی قید نہیں [illegible]
[illegible] مریض [illegible] سب [illegible] کا، جہاں [illegible] جمعہ فرض،
[illegible] مسافر، مریض، جنگل، عورت [illegible] تخصیص سے [illegible] کا اس طرح گاؤں [illegible]
تخصیص [illegible] جس قطعی دلیل [illegible] اس آیت کی تخصیص کرتے ہیں [illegible] قطعیت ثابت [illegible]
[illegible] ظنی ہو جاتا ہے۔ غرض اس زمانہ سے علمائے [illegible] ہو چکے ہیں [illegible]
یا ایہا الذین امنوا [illegible] انہوں نے [illegible] احادیث سے [illegible] ثابت ہے [illegible]
صورت قصبہ سے اور [illegible] احتیاط الظہر نہ پڑھے، اور گاؤں میں جمعہ نہ پڑھے۔ [illegible] مسئلہ مختلف فیہا
میں [illegible] دونوں فریق پڑھنے والے [illegible] اور نہ پڑھنے والے [illegible] دونوں خارج [illegible] ہے۔

([illegible] ص ۲۲-۲۳)

سفراور مسافتِ قصر کے مسائل

(۲۷۸) منزل کا عرب کے دستور کے مطابق اعتبار ہے، کوس کی قید نہیں: **سوال:** منزل کتنے [illegible] کی شمار ہوتی ہے، شرع میں؟

جواب: موافق عرب [illegible] منزل کی [illegible] کی قید نہیں علی الصحیح۔ [illegible]

(۲۷۹) ہر طرح کے سفر میں سیرِ متوسط کا اعتبار ہے: [illegible]

[illegible]

(۳۸۰) اگر تین منزل کا سفر ریل سے کرے تب بھی قصر کرے؟ سوال

جواب

(۳۸۱) اگر گھر سے بانیت سفر تین منزل کا سفر کیا تو قصر کرے یا نہ کرے؟

جواب

(۳۸۲) ایک منزل سے تین چکر لگانے سے مسافر ہوگا یا نہیں؟

جواب: جو منزل کے گرداگرد، ایک روز کی مسافت سے پھرتا ہے، وہ مسافر نہیں ہوتا فقط۔ (مجموعہ کلاں ص ۱۴۷)

(۲۸۳) کیا ریلوے کے ملازمین کو، سفر ملازمت کے دوران قصر کرنا چاہئے؟

سوال: جو ملازمان ریل خواہ وہ ریل کے چلانے والے ہیں، یا ہمراہ جانے والے، و نیز ملازمان محکمہ بندوبست، و محکمہ نہر، و ڈاک خانہ جات، و مدرسہ ہائے سرکاری، بحکم سرکار تین منزل یا زیادہ سفر کرتے ہیں، نماز قصر کی اجازت ہے، یا نہیں؟

پھر جن ریل کے ملازموں کے واسطے حکم سفر جائے متعین سے ہر روز، یا تیسرے روز جاری ہوتا رہتا ہے، بعد واپسی بھی ان کو نماز قصر چاہئے، یا نماز حضر؟ پھر بعض ملازمین کے مبدا، یا منتہائے سفر یا وسط سفر میں مقیم ہیں، وہاں پہنچ کر نماز کا کیا حکم ہے، اور بعض کے اہل وعیال ہر سہ جائے مذکورہ میں نہیں ہیں، خود ملازم ہیں، کسی قدر مقیم رہ کر، پھر ہمراہ ریل چلے جاتے ہیں، ان کو کیا ارشاد ہے؟

سو ریل کے اور محکمہ کے جو ملازم سفر بطور دورہ کے کرتے رہتے ہیں، ان کے واسطے حکماً ایک جا خاص دفتر کی متعین ہے، بعد واپسی بمقام دفتر، بصورت ارادہ قیام کم از پندرہ روز، نماز قصر چاہئے، یا حضر، ان کل ملازموں کے واسطے حکم نماز مثل اہل خیمہ کے ہے، جن کا مسکن صحرا ہے، یا کچھ تفاوت ہے؟ فقط

جواب: ملازمان ریل وغیرہ سب جب بعزم تین منزل کے سفر کے روانہ ہوں، تو راہ میں قصر صلوٰۃ کا کریں گے، اور جب کسی مکان میں جا کر ٹھہریں، اگر وہ جگہ جنگل ہے، تو نیت اقامت ان کی قابل اعتبار کے نہیں، اور جو وہاں آبادی ہے جیسے مکانات اسٹیشن، مگر صورت گاؤں کی ہو جاتی ہے، اگر پندرہ روز کی نیت سے قیام کرے گا، تو مقیم ہو کر اتمام صلوٰۃ کا کرے، ورنہ اس مقام پر بھی قصر ہی کرے۔ البذا جو ملازم کہ دوسرے تیسرے روز پھر سفر پر جاتے ہیں، وہ مکان پر بھی قصر کیا کریں، کہ مسافر ہیں اور جو ملازم کہ راہ میں مثلاً ان کا گھر واقع ہوتا ہے، اگر وہ وطن اسٹیشن سے علیحدہ ہے، مثلاً ایک دو کوس، اور یہ ملازم بدون دخول وطن کے سفر کرتا ہے، وہ بھی مسافر ہے قصر کرے، اور جو اسٹیشن پر آبادی ہے اور اہل عیال اس کے وہاں ساکن ہیں، تو وہاں تک اگر چلنے کی جگہ سے تین منزل کے قدر ہے، تو مسافر ہو جائے گا، ورنہ نہیں۔

پھر اس وطن سے چل کر منتہی مقصد تک کا بھی، یہ ہی حال ہے، اور واپس ہونے کا بھی یہ ہی قاعدہ ہے، اور مبدا، منتہا، یا اگر وطن ہے، تو وطن میں پہنچ کر بھی قصر نہ کرے گا، بلکہ اتمام صلوٰۃ کرے گا کہ سفر تمام ہو گیا ہے، اور جس کا کہیں ہر یہ موافق میں گھر نہیں، وہ برابر مسافر رہے گا اور جو شخص سب جگہ سفر کر کے، ایک بلد خاص میں بمحل دفتر قیام کرتا ہے، اگر اس کے عیال وہاں نہیں، تو وہ وطن اقامت ہے، اگر وہاں پندرہ روز کی نیت سے اقامت کرے گا، تو سفر نہ رہے گا، مقیم ہو جاوے گا، پھر جب وہاں سے سفر کر کے گیا، جب واپس آئے تو وہ وہاں مسافر ہے، اب جدید نیت قیام پندرہ روز کی

[illegible] تو مقیم ہے، ورنہ مسافر ... [illegible] اقامت سفر سے باطل ہو جاتا ہے ... [illegible]
ہوتی ہے اور یہ سب ... [illegible] میں نہیں ... اور عیال ... [illegible]
... سے جدا ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔
بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ
([illegible])

(۳۸۴) دورانِ سفر وطن سے گزرنے والے مسافر کے لیے حکم؟ مسئلہ [illegible]

معلوم ہے کہ عبور میرے وطن پر ہو ... [illegible] تو قبل ... [illegible] اور بعد ... [illegible]
اگر ... بھی قد ... نہیں، تو جب بھی مسافر نہیں ... از مبدا تا منتہی ثلث منازل ہونا سفر ... [illegible]
([illegible])

(۳۸۵) سفر میں پوری نماز پڑھنے سے گنہگار ہوگا، سنت چاہے پڑھ لے: سوال: [illegible]

... نماز پڑھی پوری تو گنہگار ہوا یا نہیں؟ اور اگر قصر پڑھے تو سنت بھی پڑھے یا نہیں، اور ... صورت نہ پڑھنے ... ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب: ... صاحب کے نزدیک گنہگار ہوتا ہے۔ ... میں سنت پڑھے، مگر ... [illegible] تو گناہ نہیں۔ فقط
([illegible])

(۳۸۶) سفر میں قصر نہ کرنے پر گناہ، اور فرض نہ ہونے کی صورت میں، حج قربانی اور نوافل پر ثواب کیوں ہے؟

سوال: [illegible] عبدالقادر صاحب نے ... [illegible] قصر ... اور ... پوری ... [illegible]
[illegible] ... حج ... قربانی ... [illegible]
[illegible]

جواب: [illegible] ... سفر میں ... [illegible]
... چار رکعت پوری ... [illegible]
فجر کی چار رکعت پڑھے ... [illegible] ثواب ... [illegible]
[illegible]

[illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

مسافر کی نماز کے مسائل

(۲۸۷) مسافر گر مقیم کے پیچھے پڑھ رہا ہے تو نماز پوری پڑھے۔

(۲۸۸) مقتدی مقیم جس نے مسافر کے پیچھے نماز پڑھی اپنی نماز کس طرح پوری کرے؟

(۲۸۹) مقیم مقتدی مسافر کے پیچھے نماز کی تکمیل میں سورہ فاتحہ پڑھنے سے گنہگار ہوں گے

(۲۹۰) گر مقیم مسافر امام کے پیچھے التحیات میں شامل ہو تو نماز کس طرح پوری کرے؟

جواب

(۲۹۱) اگر مقیم نے امام مسافر کے پیچھے ایک رکعت پڑھی، وہ باقی تین رکعت کس طرح پوری کرے؟ سوال

جواب

(۲۹۲) چاند اور سورج گہن کی نمازوں میں قرأت، اجتماعی یا تنہا کی تفصیل؟

جواب

ابواب الجنائز

(مردہ کے کفن دفن، ایصال ثواب اور متعلقہ مسائل)

(۲۹۳) نزع کے وقت پیاس لگنے کی ایک بے اصل روایت کا ذکر

(۲۹۴) عورت کا اپنے مردہ شوہر کو غسل دینا کیسا ہے؟

ہوتا ہے۔ مع ہذا یہ خصوصیت مصاہرت فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے، دوسرے کے واسطے جائز نہیں ہے۔ لہذا حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو غسل دینا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حجت نہیں۔

اور کتاب در مختار تمام عرب و عجم کے نزدیک معتبر ہے، غیر مقلد اپنے فہم سے عاجز ہیں، بخاری کے سمجھنے کی ان کو لیاقت نہیں، اپنے نفس اور فہم کے مقلد ہیں، فہم حدیث سے ان کو کچھ کام نہیں، طعن ائمہ کا ان کا مذہب اور اتباع اپنے نفس کا ان کا مشرب ہے، حق تعالیٰ ان کو ہدایت فرمائے اور راہ حق پر چلنے کی توفیق دیوے اور ظلمات نفسانیہ سے ان کو نکالے۔ فقط والسلام (مجموعہ کلاں ص ۲۵۔۲۴۴)

(۲۹۵) کفن کے اوپر ڈالی جانے والی چادر کا، کیا حکم ہے؟ **سوال:** مردہ پر علاوہ کفن کے جو چادر اس غرض سے ڈالتے ہیں کہ مردہ جوڑا بندھا ہوا برا معلوم نہ ہو، جیسے ہندوؤں کا مردہ ہوتا ہے، نیز وہ چادر محتاج کو دے دی جاتی ہے تو اس کا ڈالنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جائز ہے، مگر یتیم کے مال سے نہ کرنا چاہئے۔ (ہدیت خانہ ص ۳۶)

(۲۹۶) نابالغ بچوں کے کفن کی مقدار کیا ہے؟ صغیر لڑکا لڑکی چار پانچ سال تک کو کامل کفن دینا اولیٰ ہے، جو ایک یا دو پارچہ میں میت کو دفن کر دیویں، جب بھی درست ہے، اور جب بارہ گیارہ سال کا ہو تو کامل کفن دینا چاہئے۔ (مجموعہ کلاں ص: ۲۴۹)

(۲۹۷) مردہ کے بالوں میں کنگھی کرنا؟ **سوال:** مردہ کے بالوں میں وقت غسل کنگھی کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: مردہ کے بالوں میں کنگھی کرنا مکروہ ہے۔ واللہ اعلم (ہدیت خانہ ص ۴۰)

(۲۹۸) میت کے سر پر عمامہ کی تحقیق اور کفن کی مقدار مسنون؟ عمامہ میت کے سر پر بعض روایات میں فعل عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما[1] سے مروی ہے، لہذا اس کو بدعت نہیں کہہ سکتے، مگر بذریعہ احادیث صحیحہ کے کفن تین پارچہ ہیں۔ (فتاوی آ، ص ۱۴۸)

(۲۹۹) مردہ کو قبر میں رکھنے کے بعد، اس کا منہ قبر کو دکھانا کیسا ہے؟ **سوال:** مردہ کو قبر میں رکھنے کے بعد منہ اور کو کفن کو ... قبر کو منہ دکھانا کیسا ہے؟

---

[1] ... في حسنة ... و ثلاث لفائف و آثار العمامة إلى تحت حنكه، رواه سعيد بن منصور، كذا ... إعلاء السنن ص ۱۹۸ ج ۸، مكتبة الإمدادية مكة المكرمة

جواب: [illegible]

(۳۰۰) قبرستان میں نماز جنازہ پڑھنا؟

سوال: نماز جنازہ [illegible] قبرستان میں [illegible]

جواب: [illegible]

(۳۰۱) بے نمازی کی تہدیداً نماز جنازہ نہ پڑھنے کا حکم؟

[illegible]

صاحب سلمہ! (۱)

[illegible]

[illegible] کہ تارک صلوٰۃ مشرک قطعی [illegible]

[illegible]

(۳۰۲) بغیر نکاح کے عورت رکھنے والے کی نماز جنازہ کا حکم؟

سوال: [illegible]

جواب: [illegible]

[illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

(٣٠٣) جنازہ اگر زمین پر رکھا ہو تو چارپائی پر بیٹھنا کیسا ہے؟ **سوال** جنازہ [illegible] [illegible] چارپائی پر بیٹھے ہوئے میں تو [illegible] نہیں؟

جواب کچھ حرج نہیں [illegible] جنازہ زمین پر رکھا ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (تذکرۃ الرشید [illegible])

(٣٠٤) جنازہ کے ساتھ کھانا یا اناج لے جانے کا حکم؟ **سوال** ایک رسم یہ مقرر ہو رہی ہے کہ جب میت ہوتی ہے تو [illegible] میت کے ساتھ چھوٹی روٹیاں پکوا کر اور [illegible] قبر تک لے جاتے ہیں اور بعد دفن [illegible] روٹیاں [illegible] اناج غرباء کو تقسیم کرتے ہیں، اور اگر کوئی [illegible] لے جائے تو طعن کرتے ہیں۔

جواب: مردہ کے جنازہ کے ساتھ روٹیاں لے جانا مکروہ ہے [illegible] یہود کا ہے، اگر صدقہ مدنظر ہو تو قبل مردہ کے [illegible] غرباء پر تقسیم کردے، اور جو طعن کے خیال سے کرتا ہے اس میں ثواب مردہ کو نہیں ہوتا ہے اور [illegible] حرام ہے۔ فقط۔ رشید احمد (فتاوىٰ رشیدیہ [illegible])

(٣٠٥) قبر میں پکی ہوئی اینٹیں وغیرہ رکھنے کا حکم؟ **سوال** قبر میں لکڑی اور پختہ اینٹوں کا [illegible] کتابوں میں مکروہ لکھا ہے مگر ہمارے علاقے میں لکڑی کے تختوں کا استعمال بلا کراہت جاری ہے کوئی بھی منع نہیں کرتا، پختہ اینٹوں کو سب علماء منع کرتے ہیں۔ [illegible] یا لکڑی کا مکروہ ہونا کسی حدیث سے ثابت ہے یا نہیں؟

حدیث میں قبر [illegible] [illegible] پختہ اینٹوں کی ممانعت [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

جواب قبر میں پختہ اینٹ اور لکڑی [illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible] قابل تعمیل نہیں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

(۳۰۶) قبر میں پتھر لگانا اور صندوق بنانا؟ پتھر اگرچہ ارقسم تر ب ہے اگر پتاور کا قبر پر مکروہ ہے اور صندوق بھی مکروہ ہے۔
(مجموعہ کلاں ص ۱۳۴)

(۳۰۷) قبر پر مٹی ڈالتے وقت منھا خلقنکم پڑھنے کا ثبوت؟ تین دفعہ مٹی قبر پر ڈالنے میں تین ثمہ منھا خلقنکم پہلی دفعہ، دوسری دفعہ وفیھا نعیدکم تیسری دفعہ ومنھا نخرجکم [1]۔ بعض روایت سے ثابت ہے۔
(مجموعہ فتاویٰ ج ۱ ص ۴۴)

(۳۰۸) تدفین کے بعد میت کے گھر جا کر فاتحہ پڑھنا؟ سوال: اور ایک رسم کہ جس وقت مردہ کو دفن کر کے مکان پر آتے ہیں تو ان کے ہمراہ کے کل آدمی جو جنازے کے ہمراہ جاتے ہیں، وہ میت کے مکان پر جنازے کو رکھ کر بیٹھ کر فاتحہ پڑھ کر اپنے مکان کو جاتے ہیں، ان میں نمازی بے نمازی سب شامل ہیں۔ اس طرح بعد میں وقت کرنا اور جمع ہو کر فاتحہ پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

جواب: بعد دفن کے دروازہ میت پر جا کر فاتحہ پڑھنے کو منع لکھا ہے، درالمختار وغیرہ کتب فقہ میں۔ لہٰذا بعد دفن کے اپنے اپنے گھر چلے جاویں، دروازہ میت پر تعزیت کے واسطے نہ جاویں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
رشید احمد گنگوہی — یہ جوابات صحیح ہیں۔ محمد مراد عفا اللہ عنہ مدرس مدرسہ اسلامیہ مظفر نگر
(فیوض رشیدیہ ص ۸)

(۳۰۹) مقامی لوگوں کے لئے تعزیت صرف تین دن تک ہے؟ مسئلہ: حاضر بعد کے بیٹھے تین روز تعزیت کے ہیں، کہ تین روز سوگ کرنا شرع سے اجازت ہے، پھر نہیں۔ کیونکہ غم کو بھلانا چاہئے نہ یاد دلا کر پریشان کرنا، اور غائب کے واسطے زیادہ ایام میں اجازت ہے اگر نہ آیا ہو ماہ دو ماہ کے بعد آوے، کہ یہ ایام بھول جانے کے ہوتے ہیں۔ بیت میں آکر بیٹھنا خواہ رسم باطل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
(مجموعہ فتاویٰ ج ۱ ص ۴۳)

(۳۱۰) میت کے گھر تیسرے روز تک کھانا کھانے کا حکم؟ سوال: میت کے گھر طعام کھانا تین روز تک جائز ہے یا نہیں، شادی ہو یا غم میں، بینوا توجروا۔

جواب: میت کے گھر کا کھانا جو صدقہ کا ہے وہ تو جائز فقرا کو ہے، غنی کو مکروہ ہے، اور جو اہل میت برادری کی روٹی پکاتے ہیں وہ مکروہ تحریمہ اور حرام ہے۔ اور جو فخر وریاء کا طعام ہو وہ بھی حرام ہے، اور جو دور سے مہمان

---

[1] منھا خلقنکم وفیھا نعیدکم ومنھا نخرجکم تارۃ اخری، بسم اللہ وفی سبیل اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ ... عن ابی امامۃ قال ... وضعت ام کلثوم ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی القبر ... کنز العمال للعلامۃ علی ابن حسام الدین المتقی الہندی ص ۷۰۲ ج ۱۵ ... الحدیث ۴۲۹۳۶ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ...

toobaa-elibrary.blogspot.com

تعزیت کے واسطے آوے، اس کو کھانا درست ہے ... قبل ... ہے ... بعد ... ہے۔ فقط ... فقط ...
کتبہ ... رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ　　(مجموعہ کلاں ص ٢٢١-٢٢٢)

(٣١١) اگر محلّہ میں موت ہوجائے تو اہل محلّہ کے لئے کھانا پینا منع نہیں؟

سوال: ... محلہ میں کوئی مرجاوے، تو کیا ... یعنی محلہ کے لوگوں کو ... دفن ہونے تک کھانا کھانا جائز ہے، یا نہ کھانا مستحب ہے۔

جواب: درست ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم　　(... ص ٢٩)

(٣١٢) نفل نماز وروزہ کا زندہ آدمی کو ثواب ہبہ کرنا؟

سوال: نفل نماز وروزہ کا ثواب زندہ آدمی کو ہبہ کرنا جائز ہے، یا نہیں۔ برتقدیر اول ... ہے ... ثواب کے عوض میں دنیا کا مال لینا جائز ہے، یا نہیں؟ اور یہ تو ظاہر ہے کہ فرض نماز روزہ میں نیابت درست نہیں، لیکن ادائے فرض سے دو فائدے ہیں سقوط عذاب اور حصول ثواب، سو اگر کوئی شخص فرائض کا فقط ثواب دوسرے شخص کو ہبہ کرے تو جائز ہے، یا نہیں؟ اور نفل عبادات کا ثواب فاسق یا مبتدع کو ہبہ کرنا درست ہے، یا نہیں؟

جواب: ثواب نوافل کا زندہ کو بھی دینا درست ہے، جیسے مردہ کو دینا درست ہے۔ فقط اور فرض کا ثواب دے سکتے ہیں ( ) اور فاسق کو ثواب دے سکتے ہیں۔ فقط　　(مجموعہ ... ص ١٠-١١)

(٣١٣) زیارت قبور کے واسطے کون سے دن افضل ہیں:

سوال: زیارت قبور کے واسطے کون کون دن افضل ہیں، اور کس دن میں مردوں کو اپنے زائران کے آنے سے اطلاع زیادہ ہوتی ہے؟

جواب: زیارت قبور کو جمعرات جمعہ اولیٰ معلوم ہوتا ہے بعض روایات سے۔　　(... خاص، جواب نمبر ١١٢)

---

(١) وفی الشامی وبهذا علم انه لا فرق بين ان يكون المجعول له ميتا او حيا والظاهر انه لا فرق بين ان ينوى به عند الفعل ... او يفعله ... ثم بعد ذلك يجعل ثوابه لغيره لاطلاق كلامهم وانه لا فرق بين الفرض والنفل ... شامی ج ... ص ٦٠٥ مطلب فی القراءة ... واهداء ثوابها له

وفی منحة الخالق علی البحر الرائق ... ان الحج يقع عن الفاعل فيسقط به الفرض وهو صريح فی ... (البحر الرائق ج ٣ ص ...) وفيه ... ان يجعل ثواب عمله لاحدهم ... الحج عن الفاعل فيسقط به الفرض عنه وان جعل ثوابه لغيره (البحر الرائق ج ٣ ص ٦٢)

وفی ... الانهر علی ملتقی الابحر ... عن ابويه ... لانه متبرع ... ان يجعل ثواب عمله لغيره فی جميع العبادات فرضا او نفلا (مجمع الانهر ج ١ ص ٣٠٩)

وفی رد المحتار علی الدر المختار ... قوله الاصل ان كل من اتی بعبادة ما له جعل ثوابها لغيره وفی البحر ... لكن لا يعود الفرض فی ذمته لان عدم الثواب لا يستلزم عدم السقوط عن ذمته ... لو اهل بحج عن ابويه ... يجزيه عن حج الفرض وهذا ... فی البحر ... فی جامع الفتاوی (شامی ج ٢ ص ٢٣٩)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۳۶۴) قبر پر بیٹھنے، تکیہ لگانے اور قبرستان میں ہنسنے کا کیا حکم ہے؟

سوال: [illegible]

جواب: [illegible]

(بدست خاص جواب نمبر [illegible])

(۳۶۵) ثواب وظائف توقیفی امر ہے اس کی عقلی تقسیم نہیں ہوسکتی:

مسئلہ: [illegible] اس کا تجویز کیا جاوے۔ البتہ [illegible] ثواب [illegible] وقت نظر نہیں۔

عبادت بدنی [illegible] افضل [illegible] سے زیادہ [illegible] افضل [illegible] ورمعتق اعلیٰ ذاکرے بے بعض وجہ سے۔ (۱) فقط

(محمود [illegible])

(۳۶۶) صغیر السن بچہ ایصال ثواب کا محتاج نہیں، مگر ایصال ثواب سے اس کا درجہ بلند ہوجاتا ہے:

سوال: [illegible] ضرورت ہے یا نہیں؟ اور اس [illegible] نہیں؟

[illegible] ثواب التسبیح [illegible] ص ۲۰۰ عکس اصح المطابع کتب خانہ رشیدیہ دھلی [illegible]

[illegible] ۲۳۱۲ [illegible]

[illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

جواب: [illegible] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

[illegible]

(۳۱۷) بلا تعیین تاریخ ایصال ثواب میں حرج نہیں: سوال: [illegible]

[illegible]

الجواب [illegible] فقط

رشید احمد عفی عنہ گنگوہی

[illegible]

[illegible]

[illegible] مدرس اول، مدرسہ اسلامیہ [illegible]

[illegible] الجواب صحیح [illegible]

[illegible] ۳۰ [illegible]

الجواب [illegible]

[illegible]

---

(۱) [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

[illegible]

[illegible] ۳۱-۲۹ [illegible]

ترجمہ [illegible]

[illegible]

سے ثابت نہیں [illegible]

(۳۱۸) رسوم مروجہ کی شرعی حیثیت: جو رسوم [illegible] کسی حجت شرعیہ سے نادرست [illegible] ہیں ان کے عدم جواز میں تو کچھ کلام نہیں [illegible] مستحب [illegible] اگر عوام ان کو [illegible] واجب [illegible] حجاب اور ندامت لاحق ہونے لگے [illegible] ہوتی ہو، جیسے [illegible] معاملہ نادرست اور موجب معصیت ہے۔

اور اگر [illegible] نادرست ہوگا، چنانچہ کتب فقہ وحدیث [illegible] رواج [illegible] عملی [illegible] لاحادیث الصحیحۃ [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

الفقهية المستندة المعتبرة الصريحة.

بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

اصلاح الرسوم تالیف: حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ۔ ص: ۹۳

شائع کردہ مولانا محمد یحییٰ کاندھلوی، مقیم گنگوہ۔[مطبوعہ در حیات حضرت مولانا گنگوہیؒ۔ ۱۳۲۰ھ]

(۳۱۹) اسقاط مروجہ کا حیلہ ثابت نہیں: سوال: اسقاط مروجہ بعد میت، کس حدیث سے ثابت ہے۔ بروایات صحیحہ بیان فرماویں فقط۔

جواب از عالم انبالوی: اسقاط مروجہ ایک صدقہ دینا ہے، واسطے میت کے، اور یہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے اور ترکیب اسقاط کتب فقہ میں مذکور ہے، فقط۔ تمام شد جواب انبالوی

تردید جواب بالا از حضرت گنگوہیؒ: طریق اسقاط کہیں احادیث میں مذکور نہیں، متأخرین نے ایک حیلہ وضع کیا ہے، اگر کوئی کرے کرے ورنہ کچھ حرج نہیں۔ سائل پوچھتا تھا کہ اس کا ثبوت کہاں سے ہے، جناب مجیب نے اس سے اعراض کیا ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

رشید احمد گنگوہی (مجموعہ کلاں ص ۷۲-۷۱)

....

toobaa-elibrary.blogspot.com

چوتھا باب

کتاب الزکاۃ

(۳۲۰) چاندی کی زکوٰۃ رقم کی صورت میں ادا کرنا؟ سوال اگر زکوٰۃ چاندی کی واجب ہو تو اس کی قیمت کر کے دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب قیمت چاندی کی زکوٰۃ میں پیسوں سے دینا، قیمت کر کے جائز ہے اور چونی، اٹھنی سے بھی جائز ہے۔ (۱)

([illegible] ص ۵۹)

(۳۲۱) جو رقم منی آرڈر پر خرچ ہوتی ہے، وہ زکوٰۃ میں شمار نہیں؟ سوال: اگر کوئی شخص مثلاً (دس روپے) بعد زکوٰۃ دوسری جگہ بذریعہ منی آرڈر بھیجے اور ۲ (پیسے) اس مرسلہ میں بابت محصول ڈاک داخل رجسٹر سرکار کرے، تو اس صورت میں یہ دو آنہ زکوٰۃ میں محسوب ہوں گے یا نہیں؟

الجواب. جو خرچ منی آرڈر کا ہو وہ زکوٰۃ میں محسوب نہ ہوگا، سرکار دینا واجب رہے گا۔ (۲) فقط

(مجموعہ رام پور ص ۷)

(۳۲۲) جس کی آمدنی خرچہ کے لئے کافی نہیں، اس کو زکوٰۃ اور صدقہ دینا؟ سوال ایک شخص جائیداد رکھتا ہے لیکن اس کی آمدنی سے اس کا خرچ بھی نہیں چلتا ہے، ہمیشہ تنگ رہتا ہے، اور فاقہ کشی میں گزرتی ہے، مگر جائیداد ایسی ہے کہ اگر فروخت کرے تو وہ چند روپے مل سکتے ہیں، مگر آمدنی میں کسی روٹی پیٹ کا بھی گزر نہیں ہو سکتا، تو ایسے شخص کو زکوٰۃ دینا اور صدقہ دینا جائز ہے یا نہیں؟

[illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

جواب [illegible]

(۳۲۳) غنی کون ہے؟ مسئلہ [illegible]

(۳۲۴) خاندانی ملازم کوزکوۃ دینا؟ سوال [illegible]

جواب [illegible]

(۳۲۵) اگر کم عمر بچے کے نام کوئی زمین ہے تو اس کو نذر (صدقہ) لینا؟ سوال [illegible]

جواب [illegible]

(۳۲۶) غیر مسلم کو زکاۃ دینے کا حکم؟ سوال [illegible]

جواب [illegible]

(۳۲۷) صدقات واجبہ سادات کے لیے حرام ہیں سوال [illegible] صدقات [illegible]

الجواب صدقات [illegible] بھی [illegible] ہیں۔ فقط

[illegible]

(۳۲۸) سادات کے لیے قربانی کی کھال کا حکم؟

سوال۔ [illegible] امامت [illegible] ہیں [illegible]
[illegible]

جواب [illegible] زکوٰۃ [illegible] اور صدقہ فطر سب بنی ہاشم کو [illegible]
[illegible] قربانی کا صدقہ نہیں [illegible] بنی ہاشم کو [illegible]
[illegible] واللہ تعالیٰ اعلم۔

[illegible]

(۳۲۹) بنی ہاشم کے لیے صدقات نافلہ کا حکم؟

بنی ہاشم کے حق میں صدقہ نافلہ [illegible]
[illegible] صدقہ نفل [illegible]
[illegible] حدیث میں [illegible]
[illegible]

[illegible]

(۳۳۰) صدقات نافلہ کا غنی کو کھانے کا حکم؟

سوال [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] واللہ تعالیٰ [illegible] فاتحہ و یازدہم [illegible]
اللہ تعالیٰ [illegible] عقیقہ [illegible]

[illegible]
[illegible] کتاب الزکوٰۃ [illegible]
[illegible]

ومباشرت بازن وپرورش وتعلیم اولادصغیر، واداۓ حج، وطواف بیت اللہ، وزیارت مدینہ منورہ، ودیگراماکن ومشاہد مقدسہ، و اجراۓ مدرسہ اسلامی، وتعمیر پل ومسجد وچاہ، ومہمان سراۓ، ونفع رسانی اہل اسلام، ودادو دہش فقراء، وایتام، واطعام محتاجین وغیرہ وغیرہ، مگر ہر امر کے لئے موقع ومحل جدا ہے۔

طعام میت اسی کو مقتضی ہے کہ محتاجوں اور معذوروں کو کھلایا جاوے، کیوں کہ اہل مقدرت کے کھانے میں محرومی محتاجین کی ہے، پس حق اہل مستحقان کیوں مارا جاوے۔ اندریں صورت حق بجانب کس کے ہے۔

اور یہ بھی استفسار طلب ہے کہ عرف ہمارے دیار میں اللہ واسطے کا کسے کہتے ہیں، اور طعام میت خاص حق مساکین ہے، یاوہ اور غیران کے سب برابر ہیں، اور بعد کھلانے محتاجین کے طعام باقی ماندہ میں سے، خود بازن وفرزند وغیرہ اہل قرابت کے کھانا، یا کسی اپنے دوست یا مقدور اہل وسعت کو، تفریح القلب اخلاصاً وثواباً ہمراہ خود کھلانا، یا اس کے گھر طعام بھیجنا، کیا حکم رکھتا ہے اور ذی مقدور آدمی کو قبول اور رد طعام اموات جائز ہے، یا ناجائز۔ اور طعام فاتحہ عام مومنین اور خواص اولیاء اللہ میں کیا فرق ہے، اور کھانا اور کھلانا اس کا کیوں کر مسنون ہے۔

(ب) صاحب صلوٰۃ خمسہ مفروضہ کو مرد بے نمازی کے گھر کی دعوت لینا اور عورت بے نماز[ی] کے ہاتھ کا پکایا ہوا، کھانا کھانا کیسا ہے اور جو مرد نمازی اور عورت بے نماز[ی] ہو تو کیا کرنا چاہئے، اور کس دعوت میں تنہا مساکین احق ہیں اور کس موقع پر اشخاص غیر محتاجین اور کس محل پر دونوں؟ اندریں صورت بہتر کیا ہے، آیا محتاجین کو اولاً کھلا کر اور رخصت کر کے، پھر ذی مقدوروں کو کھلاوے، یا ہر دوطرح کے لوگ جلسہ واحد میں شامل ہو کر کھاویں، اور روزہ نفل کو اثنائے روزہ میں افطار کرنا، کس موقع پر جائز ہے، اور کون سے مقام پر ناجائز۔ جواب اس کا مدلل ومشرح مرحمت ہووے۔ بینوا توجروا!

الجواب: (الف) صدقہ فرض کہ زکوٰۃ ہے اور واجب کہ صدقہ فطر اور نذر ہے اور جملہ صدقات واجبہ غنی کو حرام ہیں، اور صدقہ نفل خواہ ایصال ثواب میت کا ہو، خواہ ارواح مشائخ کرام وانبیاء علیہم السلام یا کسی وجہ کا صدقہ نفل ہو، یہ سب ایک حکم رکھتے ہیں، کہ غنی کو مکروہ تنزیہی ہیں، نہ حرام۔

قال فی الهداية: و لاتدفع الی غنی الخ . ترجمہ: ہدایہ میں کہا ہے: صدقات غنی کو نہ دیئے جائیں۔ [ت: نور] مراد اس سے زکوٰۃ اور صدقہ واجبہ ہے۔

قال فی فتح القدير| وقال فی النهاية| و كذا يجوز النفل للغنی انتهی[1]

ترجمہ: اور فتح القدیر میں کہا ہے: اور اسی طرح صدقہ نافلہ بھی غنی کے لئے جائز ہے۔ (ت: نور)

---

(۱) شرح فتح القدیر، علامہ کمال الدین ابن ہمام، کتاب الزکاۃ باب من یجوز دفع الصدقات الیہ ومن لایجوز، ص ۲۷۳ جلد ثانی، دار الفکر بیروت، بلا سنہ۔ [طبع قدیم]

toobaa-elibrary.blogspot.com

پس بہ نیت مقدرت گرفتن سے تو اس کو (ثواب کا) کھانا حرام نہیں، اگرچہ مکروہ تنزیہی ہے اور طعام [۱]
نکاح و ولیمہ و عقیقہ و تعمیر مکان وغیرہ اس میں غنی فقیر سب یکساں ہوتے ہیں۔
سب اغنیاء کو بلا کراہت جائز ہے، اور اگر طعام میں مقصد یہ ہو کہ فقراء پر صدقہ اور اغنیاء پر ہدیہ، تو خواہ جمع کر کے کھلاوے، خواہ جدا جدا، ہر طرح درست ہے، اور جو محض صدقہ کا کھانا ہے، تو اس میں غنی کو شریک ہونا ترک اولیٰ ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ الاحقر رشید احمد عفی عنہ گنگوہی (۲)

یہ اصل فتویٰ بصیغہ سند... حضرت شاہ سید نفیس الحسینی صاحب نفیس رقم لاہور پاکستان کے ذخیرہ میں محفوظ تھا، شاہ صاحب سے اس کا عکس ... حاصل ہوا، فجزاہ اللہ تعالیٰ

(۳۳۱) بے نمازی کے گھر کھانا کھانا کیسا ہے؟

بے نمازی کے گھر کا کھانا حرام نہیں، کہ فخر عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہودی کے گھر کا گوشت تناول فرمایا تھا۔ البتہ اس سے مؤدت اور دوستی نہ چاہئے، کہ فاسق گنہگار ہے، البتہ اگر تالیف مراد ہو، یا کوئی دوسری وجہ ہو تو عجب نہیں۔
علیٰ ہذا ان بے نمازی کے ہاتھ کا پکا ہوا درست ہے اور صدقہ فرض کو فقط مساکین کو کھلانا اولیٰ ہے، اغنیاء بھی اگر کھاویں تو ثواب ہوگا، مگر کم، اور مقدم تر طعام میں اختیار ہے، چاہے آٹھ کھلاوے، اس کا کوئی حق واستحقاق نہیں، مصلحت صاحب طعام کے ہے، جس طرح چاہے کھلاوے اور ضرورت ضیافت کے واسطے روزہ نفل کا افطار کرنا چاہئے، اگر صاحب طعام ناراض ہو، یا اصرار کرے، اگر نہیں، روزہ نہ توڑے۔ کذا فی کتب الحدیث والفقہ، واللہ تعالیٰ اعلم۔
رشید احمد عفی عنہ گنگوہی

(۳۳۲) فاسق کا صدقہ کیا ہوا مال لینے اور اس کی عیادت کرنے کا حکم؟

سوال: علمائے دین سے سوال کا سوال ہے کہ جو لوگ فاسق و فاجر ہیں، جیسے داڑھی منڈانے والے، یا چڑھانے والے، یا ناچ دیکھنے والے، یا ستار سننے والے، یا افیون کھانے والے، یا سونے کی انگوٹھی پہننے والے۔ ایسے شخص فاجر و فاسق جو گناہ کبیرہ علانیہ کرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ یہ گناہ ہے، کچھ خوف و خطر نہیں رکھتے۔ ایسے شخص اگر بیمار ہووے اور وہ صدقہ نکالے جان اپنی کا۔ تو یہ صدقہ مسلمان مؤمن کو شرعاً لینا جائز ہوگا، یا نہ ہوگا؟۔

سوالِ دیگر: جو شخص قربانی نکالے یا قربانی میں بکرا ذبح کرے، یا گائے کرے، تو اس میں کچھ گوشت اپنے

---

(۱) یہ عبارت سے ... ہیں۔
(۲) الہندیۃ: کتاب الزکاۃ، باب من یجوز دفع الصدقات الیہ ومن لا یجوز، مصرف الزکاۃ ص ۲۰۶ ج ۱

toobaa-elibrary.blogspot.com

بھائی کو دے، کچھ اقرباء کو دے، کچھ مسکین کو دے، ایسے ہی شخص مومن مسکین کو دے اور اقرباء مومن کو دے۔ تو ایسے شخص فاجر و فاسق کا مال، مومن مسلمان کو قربانی کا گوشت لینا جائز ہے، یا نہیں؟ فقط

جواب: فاجر و فاسق سے دوستی اور محبت کرنا تو اچھا نہیں، مگر اس کی عیادت کرنا اس لحاظ سے کہ شاید اس کو عبرت ہو، یا اپنے اوپر سے رفع شر کا کرنا، یا کوئی نفع دین کا ہو تو درست ہے، اور جو وہ صدقہ کرے یا گوشت قربانی کا کسی کو دیوے، اگر اس کے مال کی حرمت کا یقین نہیں اور حلال مال ہونے کا غالب گمان ہے، تو لینا اس کا مسلمان کو درست ہے، کچھ حرج نہیں۔ مگر دوستی محبت ایسے سے نہ کرے، بلکہ اس کو بوجہ اللہ تعالیٰ ہو سکے تو نصیحت کرتا رہے۔ فقط والسلام۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ کلاں ص ۲۱۱-۲۱۲)

(۳۳۳) صدقات کے کھانے سے، دل سست اور مردہ ہو جاتا ہے؟ سوال: بعض آدمیوں سے سنا ہے کہ اگر کوئی مریض ہو یا کوئی مر گیا ہو، تو ان کے واسطے جو کھانا بطور صدقہ یا خیرات پکاتے ہیں، تو اس کے کھانے سے دل مریض اور مردہ اور سیاہ ہو جاتا ہے، اور کہتے ہیں:

طعام المریض یمرض القلب، طعام المیت ممیت القلب.

مریض کی صحت کے لئے [صدقہ کی نیت سے کھلایا گیا] کھانا دل کو بیمار کرتا ہے اور مردے کے [ایصال ثواب کے لئے] کھلایا گیا، کھانا دل کو مردہ بنانے والا ہے۔ (ت: نور)

تو آیا یہ کھانا پکانا اور کھانا شرعاً جائز ہے، یا کیا؟

جواب: یہ کھانے پکانے اور کھانے کھلانے جائز ہیں، مگر صدقات کے کھانوں سے دل سست ہو جاتا ہے اور بعض ان دونوں مقولوں سے یہی غرض ہے۔ واللہ اعلم (بدست خاص ص ۸)

toobaa-elibrary.blogspot.com

پانچواں باب

کتاب الصوم

روزے سے متعلق مسائل

(۳۳۴) تھوک نگل لینے سے روزہ اور نماز ٹوٹنے کا حکم؟ سوال: روزہ دار کے منہ میں اگر بلغم یا تھوک جمع ہو جاوے، حالت نماز میں یا غیر نماز میں، تو روزہ اور نماز ہوئی یا نہیں؟ اگر وہ بلغم یا تھوک منہ میں آیا ہو نگل جاوے؟

جواب: اگر چہ نگل جائے، درست ہے، فقط (بدست خاص ص ۱۴۱)

(۳۳۵) روزہ کی حالت میں پانی میں، ریح خارج ہونے کا حکم؟ سوال: روزہ دار کو اگر پانی میں بائے سرے [ریح خارج ہو جائے] یا استنجاء کرنے کے وقت، تو روزہ رہا، یا نہیں؟

جواب: استنجاء کرنے میں ریح نکلنے سے، روزہ میں کچھ نقصان نہیں ہوتا، فقط (بدست خاص، سوال ۳)

(۳۳۶) انزال سے کب روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟ انزال خروج منی کو کہتے ہیں، مساس سے انزال مفسد صوم ہے۔ مذی کے خروج سے صوم فاسد نہیں ہوتا، اور انزال اگر کلام سے ہو، مفسد نہیں۔ علی ہذا! اگر نظر سے ہو خواہ کلام سے، خواہ فکر سے مفسد نہیں۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم۔

رشید احمد عفی عنہ (مجموعہ فتاویٰ ص ۲۳، ۲۴)

(۳۳۷) روزہ میں اگر چونا یا کوئی اور چیز، دماغ میں چڑھ جائے؟ مسئلہ: چونا یا کوئی شے دماغ میں چڑھ جانے سے روزہ فاسد ہوتا ہے، مگر کفارہ نہیں، اگر چہ دوا ہو یا غیر دوا۔

(از مکتوب نمبر ۱ ناقص محمد صاحب، مکاتیب رشیدیہ)

(۳۳۸) حقہ پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے: سوال: جو شخص رمضان میں حقہ نوش ہو، اسکے روزہ رہا یا جاتا رہا؟

toobaa-elibrary.blogspot.com

جواب: حقہ مفسد صوم ہے، اگر صوم رمضان میں کسی نے جان کر حقہ پیا روزہ فاسد ہوا، اور کفارہ واجب ہو گیا۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم (مجموعہ کلاں ص ۲۳۵)

(۳۳۹) کسی ظالم کے خوف سے روزہ قضا کرنا؟

سوال: ایک ظالم ایک شخص سے کہتا ہے، کہ اگر تو اس ماہ رمضان میں روزہ رکھے گا، تو میں تجھ سے تیرا سب مال چھین لوں گا، اور اس شخص کو اس مال کے جانے سے بہت دقت اور تکلیف ہوگی، اور وہاں کوئی ایسا شخص نہیں ہے، جو اس کو اس ظلم سے بچائے، اور اس کے پاس ایسا سامان اور حمایت بھی نہیں ہے، کہ اس کے ذریعہ سے وہ حاکم سے فریاد کر کے، اس مال کو جو ظالم غصب کرتا ہے، وصول کر سکے۔ اس صورت میں مظلوم کو دفع ظلم کے واسطے، اس رمضان میں افطار کرنا، اور اس کی قضاء، دوسرے مہینے میں جائز ہے، یا نہیں؟

زید کہتا ہے کہ جائز نہیں ہے، اس واسطے کہ یہ شخص نہ مریض ہے، نہ مسافر، اور بکر کہتا ہے کہ یہ افطار اور قضاء جائز بلکہ اولیٰ ہے۔ مرض اور سفر میں افطار کی علت قرآن سے ثابت ہے، کہ اللہ تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے، سختی نہیں چاہتا اور صورت مذکورہ میں روزہ رکھنے میں ایسی سختی ہے، کہ اکثر اوقات مرض اور سفر میں بھی نہیں ہوتی۔

اس مسئلہ میں زید کا قول ٹھیک ہے یا بکر کا، ان مسائل کا جواب شافی دوسرے ورق پر روانہ فرمائیں، اور اپنی خیریت سے اطلاع دیجئے۔ فقط، والسلام عریضہ ادب: نظیر حسن عفی عنہ

جواب: اکراہ جان پر ہو سکتا ہے نہ مال پر، اگر مال لینے کی تخویف کرے اور روزہ فرض سے روکے، تو مال اگرچہ جاوے ترک فرض درست نہیں ہے، اور غرض سفر کی تخفیف سے مال کو بچانا نہیں ہو سکتا، (۱) مال خرچ کے واسطے ہے، جان کی راحت کے واسطے ہوتا ہے۔

ہنوز طبع میری درست نہیں ہوئی، اسی واسطے سبق طلباء کا شروع کرایا نہیں گیا۔ فقط (فرخ آباد، ص ۱۱-۱۵)

(۳۴۰) کفارہ اور فدیہ کے کھانے کے عوض میں قیمت دینا؟

سوال: یہ کہ کفارہ اور فدیہ کے کھانے کے عوض میں، قیمت دینا جائز ہے، یا نہیں؟ دوسرے یہ کہ چند صیام کا فدیہ آیا، ایک بار ایک شخص کو دینا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: کفارہ میں قیمت دینا بھی درست ہے، جس قدر ایک آدمی کو دیا جاتا ہے کہ ایک صاع یا نصف صاع ہے، اس کی قیمت دے دیوے درست ہے، اور فدیہ صوم و صلوٰۃ میں بھی قیمت دینا درست ہے، مگر کفارہ کا طعام و قیمت ایک کی ایک کو ملے گی، اور فدیہ کے طعام و قیمت کو چاہے سب ایک کو دے دیوے، تو درست ہے۔

(فرخ آباد، ص ۲۴-۲۵-۲۷)

---

(۱) یعنی سفر کی رخصت پر حفاظت مال کو قیاس نہیں کیا جا سکتا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

(٣٤١) افطار کے مسجد میں بھیجے گئے کھانے پر کس کا حق ہے؟ **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے ماہ رمضان شریف میں کھانا یا مٹھائی واسطے افطاری روزہ داروں کے مسجد میں بھیجی، کہ کل روزہ دار کھاویں، زید کو ثواب ہو، پس عمر مع دو چار ہمراہیوں کے وہ کھانا یا مٹھائی بے اجازت کل روزہ داروں کے، یک مسکین بکر کو دے دیتا ہے اس صورت میں کل روزہ داروں کو رنج ہوتا ہے اور کہتے ہیں کہ تو اپنے حصہ میں سے بکر مسکین کو دیدے، اور ہمارا حصہ ہمیں دے، پس عمر زبردستی سے بکر مسکین کو دیدیتا ہے، یہ جائز ہے یا نہیں؟ زید کو بھی نہایت رنج ہوتا ہے کہ میں مسجد میں کل روزہ داروں کے لئے بھیجتا ہوں، خاص عمر و بکر کے واسطے نہیں بھیجتا۔ اگر عمر کھانا یا مٹھائی پھر بکر مسکین کو دے گا، تو میں کچھ مسجد میں نہیں بھیجوں گا۔

جواب: جو کچھ مسجد میں بھیجے وہ کسے خلاف کسی کو دینا نہیں چاہئے کہ مالک کی رضا و اجازت کے خلاف تصرف کرنا حلال نہیں، بلکہ حرام ہے۔ جس طرح مالک کی مرضی ہو اسی طرح حلال ہے، ورنہ جائز ہرگز نہیں۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (ضمیمہ فیض رشیدیہ ص ۵۰۲)

(٣٤٢) محرم کی فضیلت صرف عاشورہ کے روزہ کی وجہ سے ہے: فضیلت محرم کی بعد رمضان جو وارد ہے، وہ صوم عاشورہ کی فضیلت ہے، نہ تمام ماہ کی، اور صوم عاشورہ خود حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام رکھتے تھے۔ فقط

(مجموعہ فتاویٰ ج ۱ ص ۲۰)

(٣٤٣) یوم عاشورا کے روزہ کا حکم؟ **سوال:** دس تاریخ محرم کو جو شخص روزہ تڑوا دیوے اور کہے کہ حرام ہے، یہ غلط ہے یا صحیح؟

جواب: روزہ عاشورہ کا یعنی دسویں محرم کو مستحب ہے اور اس کا بہت ثواب حدیث شریف میں آیا ہے، جو اس کو حرام کہتا ہے وہ محض جاہل ہے، روافض کے یہاں یہ روزہ حرام ہے۔ اہل سنت کے نزدیک، بالاتفاق تمام علماء کے نزدیک، یہ روزہ مستحب ہے، اس کو حرام کہنے والا روزہ تڑوانے والا بے شک گنہگار ہے، اور جاہل حکم شرع سے ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

(مجموعہ کلاں ص ۱۲۹-۱۳۱)

(٣٤٤) ٢٧ رشعبان کے نفلی روزہ کا حکم؟ **سوال:** یہ کہ ٢٧ تاریخ شعبان کو، جس قدر آدمی روزہ رکھتے تھے، سب کے روزے تڑوا ڈالے اور کہا کہ آج کا روزہ رکھنا بالکل حرام ہے، روزہ داروں نے روزہ نفلی سمجھ کر رکھا تھا، اس روز ان کا روزہ رکھنا درست تھا، یا نہیں؟

جواب: ٢٧ رشعبان کو روزہ نفل رکھنا درست ہے، حدیث میں ایک دو روز پیشگی رمضان سے روزہ رکھنے کو

toobaa-elibrary.blogspot.com

عدد وغیرہ میں ہے کہ اس طرح روزہ رکھتے تھے کہ ایک دو روزہ رمضان میں ملا دیتے۔ البتہ شعبان سے
میں روزہ نفل رکھنا درست ہے۔ خود فخر عالم علیہ السلام شعبان میں بکثرت روزہ رکھتے تھے۔ ایسے روزہ کو امر بدعت
یہ شخص کا ہے کہ نہ حدیث کو سمجھا اور نہ مطلب حدیث سے واقف ہوا، جاہل ہے۔ بلکہ حدیث میں ان کے
کے جواز کی دلیل موجود ہے، مذہب اس کا بے وجہ ہو اور بدعت کہے، جاہل کو فتوی دینا حرام ہے۔ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فافتوا بغیر علم فضلوا و اضلوا۔[1]

ترجمہ: بغیر جانے فتوی دیں گے، پس گمراہ ہوں گے اور گمراہ کریں گے۔ (نور)

(مجموعہ کلاں ص ۱۴۸_۴۹)

(۳۴۵) نماز کے بعد تسبیحات اور عرفہ کا روزہ مستحب ہے؟ مسئلہ: بعد نماز کے تسبیح تحمید تکبیر مستحب ہے اور صوم عرفہ بھی مستحب ہے، سنت مؤکدہ نہیں۔ شاہ عبد العزیز کے کلام کی مجھ کو خبر نہیں، سب کتب فقہ میں مستحب لکھا ہے۔

(مجموعہ ... ص ۱۹)

(۳۴۶) یوم عرفہ کا روزہ عرفات میں؟ سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین و مفتیان شرع سید المرسلین اس مسئلہ میں کہ زید جب کسی واعظ کی شہر میں تعلیم کرتے آیا اور عرفہ ذی الحجہ کے روزہ کو مجمع عام جامع مسجد میں منع کیا اور نویں تاریخ کو علی العموم روزہ سے منع کیا، حالانکہ صوم یوم التاسع کی بزرگی میں احادیث صحیحہ وارد ہوئی ہیں۔ فرمایا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے

ما من أيام أحب الى الله تعالى ان يتعبد له فيها من عشر ذى الحجة، يعدل صيام كل يوم منها بصيام سنة، وقيام كل ليلة منها بقيام ليلة القدر[2]

---

(۱) مسلم شریف عن هشام بن عروة عن ابيه قال سمعت عبد الله بن عمرو بن العاص يقول سمعت رسول الله ﷺ يقول ان الله لا يقبض العلم انتزاعا ينتزعه من الناس ولكن يقبض العلم بقبض العلماء حتى اذا لم يترك عالما اتخذ الناس رؤسا جهالا فسئلوا فافتوا بغير علم فضلوا واضلوا، ص ۳۴۰ ج ۲ كتاب العلم مطبع مجتبائی دهلی ۱۳۱۹ هـ، بيروت ج ۲ ص ۱۲۳۲-۱۲۳۳، رقم الحديث ۲۶۷۳ (نور)

(۲) رواه الترمذی كتاب الصوم باب ما جاء فى العمل ... محمد فؤاد عبد الباقى ... رقم الحديث ۷۵۸ ص ۳ ج ۳ دار الكتب العلمية بيروت، وابن ماجه كتاب الصيام باب صيام العشر ج ۲ ص ۹۳۰ ... الحديث ۱۷۲۸ وقال الترمذی اسناده ضعيف ... مشكوة المصابيح كتاب الصلاة باب فى الاضحية الفصل الثانى ص ۱۲۹ ج ۱ عكس اصح المطابع ... دهلی ۱۳۷۵ هـ ۱۹۵۵ء، مشكوة كتاب الصلاة باب فى الاضحية ... ص ۵۸۹ ج ۱ (نور)

toobaa-elibrary.blogspot.com

ابوداؤد سے روایت ہے

قال عليكم بصوم ايام العشر و اكثار الدعاء و الاستغفار و الصدقة فيها فاني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم الويل لمن حرم خير ايام العشر وعليكم بصوم يوم التاسع خاصة فان فيه من الخيرات، اكثر من ان يحصيه العادون (۱)

وروى انه عليه الصلوة والسلام قال صيام يوم عرفة احتسب على الله تعالى ان يكفر السنة التى قبله والسنة التى بعده (۲)

ہاں اگر زید مذکور یہ کہتا کہ یوم الثامن و یوم التاسع کا روزہ، باعث عجز ادائے افعال حج مقام عرفات میں مکروہ ہے، جیسا کہ قاضی خان نے اپنے فتاویٰ میں تحریر کیا ہے۔ عبارت فتاویٰ کی یہ ہے

ولا بأس بصوم يوم عرفة، سواء كان فى الحضر او فى السفر، إذا كان يقوى عليه ويكره صوم يوم عرفة و كذا يوم التروية لأنه يعجزه عن أداء أفعال الحج (۳)

جواب: فضائل صوم یوم عرفہ کے احادیث میں وارد ہیں اور تمام امت اس کے استحباب کی مقر ہیں، کوئی اس میں خلاف نہیں۔ مسلم نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے

وسئل عن صوم يوم عرفة، فقال يكفر السنة الماضية و الباقية. الحديث (۴)

اور دوسری حدیث مسلم میں ہے

صيام يوم عرفة احتسب على الله ان يكفر السنة التى قبله و السنة التى بعده الحديث (۵)

پس جو شخص اس صوم کو مکروہ بتاتا ہے، وہ نا واقف، جاہل حدیث ہے۔ ہاں اعرفات پر روزہ مکروہ تنزیہی

(۱) [illegible]

(۲) ابو داؤد کتاب الصوم [illegible] (التعلیقات علی [illegible]) کتاب الصیام باب استحباب صیام ثلاثة ایام من کل شهر وصوم یوم عرفة [illegible] محمد الفاریابی رقم الحدیث [illegible]

(۳) فتاوی قاضی خان [illegible] فصل فیما یکره للصائم و ما لا یکره [illegible] مطبع منشی [illegible] لکھنو [illegible]

(۴) صحیح مسلم کتاب الصوم باب صوم یوم عرفة [illegible]

(۵) صحیح مسلم کتاب الصوم باب استحباب صوم یوم عرفة [illegible] رقم الحدیث [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہے، اس لئے کہ ذکر وتلبیہ وہاں کا ذکر مسنون ہے، اس میں سبب روزہ کے فوت ہی ہو جاوے گی، ورنہ اگر وہاں کسی نے روزہ رکھ لیا تو ثواب ملتا ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

(مجموعہ کلاں ص ۱۳۷، ۱۳۹، ۱۴۱)

(۳۴۷) ہزاری روزہ کی حقیقت؟ **سوال:** ہزارہ روزہ کو ہزاری کی نیت سے رکھنا چاہئے، یا نفل کی نیت سے، بعض تکرار کرتے ہیں۔

جواب: ہزارہ روزہ کی اصل، احادیث صحاح سے کہیں نہیں ملتی۔ فقط

(مجموعہ کلاں ص ۲۳۳)

(۳۴۸) عشرہ محرم میں ذکر شہادت پڑھنے اور روزہ وصدقہ کا حکم؟ **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں: [کہ] عشرہ محرم کو ذکر شہداء بیان کرنا اور اسی عشرہ میں روزہ رکھنا اور خیرات کرنا کیسا ہے؟ اس کا جواب کتب معتبرہ سے دیجئے۔ بینوا توجروا۔

جواب: عشرہ [محرم] میں ذکر شہادت پڑھنا حرام ہے، اس واسطے کہ یہ مشابہ رافضیوں کے ہے، وہ ان ایام میں اس ذکر کو افضل عبادت جانتے ہیں اور حدیث میں ہے کہ جو کوئی کسی قوم سے مشابہ کام کرے، وہ ان میں ہی ہے، پس ایسا کام کرنا رافضی ہونا ہوا۔

اور روزہ عشرہ کی نویں کو مستحب ہے اور خیرات وصدقہ دینا سب روز درست ہے، اس دن میں [بھی] جائز ہے، مگر تخصیص کہ اسی روز میں ضرور ہو، بدعت ہے۔ کسی کام کو بدون اجازت شرع کے خاص کرنا حدیث میں منع فرمایا ہے۔ فقط

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ کلاں ص ۱۳۳)

تراویح سے متعلق مسائل

(۳۴۹) بیس رکعت سے زائد تراویح کا حکم؟ **سوال:** یہ کہ ماہ رمضان میں بیس (رکعت) تراویح پڑھا چکا تھا، کہ ایک شخص کی وضو ٹوٹ گئی تھی، اس سے دو رکعت تراویح فوت ہوگئی تھی، اس نے وتر کسی کو نہ پڑھائی، آیا بعد رکعت بیس کے وتر پڑھاتا، یا یہ دو رکعت پڑھانی ضرور تھی؟

جواب: تراویح بیس رکعت ہے، اس سے زیادہ کو بجماعت پڑھنا بدعت اور مکروہ تحریمی ہے، پس جس نے بائیس رکعت کی جماعت کرائی، بے شک وہ ناواقف مسائل دین سے ہے، اس نے یہ کام بدعت اور مکروہ تحریمہ خلاف سنت کے کیا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

دو ہی وضو کرتا ... بعد تین رکعت کے دو رکعت جماعت نہ پڑھتے اس فعل سے لوگ بھی شبہ میں ہوئے۔ فقط

(مجموعہ فتاویٰ ص ۲۹، ۳۰)

(۳۵۰) نابالغ کی اقتداء میں تراویح کا حکم؟ سوال: نابالغ کے پیچھے تراویح درست ہے یا غیر درست، اور اس کو پڑھانا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: نابالغ کی اقتداء تراویح میں ایک قول کے مطابق صحیح اور راجح یہ ہے کہ درست نہیں۔ فقط

(مجموعہ فتاویٰ ص ...)

(۳۵۱) اگر تراویح کی چار رکعت ایک سلام سے پڑھے تو؟ سوال: نماز تراویح چار رکعت ایک سلام پڑھے، تو دو رکعت کے بعد تیسری رکعت میں سبحانک اللّٰھم بھی پڑھے یا نہیں؟ اور درمیانی قعدہ میں درود و دعا بھی پڑھے، یا نہیں؟

جواب: پڑھے، مگر چار رکعت سے زیادہ پڑھنا خلاف سنت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(امداد ...)

(۳۵۲) تراویح میں اگر کسی نے دو رکعت کی جگہ تیسری اور چوتھی بھی پڑھ لی تو؟ سوال: تراویح میں اگر کسی نے دو رکعت کی نیت کی تھی، مگر وہ قعدہ بھول گیا اور تیسری رکعت کو مقید بالسجدہ کر لیا، تو پھر سجدہ سہو کرنے کی صورت میں یہ چہار رکعت تراویح میں شمار کی جاویں گی، یا دو رکعت؟

جواب: دو رکعت شمار ہوویں گی، اگر چار پڑھیں اور تین پڑھی تو اعادہ کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ رشید احمد (تذکرۃ الرشید ...)

(۳۵۳) تراویح میں قرآن ختم کرنے کا حدیث سے ثبوت؟ سوال: بعد ... اما بعد! عرض یہ ہے کہ ان مسائل کا جواب شافی تحریر فرمایئے

اول یہ کہ تراویح میں قرآن ختم کرنے کی روایت، آپ نے تحریر فرمایا تھا ابوداؤد میں ہے، سو بندہ نے تلاش کی اس کتاب میں نہیں ملی، سوا اس کے اور کسی کتاب میں بھی نہیں ملتی ہے۔ مہربانی کر کے تحریر فرمایئے، کتاب ... جواب میں کون سے باب میں، کس راوی سے منقول ہے؟

جواب: از بندہ رشید احمد عفی عنہ السلام علیکم

ابوداؤد کی جلد اول کے ص ۲۷۳ میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی بن کعب کو امام تراویح کا مقرر ...

toobaa-elibrary.blogspot.com

روز جماعت کراتے تھے اور دس روز اپنے گھر میں پڑھتے تھے، اور ختم قرآن کرنا صحابہ کا نماز تہجد میں ہر ماہ احادیث سے ثابت ہے۔ (۱) چنانچہ ابوداؤد میں ہے کہ عبداللہ بن عمرو کو آپ نے ہر ماہ ختم قرآن کا حکم فرمایا تھا۔ پس رمضان میں بھی بیس روز کا ختم تراویح میں اس سے واضح ہو گیا، اور یہ امر دیگر کتب احادیث میں بھی ہے، یہاں تک کہ مشکوۃ میں بھی۔ فقط

(مجموعہ فرخ آباد ص ۱۲-۷)

(۳۵۴) تراویح کا الم ترکیف سے پڑھنا، حکما ہے، یا رواجا؟ **سوال:** نماز تراویح میں جہاں تمام قرآن (شریف) نہیں پڑھا جاتا ہے، وہاں الم تر کیف سے پڑھتے ہیں، یہ بات حکما ہے، یا رواجا۔

جواب: جہاں سے چاہے پڑھے، دس سورت کو دو دفع پڑھنے کے سبب اس کو لوگوں نے ٹھہرالیا ہے، ورنہ مثل دیگر نوافل کے ہیں۔ فقط

(بدست خاص ص ۱۲)

(۳۵۵) تراویح میں قل ھو اللہ کو اعوذ و بسم اللہ کے ساتھ پڑھنا کیسا ہے؟ **سوال:** تراویح میں جب قرآن ختم کرتے ہیں، تو قل ھو اللہ کو اعوذ و بسم اللہ کے ساتھ بلند آواز سے پڑھتے ہیں، یہ پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: اعوذ تو نہ پڑھے، مگر بسم اللہ کے ساتھ تکرار قل ھو اللہ کا بعض کتب فقہ میں لکھا ہے، مضائقہ نہیں، مگر یہ ختم تمام قرآن میں ہے، نہ سورتوں سے پڑھنے میں۔ فقط

(بدست خاص ص ۱۲)

(۳۵۶) کیا نوافل کی جماعت جائز ہے؟ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح کی کتنی رکعات پڑھیں؟ مجمع کمالات ظاہری و باطنی جناب مولانا رشید احمد صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عرض خدمت شریف میں یہ ہے کہ چند مسائل جواب طلب ہیں، اور وہ یہ ہیں کہ آج کل جو لوگ نفلوں کی جماعت کرتے ہیں، یہ جائز ہے؟ اور اگر یہ جائز ہے تو کتنے آدمیوں تک جائز ہے؟ اور بعض آدمی یوں کہتے ہیں کہ رمضان کے علاوہ ایام (میں) تین آدمیوں تک جائز ہے، اور رمضان میں جتنے چاہے ہو جائیں مقتدی، درست ہے، جماعت کے ساتھ، اور بعض آدمی یوں کہتے ہیں کہ سوائے رمضان کے نفل جماعت ہی جائز نہیں اور اگر تین آدمیوں سے زائد ہو جائیں، تو آیا وہ جماعت مکروہ تحریمہ ہے؟

اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح کس صورت سے پڑھی اور کتنی رکعت تک پڑھی؟

اور مثلاً ایک مسجد کا امام ہے اور اس مسجد میں وقت مقرر ہے، تو اس وقت مقررہ کے اندر، اگر امام دو چار منٹ کی تاخیر

---

(۱) عن الحسن أن عمر بن الخطاب، جمع الناس على أبي بن كعب، فكان يصلي لهم عشرين ليلة، ولا يقنت بهم إلا في النصف الباقي، فإذا كانت العشر الأواخر، تخلف فصلى في بيته، فكانوا يقولون أبق أبي، سنن أبي داود، كتاب الوتر (۲: ۲۵۶) رقم الحديث: ۱۴۲۴، ت: شیخ محمد عوامہ، [موسسۃ الریان بیروت: ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴م] [نور]

toobaa-elibrary.blogspot.com

کہ اس نیت سے کہ مقتدی زیادہ شامل ہو جائیں، اور امام تاخیر کرنے سے پہلے مقتدی نمازی بہت غصہ ہوتے ہیں اور ناراض ہو کر امام کو برا کہتے ہیں، تو اب ان میں شرعاً حق کس کے اوپر ہے؟ امام یا مقتدی؟

جواب والسلام علیکم۔

الجواب: جماعت تراویح کی رمضان میں سنت ہے اور سوائے تراویح کے، رمضان اور غیر رمضان میں جماعت نفل کا یہ حکم ہے، اور وہ یہ ہے کہ اگر تین مقتدی اور ایک امام ہو، تو جماعت نفل کی بلا کراہت درست، رمضان وغیر رمضان میں۔ اور جو چار مقتدی ہوں تو مکروہ تحریمہ ہے، رمضان ہو یا غیر رمضان۔ فقط۔

تراویح حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین شب پڑھی اور باندیشہ واجب ہوجانے کے ترک فرمادی،(۱) تو اس سے ثابت ہوا کہ تمام لوگوں کو تراویح پڑھنی چاہئے اور خود فرمایا کہ تمہارے واسطے تراویح کو سنت کر چلا(۲) اور آپ [کا] ادا کرنا، کبھی اول شب سے شروع ہوا اور اخیر شب میں تمام کیا، اور گاہ آخر شب میں سب پڑھیں۔

اور عدد رکعات، سو حدیث ضعیف سے ثابت ہے کہ بیس رکعتیں تھیں (۳) ایک حدیث ضعیف کو دوسری حدیث ضعیف سے تقویت حاصل ہوئی کہ قابل سند ہو جاوے اور حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ اور دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بیس رکعتیں پڑھنا، خود ایک حجت ہے،(۴) اور احادیث صحاح (میں) کوئی حدیث اس کے منافی نہیں، اگرچہ نافہم اسے منافی سمجھیں اور اس کی بحث اس وقت کرنے کی گنجائش نہیں۔ فقط

مقتدی کی تسبیح میں دو چار منٹ دیر جائز بلکہ سنت ہے، البتہ اتنی دیر نہ کرے کہ حاضرین کو تکلیف ہوئے، یہ مکروہ ہے،

فقط واللہ تعالیٰ اعلم — بندہ احقر رشید احمد عفی عنہ — الجواب صحیح — ابوالحسن عفی عنہ

اوراق قلمی فتاوی حضرت مولانا گنگوہی مخزونہ نیشنل میوزیم لائبریری کراچی

عکس شدہ بذریعہ حسب نیشنل میوزیم کراچی پاکستان

---

(۱) رواہ البخاری عن عائشۃ رضی اللہ عنہا، صحیح بخاری، کتاب التہجد باب تحریض النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی قیام اللیل [illegible] رقم ۲۵ [illegible] مکتبہ [illegible] الحدیث، [illegible] ۱۹۸۰ [illegible] حدیث [illegible] (نور)

(۲) حدیث [illegible] کتاب الصلاۃ باب من قام رمضان ایمانا واحتسابا ج ۱ ص ۴۰۹ [illegible] رقم الحدیث [illegible] دارالفکر بیروت ۱۴۲۵ ھ ۲۰۰۵ء، الترغیب والترہیب للمنذری کتاب الصوم باب الترغیب فی صیام رمضان احتسابا ص [illegible] رقم الحدیث [illegible] دارالکتب العلمیۃ بیروت [illegible] نور

[illegible] (کتاب صلوۃ التراویح ص ۲۵۳ [illegible] دارالصحابۃ دمشق [illegible]) نور

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۳۵۷) رمضان المبارک میں اگر عشاء کی جماعت نہ ملے تو تراویح اور وتروں میں شامل ہونے کا حکم؟ سوال: رمضان میں جس شخص کو عشاء کی جماعت سے محروم رہ گیا ہو تو وہ شخص تراویح میں اور وتر کی جماعت میں بھی شامل ہو یا نہیں؟

جواب: جماعت وتر میں شامل ہو سکتا ہے، کچھ حرج نہیں۔ فقط (مدت ... ص ۱۰۲)

(۳۵۸) تراویح کے وقت اسی جگہ یا صف سے آگے پیچھے فرض یا سنتیں پڑھنا؟ سوال: رمضان میں جماعت تراویح کی ہو رہی ہے اور ایک شخص آیا کہ جس نے فرض نماز نہیں پڑھی، تو وہ شخص اگر اسی مسجد میں برابر جماعت کے آگے پیچھے جگہ دیکھ کر فرض اور سنت پڑھے تو ہو جاویں گے، یا نہیں، یا نہیں، اور جگہ اوٹ میں پڑھے۔

جواب: ایسی حالت میں فرض پڑھ لیوے، تو درست ہے، مگر اولیٰ نہیں کہ مخالفت مسلمین کی ہے۔ فقط

(خاص ص ۱۵۲)

[نوٹ: ایک اور مسئلہ: مسافر اگر روزے رکھتا ہو تو اس کے لئے تراویح کا حکم؟ ضمیمہ دوم میں ملاحظہ ہو۔ نور]

رویتِ ہلال کے مسائل

(۳۵۹) ایک قاضی کی دوسرے قاضی کو چاند کی اطلاع، کب قابل تسلیم ہے؟ سوال: قاضی بصرہ نے بنام قاضی کوفہ بذریعہ تار برقی یہ خبر بھیجی کہ ہم نے حکم عید کا دیا ہے، اس خبر کے آنے سے قاضی کوفہ کو حکم عید کرنے کا اپنے شہر کو جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: اگر قاضی بصرہ نے یہ تار دیا کہ عدلین کی شہادت پر رویت ہلال ہوئی اور اس پر ہم نے حکم افطار دیدیا ہے تو قاضی کوفہ اس خبر پر کوفہ میں حکم عید کا دیوے، تو جائز ہے، کہ خبر کتاب القاضی کے حکم میں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

العبد رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (تذکرۃ الخلیل ... ص ... ضمیمہ ... مطبوعہ ...)

(۳۶۰) عید کا چاند ایک شہر میں نظر آئے اور دوسرے میں نظر نہ آئے تو کیا کیا جائے؟ سوال: رمضان کا عید کا چاند، اگر ابر وغیرہ کے سبب سے ایک شہر میں نہ معلوم ہوا اور دوسرے شہر والوں کو معلوم ہو تو حنفیہ کا مفتی بہ مسئلہ کیا ہے؟

فقہ کی مشہور کتابوں میں یہ فتویٰ لکھا ہے کہ دوسری جگہ کی خبر کا اعتبار کرنا چاہئے، اگرچہ بہت دور کی خبر ہو، مگر اس ملک میں بعض علماء یہ فتویٰ دیتے ہیں کہ زیادہ دور کی خبر معتبر نہیں ہے، جہاں تک سفر کرنے میں قصر واجب نہیں ہے، فقط وہاں تک کی خبر معتبر ہے۔ تو صحیح اس مسئلہ میں قول اول ہے، یا قول ثانی؟ اگر قول ثانی صحیح ہے تو اس قول کو حنفیہ نے کس کتاب میں ترجیح دی

toobaa-elibrary.blogspot.com

[illegible]

جواب [illegible]

(۳۶۱) تار کے ذریعہ چاند کی خبر کب معتبر ہے؟

[illegible]

جواب [illegible]

(۳۶۲) اگر کوئی شخص تار یا خط کے ذریعہ چاند ہونے کی اطلاع دے تو؟

[illegible]

جواب: [illegible]

[illegible]

عیدین اور متعلقاتِ عیدین

(۳۶۳) صدقۂ فطر میں ستو دینے کا کیا حکم ہے؟ **سوال:** صدقۂ فطر میں گندم یا جو خام دینا، یعنی جیسے گندم یا جو کا ستو کہا کرتے ہیں، کہ وہ کچی ہوا کرتی ہیں، جائز ہے، یا نہیں، اور دے تو کتنے دے؟

جواب: اگر وہ خشک ہوگئے ہوں تو دینا جائز ہے اور اسی قدر دیئے جائیں گے جس قدر گندم پختہ دیئے جاتے ہیں۔ واللہ اعلم

(بدست خاص ص ۴۹)

(۳۶۴) حضرت عثمانؓ کا خطبۂ عیدین نماز سے پہلے پڑھنے کی وجہ اور اردو میں خطبہ کا حکم؟

سوال: پہلے نماز عیدین سے خطبہ پڑھنا، بعض کتب میں حضرت عثمان سے ثابت ہے، یہ سنت عثمانی ہے یا بدعت مروانی؟

جواب: عیدین کے احکام کو جو عیدین سے جمعہ پہلے ہو، اس میں تلقین اور وعظ کی مستحسن ہے اور خطبہ میں اردو بیان کرنا مکروہ ہے، اور حضرت عثمان [غنی] رضی اللہ عنہ نے قبل نماز [عید] خطبہ پڑھا ہے، اس واسطے کہ ان کے وقت میں دور دور سے لوگ حاضر ہوتے تھے، اگر آپ نماز پڑھ کر خطبہ پڑھتے تو دور والے شریک نماز نہ ہوتے اور دیر کرنا پڑتی تاکہ باہر کے آدمی آجاویں اور پھر خطبہ پڑھتے تو خلق کثیر کو گرمی کی تکلیف ہوتی، اس واسطے یہ سہولت پیدا کی، کہ خطبہ اول پڑھا کہ شرکت باہر والوں کو حاصل ہو جاوے اور خطبہ سے کوئی حاضر محروم نہ رہے، اور عیدین کا خطبہ سنت ہے نہ کہ واجب۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

(فرخ آباد ص ۵۱)

(۳۶۵) کیا عیدین کی نمازوں میں زبان سے تکبیرات کی نیت کرنا ضروری ہے؟ **سوال:** نماز عیدین وجنازہ میں تکبیرات کو نیت کرنے کے وقت، زبان سے کہنا مثلاً نیت کی نماز دو رکعت واجب عید الفطر کی مع چھ تکبیرات، چاہئے یا نہیں فقط ویسے ہی نیت کر لے۔

جواب: زبان سے کہنے (کی) ضرورت نہیں اور تکبیرات کی نیت بھی ضروری نہیں؟ فقط نماز عید کی اور جنازہ کی نماز کی نیت کافی ہے۔

(بدست خاص جواب ۱۵)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۳۶۶) عیدین اور جمعہ اگر فوت ہو جائیں تو کیا کریں؟ سوال [illegible]

جواب [illegible]

(۳۶۷) اگر کسی وجہ سے مقتدی کی، جمعہ یا عید کی نماز فاسد ہو گئی تو وہ کیا کرے؟ سوال [illegible]

جواب [illegible]

(۳۶۸) عیدگاہ میں ممتاز اور با اثر لوگوں کے لئے جگہ خاص کر لینے کا حکم؟ سوال [illegible]

جواب [illegible]

نہیں! کیونکہ منیٰ جگہ پہلے جانے والے کی ہے۔[1] یعنی جو پہلے پہنچ کر ٹھہر گیا، وہی اس جگہ کا مستحق ہے، وہاں اپنا مکان بنانا، جگہ کا روک لینا ہے، یہ درست نہیں۔ پس یہ قاضی جو ایسا کرتا ہے گنہگار ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔

یہ جواب صحیح ہے محمد مراد عفی عنہ

(فیوض رشیدیہ ص ۲۳ (فخر المطابع میرٹھ۔ بلا سنہ)

(۳۶۹) عید کے موقع پر انعام وغیرہ دینا اور دعوت؟

اور انعام عیدین اور تقسیم طعام عیدین میں بھی روا ہے، اس کو مؤکد نہ جانئیں کہ اوقات سرور میں یہ امور ثابت ہیں۔ ہاں! اگر ترک ان کا طبع پر گراں اور موجب شرم اور خفت جانا جاوے، تو البتہ داخل بدعت ہو جاویں گے۔

(فرق آ، ج ص ۴۹)

(۳۷۰) عید کے دن سویاں پکانے کو ضروری سمجھنا؟

سوال: عید کے روز سویاں ضروری جانتے ہیں اور ان کا پکانا کھانا موجب ثواب جانتے ہیں، ان کا کیا حکم ہے؟

جواب: کسی کام کو کسی روز اپنی رائے سے ضروری جاننا بدعت ہے، فاعل اس کا مبتدع ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(مجموعہ کلاں ص ۲۲۲-۲۲۱)

(۳۷۱) عصر کے بعد اور لہو ولعب کے ساتھ عید کی نماز؟

سوال: نماز عیدین بعد عصر قبل مغرب مع لہو ولعب، مثل تاشہ وباجہ وسنکھ وغیرہ کے جا کر پڑھنا، موجب ثواب کے ہوں گی، یا نہیں؟ اگر کوئی منع کرے اور کہے کہ وقت نماز عیدین قبل زوال ہے، اس وقت جائز نہیں۔ تو کہتے ہیں کہ ہمارے [بڑے] ہمیشہ سے اسی وقت پڑھتے چلے آئے ہیں اور بعض لوگ قبل زوال کے پڑھ کر، عوام کے ساتھ بعد عصر کے پڑھتے ہیں، موجب ثواب کے ہونگے، یا نہیں؟ اور وقت نماز کا کب سے کب تک ہے، مع سند حدیث وفقہ کے جواب تحریر کریں، تا کہ عوام کو سند ہوئے۔ بینوا توجروا.

جواب: نماز عید کا وقت دوپہر تک ہے اور بعد زوال کے عید کی صلوٰۃ کا وقت نہیں رہتا، قال فی الهداية:

واذا زالت الشمس خرج وقتها (۲) الحديث

ترجمہ: جب سورج ڈھل گیا [زوال ہو گیا] عید کی نماز کا وقت ختم ہو گیا۔ (ت: نور)

پس جو لوگ عید کو بعد عصر پڑھتے ہیں، ہرگز واجب صلوٰۃ عید کا ان کے ذمہ سے ساقط نہیں ہوتا، بلکہ تارک صلوٰۃ واجب ہو کر فاسق ہوتے ہیں، اور پھر بعد عصر کے نماز غیر مفروضہ کا پڑھنا بھی حرام ہے۔ لقوله عليه السلام:

---

(۱) رواه الترمذي عن عائشة. قالت. قلنا. يارسول الله الا نبني لك بناء [وفي نسخة محمد فؤاد محمد عبدالباقي: بيتا] يظلك بمنى قال: لا. منى مناخ من سبق. ص: ۱۷۷ ج: ۱. ابواب الحج باب ماجاء منى مناخ لمن سبق [كتب خانه رشيديه دهلي] ت محمد فؤاد عبدالباقي رقم الحديث ۸۸۱، ص: ۲۲۸ ج: ۳ [دار الكتب العلمية بيروت: ۱۳۷۷ھ/۱۹۵۸ء] اس حدیث کی تخریج گزر چکی ہے۔

(۲) ہدایہ ص ۱۵۳ جلد اول باب العیدین (مطبع مصطفائی ۱۲۸۹ھ) [نور]

toobaa-elibrary.blogspot.com

لاصلوۃ بعد العصر(۱) الحدیث ترجمہ عصر کی نماز کے بعد کوئی نماز نہیں ہے۔(ت نور)

سوائے وقت میں نماز عید پڑھنے میں، دو گناہ ان کے ذمہ پر لازم ہوئے، ایک صلوۃ واجب کا اپنے وقت سے ترک کرنا، دوسرا بعد عصر کے نماز پڑھنا اور پھر ڈھول، باجہ اور لہو کہ یہ سب جملہ اوقات میں حرام ہیں، بجانا۔ یہ تیسرا موجب فسق و فجور ان لوگوں کا ہے۔ بہر حال یہ لوگ سخت فاسق گنہگار ہیں، ایک ذرہ بھی ثواب ان کو نہیں، بلکہ وبال بر وبال معاصی کا ان کے ذمہ پر ہوتا ہے، اور رسم باپ دادا کی خلاف شرع موجب عصیان کا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ:

اولو کان آباؤھم لایعقلون شیئا ولایھتدون (البقرہ)

پس ایسے رسوم اجداد کو کہ خلاف حکم کتاب اللہ تعالیٰ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہو، ترک کرنا فرض عین ہے، کسی مسلمان کو اس کا ارتکاب جائز نہیں، اور ایسی حرکات غیر مشروعہ سے توبہ واجب ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ کلاں ص ۲۴۰-۲۳۹)

(۳۷۲) عیدین کے بعد بطور خاص مصافحہ کرنے کا حکم؟

عیدین کے بعد مصافحہ اور معانقہ کی خصوصیت کرنا بھی بدعت ہے۔ فقط

(مجموعہ کلاں ص ۲۳۹)

(۳۷۳) مصافحہ عیدین:

مصافحہ مطلقاً مسنون ہے، تخصیص کسی وقت (بتدائی) کی بدعت ہے، پس جو مصافحہ عیدین کو زیادہ مؤکد جانیں، یا کبھی نہ کریں مگر عیدین کو ضرور کریں، یہ بدعت ہے۔ ایسا ہی جو کبھی نہ کرے، بعد وعظ کے ضرور کرے یا وعظ کے بعد مصافحہ کو زیادہ مؤکد وموجب ثواب کا جانے، لاریب بدعت ہے اس میں کیا کلام ہے؟ فقط (فی ج ۱ص ۱۸)

(۳۷۴) تکبیرات تشریق عید کی نماز کے بعد بھی واجب ہیں:

سوال: تکبیر تشریق جو نویں ذوالحجہ کی صبح سے شروع ہوتی ہے، تو دسویں تاریخ کو بعد عید کی نماز کے بعد بھی تکبیر کہنا واجب ہے، یا نہیں؟

جواب: تکبیرات تشریق بعد نماز عید کے بھی واجب ہیں، تیرہویں کے عصر تک۔ واللہ اعلم

(بدست خاص ص ۹)

---

(۱) متفق علیہ، عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاصلوۃ بعد الصبح حتی ترتفع الشمس ولاصلاۃ بعد العصر حتی تغیب الشمس رواہ البخاری باب لایتحری الصلاۃ قبل غروب الشمس ج ص ، رقم الحدیث ۵۸۶ الریاض ۱۴۲۰ھ، نیز بخاری باب مذکور ج ۱ ص ۸۲-۸۳، رقم الحدیث ۵۷۸ مکتبۃ الاصلاح لال باغ مراد آباد الھند ۵ ھ، ورواہ مسلم، ج ۱ ص ۲۷۵، مطبع مجتبائی دھلی ۱۳۱۹ھ، ونیز مسلم، ت ابو قتیبہ نظر محمد الفاریابی رقم الحدیث ۸۲ ص ۳۰۶ ج نیز دیکھئے مشکوۃ المصابیح ص ۹۳ ج کتاب الصلوۃ، الفصل الاول، باب اوقات النھی کتب خانہ رشیدیہ دھلی ۱۳۰۵ھ ۱۹۵۵ء، نیز مشکوۃ باب مذکور ج ۱ ص ۳۳۳ رقم الحدیث ۱۰۴۱ رمضان بن احمد بن علی آل عوف مکتبۃ الوعی محرم ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ء]

toobaa-elibrary.blogspot.com

چھٹا باب

کتاب الأضحية

(قربانی اور چرم قربانی کے مسائل)

(۳۷۵) قربانی واجب ہے؟ سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مفصلہ ذیل میں کہ قربانی عید الاضحیٰ فرض ہے یا واجب یا سنت مؤکدہ یا مستحب؟

جواب: اضحیہ عند الحنفیہ واجب ہے ... فقط واللہ تعالیٰ اعلم
بندہ رشید احمد گنگوہی
(...)

(۳۷۶) قربانی سفر میں واجب نہیں، قیام میں ہے: مسئلہ ... سفر میں اضحیہ نہیں اور قیام میں واجب۔ سو صورت مرقومہ میں ... وقت اضحیہ ... واجب نہیں، اگر وجوب کا جواب بندہ نے دیا تھا تو خطا تھی، خیال اس قدر یاد نہیں ہے۔ فقط

(حضرت گنگوہی بنام مولانا خلیل احمد صاحب، مکتوب ۳۰)

(۳۷۷) اپنے مکان میں اور بارھویں ذوالحجہ کی شام تک قربانی صحیح ہے سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مکان زید کے اندر قربانی کرنا درست ہے یا نہیں، اور قربانی کرنا تین روز تک درست ہے؟

جواب: قربانی واسطے مکان میں ذبح کرنا درست ہے، کوئی کراہت اس میں نہیں، اور تین ... امت کے نزدیک ایام جائز ہے، کیوں کہ حدیث میں مطلق قربانی کرنے کا حکم ہوا ہے، کوئی قید مکان کی نہیں فرمائی، پس مقید کرنا مطلق نص کا اپنی رائے سے ممنوع ہے

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم فقال من صلى صلوتنا و استقبل قبلتنا فلايذبح حتى ينصرف (الحديث)

---

[1] اخرجه البخاري في كتاب الأضاحي، باب في ذبح قبل الصلاة ... ص ۸۳۲ ج ۲ ... ۱۹
[2] ... ج ۳ ص ۱۹ ... ۹۹۳

toobaa-elibrary.blogspot.com

(اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ) جو شخص نماز پڑھتا ہے مسلمانوں کی نماز اور متوجہ ہوتا ہے ہمارے مسلمانوں کے قبلہ کی طرف، وہ ذبح نہ کرے قربانی کو، جب تک نماز سے فارغ نہ ہو لیوے۔ [ترجمہ حضرت گنگوہی]

پس کچھ قید اس میں نہیں اور فخر عالم علیہ السلام نے جو مصلی (۱) پر ذبح کیا ہے، تو امام کے واسطے، کہ سب واقف ہو جاویں اور آپ سے پہلے کوئی نہ کرے۔ اس واسطے کیا ہے اور صحابہ اپنے اپنے گھر میں اور جہاں کسی کا دل چاہتا تھا، کرتے تھے۔ چنانچہ کتب سے واضح ہے۔ پس جہاں چاہے ذبح کرے۔ اس میں کوئی قید کسی مکان کی نہیں اور قربانی کرنا پہلے روز افضل ہے دسویں تاریخ کو۔ اور گیارہویں اور بارہویں کو بھی درست ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے۔ پھر تیرہویں کو درست نہیں۔ لہٰذا بارہویں کی شام تک وقت قربانی کا ہے۔ کذا فی کتب الفقہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

رشید احمد گنگوہی

(مجموعہ کلاں ص ۱۶۷-۱۶۹)

(۳۷۸) اگر قربانی واجب تھی اور ایام قربانی گزر گئے تو کیا کرنا چاہئے؟

سوال: اگر کسی کے ذمہ قربانی واجب ہے اور اس سے ادا نہیں ہوئی کہ ایام قربانی گزر گئے، تو اس کا عوض دوسرے سال قربانی کرے، یا قیمت قربانی سا تو اس حصہ کی محتاج کو دیوے۔

جواب: اس صورت میں قیمت قربانی کی صدقہ کرے، اگلے سال قربانی کرنے سے ادا نہیں ہوگا۔ فقط (۲)

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(بدست خاص، سوال ۱۰)

(۳۷۹) قیمت دیدینے سے قربانی ادا نہیں ہوگی:

سوال: جس حالت میں کوئی شخص گوشت قربانی لینے والا نہیں ہے تو ایسی صورت میں قیمت قربانی شرعاً بیت المال میں داخل ہونی چاہئے، یا نہیں؟ یا بطور خود قربانی کرنے والا حسب حصص مقررہ شرعی، یا خلاف حصص مقررہ شرعی کے للہ تقسیم کر سکتا ہے، یا نہیں؟ اور ایسی صورت میں اس کو مثل قربانی کے ثواب ہووے گا، یا نہیں؟

جواب: قیمت دینے سے قربانی ادا نہیں ہوتی، ذبح کرنا ہی واجب ہے، خواہ قیمت بیت المال میں دیوے، یا فقیر کو دیوے، کسی حال واجب ادا نہیں ہوگا، اگر جان کر ذبح کو ترک کرے گا، گنہگار ہووے گا۔ البتہ اگر کسی عذر سے ایام قربانی کے نکل گئے تو قیمت اضحیہ کی فقیر پر صدقہ کرنا واجب ہے۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ کلاں ص ۱۴۳-۱۴۵)

---

(۱) اس سے مراد مصلی العید ہے یعنی جہاں عید کی نماز ادا کی جاتی ہے۔ یعنی عید گاہ میں نماز عید الاضحی ادا فرمانی، وہیں قربانی بھی فرمائی تھی۔ (م ع)

(۲) اور وہ قضا میں حصہ کافی نہیں ہوگا، بلکہ متوسط درجہ کا جانور ذبح کرنا ہوگا، حصہ کا تذکرہ اب تک نہیں ملا۔ (اضافہ از حضرت مفتی محمود حسن)

(۳۸۰) مردہ کی جانب سے کی گئی قربانی کا حکم؟ سوال: قربانی جو کسی مردہ کی طرف سے کی جاوے اس کے گوشت کا کیا حکم ہے، کیا سب صدقہ کرے یا آپ بھی کھاوے، مثل اور قربانی کے؟

جواب: اگر مردہ وصیت کر گیا ہے کہ قربانی میری طرف سے کرنا تو سب گوشت کھال کو صدقہ کرے، اور جو اپنی طرف سے کرتا ہے تو جس طرح اپنی قربانی کا اختیار ہے اس کا بھی ویسا ہی ہوگا فقط

بندہ رشید احمد گنگوہی — [illegible] سوال ۹۴

(۳۸۱) اگر کسی وجہ سے دس ذی الحجہ کو نماز نہیں پڑھی گئی، تو اس دن زوال کے بعد قربانی کا حکم؟ سوال: دس تاریخ ذی الحجہ کو نماز نہیں پڑھی گئی [illegible] قبل نماز قربانی بھی مصر میں [illegible] کو جائز ہے یا نہیں؟

جواب: قریہ میں تو بہرحال جائز ہے کہ قبل نماز عید کا نہیں، اور مصر میں اگر نماز [illegible] تو بعد زوال کے قربانی درست ہے [illegible] اور پھر بھی جاوے گی، قبل [illegible] ہوئی تو درست نہیں۔ [illegible] واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ — [illegible] سوال ۱۴۸

(۳۸۲) جہاں عید کی نماز نہیں ہوتی ایسے مقامات پر صبح صادق کے بعد قربانی؟ سوال: گاؤں [illegible] والے کو جہاں نماز [illegible] افضل ہے [illegible] پہلے قربانی [illegible] افضل ہے [illegible] قربانی [illegible] یا نہیں؟

جواب: جہاں نماز نہیں ہوتی وہاں بعد صبح صادق کے [illegible] درست ہے پہلے [illegible] یا پیچھے

[illegible] سوال ۱۴۱

(۳۸۳) عید الاضحیٰ کے دن سب سے پہلے قربانی کا گوشت کھانا بہتر ہے سوال: قربانی کے گوشت میں سے [illegible] قربانی کرے [illegible] پہلے [illegible] کھالیوے تب اور کچھ کھانا کھاوے [illegible] درست ہے یا نہ

جواب: [illegible] ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم — [illegible] ۹۰

(۳۸۴) قربانی میں کتنے حصے ضروری ہیں؟ سوال: قربانی عید کی کتنے حصوں پر تقسیم ہوتی ہے؟

[illegible] بقدر [illegible] گوشت تقسیم [illegible] قربانی [illegible]

[illegible]

جواب [illegible]

[illegible]

(۳۸۵) قربانی کے گوشت میں اگر سب شریک رضامند ہوں تو تقسیم گوشت میں کمی زیادتی کا حکم؟

سوال [illegible]

[illegible]

جواب [illegible] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۳۸۶) قربانی کے جانور میں تقسیم حصص کی ایک صورت کا حکم؟

سوال [illegible]

[illegible]

جواب [illegible]

[illegible]

ہو چکی۔ البتہ ذبح سے پہلے آ کر شریک ہو جاتا، تو کراہتہً درست تھا، اب کچھ نہیں ہو سکتا قربانی ہو چکی۔ فقط

(بدست خاص، سوال ۱۴۰)

(۳۸۷) قربانی کیلئے باہم معاملہ طے ہو جانے کے بعد، ایک شریک کے موجود نہ ہونے کی صورت میں کیا کیا جائے؟

سوال: تین آدمیوں نے ایک جانور قربانی کرنا ٹھہرایا اور مبلغ (پانچ روپے) کو وہ جانور ٹھہرا، لیکن ہنوز اس کی قیمت ادا نہیں ہوئی کہ جو روز عید الاضحیٰ کا آ گیا، ان تین میں کا ایک شخص کہیں چلا گیا، کہ اس عرصہ میں ان دو آدمیوں نے کہا کہ شاید وہ تیسرا شریک نہ رہے ہم دونوں ہی قربانی کر لیں، بعدہ ان دو آدمیوں نے قربانی کر لی اور گوشت تقسیم کرتے تھے کہ جو تیسرا بھی آ گیا اور ان میں تکرار ہوا، کہ اب شریک کرنا درست نہیں، آخر ایک حصہ دار تو اپنا نصف حصہ تقسیم کر لے گیا، اور دوسرے نے کہا کہ بھائی! اس حصہ میں ہم اور تم دونوں شریک رہے، وہ ایک حصہ ہر دونوں نے نصفا نصف تقسیم کر لیا اور یہ کہا کہ اگر یوں جائز ہوا، تو میں تم سے تمہارے حصہ کے موافق دام لے لوں گا، اور اگر جائز نہ ہوا تو یہ گوشت میں قرابتی کو دینے میں سمجھ لوں گا، تو اس صورت میں اگر وہ تیسرا شریک رہے، تو قربانی جائز رہی، یا نہیں؟

جواب: اگر گائے کی بیع ہو چکی تھی اور ہر سہ شریک قربانی کے ہوئے تھے اور قیمت ادا نہیں کی تھی، پھر ایک غائب ہوا اور دو نے جانور ذبح کر لیا، تو وہ ہر سہ کا مال تھا، ہر سہ کی قربانی ہوئی، ہر سہ برابر گوشت لیویں گے اور جو فقط قرار داد قیمت تھی، بیع تام نہیں ہوئی اور پھر دونوں [نے] خرید کر قربانی کی، تو قربانی دو کی ادا ہوئی، نہ تیسرے کے ذمہ سے قربانی ادا ہوئی، نہ اس کی ملک گوشت ہو سکتا ہے۔ نہ اس کی بیع درست ہے کہ گوشت دیکر قیمت گوشت کی لیوے، البتہ قرابت کے سبب جو گوشت اس کو دیا، قربانی اس کی درست ہوگئی، مگر ثالث کے ذمہ قربانی واجب رہی۔

(بدست خاص، سوال ۱۴۳)

(۳۸۸) اگر قربانی کا ایک شریک نہ پیسے دے، نہ گوشت لے تو کیا حکم ہے؟

سوال: اگر قربانی ہونے کے بعد ایک شریک قیمت قربانی کی نہ دے، اور اس قربانی کا گوشت بھی نہ لے تو وہ قربانی جائز رہی یا نہیں، اور اس کے حصہ کے گوشت کو کیا کرے؟

جواب: اس کی طرف سے قربانی ادا ہوگئی، قیمت اس کے ذمہ واجب ہے، اس سے لی جاوے اور گوشت اس کو دیا جاوے۔ (۱)

(بدست خاص ص:۹)

---

(۱) یعنی یہ اس کا حق ہے اس تک پہنچایا جائے، لیکن اگر وہ اپنی خوشی سے نہ لے تو اس کا بھی اسے اختیار ہے۔ (نور)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۳۸۹) اگر قربانی کرنے والا قربانی میں غرباءِ اسلام کی نیت کر لے؟ سوال: [illegible] اپنے غرباء امت کی طرف سے [illegible] قربانی [illegible] طرف سے ہے تو ان کو قربانی کرنے کا ثواب [illegible]

جواب: [illegible] درست ہے۔

(الاعتصام [illegible])

(۳۹۰) اگر کسی شخص پر قربانی واجب تھی مگر اس نے غرباء اسلام کی طرف سے قربانی کی نیت کی تو کیا حکم ہے؟ سوال: ایک شخص نے ایک دنبہ قربانی کیا اور کہا کہ یہ دنبہ غرباء [illegible] کی طرف سے ہے، تو قربانی اس کے ذمہ سے [illegible] یا دوبارہ قربانی کرے؟

جواب: اس صورت میں قربانی اس شخص کی ادا ہوگی اور غرباء کو ثواب مل جاوے گا۔ (الاعتصام [illegible])

(۳۹۱) اگر قربانی کا گوشت لینے والا کوئی نہ ہو تو اس کا دفن کرنا؟ سوال: اگر فرض کیا جاوے کہ آدمی [illegible] نے جداگانہ قربانی کی اور بوجہ عدم موجودگی اشخاص لینے والوں کے، گوشت قربانی عیدالاضحیٰ کا زمین میں دفن کیا گیا اور کھال بیت المال میں داخل ہوئی۔ پس بصورت مذکور قربانی کرنی جائز ہے یا نہیں؟ اور [illegible] نہ کرے قربانی [illegible] یا نہیں، اور کھال [illegible] قربانی کی بیت المال میں داخل ہونی چاہئے یا نہیں؟

جواب: [illegible] قربانی اراقت دم کا نام ہے، گوشت سے کچھ علاقہ نہیں، اگر گوشت دفن کر دیں [illegible] جب بھی اضحیہ میں کچھ نقصان نہیں ہوتا، البتہ مال ضائع کرنے کی برائی ہووے گی، اور جو کوئی (گوشت) کھانے، لینے والا نہیں، تو دفن کر دینا [illegible] تاکہ اس کے عفن سے خلق کو اذیت نہ ہووے، اور کھال بھی [illegible] خواہ اپنے کام میں [illegible] خواہ بیت المال میں [illegible] کسی کو [illegible] جہاں چاہے صرف کرے۔

اور حج دوسری عبادت ہے اور قربانی [illegible] حج کو قربانی سے کیا علاقہ ہے، اگر حج کرنے کو جاوے اور قربانی نہ کرے تو حج میں کچھ کسی طرح کا نقصان نہیں ہوتا، اگر قربانی نہ کی اور حاج پر بسبب سفر کے قربانی واجب نہ ہو تو ظاہر ہے [illegible] تھا [کذا] اور قربانی واجب تھی، تب بھی اگر حاجی نے قربانی نہ کی، تو قربانی نہ کرنے کا گناہ اس پر ہووے گا، مگر حج میں کچھ نقصان نہیں ہوتا، البتہ جو [illegible] حج سے متعلق ہے، اگر [illegible] نہ کرے گا تو حج میں قصور رہے گا۔ فقط کھال کو بیت المال میں [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

بھی درست ہے، خواہ اضحیہ ہو خواہ ذبح متعلق حج کا ہو۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ۔ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ ۳ ص ۹۲، ۹۳)

(۳۹۲) اگر قربانی کا گوشت لینے والا کوئی نہ ہو تو؟ **سوال**: اگر کوئی شخص گوشت قربانی لینے والا نہیں ہے تو بس قربانی کرنے والا بوجہ دفن کرنے گوشت قربانی کے، گنہگار ہوا یا مصیب بہ ثواب؟

جواب: اگر کوئی گوشت لینے والا نہ ہو، تو دفن کرنا موجب ثواب کا ہے، کہ خلق کو تکلیف بدبو سے محفوظ رکھتا ہے۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(مجموعہ ۳ ص ۹۳)

[نوٹ: ایک اور مسئلہ قربانی کا گوشت کافر، برہمنی، چمار، کو دینا کیسا ہے؟ ضمیمہ دوم میں ملاحظہ ہو۔ مرتب]

(۳۹۳) خصی جانور کی قربانی درست ہے: **سوال**: خصی جانور کی قربانی درست ہے، یا نہیں؟

الجواب: درست ہے۔

(مجموعہ کلاں ص ۱۰)

(۳۹۴) نادیہ بیل کی قربانی کا حکم؟ **سوال**: نادیہ بیل اس کو کہتے ہیں جس کے کہیں بدن میں ایک ٹکڑا گوشت کا زائد ہو جاوے، مثل جیبھ، زبان میں آ کے، یا کم [ہو جاوے] اور ہنود اس کو معیوب جان کر ذکوت[1] کو دیتے ہیں، اس کا خریدنا، یا قیمت سے خرید کر قربانی کرنا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: نادیہ کی قربانی درست ہے، اس کو کفار معیوب و منحوس جانتے ہیں، اس میں کوئی عیب شرعی نہیں۔

(بدست خاص سوال ۸۲)

(۳۹۵) اگر جانور کا کان چرا ہوا ہو تو اس جانور کی قربانی کا حکم؟ **سوال**: جس جانور کا کان طول میں یا عرض میں چرا ہوا ہو، یعنی شگاف ہے زائد از تہائی، لیکن جدا نہیں ہوا، تو اس کی قربانی کرنا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: شگاف گوش میں کان [کا] کچھ کم نہیں ہوتا، لہٰذا اس کی قربانی درست ہے، مگر اولیٰ نہیں۔

(بدست خاص ص ۵۵)

(۳۹۶) جس جانور کے کچھ دانت ٹوٹ گئے ہوں تو اس کی قربانی کا حکم؟ **سوال**: جس جانور کے دانت ٹوٹ گئے ہوں تو اس کی بھی قربانی جائز ہے یا نہیں؟ یا کچھ دانتوں کے ٹوٹ جانے کی تعداد ہے؟

جواب: اگر چارہ وغیرہ کھانے کے بقدر دانت موجود ہوں تو اس کی قربانی جائز ہے۔

(بدست خاص ص ۵۲)

---

[1] [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۳۹۷) نادیہ بیل کی اگر اکثر آنکھ جاتی رہی ہو تو اس کی قربانی؟ سوال: جس نادیہ بیل کی آنکھ میں بیماری ہے ... اس کی قربانی درست ہے یا نہیں؟

جواب: اگر تہائی سے کم ... تو درست ہے، اور اگر اکثر آنکھ جاتی رہی ہو تو درست نہیں۔

(امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۱۳)

(۳۹۸) جس جانور کو ہندوؤں نے دیوتا کے نام کردیا ہو، مگر اپنی ملکیت میں رکھا، اس کی قربانی کا حکم؟ سوال: ہندو بعضے جانور کو کسی دیوتا وغیرہ کے نام کا کر دیتے ہیں اور اس کو الگ رکھا کرتے ہیں، مگر ملک و تصرف اس پر خود ہی رہتے ہیں۔ فقط اس سے دودھ وغیرہ کا ... نہیں نکالتے ہیں، باقی دودھ بھی خود ہی پیتے ہیں اور اس کو فروخت بھی کر دیتے ہیں، تو ایسے جانور کا خرید کر قربانی کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: ایسے جانور کی قربانی درست ہے۔

(امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۱۳۳)

(۳۹۹) فاسق کی کی ہوئی قربانی کا گوشت لینے کا حکم؟ سوال: جو شخص قربانی کرائے، یا قربانی میں بکرا ذبح کرے یا گائے کرے، تو اس میں سے کچھ گوشت اپنے بھائی کو دے، کچھ قرابت والوں کو دے، کچھ مسکین کو دے، ایسے ہی شخص مومن مسکین کو دے اور اقربا مومن کو دے، تو ایسے شخص فاسق و فاجر کا مال مومن مسلمان کو قربانی کا گوشت لینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: فاجر و فاسق سے دوستی اور محبت کرنا تو اچھا نہیں، مگر اس کی رعایت کرنا اس لحاظ سے کہ شاید اس کو عبرت ہو اپنے برے فعل سے رفع شر کا کرنا، یا دینی نفع کا ہو تو درست ہے۔ اور مال جو وہ صدقہ کرے یا گوشت قربانی کا کسی کو دے، اگر اس کے مال کی حرمت کا یقین ہو ... مال ہونے کا غالب گمان ہے تو لینا اس کا مسلمان کو درست ہے، کچھ حرج نہیں۔ مگر دوستی محبت ایسے سے نہ کرے، بلکہ اس کو بوجہ اللہ تعالیٰ جو سکے تو نصیحت کرتا رہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ کلاں ص [illegible])

(۴۰۰) کیا قربانی کی کھال سادات کو دینا جائز ہے؟ سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ چمڑا قربانی کی مسجدوں میں موذنوں و اماموں کو تصدق کر دیتے ہیں، اور بعض ان میں سید بھی ہوتے ہیں تو عند الشرع سیدوں کو دینا جائز ہے کہ نہیں؟ بینوا توجروا۔

جواب: سید اور غنی کو گوشت و کھال قربانی کا دینا کچھ حرج نہیں۔ جو کچھ سید کو دیا جاتا ہے یا غنی کو وہ صدقہ نہیں، بلکہ ہدیہ ہے، جیسے گوشت سب کو دینا درست ہے، کھال بھی درست ہے۔ اگر کھال کو فروخت کرے تو قیمت اس کی

toobaa-elibrary.blogspot.com

دیوے تو پھر غنی اور سید کو درست نہیں کہ قیمت کا صدق ہوتا ہے، فقط واللہ تعالیٰ اعلم

رشید احمد گنگوہی

(تکملہ تالیفات ص ۳۲)

(۴۰۱) قربانی کی کھال چاہے خود رکھے چاہے غنی کو دیدے: مسئلہ: قربانی کی کھال کا مختار ہے، چاہے خود مستعمل کرے، چاہے صدقہ فقیر کو دیوے، چاہے غنی کو دیدیوے، واجب کچھ نہیں، مختار ہے۔ (مجموعہ فتاویٰ ص ۳۳)

(۴۰۲) قربانی کی کھالوں کا مسجد کی تعمیر میں خرج کرنا کیسا ہے؟ سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اندریں باب کہ قیمت قربانی کی کھالوں کی تعمیر مسجد میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: قیمت جلد اضحیہ کا صدقہ کرکے فقیر کو مالک کرنا واجب ہے، مسجد کی تعمیر میں صرف کرنا درست نہیں ہے، مگر کسی فقیر کو مالک کر دیوے اور فقیر اس کو اپنی طرف سے تعمیر مسجد میں صرف کرے تو درست ہے۔ فقط

(تحقیق المسائل، تالیف مولانا سید دیدار علی الوری ص ۱۸۔۱۹)

(۴۰۳) قیمت چرم مسجد میں لگانا درست نہیں: سوال: زید کہتا ہے کہ چرم قربانی مسجد میں لگانا اور عمر کہتا ہے کہ چرم قربانی مؤذن کو یا کسی یتیم کو دینا چاہئے، یہاں پر ہمیشہ چرم قربانی کا مؤذن کو دیا جاتا تھا، امسال بعض لوگوں نے اس کو فروخت کیا اور مسجد بنانے میں صرف کرنے کا خیال ہے، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ وہ کس کا حق ہے؟

الجواب: چرم قربانی مؤذن کو اس کی اجرت اذان وخدمت مسجد میں دینا اور مسجد کی تعمیر وضروریات میں لگانا درست نہیں ہے، بلکہ جب کھال کو فروخت کیا گیا تو اس کی قیمت کو صدقہ کرنا واجب ہوگیا، اور اس کو انہی مصارف میں صرف کرنا ہوگا جو صدقات واجبہ کے مصارف ہیں اور تملیک محقق ہوجائے۔ پس مؤذن کو مسجد و اجرت اذان کے طور پر دینا درست نہیں ہے، اگر وہ غریب آدمی ہو اور مالک نصاب نہ ہو تو اس کو بطور صدقہ دینا جائز ہے بشرطیکہ وہ سید نہ ہو۔

قال فی الدر المختار لایصرف الی بناء نحو مسجد الخ(۱) قال فی الشامی قوله نحو مسجد کبناء القناطر و السقایات، و اصلاح الطرقات و کری الانهار الی ان قال و کل مالا تملیک فیه(۲)

پس صورت مسئولہ میں نہ قول زید کا درست ہے نہ عمر کا، البتہ اگر مسجد میں ضرورت ہے تو اس قیمت چرم قربانی کو کسی غریب کو جو سید نہ ہو دے کر اور مالک بنا کر، پھر ضرورت مسجد میں صرف کر سکتے ہیں، بغیر اس طریق کے درست نہیں۔

حررہ رشید احمد عفی عنہ   الجواب صحیح بندہ محمد یحییٰ حسن عفی عنہ

مندرجہ فتاویٰ دار العلوم (دیوبند) امداد المفتین مفتی ظفیر الدین صاحب ص ۲۹۳ ج ۲۔ (دیوبند ۱۳۹۲ھ)

---

(۱) الدر المختار کتاب الزکاة باب المصرف، ۲/۳۴۱ (۱۳۳۰) ایچ ایم سعید ج ۳ ص ۳۳۲ ھ

(۲) رد المحتار کتاب الزکاة باب المصرف ۲/۳۴۲ الشامی ج ۲ ص ۳۴۴ مطبع دار الفکر بیروت لبنان، طبعہ اولیٰ ۱۳۸۶ھ، ۱۹۶۶ء [انور]

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۴۰۴) چرمِ قربانی کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے: **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین [illegible]
ایک شخص نے قربانی کی کھال کی قیمت سے کتب [illegible] خرید لیں [illegible] بعد [illegible]
کتب مذکورہ فقراء [illegible] اس شخص [illegible] سے بری ہو جائے گا یا نہیں؟ اور کھال قربانی سے ان کتب [illegible]
[illegible] یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

جواب: [illegible] کتاب کا [illegible] نہ ہوگا مگر قیمت کھال کا صدقہ کرنا واجب ہے اس سے جو کتاب
خریدی [illegible] کتاب [illegible] قیمت کے فقراء [illegible] اور کتاب کے صدقہ کرنے سے ضمان ساقط
ہو جائے گی۔(۱) فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

(مجموعہ [illegible] ص ۱۳۲۔۱۳۳)

(۴۰۵) قربانی کی کھالوں کی قیمت کا صدقہ واجب ہے: **سوال:** قربانی کی کھال فروخت
کر کے اس کی قیمت سے مدرسوں کی تنخواہ دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: قربانی کی کھال کو فروخت کر کے فقراء و مساکین پر صدقہ کرنا واجب ہے، تنخواہ مدرسین اس سے
درست نہیں، بلکہ صاحب ضمان [illegible] دیویں۔

(مجموعہ فتاویٰ [illegible] ص ۳۳۔۳۴۔۳۶)

(۴۰۶) قربانی کے جانور کے سامان کا شرعاً کیا کیا استعمال درست ہے؟ کیا حکم ہے علماء دین کا ان
مسائل میں

کھال و جھول [illegible] وغیرہ قربانی کا مسجد میں دینا کہ متولی مسجد فروخت کر کے فرش وغیرہ ضروریات مسجد میں خرچ
کرے جائز ہے یا نہیں؟

کھال [illegible] قربانی کا واسطے استعمال مصلے [illegible] اور [illegible] پانی کھینچنے کے مسجد میں وقف
کر دیوے تو جائز ہوگا یا نہیں؟

کھال و جھول [illegible] وغیرہ [illegible] حکم تصدق کا ہے، آیا شخص غنی ذی نصاب کو بھی دینا درست ہے جیسے گوشت وغیرہ
کا غنی کو دینا، یا خود غنی صاحب قربانی کو کھانا اور کھال کا استعمال کرنا درست ہے۔

---

(۱) [illegible]
[illegible]
ہوگا اور کتاب کا مالک وہی ہوگا۔ ([illegible])

toobaa-elibrary.blogspot.com

تو پھر تصدق کے معنی خاص تصدق بمعنی تملیک فقراء کے ہوں گے، یا عام تصدق بمعنی ہبہ، چاہے غنی ذی نصاب کو دے، چاہے فقیر کو، یا تملیک ہی شرط نہیں ہے، جس جگہ چاہے خرچ کر دیوے۔

سہارنپور میں یہ تعامل ہو رہا ہے کہ امام یا موذن یا دوسرے خدمت گذار مسجد کو جب مقرر کرتے ہیں، کہہ دیا جاتا ہے کہ جو آمدنی بعد ختم قرآن مجید ماہ رمضان میں ہوگی، یا جو آمدنی بعد عید الاضحیٰ کے کھالہائے قربانی کی، اہل محلہ سے آوے گی، وہ تم کو ملے گی، اور اگر بالفرض کسی جگہ نہ کہا جاوے، تو بسبب عرف کے ان خدمت گذاران کو خود معلوم ہے، کہ آمدنی معمولہ ملے گی اور عام لوگ موافق تعامل کے برابر خدمت گذاران مسجد کو، خواہ مخواہ وہ ذی نصاب ہوں، یا نہ ہوں، دیتے چلے جاتے ہیں، آیا یہ دینا جائز ہوگا اور قربانی میں کچھ خلل واقع نہ ہوگا، یا کیا حکم ہے، یا کچھ تفصیل ہے؟

اور اگر قربانی والا اس خیال سے کہ یہ خدمت گذار مسجد مذکور الصدر بھی، صاحب حاجت ہے، اور مجھ کو حاجت مذکور [میں] دینا ہے، خدمت گذار مسجد بہ نسبت دوسرے حاجت مند کے بہتر ہے، بلا لحاظ ان کے اجرت خدمت کی، خواہ ذی نصاب ہوں، خواہ فقیر دیوے، یہ امر موجب خرابی قربانی کا تو نہ ہوگا، یا کیسا؟

اور خرید کتب وقفیہ مدارس میں، خواہ ان کی جلد وغیرہ میں بھی یہ کھال وغیرہ صرف ہو سکتی ہیں، یا نہیں، ظاہرا کارکن مدرسہ کے متولی ہوں گے، تملیک کسی خاص شخص کی نہ ہوگی، بینوا توجروا!

اگر کوئی روایت فقہ کی کسی کتاب میں ہو، اس کتاب کا حوالہ مع نشان باب کے درج فرماویں۔

الجواب: قربانی کے کھال ولحم کا اگر کسی کو مالک کر دیوے اور وہ موہوب لہ اپنی ملک کو بیع کر کے، مسجد میں یا جہاں خرچ کرے درست ہے، اور صاحبِ قربانی کو یہ سب امور ناجائز ہیں۔ فقط

کھال ورسن کو مسجد میں رکھنا درست ہے اور ملک دینے والے کی پر رہ کر، مستعمل ہووے گا، بطور وقف کے، یہ درست ہے۔ کھال وغیرہ غنی کو دینا درست ہے، تصدق کرنا فقیر کو ہوتا ہے اور آپ استعمال کرنا بھی درست ہے اور ہبہ اور ہدیہ بھی اس کا درست ہے۔ تصدق واجب نہیں علی التخییر ہے۔

اول تو اجرت امامت اور تاذین کی مکروہ ہے، پھر اگر فتوی متاخرین پر جائز کہا جاوے، تو یہ تعارف سہارنپور کا مجہول، ایسی اجرت ناجائز، ہاں بطور وعدہ کہہ دیوے تو مضائقہ نہیں۔ اور تصریح وعدہ کی کر دیویں ورنہ المعروف کالمشروط سے کراہت آجاوے گی، مگر قربانی میں اس سے کوئی خلل نہیں، جیسا اوپر سے واضح ہو گیا۔

اور مدارس میں اگر کھال مہتمم یا کسی کو دیویں، کہ وہ فروخت کر کے صرف کرے تو کوئی قید نہیں، مالک جس طرح چاہے صرف کرے، ورنہ رعایت قاعدہ کی رہے گی کہ کھال سے استبدال کتاب کا درست ہے، مگر فروخت کرنا روپے سے اور پھر

toobaa-elibrary.blogspot.com

[illegible]

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ　　واللہ تعالیٰ اعلم

[illegible]

(۳۰۷) علمائے دیوبند قربانی کی کھالیں فروخت کرکے، کتابوں کی جلد سازی کیلئے کیوں استعمال کرتے ہیں؟ سوال [illegible]

[illegible]

جواب [illegible]

[illegible]

ذبح وغیرہ کے متفرق مسائل

(۳۰۸) تکبیر و تسمیہ صرف ذبح کرنے والے کے ذمہ ہے [illegible]

[illegible]

(۳۰۹) اگر تکبیر و تسمیہ صرف دل میں پڑھی زبان سے حروف ادا نہیں کیے تو؟ سوال [illegible]

[illegible]

جواب: تکبیر وتسمیہ زبان سے کہہ لیا کہ آپ سے منتقل الی کے کہنے سے حلال نہیں ہوتا۔

(بدست خاص سوال ۱۰۱)

(۴۰) ذبح کے وقت تکبیر وتسمیہ پڑھنا بھول گیا تو؟

سوال: وقت ذبح کرنے جانور کے اگر تکبیر پڑھنا یاد نہ رہے اور بلا تسمیہ ذبح کر دی ہے تو جائز ہے یا ناجائز؟

جواب: نسیان سے تکبیر کا نہ ہونا معاف ہے، ذبح درست ہو جاتا ہے۔ فقط (بدست خاص سوال ۱۰۲)

(۴۱) ذبح فوق العقدہ کا حکم؟

سوال: مذبوحہ فوق العقدہ طاہر باشد یا غیر طاہر، حلال است یا نہ؟ ہر چہ باشد جواب تحریر فرمائید ماجور باشید۔

ترجمہ: وہ جانور جو عقدہ (گلے پر ابھری ہوئی ہڈی) کے اوپر ذبح کیا گیا ہو، پاک ہے یا ناپاک؟ حلال ہے یا نہیں؟ جو صورت بھی ہو جواب تحریر فرمائیں، اجر پائیں گے۔

جواب: در مذبوح فوق العقدہ اگر مری قطع شود حلال است، و اگر مری ہم قطع نمی شود حرام است۔ صاحب در مختار مرجح کردہ وجمع روایات نمودہ وہمیں ارجح باشد۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ترجمہ: عقدہ سے اوپر ذبح جانور کی اگر مری (خاص رگ) کٹ گئی تو حلال ہے اور اگر یہ رگ نہیں کٹی تو حرام ہے۔ اسی کو در مختار کے مصنف نے ترجیح دی ہے اور سب روایات جمع کی ہیں، یہی سب سے بہتر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مجموعہ ص ۷)

(۴۲) ذبح کے وقت گردن کی گرہ سے اوپر کٹ جائے تو؟

سوال: گردن میں جو ایک گرہ ہوتی ہے جانور کے ذبح کرنے میں، اگر اس گرہ سے اوپر ذبح ہو جائے تو درست رہتا ہے یا نہیں؟

جواب: اس مسئلہ میں اختلاف ہے، اور تحقیق یہ ہے کہ اگر نلکی اور دونوں رگیں کٹ جاویں تو حلال ہے ورنہ حرام۔ پس یہ تحقیق کر لینا چاہئے کہ گرہ کے کٹنے سے یہ تینوں کٹتے ہیں یا نہیں؟ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم

رشید احمد گنگوہی (بدست خاص ص ۴۹)

(۴۳) ذبح کرنے کے بعد اگر جانور نے حرکت کی ہو، چاہے خون نہ نکلے تو وہ حلال ہے:

السلام علیکم و علی من لدیکم۔ حامداً و مصلیاً

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں

سوال: ایک شخص نے کسی جانور پرندہ یا چرندہ وغیرہ کو بندوق سے شکار کیا اور زخمی ہو کر وہ جانور گر گیا اور اس کو ذبح کیا، تو ذبیحہ میں کچھ خون نہیں نکلا اور بعد ذبح وہ جانور تڑپا بھی نہیں...

toobaa-elibrary.blogspot.com

اس حالت میں بغیر نکلے خون کے، اس کا کھانا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: بعد ذبح کرنے کے ہرگاہ کہ جانور نے حرکت کی ہے، تو اگرچہ خون نہیں نکلا، وہ جانور حلال ہوگیا، اس کا کھانا درست ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مجموعہ کلاں ۱۶۹)

(۴۱۴) کافر کا قول کہ یہ مسلمان کا ذبح کیا ہوا ہے، کب معتبر ہے؟ **سوال:** ترجمہ کنز میں لکھا ہے کہ اگر کافر کہے، کہ یہ گوشت مسلمان کا ذبح کیا ہوا ہے، تو اس کا قول مانا جاوے گا۔ اور ایک فتوی میں لکھا ہوا ہے، کہ جب تک مسلمان کے سامنے کہ جس کے روبرو وہ گوشت ہوا ہے، رہا، تب تک پاک ہے، اور اگر کچھ دیر بھی اس مسلمان کی نظر سے وہ گوشت غائب ہوا، تو وہ ناپاک ہے، پھر اس کافر بیچنے والے کا کہنا نہ مانا جاوے گا، ان میں کون سا قول معتبر ہے۔

جواب: یہ قول دونوں درست ہیں، مگر تمہاری سمجھ میں ان کا فرق نہیں آیا۔(۱) (بدست خاص ص ۵۰)

(۴۱۵) اگر جانور کا گوشت اور کھال ذبح کرنے سے پہلے، الگ الگ بیچ دے تو کیا حکم ہے؟ **سوال:** بعض جگہ ایسا کرتے ہیں کہ گائے کی کھال اور پیا قبل از ذبح قصاب کو قیمت کر دیتے ہیں، کہ اتنے میں کھال اور پیا اور اتنے میں گوشت۔ تو یہ تو معلوم ہے کہ یہ بیع کرنا منع ہے، مگر اور خریداروں کو وہ گوشت کھانا خرید کر، جائز ہے یا نہیں، یا فقط قیمت کھال کی ٹھہرائی اور گوشت بعد ذبح بیچا، تب بھی وہ گوشت کھانا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: گوشت کھانا جائز ہے، خریداروں کو بیع صحیح کے ساتھ، کہ گوشت کو بہ بیع صحیح خریدیں۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

(بدست خاص ص ۵۵)

(۴۱۶) ذبح سے پہلے جانور کی کھال فروخت کرنا جائز ہے، بشرطیکہ؟ **سوال:** گائے وغیرہ کا چمڑا قبل از ذبح قیمت ٹھہرانا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: جائز ہے، اگر اسی جلسہ میں نکال کر قبضہ کرا دیویں، ورنہ منع ہے اور بیع فاسد ہے۔ فقط

(بدست خاص، سوال ۳۷)

---

(۱) معاملات میں فاسق، کافر اور غلام کا قول معتبر ہے کیونکہ معاملات کثرت سے پیش آتے ہیں، اور دیانات میں عدالت شرط ہے پس فاسق اور کافر کا قول معتبر نہیں اور [illegible] کہاں مانا جائے گا اور کہاں نہیں مانا جائے گا۔ (پالن پوری)

عقیقہ اور متعلقہ مسائل

(۴۲۷) عقیقہ امر مستحب ہے مگر ہر سال کی نذر ماننے سے؟ مسئلہ: عقیقہ امر مستحب ہے اور ایک بار مستحب ہے [illegible] فقط

([illegible])

(۴۲۸) قربانی میں عقیقہ کا حصہ کرنا؟ سوال: [illegible] عقیقہ کی نیت [illegible] قربانی و عقیقہ [illegible] درست ہے یا نہیں؟

جواب: [illegible] درست ہے۔ [illegible]

([illegible])

(۴۲۹) عقیقہ کے جانور کی ہڈی توڑنی درست ہے: سوال: [illegible] عقیقہ کی ہڈی [illegible] درست [illegible] ہڈی [illegible]؟

جواب: عقیقہ کے [illegible] ہڈی توڑنی درست [illegible] قربانی [illegible] عقیقہ [illegible] کوئی روایت نہیں [illegible] فقط واللہ تعالیٰ اعلم [illegible]

([illegible])

(۴۳۰) ختنہ کے لئے شرعاً کوئی وقت مقرر نہیں ہے: سوال: [illegible] کے بارہ دو چار روز بعد ختنہ کرا دیتے ہیں [illegible] سنت کیا ہے اور بطور مسنون ختنہ کرنا کس عمر میں چاہئے؟

جواب: [illegible] درست ہے [illegible] ختنہ کا کوئی وقت مقرر نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

([illegible])

(۴۳۱) ختنہ کے موقع پر نیوتہ کی رسم میں پیسہ وصول کرنا ناجائز ہے: سوال: [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

تب تک اس کی ختنہ نہیں ہونے دیتے، بلکہ جبراً مبلغ ان مذکور لیتے ہیں، یہ دس روپیہ مذکور لینے جائز ہیں، یا نہیں؟ یہ رسم توڑ ڈالنے (کے) قابل ہے، یا نہیں؟

جواب: ختنہ بدون روپیہ لئے برادری نہ ہونے دیوے یہ ظلم ہے، ایسا روپیہ لینا حرام ہے اور اس رسم ظلم کا ترک کرنا واجب ہے، خصوصاً یتیم سے روپیہ لینا سخت حرام ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(فیوض رشیدیہ ص ۸)

(۴۲۲) بچے اور بچی دونوں کے کانوں میں اذان مستحب ہے: سوال: لکھا ہے کہ پسر کے کان میں اذان کہنا، بعد پیدائش کے مستحب ہے، تو دختر کے کان میں اذان کہنے کا بھی یہی حکم ہے، یا یہ حکم فقط لڑکے کے واسطے ہی ہے؟

جواب: اذان گوش دختر میں بھی مستحب ہے۔ واللہ (تعالیٰ) اعلم

(بدست خاص، ص ۱۰)

(۴۲۳) اذان ولادت کے فوراً بعد ہونی چاہئے: سوال: بعد پیدائش کے اذان کان میں کہنے کی [بعد] تولد کے کیا حد ہے، آیا فوراً بعد وضع حمل کے کہی جاوے، یا کئی روز بعد؟

جواب: بعد تولد کے فوراً اذان کہنی چاہئے تا کہ اول اس کے کان میں خدا کا نام پڑے، مگر بعد غسل ہونا چاہئے۔

واللہ (تعالیٰ) اعلم (بدست خاص، ص ۱۰)

toobaa-elibrary.blogspot.com

ساتواں باب

کتاب الحج

حج اور اس کے مسائل ومتعلقات

(۴۲۴) جائداد کی فروخت کی صورت میں کب حج فرض ہے؟ **سوال:** ایک شخص قرض دار ہے، اور کچھ جائداد رکھتا ہے، اگر اس کو فروخت کرے، تو قرض بھی ادا ہو جاوے اور مبلغ تین سو روپئے بچ بھی جاویں، تو اس پر حج کرنا فرض ہے، یا نہیں؟

جواب: اگر سوائے خانہ سکونت کے جائداد ہے، کہ اس کی قیمت سے قرض ادا کر کے اور آنے تک کا نفقہ عیال کا دیکر، اس قدر باقی رہے کہ حج کر یوے، تو حج فرض ہوگا اور اب دو سو روپیہ میں حج ہو سکتا ہے۔

(بدست خاص ص ۱۳۳)

(۴۲۵) رمضان المبارک کے عمروں سے حج افضل ہے: **مسئلہ:** رمضان (مبارک) کے عمروں سے حج افضل ہے، عمرہ رمضان کا انعام مراد ہے کہ حج نفل کے اصلی ثواب کے برابر، عمرہ رمضان کا ملتا ہے، انعام حج نفل بہت ہے، جیسے سیمین کے جواب میں گذرا۔ (۱) بعد نماز فجر کے اشراق پڑھ کر جانا بھی حج عمرہ کے برابر ہے، پھر کاہے کو کوئی حج کو جاوے اور تکلیف اٹھاوے۔ (۲) فقط

(مجموعہ سفر فرخ آباد ص ۲۰)

(۴۲۶) مدینہ منورہ حج سے پہلے جانا افضل ہے، یا بعد میں؟ **سوال:** حج سے پہلے مدینہ شریف جانا افضل ہے، یا بعد میں، یا برابر ہے؟

---

(۱) یہ جواب زیر نظر مجموعہ فتاویٰ میں دوسرے مقام پر درج ہوا ہے۔ [نور]

(۲) یہ دلیل ہے حدیث میں ہے کہ نماز فجر کے بعد ... اشراق تک ... اشراق پڑھ کر ... ثواب ... عمرہ کا ... اصلی ثواب ہے ... (یا یونی)

جواب: بہتر بعد حج کے جانا ہے، پہلے جاوے تو جب بھی کچھ حرج نہیں۔ فقط

(بدست خاص سوال ۱۳۶)

(۴۲۷) طواف خانہ کعبہ، حجر اسود کے بوسہ کی وجہ اور زم زم کے لانے کا جواز اور شرعی حدود؟

مسئلہ: طواف خانہ کعبہ کا اور بوسہ حجر اسود کا، بحکم حق تعالیٰ عبادت ہوا ہے اور زم زم کا لانا بھی، بحکم شرع درست ہوا ہے، مگر طواف سوائے بیت اللہ کے دوسری شے کا حرام ہے، اور بوسہ بھی قبور وغیرہ اشیاء کو دینا حرام ہے، لیکن جس شے کا بوسہ شرع نے جائز کر دیا، وہ درست ہے، جیسا استاد، پیر حق کے ہاتھ کو، قرآن شریف کو، مگر قبر کو بوسہ دینا گناہ ہے۔ زمزم کو بصورت گنگا کے پانی کے لانا بھی منع ہے اور بدون اس صورت کے لانا، جیسا کہ لوگ لاتے ہیں درست ہے، جیسا کنویں کا پانی لاتے ہیں، اسی طرح زمزم کا لاوے تو کیا حرج ہے، دور سے لانے میں گرنے اور خشک ہونے کا اندیشہ ہے، اس واسطے ٹین کے برتن میں منھ بند کر کے لاتے ہیں، اگر شیشہ میں یا بوہیہ میں رکھ کر، گنگا کے لوگوں کی طرح لاوے گا تو بیشک حرام ہے۔ یہ سب مسائل کتابوں میں مفصل لکھے ہیں۔ فقط والسلام

(مجموعہ کلاں ص ۲۲۶۔۲۲۷)

toobaa-elibrary.blogspot.com

آٹھواں باب

کتاب النکاح والطلاق

[نکاح، مہر، طلاق، رضاعت وغیرہ کے مسائل]

(۴۲۸) باپ کی مزنیہ سے بیٹے کا نکاح؟ **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اپنی ایک منکوحہ رکھتا ہے اور اس منکوحہ سے ایک لڑکا بھی ہے۔ زید ایک عورت غیر سے ہم پیالہ وہم نوالہ رہتا ہے اور برتاؤ منکوحہ جیسا اس عورت غیر سے رکھتا ہے، اور وہ اس سے جیسا بھی مرتکب ہے۔ چند ایام زید کو اسی طرح سے گذرے، بعد چند ایام کے عورت غیر، زید کے قابو سے نکل گئی، اب اس عورت مذکورہ بالا سے زید کا فرزند اپنا نکاح کرنا چاہتا ہے، کہ جس سے زید مانوس تھا، نکاح ہوسکتا ہے، یا نہیں، اور اگر نکاح کر لیوے تو جائز ہے، یا نہیں؟ بینوا توجروا!

جواب: زید کے فرزند کا نکاح اس عورت سے ہرگز نہیں ہوسکتا، یہ عورت پسر زید پر حرام ہے، اگر نکاح کرلیا ہے، تاہم نکاح صحیح نہیں ہوا، تفریق کرانا واجب ہے، کذا فی کتب الشریعۃ۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ کلاں ص ۲۰۹-۲۰۰)

(۴۲۹) منکوحہ کے پہلے شوہر کی بیٹی سے نکاح؟ **سوال:** زینب بیوہ کا نکاح زید سے ہوا، اور زید نے بعد کئی روز کے زینب کو طلاق دیدی، تو پھر زید کا نکاح زینب کے پہلے خاوند کی بیٹی ہندہ سے ہوسکتا ہے، یا نہیں، یا اس کا بالعکس۔ یعنی اگر پہلے ہندہ سے نکاح ہوا تو بعد میں زینب سے (نکاح) ہوسکتا ہے، یا نہیں؟

جواب: اگر ہندہ(۱) اس منکوحہ سے ہو، تو دونوں صورتوں میں ناجائز(۲) ورنہ دونوں صورتوں میں جائز ہے۔ واللہ اعلم

(بدست خاص ص)

---

(۱) اصل میں زینب لکھا ہوا ہے، جو کہ سبقت قلم ہے۔

(۲) منکوحہ کی بیٹی سے نکاح حرام ہونے کے لئے منکوحہ سے وطی یا خلوت صحیحہ شرط ہے۔ (وفی الدر المختار: و حرم المصاہرۃ بنت زوجتہ الموطوءۃ الی ان قال لما تقرر أن وطی الأمہات یحرم البنات ونکاح البنات یحرم الأمہات (۲۸ /۳، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، مکتبۃ رشیدیہ ۱۳۳۱ھ ۱۹۱۳ء) وفی الشامی: واحترز بالموطوءۃ عن غیرہا فلا تحرم بنتہا بمجرد العقد ... اما الصحیحۃ فلاختلاف فی انہ یحرم لسب ... البحر کتاب النکاح، فصل فی المحرمات (۲/ ۱۰۸) مطبع مکتبہ رشیدیہ ۲۹۱ھ ... ثانی فصل ... ص ۳۹، دار الکتب ... ۱۳۹۲ھ ۱۹۷۲ء)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۴۴۰) بیوی کے لڑکے کی مطلقہ سے نکاح؟ **سوال:** ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا، اس عورت سے ایک لڑکا پہلے خاوند سے تھا، اس لڑکے کا نکاح اس شخص نے ایک عورت سے کردیا، پس اس لڑکے نے اس کو طلاق دیدی، پھر اس عورت نے دوسرے شخص سے نکاح کیا، اس نے بھی اسے طلاق دے دی، اب اگر یہ شخص اس عورت سے نکاح کرے تو درست ہے، یا نہیں؟ فقط، بینوا توجروا!

الجواب: اگر شخص مذکور اس عورت سے نکاح کرے تو درست ہے، یعنی اپنی عورت کے لڑکے کی بی بی سے، جو شوہر اول سے ہے نکاح درست ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وأحلّ لکم ما وراء ذلکم. (۱)

و دلیلہ ماقال فی الشامی ولاتحرم بنت زوج الأم ولا أمہ (الی أن قال) ولا زوجة الربیب ولا زوجة الراب (۲)

کتبہ رشید احمد الجواب صحیح بندہ عزیز الرحمن

(فتاوی دارالعلوم دیوبند مجموعہ فتاوی مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب، مرتبہ مولانا مفتی ظفیر الدین صاحب، ص ۳۰۵-۳۰۶ ج ۱ دیوبند)

(۴۴۱) ایسی غیر مطلقہ عورت سے نکاح کرنا جس کا شوہر زندہ ہو؟ **سوال:** زید نے ایک عورت سے جس کا شوہر زندہ ہے اور نہ اس کو اس کے شوہر نے طلاق دی ہے، اس سے نکاح کیا ہے، اور کل برادری نے جب زید سے کہا یہ نکاح جائز نہیں ہے، کیونکہ شوہر اس عورت کا ابھی تک زندہ موجود ہے، زید نے در جواب کہا کہ ... اور کو حرام ہے۔ اس بات پر زید کو کل اہل برادری نے ذات سے علیحدہ کردیا، ان کا مقولہ ہے کہ اگر اس کام سے توبہ کرے تو برادری میں شامل کریں گے، فقط۔ یہ نکاح کرنا اور برادری کا یہ کہنا کیسا ہے اور زید فاسق ہے، یا کافر ہے؟

جواب: یہ نکاح حرام ہے اور زید نے جو جواب دیئے ہیں، اس میں اندیشہ کفر کا ہے، غرض زید سخت فاسق ہے، اس کا نکاح ہرگز نہیں ہوا۔ فقط اور اس کو ذات سے ذات عمدہ بات ہے۔

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(۴۴۲) اہل سنت اور شیعوں میں باہمی نکاح؟ **سوال:** درمیان اہل سنت و روافض مناکحت جائز ہے، کہ نہیں؟ بینوا توجروا!

جواب: مناکحت روافض سے اہل سنت کو جائز نہیں، بلکہ ممنوع ہے شرعاً، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ...

(۱) اور حلال ہیں تم کو سب عورتیں سوا ان کے (ترجمہ شیخ الہند) ن ۳۳

(۲) شامی فصل فی المحرمات ص ۴۰۹ ج ۲ (مطبع نعمانی دہلی ۱۲۸۸ھ) نیز ص ۳۰۳ جلد ۲ مکتبہ ... ص ۳۱ ج ۳ ... ۱۳۹۶ھ ۱۹۷۶ء

...blogspot.com

ہوا ہے مودت ومخالطت کو منع فرمایا ہے، اور منہ سنت میں یہ امر موجود ہے، بہذا من سنت باہم اہل سنت اور روافض کی جائز نہیں۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ احقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مجموعہ ص ۳۲)

(۲۳۳) نکاح بیوگان کو حق جان کر اس کی مخالفت کرنے والا کیسا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جو شخص نکاح ثانی کو باوجود علم اس امر کے کہ یہ قرآن شریف سے ثابت اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، عیب اور سبب ہتک عزتی سمجھتا ہے، اور اس کے کرنے والے کو بے غیرت اور کمینہ کہتا ہو، یا یوں کہتا ہو کہ ہم اس کو حق جانتے ہیں، اور حضرت کی سنت سمجھتے ہیں، مگر چونکہ ہماری قوم میں اس کا رواج نہیں اس واسطے ہم اس کو عار اور ننگ جانتے ہیں، اور اس کے مرتکب کو حسب رواج اپنی قوم کے نامرد کہتے ہیں، اور کم ذات کہتے ہیں۔

اب ان دونوں صورتوں میں مطابق شرع شریف کے ایسے شخص کا کیا حکم ہے، اس شخص کے ساتھ معاملہ رشتہ ناطہ کا کرنا، یا شادی غمی میں اس کے شامل ہونا، یا اس کے جنازہ میں جنازہ کی نماز پڑھنا، کیسا ہے؟ فقط بینوا توجروا!

الجواب: حکم حق تعالیٰ کو (۱) یا کسی طریقہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو، جو سبب یا موجب بے عزتی کا جانے، یا اس کے کرنے والے کو بے غیرت کہے، وہ ملعون کافر ہے، اور مخالف حق تعالیٰ کا اور جہنمی اور مرتد ہے، اور باوجود اعتراف اس امر کے، یہ حکم حق تعالیٰ کا اور سنت ہے، اور پھر بھی اس کو اپنے رواج کے سبب ننگ وعار کا سبب جانتا ہے، یہ زیادہ تر موجب اس کے کفر اور مخالفت حق تعالیٰ کا ہے۔ وہ شقی ملعون، اپنے رواج کفر کو، خداتعالیٰ کے حکم سے اچھا جانتا ہے۔ پس ایسے شخص سے ترک ملاقات ومعاملات کرنا عین حق ہے، اور اس سے رشتہ رکھنا ہرگز جائز نہیں ہے، بلکہ اس سے علیحدہ ہو جاوے، اور اس کو مبغوض ترین حق تعالیٰ کا جان کر اس کا دشمن ہو جاوے اور اس کے جنازہ کی نماز ہرگز نہ پڑھے، کہ وہ کافر ہے۔ کذا فی کتب الحدیث والفقہ والعقائد۔ واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ احقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (۲)

میرے والد ماجد، تالیف مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی ص ۴۹ سے ص ۵۱ تک (ادارہ اشاعت [illegible] ۱۹۷۵ء)

(۲۳۴) کیا ہیجڑے اور خنثیٰ مشکل کا باہم نکاح ہو سکتا ہے؟

سوال: خنثیٰ مشکل جس کو حیض بھی ہوتا ہو اور نشان رجولیت بھی ہو، اگر اس کو شہوت مردانہ اور زنانہ دونوں ہوتی ہوں، تو اس کا کیا حکم ہے، کیونکہ اس کو مرد

---

(۱) اصل میں "کو پاکے" لکھا ہے ص ۵۰ مگر بظاہر اس میں کتابت کی غلطی ہے اس لئے درست کر دیا۔

(۲) یہ فتویٰ ہندوستان کے ممتاز علماء اور اہل فتویٰ کی تصدیقات کے ساتھ حضرت مولانا گنگوہی کی حیات میں اشتہار کی صورت میں [illegible] ۱۳۰۶ھ (۱۸۸۸-۸۹ء) میں چھپا تھا۔ یہ فتویٰ مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی کی تالیف "میرے والد ماجد" میں درج ہے ص ۴۹ تا ۵۱ (طبع [illegible] ۱۹۷۵ء) اگرچہ یہ فتویٰ فتاویٰ رشیدیہ مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ [illegible] اور فتاویٰ رشیدیہ شائع کردہ محمد علی کارخانہ [illegible] میں شامل ہے ص ۹۰ تا ۹۵ [illegible] تالیفات رشیدیہ (لاہور ۱۴۱۲ھ) میں درج نہیں، اس لئے یہاں شامل کیا گیا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

عورت دونوں کی خواہش ہے۔ اس کا نکاح کس طرح ہوسکتا ہے، یا نہیں، اور خنثیٰ مشکل، جو یہاں ہیجڑے کہلاتے ہیں [illegible]

ہیں، یا کوئی اور ہوتا ہے۔

جــواب یہ ہیجڑے جو یہاں پھرتے ہیں مرد ہیں، اور خنثیٰ مشکل وہ ہے جس میں دونوں علامتیں [illegible]

جانب متحقق نہ ہو، اور یہ [illegible] میں دونوں متحقق [illegible] نہیں۔ (۱)

(مد ت ص ۹۱) [illegible]

(۴۳۵) مخنثوں سے نکاح کا ایک اور پہلو؟

ســوال: ایک مخنث بروئے شہوت مرد [illegible] ایک مخنث بروئے شہوت [illegible] ہے، تو اس کا نکاح، دیگر [illegible] اور عورت یا مرد سے نکاح ہوسکتا ہے، یا نہیں؟

جواب: یہ مخنث نہیں ہے مرد یا عورت ہے، اس کا نکاح باہم بھی درست ہے اور غیر سے بھی، واللہ اعلم

(مد ت ص ۴۴)

(۴۳۶) اپنے باپ کے تائے یا چچا کی لڑکی سے نکاح اور شیعہ عورت سے نکاح کا حکم؟

ســوال: اپنے باپ کی تائی یا چچی کی لڑکی سے نکاح درست ہے، یا نہیں؟ کیونکہ رشتہ میں کی پھوپھی ہوئی ہے۔ دیگر زید کے ایک لڑکی ہے، زید کو اپنے تائے یا چچا حقیقی کے بیٹے سے نکاح کردے، درست ہے، یا نہیں؟ کیونکہ رشتہ میں وہ لڑکا لڑکی کا چچا ہوتا ہے۔

دیگر عورت اہل سنت والجماعت (۲) کو شیعہ سے نکاح کرنا درست ہے، یا نہیں؟ اور اولاد اس کی کیسی ہے؟ اور وہ عورت اپنے شیعہ خاوند کے مال سے، حج زکوٰۃ ادا کرے، جو کہ اس کے خاوند نے اس کو دیا ہے، اس کا ثواب ہوتا ہے یا نہیں۔ وہ عورت خاوند شیعہ کے مال سے کسی عام وغیرہ کی دعوت کرے، درست ہے، یا نہیں؟

جــواب: باپ کے تائے یا چچا کی دختر لڑکی سے نکاح درست ہے، زید کی لڑکی کا نکاح زید کے تائے چچے کے لڑکے سے درست ہے۔ دیگر (اہل) سنت و جماعت زن کو شیعہ مرد سے نکاح حرام ہے، جو ہو گیا تو اولاد حلال ہوں۔ شیعہ خاوند کے مال سے حج کرنا اور کسی کو دینا بھی حلال ہے، کیونکہ بعضے علماء شیعہ کو کافر نہیں کہتے، اور نکاح اس واسطے ہو جاتا ہے اگرچہ برا ہے۔

(ثبوت شیدیت ص ۲۳-۲۴)

---

(۱) خنثیٰ مشکل جس میں مرد اور زنانہ دونوں علامتیں موجود ہوں [illegible] [illegible] [illegible]

(۲) اصل نسخہ میں بجائے کا کے لفظ [illegible] ہے جو صحیح معلوم نہیں ہوتا۔ [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۳۳۷) باپ دادا کا نابالغی میں کیا ہوا نکاح صحیح ہے؟

سوال: [illegible]

[illegible] اجازت نہیں دے سکتے۔

اور بچوں نے پوچھا [illegible] اس نکاح [illegible] شادی [illegible] گھر [illegible] کو کیوں رخصت نہیں کر رہی [illegible] دوسری جگہ نکاح کرنا چاہتے ہیں [illegible] بچوں سے [illegible] ساتھ گئے۔

[illegible] جیسا اپنے [illegible] نکاح ثانی [illegible] یا نہیں؟ بینوا توجروا

جواب: [illegible] رخصت [illegible] اجازت [illegible] نکاح ثانی [illegible]

جواب: نکاح اول صحیح ہو گیا، اس کو کوئی فسخ نہیں کر سکتا، نہ والدین زوجہ کے فسخ کر سکتے ہیں اور نہ زوجہ بالغ ہوکر فسخ کرنے کی مختار ہے۔ قال فی در المختار و رد المحتار:

و لزم النکاح. ای بلا توقف علی اجازۃ احد و بلا ثبوت خیار فی تزویج الاب و الجد، و ان کان الولی ابا او جدا (۱) انتہی

پس اب جو اغا نے جو کریمہ کا نکاح دوسرے شخص سے کر دیا ہے، یہ نکاح باطل ہے۔ ہرگز درست نہیں اور پہلا نکاح اس سے فسخ نہیں ہوا، اور یہ نکاح حرام محض ہے۔ قال اللہ تعالیٰ:

والمحصنٰت من النساء الآیۃ (۲) حرام کیا گیا خاوند والی عورتوں کا نکاح۔ فقط

کتبہ الاحقر رشید احمد عفی عنہ (مجموعہ کلاں ص ۱۷۵ تا ص ۱۷۶)

(۴۳۸) نکاح میں اجازت بالدلالہ کے معنی؟

سوال: اجازت بالدلالۃ جو ہم نے دریافت کی ہے، اس کی تصریح مع عبارت کتب ارشاد ہو۔

جواب: سوال میں صراحت مذکور ہے، کہ باپ نے نسبت کو بخوشی قبول کیا تھا، اور نکاح کی سب رسومی اور جہیز دے کر حوالہ نوشہ کے کیا تھا، پس یہ افعال تو خود اجازت نکاح کی بصراحت موجود ہیں، اور اجازت کیا خود نکاح کر دینا خام ہے۔ پھر دلالت اجازت کی کیا ضرورت ہے، اثبات ہے۔ یہ نکاح خود پدر کا کیا ہوا ہے، مگر چوں کہ سائل کو دلالت رضا کی ضرورت ہے، لہٰذا روایت اس کی نقل کرتا ہوں:

قال فی الدر المختار: وقبضہ ای ولی لہ حق الاعتراض. المہر و نحوہ، مما یدل علی الرضیٰ رضا دلالۃ. (قال فی رد المحتار فی شرح) قولہ: و نحوہ کالتجہیز و نحوہ. انتہیٰ (۳)

الحاصل! اس صورت مذکورہ سوال میں، خود پدر نے نکاح کریما کا کرایا ہے، اس میں اثبات رضا کی ضرورت نہیں، یہ نکاح پدر کا کیا ہوا ہے، کہ اب ہرگز فسخ نہیں ہو سکتا۔ دختر کی طرف سے اور نہ خود پدر کی طرف سے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مجموعہ کلاں ص ۱۷۷)

---

(۱) الف در مختار کتاب النکاح، باب الولی ص ۱۹۲ ج ۱ عکس مجتبائی ۱۳۳۱ھ ب شامی ص ۳۰۴ ج ۲، باب الولی (مطبع مجتبائی دہلی ۱۲۸۸ھ) نیز تنویر ص ۳۳۰ ا مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ ۱۳۹۹ھ ا نیز رد المحتار باب الولی ص ۶۶ ج ۳ (دار الفکر بیروت ۱۳۹۹ھ)

(۲) سورہ نساء آیت نمبر ۲۴۔

(۳) در مختار باب الولی ص ۱۹۱ ج ۱ عکس مجتبائی ۱۳۳۱ھ ا نیز شامی ص ۲۹۸ ج ۲ (مطبع مجتبائی دہلی ۱۲۸۸ھ) شامی ص ۵۸ ج ۳ دار الفکر بیروت ۱۳۹۹ھ نیز شامی ج ۳/ ص ۳۴۳ ا مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ ۱۳۹۹ھ ا

[نور]

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۴۳۹) باپ مجنون تھا، چچا نے بھتیجی کا نکاح کر دیا، تو؟ **سوال:** ایک صغیرہ لڑکی کا نکاح اس کے چچا نے زید سے کر دیا اور اس لڑکی کا باپ یا مادر مجنون ہے، پھر دنوں کے بعد اس کے باپ یا مادر کو جنون سے آرام ہو گیا، اور وہ اس نکاح سے ناخوش ہے۔ تو اب دوبارہ اس کا نکاح کسی دوسرے سے اس کا باپ یا مادر کر سکتے ہیں، یا نہیں؟

جواب: نکاح اس کا درست ہے اور باپ یا ماں کو بعد افاقہ مجاز مداخلت نہیں، مگر لڑکی بعد بلوغ کے فسخ کر سکتی ہے، بشرط حکم قاضی۔ واللہ اعلم

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(بدست خاص ص ۲)

(۴۴۰) گونگا بہرا اور صغیر ایجاب وقبول کس طرح کرے گا؟ **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکا تو گونگا اور بہرا، دوسرا لڑکا صغیر سن بعمر آٹھ سال کے ہے، اور ان پر دونوں کا نکاح ہونے والا ہے، ایجاب وقبول ان کی طرف سے، ان کے ولی باپ یا دیگر رشتہ دار کی طرف سے جائز ہے، یا نہیں؟ اور اگر جائز ہے تو ولی اس کا کس طور پر ایجاب وقبول کرے؟

جواب: گونگا بہرا جو بالغ ہووے، تو اشارہ سے قبول کر لیوے اور اشارہ ہی سے ایجاب کرایا جائے، اور صغیر کی طرف سے اس کا ولی قبول کرے، اس طرح کہ اس منکوحہ کو اپنے فلاں صغیر سے قبول کرتا ہوں۔ فقط

اور بہرے گونگے کی طرف سے اس کا ولی قبول کر لیوے درست ہے، پھر جب وہ اس کے پاس بہ رضا جاوے گا۔ اجازت وتمامی نکاح کی ہو جاوے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ کلاں ص ۲۳۱-۲۳۲)

(۴۴۱) برادری سے باہر نکاح کرنے والے کا مقاطعہ، گناہ ہے: **سوال:** ایک قصائی مسلمان کی عورت شوہر دار کی، ایک مہاجن (ہندو، بنیئے) سے ملاقات ہے اور چند مرتبہ ان دونوں کو پکڑ لیا ہے، برادری سب اس کو جانتی ہے اور ذات سے علیحدہ نہیں کرتی، بلکہ اسی قوم میں سے ایک بیوہ نے ایک نور باف مسلمان سے اپنا نکاح کر لیا ہے، تو اس کو اس بات پر ذات سے نکال دی ہے۔ ان میں سے کون سی عورت قابل، ذات سے ڈالنے کی ہے؟

جواب: جس عورت نے مسلمان سے نکاح کر لیا ہے، اس کا ذات سے ڈالنے والا گنہگار ہے۔ اور جو عورت کہ سے خراب ہے، اس کو برادری میں رکھنا نہیں چاہئے اور جو رکھتے ہیں وہ گنہگار ہیں۔ فقط

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(فیض رشیدیہ ص ۲۲)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۴۴۲) بت پرست کو مسلمان بنا کر شادی کرنا جائز ہے، یا نہیں؟

سوال: ایک بت پرست عورت اپنے شوہر کو چھوڑ کر ایک مسلمان شخص کے ساتھ چلی گئی، اور اس مسلمان نے اس عورت کو مسلمان کیا، اور بعد مسلمان ہونے کے اس عورت سے نکاح کیا۔ سو یہ عورت اس حالت میں مسلمان ہوئی یا نہیں، اور اس عورت کا نکاح مرد مسلمان سے درست ہوا، یا نہیں؟

الجواب: صورت مسئولہ میں وہ عورت مسلمان ہو گئی، اور نکاح اس کا مرد مسلمان سے درست ہے۔ جب اس کو تین حیض آجاویں، اور بصورت نہ آنے حیض کے تین ماہ گذرنا شرط ہے، پس نکاح اس مدت سے قبل درست نہیں ہے۔ اور تین حیض یا تین ماہ، بصورت عدم حیض گذرنے سے قبل مسلمان نے اس عورت سے نکاح کیا، تو وہ نکاح منعقد نہیں ہوا، بعد آنے تین حیض کے، یا بصورت عدم حیض، بعد گذرنے تین ماہ کے، نکاح کیا جاوے۔ قال الشامی

فاذا مضت هذه المدة صار مضيها بمنزلة تفريق القاضي الخ(۱) ص ۳۹۰ ج ۲۔

الجواب صحیح عزیز الرحمن عفی عنہ — کتبہ رشید احمد عفی عنہ

فتاوی دار العلوم دیوبند۔ مرتبہ مولانا مفتی ظفیر الدین احمد صاحب

ص ۲۸۹۔۲۹۰، ج ۷ (طبع اول ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء)

(۴۴۳) چار سے زائد باندیاں رکھنے اور ان سے مباشرت کرنے کا حکم؟

سوال: ایک شخص کو چار سے زیادہ باندیوں سے، جو جہاد میں سے ملی ہوں نکاح کرنا، یا بدون نکاح مباشرت جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: جو باندیاں شرعاً باندیاں ہیں، ان سے ہزار سے بھی مباشرت جائز ہے اور اپنی باندی سے نکاح ناجائز ہے۔ واللہ اعلم۔

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(فتاوی رشیدیہ ص ۲)

(۴۴۴) شوال کے مہینہ میں نکاح کرنا؟

مسئلہ: درمیان عیدین کے نکاح کرنا سنت و موجب برکت ہے، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے شوال میں ہوا، اور حضرت عائشہ صدیقہ اپنے عزیزوں کا نکاح شوال میں کیا کرتی تھیں۔ پس اس نکاح کو منحوس جاننا جہل و فسق ہے اور سنت نبوی سے مخالفت اور عداوت ہے، ایسے اقوال بے ہودہ سے توبہ پر ضرور (۲) ہے۔ ورنہ فعل سنت کے برا جاننے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے، اور کبھی

(۱) شامی کتاب نکاح الکافر، مطلب الصبی والمجنون لیسا باهل لایقاع الطلاق ص ۳۹۰ ج ۲ مطبع مجتبائی دہلی ۱۲۹۹ھ۔ نیز شامی باب مذکور ج ۳ ص ۱۹۰ دار الفکر بیروت ۱۳۸۶ھ/۱۹۶۶ء، نیز شامی ج ۲ ص ۱۳۲۲ [illegible] مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ ۱۳۹۹ھ۔ [نور]

(۲) پر ضرور: نہایت ضروری۔ [نور]

toobaa-elibrary.blogspot.com

بات سخت احمق جاہل بکتا ہے، عالم ایسی بات ہرگز نہیں کہتا۔ واللہ اعلم۔

رشید احمد گنگوہی

(مجموعہ کلاں ص ۴۲)

(۴۴۵) نکاح کے وقت، اگر بعض ولی راضی نہ ہوں تو؟ **سوال:** لکھا ہے کہ تھوڑے سے ولیوں کا راضی ہونا، ایسا ہے جیسا سب کا راضی ہونا، اس کا کیا مطلب ہے۔ آیا درصورت موجودگی ایک ولی مقدم کے دوسرے ولیوں کو بھی اختیار ہوتا ہے اور بحالت موجودگی کل ولیوں کے، اگر ایک یا دو ولی ایک جگہ رضامند ہو کر نکاح کردیں، اور سب کے سب ولی ناراض ہوں، تو یہ بھی ہو سکتا ہے۔ جو کچھ مطلب ہو تحریر فرمادیں۔

جواب: یہ اس صورت میں ہے کہ جب اور اولیاء موجود نہ ہوں، اور اگر سب اولیاء موجود ہوں اور پھر بعض راضی ہوں، بعض ناراض، تو اس وقت میں بعض کی رضا معتبر نہ ہوگی، بلکہ اور کسی صورت سے ترجیح دی جاسکے گی، حاکم وغیرہ کے ہاں پیش کرکے۔ واللہ اعلم

(بدست خاص ص ۵۱)

(۴۴۶) شادی کیلئے داماد سے رقم طے کر لینا کیسا ہے؟ **سوال:** بعضے آدمی اگر اپنی لڑکی کا کسی سے نکاح کرتے ہیں، تو اس سے یعنی داماد سے کچھ روپے لینے مقرر کر لیتے ہیں، اور تاوقتیکہ وہ مبلغان معہودہ ادا نہ کئے جاویں، تو نکاح نہیں کرتے۔ تو شرعاً اپنی دختر پر کچھ لینا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: یہ روپیہ لینا حرام ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

(بدست خاص ص: ۵۵)

(۴۴۷) نکاح کے وقت تجدید ایمان، اور کلمہ پڑھانے کا معمول؟ **سوال:** کلمہ پڑھنا اور خطبہ پڑھنا بروقت نکاح، باوجود عیاں ہونے اسلام کے، کون سی حدیث سے ثابت ہے۔

جواب از انبالوی: کلمہ پڑھانا اور خطبہ پڑھنا نکاح میں بہت خوب اور مرغوب ہے، کلمہ پڑھانا مستحب ہے، احتیاطاً، بموجب حدیث شریف:

جددوا ایمانکم بقول لا الٰہ الا اللّٰہ (۱) اپنے ایمان لا الٰہ الا اللہ کے ذریعہ تازہ کرتے رہا کرو۔

اور خطبہ پڑھنا مناسب ہے، چنانچہ حدیثوں میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے، وقت نکاح حضرت فاطمہؓ کا خطبہ پڑھا ہے، کتب میں مسطور ہے۔ فقط.......... جواب انبالوی تمام شد

جواب از حضرت گنگوہی تردید جواب بالا: خطبہ وقت نکاح لاریب مسنون ہے، مگر مسلمان کو کلمہ پڑھانا

---

(۱) ولفظہ عند الامام الاحمد: جددوا ایمانکم، قیل یارسول اللہ وکیف نجدد ایماننا" قال "اکثروا من قول لا الہ الا اللہ، مسند الامام احمد، مسند ابی ھریرۃ، ص: ۳۵۹، ج: ۲ [دار الفکر بیروت ۱۹۷۸ء/۱۳۹۸ھ] نیز ص ۲۹۵ ج ۸ [نسخہ محمد شاکر، مسند ابی ھریرۃ، رقم الحدیث: ۸۶۹۵ [دار الحدیث، القاھرۃ ۱۹۹۵ء] [انور]

toobaa-elibrary.blogspot.com

کسی حدیث سے ثابت نہیں ہوا، اور نہ کچھ حاجت و ضرورت مسلمانوں کو کلمہ پڑھانے کی ہے۔ نہ نکاح اس پر موقوف ہے۔ سو کلمہ پڑھنے کو مستحب لکھنا، عجب بات ہے، کیونکہ اصطلاح فقہ اور اصول فقہ میں مستحب اس امر کو کہتے ہیں، کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دو بار اس کو کیا ہو، سو چونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل نکاح گاہ، اس کا کرنا قولاً فعلاً ثابت نہیں ہوا، تو پھر مستحب کے کیا معنی؟ شاید مجیب علم فقہ اور اصول فقہ سے واقف نہیں ہیں، سنے سنائے مسئلوں میں لفظ مستحب کا یاد کرلیا ہے۔

سائل یہ بھی پوچھتا ہے کہ قبل نکاح، بوجہ نکاح کلمہ پڑھانا، کس کتاب سے ثابت ہے، اور حدد وا الخ جو مجیب نے نقل کی ہے، مجیب پر واجب ہے کہ صحیح سند اس حدیث کی، اور نقل اس کی کتب معتبرہ حدیث سے، موافق قواعد محدثین اور فقہاء، اور علماء کے کریں، یا سند اس کی معتبر ہو کہ اس میں کلام کیا جائے، ورنہ پھر ایسے دعوی کی باتیں نہ فرماویں، اور جو یہ سائل اپنے اجداد کا نہ دیں، کہ اجداد مجیب کے اقوال ان پر ہی حجت ہوں گے، علماء کے نزدیک حدیث کے باب میں بجز محدثین معتبرین، کسی کا قول معتبر نہیں ہوتا۔ واللہ تعالی اعلم

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مجموعہ کلاں ص ۶۲ ۶۳)

(۳۲۸) نکاح میں چھوارے لٹانے کی روایت صحیح نہیں: مسئلہ: خرما لٹانے کی حدیث صحیح نہیں اور اس میں اندیشہ تکلیف حاضرین کا ہے، لہذا نہ کرے۔

(مجموعہ فرخ آباد ص ۴۳)

(۳۲۹) محفل نکاح میں کس قسم کا دف بجانے کی اجازت ہے؟ مسئلہ: اعلان نکاح کے واسطے دف کا بجانا درست ہے، بشرطیکہ جھانجھ دار نہ ہو، قال فی مسند الإمام من السراجی:

"مضائقہ نیست شب عروس زدن دف بنا بر اعلان نکاح، وقتیکہ جلاجل دار نہ باشد" انتہی (۱)	ترجمہ: رخصتی کی رات اعلان نکاح کے خیال سے دف بجانے میں حرج نہیں ہے جب تک اس میں گھونگرو [جھانجھن] نہ ہوں۔

---

(۱) اصل میں ای طرح ہے مگر اس عبارت اور اس میں مذکور حوالوں میں کچھ غلطی ہوئی ہے۔ [illegible] اس سلسلہ میں مسند الامام سے فتاوی سراجیہ میں نقل کیا گیا ہے تو وہ [illegible] [illegible] [illegible] مسند [illegible] کتاب ہے اور فتاوی سراجیہ فقہ و مسائل کی۔ اگر سراجیہ سے اس کو نقل کیا ہے تو وہ [illegible] مسند نہیں۔ آخری بات یہ ہے کہ [illegible] کی عبارت فارسی میں نہیں ہو سکتی [illegible] عربی میں ہونا چاہئے تھا، اس فارسی اقتباس سے یہ لگتا ہے کہ یہ متاخرین [illegible] کی ہندوستانی عالم کی تحریر کا اقتباس ہے، غلطی سے اس پر مسند الامام اور سراجیہ لکھا گیا۔ فقط واللہ اعلم (نور)

toobaa-elibrary.blogspot.com

باقی جمیع آلات معازف ومزامیر، خورد وکلاں، خواہ ہاتھ سے بجائے جائیں یا منھ سے حرام، اور اس کی اجرت بھی حرام ہے، اور ایسی مجلس میں جانا بھی حرام ہے، یہی مذہب تمام فقہاء کا ہے۔ قال فی الهداية

"ولایجوز الاستئجار على الغناء والنوح و كذا سائر الملاهي. لأنه استيجار على المعصية، و المعصية لاتستحق بالعقد" انتهى(۱)

"وقال سيدنا قطب الأقطاب الشيخ عبد القادر جيلاني في غنية الطالبين هذا إذا كان خالياً عن منكر كالطبل و الزمار، و العود، و الناى، و الدنانب، و المعارف ، والطنابر، و الشبى، و الشبابة، و الذى يلعب به الترك فان حضر منكم لايجلس هناك لان جميع ذلك حرام" (۲)انتهى

قال فى الحمادية. قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "ان الله كرّه لكم الخمر و الميسر و المزمار و المعارف والكوبة" (۳) الحديث

فقط رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ کلاں ص۸۴۔۸۵)

(۳۵۰) کیا دف صرف نکاح کیلئے مباح ہے؟ **سوال:** دف کی اباحت خاص نکاح کے وقت ہے، یا ہر وقت؟

جواب: خصوصیت نکاح کی نہیں ہے۔ واللہ اعلم

(مجموعہ ص ۸)

(۳۵۱) شادیوں کی چند رسومات کا حکم؟ **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل کے

سوال اول: ایک قوم نے باہم ایسا اتفاق کر رکھا ہے، کہ ہماری برادری میں جب کسی کے یہاں کوئی تقریب شادی وغیرہ کی ہوا کرے، تو خواہ وہ یتیم ہو یا غریب ہو، یا مالدار ہو، کیسا ہی ہو، اس کو برادری کی چند بھاجی مقررہ پنچایت، جس جس قدر جس جس چیز کی مقدار مقرر ہے، ادا کرنی ہوگی۔ اگر ان اشیاء مقررہ میں سے کسی چیز کی کمی ہو، تو اس کو منظور نہیں کرتے اور نہیں لیتے، اگر اس میں مقدور نہیں ہو، تو بھی بغیر ادا کئے، ان رسومات کے یعنی بھاجی مقررہ کے، کوئی تقریب شادی وغیرہ کی کریوے تو برادری سے، اس کا حصہ بھاجی وغیرہ کا سب بند کر دیتے ہیں، تاوقتیکہ وہ بھاجی مقررہ کو، جو بمنزلہ قرض متصور ہے، اپنے ذمہ سے ادا نہ کریوے۔

---

(۱) الهدایه باب الاجارة الفاسدة ص۳۰۱ ج۳ مع مطابع، نیز باب الاجارة الفاسدة ص ۳۰۳ ج ۳۔

(۲) غنیۃ الطالبین

(۳) فتاوی حمادیہ ص۵۵

toobaa-elibrary.blogspot.com

اور یہ بھی دستور مقرر رکھا ہے، جب کوئی شخص شادی کرکے دلہن کے گھر آتا ہے تو اس سے چالیس روپیہ نقد برادری لیتی ہے اور چار روپیہ نقد ما مستورات برادری کی لیتی ہیں، اور اس روپیہ کا حصہ پاکر سب برادری کے آدمی کھاتے ہیں اور اس چار روپیہ کو عورتیں باہم تقسیم کرلیتی ہیں، اور جب تک یہ روپیہ اہل جانب سے ادا نہ کیا جاوے، تب تک دلہن کو وداع یعنی رخصت نہیں کرتے۔

ان وجوہات مرقومہ بالا کو ایک شخص برادری کا منع کرتا ہے، اور کہتا ہے کہ ان رسومات کو بند کردینا چاہئے، بلکہ یوں چاہئے کہ جس بھائی کو جو میسر آوے، وہ برادری کو کھلاوے، یتیم و غریب سے چندہ لینا چاہئے، بلکہ وہ قابل معافی ازروئے حکم شرع شریف کے ہے، اس پر برادری کے لوگ ناراض ہوتے ہیں، ان امورات مرقومہ بالا میں شرعاً کوئی قباحت نہیں ہے، یہ برادری کا دستور ہے، دینا اور لینا اس میں سب برابر ہیں، جواب مفصل تحریر فرمائیں۔ بینوا توجروا۔ فقط

جواب (۱) یہ دستور بالکل موقوف کرنے کے ہے، جو کوئی بلاقید برادری کو دیتا ہے، وہ بوجہ فرحت وسرور کے ضیافت کرتا ہے، یہ قرض نہیں اور جو قرض جان کر دیتا ہے، تو حلال نہیں۔ کیونکہ قرض میں مماثل یعنی برابری شرط ہے، اور یہاں کبھی زیادہ لیا اور کبھی کم دیا، خصوصاً اس کے ہوگیا، اور پھر یتیم کا مال اس طرح کھانا حرام ہے، اور وہ نہ محل قرض لینے کا ورنہ دینے کا، پس بے شک یہ رسم حرام ہے اور اس پر موکد ہونا بھی سخت نازیبا ہے اس کو ترک کرنا واجب ہے۔

فقط، واللہ اعلم

رشید احمد

جواب (۲) انسداد رسوم مذکور کا جب تک نہ ہوگا، رخنہ دین شرعی میں سخت رہے گا، جلد ان رسوم کو بند کرنا چاہئے، ورنہ سب برادری قیامت میں ماخوذ ہوگی۔

قال اللہ تعالی ما اتاکم الرسول فخذوہ و ما نہاکم عنہ فانتہوا الخ (الحشر:۷) اور جو دے تم کو رسول سو لے لو اور جس سے منع کرے سو چھوڑ دو۔ (ترجمہ شیخ الہند)

واقعی ایسی رسم نامشروعہ کو مٹانا اور موقوف کرنا، بڑے ثواب کا کام ہے۔ فقط

فقیر محمد حسین دہلوی — حبیب احمد سہارنپوری — سید محمد نذیر حسین دہلوی ۱۲۸۱ھ

رحیم بخش خاں پانی پتی — محمد رحمت اللہ — حفیظ اللہ

اصاب من اجاب محمد مراد عفی عنہ، مدرس مدرسہ اسلامیہ عربیہ مظفر نگر۔

یہ رسم بوجوہات مذکورہ سابقہ قابل موقوف کرنے کے ہے، اور اگر دکھلاوے اور نام آوری کے سبب سے ہے تو بھی حرام ہے، واللہ اعلم حررہ محمد راغب اللہ عفی عنہ پانی پتی ۱۲۹۴ھ

toobaa-elibrary.blogspot.com

بے شک یہ رسوم جو فی زمانہ مروج ہیں اور ان کو جہال نے ضروری سمجھ رکھا ہے، عام ہیں کہ شادیوں میں ہوں یا غمی میں، قابل موقوف کرنے کے ہیں۔ خصوصاً مال یتیم کا کھانا خواہ کسی طرح ہو حرام ہے۔ پس ان سے اجتناب ضروری ہے۔ فقط

عبدالرشید رام پوری　عبدالسلام پانی پتی

فی الواقع ایسے امور خلاف شریعت کا چھوڑنا ضروری ہے۔ ہذا ہو الحق　محمد عبد الحق

اجاد من افاد　ابو جمیل عفی عنہ　وجدتہ صحیحۃ　العبد فیاض الدین

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم النكاح من سنتي فمن رغب عن سنتي فليس مني (۱)

اس حدیث سے صاف جاننا چاہئے کہ نکاح امور شریعت سے ہے، اور امور شریعت میں تابعداری شریعت کی شرط ہے۔ پس جو امر اس میں خلاف شرع واقع ہو، خواہ بطریق زیادتی یا بطریق کمی، وہ بدعت ہے اور جب بدعت امور شرعیہ میں آجاتی ہے، تو خواہ مخواہ سنت میں فرق آجاتا ہے۔ پس اس بدعت کا محو کرنا اور مٹانا فرض ہو جاتا ہے۔

حررہ العبد الذلیل محمد اسماعیل عفی عنہ مدرس مدرسہ فتحپوری　العبد محمد سعید

قال الله تعالى: إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا ۖ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا (النساء: ۱۰)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تحقیق جو لوگ کھاتے ہیں مال یتیموں کے ظلم سے، سوا اس کے نہیں کہ کھاتے ہیں بیچ پیٹوں اپنے کے آگ، اور جلتے جاویں گے وہ آگ میں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مال یتیم کا غمی شادی وغیرہ میں کسی طرح کھانا جائز نہیں، بلکہ حرام ہے۔ فقط

عبدالکریم واعظ سڑک کیرانوی۔

الجواب صحیح　حدیث صحیح میں وارد ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی شخص کھانا یا اور کوئی کام کرے اس نیت سے کہ میرا نام ہو، یا اللہ تو اس کو قیامت میں ذلیل کیجئے۔ غرض شہرت اور نام کیلئے جو کام کوئی آدمی کرے، وہ سب حرام ہے۔ یہ کل رسمیں فقط واسطے دکھلاوے کے ہیں، حرام ہیں۔ راقم عبدالکریم واعظ سڑک (کیرانوی)

(الیوش رشیدیہ ص ۲-۳-۴)

---

(۱) عن عائشة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم النكاح من سنتي فمن لم يعمل بسنتي فليس مني وتزوجوا فإني مكاثر بكم الأمم ومن كان ذا طول فلينكح ومن لم يجد فعليه بالصيام فإن الصوم له وجاء (ابن ماجه ابواب النكاح باب ما جاء في فضل النكاح ص ۱۳۴ ج ۱، مطبع فاروقی دهلی؛ سنن ابن ماجه باب مذکور ج ۳ ص ۵۳ رقم ۱۸۴۶ بتحقیق علامه شعیب الارنووط [دار الرسالة العالمية دمشق ۱۴۳۰ھ ۲۰۰۹ء]

دوسری حدیث شریف کے مضمون سے متعلق یہ ہے: من أحب سنتي فهو مني ومن رغب عن سنتي فليس مني (ابن عساکر عن ابن عمر، کنز العمال رقم الحدیث ۹۳۴ ص ۹۳ ج ۱، موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۴۰۵ھ)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۳۵۲) جس مجلس نکاح میں ناچ رنگ ہو، اس میں شرکت؟ سوال: (الف) ناچ رنگ و محفل میں ناچ رنگ بند کر کر نکاح خوانی کے واسطے جانا درست ہے، یا نہیں؟ فتویٰ کیا ہے اور تقویٰ کیا ہے؟ جس شادی میں ڈھول وغیرہ ممنوعات شرعیہ ہوں، اس میں عورتوں کو شریک ہونا، اور دوسرے مکان میں رہنا، کہ وہاں سے ڈھول وغیرہ کی آواز کرتی ہو، جائز ہے، یا نہیں؟

(ب) بعض دیار میں بعد نکاح زوج کے، زوجہ کا دوبارہ نکاح پڑھتے ہیں، درست ہے، یا نہیں۔ اجرت نکاح خواہ طلب یا بغیر طلب، درست ہے، یا نہیں؟

جواب: محفل فسق وفجور میں جانا حرام ہے، گر اس وقت وہ معصیت موجود ہو، اور ایسی صورت میں کہ اس کے جانے سے بند ہو جاوے، یا یہ حیلہ جانا کہ میرے رہنے تک بد کام سے بچیں گے، مباح ہو تو عجب نہیں۔ ورنہ یہ بھی کراہت سے خالی نہیں، اگر مناہی کی جگہ جاوے، تو واجب ہے کہ منع کرے، جو نہ مانے، آپ اُن سے جدا ہو جاوے۔

فلاتقعد بعد الذكرى مع القوم الظّالمين (الانعام:۶۸) — تو مت بیٹھ یاد آ جانے کے بعد ظالموں کے ساتھ (ترجمہ شیخ الہند)

تقویٰ کا یہ محل ہے، بفتویٰ سے بھی مجلس فسق میں جانا درست نہیں، مگر بحیلہ مذکورہ بالا عورتوں کو بھی مجلس مناہی میں جانا حرام ہے، اگرچہ دوسرا مکان ہو۔

ایجاب وقبول زوجین میں ہوتا ہے، پھر مکرر عورتوں میں اس کی نقل کرنی بیہودہ حرکت ہے، اور غیر مشروع امر ہے۔

قاضی کو برضا نکاح خوانی لینی درست ہے، اور اتحاد کے موقع پر برضا زیادہ، تنگی بھی درست ہے۔ ( )

(مجموعہ جدید فتاویٰ ص:۳۱۲)

(۳۵۳) جس مجلس میں ناچ گانا ہو، اس کے شرکاء اور اس نکاح کا حکم؟ بعد سلام مسنون مطالعہ فرمایند جس مجلس میں ناچ وغیرہ فسق کے امور ہوں، اس کے سب شریک فاسق وگنہ گار ہوتے ہیں اور نکاح اس جلسہ کا درست ہوتا ہے، اگرچہ وہ سب فاسق ہیں۔ پس اس نکاح سے قربت حرام نہیں ہوئی، بلکہ حلال ہے۔ تجدید نکاح کی ضرورت نہیں، اگر احتیاطاً دوبارہ نکاح کر لیوے، بہتر ہے، ورنہ ضرورت نہیں، اور سب اولاد حلال ہوئی ہے، اور اوپر لکھا گیا کہ ایک مجلس کے شرکاء سب فاسق ہوتے ہیں۔ فقط۔ والسلام (مہر) از بندہ رشید احمد گنگوہی

(مجموعہ کلاں ص۲۰۶)

[illegible] (نور)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۴۵۴) جس شادی میں خلاف شرع کام ہوں، اس میں شریک ہونا؟ **سوال:** شادی میں محفل رقص وغیرہ ہووے، یا نقارہ وغیرہ بجتے ہوں، یا ایسی محفل ہو ایسی شادی میں جیسے طعام یا نیوتہ وغیرہ دینے میں شریک ہونا جائز ہے یا نہیں؟ اور کھانا ایسی شادی کا تناول کرنا درست ہے یا نہیں؟ اور چھوہاروں میں میوہ وغیرہ سے جانا کیسا ہے، آیا جائز ہے یا ناجائز؟

جواب: جس شادی میں خلاف شرع (۱) امور ہوویں اس میں شریک ہونا منع ہے، اگر مجلس خاص میں نہ ہو کہ فساق سے بمداہنت ملنا اور ان کا معاون ہونا خود حرام ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(مجموعہ کلاں ص۱۰۰-۱۰۱)

(۴۵۵) سہرا خواص ہنود کا طریقہ ہے، اس لئے منع ہے: **سوال:** بعض اشخاص کہتے ہیں کہ شادی میں سہرا باندھنا، ہندوستان میں مسلمانوں کا دستور ہے۔ ہنود (و) کفار کا دستور پہلے اور ہے، وہ سہرا نہیں باندھتے ہیں۔ اس صورت میں سہرا باندھنے کی حرمت پر کیا دلیل ہے؟

جواب: جو سہرا خواص کفار کا تھا، ہنود سے مسلمانوں نے لیا (ہے) تشبیہ حرام ہے۔

رشید احمد عفی عنہ

(مجموعہ فرخ آباد ص۳۴)

(۴۵۶) دلہن کی منہ دکھائی لینے کا حکم؟ **سوال:** ملک بنگال میں دستور ہے کہ جب دولہن کو اپنے گھر میں لاتے ہیں، دو چار عورتیں مثل نانی، دادی وغیرہ، ایک برتن میں شیرینی ہر دو کو قبل خلوت صحیحہ کھلاتی ہیں، اور دولہا سے بعوض شیرینی دو چار روپیہ منھ دکھائی لیتی ہیں، یہ فعل جائز ہے، یا نہ؟ اور وہ دولہن مالک روپیہ ہوئی یا نہیں؟

جواب: یہ سب رسوم اور ان کا ضروری جاننا بدعت ہے، اس کا ترک کرنا ایسی حالت میں ضروری ہے، فقط۔

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ کلاں ص۴۹-۵۰)

(۴۵۷) شادی کے وقت مسجد کیلئے زبردستی پیسے لینا؟ **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ ایک قوم نے اپنی برادری میں یہ رسم مقرر کی ہے، ہر شخص کی شادی میں خواہ وہ امیر ہو یا غریب یا یتیم، دولہا سے دس روپیہ اور دولہن سے چار روپیہ لیتے ہیں، اور اس روپیہ کو مسجد میں صرف کرتے ہیں۔ سو اس طرح لینا اور لے کر مسجد میں صرف کرنا، از روئے شریعت درست ہے، یا نہیں؟ اور جب تک روپیہ نہیں لیتے، تب تک دولہا دولہن کی شادی میں شامل نہیں ہوتے، اور جب لڑکا پیدا ہوتا ہے، آٹھ آنہ لیتے ہیں، وہ بھی مسجد میں صرف ہوتا ہے۔ بینوا توجروا۔ فقط

---

(۱) اصل میں سہو قلم سے مشروع لکھا ہوا ہے، جو کہ معنی کے اعتبار سے غلط ہے، درست ہے (م)

toobaa-elibrary.blogspot.com

جواب [illegible] شادی میں [illegible] پیدا ہوا [illegible]
[illegible] بعد میں صرف کرنا بھی درست نہیں [illegible]
[illegible] حرام ہے۔ فقط — رشید احمد عفی عنہ

([illegible])

(۴۵۸) شادی کے موقع پر رت جگا کرنا؟

سوال: ہماری برادری میں ایک رسم رت جگا کی ہے، [illegible] عورتیں ایک مکان میں جمع ہو کر رات [illegible] جس کا مضمون [illegible] اس کا نام رت جگا [illegible] اور عورتوں کا جمع ہونا [illegible] رت جگا میں اپنی عورتوں کو بھیجنا جائز ہے یا نہیں، اور جو کوئی اپنی عورتوں کو [illegible] رت جگا میں جانے [illegible] گنہگار ہوتا ہے یا نہیں؟

اور [illegible] برادری [illegible] رت جگا [illegible] اپنی عورت [illegible] موقوف کر دینے [illegible] جب عورتوں [illegible] جائز نہیں تو کیا [illegible] درست ہے؟ [illegible] موقوف کر دینے کے بعد [illegible] جو کوئی اپنی عورت [illegible] نہیں [illegible] برادری سے خارج [illegible] شامل ہونا جائز ہے؟

جواب: رت جگا حرام ہے [illegible] اس میں فتنہ کا اندیشہ ہے [illegible] رسم [illegible] اس رسم کا [illegible] واجب ہے [illegible] درست نہیں [illegible] ان کو فہمائش [illegible] واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر رشید احمد عفی عنہ

([illegible])

(۴۵۹) طوائف کی آمدنی سے نکاح خوانی لینا؟

سوال: قاضی کو طوائف سے ایسی صورت میں [illegible] پاس بجز مال حرام [illegible] نکاح خوانی لینا جائز ہے یا نہ؟

جواب [illegible] نکاح خوانی لینا بھی حرام ہے۔ فقط

([illegible])

[illegible]
[illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۴۶۰) ولیمہ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

سوال [illegible] اور یہ کھانا کن لوگوں کو کھانا جائز ہے۔ کھانے کے [illegible] مصرف مذکور شرعاً جائز ہے [illegible]

جواب [illegible] مستحب ہے، نہ فرض نہ واجب، قال النووی

الاصح عند اصحابنا انها سنة مستحبة [illegible]

اور یہ طعام دوستوں اور [illegible] البسبب سرور کے، کہ اغنیاء و فقراء اس میں سب [illegible] فقر [illegible] علیہ السلام

شر الطعام طعام الولیمة یدعی لها الاغنیاء و یترک لها الفقراء [illegible]

ترجمہ [illegible] بلایا جائے۔ [ت، نور]

[illegible] تک مستحب ہے [illegible] محض شکریہ اور مستحب جانے [illegible] فخر [illegible] اس میں نہ ہووے۔ [illegible] چنانچہ حدیث شریف ہے

لاتقبلوا دعوة المتباهين یعنی فخر کرنے والوں کی دعوت کو قبول مت کرو۔

[illegible] کا پکانا اور دعوت [illegible] پہنچے، تب بھی [illegible] ہو جاتا ہے۔ لقوله تعالی

ومن يتعد حدود الله فاولئك هم الظالمون [illegible] (۲۲۹) [illegible] ہوئی حدود [illegible]

امر مندوب کو [illegible] واجب جیسا معاملہ کرنا حرام اور ظلم ہوا، اور اذیت دینا [illegible] ترک مندوب پر حرام ہے۔ پس ایسی حالت میں یہ ولیمہ مستحب نہیں، بلکہ طعام فخر اور حرام ہے، اور یہ قید [illegible]

(۱) [illegible]

(۲) [illegible] رواه البخاری فی کتاب النکاح [illegible] فقد عصى الله و رسوله [illegible] قال رسول الله صلی الله علیه وسلم شر الطعام طعام الولیمة یدعی لها الاغنیاء و یترک الفقراء و من ترک الدعوة فقد عصى الله و رسوله [illegible] مشکوٰۃ شریف [illegible] المطابع [illegible] مشکوٰۃ شریف رقم الحدیث [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

تو ضروری جانا جاوے، یہ بھی بدعت ہے۔ اگر اس روپیہ سے تعزیہ و لہو و لعب بنایا، تو سخت حرام کیا، کہ حکم حدیث کا ہے۔

کل لھو باطل (۱) یعنی سب کھیل حرام اور باطل ہیں۔

اور جو مسجد بنائی وہ بھی مسجد نہیں ہوئی، کہ رسم کے روپے سے رسم کا مکان بنایا ہے، مسجد اس روپے سے درست ہوتی ہے، کہ خالص حق تعالیٰ کے واسطے ہو

لقوله تعالیٰ و ان المساجد لله — اور یہ کہ مسجدیں اللہ کی یاد کے واسطے ہیں۔

(سورہ جن آیت نمبر ۱۸) (ترجمہ شیخ الہند)

یہ مسجد برادری کے دباؤ کی ہے، نہ کہ حق تعالیٰ کے واسطے خالصاً۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (مجموعہ کلاں ص ۲۲۹)

(۴۶۱) ولیمہ واجب نہیں، مسنون ہے، اس کیلئے خاص دن کی تعیین نہیں: ولیمہ واجب کسی روز نہیں، بلکہ احق ہے پہلے اور دوسرے دن، دونوں دن، اور تیسرے روز اگر نیت ریاء ہو حرام ہے اور جو لعبۃ للہ مثل پہلے روز کے ہو، مباح ہے۔ اور جو ریاء سے پہلے دن ہو وہ بھی حرام ہے، تیسرے روز کو ریاء کا طعام فرمانا باعتبار عادۃ اکثر الناس کے ہے، ورنہ اچھی نیت سے جب تک چاہے کرے اور جس قدر مقدور ہو وہی کر دیوے۔ سب دوستوں کو اور اقارب کو جمع کرنا ضروری نہیں، اور شکم سیر کرنا بھی ضروری نہیں، جو کچھ میسر آوے وہی کافی ہے، اور جب تک بشاشت نکاح ہے، اس وقت تک ولیمہ مباح ہے، پھر ولیمہ نہیں ہوتا فقط۔ ضیافت بھی مباح ہے، ثواب ولیمہ کا نہ ہوگا۔

(مجموعہ فرخ آباد ص ۴۴۳)

(۴۶۲) نابالغ لڑکی اور لڑکے کو نکاح فسخ کرنے کا اختیار کب تک ہے؟ مسئلہ: دادا اور باپ کا کیا ہوا اس کا نکاح فسخ نہیں ہوسکتا، سوائے اس کے چچا ماموں وغیرہ نے اگر نکاح دختر صغیرہ کا کر دیا، تو بفور بالغ ہونے کے اگر دختر نے کہہ دیا کہ میں نکاح سے راضی نہیں فسخ کرتی ہوں، تو قاضی نکاح اس کا فسخ کرسکتا ہے، اور جو ذرا سی دیر سکوت کیا، تو پھر فسخ نہیں ہوسکتا۔ اور پسر مختار ہے، جب چاہے طلاق دیوے اس میں حاجت فسخ نہیں ہے۔ اور جب لڑکا لڑکی بعد بلوغ کے چند روز چپ رہے، تو دختر تو فسخ سے عاجز ہے، مرد جب چاہے طلاق دیوے۔ فقط

رشید احمد گنگوہی (مجموعہ کلاں ص ۲۲۹)

---

(۱) امام بخاری علیہ رحمۃ نے ان الفاظ سے ساتھ باب تو قائم کیا ہے لیکن حدیث پیش نہیں کی۔ بخاری شریف کتاب الاستئذان باب کل لھو باطل اذا شغله عن طاعة الله ص ۹۳۲ ج ۲ باب ۵۲، مکتبة الاصلاح مرادآباد، ۱۴۱۵ھ] بیر بخاری ج ۳ ص ۵۵، حدیث ۶۳۰۱، ص ۳۰۲ ھ بیر قال الحافظ فی الفتح اخرجه احمد والاربعة وصححه ابن خزيمة والحاكم فتح الباری ص ۹۱ ج ۱۱ مکتبه دار الفیحاء دمشق) [انور]

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۴۶۳) کسی عورت کے متعلق بیوی ہونے کے دعوی کا حکم؟

اگر شاہدین مدعی سے بیان سے عقد ثابت نہ ہو تو یہ دعوی تو لغو ہوا، اب قبضہ موجب ضمان سے کا، جب وقت سے تصرف مدعی سے میں اس عورت کو لے گیا ہوں، تو قبضہ کا مقر ہوا، مگر یہ کہنا کہ یہ میری منکوحہ تھی قید کا تاکہ یہ بیچ متعلق قبضہ سے خلاف، کیونکہ مطلق قبضہ سے قبضہ صحیح ہی سمجھا جاتا ہے، تو بعد اقرار قبضہ مدعی سے، اپنی منکوحہ ہونا دعوی کرتا ہے، تو اس کا ثبوت نہیں، لہٰذا قبضہ مدعی میں عورت کا رہنا چاہئے۔ اس کی نظائر کتب فقہ میں دیکھو، معلوم ہو جاوے گی۔

مثلاً کوئی شخص کہے کہ فلاں شخص سے یہ شے میں نے لی ہے، مگر میری اس کے پاس امانت تھی، اگر امانت ہونے و مبرہن نہ کریں، تو یہ قول زید اس کا رد ہوتا ہے، اور شے واپس دلائی جاتی ہے۔ فقط

(مکتوب حضرت گنگوہی، بنام مولانا خلیل احمد سہارنپوری مکتوب ۳)

(۴۶۴) عورتوں کو فروخت کرنے کی ایک ناجائز بری رسم اور اس کا گناہ؟

سوال: کیا ہندوستان کے نوربافوں میں دستور ہے کہ جب بعض نورباف تنگ دست ہوتا ہے، یا اس کی عورت اس کا کہنا نہیں مانتی، تو وہ نورباف اپنی زوجہ کو، مبلغ سو یا اسی روپیہ کو کل برادری کے سامنے دوسرے شخص کو فروخت کر دیتا ہے، برادری اسی وقت اس کی عورت سے جبر اً مہر معاف کرا کے، طلاق نامہ لکھوا کر، اسی وقت دوسرے نورباف سے نکاح کر دیتے ہیں۔ اس صورت میں روپیہ خاوند کو لینا درست ہے، یا نہیں؟ اور نکاح اس وقت ہو جاتا ہے یا بعد تین حیض کے، اور برادری روپیہ دلوانے والے دوسرے خاوند کو، اور نکاح اس وقت پڑھوانے والے اور پڑھنے والے گنہگار ہوتا ہے، یا نہیں؟

جواب: یہ عورت کا بیع کرنا جہل اور حماقت ہے، یہ تو اختیار شوہر کو ہے کہ زوجہ کو طلاق دیوے، مگر طلاق کا عوض دوسرے شخص سے لیوے، یہ درست نہیں کہ روپیہ لے کر عورت اس کو دیوے، یہ بالکل معاملہ باطل ہے۔ لہٰذا یہ روپیہ لینا درست نہیں اور نہ اس وقت نکاح دوسرے شخص سے ہو سکتا ہے۔ جب تک عدت نہ تمام ہو جاوے، عدت میں نکاح حرام و باطل ہے، اس میں جو لوگ شریک ہوتے ہیں فاسق و گنہگار ہوتے ہیں، اور یہ معاملہ ہرگز درست نہیں ہے۔ اس سے باز آنا واجب ہے۔ کذا فی کتب الفقہ! واللہ تعالیٰ اعلم رشید احمد

علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی [نے] اپنی تصنیفات میں حدیث روایت کی ہے، کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دس شخصوں پر میری امت سے جنت حرام ہے، ان میں سے ایک وہ شخص ہے، جو حر کو یعنی آزاد کو غلام بنالے، اور بیٹیاں اور عورتیں مسلمانوں کی یہ سب حر ہیں، پس جو کوئی ان کو فروخت کرے گا، بموجب حدیث شریف کے اس پر جنت بیشک حرام ہوگی۔ اور سوائے عذاب اُخروی کے۔ اگر دنیا میں حاکم مجازی کو اس بات کی خبر ہو، کہ نوربافان مسلمان عورتیں اور بیٹیوں کو، اس طرح

toobaa-elibrary.blogspot.com

[illegible] فرما دیں۔ فقط

[illegible] (فتاویٰ رشیدیہ ص ۹۱)

(۴۶۵) گناہوں سے نکاح نہیں ٹوٹتا: مسئلہ

[illegible] اگر چہ معصیت فسق کی [illegible] اگر بدون طلاق [illegible] محض زنا حرام ہے۔ فقط (مجموعہ کلاں ص ۳۴)

(۴۶۶) تعزیہ کو اگر اچھا سمجھ کر دیکھا تو؟ مسئلہ

بعد سلام مسنون مطالعہ [illegible] خط آپ کا آیا، حال معلوم ہوا۔

تعزیہ [illegible] حرام ہے [illegible] توبہ کرنی ہے، اگر [illegible] کی توبہ کرادو، اور دوبارہ جو اس نے تم کو بھائی کہا ہے اس سے نکاح میں نقصان نہیں آیا۔ اور تعزیہ دیکھنے سے اگر اس نے تماشہ دیکھنے کی طرح دیکھا ہے، جب بھی نکاح نہیں ٹوٹا، البتہ جو اس کو اچھا اور عبادت جان کر دیکھا ہو تو کفر کا اندیشہ ہے پس تم اب اس سے دوبارہ نکاح کرو، اس طرح کہ دو آدمی کے روبرو نکاح پڑھ دو اور مہر تین روپیہ کا کر دینا، تجدید نکاح کی بہتر ہے، ورنہ بظاہر نکاح نہیں ٹوٹا۔ (۱) فقط

مکرر یہ لکھتا ہوں کہ احتیاطاً دو آدمیوں کے سامنے نکاح بمہر تین روپیہ کے کر لو، اور طلاق نہیں ہوئی فقط۔

(مکتوب حضرت گنگوہی) مجموعہ کلاں ص ۲۰۶۔۲۰۷)

(۴۶۷) زوجین کا ایک دوسرے کے خاص مقام کو برہنہ دیکھنا؟ سوال

مرد کا اپنی زوجہ کو اور زوجہ کا اپنے مرد کو ننگا دیکھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جائز ہے مگر بعین شرمگاہ کو دیکھنا اولیٰ نہیں۔ فقط (بدست خاص سوال ۱۵)

(۴۶۸) جنابت کی حالت میں خاص عضو کو دھوئے بغیر صحبت کا حکم؟ سوال

حالت احتلام میں یا بعد جماع، بدون غسل کئے جماع کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: دوبارہ جماع کرنا بدون غسل عضو کے مکروہ ہے، فقط (بدست خاص سوال ۲۳)

[illegible] ۱۹۹۹ء [illegible]

[illegible] ۱۴۳۱ھ [illegible] (۲۰۰) [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ۱۴۳۳ھ

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۴۶۹) اپنی بیوی کو کسی آلہ وغیرہ کے ذریعہ انزال کرانا صحیح نہیں سوال: [illegible]

[illegible]

جواب: این امر جائز نیست۔ فقط [illegible]

(۴۷۰) اگر عورت کی خلقت عام مزاج ومعمول کے خلاف ہو تو بھی، اس سے خلاف وضع فطری تعلق صحیح نہیں: سوال: [illegible]

ممکن نہ ہو، بلکہ شہوت جماع [illegible] مقام میں [illegible] تو [illegible] حالت میں [illegible] لواطت جائز ہے یا نہیں؟ بر تقدیر ثانی ایسی عورتوں کو اپنے نکاح میں رکھنا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: لواطت کسی حال درست نہ ہوئے گی، اور [illegible] عورت کا [illegible] تو مرض [illegible] کے دفع کو بھی لواطت حرام ہے۔ فقط، واللہ اعلم رشید احمد گنگوہی (مجموعہ فرخ آباد ص ۳۹ ۔ ۴۱)

(۴۷۱) اگر عورت کو پاک ہونے کی غلط فہمی ہوگئی، شوہر نے قربت کی، بعد میں خون آگیا تو؟ سوال: اگر عورت نے [illegible] روز [illegible] میں سمجھ [illegible] میں پاک ہوئی، بہ باعث نہ آنے خون کے کئی روز تک اور مرد نے قربت کی، تو بعد میں خون آیا تو وہ دونوں گنہگار ہوئے، یا نہیں؟

جواب: مسائل حیض [و] نفاس کے بالغہ عورت کو یاد کرنا فرض ہے، پس [illegible] جہل مسئلہ پر گنہگار ہے۔ [illegible] سے قربت کرنا مرد کا معاف ہے، مگر مرد کو بھی واجب ہے کہ اپنی عورت کو یہ مسائل تعلیم کرے، خود نہ جانتا ہو تو علماء سے پوچھ کر بتادے، اس کے ترک پر وہ بھی ماخوذ ہے۔ (امداد خاص ص ۴۲)

(۴۷۲) حائضہ یا نفاس والی عورت کو اگر خاص دنوں میں کچھ وقفہ ہو جائے، اس وقت صحبت؟ سوال: حائض اور نفساء کو، اگر درمیان میں حیض خشک ہو جاوے، تو جماع جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: جائز نہیں، کہ وہ حکم حائض ونفساء ہے۔ فقط (امداد خاص ص ۴۴)

(۴۷۳) مردوں کے لئے ہاتھ سے شہوت دور کرنی اور عورتوں کے لئے باہم جسمانی تعلق، حرام ہے: سوال: مرد بے زن را اگر در غلبہ شہوت بخوف زنا، جلق نمودہ شہوت براند جائز است، یا نہ؟ و ہمچنیں زن بے مرد را مصاحقہ جائز است، یا نہ؟

toobaa-elibrary.blogspot.com

سوال ترجمہ: مرد جس کے بیوی نہ ہو، اگر شہوت کے غلبہ میں زنا کے ڈر سے، جلق کے ذریعہ سے منی شہوت کو نکالے، جائز ہے یا نہیں اور اسی طرح بلا شوہر کی عورت کو تخش [چپٹی] جائز ہے یا نہیں؟۔

جواب: ہر دو را جائز نیست۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ترجمہ: جواب: دونوں کو جائز نہیں ہے۔

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(بدست خاص، مجلد فتاویٰ)

والد اور شوہر کے شرعی حق کس کو اولیت ہے، اس کی تحقیق

آئندہ صفحات میں جو فتوے درج کئے جا رہے ہیں، وہ ایک طویل مضمون کا حصہ ہیں، جو شوہر اور بیوی کے والد کے حقوق شرعی کے درمیان توازن اور ایک کی دوسرے پر ترجیح کی تحقیق پر مشتمل ہیں۔ یہ جملہ جوابات مشہور اہل حدیث عالم، مولانا محمد حسین بٹالوی کے علمی رسالہ، ماہنامہ اشاعت السنۃ کی بارہویں جلد کے، پانچویں شمارہ میں چھپے تھے جس میں ایک مفصل جواب حضرت مولانا گنگوہی کا بھی ہے۔ یہ بحث اہم علمی مباحث ونکات پر مشتمل ایک اہم یادگار ہے، اس لئے اس کے تمام مشتملات یہاں شامل کئے جا رہے ہیں، مگر اشاعت السنۃ میں شائع جوابات اور پیش نظر مجموعہ کی ترتیب میں، کسی قدر تبدیلی کی گئی ہے۔ اشاعت السنۃ میں شائع تحریرات کی ترتیب اس طرح ہے۔

۱۔ سوالات ص ۱۳۰ سے ص ۱۳۲ تک۔
۲۔ جواب مولانا محمد حسین بٹالوی ص ۱۳۲۔ ۱۳۶۔
۳۔ جوابات علمائے دہلی ص ۱۳۶ سے ص ۱۳۸ تک۔
۴۔ جواب علمائے دیوبند ص ۱۳۸ سے ص ۱۳۹ تک۔
۵۔ جواب اول حضرت مولانا گنگوہی ص ۱۳۹ سے ۱۵۲ تک۔
۶۔ جواب دوم حضرت مولانا گنگوہی ص ۵۳ سے ۵۴ تک

راقم سطور نے زیر نظر مجموعہ فتاویٰ کی ضرورت کے مطابق، اس میں کچھ ترمیم کی ہے، حضرت مولانا گنگوہی کے جواب کو، دوسرے جوابات سے مقدم کر دیا ہے باقی مباحث جوں کے توں ہیں۔ مگر راقم سطور کو اشاعت السنۃ کے جو صفحات ملے وہ مکمل نہیں تھے، اس میں غالباً آئندہ صفحات میں علماء کی تحریرات وفتاویٰ کے علاوہ، متعدد علماء کے جوابات بھی شائع ہوئے تھے جو میرے سامنے موجود اوراق سے غائب ہیں، اور یہ فقط صفحات کا مولانا ارشاد حسین مجددی رام پوری کے جوابات پر اختتام ہوا ہے اور یہ جواب بھی آخر سے ناتمام ہے۔ بہرحال جو کچھ موجود ہے وہ حاضر ہے۔ (انور)

(۴۷۴-الف) شوہر اور والد کے حقوق میں موازنہ: (۱) ایک مقتدر رئیس نے اپنی دختر نیک اختر کا نکاح ایک شخص کے ساتھ اس شرط سے کر دیا، کہ وہ خانہ دامادی کی رسم کے مطابق، رئیس کے گھر میں اوقات عمری بسر کرے، وہ اپنی

(۱) شوہر اور والد کے حقوق میں موازنہ کا مسئلہ بہت پیچیدہ ہے۔ حضرت نے اس کے دو جواب لکھے ہیں، معلوم نہیں [illegible] شاید پہلا جواب طویل ہو گیا ہوگا [illegible] دونوں جوابوں میں کوئی تخالف نہیں اور جواب اول میں جو [illegible] قائم کئے ہیں۔ وہ سوال کے نمبر نہیں بلکہ مسئلہ کی تحقیق [illegible] مختلف صورتیں نکل گئی ہیں۔

قرآن وحدیث سے والدین کے ساتھ [illegible] (حسن سلوک) مطلوب ہے اور شوہر کی اطاعت بھی ضروری ہے، ان دونوں باتوں کو ایک ساتھ لیکر چلا جائے یہ بات عام حالات میں کچھ مشکل نہیں، لیکن [illegible] حقوق میں تعارض ہو جائے تو والدین کا حق زیادہ مؤکد ہے نہ شوہر کی حق تلفی بھی جائز نہیں۔ پس ایسی صورت نکالی جائے کہ ماں باپ بھی راضی رہیں اور شوہر بھی خوش رہے۔

بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر

toobaa-elibrary.blogspot.com

زوجہ کو دوسری جگہ منتقل نہ کرے۔ اس شخص [شوہر] سے اس شرط کا ایفا نہیں ہوسکتا، وہ اپنی سسرال سے علٰحدہ رہتا ہے، وہ اپنی زوجہ کو اپنی جگہ رکھنا چاہتا ہے۔

اس کی زوجہ کو اس شرط کو پورا کرنے پر اصرار نہیں ہے، اور وہ شوہر کے پاس جہاں وہ چاہے جا کر رہنے پر راضی ہے، مگر اس کا والد اس کو شوہر کے پاس جا کر رہنے کی اجازت نہیں دیتا۔ اس سے ایک یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ درصورت مذکورہ بالا زوجہ پر شوہر کی اطاعت حکم لازم ہے، اور بلا اجازت والد، شوہر کے پاس چلا جانا ضروری ہے، یا اپنے والد کی طاعت فرض ہے اور بلا اجازت والد کے، شوہر کے پاس جا رہنا، ناجائز و معصیت ہے؟

لڑکی کے والد اور اس کے ناصح مخصوصوں نے، اس ایک سوال کو چند سوالات بنا کر، بہت سے علمائے وقت سے مختلف ازمنہ میں پیش کر کے استفتا کیا، جس کے جواب میں جو کچھ کسی کے خیال میں آیا، اس کے موافق اس نے فتوی دیا، کسی نے والد کی اطاعت لڑکی پر واجب ٹھہرا کر، اس کو شوہر کے پاس جانے سے روکا، کسی نے شوہر کی اطاعت واجب بتا کر، اس کا شوہر کے پاس بلا اجازت والد چلا جانا، جائز یا واجب ٹھہرایا۔

اسی مسئلہ میں خاکسار سے ان سوالات کے متعلق استفتا کیا گیا، پس جو کچھ فکر ناقص میں آیا، وہ قلمبند کر کے مستفتی کے پاس بھیج دیا گیا، مگر حضرت مستفتی نے جو اشاعت السنہ کے ایک معاون ہیں، عرصہ تقریباً ایک سال سے اس امر کا تقاضہ جاری رکھا، کہ ان علماء کے جوابات کو ہم اشاعۃ السنۃ میں درج کر کے، ان پر مناسب ریمارک کریں، اور جو امر ان جوابات میں ہمارے جواب کے مخالف ہے، اس کی توجیہ کریں یا اس کا جواب دیں۔

یہ امر ہم پر شاق گذرا، اس وجہ سے ہم نے اس کو اس عرصہ تک ٹالا، آخر انھوں نے ہم کو اس سوال کی اجابت سے معذور نہ

بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا

اس فتوی میں یہ بات بھی زیر بحث آتی ہے کہ اگر کوئی باپ [illegible]

[illegible]

مخط شوہر اور والدین کے حقوق کا مسئلہ ہمارے معاشرے میں پیچیدہ [illegible]

پر بھی شوہر کا بعض ہوجاتا ہے، بلکہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] (باقی بر)

toobaa-elibrary.blogspot.com

صحیح اور معروف نہ تھا تو ہم نے ان جوابات کی نقل و توجیہ کا ارادہ کیا۔ چنانچہ پہلے اس مقام میں اپنے فتویٰ کو نقل کرتے ہیں اس کے بعد دوسرے علماء کے فتاویٰ کو نقل کیا جائے گا، اس کے بعد ان فتاویٰ پر مناسب ریمارک کیا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

(۴۷۴-ب) چند اہم سوالات: کیا فرماتے ہیں علماء دین جواب میں سوالات مفصلہ ذیل کے

سوال اول: اطاعت والدین کی بیٹا و بیٹی شوہر دار ہو، یا غیر شوہر دار، دونوں پر برابر بلا فرق فرض ہے، یا واجب یا مستحب؟

سوال دوم: بیٹیوں پر بعد شوہر دار ہو جانے ان کے، فرضیت اطاعت والدین کی ان پر سے، بہ سبب فرضیت اطاعت شوہر کے، بالکل ساقط ہو جاتی ہے، یا بعض باقی رہتی ہیں، در بعض ساقط؟ صورت مسئلہ کی کیا ہوگی، اس کو تفصیل مع دلائل بیان فرمانا۔

سوال سوم: درصورت فرضیت اطاعت والدین اور اطاعت زوج، عورت پر دونوں کی اطاعت برابر ہے، یا کم و بیش۔ اور باپ اور شوہر کے رتبہ میں کیا تفاوت ہے، اور اعلیٰ درجہ کس کا [ہے]؟

سوال چہارم: عاق کرنا والدین کا بیٹا اور بیٹی دونوں پر مؤثر ہے، یا صرف بیٹا ہی پر، اور عاق کرنے کا کس پر جو عاق کیا گیا، کیا [اثر] مترتب ہوتا ہے؟

سوال پنجم: مثلاً زید اپنی زوجہ مسماۃ ہندہ کو، ایک امر جائز کی تعمیل پر جابرانہ حکم اس طور پر کرتا ہو کہ، اگر تو میرے حکم کی تعمیل نہ کرے گی، تو بسبب اس کے کہ یہ عدول حکمی تیری باعث ایذا و تکلیف میرے دل کی ہوگی، میں تجھ کو طلاق دیدوں گا۔ اور باپ مسماۃ مذکورہ کا تعمیل حکم شوہر سے، اس طور پر روکتا اور منع کرتا ہو کہ، اگر تو اپنے شوہر زید کے حکم کی تعمیل کرے گی، تو بہ سبب اس تیرے عقوق کے، کہ موجب ایذا و تکلیف میرے دل کی ہوگا، میں تجھ سے نہایت ناراض ہوں گا، و در قیامت میں تیرا دامن گیر ہوں گا، یا اس کا عکس یعنی باپ بطور مذکورہ حکم کرتا ہو، اور شوہر بطور مسطورہ مانع ہوتا ہو، تو اس صورت میں عورت کو عقوق باپ اختیار کرنا ہوگا، یا طلاق شوہر اختیار کرنا ہوگا

سوال ششم: بعد نکاح کر دینے دختر کے، باپ چاہتا ہے کہ لڑکی ہمارے گھر میں رہے اور شوہر چاہتا ہے کہ ہمارے گھر، اور باپ کسی طرح مستحق اس سے خدمت لینے کا نہیں ہے، اور باپ نے ایجاب نسبت میں قبل نکاح کے داماد سے یہ شرط بھی کر لیا تھا کہ دختر ہمارے گھر میں رہے گی اور تم کو بھی یہیں رہنا ہوگا، تو اس صورت میں عورت کو باطاعت والدین، والدین کے گھر میں رہنا چاہئے یا باطاعت شوہر، شوہر کے مکان میں، اور یہ شرط مذکورہ باپ کی اس عورت کے شوہر کے ساتھ صحیح ہے یا نہیں؟

toobaa-elibrary.blogspot.com

نقل جواب مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی

اطاعت والدین کی ... [illegible] فرض ہے ... [illegible]
قولہ تعالی

و بالوالدين احسانا الآية قال في جلالين اي برا بهما انتهى وفي بيضاوي [illegible]
فعل مرضي انتهى.

قال في المجمع (۳) فيه حديث نهى عن عقوق الأمهات من عق والده [illegible]
عصاه في حديث الاعتكاف البر دون الطاعة و بر الوالدين ضد العقوق
و في القاموس، البر (بالكسر)، الصلة و الصدق و الطاعة (۴)

الحاصل اطاعت امر مشروع کی بڑا احسان ہے اور یہی فرض ... ہے، اور حدیث و آیت ... [illegible]
بدون اطاعت کے بر تمام نہیں ہوتا ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

(۲) زوجہ پر زوج کی اطاعت بھی امور زوجیت میں فرض ہے، ورسوائے ... [illegible] فرض، لقوله عليه السلام:

و لو امرها ان تنقل من جبل اصفر الى جبل اسود الخ(۵)

و لقوله عليه السلام: اذا دعا الرجل امرأته الى فراشه، الحديث وغيرها من الأحاديث (۶)

---

(۱) جلالین، تفسیر سورہ بقرہ [illegible] ص ۱۳، مطبوعہ [illegible] [illegible]
(۲) تفسیر بیضاوی (سورہ بقرہ [illegible] ص [illegible]) [illegible]
(۳) مجمع بحار الانوار [illegible] ص ۶۲۳ [illegible]
(۴) القاموس المحيط [illegible] (باب الراء فصل الباء) [illegible] و دار الحديث القاهرة، ۱۴۲۹ھ/۲۰۰۸ء) [نور]
(۵) من جبل اسود الى جبل ابيض كان ينبغي لها ان تفعله رواه احمد عن عائشة رضي الله تعالى عنها، مشكوة كتاب النكاح باب عشرة النساء وما لكل واحدة من الحقوق الفصل الثالث ص ۲۸۳ [illegible] رمضان بن احمد [illegible] ص ۱۲۵۷، ج: ۳ [مكتبة التوبة، ۲۰۰۳ء] [نور]
(۶) متفق عليه عن ابي هريرة رضي الله تعالى عنه مشكوة ص ۲۸۰ كتاب النكاح باب عشرة النساء الفصل الاول [illegible] [illegible] رمضان بن احمد [illegible] ص ۹۴۸ ج ۳ رقم الحديث ۳۲۳۰ مكتبة التوبة

toobaa-elibrary.blogspot.com

و لقوله تعالی

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُونَ عَلَی النِّسَاءِ. الایة (۳۴:النساء) واللّٰہ أعلم(۱)

(۳) بعد نکاح کے دختر پر اطاعت والدین کی مثل قبل نکاح کے باقی ہے، کوئی حصہ ساقط نہیں ہوتا۔ لاطلاق سات الایات و الاحادیث اور وجوب حق زوج کا مانع وجوب حق والدین کو نہیں ہے۔ جیسا والدہ کا حق والد کے حق کو مزاحم نہیں، اور والدین اگر زوج کی خدمت سے مثلاً منع کریں، تو وہ معصیت ہے، اس میں اطاعت جائز نہیں، لہٰذا کچھ تمانع نہیں۔ حق تعالیٰ کا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا، اور والد کا اور والدہ کا اور زوج سب کا حق و اطاعت ہے، کوئی ایک دوسرے کا مزاحم نہیں، اپنے اپنے درجہ پر سب فرض ہیں، سقوط کسی حصہ کا نہیں ہوتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) والدین کی اطاعت زوج کی اطاعت پر اقدم و اوکد ہے، اگر والدین کسی امر غیر مشروع کا، یا اتلاف دوسرے کے حق کا نہ کرتے ہوں، کیوں کہ یہ معصیت ہے، اور یہ اس واسطے کہ جو کچھ نصوص میں تاکید بر والدین کی ہے، وہ زوج کے واسطے نہیں ہے۔ حدیث:

انت و مالک لابیک(۲) ترجمہ: تم اور تمہارا مال تمہارے باپ کا ہے۔

اور حدیث:

قال رجل، من أحق الناس بحسن الصحبة؟ قال أمک ثم أمک ثم أبوک، الخ أحق الذی(۳)

ترجمہ: ایک شخص نے حضرت رسول اللہ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا انسانوں میں وہ کون ہے جس کا سب سے زیادہ حفظ وخیال رکھا جائے فرمایا تمہاری ماں! پھر فرمایا تمہاری ماں! پھر تمہارا باپ لوگوں میں سب سے زیادہ بھلائی کا مستحق ہے۔ [ت:نور]

---

(۱) النساء:۳۴ مرد حاکم ہیں عورتوں پر (ترجمہ شیخ الہند)

(۲) رواہ ابوداود ومسند انت ومالک لوالدک ب محمد عوامہ کتاب البیوع باب فی الرجل یاکل من مال ولدہ رقم الحدیث ۳۵۲۴، ص ح ۴ دار القبلة للثقافة الاسلامیة جدة، ۱۴۲۵ھ وابن ماجه عن جابر بن عبداللہ، باب ما للرجل من مال ولدہ ب علامہ شعیب الارنؤوط واصحابہ رقم الحدیث ۲۲۹۱، ص ۳۹، ج ۳ موسسة الرسالة دمشق ۱۴۳۰ھ عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جدہ مشکوة ص ۲۹۱ کتاب النکاح باب النفقات وحق المملوک الفصل الثانی کتب خانہ رشیدیہ دهلی ۱۳۰۵ھ نیز مشکوة رقم الحدیث ۳۳۵۴ ت رمضان حمدی عی ص ۲۹۰ ج ۳ مکتبة التوبه ۲۰۰۳ء، رواہ ابن ماجه عن جابر بن عبداللہ، باب ما للرجل من مال ولدہ، ابن ماجه تحقیق علامہ شعیب الارنووط واصحابہ رقم الحدیث ۲۲۹۱، ص ۳۹۱ ج ۳ موسسة الرسالة، دمشق ۱۴۳۰ھ

(۳) متفق علیہ عن ابی هریرة مشکوة ص ۴۱۸ باب البر والصلة، کتاب الآداب باب البر والصلة الفصل الاول، کتب خانہ رشیدیہ دهلی ۱۳۰۵ھ، ۱۹۵۵ء نیز مشکوة رقم الحدیث ۴۹۱۱ ص ۹۳۰ ج ۳ مکتبة التوبه، نظر رمضان بن احمد بن علی آل عوفہ ۲۰۰۳ء/۱۴۲۳ھ

toobaa-elibrary.blogspot.com

میں الف لام داخل کرکے عام بنایا ہے، جو زوج کو بھی شامل ہے، اسی واسطے نووی شرح مسلم میں تحت اس حدیث کے لکھتے ہیں

احمعوا علی ان الام و الأب آکد حرمة فی البر ممن سواهما (۱)

ترجمہ: ائمہ کرام اور علماء نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ ماں اور باپ کی حرمت اور احترام ان جیسوں میں سب سے زیادہ ہے۔[ت: نور]

و ایضاً فیہ و الحقوا الزوج و الزوجة بالمحارم انتهی (۲)

اور اسی (نووی) میں یہ بھی ہے کہ زوج اور زوجہ کے معاملات کو محارم کے ساتھ شمار کیا جائے گا۔[ت: نور]

اور آیت ان اشکرلی ولوالدیک الآیۃ (۳) کہ حق ماں باپ کا اور اپنے ماں باپ کا

اور دیگر آیات واحادیث سے صاف ظاہر ہے کہ حق والدین زوج سے مقدم ہے، اور عقل کا بھی یہی حکم ہے۔ والدین نے خصوصاً والدہ نے کس قدر خدمت مشقت اٹھائی ہے، اور زوج کو سوائے حق قوام علی النساء ہونے اور ذمہ داری نفقہ وغیرہ کے اور کچھ نہیں ہے اور اسباب اختیاری ہے، سوائے ابوین کے۔ مع ہذا والدین کا حق صدر حم نسبت اوکد ہے، پس اقدم وارجح عند التعارض، امر بروصلہ میں والدین ہی ہیں۔ فقط، واللہ اعلم۔

(۵) عقوق، ایذا و نافرمانی کا نام ہے، پس اگر کوئی والدین کو ایذا دیوے اور نافرمانی کرے غیر مشروع، تو خود بحکم شارع عاق ہے، والدین کے عاق کرنے کی کیا ضرورت ہے اور کیا اس کا اثر ہے، اور جو وہ امر معصیت یا کسی کے اتلاف حق کا امر کرتے ہیں اور اولاد نہیں مانتی، تو اس میں حق بجانب اولاد کے ہے لاطاعۃ الخ نص شارع کی ہے، اس پر اگر عاق کرتے ہیں تو محض بیہودگی و رغو ہے، بلکہ خود والدین ہی گنہگار ہیں، ہرگز وہ عاق نہیں، پس درصورت ثانی تو عاق کا کوئی اثر بھی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۶) اگر زوج کسی امر جائز کو زوجہ سے کراتا ہے، جس میں بر شرعی والدین کا فوت نہیں ہوتا، تو زوجہ کو اس کو کرنا چاہئے، اور والدین کے منع کو نہ مانے کہ امر والدین کا معصیت ہے اور علی ہذا اگر والدین امر جائز کرادیں اور زوج کے کسی امر کو مانع نہیں تو کرنا چاہئے، اور زوج کے منع کو نہ مانے (علی ہذا عکس اس کا) کہ یہ منع زوج کا معصیت ہے لاطاعۃ الخ، اور جو امر زوج کا ایسا ہے کہ بر شرعی والدین کے خلاف ہے، تو بھی نہ کرنا چاہئے۔

---

(۱) نووی، علی هامش صحیح مسلم، باب بر الوالدین وانهما احق ص ۳۱۳ ج ۲ مجتبائی دهلی، ۱۳۰۹ھ [نور]
(۲) نووی، علی هامش صحیح مسلم، باب بر الوالدین وانهما احق ص ۳۱۳ ج ۲ مجتبائی دهلی، ۱۳۰۹ھ [نور]
(۳) سورہ لقمان، ۱۴۔

غرض حدود مشروع اور اطلاق حق میں کسی کا قول نہ مانے، البتہ اگر ایسا امر دائر ہو کہ دونوں کی خدمت بیک وقت میں ادا کرے دریک دوسرے سے عاجز ہے، تو ترجیح خدمت والدین کی ہے، بسبب القدم ہونے حق والدین کے صحت زوج پر جیسا کہ جواب سوم میں مذکور ہوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۷) اس صورت میں زوجہ کو بخانہ زوج رہنا چاہئے کیونکہ یہ امر حقوق زوجیت میں ہے، کہ زوج جہاں چاہے رکھے اپنے گھر رہنے میں نفع زوج حاصل ہوتا ہے۔ دوسرے کے گھر رہنے سے اس کو ضرر یا شقاق، بلکہ تم نہیں یہ دوسری مصلحت ہے۔

قال اللہ تعالی الرجال قوامون علی النساء (۱) ترجمہ مرد حاکم ہیں عورتوں پر (ترجمہ شیخ الہند)

واسکنوھن من حیث سکنتم الخ (۲) ترجمہ ان کو گھر دو رہنے کے واسطے جہاں تم آپ رہو (ترجمہ شیخ الہند)

کہ بدلالۃ النص ثبت مدعی ہے، پس والدین کا خانہ زوج سے منع کرنا، جو حق زوج میں ہے اور معصیت ہے، اس امر کا ماننا عورت کو ہرگز جائز نہیں، اسے تامل زوج کا امر قبول کرے اور اس سے ہرگز عقوق بجانب زوجہ عائد نہیں ہو سکتا، اور والدین کا اس وجہ سے عاق کرنا لغو اور رد ہے، یہ دونوں خوف شرع کے اور یہ شرط بھی ان کی غیر مشروع ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اشترط شرطا لیس فی کتاب اللہ فلیس لہ وان اشترط مائۃ شرط الخ (۳) پس اس شرط کا کچھ اعتبار نہیں۔ فقط واللہ اعلم

ترجمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کوئی ایسی شرط کی، جو کتاب اللہ میں موجود نہیں، وہ باطل اور بے حقیقت ہے۔

نووی نے شرح مسلم میں لکھا ہے

قال الشافعی و اکثر العلماء، ھذا محمول علی شروط لاتنافی مقتضی النکاح الخ

اور حنفیہ بھی مسافرت کے مسئلہ میں ایسا ہی کہتے ہیں، مگر جو سفر میں ضرر اور فتنہ ہو، تو وفی شرط کو لازم کرتے ہیں نہ بوجہ شرط، بلکہ بوجہ ضرر و فتنہ کے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (۴)

---

(۱) سورۃ النساء ۳۴

(۲) سورۃ الطلاق ۶

(۳) البخاری، کتاب الشروط، باب المکاتب وما لایحل من الشروط صفحہ ۳۶۲/۳۹ ج مرتبہ ۲۱۵ ھ بیروت ۱۷۳۰-۱۷۳۱ جلدوں جزء سوم، رقم الحدیث ۲۷۳۵ (الریاض ۱۴۰۳ ھ)

(۴) نووی علی صحیح مسلم کتاب النکاح باب الوفاء بالشروط ص ۲۲۵ ج ۱ مطبع حقانی ملتان ۱۳۹۶ ھ

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۸) روایات فقہا اس باب میں مختلف ہیں مگر اس زمانہ میں جو فتنہ [illegible]

[illegible] سکتے ہیں تو زوجہ بدون [illegible] البتہ [illegible] قطع رحم [illegible] اس وقت [illegible]

سے [illegible] قطع رحم حرام ہے [illegible] معصیت میں اطاعت درست نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۹) اور معلوم ہو کہ اس وقت فساد میں خروج زوجہ بدون اذن درست نہیں، اور اطاعت زوج کی ایسے امر میں ضرور ہے

و تطیعه اذا امر [illegible] اس [illegible] شوہر کی طاعت کرے جب وہ اس کو حکم دے۔ [illegible]

حکم حدیث کا ہے [illegible] صورت [illegible] قطع رحم اتفاق امر نہیں چاہئے [illegible] شوہر میں

دخول ان کا بدون اذن شوہر کے درست نہیں، [illegible] سلام

ولا تاذن فی بیته الا باذنه | شوہر کے گھر میں کسی کو شوہر کی اجازت کے بغیر آنے کی اجازت نہ دے [illegible]

[illegible] باہر سے بات کر سکتے ہیں اور دیکھ سکتے ہیں اور زوج اس ملاقات سے منع نہیں کر سکتا، کہ قطع رحم اور حرام اور

معصیت کا [illegible] وممنوع ہے۔ واللہ اعلم۔

(۱۰) اس صورت میں خدمت والدین کی مقدم ہے، خدمت زوج کو مؤخر رکھے، اور والدین کی خدمت کرے، ان کا

حق مقدم ہے، چنانچہ جواب ربع سے واضح ہوگیا، فقط واللہ تعالیٰ اعلم — کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی

جواب دیگر از مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی

اطاعت والدین کی امور مباحہ میں، جن میں کسی کے حق میں جور نہ ہو اور معصیت نہ ہو سب پر فرض ہے، خواہ مرد ہو خواہ عورت، منکوحہ یا غیر منکوحہ، لقولہ تعالیٰ:

ان اشکر لی و لوالدیک الآیة — کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا (ترجمہ شیخ الہند)

اور جس میں حق تلفی زوج کی ناحق ہو وہ حرام ہے، لقوله علیه السلام

لاطاعة للمخلوق فی معصیة الخالق (۲) — خالق کی نافرمانی کر کے مخلوق کی طاعت جائز نہیں۔

---

(۱) مشکوۃ کتاب النکاح، باب عشرۃ النساء، الفصل الثالث ص ۲۸۳ اصح المطابع رشیدیہ دھلی [illegible] مشکوۃ مذکور ص ۱۲۵۸، جلد ۳، رقم الحدیث ۳۲۷۳ [illegible] رمضان بن احمد بن علی، مکتبہ [illegible] ۲۰۰۳ء۔

(۲) شرح السنة للبغوی عن النواس بن سمعان کتاب الامارة والقضاء، باب الطاعة فی المعروف ص [illegible] المکتب الاسلامی بیروت ۱۳۹۲ھ/۱۹۷۵ء، ومشکوۃ کتاب الامارة والقضاء الفصل الثانی ص ۳۲۱ عن النواس بن سمعان، کتب خانہ رشیدیہ دھلی ۱۳۷۵ھ/۱۹۵۵ء

toobaa-elibrary.blogspot.com

اور ظلم کرنا حق ذی حق میں بھی معصیت ہے۔ پس بعد نکاح کے دختر کو شوہر کی اطاعت بھی کرنا لازم ہے، مگر حق والدین ادا کرے۔ سو جس صورت میں زوج محتاج اپنی حاجت کا ہو، اور والدین عاجز کسی حال مستغنی خدمت دختر سے نہ ہوں، تو خدمت والدین مقدم ہووے گی، ورنہ شوہر کی خدمت میں حاضر رہے۔

اور عاق کرنا کوئی امر شرعی نہیں، خواہ غلط عوام ہے، اگر اطاعت موافق حکم شرع کے کرتی ہے اور نافرمانی والدین کی غیر مشروع میں کرتی ہے اور زوج کی خدمت شرعیہ کرتی ہے، وراس سے والدین ناراض ہو کر عاق کریں، تو کچھ اصل اس کی نہیں، والدین خود عاصی ہوویں گے اور دختر ہرگز عاق عند اللہ تعالیٰ نہ ہووے گی، بلکہ رضاء والدین سے ایسا کام کرنا موجب معصیت و نافرمانی حق تعالیٰ کا ہووے گا، البتہ اگر نافرمانی والدین کی مباحات، وغیر جور حق زوج میں کرے تو عاق ہے من اللہ تعالیٰ، نہ والدین کے کرنے سے، کہ ثمرہ اس کا عذاب کا ہونا ور دنیا میں سزا کا ملنا ہے، نہ حرمان میراث، جیسا عوام میں مشہور ہے۔

پس اگر زوج اپنی زوجہ کو امر مشروع و مباح کرنے کو کہتا ہے، تو اس کو اطاعت واجب ہے، لقوله عليه السلام:

ولو أمرها أن تنقل من جبل أصفر إلى جبل أسود و من جبل أسود إلى جبل أبيض كان ينبغي لها أن تفعله الحديث، كذا في المشكوة (۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اور اگر شوہر بیوی کو حکم دیا کہ وہ فلاں چیز یا سامان کو [کالے پہاڑ سے پیلے پہاڑ کی طرف اور کالے پہاڑ سے سفید پہاڑ پر منتقل کرے، تو اس [عورت] کے لئے مناسب ہے کہ وہ ایسا ہی کرے۔

ولقوله عليه السلام: ولا تخالفه في نفسها ولا مالها بما يكره، الحديث (۲) اور والدین اگر ایسے کام سے منع کریں تو نہ مانے، کیونکہ منع والدین کا معصیت ہے اور جور حق زوج میں ہے، اور والدین کے اس امر کو ماننا گناہ ہے اور نہ ماننا عقوق نہیں، بلکہ والدین خود عاصی ایسے منع سے ہیں۔ علی ہذا اگر بعد نکاح کے شوہر اپنے گھر لے جاتا ہے، تو عورت پر شوہر کے گھر جانا واجب ہے، اور باپ کے منع کو ہرگز نہ مانے، کہ امر باپ کا خلاف حکم حق تعالیٰ کے ہے۔ قال الله تعالى

أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ الآية ان کو گھر دو رہنے کو وہاں جہاں تم آپ رہو۔ (شیخ الہند)

---

(۱) رواه احمد عن عائشة مشكوة المصابيح (الفصل الثالث باب عشرة النساء) رقم الحديث ۳۲۷۰ ج ۲ ص ۲۵۷ بیر مشکوۃ باب والفصل مذکور ص ۲۸۳۔

(۲) رواه النسائی والبیهقی فی شعب الایمان عن ابی هریرة مشكوة ص ۲۸۳ كتاب النكاح الفصل الثالث اصح المطابع رشیدیہ دهلی ۱۳۷۵ھ بیر مشکوۃ شریف رقم الحدیث ۳۲۷۲ ت. رمضان بن احمد بن علی ص ۱۲۵۸ ج:۳

toobaa-elibrary.blogspot.com

وقال علیہ السلام :

و لاتخالفه فی نفسها و مالها.(۱) الحدیث

پس اس صورت سوال میں کہ والد کسی طرح محتاج خدمت نہیں، اور دختر کو خانہ زوج سے منع کرتا ہے، ظلم کرتا ہے۔ عورت کو واجب ہے کہ نہ مانے اور زوج کے گھر جاوے۔ باقی شرط کرلینا پدر کا کہ دختر ہر روز میرے گھر رہے گی، یہ شرط خلاف مقتضائے عقد نکاح کے ہے، قال علیہ السلام: کل شرط لیس فی کتاب اللہ فہو باطل الحدیث(۲) لہذا اس کا وفا کرنا زوج پر ضروری نہیں۔ فقط، واللہ اعلم۔ کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

نقل جواب استفتاء از علمائے دیوبند

بعد غور کرنے عبارت سوال موجودہ سوال اول و دوم و سوم و پنجم و ششم کا ایک معلوم ہوتا ہے اور چہارم کا جدا۔ اس لئے دو جواب کافی ہیں۔ جب عورت کا باپ اُس کو شوہر کے گھر جانے سے منع کرے، اس میں اطاعت ضروری نہیں ہے، اور نہ ایسی شرائط بروقت نکاح کچھ مؤثر ہیں۔

قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ عقوق والدین بڑا سخت گناہ ہے، لیکن اس کے اندر یہ شرط ہے کہ خلاف شرع پر والدین کا اصرار نہ ہو، اُس پر اطاعت کرنی ضرور نہیں ہے۔ پس عورت پر جو حقوق شرعاً شوہر کے ہیں، اُس میں ماں باپ کی اطاعت ضرور نہیں ہے اور کچھ حقوق والدین ہیں، اُس میں شوہر کی اطاعت ضروری نہیں۔ مثلاً شوہر یوں کہے کہ تو اپنے ماں باپ سے مت مل اور مت کلام کر، اس میں شوہر کی اگر نہ مانے درست ہے۔ اور اگر ماں باپ یوں کہیں کہ تو شوہر کے یہاں مت جا، اس میں ماں باپ کی نہ ماننے تو درست ہے۔ کیونکہ اصل حق شوہر کا تو یہی ہے کہ اس کے گھر میں بلا حائل دیگر رہے۔ پس جہاں تک کہ خلاف شرع نہ ہو، وہ نیک اطاعت درست ہے، ورنہ وہ اطاعت درست نہیں ہے۔

(۲) عاق کرنے کا اثر بیٹا بیٹی پر کچھ نہیں ہے، یعنی وہ بیٹا بیٹی ہی رہتے ہیں، اور جائداد سے حصہ برابر پائیں گے، اور رسم عوام جہلاء ہے یا ہنود کی ہے، اور شرع شریف میں جیسے کہ دوسرے کی اولاد اپنی نہیں ہوتی ہے، جس کو متبنی کہتے ہیں، ایسے ہی اپنی اولاد سے رشتہ نہیں قطع ہوتا۔

محمد منفعت علی عفی عنہ مدرس مدرسہ عربی دیوبند صحیح بندہ محمود عفی عنہ

---

(۱) حوالہ نمبر:۴ پر گذر گیا ہے۔

(۲) البخاری. ولفظه کل شرط خالف کتاب الله فهو باطل. وفی روایة من اشترط شرطا لیس فی الکتاب فلیس له، کتاب الشروط، باب المکاتب ومالایحل من الشروط، صفحه: ۳۸۱/۳۸۲، ج: ۱، باب: ۱۷، حدیث: ۲۶۵۴ [مراد آباد ۱۳۱۵ھ] نیز ص: ۱۷۳ جلد سوم رقم الحدیث: ۲۷۳۵ [الریاض: ۱۴۰۴ھ]

toobaa-elibrary.blogspot.com

نقل جواب استفتاء از علمائے دہلی

جواب سوال اول: صحیح یہ ہے کہ والدین کی اطاعت فرض نہیں ہے۔ اطاعت والدین کی فرض ہونے پر کوئی دلیل نص قطعی نہیں ہے۔ ہاں حسن سلوک والدین کے ساتھ البتہ فرض ہے اور اس پر بہت سی آیتیں اور حدیثیں آئی ہیں۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے

وقضى ربك الا تعبدوا الا اياه وبالوالدين احسانا

اور حکم دیا تیرے رب نے کہ کسی کی عبادت نہ کرو سوائے اس کے اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو۔

اور دوسری جگہ فرمایا ہے

واذ اخذنا ميثاق بنى اسرائيل لا تعبدون الا الله وبالوالدين احسانا

اور جب ہم نے لیا اقرار بنی اسرائیل سے کہ عبادت نہ کرنا سوائے اللہ کے اور ماں باپ سے سلوک نیک کرنا۔ (ترجمہ شیخ الہند)

اور حدیث شریف میں آیا ہے قال رسول اللہ ﷺ ... اور دوسری حدیث میں آیا ہے

رضى الرب فى رضى الوالد وسخط الرب فى سخط الوالد (۲) رواهما الترمذی۔

ان سب آیتوں اور حدیثوں سے جہاں سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ اولاد پر احسان وسلوک و خدمت گزاری والدین کے ساتھ فرض ہے۔ نہ کہ اطاعت والدین فرض ہے۔ اور جس طرح حسن سلوک فرض ہے ایسے ہی والدین کو ستانا اور تکلیف دینا اور قطع رحمی حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔ اور اسی کو شرع میں عقوق کہتے ہیں۔ اور عاق کرنا جو عوام میں مشہور ہے اس کے کوئی معنی نہیں، کیونکہ عقوق تو فعل اولاد کا ہے۔ نہ والدین کا، تو والدین کا عاق کرنا کوئی چیز نہیں ہے۔ عقوق کے حرام ہونے اور کبیرہ ہونے میں بہت حدیثیں آئی ہیں

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الا احدثكم باكبر الكبائر. قالوا بلى يا رسول الله. قال الاشراك بالله وعقوق الوالدين الحديث (۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں سب سے بڑا گناہ نہ بتاؤں؟ صحابہ کرام نے عرض کیا ضرور فرمائیے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا اور والدین کی نافرمانی۔

---

(۱) ترمذی ... باب ما جاء فى ... الوالدين صفحہ ... ج ۲ کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۔ ترمذی ... کمال یوسف الحوت کتاب البر والصلة باب ما جاء فى بر الوالدين ... رقم الحديث ۱۸۹۹ ص ۳۱۰ ج ۴

(۲) ترمذی ... ج ۲ ... کمال یوسف الحوت کتاب ... رقم الحديث ۱۸۹۹ ص ۳۱۰ ج ۴

(۳) ترمذی ... صفحہ ۱۲ جلد ۲ حوالہ بالا ... کمال یوسف الحوت کتاب البر والصلة باب ما جاء فى عقوق الوالدين ... رقم الحديث ۱۹۰۱ ص ۳۱۲ ج ۴

toobaa-elibrary.blogspot.com

[illegible] اطاعت [illegible]

[illegible] حقوق [illegible] اور البتہ زوجہ پر اطاعت زوج فرض ہے۔

عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لو كنت آمر أحدا أن يسجد لأحد لأمرت المرأة أن تسجد لزوجها رواه الترمذي

[illegible]

[illegible] فرض نہیں [illegible] عورت [illegible]

[illegible]

جواب سوال ششم: [illegible]

[illegible] شرط کو قبول منظور کر لیا تو اب اس شرط کا ایفا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

إن العهد كان مسئولا (الإسراء: ۳۴) [illegible]

اور حدیث شریف میں آیا ہے عن عقبة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال أحق ما أوفيتم من الشروط أن توفوا به ما استحللتم به الفروج رواه البخاري[۳] اور [illegible] حضرت عمر رضی اللہ عنہ [illegible] ہیں إن مقاطع الحقوق عند الشروط ولك ما اشترطت انتهى. والله أعلم بالصواب[۴]

حررہ محمد عبد الرحمن عفی عنہ [illegible]

(سید محمد عبد السلام عفی عنہ) (سید محمد ابو الحسن) (محمد یوسف) (تلطف حسین) (سید محمد نذیر حسین)

نقل فتویٰ مولانا محمد حسین بٹالوی

الجواب جملہ سوالات میں جواب و تنقیح طلب ایک ہی امر ہے [illegible] عورت کو شوہر کے پاس [illegible] جانا [illegible]

ہے ضروری ہے یا باپ کے حکم سے اس کے گھر میں رہنا اور اس کے حکم عدولی سے وہ گنہگار ہو سکتی ہے؟

[illegible] الترمذی [illegible] باب ما جاء فی حق الزوج علی المرأة [illegible] فی کتاب [illegible] باب [illegible] فی حق الزوج علی المرأة باب التحفة [illegible] رقم الحدیث ۱۱۵۹ ص ۲۶۵ ج ۳

(۲) [illegible] عبارت اصل میں موجود نہیں [illegible]

(۳) البخاری، کتاب النکاح، باب الشروط فی النکاح صفحہ [illegible] حدیث ۲، حدیث ۲۹۵ [illegible] مکتبۃ الاصلاح [illegible] بخاری شریف جلد ۳ ص ۱۹، جزء ۷ رقم الحدیث ۵۱۵۱ (الریاض ۱۴۰۴ھ)

(۴) البخاری کتاب الشروط باب الشروط فی المهر عند عقدة النکاح صفحہ ۳۷۶ جلد [illegible] باب ۹ حوالہ بالا [illegible] بخاری شریف ص ۲۲ جلد ۱ جز ۳ (الریاض ۱۴۰۴ھ)

toobaa-elibrary.blogspot.com

اس کا جواب یہ ہے کہ شوہر کے پاس حاضر ہو جانا ضروری ہے، اور باپ کے حکم سے اس کے گھر میں رہنا، اور شوہر کی حق تلفی کرنا
عہد شکنی ہے، گناہگار ہوتی ہے، اس صورت میں وہ باپ کی نافرمانی سے عاق نہیں ہوتی۔

اس پر دلیل جس میں شک و اختلاف کی گنجائش نہیں، یہ ہے کہ حاضر باشی میں باپ کی اطاعت مطلق فرض نہیں ہے، بلکہ اس شرط و قید کے ساتھ ہے کہ اس حاضر باشی میں خدا کی نافرمانی نہ ہو، جس پر دلیل یہ حدیث نبوی ہے لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق رواه محي السنة في شرح السنة(1)

اور اس کی طرف آیت قرآنی مشعر ہے

وصاحبهما في الدنيا معروفا ، اي على وجه يعرف شرعا ولا ينكر) [لقمان، آیۃ: ۱۵] اور ساتھ دے ان کا دنیا میں دستور کے موافق (ترجمہ شیخ الہند)

حضرت مولانا شاہ عبد العزیز تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں

"وبالوالدين احسانا" یعنی پدر و مادر را احسان کردنی عظیم کہ جامع انواع آں باشد، و آں سہ نوع است (اول) آنکہ ترک ایذا قولی و فعلی۔ (دوم) خدمت ایشاں به بدن و مال۔ (سوم) حاضر بودن در وقتیکہ استدعا حضور نمایند۔ این نوع واجب مطلق است، هرگاه ترک آں عقوق شنیع لازم می آید، و نوع دوم مشروط است باحتیاج آنہا، و قدرت این کس۔ چوں اگر آنہا محتاج نباشند یا این کس قدرت ندارد، واجب نیست۔ و نوع سوم نیز مشروط است بآنکہ از حضور مقصود شرعی متحقق نگردد، والا واجب نیست۔

واگر والدین یکے از ایشاں فرمایند کہ نوافل طاعات را بگذار، و پیش حاضر باش، امتثال ایشاں نمودن مقدم است، و اگر فرمایند کہ واجبات را ترک کن بیدریغ نشنود، و قبول نکند، و اگر سنن مؤکدہ مثل جماعت و روزه عرفہ را ترک بکنانند، اصح است کہ اگر یک دو بار ترک بکنانند اطاعت ایشاں نماید، و اگر معتاد کنند باین ترک حکم شاں را قبول نکند۔"

یعنی ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا ایسا احسان اور معاملہ جو احسان کی تمام قسموں کا احاطہ کرتا ہو، اور اس احسان کی تین قسمیں ہیں، اول ان کو کسی بات یا زبان سے تکلیف نہ پہنچانا۔ دوم جان و مال سے ان کی خدمت کرنا۔ سوم ان کے پاس حاضر ہونا، جب وہ آنے کی خواہش ظاہر کریں۔

---

(1) شرح السنة للبغوي عن النواس بن سمعان، كتاب الامارة والقضاء باب الطاعة في المعروف صفحة ٤٤ ج ١٠ المكتب الاسلامي بيروت الطبعة الاولى ١٣٩٦ھ ١٩٧٦ء)

toobaa-elibrary.blogspot.com

پہلی قسم مطلق واجب ہے، لہٰذا اس کے چھوڑنے، خلاف ورزی کرنے میں معصیت ... ہے۔
دوسری قسم کی شرط یہ ہے کہ ان کو ضرورت ہو اور یہ شخص اس کی طاقت و صلاحیت رکھتا ہو، پس ... نہ
ہوں یا یہ شخص اس کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو یہ واجب نہیں ہے۔ تیسرے ... کی شرط ... ان
کے پاس حاضر ہونے میں شرعی طور پر کوئی نقصان نہ ہو، ورنہ واجب نہیں۔
اگر والدین یا ان میں سے ایک، اس سے فرمائے کہ نفلی عبادت کو چھوڑ دو ... ان
کی بات ماننا مقدم ہے اور اگر فرمائیں کہ واجبات و ترک کر دو، یعنی فرض ... اور
سنن مؤکدہ، جیسے جماعت، روزہ اور (وقوف) عرفہ وترک کریں ...
کرائیں، ان کی بات مان لیں اور اگر متواتر بھی کہیں تو ان کے حکم کو قبول نہ کریں۔ (ت نور)
اور شوہر کی اطاعت حاضر باشی بغرض حاجت روائی شوہر مطلق فرض ہے، جس میں نہ اجازت والدین کی قید ہے
اور نہ کوئی شرط نصوص صریحہ صحیحہ، اس اطلاق کی مثبت ہیں، از آں جملہ یہ حدیث

اذا دعا الرجل امرأته إلى فراشه فأبت فبات غضبان، لعنتها الملائكة حتى تصبح، (متفق عليه) وفي رواية لهما قال: والذي نفسي بيده ما من رجل يدعو امرأته إلى فراشه فتأبى عليه. إلا كان الذي في السماء ساخطا عليها حتى يرضى عنها مشكوة (ص ۲۸۰) (۱) وازاں جملہ یہ حدیث اذا دعا الرجل زوجته لحاجته فلتأته و ان كانت على التنور رواه الترمذي (مشكوة ص ۲۸۱) (۲) وازاں جملہ یہ حدیث ای النساء خير قال التي تسره إذا نظر و تطيعه إذا أمر و لاتخالفه في نفسها و مالها بمايكره رواه النسائي (مشكوة ص ۲۸۳) (۳)

اور کسی حدیث صحیح یا ضعیف میں یہ قید دیکھی نہیں گئی، کہ عورت کا یہ فرض حاضر باشی بغرض حاجت روائی شوہر، اجازت
باپ کی قید سے مقید ہے، باپ نے نکاح کر دیا تو ملک بضع کا مالک شوہر کو بنا دیا، اس میں سرموئے اس کا تمسک و اختیار باقی
نہیں رہا، اور جب شوہر کی اطاعت حاضر باشی بلا قید فرض ہوئی اور اس حکم خاص میں اس کی نافرمانی معصیت ٹھہری، تو اس

---

(۱) كتاب النكاح، باب عشرة النكاح الفصل الاول ص ۲۸۰ نیز مشکوة رقم الحديث ۳۲۳۶ ت رمضان بن احمد بن علی ص ۱۲۳۸ ج ۳، ت رمضان بن احمد بن علی آل عوف ۱۴۲۳ھ ۲۰۰۳ء
(۲) كتاب النكاح باب عشرة النكاح الفصل الثاني ص ۲۸۱، حوالہ بالا نیز مشکوة شريف رقم الحديث ۳۲۵۷ ص ۲۵۲ ج ۳ ت رمضان بن احمد بن علی
(۳) مشكوة كتاب النكاح باب عشرة النكاح الفصل الثالث ص ۲۸۳، حوالہ بالا نیز مشکوة رقم الحديث ۳۲۷۲ ص ۲۵۹ ج ۳ ت رمضان بن احمد بن علی مكتبة العربية ۲۰۰۳ء)

toobaa-elibrary.blogspot.com

سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اس امر میں باپ کی طاعت فرض نہیں ہے بلکہ معصیت ہے۔ لہذا اس اطاعت کے ترک سے عورت باپ کی عاق نہیں ہو سکتی شوہر کی طاعت کرنے سے خدا کے حق کو ادا کرنے والی ہو جاتی ہے۔

اس جواب میں ہم صرف ان سوالات کے جوابات دیتے ہیں جن کا تعلق مسائل فقہ سے ہے۔ ان سوالات کے جوابات دو حرفی مختصر ہی دیے جاتے ہیں جن کے دلائل جوابات مذکورہ سے مستفاد ہو سکتے ہیں۔ جواب سوال اول فرق جو جواب سوال اول سے ظاہر ہوتا ہے۔

جواب سوال دوم: حالت بیماری میں اطاعت شوہر کی رضا سے مشروط ہو جاتی ہے۔ شوہر اجازت نہ دے تو ساقط۔

جواب سوال سوم: شوہر کی طاعت بحالت بیماری باپ کی اطاعت سے مقدم ہے۔

جواب سوال چہارم: عاق کرنا والدین کا فعل نہیں ہے اور جو مشہور ہے کہ باپ نے بیٹے کو عاق کر دیا محض خود جاہلانہ بات ہے۔ عاق ہونا اولاد کا فعل ہے یعنی امر حق میں والدین کی اطاعت نہ کرنا۔ اس میں بیٹا بیٹی دونوں برابر ہیں اور جس امر میں بیٹا یا بیٹی پر اطاعت والدین فرض نہیں ہے (جیسے شوہر کے پاس نہ جانے کا حکم) اس میں نافرمانی سے شرعاً عقوق ثابت نہیں ہوتا۔

جواب سوال پنجم: عورت اپنے شوہر کی طاعت کرے اور باپ کے حقوق ادا نہ کرے تو وہ اس حکم عدولی سے عاق نہیں ہو سکتی۔

جواب سوال ششم: عورت اپنے شوہر کے گھر میں رہے اور باپ کی اطاعت نہ کرے۔ اگر شوہر گوارا کرے کہ وہ اپنی شرط کا ایفا کرے، اگر وہ ایفا نہ کرے گا تو وہ گنہگار ہوگا۔ عورت کو نہیں پہنچتا کہ وہ خلاف شرط اور وعدہ خلافی کے بدلے اس کی نافرمانی کرے اور اس کے گھر میں نہ جائے۔ ہاں اگر عورت نکاح کے وقت شوہر سے شرط کر چکی ہو کہ میں اپنے باپ کے گھر رہوں گی شوہر کے گھر نہ جاؤں گی۔ تو اب اس کو اختیار ہے کہ خاوند کے گھر نہ جائے۔ باپ کے گھر میں اس کی ضرورت پوری کرنے کو خدمت کرے۔ مگر یہ امام شافعی اور حنبلی مذہب کی رو سے جائز ہے، جو ایسی شروط کو جائز رکھتے ہیں۔ حنفی مذہب میں یہ شرط لغو ہے، اس کا ایفا شوہر کے ذمہ لازم نہیں آتا۔ لہذا حنفی مذہب میں ایسی شرط پر بھی عورت شوہر کے گھر جانے سے انکار نہیں کر سکتی۔ اس کی تفصیل ہمارے رسالہ اشاعۃ السنہ نمبر ۱ جلد ۔۔ وغیرہ میں ہے۔

مفتی ابو سعید محمد حسین بٹالوی مؤلف اشاعۃ السنہ

....

toobaa-elibrary.blogspot.com

اَلطّلاق

(۴۷۵) الفاظ کنایہ سے، نیت کئے بغیر طلاق کا حکم؟ **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مقدمہ میں: کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا، کہ "جا تو اپنے میکے کو، تو ہمارے کام کی نہیں، اور ہمیں تجھ سے کچھ سروکار نہیں ہے" اور عرصہ دو ماہ تک منھ سے نہ بولا، بعدہ باہر کو نکل گیا۔ عرصہ قریب آٹھ سال کے گذرتا ہے، اس شخص کی کچھ خبر نہیں، یعنی مفقود الخبر ہو گیا۔ اس صورت میں آیا اس عورت کو نکاح کرنا جائز ہے، یا نہیں؟ بینوا توجروا!

جـــــواب: یہ دونوں کلمہ کنایہ طلاق کے لفظ ہیں، اور کنایہ میں جب تک طلاق کی نیت نہ ہو، طلاق واقع نہیں ہو سکتی۔ پس چونکہ زوج بعد تکلم ان کلمات کے گم ہو گیا ہے، نیت پر اس کی اطلاع دشوار ہے اور وقوع طلاق میں شک ہے، لہذا نکاح جو بالیقین ثابت ہے، شک سے مفتی رفع نہیں کر سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد عفی عنہ گنگوہی (مجموعہ کلاں ص ۱۱۴-۱۱۵)

(۴۷۶) طلاق میں الفاظ کنایہ کا حکم؟ **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی زوجہ ہندہ کو یہ کہا، کہ تو میرے گھر سے نکل جا، میں تجھ کو نہیں رکھتا، بالکل الفقط کردی، جہاں چاہے اور شوہر کرلے مگر یہاں مت کرنا۔ ہندہ مذکورہ بارہ برس تک اسی جگہ رہ کر، دوسری جگہ چلی گئی، بعد اس کے جانے کے عمرو خالد نے زید کو فہمائش کی، کہ ہندہ کو تو لے آ، زید نے کہا کہ اس کو چھوڑ دی اور الفقط کردی۔ ہندہ مذکورہ مطلقہ ہو گئی اور دوسرا نکاح کرنا اس کو جائز ہے، یا نہیں؟ بینوا توجروا!

جواب: اگرچہ الفاظ طلاق صریح کے نہیں، بلکہ کنایات طلاق ہیں، مگر ظاہر حال اور متبادر کلام سے طلاق ہی [معلوم] ہوتا ہے، پس ایسی حالت میں اس عورت کو دوسری جگہ نکاح کرنا درست ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد عفی عنہ گنگوہی (مجموعہ کلاں ص ۱۳۶-۱۳۷)

(۴۷۷) الفاظ کنایہ سے بغیر نیت کے، طلاق کا حکم؟ **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں: کہ ایک شخص نے اپنی زوجہ کو مدت تک نان ونفقہ سے تنگ رکھا، جب وہ مجبور ہوئی اپنے باپ کے چلی آئی، اس شخص مذکور کو اکثر آدمیوں نے فہمائش کی کہ ایسا امر نہ چاہئے، تو اس شخص نے چند شرائط پیش کی اور یہ کہا، کہ اگر یہ منظور کرے تو میں لے جاتا ہوں، اور اس کے نان ونفقہ کا کفیل ہوتا ہوں۔ اگر منظور نہ کرے تو اس کی یہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

راہ، میری یہ راہ، نہ میں اس کا، اور نہ یہ میری۔ چنانچہ شرائط زوجہ نے منظور نہ کیں، اب اس باہمی گفتگو سے عورت نکاح سے خارج ہوگئی، یا نہیں؟ اور اس عورت کا نکاح بعد عدت کے دوسرے شخص سے جائز ہے، یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

جواب: اگر یہ کلام کہ اس کا یہ راہ، میرا یہ راہ، نہ میں اس کا اور نہ یہ میری، شوہر نے طلاق کی نیت سے بولے ہیں، تو طلاق واقع ہوگی، کیونکہ اس نے شرائط نہ قبول کرنے پر یہ تعلیق کی تھی، پس بعد عدت دوسرے سے نکاح جائز ہے، اور جو زوج طلاق کی نیت سے انکار کرتا ہے، تو طلاق واقع نہیں ہوئی۔ فقط

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مجموعہ کلاں ص ۱۶۰)

(۴۷۸) طلاق دی یعنی چھوڑ دیا طلاق صریح ہے: طلاق کے باب میں، جس کے عرف میں چھوڑا بمعنی طلاق شائع وذائع ہوگیا، تو البتہ صریح ہووے گا، ورنہ غلبہ معنی کا وقلیل الاستعمال معنی کو ترک نہیں کرسکتا اور کنایہ سے نہیں نکال سکتا۔ اعتدی کو ہی دیکھو کہ اعتدی کے معنی عدت کے کثیر الوقوع ہیں اور اعتداد نعمۃ اللہ ایک ضعیف معنی ہیں۔ فقط

(مکتوب بنام مولانا خلیل احمد انبیٹھوی، قلمی مکتوب ۱۷)

(۴۷۹) طلاق صریح کس کو کہتے ہیں؟ مسئلہ: طلاق صریح اس کو کہتے ہیں کہ ایسے لفظ سے ایقاع کیا جاوے جو عرف میں سوائے طلاق کے دوسرے معنی پر مستعمل نہ ہووے۔ سو لفظ چھوڑا کا، ہمارے عرف میں ترک نکاح اور ترک خبر گیری نان ونفقہ دونوں پر استعمال کیا جاتا ہے، سو اس سے معلوم ہو کہ بائن ہو محتاج نیت پر، پھر اگر نیت طلاق ہووی تو طلاق بائن واقع ہووے۔

(مکتوب بنام خلیل احمد انبیٹھوی ص ۳۱)

(۴۸۰) ڈھائی یا پونے تین طلاق کے الفاظ سے کونسی طلاق ہوتی ہے؟ سوال: طلاق اگر یوں کہا، کہ ڈھائی طلاق یا پونے تین طلاق، تو نکاح رہا یا نہیں، اور تین طلاق ہوئی یا دو؟

جواب: ڈھائی اور پونے تین پوری سہ طلاق ہوتی ہے، مغلظہ طلاق ہوگئی اور ہمیشہ کو جدا ہوگئی۔

(بدست خاص، سوال ۶۱)

(۴۸۱) اگر دو طلاق، تین طلاق اور پچاس طلاق کہا تو کتنی طلاقیں واقع ہونگی؟ سوال: اگر یوں کہا کہ دو طلاق، یا یوں کہا تین طلاق، یا پچاس طلاق، تو دو طلاق پڑی یا تین، یا ایک؟

جواب: دو میں دو طلاق، اور تین اور پچاس میں تین طلاق پڑیں گی۔

(بدست خاص سوال ۶۲)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۴۸۲) جب گھر سے چلی گئی تو طلاق ہی ہے، اس سے طلاق کا حکم؟ **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں: کہ زید نے عمرو سے کہا کہ ہم نے سنا ہے کہ تم نے اپنی عورت کو طلاق دیدی ہے۔ تو عمرو نے جواب میں کہا، کہ جب گھر سے چلی گئی تو طلاق ہی ہے۔ اور اگر عورت سے دریافت کیا جاتا ہے، تو وہ بھی بیان کرتی ہے کہ ہاں مجھ کو طلاق دیدی ہے۔ تب اس صورت میں طلاق عائد ہوگی، یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: یہ قول عمرو کا کہ، جب گھر سے چلی گئی تو طلاق ہی ہے، لفظ طلاق کا نہیں، کیونکہ اس میں کوئی لفظ ایقاع طلاق کا نہیں، اور نہ اقرار طلاق دینے کا ہے۔ اس واسطے کہ معنی اس کلام کے عرف میں یہ ہیں، کہ جب گھر سے چلی گئی تو یہ چلا جانا گویا طلاق ہی ہے۔ سو عمرو نے چلی جانے کو طلاق ٹھہرایا اور اس کو طلاق یا بحکم طلاق جانا اور حال یہ ہے کہ چلا جانا، نہ طلاق ہے اور نہ بحکم طلاق ہے، شرعاً۔

پس یہ کلام اقرار طلاق کا نہ ہوا، بلکہ چلی جانے کو بحکم طلاق قرار دینا کہنا ہے، سو اس سے نہ طلاق واقع ہوئی اور نہ اقرار طلاق کا ہوا۔ پس اقرار زوجہ کا قابل اعتبار کے نہیں اور زوج تصدیق اس کے اقرار کی نہیں کرتا، لہٰذا طلاق عائد نہیں ہوتی۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد عفی عنہ گنگوہی (مجموعہ کلاں ص ۱۳۱)

(۴۸۳) تیری ماں، یا تیری جنتی پر طلاق کہنے سے طلاق کا حکم؟ **سوال:** اگر کسی نے اپنی جورو کو یوں کہا کہ تیری جنتی پر، یا کہا تیری ماں پر طلاق ہے، اگر تو یہ کام نہ کرے، تو اس کہنے سے جورو پر طلاق پڑ گئی، یا نہیں؟

جواب: اس کلام سے طلاق نہیں ہوتی۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم (بدست خاص ص ۳۴)

(۴۸۴) تعلیق طلاق کے ایک مسئلہ کی تحقیق: **مسئلہ:** تعلیق طلاق میں جزا کے الفاظ کے بعد حذف اداۃ [کی] تحقیق ضروری ہے۔ سو اس تعلیق میں انا ابنک جزا ہے، اگر اپنی زوجہ کو کوئی ماں کہہ دے أنت أمی یا أختی و علی هذا تو ان صورتوں میں نہ طلاق ہوئی ہے، نہ ظہار نہ تحریم یمین، اس قیاس پر کہ اگر اپنے آپ کو پسر اپنی زوجہ کا کہہ دیا، تو کچھ بھی نہ ہوگا، کیونکہ زوج کا ابن ہونا، زوجہ کے ام ہونے کو لازم ہے، سو جب یہ لغو ہے، ایسا ہی وہ بھی لغو ہے۔ یہ مسئلہ کتاب الظہار درمختار میں ہے۔

اور یہ جواب جو بندہ لکھتا ہے کہ یہ تعلیق لغو باطل ہے، شاید اکثر علماء اس میں تردد فرماویں، مگر فقیہ اس کو قبول کرے گا، انشاء اللہ تعالیٰ! کیوں کہ یہ وہ مسئلہ ہے جس میں معنی حقیقی ومجازی ہر دو نا جائز ہیں هذه بنتی کا، جو اصول میں لکھتے ہیں۔

(مکتوب بنام مولانا خلیل احمد مکتوب نمبر ۲۹)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۴۸۵) حبس و جبر کی طلاق؟ مسئلہ طلاق میں روایت حنفیہ کی بندہ کی نظر میں اس وقت نہیں، مگر دفع ضرر ضروری ہے، اگر جبس و جبر طلاق دی، تو چونکہ زوج مکرَہ اور معنت ہے، جائز معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

(مکتوب بنام ... خلیل احمد، مکتوب ۳۲)

(۴۸۶) طلاق سے بغیر گواہوں کے رجوع؟ **سوال:** اگر کسی شخص نے طلاق کے بعد رجوع کیا، اور رجوع پر گواہ نہ کئے، تو وہ رجوع ہونا صحیح ہوا یا نہیں، اور وہ شخص گنہگار بھی ہوا یا نہیں؟

جواب: رجوع قبل گزرنے عدت کے درست ہے، مگر بدون گواہ محل تہمت ہے اور سنت کو ترک کرنا ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(... خاص ص ...)

(۴۸۷) حلالہ میں شرط لگانا اور دوسرے شوہر سے قربت کئے بغیر، پہلے سے نکاح؟ **سوال:** اگر زید اپنی عورت کا نکاح بکر سے کرادے اس شرط پر کہ بعد چند روز کے طلاق دیدینا اور بکر منظور کرے، تو زید بعد عدت بکر نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟ اور یہ عقد و شرط جائز ہے یا نہیں؟ یا بکر قبل صحبت کے طلاق دیدے گا، تو زید کو حلال ہو جاوے گی یا بکر سے صحبت کرنے کے بعد درست ہوگی۔ بینوا توجروا۔

جواب: تین حیض عدت ہونے کی اور جو حاملہ ہو تو وضع حمل مدت عدت ہے، اس سے پہلے یہ عورت حلال نہیں ہو سکتی۔

(مجموعہ تالیفات ص ۲۲)

(۴۸۸) ظہار کا کفارہ؟ ... رشید احمد عفی عنہ ... بعد سلام مسنون مطالعہ فرمایند، آپ کا خط ... بسبب مرض ... جواب میں دیر ہوئی۔

مسئلہ: جس ... عورت ... تجھ سے ... کروں، تو اس کلمہ سے طلاق واقع نہیں ہوئی ... قسم ہوئی ... کفارہ قسم کا ... کفارہ قسم کا یہ ہے کہ دس آدمی فقیر کو ... شکم سیر کھلاوے، مگر جس ... قیمت ... بہر حال ... کفارہ قسم کا دینا ہوگا ... [illegible] فقط۔

... رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ ...)

(...) (...)

[illegible]

مفقود شوہر کا حکم

(۴۸۹) جس کا شوہر گم ہوا اس کے نکاح کا مذہب امام مالک پر فتویٰ؟ سوال

[illegible]

(۴۹۰) جس کا شوہر گم ہوگیا ہو اس کے لئے چار سال بعد نکاح کی اجازت؟

[illegible]

(۴۹۱) کیا مفقود الخبر شوہر کی زوجہ کا نکاح اعلان کر کے کرنے کی اجازت ہے؟ سوال

[illegible]

جواب [illegible]

[illegible] بعد جائز فرماتے ہیں، پس جس شخص نے بوجہ ضرورت کے کہ وقوع زنا کا خدشہ ہے، بمذہب شافعی صاحب فتویٰ دیا ہے، اس کو برا کہنا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنی نہیں چاہئے ( )

مسائل مختلفہ [illegible] میں تشدد کرنا مناسب نہیں، خصوصاً ایسی ضرورت میں۔ البتہ اگر نفسانیت اور خواہش نفسانی کی قید م بیچ میں اور خلاف میں پڑے وہ برا کام ہے۔ الحاصل! زن مفقود کا نکاح ایک مذہب ہے، اس کے عمل درآمد پر بوجہ ضرورت نزاع و طعن نہیں چاہئے، اگرچہ خود عمل اپنے مذہب پر کرتا ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ کلاں ص ۲۲۸)

(۴۹۲) مفقود کی بیوی نے اگر نکاح کرلیا، پھر شوہر اول واپس آگیا تو بیوی کس کو ملے گی؟

مسئلہ: مفقود کی عورت نے اگر بفتویٰ کسی عالم کے نکاح کیا، تو جب اس کا خاوند رجوع کرے گا، تو زوج اول کو وہ عورت ملے گی، ثانی زوج سے [illegible] جاوے گی، [illegible] نے تفریق بعد مدت [illegible] نکاح کرایا ہو، تو اب اول کو نہ ملے گی، کہ تطلیق حاکم سے افتراق ہوگیا ہے۔ حنفیہ نے موت اقران و مدت شمار کیا ہے [illegible] شرح میں اپنے اپنے زمانہ کے موافق، عمر اقران کو لکھ دیا ہے، کبھی [illegible] کبھی [illegible] اور شافعی نے چار سال ٹھہرائے ہیں، اگر حنفی بضرورت شافعی کے مذہب پر عمل کریوے، تو عجب نہیں، درست ہے۔

(مجموعہ کلاں ص ۲۳ ۲۴)

(۴۹۳) جس شخص کے متعلق یہ شبہ ہوجائے کہ وہ مرگیا، لیکن پھر ٹھیک ہوجائے، تو اس کا نکاح اور ملکیت قائم رہتی ہے:

سوال: جو شخص مرجاوے اور پھر بعد کچھ دیر کے زندہ ہوجاوے، تو اس کی زوجہ سے اس کا نکاح رہا یا نہیں؟ [illegible]

جواب: [illegible] بلکہ [illegible] غشی سی ہوجاتی ہے [illegible] معلوم نہیں ہوتی، لہٰذا نکاح [illegible] قائم ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مدست خاص ص ۲۰)

[illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

مہر

(۴۹۴) مہر مؤجل کی صورت میں، عورت کا شوہر کو خود سے روک دینا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت کا دین مہر [illegible] مؤجل تھا [illegible] اس صورت میں وہ عورت بعد وفات [illegible] خاوند پر نالش حسب مہر کی کر سکتی ہے یا نہیں، اور اپنے نفس کو شوہر سے [illegible] روک سکتی ہے یا نہیں [illegible]

جواب: ہرگاہ کہ مہر مؤجل شہر پکا [illegible] مؤجل ہو [illegible] دخول و خلوت کا ہونا مقرر ہوتا ہے، لہٰذا گویا دخول و تفویض کرنا عورت کا اپنے نفس کو شرط ہو گیا لان المعروف کالمشروط پس اس عورت کو حبس اپنے نفس کا مصاحبت سے اور مطالبہ مہر قبل حلول اجل [illegible] مقرر [illegible] درست نہیں ہے۔ قال فی رد المحتار

هذا كله إذا لم يشترط الدخول قبل حلول الأجل فلو شرطه ورضيت به ليس لها الامتناع اتفاقاً انتهى (۱)

الحاصل اس صورت میں عورت کا مطالبہ مہر کرنا اور اپنے نفس کو روکنا [illegible] درست نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ کلاں ص ۱۲۳)

(۴۹۵) مہر معلوم نہ ہونے کی صورت میں کس طرح ترتیب ہوگی؟

سوال: عورت متوفی وعورت موجودہ کے مہر نہ معلوم ہونے کی صورت میں کیا حکم ہے؟

الجواب: عورتوں کا مہر اگر معلوم نہ ہو تو مہر مثل متعارف پر فیصلہ ہوگا کہ عرف میں جو قوم کا ایک مہر مقرر ہے کہ اس میں کم زیادہ نہیں ہوتا المعروف کالمشروط فقط واللہ تعالیٰ اعلم (مجموعہ کلاں ص [illegible])

(۴۹۶) اگر بیوی نے تنہائی میں مہر معاف کر دیا تو؟

سوال: جب زید کا نکاح ہوا تھا تو مہر پانچ سو روپیہ کا مقرر ہوا تھا، مگر زید کی حیثیت اس قدر [illegible] مہر کی نہیں تھی۔ زید نے تنہائی میں عورت سے کہا کہ [illegible] مہر کا مجھ میں مقدور نہیں، معاف کر دے، منکوحہ زید نے کہا کہ معاف کیا۔ پھر ایک عرصہ بعد دو عورتوں اور دو مردوں کے سامنے کہا

---

(۱) رد المحتار، فی اسحر عن الفتح وهذا كله [illegible] فی [illegible] المهر [illegible] ص ۲۵۹ ج ۳ [illegible] ۲۸۸ ھ) [illegible] ص ۳۶ [illegible] ۳۹۱ ھ ۱۹۶۶ (مطبعہ [illegible]) [illegible] ۳۹۱ ھ [illegible] ص ۳۶۹ [illegible] ۳۹۹ ھ (م ر)

toobaa-elibrary.blogspot.com

کہ مہر معاف کردے، اس نے کہا کہ معاف کیا، جب منکوحہ نے معاف کرنے کو کہا تو نکاح کو تین چار برس گذر چکے تھے، زید مہر سے بری ہوگیا یا نہیں؟

جواب: مہر اس صورت میں معاف ہوگیا، اگرچہ زید کے کہنے سے معاف کیا تھا۔

(مجموعہ کلاں ص ۲۰۳)

(۴۹۷) نکاح کے وقت بیوی کو دیا گیا زیور، مہر میں شامل نہیں؟

سوال: اور جو زیور بعد انکاح زوجہ کو دیتے ہیں، وہ مہر میں داخل ہے، یا اس کو ہبۃ دیتے ہیں، اگر مہر میں داخل نہیں اور بطور احسان اور ہبہ کے تو زوجہ مالک ہوتی ہے، یا نہ؟ اور زوج کو لوٹانے کا اختیار ہے، یا نہ؟ بینوا توجروا

الجواب: ورمہر وہ ہے جو وقت نکاح کے مقرر ہوتا ہے، اگر اس زیور کو مہر میں تصریح کرکے دیوے، تو مہر میں مجرا ہووے گا، ورنہ حسب عرف اپنے دیار کے، یہ زیور خارج مہر سے ہوکر، یا ملک زوج کی ورعاریت ٹھہرے گا، اگر ایسا عرف وہاں کا ہے المعروف کالمشروط کذا فی کتب الفقہ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ کلاں ص ۲۰۳)

(۴۹۸) جو زیور بیوی کی ملکیت نہیں کیا تھا، وہ شوہر کا ہے؟

سوال: زید نے اپنے باپ کی مرضی سے اپنی عورت کو دو سو روپیہ کا زیور بنوا دیا تھا، مگر ملک عورت نہیں کیا تھا، ہاں بنوایا اس کے نام سے اور زید اپنے باپ کے شامل رہتا تھا، علیحدہ نہیں ہوا تھا، اور زیور زید اور اس کے باپ کی کمائی سے تیار ہوا تھا، پس اس زیور میں کچھ عورت کا حصہ پہنچے گا، یا نہیں، زیور شادی زید سے تین چار برس بعد تیار ہوا؟

جواب: زیور اگرچہ عورت کے پہننے کو بنایا مگر جب تک ملک عورت کی نہ کیا تھا، تو زیور وہ پس زید و [illegible] بستہ زید پر غنی عدت کا [illegible] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ کلاں ص ۲۰۳)

(۴۹۹) مہر کی ادائیگی، ترکہ کی تقسیم سے مقدم ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس صورت میں کہ محمد جعفر فوت ہوئے مسماۃ نادری بیگم زوجہ، مسماۃ زینب دختر، ومسماۃ ستارہ بیگم والدہ، مسماۃ حاجی بیگم و فضل النساء، وحیدری بیگم ہمشیرگان زندہ چھوڑیں، نادری بیگم زوجہ جو خواستگار دین مہر ہے، اور بقیہ دیگر ورثا خواستگار حقوق شرعیہ بروئے وراثت شرعی کے ہیں، اور سوا ان وارثوں کے دو برادر عم و بھی چھوڑے، پس ادائے دین مہر مقدم ہے، یا توریث، اور مدعیہ نے مہر اپنا نہیں بخشا۔ بینوا توجروا

toobaa elibrary blogspot com

جواب: اس دین مہر [illegible] ادا [illegible] بعد [illegible] باقی رہے، اس وقت فرائض جاری ہوویں، چونکہ ترکہ مہر سے بہت قلیل ہے [illegible] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ [illegible] رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ کلاں ص ١١٨)

(٥٠٠) اگر وارثوں میں متوفیہ کے مہر کی مقدار میں اختلاف ہو؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین کثرھم اللہ تعالیٰ الی یوم الدین [illegible] متوفیہ نے زید سے مہر طلب کیا مقدار مہر میں [illegible] مہر مثل [illegible] کرتا ہے [illegible] قبول نہیں کرتا، وہ اپنی مقدار [illegible] اس کا شرعاً کیونکر ہو؟ کتب فقہ میں جو [illegible] مہر مثل میں [illegible] کون کون عورتیں داخل ہیں؟

دوسرا امر بھی استفسار طلب ہے [illegible] کس طرح پر ہوئی، اور یہ بھی ہے [illegible] قصبات میں [illegible] معین [illegible] حسن و جمال اور عقل [illegible] بکارت و ثیبت وغیرہ کا کوئی اعتبار [illegible] نہیں [illegible] کتب فقہ میں جو فرق و تفاوت لکھا ہے [illegible] موافق تقاضائے [illegible] وقت [illegible] قصبات کے عرف میں [illegible] مساوی [illegible] فقط

جواب: ایسی حالت میں مہر مثل پر فیصلہ ہوگا [illegible] ثابت [illegible] مہر مثل نہ تھا، بلکہ حسب دعویٰ [illegible] اور مہر مثل [illegible] شرفاء کا اور اراذل کا مہر معین ہے [illegible] مہر [illegible] ہوتا ہے۔

تحریر کتب فقہ کی ان [illegible] عرف [illegible] صورت میں [illegible] عدول سے یہ دعویٰ ثابت کر دیوے [illegible] مہر مثل [illegible] کتب الفقہ [illegible] واللہ تعالیٰ اعلم

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ [illegible]

(٥٠١) بیوی کا اپنے شوہر کے مال پر مہر کے عوض قبضہ کرنا کیسا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس باب میں کہ ہمارے ملک میں جو یہ رواج ہے کہ عورت بعد مرنے اپنے شوہر کے [illegible] پر بدین مہر قابض اور مالک سمجھی جاتی ہے، اور دین مہر ایک قرض ہے عورت کا ذمہ [illegible] جزو یا کل جائیداد مدیون پر

oobaa-elibrary.blogspot.com

ملکانہ صورت بدستخص حق ملکیت، مجرد دعویٰ دین کی وجہ سے مالک اور قابض نہیں ہوسکتا۔

پس اگر وہ عورت متروکہ شوہر کے قبضہ کرنے سے حقیقتاً اور شرعاً مالک ہوسکتی ہے، تو مثلاً جائیداد متروکہ شوہری ہزار یا آٹھ سو روپیہ کی ہے اور دین مہر دو ہزار روپیہ کا، تو ایسی کم قیمت جائیداد پر، اس عورت کے قابض ہوجانے سے، تمامی دین مہر ذمگی شوہر سے ادا ہوجاتا ہے، یا نہیں۔ در شرع میں وارثان شوہر کے لئے، ادائے دین مہر کی بابت کوئی میعاد مقرر ہے، یا نہیں؟

مثلاً، کوئی عورت بعد مرنے اپنے شوہر کے بیس برس تک، ایسی جائیداد متروکہ شوہری پر قابض رہی، کہ جس کی آمدنی پچاس روپیہ یا سو روپیہ، سالانہ اس کو وصول ہوئے، اور اس قدر مدت کے بعد وارثان شوہر دین مہر کا جو ادا کرنا اور جائیداد مقبوضہ کا واپس لینا چاہتے ہیں، تو ان ورثا کو ادائے دین مہر مذکور کا مجاز اور اس عورت کو عند الشرع سے لینے زر مہر اور واپس کردینے جائیداد مقبوضہ کا، استحقاق حاصل ہے، یا نہیں؟ اور بعد اس قدر مدت کے اگر عورت منکوحہ مستحق لینے دین مہر کی، وارثان شوہر سے ہوسکتی ہے، تو مدت قبضہ جائیداد کی آمدنی زر مہر میں مجرا اور محسوب ہوسکتی ہے، یا نہیں؟ اگر وہ آمدنی حق مجرا، دین مہر کے نہیں ہے، تو وہ محاصل جائیداد شوہری بعد وصول ہوجانے کل زر مہر کے، کس حق میں محسوب اور شمار ہوگی؟

جواب: اگر عورت ترکہ شوہر پر بعوض اپنے دین مہر کے قبضہ کرے، بنیت معاوضہ اور ملک سے، تو بفتویٰ متاخرین، مالک ہوجاتی ہے، اگر اس کی نیت یہ ہے کہ بعوض کل دین مہر کے اس کو لیتی ہوں، تو تمام مہر ادا ہوگیا، اب اس کا کچھ دعویٰ زوج پر بابت مہر کا نہیں رہا۔

اور جو یہ نیت ہے کہ قدر قیمت مثل کے، جو اس نے کوئی قدر معین کردی ہے، اس میں لیتی ہوں، تو باقی مہر جو زائد قدر قیمت مثل سے ہے، ذمہ زوج کے باقی رہتا ہے، پس بعد اس کے کہ اس نے اپنے مہر میں، سب ترکہ کو لیا، خواہ تمام مہر میں یا بعض میں، تو بعد اس کے ورثۂ زوج اگر مہر ادا کرکے ترکہ کو واپس لے لیویں، تو عورت پر جبر نہیں ہوسکتا۔ البتہ اگر عورت برضا، خود دیدیوے، مختار ہے، کہ عورت اس کو بائع کرتی ہے یا اقالہ بیع سابق کا کرتی ہے، تو اس صورت میں آمدنی جو عورت نے اس ترکہ سے حاصل کی ہے، مجرا نہیں ہوسکتی، کہ وہ محصول اپنی ملک کا اس نے حاصل کیا ہے۔ کذا یفھم من کتب الفقہ، واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مجموعہ کلاں ص ۲۲۳-۲۲۴)

toobaa-elibrary.blogspot.com

حرمت مصاہرت

(۵۰۲) مس سے حرمتِ مصاہرت کب ثابت ہوتی ہے؟ **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسئلوں میں

زید نے اپنی عورت کو ایک عرصہ کے واسطے اپنی والدہ کے پاس بھیج دیا تھا، جس جگہ کہ اس کا باپ نوکر تھا اور خود اپنے وطن پر رہا، عرصہ دو ماہ بعد زید کی خوشدامن بیوہ، اس گاؤں میں کہ زید اپنے مکان میں علیحدہ رہتا تھا، آئی اور رہی ایک روز بار دو بجے زید اپنے پلنگ سے اٹھ کر، جس پلنگ پر خوشدامن سو رہی تھی آگیا، اور دونوں رضائی میں باتیں کرتے رہے، تھوڑی دیر بعد زید نے اس کے شکم وسینہ پر ہاتھ پھیرا اور اس کو آغوش میں پکڑا، لیکن اس وقت دونوں اپنے اپنے کپڑے پہنے ہوئے تھے، یعنی برہنہ نہیں ہوئے تھے، اور نہ بوسہ لیا، صرف حرکات مندرجہ بالا صادر ہوئیں، اس وقت میں زید کو خوف خدا آیا کہ میں بخت کیا کرتا ہے، اس کا مرتبہ بجائے ماں کے ہے، یہ تصور کر کے اس کے پلنگ سے علیحدہ ہوا اور باہر کو چلا گیا اور صبح کو اپنی خوشدامن کو رخصت کر دیا، ایک دو روز بعد لیکن اس سے کچھ گفتگو نہ کی۔

اس بات کو عرصہ پانچ سال کا ہو گیا یا چھ ماہ، یا زیادہ ہوا ہوگا، اس عرصہ کے بعد آج بروز بدھ دو فروری ۱۸۸۷ء (جمادی الاول ۱۳۰۴ھ) کو زید نے ضمیمہ "مرآۃ النساء" میں صفحہ ۹ پر لکھا دیکھا، کہ جو شخص اپنی خوشدامن کو از راہ شہوت کے ہاتھ لگا دے گا، تو عورت اس کی اس پر حرام ہو جاوے گی، جب زید نے یہ حرکات کی تھیں، اس کو یہ مسئلہ معلوم نہ تھا، بعد پانچ برس کے آج جو یہ مسئلہ دیکھا، تو وہ فعل بد اپنا زید کو یاد آیا، اس واسطے یہ بات من وعن لکھ کر دریافت کرتا ہے، کہ عورت منکوحہ زید کی، زید پر حلال رہی یا کہ نہیں، یا کہ بوجہ ناواقفیت کے زید کو کفارہ دینا آوے گا۔ مع دلائل فتویٰ تحریر فرماویں۔

اگر عورت منکوحہ زید کی قابل زید کے نہ رہی، تو عورت پر عدت کے دن واجب ہوں گے، زید سے ایک دختر تین سال و فرزند گیارہ ماہ کا ہے، اگر عورت زید لائق زید نہ رہی، بحکم شرع شریف یہ دختر و فرزند کس کو ملیں گے، زید کو یا عورت کو؟

جواب: سینہ وشکم پر اگر شہوت سے ہاتھ پھیرا تھا اور پیٹ پر کپڑا نہ تھا، یا کپڑا باریک تھا کہ گرمی شکم کی ہاتھ کو محسوس ہوئی تھی اور ایسا ہی آغوش میں دبانے میں، گرمی بدن کی بدن کو لگی، تو حرمت ثابت ہوئی، اور منکوحہ حرام ہو گئی، اور جو گرمی بدن کی محسوس نہیں ہوئی، یا شہوت سے یہ کام نہیں کیا، تو کچھ حرج نہیں ہوا، بہر حال بشہوت اگر بدن حائل ہو یا ایک حائل سے مس ہوا، تو منکوحہ حرام ہوئی، خواہ ناواقفیت سے ہو، یا کسی طرح۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

اب جس وقت سے عزم عدم قربت کا کرے گا، اس وقت سے عدت تین حیض کی ہو کر افتراق ہوگا، اور کفارہ سے کچھ نہیں ہوسکتا، اور دختر اور پسر عورت کی پرورش میں رہیں گے اگر عورت چاہے، بشرطیکہ کسی نامحرم دختر سے نکاح نہ کرے اور یہ خرچ اول دکا زید دیتا رہے گا، جب تک ساڑھے سات برس کے ہو جاویں، بعد اس کے زید لے سکتا ہے۔

کتبہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مجموعہ کلاں ص ۱۹-۲۱)

(۵۰۳) اپنی دختر کو صرف ہاتھ لگ جانے سے، حرمت مصاہرت کی تحقیق؟

سوال: سنا ہے کہ اگر مرد حالت شہوت میں ہو اور لڑکی کے ہاتھ لگ جاوے، تو بیوی ہمیشہ کو حرام ہو جاوے۔ اس کا کیا مطلب ہے؟ آیا خود بدنیت قصد لڑکی کو ہاتھ لگاوے، تب بیوی حرام ہوتی ہے، یا کہ ارادہ بیوی کا کرتا ہے اور لڑکی پاس پڑی ہے، دراندھیرے میں لڑکی کے بدن پر ہاتھ لگ جاوے، بیوی سمجھ کر کہ یہ بیوی ہے، اندھیرے میں ارادہ سے ہاتھ لگادے، اور جب معلوم کرے کہ لڑکی ہے، ہاتھ اٹھا لیوے، تب بھی بیوی حرام ہوتی ہے۔ مفصل تحریر فرمائیں۔

الجواب: اگر لڑکی مشتہاۃ ہے اور ہاتھ لگ گیا قصداً یا سہواً یا خطاً، اور ہاتھ لگنے سے شہوت پیدا ہوئی یا غلبہ شہوت کا ہو گیا، تو حنفیہ کے نزدیک والدہ اس کی ہمیشہ کو حرام ہو جاتی ہے۔ (۱)

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مدمت حاشیہ ص ۲۰)

(۵۰۴) کم سنی میں بچی کو شوہر نہیں لے سکتا اور نفقہ بھی اس کے ذمہ نہیں ہے:

مسئلہ: تا ایام حضانت صغیرہ کو زوج نہیں لے سکتا اور نفقہ بھی زوج کے ذمہ نہیں آتا، (۲) جو آپ سمجھے درست ہے، ہاں مراہقہ کو لے سکتا ہے، بعض کے نزدیک ایام الحضانت حضانت سے خارج ہوجاتے ہیں، **علی الصحیح**۔ اس لئے کہ بسبب فتنہ کے سب تا حیض حضانت نہیں ہوتی چاہئے، بلکہ مشتہاۃ ہونے تک۔ فقط

رشید احمد

(مکتوب بنام مولانا خلیل احمد انبہٹوی، مکتوب ۳۵)

---

(۱) یعنی اگر لڑکی مشتہاۃ ہے اور ... شہوت ... حرمت مصاہرت کو ثابت نہیں کرتا۔ ففی الدر المختار والعبرة للشهوة عند المس والنظر لا بعدهما. الدر المختار ۳/۹۸ ... ۱۳۲۲ھ (نور)

وفی العلامة الشامی قال فی الفتح وقوله بشهوة فی موضع الحال لیفید اشتراط الشهوة حال المس فلو مس بغیر شهوة ثم اشتهی عن ذلک المس لاتحرم علیه. رد المحتار (۳/ ۹۰) (ایچ ایم سعید) (۱۲۸۸ھ) کتاب النکاح فصل فی المحرمات ص ۳۰۳ جلد ۲ مکتبہ ماجدیہ ... رد المحتار کتاب النکاح ج ۳ ص ۳۳ ... دار الفکر بیروت ۱۳۸۶ھ] [نور]

(۲) یعنی مطلب یہ ہے کہ ... جب تک وہ دودھ پلانے مرضعہ ہونے کی وجہ سے اس کا نفقہ بچے کے ... (...)

toobaa-elibrary.blogspot.com

رضاعت

(۵۰۵) حرمت رضاعت، صرف دودھ پلانے سے ثابت ہوتی ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید جس روز پیدا ہوا ہندہ نے اس روز ... پستان منہ میں دیا، اور ہندہ اس روز شیر دار نہ تھی۔ بلکہ اس کو وضع (حمل) کئے ہوئے چار برس گذر گئے تھے اور یہ بیان ہندہ کا ہے، ... بیان ... مرضعہ اور ہیں وہ بھی بیان کرتی ہیں، اور بعد گزرنے عرصہ دس سال ہندہ کی لڑکی پیدا ہوئی، اس کے ساتھ اس نے سعیدہ کو دودھ پلایا، پس اب سعیدہ اور زید میں اخوت رضاعی ثابت ہوئی یا نہیں؟ اور نکاح جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

جواب: حرمت رضاعیہ شیر پینے سے ثابت ہوتی ہے، فقط پستان منہ میں دینے سے ثابت نہیں ہوتی۔ پس جس صورت میں کہ ہندہ کے دودھ نہیں، تو زید کی حرمت رضاعیہ ثابت نہیں ہوئی، اور نکاح زید کا سعیدہ سے شرعاً جائز ہووے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مجموعہ کلاں ص ۲۰۱)

(۵۰۶) ثبوت حرمت رضاعت کی ایک صورت:

سوال: کیا فرماتے ہیں کہ علمائے دین اس مسئلہ میں: کہ مسماۃ رحیمہ کے دو لڑکیاں مسماۃ کریمہ و فہیمہ، کریمہ کے ایک لڑکا مسمی خالد [تھا] پانچ، چھ مہینہ اس کو دودھ پلا کر بقضاء الٰہی انتقال کیا، مسماۃ رحیمہ، خالد کی نانی ہے اس وقت کوئی لڑکا شیر خوار اس کی گود میں نہ تھا، اور دودھ اس کا بالکل تو دس برس سے خشک ہو گیا تھا، ہر گاہ ہے کہ خالد کو دودھ پلانا شروع کیا، خدا کی قدرت سے دودھ اس کے اتر آیا، اچھی طرح سے دو برس تک پلایا، اور مسماۃ رحیمہ خالد کی نانی یہ چاہتی ہے کہ نکاح خالد کا فہیمہ کی لڑکی کے ساتھ کردوں۔ پس از روئے شرع شریف کے نکاح خالد کا، فہیمہ کی لڑکی کے ساتھ ہو سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا!

جواب: نکاح خالد اولاد فہیمہ سے ہرگز نہیں ہو سکتا، کیونکہ خالد بھائی رضاعی فہیمہ کا ہو گیا، تو سب اولاد فہیمہ کی ولاد اخت خالد کی ہوئی اور سب رضاعی حرام ہے۔ کذا فی عامۃ کتب الفقہ

اور شیر میں کوئی قید ولادت کی نہیں، جس طرح شیر عورت کے نازل ہو جائے گا، اس پر مدار حرمت کا ہووے گا۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔ رشید احمد گنگوہی (مہر)

الجواب و الی اللہ حررہ محمد رحمت علی عفرلہ اللہ الوافی

صحیح جواب و ھو الحق و الصواب اللہ سبحانہ اعلم حررہ ابو القاسم محاورہ اللہ عن سیئاتہ

(یہ اصل سوال و جواب مع مہر کاغذات خانوادہ حضرت مولانا سید ... کی ... میں محفوظ ہیں۔)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(٥٠٧) صرف دو عورتوں کے کہنے سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔ سوال [illegible]

[illegible]

جواب [illegible] ... [illegible] واللہ تعالیٰ اعلم

(٥٠٨) شوہر بیوی کی ملاقات کے امکان کی صورت میں اولاد ثابت النسب ہے۔ مسئلہ [illegible]

[illegible]

(٥٠٩) اسقاط حمل کرانے میں کب کس درجہ کا گناہ ہے؟ سوال [illegible]

[illegible]

جواب [illegible]

(٥١٠) زنا چاہے محصنہ کرے یا غیر محصنہ اس پر حد بھی ہے گناہ بھی: سوال [illegible]

[illegible]

[illegible] كتاب النكاح [illegible]

[illegible]

[illegible] كتاب الحدود [illegible]

[illegible]

[illegible] ... اس میں عدد کا [illegible] ... مثلاً [illegible] ... نہیں

جواب: [illegible] ... دوسرا امر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

[illegible]

میراث

(۵۱۱) تقسیم میراث زکوٰۃ کی ادائیگی پر مقدم ہے

سوال [illegible] اس مسئلہ میں کہ [illegible] اپنی زندگی میں [illegible] اپنے مال سے [illegible] مستحقین [illegible] تقسیم [illegible] ... جیسا کہ حکم شرع شریف ہو ... تقسیم [illegible]

الجواب [illegible] ... تقسیم [illegible] ... وصیت [illegible] مستحقین [illegible] تقسیم [illegible] ... واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ [illegible] رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(۵۱۲) بیوی کو شوہر کے ترکہ میں سے صرف اپنا حصہ لینے کی اجازت ہے

سوال [illegible] مر گیا اور اس نے [illegible] ... اور [illegible] ... اپنا حصہ [illegible]

جواب اپنے حصہ کے قدر [illegible] ... واللہ اعلم (بدست خاص [illegible])

(۵۱۳) اگر بیوی شوہر سے پہلے مرجائے تو اس کا باقی ماندہ مہر کس طرح تقسیم ہوگا؟

سوال کوئی عورت قبل اپنے شوہر کے وفات پا جائے [illegible] مہر [illegible]

الجواب عورت فوت شدہ [illegible] کا مہر [illegible] شوہر [illegible]

[illegible]

(۵۱۴) والد کا قرض ادا کرنا اولاد کے ذمہ واجب ہے: سوال

جواب

(۵۱۵) اگر باپ کے متروکہ مال کے متعلق یقین ہے کہ وہ حرام آمدنی کا ہے، تو اس کا ورثاء کو لینا؟ سوال ما قولکم دام فضلکم

جواب

(۵۱۶) جس مال کے والد کا ترکہ ہونے کا یقین نہیں ہے، اس میں وارثوں کا حق نہیں: سوال ما قولکم دام فضلکم

جواب

بعد کا ... میں سے ... حصہ ... [illegible] ... ثبوت ... [illegible]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم ... رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(۵۱۷) دو بھائیوں کی مشترک خریدی ہوئی زمین میں میراث کی تحقیق؟

سوال ... [illegible]

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ... مقام کا بیع نامہ ... [illegible] ... دونوں بھائیوں نے اس پر قبضہ مشترکہ کر رکھا ... بعد ... [illegible] ... شخص ... [illegible] ... دیگر ... [illegible] ... باہمی ... [illegible] ... کو اپنا حصہ ... [illegible] ... بیع نامہ اس بھائی کے پاس رہا ... [illegible] ... اقرار نامہ ... مضمون ... [illegible] ... ہم دونوں ... [illegible]

چنانچہ بسبب ... [illegible] ... قبضہ ... [illegible] ... بیع نامہ ... [illegible] ... اور نقل اس بیع نامہ کی جو حسب الاتفاق ... [illegible] ... وہاں کے ... [illegible] ... ہندو مسلمان ... [illegible] ... اور نہ ان حدود ... [illegible] ... کیونکہ ... کیوں ... بیع نامہ ... [illegible] ... اقرار نامہ ... عدم قبضہ ... [illegible] ... اقرار نامہ اصل ... [illegible] ... بینوا توجروا۔

جواب ... [illegible] ... ثابت ہوتا ہے ... [illegible] ... اس وقت ... ملک بیع ... بیع نامہ ... [illegible] ... مالک ... [illegible] ... ثبوت ... [illegible] ... دلائل ... [illegible] ... بیع نامہ ... [illegible]

نہیں ہو بلکہ یہ فریق ثانی اقرار کریں۔ پس چونکہ فریق ثانی منکر ہیں، تو اب اثبات کے واسطے دوسری حجت کی ضرورت ہے، اس قبالہ سے ثبوت حق کا شرعاً نہیں ہوسکتا۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم (مجموعہ کلاں ص ۲۳۶-۲۳۷)

(۵۱۸) اگر بھائی بہن کا حق نہیں دیتا تو بہن کو اپنے حق کے بقدر، چوری سے لینا کیسا ہے؟ **سوال:** بہن کا حق بھائی نہیں دیتا ہے اور بہن نے بھائی کی ایک ایک چیز چرائی، جو اس کے حق کے موافق ہے، تو بہن کو وہ چیز جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: اگر بھائی سے حق مانگتی ہے اور نہیں دیتا، تو اپنے حق کے قدر لینا درست ہے، جو زیادہ لیا تو حرام ہے اور جو شرم سے حسب دستور مانگتی نہیں اور پھر اپنے حق میں چوری کرے گی تو حرام ہے، اس کو یہ مال حلال نہ ہوگا۔ (مجموعہ کلاں ص ۱۹۲)

نوٹ: ایک اور ضروری مسئلہ اگر متوفی نے جائیداد سے بہن یا والدہ کو حصہ نہیں دیا تو وارثوں کے ذمہ سے کیسے ان کا حصہ ادا ہو؟ حضرت کا ایک اور فتویٰ جو یہاں درج نہیں، ضمیمہ دوم میں ملاحظہ ہو۔ [نور]

نوٹ: ایک اور ضروری مسئلہ اگر باپ کے ترکہ میں سے بہنوں کو محروم کردیا تو اگر یہ قابض اس جائیداد کو رہن کریں تو کیا حکم ہے؟ یہ سارا کیا ہے، ضمیمہ دوم میں ملاحظہ ہو۔ [نور]

(۵۱۹) بہنوں کے ساتھ سلوک واحسان کرنے کی وجہ سے ترکہ کا حق ختم نہیں ہوسکتا: **سوال:** زید کی بہنوں نے زید سے دعویٰ وراثت کیا، زید نے کہا کہ تمہاری شادی بیاہ، تمہارے لڑکے کی شادی بیاہ، تمہارے داماد کی تربیت وتعلیم، تمہاری مخلصی اور خبر گیری وغیرہ امور میں علاوہ خورش و پوشش کے تمہاری آمدنی سے کس قدر میرا زیادہ صرف ہوا ہے، وہ تم دیدو اور اپنا ترکہ لے لو۔ بہنوں نے یہ بات کہی کہ ہم تمہارے شریک تھے، گو میرے واسطے ہزار دو ہزار خرچ کیوں نہ ہوا ہو، مگر ہم نہیں دیں گے۔ از روئے شرع زید ان خرچوں کو پا سکتا ہے، یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

جواب: ترکہ کا حصہ بہنوں کا واجب ہے اور جو کچھ بھائی نے حسن وسلوک کیا ہے، وہ صلہ ہے، پس اس صلہ وسلوک کرنے سے ترکہ کا حصہ ساقط نہیں ہوسکتا اور نہ صلہ کا حساب ترکہ میں کیا جاوے، ترکہ کا حصہ دینا زید کو واجب ہے، اور عذر صلہ کا بالکل غو ہے وفضول ہے۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مجموعہ کلاں ص ۲۰۳)

(۵۲۰) ترکہ کی تقسیم کی ایک خاص صورت کی وضاحت: **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین: زید وعمر، دو ہمشیرہ حقیقی ہیں، زید وغیرہ کے پدر نے اپنی حیات میں اپنا ترکہ میراث اسی صورت پر تقسیم کردیا، دو دو سہام پسران کو اور ایک ایک سہام دختران کو دے اور تقسیم نامہ مع مہر وگواہی کے تحریر کردی، پس بعد فوت ہوجانے پدر مذکور کے زید وعمر نے ہمشیران کے سہام کی آمدنی نہیں دی، اپنے قبضہ وتصرف میں رکھی، اور عرصہ تک یہ ہی عمل درآمد رہا، اور

toobaa-elibrary.blogspot.com

کاغذ سرکاری میں بھی کل ترکہ پر مع سہام بہ ہمشیرہ کے نام زید و عمرو کا درج رہا۔ بعدہ زاں عمرو خود اور برادران زید قبضہ لئے فوت ہو گیا۔ زید نے بہ دوسہام عمرو کے وریم سہام مجملہ سہام ہمشیرہ جانب سے بنام اہلیہ عمرو کے کاغذ سرکاری میں درج کرا دیا۔ اہلیہ عمرو قریب عرصہ تین یا دو سال کے قابض رہی اور آمدنی لیتی رہی اور وہ بھی کچھ عرصہ میں مر گیا اور زید نے ایک پسر اور دو دختر چھوڑا۔ اب عرصہ دو سال کا ہوا اہلیہ عمرو کی اور مر گئی۔ کوئی برادر حقیقی اہلیہ عمرو کے نہیں ہے۔ ایک برادر اور ایک ہمشیرہ علاتی زاد اور چار پسر دیگر برادر عموی زادگی ہیں۔ سو یہ ترکہ جو کہ بنام اہلیہ عمرو کاغذ سرکاری میں درج ہے برادر عموی زاد کو بموجب حکم فرائض اللہ کے پہنچتا ہے برادر مذکور کو یہ ترکہ لینا درست ہے یا نہیں؟ اگر یہ ترکہ لیا تو بذمہ برادر مذکور کے عند اللہ و عند الناس کچھ ضمان تو نہیں آتا اور لینے میں کچھ گناہ یا معصیت تو نہیں ہوتا ہے؟ بینوا توجروا۔

جواب: زوجہ عمرو کے ورثاء جو چچا کی اولاد ہیں ان کو اس قدر ترکہ لینا کہ اس کے خاوند کا حق تھا اور زوجہ عمرو نے بوجہ دین مہر اس کو لیا تھا درست ہے۔ اور جو حق ہمشیرہ کا بطور ظلم اس کے قبضہ میں تھا اس کا لینا حرام ہے۔ اگر لیویں گے تو غاصب اور ظالم ہوویں گے اور آخرت میں وبال میں اس ظلم کے ماخوذ ہوویں گے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر رشید احمد عفی عنہ گنگوہی

(مجموعہ کلاں ص ۲۳۳)

(۵۲۱) تقسیم میراث کی ایک ترتیب کی وضاحت؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسماۃ آمنہ فوت ہوئی۔ اس نے دو پسر انور علی و شفاعت و دختر جنت النساء و زوج سلطان علی چھوڑے۔ ترکہ آمنہ متوفیہ کا علی فرائض اللہ تقسیم ہوا مگر سلطان علی کے پاس آمدنی کل آتی رہی۔ سلطان علی انور علی کو حسب حصہ دیتا رہا اور بقیہ پسر شفاعت علی کے خرچ میں اتارا اور بہت برداشت بہت قلیل کچھ جنت النساء کو بھی دیا۔

بعدہ جنت النساء نے انتقال کیا۔ اس نے ایک پسر سرفراز علی چھوڑا۔ سلطان سرفراز کو بھی اسی طرح قلت سے کچھ دیتا رہا۔ بعد ازاں بعد سلطان فوت ہوا اور اس نے انور و شفاعت چھوڑے۔ حق جنت النساء سرفراز کا بابت عدم وصول بذمہ سلطان و شفاعت چاہتا ہے۔ اگر سرفراز کسی طور سے شفاعت علی وارثہ سے لے لے تو عند الشرع درست ہے یا غیر درست ہے؟ بینوا توجروا

جواب: جو کچھ ترکہ کا حصہ جنت النساء کا ہے اس کو سرفراز لے سکتا ہے۔ مگر جو کچھ محاصل بلا حسب سلطان نے ترکہ و حصہ جنت النساء کا کھایا اور جنت النساء نے تکرار نہ کیا قبول کرتی رہی وہ شفاعت علی سے نہیں لے سکتا اور نہ ورثہ شفاعت سے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ کلاں ص ۹-۱۰)

(۵۲۲) جس چیز کیلئے کوئی جائز وصیت موجود ہے، اس کا فروخت کرنا؟

مسئلہ: موصیٰ بہا فروخت کرنا ورثاء موصی کی طرف سے حرام وغصب وظلم ہے اور اس کی قیمت کا لینا غیروں کو بھی ظلم ہے اور خریدنا بھی حرام ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(مجموعہ کلاں ص ۲۳۰)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۵۲۳) کتابوں کی وراثت میں عالم جاہل کا فرق نہیں: سوال: اگر کوئی شخص اپنے بعد کتابیں چھوڑے اور اس کی اولاد میں سے بعض خواندہ ہیں بعض ناخواندہ، کوئی پسر کوئی دختر، تقسیم کتب سب پر ہوگی یا بعض پر، در صورت ثانیہ کس پر؟ اگر مورث کا اپنی زندگی میں یہ برتاؤ ہو کہ بعض کو اپنے پاس رکھے ہوئے نسخے اور اسی قسم کے نسخہ دوسرے کو خرید کر دیدے، یا اس کا وعدہ کردے، تو صورت اولیٰ میں دونوں فریق کی کتابوں کی قیمت کرکے تقسیم کی جاوے گی، یا بحال سابق ویسے ہی چھوڑیں گے، صورت ثانیہ میں بعد ممات مورث اس کے جملہ مال متروکہ میں سے خرچ کتب موعودہ کا نکالا جاوے گا، یا نہیں؟

جواب: کتب بھی ترکہ ہیں، اس میں پسر و دختر خواندہ و ناخواندہ سب حصہ میں برابر ہیں، اور جو کتاب صحت میں پسر کو ہبہ کردی ہے، وہ اس کی ہے، اس میں میراث نہ ہووے گی اور وعدہ کا کوئی اعتبار نہیں، باطل ہو جاوے گا۔ فقط۔

واللہ تعالیٰ اعلم (مجموعہ رامپور ص ۲)

(۵۲۴) جو پنشن مورث نے وصول کرلی صرف اسی میں میراث جاری ہوگی، بعد میں جو ملے وہ اسی کا حق ہے، جس کو ملے: سوال: ایک حوالدار نے سرکار کا کچھ کارنمایاں کیا، سرکار نے اس کے ساتھ یہ خاص رعایت کی، کہ پنشن کے وقت اس سے وعدہ کیا کہ، اس کے انتقال کے بعد اس کے لڑکوں کو نسل در نسل اور لڑکیوں کو حین حیات، اس پنشن کا حق ملتا رہے گا۔ اب اس حوالدار کا انتقال ہوگیا اور حسب قرارداد اس کی تین لڑکیوں کو ستر روپے تقسیم ہوکر ملتے رہے۔ متوفی کی ہمشیرہ نے یہ کہا کہ شرع کی رو سے میرا بھی حق ہے، سرکار سے مجھے بھی ملنا چاہئے، سرکار نے پنشن دینی موقوف کردی اور کہا کہ اگر شرع کی رو سے اس میں بہن کا بھی حق ہے، تو ہم سب کو حصہ رسد دیں گے ورنہ نہیں اور جب تک شرع کا کوئی فیصلہ نہیں معلوم ہوگا، اس وقت تک پنشن دینا ملتوی رکھا جائے گا، اور روپے جمع ہوتے رہیں گے۔ اب عرض یہ ہے کہ اس کا حکم مع دلیل معلوم ہو جاوے۔

جواب: میراث ترکہ مورث میں ہوتی ہے، کہ وقت موت، مورث کے ملک مورث میں موجود ہو، اور پنشن محض وعدہ عطا ہے، جس قدر پنشن لے چکا اس میں ملک ہوگئی اور جس کو ہنوز قبض نہیں کیا، اس میں ملک مورث کی نہیں ہوئی۔ پس بعد وفات مورث کے جو موجود ہیں تو سب ورثہ بقدر حصہ شرعیہ کے میراث پاویں گے اور پنشن موعودہ میں، جس سے وعدہ سرکار نے کیا ہے، وہی مستحق ہے نہ غیر اس کا مثلاً اس میں حین حیات دختران کے دختران سے وعدہ ہے، لہذا اس کی مستحق دختران ہیں نہ دیگر وارث۔ پس بوجہ ارث نہ دختران کو یہ پنشن ملتی ہے نہ کسی دوسرے کو، ہاں بوجہ وعدہ کے حق دختران کا ہے اور کسی کا نہیں ہے۔ پس دعویٰ میراث کا ہمشیرہ متوفی کا باطل ہے، کہ پنشن کوئی ورثہ ترکہ مورث متوفی کا

toobaa-elibrary.blogspot.com

نہیں ... میں روایت کی ضرورت نہیں کہ ترکہ حد خود کافی ہے۔ فقط

منقول حضرت مولانا گنگوہی ... محمد ... صدیقی ...
مشمولہ ... ۱۳۸۳ھ/۱۹۶۳ء، ص ۱۱۶، ۱۱۷

(۵۲۵) ترکہ کی تقسیم میں شیعوں کے مسلک پر عمل اور فتویٰ؟

سوال: اگر زید مدعی بابت حق فرائض کے ... عامل کو عدالت میں طلب کرے، پس اس شخص کو تائید حقیت مذہب کا چاہئے یا موافق فرائض باطلہ مذہب مورث شیعہ کی تائید کرے اور اثبات حق مدعی باطل کرے، اور جو ایسا نہ کرے یا توریہ کرے ... کا حق عدالت سے ... جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔ جواب بہت جلد مرحمت ہو، کیونکہ عدالت میں داخل ہو گئے۔

جواب: یہ ہے کہ درصورت مورث کے شیعہ اور وارث کے سنی ہونے میں، اگر حسب روایت دیگر علماء کے ولی عام میراث جاری کرے تو بموجب حکم شرع شریف اور مذہب حق کے جواب لکھے، اگر حسب مذہب روافض کے لکھے گا تو مورد

ومن لم يحكم بما أنزل الله فأولئك هم الفاسقون (المائدة ۴۷) ترجمہ: اور جو کوئی حکم نہ کرے موافق اس کے جو کہ اتارا اللہ نے سو وہی لوگ ہیں نافرمان (ترجمہ شیخ الہند)

کا ہووے گا اور ضال مضل بنے گا۔ أفتوا بغير علم فضلوا وأضلوا (۱)

ایسا فتویٰ اور ایسا حکم مردود ہووے گا اور مفتی اور حکم فاسق ٹھہرے گا اور حکم اس کا رد کیا جاوے گا۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ
(مجموعہ کلاں، ص ۱۷۱، ۱۷۰)

(۵۲۶) اس زمانہ کے روافض کافر ہیں، نہ ان کی میراث سنی کو ملے گی، نہ سنی کی ان کو:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل مفصلہ ذیل میں:

(یک) شخص سنی المذہب ترکہ مورث شیعہ میں وارث ہوسکتا ہے، یا نہیں، اور عکس بھی ہوسکتا ہے، یا نہیں؟

جواب: روافض اس زمانہ کے جو منکر قطعیات نصوص کے ہیں، کافر ہیں، حسب فتویٰ شاہ عبد العزیز صاحب قدس سرہ کے۔ پس سنی کو میراث شیعہ کی نہیں ملے گی اور علی ہذا شیعہ کو میراث سنی کی نہیں ملے گی، کہ توارث مسلمان وکافر میں درست نہیں ہوتا۔ لاتوارث بين المسلم والكافر (۲) یہ مذہب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ
(مجموعہ کلاں، ص ۹۹، ۱۰۰)

نوٹ: اس مسئلہ پر حضرت گنگوہی کا ایک اہم مفصل خود نوشت فتویٰ جو یہاں درج ہونے سے رہ گیا، ضمیمہ ... ملاحظہ فرمائیں۔ م ر

(۱) صحیح مسلم کتاب العلم ص ۳۴۰ ج ۲ (مطبع ... ۱۳۰ ... کتاب العلم حدیث ... ص ۲۳۳ ج ۱، دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۷ھ/۲۰۰۶ء) نیز مشکوۃ ... ص ۳۳ ... رشیدیہ دہلی ... ۹۵۵ ...
(۲) الاشباہ والنظائر لابن نجیم ص ۳۲۶ ... مکتبہ ... ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء ... (م ر)

toobaa-elibrary.blogspot.com

نواں باب

کتاب البیوع والمعاملات

(۵۱۷) اقرار نامہ لکھنے سے پہلے معاملہ شرعی کا ہونا ضروری ہے: سوال [illegible] مسئلہ میں [illegible]

[illegible] ایک اقرار نامہ [illegible] نقل [illegible] کی جاتی ہے۔ سوال [illegible] اقرار نامہ

[illegible] شرعی [illegible] کے موافق [illegible] قابل [illegible] ہیں؟

[illegible] شیخ ناصر الدین [illegible] شیخ [illegible] کس قدر [illegible]

[illegible]

[illegible] رسول بخش اور نبی بخش و عبدالرزاق [illegible] شیخ ناصر الدین [illegible]

[illegible] نہیں دیا تھا۔

[illegible] جائداد [illegible] حقیقت [illegible] تک [illegible] مقر [illegible]

[illegible] نبی بخش و عبدالرزاق [illegible] موصوفہ میں [illegible]

[illegible] حقیقت [illegible] روپیہ [illegible]

[illegible]

[illegible] حقیقت میں [illegible] روپیہ [illegible]

[illegible] روپیہ [illegible]

[illegible] حسب [illegible] حقیقت [illegible]

[illegible] روپیہ [illegible]

[illegible] بطریق [illegible]

الجواب [illegible] درست ہے [illegible] کہ مقر [illegible]

[illegible]

لکھدیا، مگر اس اقرار نامہ کی صحت کے واسطے پہلے یہ ہونا ضرور ہے، کہ مقر اپنے ہر سہ برادران کو یہ کہے، کہ میں نے تم کو اس حصہ پر شریک کیا، اور ہر سہ برادران اس کو قبول کر لیویں، اور قدر جائیداد اور اس کی قیمت خود معلوم ہے، کہ اس قدر ہے۔ پس بعد اس ایجاب وقبول کے یہ وثیقہ لکھدیا ہو، جیسے تمام عقود میں بیع اور رہن اور اجارہ وغیرہ باہم، یہ ہی ضرور ہوتا ہے، کہ اول عقد شرعی ہو، پھر اس کا اقرار نامہ لکھا جاوے، تو معتبر ہووے گا، اور یہ شریک کرنا حکم ہبہ میں ہوتا ہے، چنانچہ کتب فقہ میں مصرح ہے۔

اور یہ لکھنا مقر کا کہ آئندہ کو بھی یہی عمل درآمد رہے گا، وعدہ ہے، سو وعدہ کا تحریر کرنا بھی درست ہے۔ بہر حال یہ اقرار نامہ شرعاً درست ہے اور ہر سہ برادر شریک مقر کے، بوجہ ہبہ کے ہوگئے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الراجی رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ کلاں ص ۱۴۹ تا ص ۵۱)

(۵۲۸) زمین کی خریداری اور ملکیت کے معاملہ میں اصل مالک اور وکیل شراء کے اختلاف کا فیصلہ:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسائل مفصلہ ذیل میں کہ زینب نے زید سے کہا کہ میری فلاں فلاں جائیداد کو جو نیلام ہوگئی ہے، تم کو میرے واسطے اپنے نام سے خرید کر لو، تو اس صورت میں زید زینب کا وکیل بالشراء کہا جاویگا، یا نہیں، اور یہ خریداری زید کی ہے، یا زینب کی؟

زید نے حسب سوال اول، انہیں جائیداد معینہ مذکورہ کو، جو زینب کا متروکہ شوہری تھا، خریداران نیلام سے اپنے نام سے خرید کیا، اور بعض کی قیمت بھی اپنے پاس سے ادا کی اور زینب سے کہا، کہ وہ جائیداد تمہارے واسطے میں نے خرید کی ہے، جب قیمت دوگے، لے لینا۔ بعد چندے حسب اجازت زینب، خالد پسر زینب کے نام، اس کا بیع نامہ بعد وصول کرنے زر ثمن کے لکھدیا، مگر ایک قطعہ اراضی کہ جس کا زر ثمن زینب کے ذمہ ہنوز باقی تھا، اس کی نسبت یہ کہا، کہ بوجہ اطاعت اپنے بڑے بھائی کے، کہ وہ مجھ کو منع کرتے ہیں اور میں مجبور ہوں ان کے حکم کے خلاف نہیں کرسکتا، مصلحتاً اس وقت بیع نامہ میں نہ لکھوں، آئندہ کسی موقع سے، میں لکھدوں گا، چنانچہ بعد چندروز کے اپنی بھانجی کے جہیز کے حیلہ سے، خالد پسر زینب کو، جو زوج اس کی بھانجی کا تھا، دینا چاہا، اس وقت میں بھی وہی برادر بزرگ اس کا حارج ہوا، تب زید کے کہنے سے خالد نے باجازت اپنی والدہ کے، زید کے بڑے بھائی سے گفتگو کی۔ آخرکار اسی وقت زید کے بڑے بھائی مع چھوٹے بھائی محمود، خالد پسر زینب کے اسی زمین پر آئے، اور زید کو بھی بلایا، اور چند اشخاص معتبرین اور بھی وہاں اتفاقیہ آگئے تھے، زید نے ان سب کے سامنے خالد پسر زینب سے کہا، کہ یہ زمین ہم نے دی، مگر ہم کو قیمت لینا منظور نہیں اور دستاویزات پسر زینب کے حوالہ کرنے لگا، برادر بزرگ زید نے، جو کہ پہلے حارج ہوا تھا اور اب راضی ہوا، دستاویزات زید سے لے کر اپنے چھوٹے بھائی محمود کو دیں، کہ دستاویزات کی پشت پر لکھ کر دیدینا، و پسر زینب نے باعتبار ان کے دیانت داری اور راست بازی و قرابت کے، ان سے

toobaa-elibrary.blogspot.com

محسوب [illegible] خریدنی [illegible] مذکور [illegible] موجود [illegible] سے قبض ہے اور آئندہ [illegible] زید [illegible]
[illegible] معاملہ [illegible] ہے پس جبکہ [illegible] مشتری سے اور [illegible] مشاع کا جائز نہیں۔
پس بحکم شریف [illegible] زمین زید کا [illegible] زرثمن وصول کرنے سے انکار کرنا [illegible] زمین قرار پائیگا یا بوجہ
[illegible] زید [illegible] [illegible] خرید کیا تھا [illegible] زرثمن کا [illegible] زینب [illegible] تھی [illegible] صورت میں
بجہ [illegible] زرثمن زینب سے زرثمن [illegible] زید مستوفی کو [illegible] نہیں۔ [illegible] جاوید کا بیع نامہ
[illegible] جارت زینب لکھ چکا تھا [illegible] بوجہ [illegible] مجبور تھا [illegible] دینا خالد کو براہ
زرثمن قرار پائیگا بینوا بتحقیق النظر فی السوال توجروا من الرب المتعال

جواب. اس صورت میں زینب نے زید وغیرہ [illegible] خرید کو [illegible] زید نے خرید کیا تو زید [illegible]
[illegible] مبیع [illegible] زینب کی ہے [illegible] قال فی الدر المختار

والملک یثبت للموکل ابتداء فی الأصح[۲] انتہی

جس جس قطع (زمین) میں بیع نامہ وکیل نے [illegible] موکل کے [illegible] اس میں تو کچھ [illegible] نہیں اور جس کا بیع نامہ نہیں
لکھا اور [illegible] استفادہ ثمن، قبضہ موکل کا [illegible] ملک موکل کی ہے اور [illegible] استفادہ ثمن کا [illegible] جو وکیل نے اپنے پاس سے
[illegible] اور دستاویزات کے [illegible] دینے پر [illegible] موقوف نہیں۔

قال فی الدر المختار ولو کیل حبس المبیع بثمن دفعه الوکیل من ماله انتہی[۳]

پس یہ معاملہ [illegible] زمین مشاع کا ہرگز نہیں [illegible] خریداران [illegible] زمین کا مالک [illegible] نہیں ہوا اور استفادہ زرثمن کا [illegible]
زینب سے ہوا ہے [illegible] ثمن کا [illegible] واسطے (خرید کرنی) [illegible] خرید [illegible] زینب کے ہو۔ قال فی الدر المختار

تملیک الدین ممن لیس علیه الدین باطل[۴]

بیع نامہ بعد وصول کرنے زرثمن کے [illegible] زینب کی ہے، ابتداء خرید سے [illegible] استفادہ ثمن بھی ذمہ زینب سے ہوا
ہے والله اعلم۔ کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مجموعہ [illegible] ص ۲۰۲ سے ۲۰۴ تک)

---

(۱) [illegible]
(۲) [illegible] کتاب الوکالۃ [illegible] (کتاب الوکالۃ [illegible]
[illegible]
(۳) الدر المختار [illegible]
(۴) [illegible] کتاب الهبة فصل فی مسائل متفرقۃ [illegible]
[illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۵۲۹) اگر غصب کی ہوئی جائیداد کو غاصب بیچ دے اور اصل مالکان میں سے کوئی اس کو خرید لے تو وہ کس کی ملکیت ہوگی؟ سوال: [illegible]

[illegible] ... نیں مگر وہ جائز ہوا یا نہیں؟

جواب: [illegible] خرید کرے گا وہی اس کا مالک ہوگا [illegible] تعالیٰ اعلم بالصواب

(بدست خاص ص ۱۰)

(۵۳۰) مسلمانوں کی جو زمینیں قرضہ کی وجہ سے نیلام ہوئی ہوں، ان کا خریدنا؟ سوال: [illegible] منقولہ وغیر منقولہ مسلمانوں کی جو بلا رضامندی [illegible] نیلام ہوتی ہیں، تو دوسرے مسلمانوں کو ان کا خرید کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ [illegible] سمجھی جائیگی یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

جواب: [illegible] میں وہ بھی نیلام درست ہے، اور خرید نا اس کا جائز ہے۔ فقط [illegible]

[illegible]

(۵۳۱) جس چیز کو حاکم جبراً نیلام کرے، اس کا خریدنا کیسا ہے؟ سوال: [illegible] ملک میں کنجر و بادریے [illegible] جن کا پیشہ ہمیشہ چوری وغیرہ کا ہے، اور وہ لوگ لوٹ مار بھی کیا کرتے ہیں اور مسلمان بھی نہیں ہیں، اور عیسائی حاکم نے ان کو پکڑا اور مال ان کا نیلام کروڈالا، تو مسلمان کو اس مال کا خریدنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جس چیز کو حاکم جبراً نیلام کرادے گا، وہ چیز مسلمانوں کو خریدنی جائز ہووے گی، خریدنا اس کا درست ہے۔ فقط۔ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ [illegible]

(۵۳۲) اپنے آدمی کو مناسب قیمت دلوانے کے لئے، نیلام میں برائے نام حصہ لینا؟ سوال: [illegible] بھائی [illegible] فروخت کرتا ہے [illegible] نے نیلام کرایا، اور دوسرا بھائی [illegible] جس کو خریدنا تو منظور نہیں ہے، مگر چاہتا ہے کہ بھائی کا مال زیادہ قیمت کو بکے [illegible] قیمت میں

toobaa-elibrary.blogspot.com

... ہے تو جائز ہے یا نہیں بیان کرے۔

جواب: اگر قیمت مدت تک پہنچا دے، محض خیر خواہی اور ظلم سے بچانے کو، تو درست ہے، ورنہ منع ہے کہ یہ دھوکہ اور خیانت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (ہدایت ناس ص۳۰)

(۵۳۳) اپنے مال کا عیب چھپا کر فروخت کرنا حرام ہے؟ سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مال تجارت عیب کو پوشیدہ کرکے فروخت کرتا ہے، اس طور (پر) مال فروخت کرنا درست ہے یا نہیں، جو حرمت یا حلت؟ اور اس شخص کا بھائی متقی پرہیزگار ہے، اور اس کا شریک مال تجارت میں نہیں ہے، مگر بھائی پنہ خیال کرکے، خصوصیت مبلغ مال تجارت میں مدد دیتی کرتا ہے، اس کو مدد دینا چاہئے یا نہیں؟

جواب: اس طرح تجارت کرنا حرام ہے، مگر جو روپیہ اس تاجر کا کسی کے ذمہ پر ہے، اگر اس کا بھائی وصول کردیوے، درست ہے، مال عیب تک مال اگر خراب ہوگیا، اور وہ شخص اس کو رد کرنا چاہے، تو اس وقت قیمت یعنی جبر قیمت یعنی، درست نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر رشید احمد عفی عنہ (مجموعہ کلاں ص۴۸)

(۵۳۴) ادھار اور نقد کی قیمت میں فرق جائز ہے یا نہیں؟ سوال: کسی چیز کا نقد مثلاً دس روپیہ کو، اور نسیہ (ادھار) بارہ روپیہ کو بیچنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جائز ہے بشرطیکہ مجلس عقد میں محقق ہوجاوے کہ یہ نسیہ (ادھار) خرید ہوا ہے یا نقد، تاکہ مجلس میں جہالت ثمن نہ رہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ الراجی رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ کلاں ص۲۱۳)

(۵۳۵) قرض میں کوئی چیز زیادہ قیمت پر بیچنا بے مروتی ہے: اگر کوئی شخص قرض یعنی ادھار میں کوئی شئے زیادہ قیمت کو دے، تو جائز ہے، اس میں کچھ حرج نہیں اور نہ سود ہے، البتہ بے مروتی ہے۔ فقط

(مجموعہ فرخ آباد ص۱۷)

(۵۳۶) ادھار کی وجہ سے بازار کے بھاؤ سے زیادہ قیمت پر مال بیچنا خریدنا، کیسا ہے؟ سوال: ایک شخص نے ایک روپیہ نقد کا اناج بازار سے خرید، ایک من، اور دوسرے کو ادھار دے دیا ۳۵ سیر، یا نقد بھاؤ اناج کا ۳۵ سیر ہے اور ادھار ایک شخص دیتا ہے تیس سیر، یہ جائز ہے یا نہیں؟(۱)

---

(۱) [illegible] ... فی الحال (۱۰۰) کلوگرام ہے، اس وقت یہ ... بھی عجیب معلوم ہوتا ہے۔ (نور)

toobaa-elibrary.blogspot.com

جواب: بقدر دھارے نقدے مرضی پر بیع جائز ہے، اگرچہ مروت کے خلاف [illegible] ہے
مگر حرام اور سود کے حکم میں نہیں۔

(بدست خاص سوال ۱۵۹)

(۵۳۷) قرض لینے دینے میں مکیلات وموزونات کا فرق؟

سوال: بیع مکیلات و موزونات جو کہ نسیئہ (ادھار) ممنوع ہے، اس میں دین بھی شامل ہے۔ حتی کہ دین کا بیع سے طور پر دین [illegible] طور پر بیوپاری دیتے ہیں اور یوں کہتے ہیں کہ اسی قدر پھر ہم تم کو دیدیں گے، یا قیمت سے [illegible] یہ امر جائز ہے یا نہیں۔ [illegible] ہے تو ما بہ الفرق دونوں کا کیا ہے، جو علت ربو دونوں میں ہی ہو [illegible] ہوتی ہے؟

الجواب: قرض کیلی وموزون میں درست ہے باتفاق، کہ قرض بیع نہیں ہوتا بلکہ عاریۃ ہی ہے، [illegible] بیع میں ربوا ہے، نہ قرض میں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ رشید احمد گنگوہی

(مجموعہ امام یوسف ۳)

(۵۳۸) گیہوں قرض لینے میں، اس کی ادائیگی کی صحیح صورت؟

سوال: ایک نے فصل ربیع کے وعدہ پر گندم ادھار لے اور فصل ربیع میں وعدہ پر ادا نہیں کیا، یہاں تک کہ فصل خریف بھی آگئی، اب اگر گندم کی قیمت لے تو نرخ جو ربیع میں تھا وہ لگاوے، یا حال میں جو نرخ ہے وہ لگاوے، یا گندم ہی لیوے؟

جواب: جس نے قرض لیا گندم اور وعدہ پر نہ دیا، تو دوسرے وقت وہی مقدار دینی واجب ہے، مگر رضامندی کے ساتھ نرخ موجود پر قیمت کرے، قیمت لینی بھی درست ہے، اور قیمت ربیع کی درست نہیں۔

(بدست خاص سوال ۱۴۱)

(۵۳۹) اناج کی بدھنی جائز ہے، یا نہیں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بدھنی (۱) اناج کی جائز ہے، یا نہیں۔ درصورت جائز ہونے کے، زید نے عمرو کو چار روپے دیئے کہ فصل ساونی میں فصل اساڑھی میں نرخ سوا من گیہوں، یعنی گندم پانچ من لوں گا، عمرو نے اقرار کیا کہ ادا کروں گا۔ جب موسم ساڑھی کی آئی تو زید نے عمرو سے موافق وعدہ کے تقاضا کیا۔ عمرو نے یوں کہا کہ میرے پاس (۱) اناج گندم موجود نہیں ہے، آج (۱) اناج گندم کا نرخ بیس سیر کا ہے، بیس [روپے فی] سیر کے اعتبار سے، پانچ روپے تمہارے ہوتے ہیں، پانچ روپے لے لو، زید نے چار روپے دیئے تھے، اب پانچ روپے لینا جائز ہے، یا نہیں؟

درصورت جائز ہونے کے عمرو نے زید سے یوں کہا کہ میرے پاس روپیہ بھی نقد نہیں ہے، فصل ساونی میں نرخ تیس سیر کے (۱) اناج زیری (۱) پانچ روپیہ کی ادا کردوں گا، روپیہ میرے پاس رہنے دو، آیا (یہ) جائز ہے، یا نہیں؟

---

(۱) اناج زیری گھٹیا قسم کا وہ اناج جو عموماً جانوروں کو کھلایا جاتا ہے۔ (ور)

toobaa-elibrary.blogspot.com

جواب: بیع پھل کی اس وقت کرے کہ بالکل بڑھ چکے، ورنہ بیع فاسد ہو جاوے، ورنہ اس سے پہلے بیع فاسد ہوتی ہے۔ فقط

([illegible])

(۵۴۴) بہار آنے سے پہلے باغوں کا فروخت کرنا؟

سوال: بہار سے قبل [illegible] کرنا، اس وعدہ پر کہ اگر موسم بہار میں تھوڑے سے بھی مل جاویں گے تو یہ روپیہ جو قیمت کا ٹھہرا ہے [illegible] رہا، اور اگر کچھ بھی وصول نہ ہوا تو روپیہ مشتری کی بہار واپس ہو جاوے گا، جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اس طرح بیع حرام ہے۔

([illegible])

(۵۴۵) پھل ظاہر ہونے سے پہلے باغوں کی فروخت؟

سوال: باغوں کی فصل کا فروخت کرنا بیچنا فقہ کی کتابوں سے ناجائز ہے، خصوصاً جب کہ بیع پھلوں کے ظاہر ہونے سے پہلے ہو، کیوں کہ مبیع معدوم ہے اور منازعت کا احتمال ہے، مگر اکثر لوگ کہتے ہیں کہ ہم کو اس قدر فرصت نہیں کہ اپنی باغوں کی حفاظت کریں، اور معتبر نوکر بھی نہیں ملتے ہیں، جس کو نوکر رکھتے ہیں، وہ پوری حفاظت بھی نہیں کرتا، بلکہ خیانت کرتا ہے، ہمارا بہت نقصان ہوتا ہے، اور فصل کے بیچنے میں جھگڑا نہیں ہوتا، بلکہ ہم اپنے نقصان سے بچتے ہیں اور مول لینے والا اپنی خوشی سے لیتا ہے، لہٰذا یہ بیع جائز ہونا چاہئے۔ اب سوال یہ ہے کہ ایسی حالت میں فصل کا درختوں پر بیچنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: ہرگز یہ بیع درست نہیں، اور ایسے عذرات سے حکم شرع کا بدل نہیں سکتا۔ فقط

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

([illegible] ص ۳۰)

(۵۴۶) باغ کی فصل فروخت کرتے وقت جنس متعین کرنا، کب صحیح ہے؟

سوال: فروخت کرنا درختان باردار کا اس طرح پر کہ اس کی قیمت کے ساتھ کچھ جنس اپنے واسطے بھی ٹھہرا لے، مثلاً ایک صد روپیہ و ایک صد ثمر وغیرہ ٹھہرا لے، جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جس باغ میں بہت بار ایسا ہو، کہ قطعاً اس میں سے سوا بہ استثناء کر کے، بار باقی رہے، تو ایسا استثناء درست ہے، ہاں ایسا استثناء مجہول کہ بعد اخراج مستثنیٰ کے بقاء محقق نہ ہو، درست نہیں فقط۔ کذا فی کتب الفقہ

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(الفتاویٰ [illegible] بدست خاص)

(۵۴۷) ٹوکروں صندوقوں میں رکھے ہوئے سامان کو بغیر دیکھے خریدنا؟

سوال: خریدنا نیلام کا، اکثر شے ٹوکروں اور صندوقوں میں نیلام ہوتی ہیں، اور پوری حقیقت ان کی معلوم نہیں ہوتی کہ ان کے اندر کس قدر مال ہے، اور کیا چیز ہے، اور کہیں نہیں کھولا جاتا ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

جواب: بیع پھل کی اس وقت کرے کہ باطل بڑھ چکے اور نسبت وثیقی ہو ... سے بیع فاسد ہوتی ہے۔ فقط

(... ص ۲۳۳، ۲۳۴)

(۵۴۴) بہار آنے سے پہلے باغوں کا فروخت کرنا؟

سوال: بہار باغ کی ... کرنا، اس وعدہ پر کہ اگر موسم بہار میں تھوڑے ... جاویں گے تو یہ روپیہ جو قیمت کا ہے ... مالک باغ کا رہا، اور اگر کچھ بھی وصول نہ ہو تو روپیہ مشتری کی بہار کو واپس ہو جاوے گا جائز ہے یا نہیں۔

جواب: اس طرح بیع حرام ہے۔ (بدست خاص، سوال ۵۳)

(۵۴۵) پھل ظاہر ہونے سے پہلے باغوں کی فروخت؟

سوال: باغوں کی فصل کا فروخت کرنا فقہ کی کتابوں سے ناجائز ہے، خصوصاً جب کہ بیع پھلوں کے ظاہر ہونے سے پہلے ہو، کیوں کہ مبیع معدوم ہے اور منازعت کا احتمال ہے، مگر اکثر لوگ کہتے ہیں کہ ہم کو اس قدر فرصت نہیں کہ اپنی باغوں کی حفاظت کریں، اور معتبر نوکر بھی نہیں ملتے ہیں، جس کو نوکر رکھتے ہیں، وہ پوری حفاظت بھی نہیں کرتا، بلکہ خیانت کرتا ہے، ہمارا بہت نقصان ہوتا ہے، اور فصل کے بیچنے میں جھگڑا نہیں ہوتا، بلکہ ہم اپنے نقصان سے بچتے ہیں اور مول لینے والا اپنی خوشی سے لیتا ہے، لہٰذا یہ بیع جائز ہونا چاہئے۔ اب سوال یہ ہے کہ ایسی حالت میں فصل کا درختوں پر بیچنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: ہرگز یہ بیع درست نہیں، اور ایسے عذرات سے حکم شرع کا بدل نہیں سکتا۔ فقط

رشید احمد عفی عنہ گنگوہی (مجموعہ ... ص ۳۰)

(۵۴۶) باغ کی فصل فروخت کرتے وقت جنس متعین کرنا، کب صحیح ہے؟

سوال: فروخت کرنا درختان باردار کا اس طرح پر، کہ اس کی قیمت کے ساتھ کچھ جنس اپنے واسطے بھی ٹھہرالے، مثلاً ایک صد روپیہ و ایک صد ثمر ... وغیرہ ٹھہرالیے، جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: جس باغ میں بہت بار انبہ ہو، کہ قطعاً اس میں سے سوانبہ استثناء کرکے، بار باقی رہے، تو ایسا استثناء درست ہے، اور ایسا استثناء مجہول کہ بعد اخراج مستثنیٰ کے، بقاء محقق نہ ہو، درست نہیں فقط۔ کذا فی کتب الفقہ

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (فتویٰ علیحدہ، بدست خاص)

(۵۴۷) ٹوکروں صندوقوں میں رکھے ہوئے سامان کو، بغیر دیکھے خریدنا؟

سوال: خرید نا نیلام کا اکثر شے ٹوکروں اور صندوقوں میں نیلام ہوتی ہیں، اور پوری حقیقت ان کی معلوم نہیں ہوتی کہ ان کے اندر کس قدر مال ہے، اور کیا چیز ہے، اور کہاں کہیں کھول کر دکھاتے ہیں۔

toobaa-elibrary blogspot com

جواب: جب تک کسی چیز کی کیفیت معلوم نہ ہو اس کا خریدنا اچھا نہیں، ویسے اس کی علماء جانتے ہیں، فقط تم کو اس قدر کافی ہے کہ بیع فاسد ہے، جب تک اس کی کیفیت نہ معلوم ہو۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

رشید احمد گنگوہی (فیوض رشیدیہ ص ۲۵-۲۶ طبع ۱۱ س)

(۵۴۸) عام خریداروں کے لئے کشمیر و کابل کے پھلوں اور میوہ جات کی شرعی بیع کی تحقیق؟

سوال: علماء دین شرع متین سے سائل کا سوال ہے کہ کسی مسلمان کو جس چیز کا علم نہ ہو اور نہ جانتا ہو، اس کے حال کو دریافت کرے، بار بار اس کے چھپے ہوئے حال کو کہ یہ گندم یا گڑ کہاں سے لایا تھا اور جس سے لیا تھا وہ شخص بہتر تھا یا بدتر تھا، اور شرع کی خرید و فروخت کو جانتا تھا یا نہیں جانتا تھا۔ کسی کے پوشیدہ حال کو کھود کھود کر دریافت کرنا جائز ہے، یا نہیں؟ کوئی شخص اپنی فروخت کرتا ہو بازار میں، ایسے شخص سے خرید کرنا بے تحقیق جائز ہے، یا نہیں؟ خریدار کو اس کا علم نہیں ہے، کہ اس نے بیع شرع کے موافق کی ہے یا نہیں؟

دوسرے کابل سے انار آتے ہیں، اب حال اس کا کچھ معلوم نہیں کہ اس نے شرع کے موافق خرید کیے، یا نہیں۔ تیسرے کشمیر سے سیب آتے ہیں، اب معلوم نہیں کہ کشمیر میں جو بیع خریدار خرید کے لایا، اس نے شرع کے موافق خرید کیے، یا نہیں کیے اور خرید لیتا ہے کہ جو چیز کہ غائب ہے، اس کو میں کھود کھود کر دریافت نہیں کرتا۔

جواب: کشمیر و کابل کے میوہ کی بیع و کاؤ کا حاضر و رؤیت (کی) نہیں ہے، علی ہذا، جو انبہ بازار میں فروخت ہوتے ہیں، اگر کوئی شبہ ہو تو پوچھ لے، ورنہ کچھ ضرورت تحقیق کی نہیں۔ اور اسی طرح اگر حال ظاہر مسلمان کا اچھا ہے، تو خواہ مخواہ اس کے حال کی تحقیق کرنا کچھ ضرورت نہیں ہے۔ البتہ اگر کوئی شبہ حرمت کا ہو تو مضائقہ نہیں ہے یا کوئی آمدنی حرام کی غالب ہونے کا قرینہ ہو یا فاسق آدمی ہونے کی وجہ سے، دلی گمان غالب ہو تو تحقیق کر لینا اولیٰ ہے، ورنہ کچھ ضرورت نہیں۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مجموعہ کلاں ص ۲۰۹)

(۵۴۹) بیع سلم کی شرائط اور اس کے احکام؟

رواج بیع سلم کا یہاں پر چند قسم ہوتا ہے

اول: یہ کہ زید عمرو سے کہتا ہے کہ ایک من گندم دیتا ہوں، فصل میں اس قدر لوں گا، اور حال یہ ہے کہ بوقت دینے کے ثمن کھایا ہوا دیتے ہیں اور اچھا لیتے ہیں۔

دوم: یہ کہ گندم بقرار قصد ایک من دیتے ہیں اور سوا من لیتے ہیں۔

سوم: یہ کہ نخود یا شعیر دیتے ہیں اور گندم لیتے ہیں، خواہ وزن میں برابر ہوں، یا کم۔

چہارم: یہ کہ نقد دیتے ہیں بایں اقرار کہ فصل میں ۲۰ سیر مثلاً لیں گے، اگر وقت ٹھہرانے کے بہت کم نرخ ہو۔

toobaa-elibrary blogspot com

پنجم: یہ کہ غلہ جو اور پیشتر دیتے ہیں اور فصل ربیع میں گندم یا نخود یا جو وغیرہ سے ادا کی جاتی ہیں۔

ششم: یہ کہ خراب ذخیرات[1] دیدا جاتے ہیں اور وہ ادھر سے گرمی میں گندم دیتے ہیں۔

اور کتاب نافع خریداران میں یہ سات شرطیں لکھی ہیں

اول: بیان جنس، کہ گندم لے جائیں گے یا جو، سو یہ ضرور ہوتا ہے۔

دوم: بیان نوع مثلاً بارانی ہوئے یا چاہی، سو یہ طرفین میں سے کوئی نہیں کرتا، بعد جب اس سے یہ کہتے ہیں کہ جیسے تیرے یہاں ہوں ویسے ہی دینا۔

سوم: بیان صفت، کہ اچھے ہوں یا برے، سو بجائے اس کے یہ قرار رہتا ہے کہ نئے ہی دے۔

چہارم: بیان مقدار، کہ ناپ تول میں اس قدر ہوں۔

پنجم: مدت، کہ اتنے دنوں کے بعد لیں گے اور کس کی کتنی مدت ایک ماہ ہے، اور یہ ماہ کا اختیار ہے کہ کبھی بیان یہ ماہ وغیرہ کا کر دیتے ہیں اور گاہے یہ ٹھہرا دیتے ہیں کہ فصل میں لے لیں گے۔

ششم: راس المال کی مقدار، کتنا دیا جاوے گا، سو یہ ضرور مقرر ہوتا ہے۔

ہفتم: اس جگہ کا نام کہ جہاں مسلم فیہ ادا کی جائے، بشرطیکہ بھیجنے میں کچھ بار برداری پڑتی ہو، ورنہ کچھ حاجت نہیں۔ جہاں معاملہ ہوا ہے وہاں ہی مسلم فیہ ادا کی جائے۔ (۲)

یہاں یہ دستور ہے کہ جب غلہ تیار ہوتا ہے، بیع (۳) میں یا اپنے پاس کے آنگن (صحن) میں ڈلوا دیتے ہیں، فقط۔ تفصیل ہر شرط کی مفصل ارشاد ہو اور بدمذہبی فساق اور کفار سے بھی درست ہے، یا نہیں؟

دوسرا مسئلہ نافع خریداران میں مذکور ہے، کہ نقد کے عوض میں کم کر دینا اور ادھار کے عوض زیادہ کو فروخت کرنا درست ہے، اس کی کیا مراد ہے، جائز ہے، یا نہیں؟ انتہی ملخصاً

الجواب: پہلی صورت سوال کی کہ من بھر گندم دے کر فصل میں لینا چاہے، قرض کی صورت ہے، اگر دینے والے نے مثلاً خراب جنس دی اور اچھی لینی شرط کرتا ہے، تو یہ حرام اور سود ہو جائے گا، کیوں کہ قرض میں جیسا دیوے ویسا ہی دینا واجب ہوتا ہے۔ ہاں اگر شرط کچھ نہیں کی اور یہ کہا کہ من بھر کے بدلہ من بھر دیدینا، یا یہ کہا کہ جیسی دیتا ہوں دیدینا، تو قرض درست ہو گیا، دیتے وقت اگر اچھی جنس اپنی خوشی سے، بدون شرط دے دیوے، تو کچھ حرج نہیں۔

---

(۱) مختلف چیزوں یا کسی ایک چیز کا ڈھیر یا اکٹھا ذخیرہ۔ [نور]

(۲) نافع خریداران، [illegible] محمد حسن نانوتوی ص ۱۷۔ ۱۸، (مطبع صوفی پرنٹنگ ورکس، شوال ۱۳۰۰ھ)۔ [illegible] نافع خریداران میں درج ہیں مگر بعینہٖ یہ الفاظ نہیں ہیں، اس میں فرق ہے۔ [نور]

(۳) بیع (بروزن سیر) [illegible] الغات۔ مولوی نور الحسن نیر کاکوروی ص ۹۸، جلد دوم، ۱۹۹۸ء۔ [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

دوسری صورت اس میں ہے کہ جوش سے گھی کو نکالا جاتا ہے۔

تیسری قسم یہ ہے کہ بعد دوسری جنس مقرر کر دی جاوے، یہ بھی ناجائز ہے، بسبب سود کے۔

چوتھی صورت سلم جائز ہے، روپیہ اب دیدے اور لینے کی تاریخ مقرر کر دیوے۔ یوں نہ کہے کہ فصل میں دوں گا، بلکہ زمانہ معین معلوم کرے۔ مقدار مقرر کر دیوے اور سب شرائط جو کہ فقہ کی کتب میں لکھی ہیں، مذکور ہونا ضرور ہے۔

پانچویں صورت بھی ناجائز ہے، کیونکہ بیع نسیئہ اشیاء ربویہ کی ہے۔

ششم صورت قرض کی ہے، فی نفسہ اس کا حال بھی پہلی صورت کا سا ہے، اگر خراب گڑ دے کر عمدہ ٹھہرالیا تو قرض ناجائز ہوگا، اور مطلق قرض دیا اور بیچنے والے نے اپنی رضا سے عمدہ دیا تو درست رہا۔

ورداری کی شرط چاری بارانی سے یہ غرض ہے کہ چاری عمدہ قسم اور موٹا خوش رنگ ورنی ہوتا ہے، اور بارانی ضعیف سب امور میں۔ سو اگر بارانی، چاری کی قید نہ ہووے، مگر قسم اول جو عمدہ موٹا ہو بیان کیا جاوے، تو بھی سلم درست ہو جاتی ہے۔ مگر یہ شرط کہ جیسی پیدا ہو جاوے وہی دیدینا، یہ شرط مفسد سلم کی ہے، کہ تعیین حق ورثہ بیع کا نہیں ہوتا، تو یہ شرط نہ کرنی چاہیے۔

اور دوسری بات یہ کہ کھیت اور قریہ کی بھی شرط مفسد سلم کی ہے، یوں کہے کہ اس قسم [کی] گندم لوں گا، نہ یہ کہ تیرے کھیت یا اس گاؤں کے، یوں نہ کہنا چاہیے۔

ورنہ چاری یا بارانی میں کوئی اور فرق ہے، جو اہل زراعت کو معلوم ہے، تو اس شرط کو مصرح کرنا چاہیے۔ اور جدید وقدیم کی صنعت بھی ضرور ہے کہ اس میں بھی فرق ہوتا ہے۔ اور سرخ و زرد کا بھی ذکر ہونا چاہیے۔ حاصل ان سب کا یہ ہے کہ جنس سلم کی ایسی بیان ہو جاوے کہ پھر اس میں نزاع نہ رہے، اور ہر طرح مقرر و متعین ہو جاوے، گویا دیکھ رہا ہے، اور وزن سے بھی سلم کرنا درست ہے اور تین ماہ چار ماہ یا زیادہ مدت بھی رہے۔ مگر مدت جو ہو تاریخ سے مقرر کی جاوے، اور ایک ماہ سے کم نہ ہو زیادہ کا حکم ہے، اور جگہ لینے کی بیان کرے کہ اگر کسی قریہ میں سلم کی اور لینے کے وقت لینے والا کہے کہ میرے گھر پہنچادے، تو بار برداری کا مسئلہ یہ ضابطہ فقہ کا اس میں تکرار ہوگا، لہٰذا لینے کی جگہ بار برداری کی شے میں مقرر کر دیویں، تاکہ تکرار نہ ہو۔ یہ جواب غالباً نامکمل ہے اس کے آخری صفحات موجود نہیں۔ نور]

(مجموعہ رام پور ص ۲۷-۲۹)

(۵۵۰) گھی میں بیع سلم؟ **سوال:** گھی کی بدھنی یعنی بیع سلم جائز ہے یا نہیں؟

جواب: گھی کی سلم بشرائط خود جائز ہے۔ فقط

(مجموعہ کلاں ص ۴۷)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۵۵۱) ہندو سے ایک معاملہ میں شرکت طے ہوئی تھی، وہ مرگیا اوراس کا کوئی وارث نہیں تو؟

سوال: مخدومنا ومطاعنا جناب مولانا صاحب دام ظلہم العالی بعد سلام مسنون التماس ہے بعد نظم ومنتظم حضرت ہمیشہ تمام امور عرض رکھتا ہے کہ ایک ہندو نے ایک بچھڑا نصف حصہ پر ایک مسلمان کو پالنے کو دی تھی، کہ جب یہ بیل ہوجائیگی اس کی نصف قیمت تجھ سے لیکر دیدونگا، اب وہ ہندو مالک مرگیا ہے اوراس کا کوئی وارث قریبی بھی نہیں ہے تو بموجب شرع شریف کے اس کا واسطے قربانی کے یا کھانے کے خرید کرنا کسی مسلمان سے جائز ہے یا نہیں۔ فقط

دیگر عرض آنکہ غلام رہ دعوات بفضل الٰہی صحت ہے، لیکن ایک تعویذ مرحمت ہوجاوے۔ والسلام

نیازمند نظر محمد عفی عنہ از تھانہ

جواب: از بندہ رشید احمد عفی عنہ السلام علیکم

وہ گائے تو اس بقال کی ہے اس کے وارثوں کو دینا چاہئے، خواہ کوئی ہو، اور اجرت اس کی پرورش کی اس مسلمان کو ملے گی، وہ مالک نہیں، نہ نصف کا نہ کل [کا] اس کی پرورش کی اجرت کی تخمین کرو، اور اگر کوئی وارث نہ دیوے، تو کام سے وصول کریں، مگر ایسی مشتبہ شے کو قربانی کے واسطے خرید مت کرو۔ فقط عزیز کی صحت سے طمانیت ہوئی۔ تعویذ ملفوف ہے۔ فقط والسلام (مکتوب مخدوم صاحب)

(۵۵۲) قرض خواہ مجبوری میں، قرضدار سے عدالت وڈگری کا خرچ لے سکتا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ، عدالت انگریزی میں اسٹامپ وطلبانہ ومحنتانہ وغیرہ کا خرچہ، جس میں سود بھی شامل ہوتا ہے، ڈگری ہوکر محض بہ پابندی قانون، بلالحاظ شرع شریف کے دلایا جاتا ہے، وہ شرعاً مسلمان کو لینا جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر اس خرچہ میں جائیداد کسی مسلمان کی نیلام کی جاوے، تو دوسرے مسلمان کو اس جائیداد کا خرید کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں؟

جواب: اگر کسی مدیون نے دائن کو مجبور کیا اور دائن نے بہ ناچاری نالش کی، تو جو کچھ خرچہ وغیرہ عدالت نے ڈگری کا دیا، اگر چہ وہ ظلم اور خلاف شرع ہے، مگر دائن مدیون سے اسے لے سکتا ہے، البتہ سود کا لینا درست نہیں۔ اور پھر اس خرچہ میں سوائے سود کے، جو جائیداد مدیون کی نیلام ہوجاوے گی، اس کا دوسرے مسلمان کو بھی خرید نا درست ہووے گا۔ فقط

(فی) نور الأنوار:

أفتى المتأخرون بضمانه لفساد الزمان بالسعي الباطل و كثرة السعاة فيه انتهى

---

(۱) نور الانوار، مبحث کلام ص ۲۷۰ (مطبع قیومی کانپور) انوار

toobaa-elibrary.blogspot.com

اور چونکہ سود سمجھ کر باطل ہے، [illegible] اس کے بیعانہ میں خرید نا اور اگر کوئی ہو تو مالک کو واپس کرو، [illegible] سب سے۔ فقط (مجموعہ فتاوی ص ۹۵ ۔ ۹۶)

نوٹ: [illegible] مسئلہ [illegible] مقدمہ [illegible] کی بابت ضمیمہ [illegible] میں ملاحظہ ہو۔ نور

(۵۵۳) ڈگری دار کا مقدمہ کی پیروی کا بالائی خرچ لینا؟ سوال: ڈگری دار کو خرچہ بالائی لینا، جو کہ بابت پیروی مقدمہ وکلاء وغیرہ میں صرف ہوتا ہے، درست ہے یا نہیں؟

جواب: مظلوم اگر خرچ لے اپنا خرچ ہوئے تو درست ہے۔ فقط (مجموعہ فتاوی ص ۳۰)

(۵۵۴) پرچی کے ذریعہ سامان کی خرید و فروخت؟ سوال: چٹھیوں (ڈال کر) کسی چیز کا خرید و فروخت کرنا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: حرام ہے، کہ اس کو قمار اور جوا کہتے ہیں۔ (مدست حاصل ص ۵۹)

(۵۵۵) فاسق کا قول تجارت میں معتبر ہے؟ سوال: علمائے دین سے سائل کا سوال ہے کہ بعض اشخاص تجارت [illegible] وغیرہ کی کرتا ہے اور [illegible] اور لوگوں سے بیان کرتا ہے کہ کم نہیں تولتا ہوں، یعنی وزن کم نہیں دیتا ہوں، ایسے اشخاص کا اعتبار کرنا شرعاً جائز ہے، یا نہیں؟

اور بعض شخص [illegible] ہے کہ وہ تجارت [illegible] کرتا ہے اور لوگوں سے بیان کرتا ہے کہ میری کوٹھی (۲) دس ہزار روپے کی ہے اور اس کے یہاں [illegible] انگریزی باجے اور شطرنج اور گنجفہ بکتا ہے۔ اور بہت چیز حلال بھی فروخت ہوتی ہے اور وہ کہتے ہیں کہ میں جھوٹ نہیں بولتا ہوں، ایسے شخص کا قول قابل اعتبار ہے، یا نہیں؟

اور بعض شخص [illegible] ہے کہ وہ نوکری سرکاری کرتا ہے اور شرع کے خلاف لکھتا پڑھتا ہے اور کفاروں کو تعظیم دیتا ہے اور سودی تمسک پر گواہی لکھتا ہے یا [illegible] تحریر دیتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ میں نے عہد کیا ہے کہ رشوت نہ لوں گا، اور جھوٹ نہ بولوں گا۔ ایسے شخص کا اعتبار کرنا شرعاً جائز ہے، یا نہیں؟

اور بعض شخص یہ بیان کرتا ہے کہ میں نے پیشہ اختیار کیا ہے، عطر وغیرہ کا، اور پھر فروخت کرتا ہے، رنڈی ڈوم وغیرہ کو اور پھر کہتے ہیں میں جھوٹ نہیں بولتا ہوں۔ ایسے شخص کا اعتبار کرنا شرعاً جائز ہے، یا نہیں۔ یا کوئی فاسق و فاجر ہو اور گناہ کبیرہ کرتا ہو، اس کا اعتبار کرنا شرعاً جائز ہے، یا نہیں۔

بعض شخص [illegible] ہے کہ وہ کسی اپنے نوکر فاسق و فاجر کو کچھ روپیہ تحویل خرچ میں اس کے سپرد کردے، کہ میرے کام میں صرف کرو، ایسے فاسق و فاجر کا اعتبار کرنا شرعاً جائز ہے، یا نہیں؟ اور مالک کہتا ہے کچھ حساب تم سے لینا ضروری نہیں، تمہارے

---

(۱) [illegible] (نور)

(۲) [illegible] Share [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

اور اعتبار ہے۔ ایسے شخص فاسق وفاجر کا اعتبار نہ جانتے ہیں۔

اور کوئی شخص دوسرے فاسق وفاجر سے کہتا ہے [illegible] اپنے [illegible]

کہہ دو کہ اس کا اعتبار ہے۔ ایسے فاسق وفاجر کا قول [illegible] معتبر ہے یا نہیں [illegible]

جواب: [illegible] ممنوعات [illegible]

شرع کرنے والا، اور سودی [illegible] کا ہر حصہ [illegible]

سب کام فسق ہے، اور فاسق کا قول معتبر ہے، [illegible] غالب صادق ہونے کا [illegible]

قبول کر لینا درست ہے، اگر غالب ظن اس کے سچ ہونے کا ہو، کذا فی کتب الفقہ۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مجموعہ کلاں ص۳۱۰-۳۱۱)

(۵۵۶) جانور کو حصہ پر دینا؟

سوال: مرغی، بیل وغیرہ یا بچھڑا درخت، کسی حفاظت کے واسطے دینا، اس طرح پر کہ تو حفاظت کر اور بیل وغیرہ کو ہل وغیرہ دے۔ تیرا اتنا حصہ اور میرا اتنا حصہ، یہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جانور کو حصہ پر دینا درست نہیں ہے، درخت کا پھل محافظت کے واسطے حصہ پر دینا جائز ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم (ہدیۃ خاص ص۲۰)

(۵۵۷) چوری کے سامان کا خریدنا؟

سوال: اگر یوں معلوم ہو کہ یہ شئے چوری کا ہے، تو اس کا خرید کرنا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: چوری کے مال کا خریدنا حرام ہے۔ فقط، واللہ اعلم (ہدیۃ خاص ص۳۶)

(۵۵۸) ہنڈی لفافہ اور اسٹامپ کی کمی زیادتی کے ساتھ فروخت اور منی آرڈر کا حکم؟

سوال: ہنڈوی کمی زیادتی سے لینا دینا، اور لفافہ اور اسٹامپ کی زیادتی سے فروخت کرنا درست ہے یا نہیں، مگر سرکاری دستور لفافہ و اسٹامپ پر یہ ہے کہ فیصدی تین روپیہ سے، کمیشن خریدار کو دیا جاتا ہے، اور درصورت عدم فروختگی، سرکار واپس بھی کر لیتی ہے۔ ان کا فروخت کرنا درست ہے، یا نہیں؟ اور منی آرڈر کا کرایہ درست ہے یا نہیں؟

جواب: ہنڈوی کی کمی زیادتی درست نہیں، علیٰ ہذا، لفافہ اسٹامپ کی زیادتی سے فروخت کرنا درست نہیں، اسٹامپ کی بیع کی اجرت بھی جائز ہے۔ منی آرڈر کرانا درست نہیں ہے۔(۱) (ایضاً، رشیدیہ ص۲)

(۱) یہ فتوی اس وقت کا ہے جب منی آرڈر (MONEY ORDER) کا سلسلہ نیا نیا شروع ہوا تھا [illegible] صحیح نوعیت اور طریق کار [illegible] تھا، منی آرڈر کی صحیح نوعیت بعد میں واضح ہوئی، اب اس کے جائز ہونے میں کوئی شک نہیں۔ (نور)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۵۵۹) روپے کے نرخ سے کم یا زیادہ پیسے لینے کا حکم؟ سوال: (۱) روپیہ کے ساڑھے سولہ آنہ پیسے یا ساڑھے پندرہ آنہ لینے جائز ہیں یا نہیں؟

جواب: روپیہ کے نرخ سے پیسے کم زیادہ دینا لینا جائز ہے۔ فقط (۲) ([illegible] ص ۲)

اجارہ

(۵۶۰) کرایہ کے ایک مکان کے معاملہ میں فسخ اجارہ کا حکم؟ **سوال:** جو زید نے مکان کرایہ پر خالد کو دیا ہے، وہ پردہ کا جو مکان ہے، اس مکان کے بہت بیٹھنے والے آدمی ہیں، اور یہ مکان دوسرا زید کا متصل مکان زنانہ کے نشست گاہ ہے، اس کا کوئی بیٹھنے والا نہیں ہے، کیونکہ اس مکان میں زنانہ سکونت نہیں کر سکتی، جو بیت ہے واسطے سکونت عیال، اطفال کے بیٹھتا ہے اور خالد تنہا رہتا ہے، کوئی عورت اس کی نہیں ہے، وہ اس مکان نشست گاہ میں سکونت کر سکتا ہے۔ اس واسطے زید چاہتا ہے کہ مکان کا تبادلہ خالد سے کر لیوے، خالد منظور نہیں کرتا ہے اور کرایہ مکان کا جو خالد کے پاس ہے، وہ ایک روپیہ سود کے تین روپے آٹھ آنے ہوتے ہیں، تو ایک روپیہ سود میں مجرا ہوگیا، باقی دو روپے آٹھ آنے کا دائن کی طرف سے حسن ہے، اور حسن کی یہ صورت ہے کہ جس کا قرض دیتا ہے، وہ بھی اپنی ضرورت میں لیکر، دو روپیہ آٹھ آنہ سود معاف کرتا ہے، اور ایک روپیہ پر راضی ہوتا ہے، یعنی بمقابلہ ایک روپیہ کے تین روپیہ آٹھ آنہ چھوڑتا ہے اور اس مکان کے سوا اور کوئی مکان زید کے پاس ایسا نہیں ہے کہ قرض دہندہ کو دے کر سود سے بچے، تو اس صورت میں فسخ اجارہ ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اور یہ مکان جدا نہیں ہے، ایک مکان کے تین ٹکڑے کرکے، دو زنانہ ایک مردانہ بنائے گئے ہیں، اس واسطے کہ زید کے دو بیٹے ہیں تاکہ بعد مرنے زید کے باہم دونوں میں کے نزاع نہ ہووے، اس واسطے زید اس مکان کو فروخت نہیں کر سکتا، اور نہ فروخت کرکے ادائے قرض کا کرتا، لاچار ضرورت رہن کی ہے۔ فقط

جواب: جبراً فسخ کرنا اجارہ کا اس صورت میں صاحب مکان کو درست نہیں، البتہ اگر رضا سے فسخ کردیوے تو

---

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

مردود ہے مستاجر کی۔ کذا فی کتب الفقہ، واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مجموعہ کلاں ص ۲۲۲۔۲۲۳)

(۵۶۱) کرایہ کا مکان خالی کرانے کے لئے جبر کرنا؟

سوال: اگر اس فتویٰ شرعی سے مخرف عمر قبول نہ کرے، تو زید پر یہ امر جائز ہوگا یا نہیں، کہ کرایہ نامہ کو چاک کرا لے اور معاہدہ باہمی سے انکار کر دے، کہ خالد نے حکم شرع کو قبول نہیں کیا۔

جواب: ایسے شخص کا یہی علاج ہے، کہ اس نے فتویٰ شرعی کو نہیں مانا اور زید کو گناہ سود میں مبتلا کرنا چاہتا ہے۔ فقط۔
محمد مراد عفی عنہ(۱)

[جواب] ہرگز کرایہ نامہ کو چاک کر کے، خالد کو نکال دینا درست نہیں، کہ فسخ اجارہ کا یہاں کوئی عذر شرعی موجود نہیں۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مجموعہ کلاں ص ۲۲۰)

از بندہ رشید احمد عفی عنہ بعد سلام مسنون آنکہ، جواب مسئلہ مولوی مراد صاحب نے بدون کتاب دیکھے لکھ دیا تھا، چونکہ بندہ کی فہم میں نہ آیا، جو کچھ معلوم تھا لکھ دیا، معاف فرماویں۔ آپ کی بیماری سے رنج ہے، حق تعالیٰ آپ کو صحت عطا فرماوے۔

مولوی مراد صاحب السلام علیکم

اس مسئلہ کو کتاب الاجارہ کے، باب فسخ الاجارہ میں دیکھنا چاہئے، کہ عذر فسخ اجارہ کے مؤجر اور مستاجر کی طرف سے جو ہیں، ان کو کہتے ہیں، کہ اگر مالک پر دین ہو جاوے، کہ اندیشہ قید کا ہو اور سوائے اس شے کے اور کوئی دوسرا مال نہ ہو، جس کی بیع سے ادائے دین کر سکے، اس وقت فسخ کا اختیار ہوتا ہے، فقط سو آپ نے دین میں رہن کرنا عذر قرار دیا ہے۔

اس مسئلہ کو دیکھو اور آئندہ کو احتیاط رہے، کہ جواب [صحیح] ہو۔ ظاہری نفع ونقصان اور ظن وتخمین کو کام نہ ہو، کتاب کو خوب غور سے دیکھ کر جواب لکھو، اور عبارت کتاب کی نقل کیا کرو، تا کہ دوسروں کو پھر گنجائش رد نہ ہو اور جب خوب ماہر ہو جاؤ، اس وقت نقل عبارت کی ضرورت نہیں۔ یہ کلمات اپنا دوست جان کر بطور نصیحت لکھے ہیں، بہر خدا تعالیٰ ملال نہ فرمانا، اپنوں کو نصیحت کرتے ہیں، غیروں سے کام نہیں، فقط، سب کو سلام پہنچے۔ (مجموعہ کلاں ص ۲۲۰۔۲۲۱)

(۵۶۲) سود سے بچنے کے لئے مقررہ مدت سے پہلے مکان خالی کرا لینا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم در باب مسئلہ ذیل کے: کہ زید نے مکان اپنا میعاد معین کر کے خالد کو کرایہ پر دیا، بعد اس کے زید کو کہ مدیون ہے، بکر دائن نے کہا کہ مکان میرے پاس رہن کر دے، تجھ کو سود سے

---

(۱) مولانا محمد مراد، فاروقی، پنجی، شاگرد رشید حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی، وحضرت مولانا گنگوہی، وبانی مدرسہ مرادیہ، حوض والی مسجد، مظفر نگر [نور]

معدودی موجود ہے اور یہ مکان کا معروف کرایہ لیتا ہے، مجھ کو چھوڑ دے۔ خالد اس بات کو قبول نہیں کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مکان کا کرایہ لیتا ہے اور ہم کو اس کا کچھ نقصان نہیں ہے، بلکہ فائدہ ہے کرایہ لیتا ہے۔ تو اس صورت میں زید کو اختیار خالی کرنے مکان کا، اور دوسرا مکان خالی کر دینا دینے کا ہے یا نہیں؟ درصورت نہ خالی ہونے کے زید عذاب دین میں رہتا ہے۔ عنداللہ حق ہے یا نہیں؟

جواب: جواب یہ ہے کہ خالد کو مناسب ہے کہ مکان زید کا خالی کر دے، تاکہ وہ سود سے بچے، جو بہت بڑا گناہ ہے، جس کے لینے اور دینے پر وعید شدید مرتب ہوتی ہے، اور سود کے گناہ سے بچنا اور دوسرے مسلمان کو بچانا ہر مسلمان پر ضروری اور واجب ہے۔ درصورت نہ خالی کرنے مکان کے زید کے، سود دینے کا گناہ خالد کے ذمہ مرتب ہوگا، جب اپنے آپ گناہ میں مرتب ہوا، تو اس گناہ سے اس کو نجات دینی ضروری ہوئی، وہ یہ ہے کہ اس سے مکان خالی کرا دیا جاوے اور جو کہ اس سے معاہدہ ٹھہرایا تھا، اس کے بدلہ جو زید اپنا دوسرا مکان دیتا ہے، وہ کافی اور وافی ہے۔ فقط محمد مراد عفی عنہ

(از مولانا ملا محمد مراد فاروقی چشتی ثم مظفر نگری)

[**جواب از حضرت مولانا گنگوہی:**] اس صورت میں زید سود مقررہ سے تو خلاصی ہوتا ہے، مگر دین کے سود میں مبتلا ہوتا ہے، کیونکہ انتفاع رہن بھی سود ہے اور فسخ اجارہ کا عذر نہیں ہے، پس اگر خالد رضاء سے فسخ اجارہ یا تبدیل کرے درست ہے، مگر جبراً اس پر زید نہیں کر سکتا، اور چونکہ زید کے پاس اور گھر بھی ہے، لہٰذا اس مکان کے ترک کا عذر اور جبر شرعاً درست نہیں۔ کذا فی کتب الفقہ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مجموعہ کلاں ص ۲۱۹-۲۲۰)

(۵۶۳) کیا اپنے جائز حق کی وصولی کے لئے، کذب و توریہ کی گنجائش ہے؟ سوال: ما قولکم دام فضلکم اندریں مسئلہ کہ جو کوئی واسطے دفع ظلم و احقاق حق کے فریب صوری کرے، جائز ہے یا نہیں؟ مثلاً زید کا ہزار روپیہ بکر کے پاس واجب ہے، جس کو بزمانہ تین برس سے زیادہ کا گذر گیا ہے اب بکر روپیہ دینے سے انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ تمادی ہوگئی، اب تمہارا روپیہ ہیں؟ اب اگر زید کوئی کاغذ جعلی نسبت اسی روپیہ واقعی کے، اندر اپنی میعاد کے بنائے تو اس پر مواخذہ شرعی ہے؟ یا نہیں؟

یا مثلاً کوئی معاملہ واقعی سچا، درمیان زید و بکر کے ہوا، اور کاغذ بھی لکھ دیا گیا، مگر اس کاغذ میں کوئی لفظ ایسا ہے کہ ازروئے قانون انگریزی وہ لفظ خلاف شرط ہے، اور وہ سبب حرام ہے، اور بکر از راہ بددیانتی و ابطال حقوق زید سے انکار کرتا ہے، اس کے باوجود ظلم سخت تجویز کرتا ہے، جس کا زید متحمل نہیں ہو سکتا ہے۔ اب اگر زید واسطے احقاق حق و رفع اس ظلم سخت کے، اس مضمون و حذف کرے، ایسے لفظ موافق قاعدہ و قانون انگریزی کے لکھ کر، مقدمہ سچا دائر کرے، یا وقت دوران مقدمہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

سے کوئی کلمہ جھوٹ، واسطے احقاق حق و رفع ظلم کے، اظہار میں بیان کرے، تو اس پر مواخذہ شرعی ہے یا نہیں؟

اور اب اس زمانہ میں کوئی مقدمہ کیسے ہی سچ سے سچا کیوں نہ ہو، بسبب پابندی انگریزی قانون، بلا آمیزش جھوٹ ممکن نہیں ہے، کہ درست ہو جاوے اور اس میں احقاق حق ہو جاوے، تو اب کیا کرنا چاہئے؟ بینوا بسند الکتاب من الفقه و السنة و الکتاب، توجروا عند الله الوهاب.

جواب: محض اپنا حق وصول کرنے کے واسطے، کہ کسی کو اس میں مضرت جان و مال کی دینا نہیں، کوئی صورت بیہ کرنا اور کذب وتوریہ سے اپنا حق حاصل کرنا، درست ہے۔ شرعاً اس میں کچھ اثم و ملامت نہیں، کتاب و سنت و فقہ سے سب سے ثابت ہے۔ فقط، والله تعالیٰ اعلم کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ کلاں ص ۲۱۶_۲۱۷)

(۵۶۴) ڈبل پیسے کا منصوری پیسے سے تبادلہ؟

سوال: پیسہ ڈبل کو بھنانا، بایں طور کہ ایک منصوری لے لیا اور باقی کوڑی لے لی، یہ بھنانا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: فلوس ڈبل کے بدلہ میں، فلوس منصوری (۱) اور کوڑیاں لینی، درست ہے علی الاصح فقط۔

(مجموعہ کلاں ص ۱۰۰_۱۰۲)

رہن

(۵۶۵) رہن کی زمین سے کسی طرح کا فائدہ اٹھانا جائز نہیں؟

سوال: رہن کی زمین کی پیداوار میں سے، جو خرچ ہل یا ہتی وغیرہ کی لکڑی کا اور لوہے کا اور مزدور کا، اور بیلوں کا اور حاکمی کا ہوتا ہے، مجرا ہونا چاہئے، یا نہیں؟

جواب: رہن زمین کا تصرف ہی درست نہیں، تو مجرا کیا ہوگا، اور باقی کیا ہوگا۔ فقط، والله تعالیٰ اعلم

(بدست خاص ص ۳۳)

---

(۱) نوے، سو، سال پہلے پیسے کی بڑی قیمت تھی، تانبہ کے پیسے ہوتے تھے، ایک روپیہ میں چونسٹھ پیسے آتے تھے، اور ہر ایک پیسہ میں خوردنی رقمیں چھپی ہوئی رہتی تھیں، ہر ایک پیسہ کے دو منصوری پیسے آتے تھے، اور ہر ایک منصوری پیسہ میں دمڑیاں ہوتی تھیں، اور ہر ایک دمڑی میں پانچ کوڑیاں، اور ہر ایک کوڑی میں بھی کچھ نہ کچھ آ جاتا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ ایک پیسہ میں سولہ عدد متفرق چیزیں یا سامان خریدی جا سکتی تھیں، دوسری صورت یہ تھی کہ ایک پیسے میں سولہ گنڈے ہوتے تھے ہر ایک گنڈا دو پائی کے برابر ہوتا تھا، پھر اس میں اسی طرح دمڑی اور دمڑی کے بعد کوڑیاں آتی تھیں۔ آج حال یہ ہے کہ بھیک مانگنے والے فقیر بھی ایک دو روپے کا سکہ دیکھ کر، واپس کر دیتے ہیں کہ اس کا کیا آئے گا۔ [انور]

(٥٦٦) شی مرہونہ سے نفع لینے کا حکم؟ اور مسئلہ شاۃ مرہونہ میں یہ کہنا ہے، کہ جو مرتہن نے اذن راہن سے شیر پیا، اس کا ضمان نہیں، علم ہے کہ بشرط انتفاع رہن رکھا تھا اور نفع لینا حرام تھا، یا بلا شرط و عرف رہن رکھا تھا اور پھر اذن انتفاع دیا۔ اس میں حلت و حرمت سے کچھ بحث نہیں۔ فقط (مجموعہ کلاں ص ۱۲۷)

(٥٦٧) رہن سے نفع کے لئے ہدایہ کے ایک مسئلہ کی وضاحت: **مسئلہ:** ہدایہ میں کچھ خلاف نہیں۔ اصل یہ ہے کہ نفع جو قرض کے عوض میں بشرط اضافہ یا نفع آوے حرام ہے؟ اور اس کو ربوا اور سود کہتے ہیں اور اگر بلا شرط ملے تو وہ درست ہے۔ اور یہ قاعدہ بھی محقق ہے کہ المعروف کالمشروط. پس اب سنو! کہ حاصل اس مسئلہ کا کہ انتفاع باذن درست ہے، یہ ہوا کہ اگر کسی نے رہن کیا اور انتفاع رہن نہ مشروط ہوا اور نہ عرف میں ٹھہرا ہوا تھا، پس بقدر رہن کے اگر بلا وجہ بخوشی خود راہن مرتہن کو اذن انتفاع کا دیوے، تو درست ہے۔ پس اس سے جواز انتفاع رہن، جو اس زمانہ میں جاری ہے، ہرگز جائز نہیں ہوتا، کیونکہ یہاں انتفاع معروف و مقرر ہے، سو وہ مثل مشروط کے ہو کر حرام ہے، اور یہ اذن خود شرط ہے نہ اذن مباح۔ فقط (مجموعہ کلاں ص ٢٦ [illegible])

(٥٦٨) کیا رہن رکھی گئی چیز کو مرتہن فروخت کر سکتا ہے؟ **سوال:** اگر کسی شخص نے اپنا زیور گروی رکھا اور کچھ دنوں کے بعد مرتہن نے راہن سے کہا کہ اپنا زیور چھڑا لے، اور اس نے کہا کہ میرے پاس تو کچھ چھڑانے کا بندوبست نہیں ہے، مرتہن کہتا ہے کہ میں تنگ ہو رہا ہوں، مجھ کو روپیہ کی ضرورت [ہے] تو اس زیور کو فروخت کر دے، وہ راہن زیور فروخت کرنے سے انکار کرتا ہے، تو اس صورت میں مرتہن، اس زیور کو فروخت کر کے، اپنا روپیہ وصول کرے، تو جائز ہے یا نہیں۔ [illegible] اپنا روپیہ وصول کرے، تو جائز ہے یا نہیں؟

جواب: مرتہن [illegible] یا رہن رکھنے کا مجاز نہیں، مگر جب بالکل مجبور ہو جاوے اور کوئی صورت وصول کی نہ ہو تو اس وقت بیع کر [illegible] بقدر [illegible] باقی مالک کو دیدے۔ واللہ اعلم (بدست خاص ص ٥)

ہبہ

(٥٦٩) ہبہ کے ایک معاملہ کی شرعی تحقیق؟ **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہندہ [illegible] زید [illegible] جائداد اپنی بنام زید ہبہ بلا عوض لکھ دیا، اور ایک اقرار نامہ شرطی زید سے لکھوا لیا [illegible] میں [illegible] کی ہی [illegible] کروں گا، اگر تا حیات ہندہ کی بھی قصد انتقال جائداد موہوبہ [illegible] ہندہ [illegible] جائداد [illegible] ہے [illegible] البتہ بعد وفات ہندہ واہبہ جائداد موہوبہ کا مجھے اختیار رہے۔

[illegible] blogspot.com

ہندہ نے جائیداد موہوبہ پر قبضہ نہیں دیا، بلکہ ڈیڑھ برس کے بعد یہ درخواست دی، کہ میں نے ہبہ نامہ بنام زید لکھدیا ہے، مگر داخل خارج نام کا بعد میرے موہوب لہ کو اختیار حاصل ہے، اور موہوب لہ نے بھی عرصہ [illegible] برس گیارہ ماہ کے بعد ایک درخواست دی، کہ میں نے بوجہ دل شکنی ہندہ کے داخل خارج نہیں کرایا، [illegible] قصد ہے۔ بعد اس کے کئی برس بعد داخل خارج کی کارروائی ہوگئی۔ مگر قبض و خیل متصرف ہندہ رہی، اور واقعی ہندہ نے قبضہ موہوب لہ کو بھی نہیں دیا، جب مرض الموت میں بیمار ہوا، ہندہ نے اپنا ہبہ ہوش و حواس میں زید سے واپس کرلیا، اور زید نے [illegible] ہبہ نامہ واپس [illegible] ابرا نامہ لکھدیا ہے [illegible] واپسی کے براءنامہ میں یہ بھی لکھدیا ہے، کہ تک تاریخ ابرا نامہ [illegible] براءنامہ [illegible] جائیداد موہوبہ ہندہ رہیں، تاریخ ہبہ نامہ اور قرارنامہ سے، وقت واپسی ہبہ تحریر ابرا نامہ تک، ہوتے تھے جائیداد موہوبہ میں تغیر و تبدل نہیں ہوئی۔

ایسی صورت میں ہبہ ناجائز اور رجوع عن الہبہ جائز ہے، یا موہوب لہ [illegible] ناجائز ہے۔ بینوا بسند الکتاب توجروا یوم الحساب

جواب: یہ ہبہ اوّل ہی ناتمام تھا، کیونکہ موہوب لہ کا قبضہ موہوب شے پر نہیں ہوا، لہٰذا رجوع بھی درست ہوگا

قال فی الدر المختار وتتم الھبة بالقبض الکامل فی بدہ محوز مفرغ مقسوم انتھی (۱)

چونکہ ہبہ تمام نہیں ہوا، لہٰذا رجوع میں کسی قسم کی معصیت نہیں ہوئی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

([illegible])

(۵۷۰) موہوبہ زمین کے ایک معاملہ کی تحقیق؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے ایک جائیداد زینب کی، جو بحکم عدالت انگریزی نیلام ہوئی تھی، خریدار نیلام سے خرید کر زینب کے واسطے بطور رسم فرضی اپنے نام سے خریدی، اور زینب سے کہا میں نے تمہارے واسطے خریدی ہے، قیمت اس کی تمہاری اولاد وقتاً فوقتاً ادا کرے۔ بعد چند روز کے زید نے بمقابلہ چند شخص معتبرین کے، عبداللہ پسر زینب سے کہ زمین پر کھڑے ہو کر کہا، کہ اس زمین کو کس طرح پر دو گے، عبداللہ نے کہا کہ جس طرح پر دو گے، تب زید نے کہا کہ زمین میں نے دی اور مگر قیمت میں نہ لوں گا، یا یہ کہا کہ قیمت مجھ کو دینا منظور نہیں، پس اس صورت میں، رقم کی ہبہ سمجھی جائے گی، یا زمین کی۔

بینوا بسند الکتاب توجروا یوم الحساب

جواب: زید اس خرید نیلام میں فضولی ہے اور خرید فضولی کی فضولی پر تمام ہو جاتی ہے۔ قال (فی) در مختار

---

(۱) [illegible] عبارت [illegible] درمختار کتاب الھبہ ص ۵۹ ج ۲ [illegible] شامی کتاب الھبہ ص ۶۹۰، ۶۹۲ ج ۵ [illegible] ۱۳۸۶ھ)

ooaa-elibrary.blogspot.com

لو اشتری لعبرة بعد علیہ) پس قول زید کا زمین میں نے دی ہبہ ہے، کہ دینا ہبہ کا لفظ ہے، مگر قیمت نہ لوں گا، دفع احتمال بیع کا ہے، لہٰذا یہ عقد ہبہ زمین کا ہے، نہ ہبہ ثمن کا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ کلاں ص ۵۲ - ۵۳)

(۵۷۱) مرض الموت میں ہبہ کی گئی جائیداد کا حکم؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس باب کہ کوئی شخص بحالت صحت یا مرض موت میں، اپنی جائیداد کو، باوجود موجودگی دیگر ورثاء کے، خاص ایک شخص، ذوی الفروض یا عصبہ یا ذوالارحم یا اجنبی کے نام ہبہ یا بیع کردے، تو یہ نافذ ہوگا یا نہیں؟ بلکہ جملہ ورثاء پر بطور فرائض (تقسیم) کیا جاوے گا۔ بینوا توجروا

الجواب: اگر کسی نے حالت صحت میں اپنی جائیداد کسی وارث کو دے کر تقسیم کر کر قبض کرا دیا، ہبہ صحیح ہوگیا اب بعد موت کسی شخص کے ورثاء کا کوئی دعویٰ اس میں نہیں ہوسکتا اور جو صحت میں ہبہ کیا مگر مشاع ہے، یا قبض موہوب نہیں ہوا تو ہبہ فاسد ہے۔ بعد موت واہب کے یہ ہبہ فسخ ہو کر، سب ورثاء پر تقسیم ہوگا اور جو بیع کردی ہے تو کسی حال میں بھی بیع فسخ نہ ہوسکے گی، اگرچہ مرض الموت میں کی ہو، بشرطیکہ محابات نہ ہو بلکہ ثمن مثل کو بیع کی ہو، اور ہبہ ثمن نہیں تو ثمن میں وہی حال ہوگا، جو اصل [illegible] جو [illegible] صحت میں تام و در مرض میں باطل ہے۔ اور جو یہ ہبہ مرض الموت میں کیا ہے تو باطل ہے، ہبہ وارث کو مرض موت میں باطل ہوتا ہے۔ اس میں سب ورثاء برابر میراث پاویں گے۔ فقط بندہ [illegible]

[illegible] (مجموعہ [illegible])

(۵۷۲) ہبہ کی ہوئی چیز کو واہب کے ورثاء واپس لے سکتے ہیں؟

سوال: ورثاء واہب [illegible] موہوب لہ [illegible] سے بجبر [illegible] یا نہیں، بصورت عدم جواز ان کی شان میں کیا وعید ہے۔ بینوا توجروا

جواب: بعد موت [illegible] ہوگیا اب ہرگز ورثاء واہب ورثہ موہوب لہ سے موہوب واپس نہیں لے سکتے [illegible] غصب [illegible] خوف عذاب ظلم و غصب ہوویں گے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ [illegible] ص ۴۲)

(۵۷۳) اگر ورثاء موہوبہ چیز کو زبردستی واپس لے لیں تو؟

سوال: اگر ورثاء واہب [illegible] موہوبہ [illegible] موہوب [illegible] چھینتے ہیں [illegible] موہوب لہ نہ دیویں اور مزاحمت کریں، اور ان لوگوں کو مار کر

[illegible] الفصل فی [illegible] ۱۰۹ [illegible] ۱۳۸۹ھ [illegible]

نکال دیں، تو ان ورثاء موہوب لہ پر کوئی ملامت شرعی ہے یا نہیں؟ اگر نہ تو ان کو یہ کرنا چاہئے اور نہیں ہے تو مزاحمت کیوں کی جاوے؟ بینوا توجروا۔

الجواب: ہرگز ورثاء موہوب لہ پر شرعا واجب نہیں، بلکہ موہوب کا مار نکال دینا [illegible] ہے، ایسی حالت میں اگر خاکم سے خیر [illegible] ہے تو بھی چند ضمان و تاوان نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(۵۷۴) ہبہ مشاع میں واہب کے وارث کا رجوع کرنا؟

سوال: [illegible] علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ محمد، حامد، محمود تین بھائی تھے اور ان کے خاندان میں [illegible] جو بھائی [illegible] زمین پر قابض ہوگیا، دوسرے بھائی نے چنداں تعرض نہیں کیا اور تینوں بھائیوں کی [illegible] میں [illegible] چلا آتا ہے۔ حامد نے ایک قطعہ زمین پر باغ لگایا اور ایک زوجہ زینب اور دو پسر ایک دختر [illegible] وارث چھوڑ کر حامد نے وفات کی۔ اس ..... کا حق موافق باغ میں نیلام ہوگیا، زید ایک شخص خدا ترس نے مسماۃ زینب کے واسطے خرید از نیلام [illegible] اس شے کو اپنے نام سے بطور فرضی رسم خرید کیا، جب زینب اور اس کے پسر نے [illegible] اپنے نام کرانے کا قصد کیا تو زید کے [illegible] بھائی نے زید کو لکھنے سے ممانعت کی، اس وقت میں یہ معاملہ ملتوی ہوگیا۔

عبداللہ پسر زینب کی شادی [illegible] زید کے ساتھ ہوئی، تب زید نے بطور جہیز دینے کا [illegible] قصد کیا، تب بھی برادر زید نے اس کو باز رکھا، بعد اس خصوصیت کے [illegible] زید عبداللہ سے [illegible] اور بعد [illegible] زید اور ان کے دونوں بھائی اور بعض اشخاص معتبرین اہل برادری [illegible] زمین پر گئے اور زید نے عبداللہ سے کہا [illegible] یہ زمین ہم نے [illegible] زرثمن لینا ہم کو منظور نہیں، عبداللہ نے اس کو قبول کر لیا اور اسی وقت سے عبداللہ کا قبضہ داخل زمین مذکور پر چلا آرہا ہے۔

اب بعد فوت زید چند سال کے بعد، مسمی خالد پسر زید کو بعض معاندین عبداللہ نے ورغلا کر اس زمین کا دعویٰ کرایا۔ خالد کہتا ہے کہ یہ زمین مشترک ہے اور ہبہ مشاع جائز نہیں، عبداللہ کہتا ہے کہ یہ خرید زید کی فرضی تھی، اس نے ہمارے واسطے خرید کیا تھا، اب بوجہ خصوصیت شادی کے زید نے اپنی بہن کی مروت سے زرثمن ہم کو چھوڑ دیا ہے، یہ معاملہ ہبہ ثمن کا ہے نہ ہبہ زمین کا، پس اس باب میں از روئے شرع شریف جو مرحق ہو سند تحریر فرما دیں۔ بینوا توجروا۔

جواب: زید نے نیلام اگرچہ زینب کے ہی واسطے خرید کیا ہو، مگر چونکہ اس میں زینب کا نام لے کر نہیں خرید کیا، بلکہ ایجاب وقبول ہر دو بنام زید ہوئے، تو نیلام بنام زید ہی ہوا، زینب کا اس میں کچھ حق نہیں، اس واسطے کہ

ooba-elibrary.blogspot.com

زید کی صورت میں فضول ٹھہرتا ہے، اس لئے کہ توکیل زینب کی یہاں ۔ نہیں معلوم ہوتی، لہٰذا یہ نیلام ملک زید کا ہو۔قال فی الدر المختار قید بالبیع لأنه لو اشترى لغيره نفذ عليه انتهى (۱)

پس بعد اس کے کہ یہ نیلام ملک زید کا ہوا تو زید کا، یہ کہنا کہ یہ زمین ہم نے عبداللہ کو دی، ہبہ ہو، ورنہ قول زید کا کہ زرِ ثمن لینا منظور نہیں، دفع اس احتمال کا ہے کہ عبداللہ بیع نہ سمجھ جاوے، جیسا کہ پہلے ثمن دے کر لکھایا چاہتی تھی۔ بہر حال ظاہر مقصود لفظ دیا سے یہ ہے کہ اور احتمال بیع کو دفع کرنا، دوسرے کلام سے ۔ پس ہر گاہ کہ یہ ہبہ ہو تو ہبہ مشاع فاسد ہوتا ہے، اور اس میں وارث کو بھی رجوع کرنا درست ہے، علی الاصح اگرچہ قبض موہوب لہ کا ہو گیا ہو، چنانچہ صاحب ردالمحتار نے تصریح اس کی کی ہے

وفيه و كما يكون للواهب الرجوع فيها يكون لوارثه بعد موته لكونها مستحقة الرد، و يضمن بعد الهلاك كالبيع الفاسد (۲)

اور قول عبداللہ کا کہ اس نے ہمارے واسطے خرید کی ہے، قابل التفات نہیں شرعاً۔ جیسا کہ اوپر واضح ہو چکا فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مجموعہ کلاں ص ۵۳، ۵۵)

(۵۷۵) ہبہ مشاع یا بیع کی تفصیل میں اختلاف کے ایک معاملہ کی تحقیق: سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس صورت میں کہ ایک قطعہ زمین میں حصہ زینب کا بحکم عدالت انگریزی، بلا لحاظ شرع شریف نیلام ہو گیا ایک شخص غیر نے خرید کیا، تب زینب نے احمد کی معرفت خریدار نیلام سے خرید کیا، مگر احمد نے زرِ ثمن اپنے پاس سے دیا اور بیع نامہ بھی احمد کے نام لکھا گیا۔ احمد نے زینب سے کہا کہ میں نے تمہاری زمین تمہارے واسطے خرید کر لی، جب قیمت دینا دے دینا، بعد چند سے بجائے زینب کے احمد نے پسر زینب عبداللہ کو جو احمد کی بہن کا داماد بھی ہے، اس زمین پر قبضہ دیدیا اور ثمن لینے سے انکار کیا۔ اب احمد کا انتقال ہو گیا، اس کی خالہ پسر احمد کی بیان سے دعویدار ہے کہ زمین مشترک ہے اور یہ دینا احمد (کا) بسبب ہبہ مشاع ناجائز ہے اور فیصلہ اس نزاع کا بوجہ قدر جانے میعاد قانون انگریزی کے، خالد چاہتا ہے کہ از روئے شرع شریف تصفیہ کیا جاوے۔

عبداللہ پسر زینب کہتا ہے کہ یہ معاملہ ہبہ مشاع نہیں ہے، یہ زمین شرعاً احمد کی ملک نہیں ہوئی، کیونکہ اسے زینب کے

(۱) الدرالمختار، کتاب البیوع، فصل فی الفضولی (۲/۳۱)، مکتبہ تھانوی، دیوبند، ص ۳۳۳، ۱ تا رد المحتار علی ہامش الدر المختار ج ۴ ص ۱۳۰، مکتبہ تھانوی، دیوبند

(۲) ردالمحتار، کتاب الہبۃ ص ۳۵۲ ج ۵، قدیم ۱۳۱۶ھ، مطبوعہ شامی، باب ذوی رحم ص ۵۱۱، مکتبہ تھانوی، دیوبند

www.ahlehaq.org / besturdubooks.blogspot.com

واسطے خریدی تھی، احمد کو سوائے زرثمن پانے کے مزید استحقاق نہ تھی اور حق احمد نے عبداللہ وغیرہ کا، اور زینب پسر زینب کا، جو ابتداء بحکم عدالت انگریزی، بلا لحاظ احکام شریعت کے خریدنا مانا تھی، وہ بھی شرعاً جائز نہیں ہے۔

پس صورت مسئولہ میں، از روئے شرع شریف مذہب حنفیہ کے زمین مذکور عبداللہ پسر زینب کو ملنا چاہئے یا زینب۔ اور خالد پسر احمد کو زرثمن پانے کا استحقاق ہے، یا بوجہ ہبہ احمد کے زرثمن زینب سے عبداللہ پسر زینب کو ملے گا اور حسب قول عبداللہ انتقال، بتداء جدید زینب کا، جو بحکم عدالت انگریزی ہوا تھا، اس صورت میں قائم رہ سکتا ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

جــواب: ہرگاہ کہ زینب نے بوسیلہ احمد کے بیل مشہود جدید خریدی ہے، تو احمد وکیل زینب کا ہوا اور بیع ملک زینب کی ہوئی، اگر چہ بیع نامہ احمد کے نام لکھا گیا اور زرثمن بھی احمد نے اپنے پاس سے دیا ہو

ولو وكله بشراء شيء لايشتريه لنفسه. انتهى درمختار

پس احمد نے بعد خرید کے بھی زینب سے اقرار کر دیا ہے کہ یہ شئے تمہارے واسطے خریدی ہے، تو صاف ظاہر ہے کہ ملک اس مبیع کی زینب ہوئی، اور حبس رکھنا بیع کا بوجہ زرثمن کے تھا، کہ جب زرثمن زینب سے وصول ہو ویگا اس وقت قبضہ زینب کا کر دیا جائیگا ورنہ مرجائز ہے۔ قال في الدر المختار

وللوكيل حبس المبيع بثمن دفعه الوكيل من ماله ح (٢)

اس سے بھی معلوم ہوگیا کہ وکیل اگر اپنے پاس سے ثمن دیکر خرید کرے، تو ملک موکل کی ہی ہوتی ہے، پھر جب احمد نے پسر زینب کا قبضہ مبیع پر کرا دیا اور ثمن معاف کر دیا، تو ہبہ واسقاط ثمن کا ہوا اصل یہ ہبہ زمین مبیع کا نہیں، کیونکہ مبیع خود ملک زینب کی ہے، یہ دعوی پسر احمد کا خلاف حکم شرع کے ہے اور یہ زمین ملک زینب کی ہے۔ فقط

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد

اس مسئلہ کا جواب پہلے بھی یہاں سے لکھا گیا ہے، مگر اس میں خریدنا مشتری کا باذن زینب نہیں لکھا تھا، بلکہ بدون امر بطور فضولی خریدنا لکھا تھا، لہذا اس کے جواب میں یہ لکھا گیا تھا کہ مالک مبیع کا مشتری ہے اور بعد قبض پسر زینب وہ ہبہ مشاع ہوتا ہے، پس اس جواب کو اس جواب کے مخالف نہ جاننا چاہئے، کیونکہ مردو سوال میں مخالفت ہے۔ جواب حسب سوال لکھا جاتا ہے فقط۔ واللہ تعالی اعلم

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ　　　　محمدہ ص ۳۰۰ تا ص ۳۰۲

[نوٹ: ایک اور مسئلہ مشاع کا ہبہ جب کہ اپنے شریک کو کرے جائز ہے یا نہیں۔ ضمیمہ دوم میں ملاحظہ ہو۔ نور]

(۱) الدر المختار باب الوكالة (۲ ص ۱۰۵) مجتبائی دہلی ۱۳۳۳ھ۔ (نور)

(۲) درمختار باب الوكالة بالبيع والشراء (۲ ص ۱۰۵) مجتبائی دہلی ۱۳۳۳ھ۔ (نور)

ebaa-elibrary.blogspot.com

(۵۷۶) باپ نے اگر اپنی زندگی میں اپنا مال کسی کو ہبہ کر کے قبضہ کرادیا تو اس میں کسی اور کا کچھ حصہ نہیں رہا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ زید اپنے پدر کے سامنے دو پسر چھوڑ کر مر گیا، بعدہ زید کے پدر جو عمرو ہے، اس نے زید کے دو لڑکے جو بکر و خالد ہیں، ان دونوں کو اپنا اسباب و مال ہبہ کر دیا، اب وہ مال و اسباب خاص ان دونوں کا ہو چکا ہے، یا غیر کو بھی تقسیم ہو سکتا ہے۔ بینوا توجروا

جواب: اگر عمرو نے سب اشیاء دونوں پوتوں کو ہبہ صحیح کر دیا اور قبضہ دونوں کا بھی درست ہو گیا ہے تو سب وہ سب ان دونوں پوتوں کا ہے، کسی غیر کا اس میں حصہ نہیں، نہ حیاۃ عمرو میں نہ بعد موت عمرو کے۔ فقط کذا فی کتب الفقہ واللہ اعلم

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی (مجموعہ کلاں ص ۹۰)

(۵۷۷) اولاد کے حق میں ہبہ کے معتبر ہونے کی تفصیل:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس امر میں کہ ایک شخص نے اپنی کل جائیداد موروثی و مکسوبہ اپنی اولاد میں سے دو لڑکوں کو کہ مطیع و فرماں بردار تھے، بنا برایک کے دو ثلث اور بنام دوسرے کے ایک ثلث، ہبہ نامہ لکھ کر قبضہ اور دخل دیدیا، دو لڑکوں کو بوجہ ان کی بدچلنی اور نافرمانی و دیگر بدسلوکی کے اس جائیداد سے محروم کیا، اور وہ شخص واہب قریب آٹھ سال تک زندہ رہا اور اشیاء ممنوعہ سے کچھ تعلق اور سروکار نہیں رکھا، بلکہ جائیداد موہوب لہما کے قبضہ میں رہی اور اب تک ہے۔ اب عرصہ تین برس کا ہوا کہ واہب انتقال کر گیا، اس صورت میں وہ ہبہ نامہ بموجب شرع شریف جائز ہے، یا نہیں؟ یا کسی صورت میں محروم الارث ورثاء اس جائیداد موہوبہ مقبوضہ موہوب لہما سے بموجب استحقاق شرعی کچھ پا سکتا ہے؟

در ہبہ مشاع کی تعریف شرعاً یہ ہے، کہ کسی جائیداد کا ہبہ کرنا جو غیر منقسم ہو، یعنی کر جدا نہ ہوئے تقسیم کے قبضہ کی جائیداد، یا نہیں ہوسکتا اور ہبہ میں قبضہ شرط ہے، پس جائیداد موضعات میں قبضہ از روئے تحصیل وصول کے ہوتا ہے، اور تفریق حصہ کی ایک ثلث و دو ثلث سے ہو چکی، اور بموجب اس تقسیم کے جائیداد موہوبہ پر، قبضہ موہوب لہما کا ہے، اس صورت میں ہبہ مشاع سمجھا جاوے گا، یا نہیں، باقی مکانات مسکونہ پر قبضہ از روئے سکونت کے ہے اور جو زائد سکونت سے ہے وہ حکم ہبہ وصیت کے حکم میں سمجھی جاوے گی یا نہیں؟

دوسرے یہ کہ بعد تحریر ہبہ نامہ کے کل جائیداد موہوب لہما نے برضامندی اپنی تقسیم کر لی، بلکہ اکثر مکانات جو مخلوط نہ تھے، ان کو بنا کر ان مکانوں کے جوڑنے سے محفوظ رہے تھے، تقسیم کر لئے، اب حکم مشاع

Good Healthy.blogspot.com

میں سمجھے جاویں گے، یا نہیں۔ دوسرے یہ کہ ایک جز کے ناجائز ہونے سے کل ناجائز سمجھا جائیگا، یا جز۔ بینوا توجروا!

جواب: اگر شخص مذکور نے اپنی جائیداد جو کسی میں مشترک نہ تھی، خالص اس کی تھی اور منقسم اپنے بیٹوں کو دیدی، اس طرح کہ دونوں کو ثلثاً ثلثاً مالک کیا اور دونوں بیٹوں نے اس پر قبضہ وتصرف کیا، تو یہ ہر دو پسر حسب حصص مالک اس کے ہوگئے، اب کسی وارث کو بعد انتقال واہب کے اس پر دعویٰ نہیں ہوسکتا۔ اور یہ جواب حسب روایت صاحبین کے ہے۔ جس پر بعض کتب میں فتویٰ دیا گیا ہے: قال فی العالمگیریۃ:

ذکر الصدر الشهید إذا وهب من رجلین ما یحتمل القسمة حتی فسدت الهبة عنده، ثم قبضها یثبت الملک ملکاً فاسداً، قال وبه یفتی کذا فی الفتاوی العتابیة (۱)

اور اگر خود واہب کی جائیداد اوروں میں مشترک ہے اور واہب نے اس میں کے اپنے مملوک حصے بنام ہر دو پسر ہبہ کئے ہیں، تو یہ ہبہ فاسد ہے اور مفید ملک نہیں ہے، بعد انتقال زید کے وارثان زید اس میں شریک ہونگے، اور اپنا اپنا حصہ لیویں گے۔ فی الدر المختار:

ولو سلمه شائعاً لایملکه فلاینفذ تصرفه فیه انتهی. (۲)

اور اس صورت میں قبضہ تحصیل وصول کافی نہیں ہوسکتا اور جز میں فساد آنے سے کل میں فساد نہ آوے گا۔ فقط واللہ اعلم

بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مہر) (مجموعہ فرخ آباد ص ۵۹۔۶۰)

(۵۷۸) زکوٰۃ ساقط کرنے کیلئے ہبہ کے حیلہ کی تحقیق اور حکم؟

ہبہ کے حیلہ میں، اگرچہ ہبہ کا مسئلہ کتب فقہ میں نہیں، مگر یہ مسئلہ لکھا ہے کہ بعد حولان حول کے صدقہ کرنے سے زکوٰۃ ساقط ہوجاتی ہے، پس جب کسی نے کسی کو ہبہ کیا تو ملک واجب سے نکل گیا، اس پر زکوٰۃ نہ آوے گی۔ جب دو تین سال بعد اس نے رجوع چاہی اور موہوب لہ نے دیدیا تو فقط طلب واہب سے، اس پر ادا ضروری نہیں ہوتا، مگر بقضاء، اگر بیان قضا کی نوبت نہ آئی، اس نے دیدیا، تو یہ دینا اپنی ملک سے اخراج ہے، بحکم صدقہ ہوتا ہے، جب اس نے سب اپنی ملک سے اخراج کردیا، تو زکوٰۃ ساقط ہوگئی، اور یہ بھی ظاہر ہے کہ حیلہ کے موقع میں موہوب لہ سے قرار ہوجاتا ہے، سو اگر موہوب لہ بہ نیت تصدق دیدیوے، حسب قرارداد، تو زیادہ تر واضح ہوجاوے گا۔ فقط۔

---

(۱) فتاوی عالمگیری فصل فیما یجوز من الهبة و مالایجوز ص ۵۲۶ ج ۴ (مطبوعہ بندر ہوگلی کلکتہ: ۱۲۴۸ھ) [نور]

(۲) در مختار مع کشف الأستار کتاب الهبة ص: ۱۵۹/ ج: ۲: [عکس مجتبائی: ۱۳۳۴ھ] [نور]

نیز الدر المختار مع الشامی کتاب الہبۃ ص ۶۹۲ ج ۵ (دار الفکر بیروت: ۱۳۸۶ھ) نیز الدر المختار مع الشامی کتاب مذکور ص: ۵۱۱ ج ۴ [مطبع مرتضوی۔ دہلی باہتمام عزیز الدین] [نور]

toobaa-elibrary.blogspot.com

تیسرا خدشہ جو ہبہ صغیر کا ہے، جو ظاہر معنی اس کے ہیں کہ مشتری اپنے صغیر کو ہبہ کر دیوے، تو یہ حنفیہ کا مذہب نہیں اور ان کے قواعد کے موافق نہیں، سو یا تو کسی دوسرے شخص پر اعتراض ہے، یا اس کی یہ توجیہ ہے کہ بائع ابن صغیر مشتری کو ہبہ کر دیوے، اب شفیع دعویٰ کرتا ہے کہ یہ بیع ہوئی ہے، مگر حیلہ اسقاط میرے حق کے واسطے صورت ہبہ کی بنائی ہے، تو اس میں حلف صغیر پر آنا چاہئے کہ موہوب لہ ہے، کہ یہ دار تیرے پاس آیا، واقعی بطور ہبہ ہے اور دعویٰ شفیع کا غلط ہے، تو یہ ممکن نہیں، مگر یہ نصب مقسوم میں ہو سکتا ہے، نہ مشاع میں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

اس کی توجیہ سوائے اس کے کبھی بندہ سے نہیں ہو سکی، اگرچہ عسقلانی دیکھی، مگر بجز اس کے کچھ فہم میں نہیں آیا ہے اور اس وقت اس کے دیکھنے کی حاجت نہیں ہوئی۔

(مکتوبات حضرت گنگوہیؒ بنام مولانا خلیل احمد سہارنپوری مکتوب: ۵)

امانت

(۵۷۹) اگر امانت احتیاط کے باوجود ضائع ہوگئی، تو اس کا تاوان؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے ایک چیز مرمت کے واسطے اس طرح سے زید کو دی، کہ تم اس کو اپنے باپ بکر کو دے دینا، کہ وہ مرمت کرا کے بھیج دیں گے۔ اس کے بعد جب بکر سے وہ چیز طلب کی، تو یہ جواب دیا کہ اول تو مجھ کو صحیح طور سے یہ یاد نہیں کہ زید نے مجھے دی ہو، اور شاید دے دی ہو، تو گم ہوگئی۔ اس صورت میں اس کی قیمت یا معاوضہ اسی قسم کا لینا درست ہے، یا نہیں؟ اور یہ داخل امانت ہے یا نہیں، اور اگر امانت گم ہو جاوے، اس کا عوض لینا شرعاً درست ہے، یا نہیں؟

جواب: زید امین ہے اس کے پاس سے اگر باوجود احتیاط کے وہ شے گم ہوگئی، تو ضمان نہ آوے گا اور جو بے پروائی سے تلف ہوئی، تو ضمان دے گا، مگر اثبات اس امر کا مالک کے ذمہ پر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ کلاں ص ۱۲۸-۱۲۹!)

(۵۸۰) مال عاریت کے گم ہونے پر ضمان؟

سوال: اگر زید از عمرو چیزے بطور عاریت بوعدہ دو روز یا سہ روز گرفت، پس آں چیز بعد از سہ روز گم شد، زید ضامن گردد، یا نہ؟

ترجمہ: اگر زید نے عمرو سے کوئی چیز عاریت کے طور پر، دو یا تین دن کے لئے لی، پھر وہ چیز تین دن کے بعد گم ہوگئی، زید اس کا ذمہ دار ہوگا، یا نہیں؟

toobaa-elibrary.blogspot.com

جواب: ضمان بر مستعیر نیست، اگر باوجود احتیاط گم شد:

ترجمہ: اگر احتیاط کے باوجود، مستعار چیز گم ہو جائے تو لینے والے پر اس کا ضمان نہیں ہے۔ لا یضمن بالھلاک من غیر تعدٍ مختار

مگر دریں صورت اگر موقت بسہ روز عاریت بود، پس بلا وجہ در اداء دیر نمودہ است، البتہ بوجہ تعدی موجب ضمان خواہد شد، گر تاخیر بلا ضرورت و تاخیر فاحش است، و اگر بوجہ ارسال بود کہ بلا تعدی فوت شد ضمان نیست۔

فلو كانت مؤقتة فامسكها بعده فهلكت ضمنها انتهى فقط والله اعلم

ترجمہ: مگر اس صورت میں اگر [وہ چیز] تین دن مقررہ وقت کے لئے عاریت تھی مگر بغیر کسی خاص وجہ کے، اس کے واپس کرنے میں دیر کی، تو اس غفلت کی وجہ سے بدلہ ضمان [ہو جائے گا، اگر دیر کرنا بغیر ضرورت کے اور فضول تھا اور اگر بھیج دینے کا پکا ارادہ تھا اور وہ سامان بغیر دیر کئے ضائع ہو گیا تو اس میں بدلہ نہیں ہے۔ ...

(مجموعہ کلاں ص ۱۷۷۔۱۷۸)

(۵۸۱) امین اگر امانت کو رکھ کر بھول جائے، تو یہ عذر نہیں!

اگر امین امانت کو رکھ کر بھول کر [illegible] ہو جائے، تو یہ نسیان عذر نہیں۔ فقط

(نسخہ رام پور ص ۱۶)

سود

(۵۸۲) رشوت دینا اور سود کا کاروبار؟

سوال: جو لوگ سود لے رکھتے ہیں اور جو ٹھیکہ کاری کا روزگار ان کو پڑتا ہے، اس میں رشوت دے کر اپنا کار جاری کرتے ہیں، اور جو سب صوم وصلوٰۃ کے پابند ہیں، وہ مست[illegible] لکھتے ہیں، اور گواہی سود کی بھی دیتے ہیں، ان کا کیا حال ہے، اور ان کے مال کا کیا حکم ہے؟

الجواب: رشوت دے کر اپنے اوپر سے ظلم ٹالنا درست ہے، اگر آدمی جانتا ہے کہ رشوت نہ دے گا تو تم اہل کاران میں مبتلا ہوگا، یا اگر رشوت نہ دے گا تو مقدمہ جو حق ہے، بگڑ جائے گا، ایسی حالت میں رشوت دے کر اپنا کام درست کر لیں، یا ظلم کو دفع کر دیں جائز ہے، اس میں کچھ گناہ نہیں۔

اور جو روپیہ بلا سود نہ ملے اور ناچار ہو جاوے کہ کچھ کام نہیں چل سکتا، تو ناچار بقدر ضرورت سود دے کر لیوے، تو توقع ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ معاف کر دے، کہ ناچاری میں مجبور ہو کر سود دیتا ہے۔ اور شادی غمی کی رسموں کے واسطے سودی

toobaa-elibrary.blogspot.com

روپیہ نکالے گا تو بہتہ محل حنث بنے گا، اور جو رشوت بلا ضرورت دے گا، یا کسی جھوٹے مقدمہ میں دے کر کسی پر زیادتی کرے گا تو بہتہ سخت گناہ کبیرہ میں مبتلا ہوگا۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم (مجموعہ رامپور ص ۲۶، ۲۷)

(۵۸۳) حیلہ سود کے جواز کا فتویٰ؟

سوال: حامداً و مصلیاً و مسلماً۔ امابعد! عرض یہ ہے کہ ان چند مسائل کا جواب تحریر فرمایئے

یک رمین دار کہتا ہے کہ ہمارے کاشتکاروں اور اسامیوں پر جو روپیہ واجب الادا ہوتا ہے، وہ اس روپیہ کے دینے میں اس قدر توقف و انکار کرتے ہیں کہ ہم کو عدالت میں نالش کرنے کی ضرورت پڑتی ہے اور نالش فریاد میں ہمارا بہت روپیہ خرچ ہوتا ہے، پھر ان کاشتکاروں سے اگرچہ روپیہ مع خرچ کے دلوایا جاتا ہے، لیکن عدالت کی کارروائی میں بہت صرف [خرچ] ایسے ہوتے ہیں جس کا مطالبہ ہم نہیں کرسکتے، مثلاً کاشتکار پر ہمارے پندرہ روپے تھے، عدالت کی کارروائی میں دس روپے خرچ کرنا پڑے، عدالت کے قاعدہ سے یہ ثابت ہوا کہ ہمارے پانچ روپے خرچ ہوئے، تو ہم کو بیس روپیہ دلائے جاویں گے، پانچ روپے کا ہمارا نقصان ہوا، ایسے وقت ہم کو بہت کثرت سے پیش آتے ہیں۔

اس صورت میں اگر ہم عدالت میں یوں ظاہر کریں کہ ہم اپنا قرض مع سود کے لینا چاہتے ہیں، تو پندرہ کی جگہ مثلاً اٹھارہ کا دعویٰ ہوگا، مع خرچ کے مستوفیں وصول ہوجاویں گے۔ اس صورت میں فقط دو روپیہ کا نقصان ہوگا، مگر بعض اشخاص کہتے ہیں کہ اس صورت میں سودخواری کا گناہ بہت بڑا ہے، وہ زمین دار کہتا ہے کہ دنیا میں سودخواری کا الزام تو بے شک ثابت ہوتا ہے، مگر آخرت میں خدا کے یہاں کا مواخذہ نہ ہوگا، کیونکہ ہم سود نہیں لیتے ہیں، بلکہ کاشتکاروں کی شرارت سے جو روپیہ برباد ہوتا ہے اس میں سے ہم کسی قدر سود کے بہانہ سے وصول کرنا چاہتے ہیں، سودخوری ہم کو ہرگز مقصود نہیں، بغیر اس بہانہ کے ہمارا بہت کثرت سے نقصان ہوتا ہے، لہذا مجبوری سود کے بہانہ سے کچھ وصول کرنا چاہتے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ ایسی مجبوری اور نقصان کی حالت میں سود کے بہانہ سے، اپنا وہ روپیہ وصول کرنا، جو مقروض کی شرارت سے برباد ہوتا ہے، جائز ہے یا نہیں؟ اور قرآن و شرع کے موافق یہ بہانہ معاف ہے یا نہیں؟

جواب: سود کے حیلہ سے کچھ لینا درست نہیں، فقط

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مجموعہ فرخ آباد ص ۲۸، ۲۹)

(۵۸۴) سود کے لئے حیلہ کرنا بھی گناہ سے خالی نہیں:

سوال: اگر ساہوکار سود پر اناج دیتا ہو اور قرض خواہ اس سے حساب سے نرخ مقرر کرکے لے، مثلاً زید ایک روپیہ کا چھ مہینہ کے وعدہ پر، ایک من اناج دو ... نرخ سے مقرر کرکے دیتا ہے، تو اگر بجائے آنہ کا پانچ سیر اناج کاٹ کر، زید سے کہے کہ سود تو میں دینے کا نہیں مگر

... .blogspot.com

[illegible] ایک روپیہ [illegible] ہے یا نہیں؟

جواب یہ حیلہ بھی حلال نہیں [illegible] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالاحد رشید احمد [illegible]

[illegible]

(۵۸۵) کافر کی سود کے ذریعہ حاصل کی ہوئی رقم کا مسلمان کے لئے حکم؟

مسئلہ [illegible] لیتا ہے وہ اس کا مالک ہو جاتا ہے پھر [illegible] مسلمان [illegible] تو مسلمان [illegible] حلال ہے [illegible]

[illegible] صورت میں [illegible] فقط واللہ [illegible]

رشید احمد [illegible]

مجموعہ کلاں ص ۲۲۵، ۲۲۶

(۵۸۶) نمبردار کے ظلم سے بچنے کے لئے نہایت مجبوری میں سود کی رقم سے مطالبہ ادا کرنا:

سوال [illegible] سرکار [illegible] حاکم بے حرمتی کرتا ہے [illegible] صورت میں [illegible] روپیہ [illegible] مجبوری [illegible] قرض [illegible] جائز ہے یا نہیں؟

جواب [illegible] واللہ تعالیٰ اعلم

[illegible]

(۵۸۷) دفع ظلم یا اپنی مغصوبہ چیز کے حوالہ سے مجبوری میں سود دینے کا حکم؟

سوال [illegible] روپیہ قرض [illegible] ایک [illegible] کرتے [illegible] سود [illegible] پسند نہیں کرتا [illegible] عمرو کے پاس [illegible] ثبوت نہیں [illegible]

اب عمرو کہتا ہے کہ میں ہرگز کسی سے سود لینا پسند نہیں کرتا، مگر ضرورت یا مجبوری کی حالت میں، ظاہر میں سود کا بہانہ کرکے، اپنا مال مغصوب وصول کرنا چاہتا ہے، جب دفع ظلم کے واسطے جھوٹ کا بولنا بضرورت جائز ہے، تو اسی طرح یہ صورت بھی جائز ہونا چاہئے، یا کوئی فرق دونوں صورتوں میں معلوم ہو۔

جواب: اگر کوئی شخص اپنے مال مغصوب کے عوض بنام نہاد سود کے، روپیہ وصول کرلیوے، تو درست ہے۔ فقط

(مجموعہ فرخ آباد ص ۳۶، ۳۷)

(۵۸۸) مسلمانوں کیلئے شراب کی قیمت حرام ہے: سوال: شرح وقایہ میں لکھا ہے کہ مسلمان اگر شراب بیچ کر، اس کی قیمت سے دوسرے مسلمان کا قرض ادا کرے، تو قرض خواہ کو اس مال کا لینا درست نہیں۔

یہاں ایک سوال تو یہ ہے کہ اگر قرض خواہ کو اس کے سوا اور مال نہ ملے، تو وہی مال لے لے، یا صبر کرے۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ جس کا اکثر مال یا کل مال کسب حرام سے حاصل ہوا ہے، اس سے اپنے مال کی قیمت، یا مزدوری کی اجرت یا نوکری کی تنخواہ لینا جائز ہے، یا نہیں؟ شراب کے مسئلہ سے یہ صورتیں بھی ناجائز معلوم ہوتی ہیں، مگر ان صورتوں کے ناجائز ہونے میں حرج عظیم ہے۔

جواب: شراب کی قیمت مسلمان کے حق میں حرام ہے، اگر وصول نہ ہو......... سے لینا درست نہیں، صبر کرے، اور مال حرام والے کی ضیافت واجرت درست نہیں، اگر حرج ہے تو ہو، مسئلہ نہیں بدلتا۔ فقط

(مجموعہ فرخ آباد ص ۳۵، ۳۷)

(۵۸۹) طوائف اور سود خور کی دعوت قبول کرنی، ان سے اجرت لینی: دعوت کا کھانا رنڈی اور سود خوار کا حرام ہے، اور اجرت تعلیم حرام مال سے جائز نہیں، خواہ رنڈی ہو یا کوئی ہو، البتہ اگر حلال مال سے دیوے، درست ہے۔

(مجموعہ کلاں ص ۲۲۹)

toobaa-elibrary.blogspot.com

احکام الاراضی

[عشر اور متعلقہ مباحث و مسائل]

(۵۹۰) عشر کیا ہے اور یہ فرض ہے یا واجب؟ عشر کس کو کہتے ہیں شرع شریف میں، یہ فرض ہے یا واجب ہے، یا مستحب؟

جواب: عشر کھیتی اور پھل کی پیداوار سے دسواں حصہ یا بیسواں حصہ دینا ہے اور وہ فرض ہے، مثل زکوٰۃ کے۔ واللہ اعلم

(فتویٰ... فتاویٰ عشر مشمولہ فیض رشیدیہ، تذکرۃ الرشید ۳۱۰ جلد ص ۲۰)

(۵۹۱) عشری زمین کون سی ہے جس پر عشر واجب ہوتا ہے؟ **سوال:** زمین عشری کون سی ہوتی ہے، جس پر عشر واجب ہوتا ہے، جو زمین وراثتاً قبضہ میں آئی اور اس کی کیفیت سابقہ معلوم نہیں کہ عشری تھی یا خراجی، اب اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: جو زمین مسلمان کے قبضہ میں چلی آتی ہے، وہ عشری ہوگی، جب تک تحقیق نہ ہو کہ اول میں خراجی تھی۔ لہٰذا سب املاک مسلمانوں کے عشری ہیں۔ فقط، واللہ اعلم

(فتویٰ ۲۔ فتاویٰ عشر مشمولہ فیض رشیدیہ ص ۲)

(۵۹۲) ہندوستان کی زمین عشری ہیں؟ **سوال:** اس زمانہ میں جو زمین مسلمانوں کی ہے، وہ بھی عشری ہے یا نہیں، اور عشری زمین کی کیا صفت ہے؟

جواب: مسلمانوں کی ملک زمین عشری ہوتی ہیں، عشری وہ زمین ہے، جس میں دسواں حصہ بارانی میں اور بیسواں حصہ سینچ کی پیداوار سے دیا جاوے، اور بیان اس کا کہ عشری کس طرح ہو، ہر ایک کے سمجھ کا مسئلہ نہیں۔ اس کی تحریر کی حاجت نہیں۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (فتویٰ متفرقہ، مدست ص ۱)

(۵۹۳) ہندوستان کی زمین عشری ہیں یا خراجی، نیز غلہ میں سے عشر کا حساب کئے بغیر مزدوروں کو غلہ دینا، کیسا ہے؟ **سوال:** کھیت کٹوانے میں مزدوری کٹوائی اسی غلہ میں سے دینا، اور بعد دہائی وغیرہ کے مجموعہ کا عشر دینا اور جس قدر مزدور کو دیا ہے، اس کا تقریبی حساب کر کے دینا جائز ہے، یا نہیں؟ اور اراضی ہندوستان عشری ہیں یا خراجی، بینوا توجروا

toobaa-elibrary.blogspot.com

جواب کنویں کی مزدوری اس سے لینا جیسی عادت ہے نا جائز ہے [illegible] عشر [illegible] جاوے [illegible]
[illegible] اس قدر اس غلہ سے [illegible] کر دیا جاوے تو درست ہے۔ اور جس قدر کل غلہ سے [illegible] اس کا بھی [illegible]
کرے، مجموعہ سے عشر کا دینا درست ہے اور جس طرح عادت ہے کہ ہیں گٹھری سے [illegible] گٹھری [illegible] دیتے ہیں [illegible]
[illegible] ہے، [illegible] عرف [illegible] جو سو کہا ہے ایسی دینا درست نہیں جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔
دو اراضی ہندوستان کی بعض خراجی اور بعض عشری ہیں، مگر جو اراضی قدیم سے اہل اسلام کے پاس ہیں وہ عشری
[illegible] جاویں گی اور جو ملک [illegible] کفار سے مسلمانوں نے خرید کی ہیں وہ خراجی ہو دیں گی، بہر حال جس کا حال معلوم
نہیں، وہ مسلمانوں کی ملک میں عشری ہو دیں گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

تتمہ [illegible] رشید احمد گنگوہی عفی عنہ
تحمہ [illegible] ص ۲۱۲

(۵۹۴) ہندوستان کی زمینیں عشری ہیں یا خراجی؟ سوال [illegible]

[illegible] اراضی ہندوستان کی [illegible] معاف ہیں اور بعض پر سرکاری محصول ہے تو ان میں سے کون حق [illegible]
[illegible] سب [illegible] عشر [illegible] صورت [illegible] محصول [illegible] قائم مقام خراج کے ہو جاوے گا یا نہیں؟

جواب ہندوستان کی زمین جو مقبوضہ اہل اسلام ہیں [illegible] معلوم ہے کہ کس طرح مسلمانوں کے
قبضہ میں [illegible] قسم [illegible] مثلاً [illegible] سے تو عشری ہے اور اگر کسی کافر سے خرید کی [illegible]
ہے۔ حسب مذہب [illegible]

اور [illegible] معلوم نہیں [illegible] عشری ہے تو محصول سرکاری سے عشر ادا نہیں ہوتا کیونکہ [illegible]
[illegible] عشر [illegible] ہے اور [illegible] خراجی ہے تو سرکار [illegible]
[illegible] والقاں [illegible] ہے گا [illegible]
[illegible] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

[illegible] گنگوہی عفی عنہ
([illegible])

(۵۹۵) بٹائی کی صورت میں عشر مالک کے ذمہ ہے یا بٹائی والے کے؟ سوال [illegible]

[illegible] کسی شخص [illegible] کاشتکار سے بٹائی پر معاملہ کیا، تو اس صورت میں عشر [illegible]
[illegible] ہوگا [illegible] کاشتکار پر؟

جواب: جوزمین کہ مالک نے دوسرے شخص کوزراعت پردی، اس طرح کہ زمین اس شخص کی اور باقی خرچ دوسرے شخص کا، اور جو کچھ پیدا ہووے، باہم تقسیم ہو کسی حصہ معینہ پر، اس کوزراعت بولتے ہیں ٹھیکہ نہیں کہتے۔ اس صورت میں عشر، خراج حسب حصہ ہوگا۔

اگراجارہ پردی ہے اوراس کو ہندی میں ٹھیکہ کہتے ہیں تو اس کی یہ صورت ہے کہ مالک زمین نے دوسرے شخص کو زمین دیدی، اوراس کا محصول مقرر کردیا، کہ ہم تجھ سے اس قدر لیں گے، خواہ نقد روپیہ ہو، خواہ غلہ۔ تو بس اس زمین کے منافع ملک اس شخص کے ہوگئے، اور مالک زمین یہ محصول معین اس سے لے گا، خواہ اس میں کاشت کرے، یا نہ کرے، اس میں کچھ پیدا ہو یا نہ ہو۔ ایسی صورت میں اختلاف ہے کہ عشر کون دے گا، امام ابوحنیفہ کے نزدیک مالک زمین کا دے گا، اس اجرت کا حصہ کہ اس نے دوسرے شخص سے عوض زمین کے لی ہے، اور صاحبین کے نزدیک دوسرا شخص۔ اور مشائخ میں امام صاحب کے قول پرفتوی ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

رشیداحمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ ص ۳،۳ ۵)

(۵۹۶) مشترک زمین کا عشرکون دے گا؟ **سوال:** زید وعمرو کی ملکیت میں کچھ مشترکہ زمین تھی، زید نے اپنے حصہ کا ٹھیکہ عمرو کو دے دیا، یا عمرو نے اپنے حصہ (کا) اور نیز اس کے حصہ میں خود زراعت کی، تو ان دونوں کا عشر وغیرہ دونوں پر واجب ہوگا، یا صرف عمرو پر؟

جواب: تیسرے مسئلہ کا جواب، اوپر کے مسئلہ کے جواب سے ظاہر ہے، کہ ایک شریک اپنے حصہ کا تو عشر دے گا اور دوسرے شریک کے زمین کا اگر اجارہ لیا ہے، تو اختلافی مسئلہ ہے اور جو زراعت پردیا ہے، تو شریک کے حصہ میں حصہ رسد دے گا۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

(مجموعہ ص ۴،۲)

(۵۹۷) کیا کافروں سے خریدی گئی، زمین خراجی ہے؟ **سوال:** جوزمین کفار سے خریدی جاوے، اس پر بھی عشر آتا ہے، یا نہیں؟

جواب: جوزمین کفار سے خریدی، وہ خراجی ہوگی، ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے نزدیک۔ فقط

(جوابات سوالات عشر جواب سوال ۳ مشمولہ تالیفات رشیدیہ طبع اول)

(۵۹۸) عشرکی ادائیگی کس کے ذمہ ہے؟ **سوال:** عشر بذمہ مالک زمین کے ہے یا مزارع پر، یا دونوں پر؟

جواب: جو مالک پیداوار کا ہے وہ عشر دے گا خواہ کوئی ہو، اگر مالک نے بٹائی کی، تو اپنے حصہ سے دیوے گا، کاشتکار اگر مسلمان ہے، وہ اپنے حصہ سے دیوے گا۔ (جواب سوالات عشر، جواب سوال ۵، مشمولہ تالیفات رشیدیہ طبع اول)

oobaa-elibrary.blogspot.com

(٥٩٩) عشر کل پیداوار پر ہے یا خرچہ نکال کر باقی ماندہ پر؟ جو شخص زمین کو کاشت کرے، اور اس [illegible] حتیٰ کہ تخم، ریزی، ... عشر ... کل پیداوار پر ... یا بعد ... تخم ریزی وغیرہ کے ما بقایا پر؟

جواب: عشر کل پیداوار پر ہوگا ... سے پہلے۔ فقط [illegible]

(٦٠٠) عشر کے مصارف کیا ہیں اور اس کا مدرسہ کے مدرسین کی تنخواہ میں خرچ کرنا کیسا ہے؟

سوال: مصارف عشر ... عشر ... مدرسہ میں ... مدرسین میں ... [illegible] دیا جا سکتا ہے؟

جواب: عشر کا مصرف محل ... فقراء و مساکین ہیں ... مدرسین میں صرف درست نہیں ... [illegible]

(٦٠١) مقروض اور نابالغ کے ذمہ بھی عشر ہے یا نہیں؟ **سوال:** مقروض یا نابالغ ... [illegible] ... سکتی؟

جواب: مقروض اور نابالغ ... عشر ... [illegible]

(٦٠٢) کیا کافر ملکوں کو لگان دینے سے عشر ساقط ہو جاتا ہے؟ **سوال:** [illegible] ... صورت میں عشر ... [illegible]

جواب: [illegible]

(٦٠٣) کیا مال گذاری ادا کرنے سے عشر ادا ہو جاتا ہے؟ **سوال:** [illegible] ... عشر ... ہو جاتا ہے یا نہیں؟ ... ساقط نہیں ہوتا ... [illegible] ... پیداوار پر؟

جواب: ... ساقط نہیں ہوتا بلکہ ... پیداوار سے عشر ... [illegible]

(حوالہ ... [illegible])

(٦٠٤) بارش اور کنویں سے سینچائی کی جانے والی زمین پر عشر ہے یا نہیں؟ **سوال:** زمین ... [illegible] ... عشر معاف ہے؟

جواب [illegible] پر کامل عشر ہوگا، جس میں پانی [illegible] [illegible]
واللہ اعلم۔

[illegible]

مسائل عشر کے مذکورہ جوابات پر علماء کرام کی تصدیق

یہ جواب [illegible] ہے۔ [illegible]

المجیب مصیب محمد بشیر احمد عفا اللہ عنہ۔ الجواب صحیح [illegible]

جواب صحیح [illegible] [illegible]

جوابات مسائل عشر [illegible] [illegible]

جوابات صحیح ہیں [illegible]

مجیب مصیب [illegible]

[illegible] مجیب صاحب [illegible]

الاجوبۃ کلہا صحیحۃ [illegible]

(محمد اسماعیل [illegible] شوال ۱۳۹۹ھ)

الاجوبۃ کلہا صحیحۃ [illegible]

لان ہذا الجواب ہو الصحیح و الصواب [illegible]

محمد عبد [illegible] الاجوبۃ کلہا صحیحۃ [illegible]

الجواب صحیح و المجیب مصیب [illegible]

اصاب من اجاب [illegible]

[illegible]

جواب [illegible]

[illegible]

ہذا الجواب صحیح [illegible] اصاب من اجاب فان عشر

الارض الخراجیۃ [illegible] قول الامام و صاحبیہ

قولہم و قد افتی بہ [illegible] واللہ تعالیٰ اعلم

[illegible]

الاجوبۃ [illegible]

مذکورہ تمام مجموعہ مسائل عشر در تصحیحات (فیوض رشیدیہ مرتبہ ... طبع اول فخر المطابع میرٹھ ... ۱۳۱۰ھ کے ساتھ [illegible] ... صفحات پر درج ہیں ... محمد حیات ... مرتبہ ہیں اور مطبع حقانی ... چھپے تھے ... موجود ہے ... (نور)

(۶۰۵) مخابرہ کی صورت میں عشر کس کے ذمہ ہے؟ **سوال:** مخابرہ کی صورت میں [illegible] زمیندار کے ذمہ ہے یا کاشتکار کے یا حسب [حصہ] دونوں کے ذمہ ... واقفیت عشر وغیرہ ... ادا کرنے ... ہوتے ہیں لہٰذا وضاحت کے ساتھ جواب مرحمت ہونا چاہئے۔

جواب: مخابرہ اور زراعت ایک چیز ہے۔ فقط (مجموعہ ...)

(۶۰۶) سینچائی کی زمین میں عشر کی ترتیب: **سوال:** زید نے اپنی زمین کا ٹھیکہ کاشت [illegible] ایک سال ... زمین سینچی جاتی ہے تو اس میں سے عشر کا دسواں حصہ دیا جاوے گا یا بیسواں؟

جواب: اس میں بیسواں حصہ دینا ... فقط (بدست ...)

(۶۰۷) جو زمین ٹھیکہ پر دی گئی ہو اس کا عشر کس کے ذمہ ہے؟ **سوال:** بکر نے ... [illegible] اپنی زمین کا ... روپیہ ... ایک سال کا ... اس زمین کو کاشت کیا تو عشر بذمہ بکر چاہئے یا بذمہ ... یا ... دونوں عشر ... کریں۔

جواب: اس زمین کا عشر ... چاہئے ... فقط واللہ اعلم (بدست ...)

(۶۰۸) باغ کا عشر مالک کے ذمہ ہے یا خریدار کے؟ **سوال:** زید نے ... باغ بکر ... قیمت میں ... عشر ... پھل میں سے وقت توڑنے کے عشر ادا کرے یا دونوں [illegible]

جواب: ... توڑنے کا ... فقط واللہ اعلم (بدست ...)

[illegible]

[illegible].blogspot.com

(۶۰۹) حکام کے ظلم کی وجہ سے عشر ساقط نہیں ہوتا؟ سوال: [illegible]

ملک، زمین عشری [illegible] جانتے ہیں اور حامی حاکم وقت کو دیتے ہیں [illegible]

اور بیسواں حصہ جو سینچ کی پیداوار میں دیا جاتا ہے [illegible] دیا جاتا ہے، وہ مراد ہے، یا جو نہر سے [illegible]

جواب: مسلمانوں [illegible]

[illegible]

اراضی کے متفرق احکام ومسائل

(۶۱۰) کسی والیٔ ریاست کی دی ہوئی زمین کی شرعی حیثیت؟ جواب مسئلہ: [illegible]

قبض وتسلط حسب [illegible] ارض موات [illegible] اس کا نہیں، اگرچہ فقہ میں [illegible] سلطان [illegible] طلب تملک [illegible] اور اس نے حسب اجازت ان کے طلب [illegible] تو بسبب مشاع ہونے [illegible]

پس جب دونوں برادر نے [illegible] ان کی طرف سے ہبہ ہی ہے۔ لفظ ہبہ کا ضرور نہیں، جیسے ہبہ تھی ویسے ہی [illegible] ملک سے خارج ہوگیا۔ ہبہ بھی بدون لفظ کے تعاطی سے ہو جاتا ہے، پس اب بعد موت [illegible]

---

(۱) [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

[illegible]

(۲۱۱) ایک والی حکومت کی طرف سے عطا کی ہوئی زمین کا حکم؟ سوال [illegible]

[illegible]

جواب [illegible]

[illegible]

(۲۱۲) ہندوستان میں زمین کے مالک ان پر قابض افراد ہیں: سوال [illegible]

[illegible]

جواب [illegible]

[illegible]

(٦١٣) کھیتی میں شرکت کس طرح کی جاسکتی ہے؟

سوال [illegible]

[illegible]

جواب [illegible]

(٦١٤) کاشتکار اور زمین دار کے معاہدہ کی طرفین کو پابندی ضروری ہے۔

سوال [illegible]

[illegible]

یا وہ خرچ جو اس نالش [illegible] میں درج ہوا اور مرد وچیز جو انعام کی طرح، پیادوں یا دوسرے سرکاری کام کرنے والوں کو دیئے جاتے ہیں، اس حکم میں درج نہیں ہونے والے ہیں۔ اگر فقط خزانہ کی نالش کی جائے، دو آنہ کا معمول نقصان ہوتا ہے اور جب سود کے لفظ کے ساتھ نالش کی جاتی ہے، تو اس کی ڈگری دلا دی جاتی ہے۔

اس صورت میں علمائے دین کیا فرماتے ہیں، اس رقم کی نالش کرنے اور اس کو سود کے نام سے وصول کرنے کے مسئلہ میں کیونکہ اگر یہ سود نہ لیا جائے، تو ظاہری نقصان ہوتا ہے، تو اس رقم کے لینے کے متعلق، کیا حکم ہوتا ہے؟

جواب (۱) جو کہ حاکم وقت باوجود معاملہ طے ہونے کے نہیں دلواتے اور دوسرے اس کو خوشامد کے طور پر زمین بیچنے یا کسی اور کام کے لیے، یا زمین کے مالک کو خوش کرنے کے لیے، ایک روپیہ یا دو آنہ کی، رعایا کے کسی شخص یا کسی حاکم کو دیتے ہیں، اس کے لئے کیا حکم ہے؟

معلوم ہوں صحیح میں، [illegible] ہوئے، اس واسطے جواز پر فتویٰ کیا جاتا ہے۔ هو أهل التقوى و أهل المعفرة تو ورنہ [illegible] میں خاموش [illegible] چھوڑ دیں، تو بڑے نصیب ہیں؟

الجواب بعد حمد و صلوٰۃ مسنون [illegible]۔ مالک زمین نے کاشتکار کو اپنی زمین کرایہ پر دی اور ایک روپیہ فی بیگھہ مقرر کیا، اور دو آنہ [illegible] خرچ کے فی بیگھہ مقرر کئے، اور [illegible] ابواب کے مثلاً مقرر کیا، فی بیگھہ پر تو یہ سب جمع ہو کر فی بیگھہ ایک روپیہ [illegible]، اگرچہ خرچ [illegible] جدا جدا مقرر رکھا گیا، مگر یہ مجموعہ کرایہ کہا جائیگا۔

سو جب کاشتکار نے یہ قبول کر لیا، تو فی بیگھہ ایک روپیہ [illegible] اس پر کرایہ مقرر ہوا، اور اس کا لینا مالک زمین کو جائز [illegible] کا حصہ کیا، اگرچہ کاغذ میں ایک روپیہ [illegible] کیا، پس ہرگاہ کہ کاشتکار نے ایک روپیہ یا دو [illegible] [illegible] سے اپنی فہمائش کر کے لیوے، اگر نہ دیوے تو نالش [illegible]۔

[illegible] نالش [illegible] کو درست ہے، یہ واقع میں سود نہیں اور سود [illegible] نہیں [illegible] نالش کر کے لینا درست ہے، اور جو خرچہ پڑے گا وہ بھی کاشتکار سے لینا درست ہے، کہ کاشتکار [illegible] کی طرف [illegible] مقرر کیا ہے اور زیر بار خرچہ کا کیا۔ مالک اس کے تاوان کو کاشتکار سے [illegible] درست [illegible] اگرچہ حاکم [illegible] و ابواب کے خرچ کو منع کرے، تاہم مالک مقرر کر سکتا ہے

[illegible] وصول کیا جائے۔ تو حضرت مولوی نو الحسن [illegible] [illegible] ۱۹۹۹ [illegible]

elibrary.blogspot.com

اور لے سکتا ہے۔ مالک کو اختیار ہے جس قدر کرایہ چاہے لیوے، اس میں حاکم کو کچھ اختیار نہیں ہے۔ ھکذا یستفاد من الکتب، فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ کلاں ص ۲۰۱ تا ۲۰۳)

(۶۱۵) رعایا کے لوگوں پر جو بیگار مقرر ہے اس کی اور زمیندار کے بعض نذرانوں کی شرعی حیثیت؟ **سوال:** رعایا لوگوں پر جو بے گار مقرر ہے اور اس کی مزدوری نہیں دی جاتی، اور اسی طرح جو اُن کے یہاں لڑکے کی شادی ہو، تو مبلغ دو روپیہ زمیندار لیتا ہے، گویا کرایہ مکان ہی سمجھا جاتا ہے، یہ جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: اس کو بحساب کرایہ اگر مجرا لیوے تو درست ہے، اگرچہ مجہول ہے، مگر بحسب عرف، بمذہب بعض علماء کے درست ہے۔ فقط

(بدست خاص ص ۱۵)

(۶۱۶) کھیتی کے شرکاء نے اگر کمی زیادتی طے کرلی تو کیا یہ شرکت صحیح ہے؟ **سوال:** کھیتی میں دو شریک ہیں، ایک کے تین حصہ اور ایک ایک حصہ کا، اور یہ بھی اقرار ٹھہرالیا کہ گھاس مثلاً چری وخوید [یعنی ہرے جو یا گیہوں] میں حصہ والا، اپنے حصہ سے زائد لے گا اور ایک حصہ والا کم، یہ جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب: اگر کمی زیادتی معین ہو تو جائز ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

(بدست خاص ص ۵۵)

(۶۱۷) خودرو گھاس پر پابندی یا محصول لگانا صحیح نہیں: **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین، اندر اس مسئلہ کے: کہ گھاس اور پولہ اور سوختہ اندر جنگلات کے خودرو جو پیدا ہوتے ہیں، حاکم وقت یا زمین دار، چرانا ڈنگر گاوان اور سوختہ اور پولہ(۱) اور بینڈ(۲) کا جو محصول لیتے ہیں، شرعاً جائز ہے، یا نہیں؟ مفصل جواب مع حوالہ کتاب شریف ارقام فرماویں۔ اور برتقدیر اگر کوئی جنگلات خودرو سے، ڈڈ دیٔ [چوری] کر لاوے، شرعاً ماخوذ ہوگا، یا نہیں؟ بینوا توجروا!

جواب: گھاس اور پولہ وغیرہ جنگل غیر مملوک کا، سب لوگوں کی ملک ہے، جس کو حاجت ہووے لیوے۔ پس اس کو روکنا اور اس پر محصول لینا شرعاً درست نہیں، البتہ مملوک زمین کا درخت اور بینڈ(۲) ملک مالک کی ہوتی ہے اور گھاس اور پولہ جس کو جانور کھاتے ہیں، مملوک زمیں کا بھی، ملک میں مالک زمین کے نہیں ہوتا۔ قال فی الدر المختار:

---

(۱) گھاس کا مٹھا۔ کانس یا چھپر کے پھونس کا گٹھا۔ نور اللغات ص: ۱۴۵ جلد: دوم۔ [نور]

(۲) بینڈ (بالکسر) یائے معروف۔ سینٹھوں یا نرکلوں کا مٹھا۔ نور اللغات ص: ۸۱۷۔ جلد: ۱۔ [نور]

toobaa-elibrary.blogspot.com

وینبغی للمرعی ای للکلأ و حریمہ اما نظلان بعض فعدہ المسک لحدیث الناس

شرکاء فی ثلاث فی الماء، و الکلا و النار (۱)

وفی رد المحتار و الحطب فی ملک رجل لیس لاحد ان یحتطبہ بغیر اذنہ و ان کان

فی غیر ملک فلا باس بہ۔

[illegible]

[illegible] فقط واللہ اعلم

بندہ [illegible] رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (۔۔۔ ص ۵۹)

(۶۱۸) خودرو گھاس، خشک لکڑی اور بینڈ کس کی ملکیت ہے؟ سوال: [illegible]

[illegible] اس میں لکڑی و درخت جو خودرو پیدا ہو بینڈ سرپوبا بھی شامل ہیں، یا وہ مستثنیٰ ہیں یعنی وہ بھی مالک زمین دار ہوتے ہیں یا نہیں؟

جواب: گیاہ (۳) (گھاس) خودرو پیدا ہو کسی کی ملک نہیں، مگر بیمہ خودرو پیدہ مملوک زمین کی مملوک زمین [illegible] اور بینڈ بھی [illegible] زمین کی ہوتی ہے۔ فقط (۔۔۔ ص ۳۲)

(۶۱۹) موروثی کاشتکاری کے ناجائز ہونے کی تحقیق: سوال: [illegible]

[illegible] ایک حق کاشتکار کا قانونی قرار رکھا ہے، وہ حق یہ ہے کہ جس کاشتکار نے زمین [illegible] کی زمین [illegible] تک متواتر کسی کاشت پر کاشت کی، وہ کاشتکار موروثی متصور ہو گیا [illegible] قانونی [illegible] بے دخل نہیں کر سکتا [illegible] عدالت [illegible] لگان کا اضافہ کر سکتا ہے۔ اگرچہ [illegible] کاشتکار اس زمین کو [illegible] اور کاشتکار غیر موروثی [illegible] مقررہ موروثی [illegible] بخوشی زمیندار [illegible] کاشتکار کو قانونی استحقاق بھی حاصل [illegible] اپنی طرف سے بلا [illegible] کاشتکار [illegible] جو زمیندار کو [illegible] چند اور سے چند لگان [illegible] وہ منافع جو زیادہ لگان پر زمین کی [illegible] اپنے قبضہ تصرف میں [illegible] اور زمیندار [illegible] پابندی قانون [illegible] نہیں کر سکتا اور [illegible] کاشتکاری کاشت [illegible] اس کا [illegible]۔

---

(۱) رد المحتار، کتاب احیاء الموات [illegible]

(۲) شامی [illegible] دار الفکر بیروت ۱۳۸۶ھ [انور]

(۳) اصل نسخہ میں لفظ گیاہ ہے جو گھاس کے معنی میں ہے۔ [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

[illegible]

[illegible] اوقاف [illegible]

[illegible]

الجواب [illegible]

[illegible]

قال العلامة الشامي ناقلا عن الذخيرة [illegible] الارض معدة [illegible]

الا بمن في قريه [illegible]

مزرعة [illegible] ذلك [illegible] لا [illegible] مطالب [illegible]

هو معروف اهل القرية [illegible] نصف و ربع او [illegible] ذلك [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وهو نظير الدار المعدة للاجارة [illegible] على الاجارة [illegible]

وعلى هذا [illegible] مشائخ زماني

[illegible] كانت معدة [illegible] الارض [illegible]

هذه مزرعة [illegible] المعدة [illegible] يكون [illegible]

وعلى المزارع اجر مثل الارض انتهى

[illegible] ذكر السرخسي في كتاب المزارعة [illegible] المسمى به صحيح [illegible]
[illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کتاب [illegible] میں ذکر کریں گے [illegible] بیان مدت کی صحت ہے جو
[illegible]

اور جب [illegible] زمین کا ہو [illegible] کی حرمت [illegible]
[illegible] روایات [illegible] سے خود ثابت ہے جس کی نقل [illegible] کی حاجت نہیں ہے۔ [illegible] واللہ اعلم

بندہ رشید احمد [illegible] عنہ — رشید احمد

[illegible] دیوبند

[illegible] احمد عثمانی]

الجواب صحیح حق

بندہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

عزیز الرحمٰن

[illegible] مدنی [illegible]

[والد محترم حضرت شیخ [illegible]

الجواب صحیح محمد منفعت علی عفی عنہ

[illegible] دیوبند

محمد منفعت علی

[illegible] اور [illegible] حرام ہے۔

حررہ خلیل احمد عفی عنہ

صدر مدرس و ناظم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور یوپی]

الجواب حق صحیح بندہ محمود عفی عنہ

[شیخ الہند]

الجواب صحیح عبد الرحیم رائے پوری

صحیح الجواب صدیق احمد انبہٹوی

[illegible] ٢١

toobaa-elibrary.blogspot.com

الجواب صواب بلا ارتیاب محمد اشرف علی عفی عنہ الجواب صحیح غلام رسول علی عفی عنہ

(حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی) (حضرت مولانا غلام رسول صاحب ...)

هذا هو الحق و الحق أحق أن يتبع: نور محمد عفی عنہ السوال صحیح والجواب صحیح محمد عمر دراز عفی عنہ فتح پوری

مہتمم مدرسہ حقانی لدھیانوی (مؤلف نورانی قاعدہ)

جناب المجیب العلام محمد حسن عفی عنہ

الجواب صحیح و التحقیق نقیح مغیث الدین سہارنپوری

(نقل از رسالہ زمیندارہ بل۔ مرتبہ (مولانا) محمد متین خطیب، نائب ناظم جمعیۃ علماء اسلام دیوبند۔)

(کمال پرنٹنگ پریس دہلی۔ ربیع الثانی ١٣٦٦)

از ص ١٩ تا ٢٢٣ تصدیقات ص ٢٤

(٦٢٠) موروثی کاشت کاری شرعاً بے اصل ہے: سوال: جو کاشت کار بارہ سال زمین کو کاشت کرکے، مزارعہ موروثی ہوجاتے ہیں، تو ان کو بلا رضا زمیندار مالک کے، اس زمین کو کاشت کرنا اور وہی محصول مقررہ سابق دینا اور اس وقت جو مالک کو دوسرے مزارعہ اس محصول سے زیادہ دیتے ہیں اس کے موافق نہ دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: کاشت کار موروثی شرع میں کوئی شے نہیں، یہ سب امور ظلم ہیں۔ ہرگز بدون رضاء مالک کے کاشت کرنا، اور کم محصول دینا حلال نہیں۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم (بدست خاص ص ٣٢)

toobaa-elibrary.blogspot.com

اس رسالہ زمیندارہ بل کے صفحہ ١١ کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ یہ فتویٰ حضرت گنگوہی قدس سرہ کے زمانہ میں بصورت اشتہار شائع ہوا تھا، یہ مطبوعہ اشتہار دفتر جمعیۃ علماء اسلام میں محفوظ ہے۔ نیز یہ فتویٰ جواہر الفقہ تالیف مولانا مفتی محمد شفیع ص ٣٢٤ جلد دوم (مکتبہ تفسیر القرآن دیوبند ١٣٩٠ھ) میں بھی شامل ہے۔ حضرت مولانا کا یہ فتویٰ، فتاویٰ خلیلیہ (فتاویٰ مظاہر علوم) مرتبہ مولوی محمد خالد صاحب ص ٣٩٢-٣٩٤ (سہارنپور ١٤١٧ھ) میں بھی درج ہے۔ (نور)

دسواں باب

کتاب الوقف

(وقف مساجد اوران کے متعلقہ مسائل)

(۶۲۱) کیادارالحرب میں بھی مسجد بنانے کاثواب ملے گا؟ **سوال:** دارالحرب میں زید نے مسجد بنائی ہے، پس اس کوثواب مسجد بنانے کا ہوگا یا کہ بسبب بنانے مسجد دارالحرب میں ثواب بنانے مسجد کا نہ ہوگا؟

جواب: ثواب مسجد کا ہووے گا، اگرچہ دارالحرب میں مسجد بنائی ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

العبد رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (نقل مطابق اصل... محفوظ دار الخیر ...)

(۶۲۲) جوئے میں جیتی ہوئی رقم سے، مسجد بنانے کاحکم؟ **سوال:** زید جوا کھیلا کرتا تھا، ایک مرتبہ زید نے پانچ سو روپیہ جیت لیا، پھر جوے سے توبہ کی، اور اس پانچ سو روپیہ سے زید نے ایک دوکان کرلی، اس دوکان مذکورہ سے بہت نفع ہوا، زید نے اس روپیہ نفع سے ایک مسجد تیار کروائی، اب اس مسجد میں نماز پڑھنا جائز (ہے) یا حرام ہے یا مکروہ ہے، مکروہ ہے تو کس درجہ کا ہے۔ جو حکم خدا اور رسول کا ہو تحریر فرماویں۔

جواب: قمار کے روپیہ سے جو نفع حاصل کیا، پھر اس سے مسجد بنائی، وہ بھی مسجد نہیں، اس میں بھی نماز مکروہ تحریمہ ہوگی جیسا کہ پارچہ میں اگر ایک درہم بھی حرام کا ہو تو نماز اس کی قبول نہیں ہوتی، اسی طرح جس زمین میں روپیہ حرام کا ہوگا اس زمین میں نماز قبول نہ ہووے گی، چنانچہ روایت پارچہ کی مشکوٰۃ سے نقل ہو چکی اور تفسیر مدارک میں لکھا ہے تحت آیت

والذین اتخذوا مسجدا ضرارا الآیہ — اور جنہوں نے بنائی ہے ایک مسجد ضد پر۔ (ترجمہ شیخ الہند)

toobaa-elibrary.blogspot.com

وقيل كل مسجد بنى مباهاة ... لغير ذی طب [illegible]

فهو لاحق بمسجد الضرار انتهی [illegible]

ملخصا، والله اعلم [illegible]

(۶۴۳) جس مسجد میں حرام مال خرچ ہوا ہو، اس میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟ سوال: [illegible] تعمیر میں [illegible] صرف ہوا ہو، اس میں نماز پڑھنا [illegible] مسجد باقی رہ جاتی ہے [illegible] جاتے؟ سوالات معروضہ کا جواب شافی تحریر فرمائیں اور اپنی خیر وعافیت سے اطلاع دیں۔ عریضہ ادب نظیر حسن۔

جواب: جس مسجد میں اکثر مال حرام لگا ہے، اس میں نماز مکروہ تحریمہ ہووے گی، اس کو توڑ کر حلال مال سے بنادے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ رشید احمد گنگوہی (تالیفات رشیدیہ ص ۳۶،۳۷،۳۵)

(۶۴۴) شیعہ یا ہندو کی وقف کی ہوئی جانماز پر نماز پڑھنے، ان کے بنوائے ہوئے سائبان اور مسجد کے لیے ان کے چندہ کا حکم؟

سوال: الف: ایک شیعہ نے جائے نماز جامع مسجد میں وقف کردی، اس پر نماز جائز ہے یا نہیں، اور اس پر نماز پڑھنے سے ثواب نماز مسجد کا ملے گا، یا نہیں؟

اسی طرح اگر ہندو نے جائے نماز مسجد میں وقف کردی، تو اس کا کیا حکم ہے؟

ب: اگر شیعہ یا ہندو مسجد میں سائبان بنوا دے، تو اس کے سایہ میں نماز بلا کراہت جائز ہے، یا نہیں، اگر شیعہ یا ہندو بنائے مسجد کے واسطے چندہ دیوے، تو اس کا فرش اور دوسری تعمیر مسجد میں صرف کرنا جائز ہے، یا نہیں۔ دوسرے تعمیر سے مراد ستون وسقف مسجد ہے، جو مسجد میں داخل ہے۔ درصورت عدم جواز، حیلہ جواز ارشاد ہو۔ فقط۔

جواب: شیعہ کی جانماز پر جو مسجد میں اس نے دی ہے، نماز پڑھنا درست ہے، اور ثواب مسجد کا ملتا ہے۔ علیٰ ہذا، اس کا روپیہ لے کر تعمیر مسجد میں صرف کرنا درست ہے، اور اس مسجد میں ثواب مسجد کا ملتا ہے۔ علیٰ ہذا، کافر کا روپیہ لگانا مسجد کی تعمیر میں اور اس کے فرش پر نماز پڑھنا اور اس کے سائبان کے نیچے نماز پڑھنا درست ہے، اور منقص ثواب مسجد کا نہیں۔ بدلیل اس کے کہ قریش کفار نے مسجد حرام کو تعمیر کیا اور فرش لگایا اور اس پر فخر عالم علیہ السلام نے نماز پڑھی

( ) وقيل كل مسجد بنى مباهاة او رياء او سمعة او لغرض سوى ابتغاء وجه الله او بمال غير طيب فهو لاحق بمسجد الضرار. (تفسير مدارك ص ۲۶۲ ج ۱)

toobaa-elibrary.blogspot.com

در فصل [illegible] کا [illegible] قریش کی عادت [illegible] میں نماز ادا فرمائی، لہذا یہ سب امور درست ہوئے اور یہ حجرہ مسجد میں نہیں آوے گا۔ فقط (فتاویٰ رشیدیہ ص [illegible])

(۶۳۵) اگر ہندو اپنی زمین مسجد کیلئے دے یا اپنے پیسے سے مسجد بنوادے؟

سوال: اگر ہندو زمیندار اپنی زمین میں رعایا مسلمان کو اجازت بنانے مسجد کی دیوے، یا خود اپنے روپے سے بنوا دے" تو وہ حکم مسجد کا رکھتی ہے یا نہیں، بینوا توجروا۔ فقط

جواب: اگر زمیندار کافر، رعایا مسلمان کو اپنی زمین میں مسجد بنانے کی اجازت دے، تو یہ معنی ہیں کہ یہ زمین تم کو دی، تم مسجد بناؤ، یا یہ سبب اس کے کہ ہندو مسجد کو ثواب کا کام جانتے ہیں، خود مسجد بنا کر مسلمانوں کو دیدے، یا وقف کردے، سب صورت میں مسجد ہو جاتی ہے اور ثواب مسجد کا اس میں ملتا ہے۔ قال فی الدر المختار

لانه مع [illegible] بدلیل صحته من الکافر (۱)

اس سے دریافت ہوتا ہے کہ اگر کافر ایسی شئے کا وقف کرے، کہ مسلمانوں کے نزدیک قربت ہے اور کفار بھی اس کو قربت جانتے ہیں، تو وقف صحیح ہوتا ہے۔ تو یہ مسجد کافر کی بنائی ہوئی بھی مسجد ہوتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی (فتاویٰ رشیدیہ ص [illegible])

(۶۳۶) اگر حلال آمدنی سے طوائف کا مکان خرید کر اس میں مسجد بنائی تو کیا حکم ہے؟

سوال: زید نے ایک مکان کسبی سے خرید، جو کہ کسبی نے [illegible] حرام کمائی سے [illegible]، زید نے اس مکان کو توڑ کر ایک مسجد شاہ راہ میں بنوائی، تاکہ نمازی نماز پڑھیں اور زید کو ثواب ہو، تو مسجد مذکور میں تمام لوگوں کو نماز پڑھنا جائز ہے یا حرام یا مکروہ؟ جو مکروہ ہے تو اس وجہ کا [illegible] صاف تحریر فرمائیں، چونکہ بعض [illegible] فرماتے ہیں کہ نماز پڑھنا مسجد مذکور میں کچھ حرج نہیں، اس مسجد [illegible] تحریر فرمائیں۔ فقط

جواب: [illegible] کسبی کے پاس حلال مال [illegible] اس کا مال حلال ہے [illegible] اس سے مکان خرید [illegible] مکان اس کی ملک میں آیا ہے، تو اس صورت میں اس کا مسجد کا بنانا درست ہے [illegible] میں کوئی [illegible] نہیں ہے۔ اگرچہ کسبی کا خود مال [illegible] ہے، [illegible] ثواب بنانے والے کو [illegible] مسجد کا ملے گا، کیونکہ اس میں [illegible] علیه الصلوۃ والسلام

(۱) [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

"لایقبل اللّٰہ إلا الطیب" (الحدیث)(۱)

اور جو وہ کان حرام مال سے خرید [illegible] اور حرام مال سے خریدنا [illegible]

طیب مال سے خرید [illegible] مسجد [illegible]

کراہت تحریمہ [illegible] واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

مھر البغی خبیث (الحدیث) (۲)

[illegible]

وعن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال من اشتری ثوبا بعشرۃ دراھم و فیہ درھم حرام لم یقبل

اللہ لہ صلاۃ مادام علیہ الحدیث [illegible]

حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا جس شخص نے [illegible] درہم میں خریدا [illegible]

کا ہے اللہ تعالیٰ اس کی نماز اس وقت تک قبول نہیں [illegible]

قال فی الدر المختار [illegible] الملک [illegible]

یعنی غصب کے روپیہ [illegible] حرام [illegible] خریدی [illegible]

---

(۱) رواہ البخاری عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ [illegible]

[illegible]

[illegible] الحدیث ۳۴۲ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ریاض ۲۰۰۹ء

(۲) رواہ مسلم عن رافع بن خدیج [illegible]

کتاب المساقاۃ، رقم الحدیث [illegible]

وطلب الحلال، حدیث [illegible] بیروت ۲۰۰۳ء

(۳) رواہ احمد فی المسند [illegible] دار الفکر بیروت ۱۳۹۹ھ [illegible]

الحدیث [illegible] والبیھقی فی شعب الایمان [illegible] رقم الحدیث ۵۷۰۵

[illegible] باب الکسب وطلب الحلال

[illegible] المطابع [illegible] مکتبۃ [illegible] بیروت ۲۰۰۳ء

(۴) [illegible]

کوئٹہ پاکستان ۱۳۹۹ھ

toobaa-elibrary.blogspot.com

شے غصب وغیرہ کی ہے، اس نے پیش جو روپیہ کا نفع ہوگا، وہ بھی حرام ہے۔ پس جو دکان حرام مال کا خرید ہو، حرام ہے۔ اب اس کو حلال مال سے خریدنے میں حصہ اور اجرت حاصل نہ ہوں، اور مسجد بنانا اس میں درست نہ ہوگا، فقط۔ فقہاء مدقق

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ   ...   محمد ... عفی عنہ

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۲)

(۶۲۷) قربانی کی کھال کا صدقہ واجب ہے، اور اس کا مسجد کی تعمیر یا تنخواہ میں استعمال؟

سوال: کتب فقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قربانی کی کھال کی بیع کردہ ہوتے ہیں ... قیمت کو صدقہ کرنا چاہئے، مساکین کی قید مدیہ وغیرہ میں نہیں ہے۔ فقط صدقہ کا ذکر ہے، اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر وہ قیمت مسجد کی تعمیر میں یا کچھ مدرسین کی تنخواہ میں صرف کی جاوے تو جائز ہوگا کیونکہ یہ دونوں صورتیں بھی صدقے کی ہیں، اور اگر یہ صدقہ نہیں ہے تو جس شخص نے اپنے مال سے صدقہ کرنے کی قسم کھائی ہے، اس کو مسجد کی تعمیر میں یا کتابوں کے وقف کرنے میں صرف کیا تو وہ کس طرح حانث ہوگا، اور کھال کی قیمت کا صدقہ کرنا خاص مساکین پر بطور تملیک کے واجب ہے، تو یہ جواب مع تخصیص کس کتاب سے ثابت ہے؟

جواب: قیمت جلد ضحیہ کا صدقہ واجب لکھا ہے اور ظاہر ہے کہ صدقہ واجبہ مساکین فقراء ہی کا حق ہے، اغنیاء بنی ہاشم کو درست نہیں، لہٰذا قید مساکین کی نہیں ضرورت ہوئی، کہ امر بدیہی ہے، اور صدقہ واجبہ میں تملیک شرط ہے، مثل زکوٰۃ و نذر کے، پس تعمیر مسجد و مدرسہ میں درست نہ ہوئی، اور تنخواہ اجرت بیع کے حکم میں ہے، کس طرح درست ہوئی، تنخواہ ہرگز صدقہ نہیں، بلکہ اجرت ہے، اور مسجد کی تعمیر وغیرہ اباحت ہے نہ تملیک، اور تملیک صدقۂ واجب کی سب کتب فقہ میں مسطور ہے، کتاب اکثر وہ جس کتاب کا جی چاہے دیکھ لو، فقط (مجموعہ فرخ آباد ص ۳۱_۳۹_۳۸)

(۶۲۸) نظریات کے اختلاف کی وجہ سے، الگ مسجد بنانا صحیح نہیں: **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس کی حالت میں کہ اپنی عزت کے بچانے کے واسطے اور اپنی نماز کے، جو جہال و نادان مقلدین کے پیچھے صحیح نہیں ہوتی، درست کرنے کی غرض سے نہ نفسانیت، تفاخر تفرقہ اپنے محلہ میں نئی مسجد کا بنانا مطابق حدیث و شرع جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

جواب: تحریر سوال سے ظاہر ہے کہ یہ سب نزاع خلاف فریقین کا بسبب جہر آمین و رفع یدین وغیرہ چند امور کے جو عند قائلیہم مستحب ہیں، قطع تعلق ... امر واجب الاداء کے ... اور سب اہل دین جانتے ہیں کہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

مستحب ہو اس وقت مستحب ہے ... واجب فوت نہ ہو ... [illegible]

اور اتفاق مسلمین ایسا امر واجب منصوص ہے ... [illegible]

واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا [illegible]

الآية [illegible]

اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیه [illegible]

اہل حدیث [illegible] ... مستحب ... اتفاق ... [illegible]

حاصل [illegible] ... مستحب کے واسطے ... وقت تفرقہ ... [illegible]

فقیہ ... [illegible] ... مستحبات میں وحشت ... اتفاق ... [illegible]

... صورت بناء مسجد جدید کے اس اختلاف ... [illegible]

پس کل ... [illegible] ... حدیث ... تجدید ... [illegible]

... حق تعالیٰ ... اتفاق عامہ مسلمین کی حفاظت ... اپنے مرغوب عمل مستحب ... [illegible]

میں منع فرماویں ہرگز نہ کریں، حیف صد حیف! کہ اللہ تعالیٰ ... [illegible]

نگہداشت حدود اللہ تعالیٰ کی نہ ہو ... حدیث و آثار ... مستحب حفاظت واجب ...

... معمول ... منہیات ... ہمیشہ ممنون رہے ہیں ... فقط

الحاصل اس حالت میں بناء مسجد جدید کی ... درست نہیں، بلکہ ... مستحب متنازع

فیہ کا کرنا اور اتفاق پیدا کرنا واجب ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ ... رشید احمد گنگوہی عفی عنہ ([illegible] ۹۲۔۹۵)

(۶۲۹) برادری سے باہر نکاح کرنے والے کو مسجد آنے سے منع کرنا کیسا ہے؟

سوال: ... نور باف نے قصائی بیوہ سے نکاح کیا، اس نور باف کو قصائی محلہ کی مسجد میں نماز سے روکتا ہے ... [illegible] ... گیا یا نماز سے منع کرنے والا قصائی مسجد میں گنہگار ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب: اس شخص کو نماز پڑھنے سے منع کرنا چاہتے ... کا کوئی ... نہیں ... مسجد سے روکا جاوے، پس نماز سے روکنے والا گنہگار ہوگا، واللہ اعلم

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی

ھذا الجواب صحیح محمد مراد مدرس مظفر نگر۔ عبد الحق بھروی

(فیض رشیدیہ طبع ... سوال ... ص ۳۲)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۶۳۰) شادی یا خوشی کے موقع پر مسجد کے لیے جبراً پیسے لینا کیسا ہے؟ سوال: کیا فرماتے ہیں [illegible] غریب یتیم [illegible]

[illegible]

جواب: [illegible] تو مسجد میں [illegible] روپیہ کا درست ہے، اور جو نا خوشی سے دیوے، تو [illegible] درست نہیں۔ فقط

[illegible] رشید احمد گنگوہی

([illegible])

(۶۳۱) اگر نیچے دوکانیں، ان کے اوپر مسجد بنوائی، تو کیا حکم ہے؟ سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص [illegible] نیچے مکان یا دوکان وغیرہ [illegible] کے اوپر مسجد ہے، اور اس مکان وغیرہ [illegible] شخص اس مسجد میں صرف کرتا ہے۔ ایسی مسجد [illegible] اس میں نماز پڑھنے کا ثواب مثل [illegible] مساجد [illegible] نیچے [illegible] مکان یا دوکان وغیرہ نہیں، ملے گا یا [illegible] اور اس مسجد کا حکم مثل مساجد مذکورہ یا دیگر مکانات کے ہے؟

جواب: [illegible] مسجد [illegible] وقف ہے، تو مسجد ہوگی اور ثواب مسجد کا اس میں مثل دیگر مساجد کے [illegible] ثواب مسجد کا اس میں حاصل نہیں ہوتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(مجموعہ کلاں ص ۲۴۱)

(۶۳۲) مسجد کے فائدے کے لئے، اس کی چھت گرانے کا حکم؟ سوال: حامداً ومصلیاً کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس امر میں کہ ایک شخص نے مسجد بنائی، جو قریب [illegible] تعمیر [illegible]

[illegible]

چھت پختہ [illegible] جائے تو بھی [illegible] مرمت [illegible] مرمت میں [illegible]
جس وقت مسجد کا [illegible] نہیں آتا [illegible] مرمت [illegible]
میں [illegible] تخمینہ قیمت [illegible]
[illegible] تک مرمت اور دیکھ بھال کی ضرورت نہ پڑے۔

[illegible] کے مکان میں ڈالنے کی نہیں، دوسری مسجد یا حجرہ
مسجد [illegible] منظور ہے۔ یہ کام [illegible] حصول [illegible]
[illegible]

جواب: [illegible]
[illegible]

[illegible]

(۶۲۳۳) اگر مسجد کی آمدنی اس کی ضرورت سے زیادہ ہو اور دوسری مسجد میں اس کی ضرورت نہ ہو تو؟

[illegible] جامع مسجد سہارنپور کی اس قدر [illegible]
[illegible]

[illegible] چنانچہ [illegible]
[illegible] مسجد کی آمدنی ان [illegible] مصرف [illegible] کافی [illegible] اس حالت میں [illegible]
میں صرف کرنا [illegible] اشد ضرورت [illegible] نہیں [illegible]

الجواب: [illegible]
مسجد کا [illegible] وقف [illegible] دوسری مسجد [illegible] درست [illegible]
[illegible] مسجد میں بھی حاجت [illegible] اور اندیشہ تلف [illegible]
[illegible] جنس پر صرف کرنے [illegible] صورت پیش نہیں [illegible]

لہٰذا بندہ لکھتا ہے کہ ایسی صورت مذکورۂ سوال میں صرف کرنا [illegible] روپیہ کا مدرسہ پر جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ [illegible] واللہ
یعلم المفسد من المصلح [illegible] متولیان [illegible] وقف ہے، اس میں [illegible] نہیں [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

[illegible] بیت اللہ جو علاوہ بیت اللہ میں ہے اور حاجت بیت اللہ سے زائد ہے، بعض کتاب میں لکھا ہے کہ [illegible] علیہ السلام
[illegible] کو نکال کر جہاد میں صرف کر دیں گے۔ اور [illegible] بحمد اللہ شان و شوکت بحمد اللہ سالی کے ہے، اور حضرت عمر نے
[illegible] میں اس کو نکال کر جہاد میں صرف کرنے کا ارادہ کیا تھا مگر چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق نے اس کو نہیں
[illegible] تھا اس سے [illegible] نہیں نکالا [illegible] نہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق کا نہ نکالنا
وجہ عدم جواز خرچ کے تھی بلکہ وجہ یہ ہے کہ خیر زمانہ میں اس کی زیادہ حاجت ہوئی، اب چنداں حاجت نہیں ہے، اور
مسجد نبوی کے ستون جس وقت کہ بدلے گئے ہیں اور منبر شریف جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں رکھا گیا
[illegible] تقسیم کیا گیا اور بھی ثابت نہیں کہ بیچ کر کے پھر مسجد پر لگایا ہو، اس سے معلوم ہوا کہ وہ شئے کہ مسجد کی ضرورت
میں ان کی تمام ہو چکی ہو جب مسجد میں اس کی حاجت نہ رہے تو اس کو تقسیم کر دینا یا دوسری جگہ صرف کر دینا جائز ہے۔

فقط، واللہ اعلم بالصواب

بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

([illegible])

(۶۳۴) جس نے مال صدقہ کرنے کی قسم کھائی مسجد میں خرچ کرے اور دینی کتابیں خرید کر دے تو؟

مسئلہ: جس نے مال صدقہ کرنے کی قسم کھائی ہو تو مسجد میں لگا سکتا ہے یا کتب دینی وقف کرنے سے ادا ہو
جاتا ہے، اور صدقہ جاریہ ہے کہ جس کا ثواب ہمیشہ ملے۔ کتب کا دینی چھوڑنا، تصنیف کا چھوڑنا، [illegible] کا چھوڑنا
[illegible] خصوصیت وقف کی نہیں۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

([illegible])

(۶۳۵) مسجد سے ملحق مسجد کی زمین میں مدرسہ بنانے اور اس پر مسجد کی زائد آمدنی خرچ کرنے کا حکم؟

سوال: احاطہ مسجد میں مدرسہ کے لئے مکان بنانا درست ہے یا نہیں؟ آمدنی مسجد کی اس قدر زائد ہے کہ اس کے
خرچ کی اس وقت تو [illegible] معلوم ہوتی ہے اور نہ قریب میں مسجد اس کی محتاج۔ ایسے روپیوں کو مدرسہ کے کام میں خرچ
کیا جاوے یا نہیں؟ اگر درست نہیں تو اس قدر وافر روپئے کے ساتھ کیا کرنا چاہئے؟

جواب: احاطہ مسجد میں مدرسہ بنانا جائز ہے، کیونکہ فناء مسجد جیسے افتادہ پڑی ہے، ایسا ہی مکان بنا کر
اس میں درس دینا درست ہے، مگر وہ مکان مدرسہ متعلق مسجد کے ہی رہے گا۔ وقف جدید نہ ہووے گا۔ اگر فناء مسجد
میں تعمیر مدرسہ کی ہے تو [illegible] ایسی جگہ بنانا مکان میں بہتر نہیں۔ اگر آمدنی اس قدر زائد ہے تو مدرسہ متعلق

toobaa-elibrary.blogspot.com

مسجد میں خرچ [illegible] فقط

[illegible]

[illegible] کانپور [illegible] ١٩٦٣ء

(٦٣٦) نقارہ بجانے کے لیے وقف شدہ جائداد کا حکم؟ سوال [illegible]

[illegible] کوئی مکان وقف کرے، [illegible] یا نہیں [illegible]

[illegible]

جواب [illegible] وقف نہیں ہوا اس واسطے [illegible]

[illegible] اقال فی الدر المختار

وان یکون قربۃً فی ذاتہ انتہی (۱) [illegible]

ہو گی اور وقف [illegible] فقط [illegible]

[illegible]

(٦٣٧) زمینِ وقف اور زمین مسجد کی فروخت کس طرح صحیح نہیں؟ مسئلہ [illegible]

بیع نہیں [illegible] خشت [illegible] مسجد [illegible]

ہونے کا خدشہ ہو، اور زمین مسجد کے [illegible]

[illegible] جب یہاں [illegible] قیمت [illegible] درست نہیں

مگر جب بالکل [illegible] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(٦٣٨) مسجد یا مسافر خانہ کی تعمیر کے لئے چندہ مانگنا اور اس میں سے اپنا خرچ نکال لینا؟

سوال: ایک شخص مانگ مانگ کر مسجد یا مسافر خانہ بناتا ہے اور جو روپیہ جمع ہوتا ہے اس میں سے اپنے [illegible]

کا اور اپنا خرچ نکال لیتا ہے، اور کہتا ہے کہ جب میں اپنے اوقات اسی کام میں صرف کرتا ہوں، تو اپنا خرچ کہاں سے

چلاؤں، تو یہ کام مانگ کر کرنا جائز ہے یا نہیں، اور اس میں سے لے کر اپنے خرچ میں لانا کیسا ہے؟

---

(۱) [illegible] الدر المختار [illegible]

کتاب الوقف [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

(... ص ۳)

جواب: درست نہیں۔

(۶۳۹) مسجد کی دوکانوں کی رہن کی ایک صورت، اور اس کی وجہ سے متولی کی معزولی کا حکم؟

سوال: زید نے ایک مسجد تعمیر کی اور زیر فرش مسجد چار دوکانیں نکالیں اور مسجد و با متعلق دوکانات مذکورہ وقف کردیا، بعد وفات زید دوکانات معلومہ کی ورثہ کے قبضہ و دخل میں رہیں، انہوں نے عند ضرورت ان دوکانوں کو مہاجنوں وغیرہ کے پاس رہن کردی، پھر مدت مدید کے بعد دوکانات معلومہ قبل از انفکاک بنام مسجد بیع کردیں۔ بعد اس کے متولی مسجد کو یہ اندیشہ ہوا کہ ... قانون انگریزی قبل از وقف مدت ساٹھ سال جس میں چند ہی سال باقی ہیں اس کا انفکاک نہ ہوا تو دوکانات معلومہ ملک مرتہن ہو جاویں گی اور مسجد کے انہدام وغیرہ کا ان کو اختیار حاصل ہوگا، لہذا متولی نے ان دوکانات کو کسی مہاجن کے پاس رہن رکھ کر مرتہن سابق کا روپیہ ادا کیا، اور مرتہن ثانی سے قسط وار روپیہ ادا کرنے کا قرار کیا، اب آیا متولی بوجہ ان مصارف کے اس رہن رکھنے سے قابل عزل ہے، یا نہیں؟ درآں حالیکہ متولی عمائد شہر کے نزدیک ہر طرح سے متدین، نیک نیت با ایمان ہے۔

جواب: یہ دوکانیں جو متولی نے خریدی ہیں تو وقف بنام مسجد نہیں ہوئی، بلکہ متولی کی ملک ہوگئی ہیں، اس واسطے کہ متولی نے ان کو مال وقف سے خرید نہیں کیا، بلکہ قسط وار ادا کی اس کی، اور اول مرتہن جو کہ دوکانات ٹھہرے ہیں، سب ان دوکانوں سے ہے، بلکہ رہن کردیا گیا ہے، پس مسجد کے نام پر وقف ان دوکانات کا نہیں ہو سکتا۔ قال فی الدر المختار

اشتری المتولی بمال الوقف دارا للوقف لاتلحق بالمنازل الموقوفة و یجوز بیعها فی الأصح انتھی (۱)

اس کی شرح رد المحتار میں ہے: فلو استدان فی ثمنه وقع الشراء له

الحاصل اس صورت میں یہ دوکانات وقف نہ ہوئیں کہ مال وقف مسجد سے شراء ان کا واقع نہیں ہوا، پس جب یہ ملک متولی کی ٹھہریں اور اس میں متولی نے کوئی امر خلاف شرع یا مضر مسجد کا یا خیانت نہیں کی، تو اب رہن کردینا ان کا بھی جائز ہو جیسے کہ بیع کرنا ان کا جائز ہے، چنانچہ روایت بالا سے واضح ہے، پس متولی سے یہ امر خلاف نہیں ہوا، رہن کرنا درست اور خریدنا جائز ہے اور یہ امر ہرگز وجہ عزل کی نہیں ہو سکتا۔ اب متولی آمدنی اس کی اگر مسجد پر صرف کرے مختار ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مجموعہ کلاں ص ۵۸-۵۹)

---

(۱) الدر المختار ص ۳۹۶ ... ج ۴ ... ۳۳ ... [illegible]

(۲) رد المحتار ... دار للوقف ... [illegible]

ب ص ... ۳۱۸ ... (مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۳۸۶ھ) ...

toobaa-elibrary.blogspot.com

(٦٤٠) متولی وقف، ذاتی ضروریات کے لیے، کس قدر رقم خرچ کرسکتا ہے؟ سوال: متولی

اوقاف محاصل وقف سے باختیار خود، کس قدر رقم اپنے ذاتی صرف میں صرف کرسکتا ہے؟

جواب: وظیفہ متولی کا جو کچھ واقف نے یا اہل محلہ نے مقرر کیا ہے یا بصورت عدم تقرر [illegible] اس قدر لینا درست ہے، اور زائد کو صرف کرنا ناجائز ہے۔ قال في الدر المختار

ليس للمتولي أخذ زيادة على ما قرر له الواقف أصلا. انتهى وفيه للمتولي أجر مثل عمله. (١)

پس زیادہ اگر اس سے لیوے گا، یہ بھی خیانت میں شمار ہوگا اور قابل عزل ہوجاوے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ [illegible]

(٦٤١) متولی کو معزول کرنے کا حق کس کو ہے؟ سوال: شرعاً عزل متولی کے اختیارات [illegible] اہل شہر کو حاصل ہیں یا عوام کو جو ہر طرح سے بے علم، [illegible] پیشہ، بازاری آدمی ہیں؟

جواب: عزل کرنا کام اہل فہم وصلاح کا ہے [illegible] چنانچہ عالمگیریہ کی روایت سے مستفاد ہوتا ہے

قيل هل يعرف الحال بين أن يكون المتصرف واحدا أو اثنين قال لا بد أن يكون المتصرف من الأماثل رئيس المحلة و متصرفها. انتهى (٢)

اور بذا ردالمحتار کی روایت سے معلوم ہوتا ہے

وكذلك إذا كان الواقف على أرباب معلومين يحصى عددهم إذا نصبوا متوليا وهم من أهل الصلاح، انتهى (٣)

پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نصب وعزل کا کام اماثل واہل اصلاح کا ہے اور اراذل کا اعتبار نہیں کیا جاتا۔ فقط

واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ ([illegible] ص ٥٠-٥٩)

---

(١) الدر المختار ص ٣٩٢ ج ١ کتاب الوقف (مکتبہ مجتبائی ١٣٣١ھ) [illegible]

(٢) فتاوی عالمگیری کتاب الوقف باب الحادی عشر فی المسجد الفصل الثانی ص ٩٣ [illegible]

(٣) شامی [illegible] ص ٣٠٩ [illegible] نیز ردالمحتار ص ٣٣٣ [illegible] مطلب الافضل فی زماننا نصب المتولی بالاعلام للقاضی (مطبوعہ [illegible] ١٣٩٩ھ)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۶۴۲) متولی اوقاف کو کب معزول کیا جاسکتا ہے؟ **سوال:** متولی اوقاف [illegible] [illegible] ہوسکتا ہے [illegible]

جواب: اگر خیانت یا فسق یا صرف بے جا وغیرہ کوئی امر ثابت ہو جاوے کہ جس سے متولی مامون نہ رہے اس وقت مستحق عزل کا ہوتا ہے۔ قال فی الدر المختار

وينزع وجوبا لو غير مامون و عاجزا و ظهر به فسق كشرب خمر و نحوه فتح أو كان يصرف ماله في الكيمياء نهر

پس جب کسی وجہ سے مامون نہ رہے اس وقت لائق عزل کے ہوجاتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

[illegible] رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مجموعہ کلاں ص ۵۶)

(۶۴۳) متولی وقف کو بلا کسی مناسب وجہ کے معزول کرنا؟ **سوال:** اگر متولی اوقاف عمائد شہر اور علماء و فضلاء کے نزدیک ہر طرح سے قابل اطمینان اور متشرع آدمی ہے تو شرعاً اہل محلہ اور اہل شہر بلا کسی وجہ شرعیہ کے محض عداوت نفسانیہ سے متولی کو تولیت سے علاحدہ کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: ایسی حالت میں معزول کرنا متولی کا درست نہیں۔ قال فی الدر المختار

ليس للقاضي عزل الناظر بمجرد شكاية المستحقين حتى يثبتوا عليه خيانته [2]

پس جبکہ قاضی بھی بلا وجہ شرعیہ عزل نہیں کرسکتا تو اہل محلہ کو بھی یہ امر جائز نہیں۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[illegible] رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مجموعہ کلاں ص [illegible])

(۶۴۴) مسجد کے لئے آئی ہوئی رقم کا، خادمِ مسجد کو دے دینا، کیسا ہے؟ **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے چند روپیہ واسطے اصراف مسجد کے براہ خدا دیئے ہیں، اب وہ روپیہ خدمت گار کو دینے چاہئیں یا صرف مسجد میں صرف کرنے چاہئیں؟ بینوا توجروا

جواب: جو لوگ مسجد کے نام سے روپیہ دیتے ہیں [illegible] واسطے [illegible] دیتے ہیں، پس یہ خدمت گزار مسجد [illegible] دینا درست ہے۔ فقط واللہ اعلم

رشید احمد گنگوہی (مجموعہ کلاں ص ۱۹ [illegible])

---

(۱) [illegible] ص ۳۶۳ [illegible] کتاب الوقف [illegible] مجتبائی دہلی ۱۳۳۲ھ [illegible] شامی ص ۳۹۰-۳۹۱ ج ۳ کتاب الوقف [illegible] ج ۴ ص ۳۸۴-۳۸۵ مجتبائی دہلی (انور)

(۲) درمختار ص ۳۹۱ ج ۱ کتاب الوقف طبع مجتبائی و [illegible] ردالمحتار ص ۴۳۹ ج ۳، نیز کتاب الوقف مطلب لیس للقاضی عزل الناظر [illegible] ص ۴۹ ج ۳ [illegible] شامی [illegible] مجتبائی دہلی

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۶۴۵) مسجد کے لئے وقف سامان، ڈول یا روپے کا کسی اور کے لیے استعمال؟

سوال: [illegible] روپیہ جو مسجد کے لئے جمع ہے اس میں سے [illegible] اس سے [illegible] واسطے پانی کھینچنا حرام ہے یا حلال؟ [illegible]

جواب: جو مال وقف مسجد ہے اس کو کسی دوسری حاجت میں مستعمل کرنا درست نہیں، [illegible] کی نیت کا یا عرف کا اعتبار ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم [illegible]

(۶۴۶) مسجد کا سامان ذاتی استعمال میں لانا؟

مسئلہ: مسجد کی [illegible] خانگی صرف میں لانا منع ہے اور خیانت۔ [illegible]

(۶۴۷) مسجد کے تیل یا کسی اور چیز کا ذاتی استعمال کیسا ہے؟

سوال: مسجد کا تیل [illegible] لگایا اور اس کا عوض ویسا تیل مسجد میں دیدیا، اور مسجد کے روشن چراغ سے اپنا کوئی کام کیا مثلاً پڑھ لیا یا دنیوی کتاب کا سبق سیا، مسجد ہی میں، یا کوئی خط اس کی روشنی میں لکھا، یا مسجد کے حمام میں سے آگ لی، یا بدن سینکا، مسجد کی وقف گھڑیوں [illegible] سے، یا مسجد کے ڈول سے اپنے گھر کے واسطے پانی بھر لیا، یا مسجد کے لوٹے یا گھڑے میں پانی بھر کر اپنے گھر میں لیا، یا مسجد کے بوریئے اور صفیں مسجد یا حجرہ میں بچھا کر سبق پڑھایا سنا، یا مسجد کے کنوئیں سے جو ڈول نکالنے کا ہے، ویسی غیر مسجد کا کوئی گرا ہوا ڈول، یا چیز نکالا تو جائز ہے یا نہیں؟

جواب: مسجد کا تیل اگر بدن کو لگایا تو اس کا بدلہ دیدیوے ادا ہوجاوے گا، مگر اوس کی لگانا جائز نہیں، [illegible] عوض دیا تو ضمان مال کا ساقط ہوا معصیت باقی رہی اس سے توبہ کرے۔

اور مسجد میں چراغ روشن ہو اس سے وہیں بیٹھ کر لکھنا، پڑھنا، بیٹھنا وغیرہ کسی کے درست ہے۔ مسجد کے حمام کی آگ لیجانا منع ہے [illegible] نقصان آوے گا، ہاں جب پانی کی آگ روشن ہے[1] اس سے سینکنا درست ہے کہ کوئی نقصان و حرج کسی کا اس میں نہیں ہوتا۔

مسجد کے [illegible] سے پانی گھر کو لیجانے [illegible] ولی دینے والے کے، اگر اس نے اس وقت یہ نیت کی ہو اور بعد مسجد میں دینے کے، اس کی نیت کا اعتبار نہیں، اور مسجد کا [illegible] جانا بھی منع ہے، اور مسجد کا بوریا خارج مسجد میں بچھانا بھی درست نہیں۔ علیٰ ہذا مسجد کی [illegible] غیر جگہ استعمال کرنا درست نہیں، مگر کنواں مسجد کا اس نیت سے رکھتے ہیں کہ [illegible] بھی نفع لیویں، سو اس سے ڈول اپنا نکالنا درست ہے۔ ہاں اگر یہ نیت نہ ہو، بلکہ خاص مسجد کا ہی ہو تو اس کو نہ برتے۔ ([illegible])

(۱) [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۶۴۸) مسجد کا گرم پانی گھر لے جانا کیسا ہے؟ سوال: آب گرم مسجد کے نمازیوں کے واسطے جو وضو کرتے ہیں ان میں سے کوئی شخص غسل یا وضو کے واسطے اپنے گھر کے واسطے پانی لیجاوے تو جائز ہے یا نہیں۔

جواب: گھر لے جانا درست نہیں مگر بہ اجازت متولی کے ... اور جو وقف عام ہے اس سے گھر لے جانا درست نہیں۔ فقط (امداد ص ۸)

(۶۴۹) مسجد میں کس قسم کی گفتگو اور کون سے کام کرنے کی گنجائش ہے؟ سوال: کلام دنیاوی مثل بیع و شراء یا اور کوئی بات جس سے کوئی دنیاوی فائدہ مقصود ہو یا محض دل لگی ہو، مسجد میں کرنا یا نوشت و خواند دنیاوی کتابوں کی یا پڑھنا ... یا طلبہ کو اجرت لے کر مسجد میں دنیاوی کتابوں کا سبق دینا مثل گلستاں، انشاء وغیرہ کا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: کلام مباح قلیل مسجد میں کرنا اس طرح کہ کسی نمازی کو حرج نہ ہو مباح ہے۔ ایسا ہی کتاب مباح کا لکھنا یا پڑھنا درست ہے، اور ... مسجد میں پڑھانا بعض کتب میں مکروہ لکھا ہے اور بدون اجرت بشرط عدم تلویث مسجد کے اور نہ حرج ہونے کسی نمازی کے جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (امداد ص ۲۵)

(۶۵۰) بچے اگر مسجد میں پیشاب کردیں تو ان کے والدین کو گناہ ہوتا ہے یا نہیں؟ سوال: لڑکا چھوٹا اگر مسجد میں پیشاب وغیرہ کردے تو اس کے والدین جس کے ساتھ وہ مسجد میں گیا تھا، کچھ گناہ ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب: مسجد میں بچوں کا لیجانا بسبب اندیشہ تلویث مسجد کے منع ہے، اس کا اندیشہ ہو اور لیجاوے تو گناہ ہوگا اور جو ملوث ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو گناہ نہیں مگر بہتر ہر حال نہ لیجانا ہے۔ (امداد ص ۳۰)

(۶۵۱) مسجد میں کپڑا وغیرہ ڈال کر جگہ گھیر لینا کیسا ہے؟ سوال: بعض لوگ مسجد میں کوئی چادر وغیرہ ڈال کر جگہ روک کر اپنے کاروبار میں مشغول ہوجاتے ہیں اور اگر کوئی اس جگہ پر بیٹھ جاتا ہے اس سے لڑتے ہیں، یہ امر جائز ہے یا نہیں اور ایسے فعل کرنے والے کا کیا حکم ہے؟

مراد یہ ہے کہ ایک شخص مسجد میں بیٹھا ہوا کسی حاجت کے لئے اٹھا اور اپنا کپڑا اپنی جگہ پر تعلق باقی رکھنے کو چھوڑ چلا تاکہ دوسرا نہ بیٹھے اس کا کیا حکم ہے، اور ... مقتدی جو اس کی حمایت سے لڑ سکتے ہیں، منع نہ کریں ان کا کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا!

جواب: اس طرح جگہ روکنا مساجد میں جائز و درست نہیں، اور یہ کام کرنے والا گنہگار ہے۔ اس واسطے کہ مساجد سب خاص اللہ تعالیٰ کی ہیں، اس میں کسی کا تعلق دوسرے سے زیادہ نہیں ہے، سب برابر ہیں۔

قال اللہ تعالیٰ: أنَّ المَساجِدَ لِلّٰهِ (سورۂ جن: ۱۵)

اور یہ کہ مسجدیں اللہ کی یاد کے واسطے ہیں۔ (ترجمہ شیخ الھند)

toobaa-elibrary.blogspot.com

… کسی کو یہ بات خاص کے واسطے پسند نہیں یہ بھی کی حقیقت ہے۔

دوسرے مسئلہ کا جواب یہ ہے کہ جو شخص کسی حاجت ضروری قریب کے واسطے یا جیسے وضو کرنے مثل تو وہ بیشک اسی

مستحق اس جگہ کا ہوتا ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے۔ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم، قال

اذا قام الرجل من مجلسہ ثم رجع الیہ فھو احق بہ، رواہ ابوداود فی سننہ (۱)

ترجمہ: جب کوئی شخص اپنی مجلس سے کسی ضرورت کی وجہ سے باہر نکل جائے، پھر اسی مجلس میں واپس آ جائے

تو وہ اپنی جگہ کا زیادہ حقدار ہے۔ (ت نور)

البتہ اگر وہ جگہ کو خالی کر کے اپنے دنیاوی کاروبار کو چلا گیا تو وہ مستحق نہیں رہا، بیشک دیگر حاضرین کے ہے۔

چنانچہ حدیث مذکور سے معلوم ہوسکتا ہے۔ پس بعد اس کے جانا چاہئے۔ جب یہ امور منکرہ مسجد میں موجود ہوتے ہیں، اگر

متولی مسجد یا دیگر کوئی شخص جو قادر ہو اس سے اوپر ہے، جو ان کا ازالہ نہ کرے گا، وہ بھی گنہگار ہوگا، اور ماخوذ ہوگا۔

بقولہ علیہ السلام

ما من رجل یکون فی قوم یعمل فیھم بالمعاصی یقدرون علی أن یغیروا علیہ ولا یغیروا إلا أصابھم اللہ منہ بعقاب قبل أن یموتوا، رواہ ابوداود، (۲)

ترجمہ: اگر کوئی شخص کسی قوم میں (موجود) ہو اور کسی خاص گناہ (یا گناہوں) کا ارتکاب کرتا ہو، اور قوم اس کی اصلاح کی صلاحیت رکھتی ہو، اس کے احوال درست کرنے کی طاقت رکھتے ہیں، مگر (یعنی صلاحیت وطاقت کے باوجود) نہ بدلیں تو اللہ کی جانب سے ان پر مرنے سے پہلے کسی نہ کسی عذاب کی جاتی ہے۔ (ت نور)

پس ہر قادر پر اصلاح کی انداز کا ازالہ اس کا واجب ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مجموعہ … ص ۲۳۸-۲۳)

(۶۵۲) مسجد میں تھوکنے کے لئے برتن رکھنے کا حکم؟

اگر مسجد میں تو بیٹ اور بدبو نہ ہو تو ظرف تھوک کا رکھنا درست ہے ورنہ مکروہ، ورنہ اس میں نہیں، بچنا چاہئے۔ (مجموعہ کلاں … ص ۳۴)

---

(۱) ابوداود عن ابی ھریرۃ کتاب الادب باب من قام من مجلسہ … الاصح … ھ … ابوداود کتاب الادب باب من قام من مجلسہ ثم رجع ص ۲۹۳ رقم الحدیث ۴۸۵۳ … مکتبہ … ۲۰۰۰ء

(۲) … ابوداود عن جریر بن عبداللہ کتاب الملاحم باب فی الامر والنہی … ۲۰۰۲ء … ابن ماجہ … ابوداود باب مذکور … الاصح … کتاب الادب باب الامر بالمعروف … بعض … ہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۶۵۳) مسجد میں تھوکنے، ناک صاف کرنے کا حکم؟ سوال: حدیث میں جو آیا ہے کہ سخت گناہ ہے یہ کہ مسجد میں تھوکے اور اس کا بدلہ یہ ہے کہ صاف کرے، آیا یہ حکم تھوک کا ہے یا بلغم کا، یا دونوں کا، اور تھوک اور بلغم پاک ہیں یا ناپاک، اور اگر پاک ہیں، تو گناہ کیوں ہوا؟

جواب: تھوک بلغم اور رینٹ سب پاک ہیں گھن کی شے کا یہ حکم ہے، گناہ گھن کے سبب سے ہے۔ (بدعت خاص سوال ۱۰)

(۶۵۴) مسجد کی دیوار سے جوتا صاف کرنا؟ سوال: مسجد کے فرش کی دیوار سے یا مسجد کی دیوار سے جوتا جھاڑنا، جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: مسجد کی دیوار کا باہر سے بھی ادب رکھنا چاہئے، اس پر جوتا پونچھنا جھاڑنا نہیں چاہئے۔ (بدعت خاص سوال ۱۰)

(۶۵۵) مسجد کی دیوار یا فرش کے ڈھیلے سے استنجا؟ سوال: مسجد کی دیوار یا فرش میں جو ڈھیلہ ہے، تو اس سے استنجاء کرنا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: ہرگز درست نہیں، کہ اس کا ادب ہے۔ فقط (بدعت خاص سوال ۳۲)

(۶۵۶) مسجد میں چارپائی بچھا کر سونا کیسا ہے؟ مسئلہ: چارپائی مسجد میں بچھا کر سونا درست ہے، بلا کراہت۔ (تجمہ فتاویٰ ص ۱۳۲)

(۶۵۷) مسجد میں وضو کرنے کا حکم؟ سوال: اندر مسجد کے بارش وغیرہ میں وضو کرنا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: مسجد میں وضو کرنا درست نہیں، بے ادبی اور گھناؤنی بات ہے۔ (بدعت خاص سوال ۹)

(۶۵۸) کھوئی ہوئی چیز کے، مسجد میں تلاش کرنے اور اس کے اعلان کی حدود؟ سوال: جو چیز مسجد میں کھوئی جاوے، تو اس کا ڈھونڈنا مسجد میں کیسا ہے؟

جواب: تلاش کرنا مفقود شے کا درست ہے، مگر مسجد میں چیخ چیخ کر پوچھنا منع ہے۔ ہاں! مسجد کے باہر کھڑا ہو کر پکار کے پوچھے تو درست ہے۔ فقط (بدعت خاص سوال ۳۶)

(۶۵۹) پیاز لہسن کچا کھا کر مسجد میں جانا؟ سوال: پیاز لہسن خام کھانا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: لہسن پیاز خام (کھانا) درست ہے، مگر مسجد میں بوئے دہن سے جانا حرام ہے۔ فقط (بدعت خاص سوال ۹۲)

(۶۶۰) ایسی جگہ حقہ پینا جس سے دھواں مسجد میں آئے؟ سوال: مسجد کے فرش سے جو فرش دوسرا، ملا ہوا حجرہ کے آگے کا ہوتا ہے، اس پر بیٹھ کر حقہ پینا کیسا ہے؟

جواب: مسجد میں دھواں نہ آوے، تو درست ہے اور جو آوے تو حرام۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم (بدعت خاص ص ۲۷)

toobaa-elibrary.blogspot.com

گیارہواں باب

کتاب الحظر والاباحة

①

حلال وحرام یا پاک اور ناپاک چیزوں کا بیان)

(۶۶۱) ناک اور منہ کی رطوبت (سنک اور بلغم) کا حکم؟ سوال: ناک یا منہ کی رطوبت رقیق یا غلیظ، یعنی سنک وبلغم پاک ہے، یا ناپاک ہے؟

جواب: دونوں رطوبت بچہ وجوان کی پاک ہے۔ فقط (بدست خاص، سوال ۱۲)

(۶۶۲) سیہہ کے بدن کے تکلوں کا کیا حکم ہے؟ سوال: سیہہ (۱) ایک جانور ہے، اس کے بدن پر تکلے سے ہوتے ہیں، وہ تکلے جب اس کے بدن سے جدا ہوگئے، پاک ہیں، یا ناپاک؟ بینوا توجروا۔

جواب: تکلے بدن سیہہ کے پاک ہیں، مگر تکلے کی جڑ میں جو سفید رطوبت ہوتی ہے، وہ ناپاک ہے، اس کو دفع کر کے استعمال کرے، تو درست ہے۔ فقط (بدست خاص، سوال ۹۳)

(۶۶۳) سانپ کی کانچلی کا کیا حکم ہے؟ سوال: سانپ کی کانچلی پاک ہے، یا ناپاک؟

جواب: پاک ہے۔ (بدست خاص، سوال ۹۴)

(۶۶۴) مرغی کے پروں پر لگی ہوئی رطوبت کا کیا حکم ہے؟ سوال: مرغی کے پر یا آدمی کے بال کی جڑ میں جو قدرے رطوبت سفید لگی ہوئی ہوتی ہے، اگر مع اس رطوبت کے پر یا بال چاہ میں گر جاوے، تو وہ پانی پاک رہا، یا ناپاک؟

جواب: اگر زندہ کا پر ہو تو ناپاک ہو جائے گا اور ایسے ہی میتہ (۲) کا بھی اور اگر مذبوح (۳) ہو تو پاک ہے۔ ایسے ہی آدمی کے بال کے نیچے کی رطوبت نجس ہے۔ واللہ (تعالیٰ) اعلم (بدست خاص، ص ۳)

---

(۱) سیہہ (خارپشت) ایک [illegible] جانور ہے جو مرغی سے بڑا ہوتا ہے اور اس کے پورے بدن پر بڑے بڑے خوفناک زہریلے کانٹے ہوتے ہیں۔ (نور)

(۲) مردار (۳) ذبح کیا ہوا۔ (نور)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۶۶۵) مرغی بگلے وغیرہ پرندوں کی بیٹ کی ناپاکی کا حکم: **سوال:** بیخال مرغی و بگلے وغیرہ پاک ہے یا ناپاک، اور اسی طرح اور حلال جانوروں کی، مثلاً مور کی یا چڑیا، یا کبوتر یا ڈھیڈ [کوے] کی پاک ہے، یا ناپاک؟

جواب: بیخال مرغی کی ناپاک ہے اور جس پرند حلال کی عادت بیخال ہوا میں کرنا ہے، وہ نجس نہیں، اور کبوتر اور کنجشک کی بھی نجس نہیں۔ (بدست خاص، سوال ۱۰۱)

(۶۶۶) چیل اور اُلّو کے پر کا کیا حکم ہے؟ **سوال:** اُلو اور چیل کا پر پاک ہے، یا ناپاک؟

جواب: چیل اُلو حرام ہے، اگر ذبح تکبیر سے کرے تو پران کا پاک ہے، مگر کھانا حرام ہے۔(۱)

(بدست خاص، سوال ۹۵)

(۶۶۷) گھوڑے اور گدھے خچر کا پسینہ اور لعاب پاک یا ناپاک؟ **سوال:** گھوڑے کا اور گدھے خچر کا پسینہ اور لعاب دہن اور رطوبت بینی کی پاک ہے، یا ناپاک؟

جواب: گھوڑے کا لعاب اور سنک اور پسینہ پاک ہے، اور خچر گھوڑے کے ولد کا بھی، اور گدھے کا پسینہ پاک اور لعاب مشکوک ہے۔ (بدست خاص، سوال ۱۰۵)

(۶۶۸) حرام چیزوں کو دوا میں استعمال کرنا کیسا ہے؟ **سوال:** حرام شے دوا استعمال کرنا، مثلاً شیر مادۂ خر یا شراب یا بھنگ خواہ طلاء یا شربا، جائز ہے، یا نہیں؟ فقط

جواب: شراب کا استعمال مطلق حرام ہے، کھانا طلاء کرنا، اور شیر خر اور بھنگ کو طلاء میں استعمال کرنا درست ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

(بدست خاص، بیجگہ ۱)

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(۶۶۹) جس نجاست خور بھینس کے دودھ میں گندگی کا اثر آجائے، اس کا پینا؟ **سوال:** جو گاؤ میش نجاست خور ہے اور اس کا دودھ نمکین ہوتا ہے تو وہ دودھ پاک ہے، یا ناپاک؟

جواب: جس نجاست خور جانور کے شیر میں مزہ نجاست کا آجاوے، وہ منع ہے، اس کو ہرگز نہ پیوے اور جو شیر میں مزہ نہ آوے، تو درست ہے۔ فقط (بدست خاص، سوال ۱۰۹)

---

(۱) پرندہ کا پر پاک ہے کیونکہ اس میں حیات نہیں۔ البتہ اگر چیل، الو زندہ یا غیر مذبوح ہوں تو ان کی جزئی رطوبت ناپاک ہے۔ درمختار میں ہے و کذا کل مالا تحلہ الحیاۃ وهو مالايتألم الحيوان بقطعه كالريش الخ (۱/۱۵۱، باب المیاہ، مطلب فی احکام الدباغۃ ج:۱ ص:۳۸، عکس مجتبائی ۱۳۳۴ھ) اور شامی میں ہے: وهو مالايتألم الحيوان بقطعه كالريش الخ (مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ پاکستان ۱۳۹۹ھ) نیز شامی نسخہ قدیمہ ص ۱۳۸ ج ۱ مطبع مجتبائی دہلی: ۱۲۸۷ھ | نیز شامی باب مذکور ج:۱ ص:۲۰۶ | دار الفکر بیروت | [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

(٦٧٠) عورت کا دودھ دوا میں استعمال کرنا یا کان میں ڈالنا کیسا ہے: سوال: عورت کا دودھ دوا میں استعمال کرنا، یا کان میں [illegible] جائز ہے یا نہیں؟

جواب: عورت کا [illegible] استعمال اس کا درست نہیں، نہ دوا میں، نہ غذا میں۔ فقط

(بدست خاص، سوال ۱۰۸)

(٦٧١) شوہر کیلئے بیوی کے پستان کا منہ میں لینا درست ہے، مگر اس کا دودھ پینا؟

سوال: [illegible] خوردن خویش گرفتن، جائز [illegible] بیوا تو جروا"

[illegible] کے لئے اپنی بیوی کے پستان کو اپنے منہ میں [illegible] اس حال میں کہ اس کے حلق میں [illegible]

جواب: [illegible] حق حرام است۔ اگر بمکید ن پستان [illegible] نکاح خلل نمی آرد۔ کذا فی [illegible]

[illegible] دودھ کا حلق میں لے جانا حرام ہے۔ [illegible] حلق میں چلا جائے اس سے اگرچہ گنہگار ہوگا، [illegible] نکاح میں خلل نہیں آئے گا۔ [illegible] والله تعالیٰ اعلم۔ [[illegible]

[illegible] گنگوہی عفی عنہ (بدست خاص، [illegible])

(٦٧٢) بعض حرام وحلال چیزوں، کھیلوں اور آداب کا تذکرہ: سوال: [illegible] اور چوسر اور شطرنج بغیر بازی باندھے کھیلنا، اور راہ چلتے [illegible] اور گڑیوں اور لڑکے برجو ( ) اور کھیلیں [illegible]

[illegible]

[illegible] ۹۹۹ [illegible] ۱۹ [illegible] ۱۰۰

[illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

جواب [illegible]

[illegible] عادی کہے تو مباح ہے ورنہ نہیں۔

[illegible]

[illegible] واللہ تعالیٰ اعلم

(٦٧٣) مرغی ذبح کرنے کے بعد اس کے پیٹ سے جو انڈے نکلیں ان کا حکم؟

سوال [illegible]

الجواب [illegible] واللہ تعالیٰ اعلم

(٦٧٤) ذبح شدہ مرغی کے پیٹ سے کچے انڈے نکلے، ان کا کیا حکم ہے؟

سوال [illegible]

جواب [illegible]

(٦٧۵) مری ہوئی مرغی کے پیٹ سے نکلے ہوئے انڈے کا حکم؟

سوال [illegible] کے شکم میں سے نکلے ہوئے بیضہ کا کیا حکم ہے؟

جواب [illegible]

(٦٧٦) ذبح کے بعد ذبیحہ کے پیٹ سے جو بچہ نکلے، اس کا کیا حکم ہے؟

سوال [illegible] شکم میں سے بعد ذبح کے جو بچہ زندہ یا مردہ نکلے، اس کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب مردہ کا کھانا درست نہیں اور زندہ ہو [illegible] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(٦٧٧) مچھلی کے پیٹ سے نکلی ہوئی مچھلی کا کیا حکم ہے؟

سوال [illegible] مچھلی کے شکم میں سے نکلی ہوئی مچھلی [illegible] مچھلی سے نکلی مچھلی [illegible] کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب [illegible] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(٦٧٨) مچھلی اگر گرمی یا سردی سے مرجائے، تو کیا حکم ہے؟ سوال: مچھلیاں اگر گرمی یا سردی سے پانی میں مر جاویں، تو ان کا کھانا [illegible]

جواب: [illegible] (بدست خاص، ص ۳۸)

(٦٧٩) گرمی یا سردی سے مری ہوئی مچھلی کی، کس طرح تعیین ہو؟ سوال: لکھا ہے کہ جو مچھلی [illegible] پانی میں مر جاوے، تو وہ حلال نہیں، تو یہ بات کس طرح معلوم ہو کہ گرمی یا سردی سے مری ہے [illegible]

جواب: [illegible] شخص کو معلوم ہوتا ہے کہ آج گرمی زیادہ ہے یا سردی۔ (بدست خاص، ص ۵۰)

(٦٨٠) طافی مچھلی کی پہچان کیا ہے؟ سوال: طافی مچھلی کونسی کہلاتی ہے، جس کا کھانا منع ہے؟

جواب: [illegible] منع ہے۔ (بدست خاص، ص ۳۸)

(٦٨١) مردہ بکری کے پستان کے دودھ کا حکم؟ سوال: بکری مردہ غیر ذبیحہ کے پستان میں کا دودھ حلال ہے، یا نہیں؟

جواب: [illegible] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (بدست خاص، ص ۵۳)

(٦٨٢) اگر نامعلوم کبوتر اپنے کبوتروں میں آجائے تو اس کے پکڑنے اور کھانے کا حکم؟ سوال: اگر [illegible] معلوم [illegible] تو [illegible] درست ہے یا نہیں؟

جواب: [illegible] درست نہیں، مگر بعد تعریف کے جب مالک کا پتہ نہ لگے، تو کسی فقیر کو دیوے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (بدست خاص، ص ۳۶)

(٦٨٣) نامعلوم کبوتر سے اپنے کبوتر کی نسل پیدا ہوگئی تو اس کا کیا حکم ہے؟ سوال: اگر [illegible] معلوم نہیں، اپنے کبوتروں میں آ جاوے اور اس کا جوڑا کسی کبوتر مادہ سے مل جاوے اور اس کے بچے [illegible] نا جائز ہے یا نہیں؟

[illegible] الحنفية [illegible] السمك [illegible] كتاب [illegible] طاهر [illegible] فتاوى [illegible] پشاور پاکستان [illegible] السمك [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

جواب: جائز ہے اور حلال۔ (امداد [illegible])

(۶۸۴) کانجی ہاؤس سے خریدے ہوئے جانوروں کا حکم؟

سوال: پھانک(۱) میں جو لاوارث جانور جاتے ہیں اور بعد پندرہ یوم کے نیلام ہو جاتے ہیں، تو بعد خرید نیلام کے، اگر اس کا مالک اول آجاوے اور معلوم ہو جاوے کہ یہ جانور فلانے کا ہے، تو مشتری نیلام کو اس کا رکھنا درست ہے، یا مالک اول کو ہی واپس کر دینا چاہئے؟

جواب: اپنی قیمت لے کر مالک پر واپس کرنا چاہئے مگر جو وہ اجازت دیوے، تو رکھنا درست ہے۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (امداد [illegible])

(۶۸۵) لاوارث بھینس کے پالنے اور اس کے دودھ کا کیا حکم ہے؟

سوال: ایک شخص نے ایک لاوارث بھینس کی کٹڑی پالی اور خود ہی اس کا مالک بن گیا، تو اس بھینس کا دودھ اس پالنے والے کو یا اور شخص کو جو اس کو یا اس کے دودھ کو خرید کرے، جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: اس کا دودھ پینا اور خریدنا درست ہے۔ (امداد [illegible])

(۶۸۶) ہندو جو جانور اپنے دیوتاؤں کیلئے نامزد کر کے چھوڑ دیتے ہیں، اسکی تفصیل؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین اس مسئلہ میں کہ اکثر ہنود گائے بیل وغیرہ، داغ دیکر کسی مردہ کے نام یا دیبی وغیرہ کے نام سے چھوڑتے ہیں، اور ان سے اور اولاد پیدا ہو کر، جنگل میں بکثرت ہو جاتی ہیں اور زراعت کا نقصان کرتی ہے، اور بعضے آدمی ان کو پکڑ کر کھا لیتے ہیں۔ ازروئے شرع شریف کے حلال ہے، یا حرام؟

دیگر بعض آدمی یہ اعتراض کرتے ہیں کہ، پلی ہوئی گاؤمیش یا گاؤ کے بچہ پیدا ہوتے ہیں، یہ بھی انہیں سانڈ کے چھوڑے ہوئے نطفہ سے پیدا ہوتے ہیں، اس کا کیا حکم ہے، بینوا توجروا!

جواب: ہنود جو جانور داغ دیکر بنام کسی کے چھوڑتے ہیں، تو وہ جانور ملک اس چھوڑنے والے سے نہیں نکلتا، اس کی ہی ملک میں رہتا ہے وہ نیت اس کی بیہودہ ہوتی ہے۔ ہاں! اگر اس نیت کے ساتھ اس جانور کو برہمن یا کسی کو دیکر مالک کر دے، تو نیت کا اثر ہوا اور حرام ہو گیا، پس جب تک کسی کو نہیں دیا، جیسا اب کرتے ہیں تو مالک اس کا وہی ہے۔ اب اس کو ذبح کر کے کھانے میں حرمت حق مالک کی ہے، مکروہ حرمت جو نذر لغیر اللہ کی ہے، نہیں ہوئی۔ اگر مالک اجازت دیوے، تو پھر کوئی حرج نہیں ہے، ورنہ غصب کا مال ہے، اور جو حاکم پکڑ کر کسی کو دیدے، جب درست ہے۔

اور اس سے جو اولاد ہوئی ہے، اس کا بھی یہ ہی حال ہے، کہ وہ ملک گائے والے کی ہیں، اس کا اذن ہو تو حلال ہے، ورنہ غصب کا مال ہووے گا، اور جو حاکم پکڑ کر دیدیوے، جب بھی حلال ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم (مجموعہ کلاں ص ۱۲۷۔۱۲۸)

---

(۱) پھانک، باڑا، احاطہ مویشی خانہ۔ نور اللغات ص ۱۴۷ جلد دوم (دہلی ۱۹۹۸ء) جس کو عام طور پر کانجی ہاؤس (Kanji House) کہا جاتا ہے۔ (م. ع)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(٦٨٧) طوطا حلال ہے: سوال: طوطا حلال ہے اور کوئی کہتے ہیں اس کا کھانا حلال [illegible]
ہے یا مکروہ یا حرام؟

حواب: حلال ہے۔ (امدادیات ص ١٤)

(٦٨٨) اوجھڑی انتڑی وغیرہ کھانے کا کیا حکم ہے؟ سوال: اوجھڑی اور انتڑی وغیرہ
(کردے) اور تلی حلال جانور کی کھانا جائز ہے یا نہیں؟

حواب: سب حلال ہیں مگر یہ اشیاء مکروہ ہیں، اگرچہ درست ہے۔ (٢) فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (امدادیات ص ١٥)

(٦٨٩) کیا شوافع کے نزدیک مور کا کھانا جائز نہیں؟ سوال: طاؤس مذہب شافعی میں بھی
حلال ہے یا نہیں، اور نہیں تو کس وجہ سے حلال نہیں؟

جواب: طاؤس بدرجہ عند الشوافع بعض کتب میں لکھا ہے۔ (امدادیات ص ٢٠)

(٦٩٠) شریر جانور کا زبردستی دودھ نکال لینا؟ سوال: گائے بھینس وغیرہ سے زبردستی کرکے دودھ
لینا، اگر وہ دودھ [نہ دے رہی] ہو اور شوخی کرتی ہو، جائز ہے یا نہیں۔ مثلاً اس کی دُبر میں ہاتھ وغیرہ دے کر اور ڈرا کر۔

حواب: شوخ جانور سے زبردستی تدبیر سے لینا درست ہے، مگر بخشش کی کرامت نہ کرے تو اچھا ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

(امدادیات ص ٣٢)

(٦٩١) جانوروں کے بچے کو اس کی ماں سے علیحدہ کرنا؟ سوال: گھوڑی یا اور جانور کا بچہ حالت
شیر خوارگی میں یعنی جب کہ وہ بچہ تھوڑا گھاس بھی چرنے لگے یا نہ چرے، اس کی ماں سے علیحدہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: کسی مصلحت کے لئے درست ہے۔ (امدادیات ص ٤٤)

(٦٩٢) گھوڑے بیل وغیرہ کا خصی کرنا کیسا ہے؟ سوال: گھوڑے یا بیل کا خصی کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: خصی کرنا مصلحت کے واسطے درست ہے۔ (امدادیات ص ٨٩)

(٦٩٣) خچر کیلئے گھوڑے گدھے کو ملانا کیسا ہے؟ سوال: گھوڑی پر گدھا ڈالنا جائز ہے یا نہیں؟

---

(١) [illegible]

(٢) [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

جواب: کچھ بیٹھنا درست ہے، بہتر بچنا ہے۔ [illegible]

(٦٩٤) گائے بھینس دودھ نکالتے وقت، اگر اس میں اپنی دم ڈالدے تو، کیا حکم ہے؟

سوال: گائے اور بھینس دودھ نکالتے وقت، جو دودھ میں دم ڈالتی ہے، تو دودھ پاک رہتا ہے یا نہیں؟

جواب: (اوپر کا جواب بھی اسی کا جواب ہے) اس سے پہلے فتویٰ کے سوال میں یہ حضرت فرماتے ہیں

"پاک رہتی ہے، یوں کہ جب دم سے اثر نجاست کا جاتا رہا، پاک ہو گئی [illegible] نجاست

لگی ہو تو اس حالت میں پر چہ نجس ہو جاوے گا"

لہٰذا یہی حکم دودھ میں دم ڈالدینے کا ہے، اگر دم صاف ہے تو دودھ پاک ہے، لیکن اگر دم پر نجاست لگی ہوئی ہو تو دودھ میں دم ڈالدینے سے دودھ ناپاک ہو جائے گا۔ (نور)

(٦٩٥) کچا لہسن پیاز کھانا صحیح ہے مگر اس کو کھا کر مسجد میں جانا؟ سوال: پیاز و لہسن خام کھانا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: لہسن پیاز خام درست ہے، مگر مسجد میں بو کے دہن سے جانا حرام ہے۔ [illegible]

(٦٩٦) ناپاک لوگوں کے ہاتھ کا بنا ہوا گڑ وغیرہ استعمال کرنے کا حکم؟ سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ گاؤں وغیرہ میں جو راب پکتی ہے اور گڑ وغیرہ بنتا ہے، تو اس میں کام کرنے والے چمار وغیرہ ناپاک ترین ہوتے ہیں، مٹکے میں راب یہی قوم بھرتی ہے اور گڑ کی بھیلی بناتی ہیں، غرض یہ ہے کہ ان کے ہاتھ خوب طرح ڈوبتے ہیں، پس راب و گڑ وغیرہ کھانا درست ہے، یا نہیں؟

جواب: اس راب و گڑ وغیرہ کا کھانا درست ہے شرعاً۔ اس کی دلیل شرع سے یہ کہ اگر ان کے ہاتھ نجاست میں ڈوبے ہوں، اور وہ کڑاہی یا مٹکے وغیرہ میں ہاتھ ڈالیں، تو اب یہ ہاتھ اس کڑاہی یا مٹکے میں پڑنے سے پاک ہو گئے۔ اب جس شے میں ہاتھ ڈالیں نجس نہ ہوں، رہا وہ مٹکے وغیرہ جس میں نجس ہاتھ ڈالا تھا، وہ ناپاک ہے، لیکن چونکہ معلوم نہیں اور تمیز نہیں کہ وہ کون مٹکی ہے، تو اب تمام مٹکیاں کھانی حلال و درست ہو گئیں۔ جب لاریب اجس کو معلوم ہو کہ یہ وہی مٹکی ہے، تو اس کو اس کی راب و گڑ درست نہیں ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم (مجموعہ [illegible] ص ٣٥)

(٦٩٧) حرام آمدنی والے کے ہاتھ اپنا سامان بیچنا؟ سوال: تاجر، رنڈی و ڈوم وغیرہ کو یعنی جس کی روزی حرام کی ہے، کوئی چیز فروخت کرنا جائز ہے، یا نہیں؟ اور اس مال سے حج و زکوٰۃ و قربانی و صدقہ و نذر نیاز کرنا جائز ہے، یا نہیں؟

toobaa-elibrary.blogspot.com

جواب: تاجر کو حرام مال والے کے ہاتھ فروخت کرنا حرام، اس کا مال حرام ہوتا ہے، ایسے مال سے حج نہ کرے، سب کو صدقہ کردینا واجب ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

احقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (فیوض رشیدیہ طبع اول ص ۵۰)

تصدیق جواب بالا: فائدہ واضح کہ یہ صدقہ متقی پرہیزگاروں کو نہ دے، ایسے شخصوں کو جو بالکل محتاج و تنگدست ہوں مثل کوڑھی و نابینا وغیرہ کو دیدے، یا مسافر کو ٹکٹ ریل یا سواری وغیرہ دلوادے، بے نمازوں کو رضائی وغیرہ بنوادے، عالم و طلباء کی خدمت نہ کرے۔ فقط عبدالکریم واعظ سڑک (کیرانوی)

(۶۹۸) ناجائز آمدنی والے کے یہاں کھانے سے نہایت احتیاط؟ سوال: اکثر اہل کار سرکاری رشوت لیتے ہیں، بلکہ بعض اہل کار، مثلاً چوکیدار نمبر، یا ملازمان پولیس کی تو رشوت، تنخواہ سے بدرجہا زیادہ آتی ہے، اور علاوہ ازیں دیگر اہل حرفہ بھی اکثر حرام و حلال کی احتیاط نہیں رکھتے ہیں، اور قوت حلال بہت کم بلکہ مفقود ہے، اور ان کے یہاں کے کھانے سے بچنا نہیں ہوسکتا، پان یا الائچی و تمباکو وغیرہ تو ضرور [ی] ہی لیا دیا جاتا ہے، تو اس صورت میں کیا کرے؟

جواب: احتیاط ضرور چاہئے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم (بدست خاص ص ۵۴)

(۶۹۹) حرام مال میں ملی ہوئی حلال آمدنی سے بھی پرہیز؟ سوال: ایک شخص کے پاس کچھ آمدنی حرام طور سے ہے، مثلاً سود وغیرہ کی، اور حلال طور کی بھی ہے، مثلاً کھیتی وغیرہ کی، تو ایسے شخص کے گھر کا کھانا کھانا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: حرام حلال سے ملا ہوا مال حرام ہوتا ہے، اس کو نہ کھاوے، فقط واللہ تعالیٰ اعلم (بدست خاص ص ۳۰)

(۷۰۰) ناپاک شیرے یا تیل کی فروخت کا حکم؟ سوال: شیرہ میں یا تیل وغیرہ میں چوہا گر کر مر گیا، یا اور کوئی چیز ناپاک گر پڑی، تو اس سے اور پاک چیز کا بدلنا، یا اس کو فروخت کرنا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: اگر منجمد ہے، اس کو اس جگہ سے نکال کر پھینک دے، باقی پاک ہے، اور نجس شے دوسرے کو دینا نہیں چاہئے، کہ وہ اس کو استعمال کرے گا۔ البتہ جس کے مذہب میں وہ ناپاک نہیں، جیسا بھنگی اس کو اطلاع کر کے دیوے، اور جو اندیشہ ہو کہ وہ دوسرے مسلمان کو دھوکا دے گا، تو نہ دے۔ (بدست خاص سوال ۳۵)

(۷۰۱) جند بیدستر کے دوا میں استعمال کا حکم؟ سوال: جند بیدستر (۱) بقول اطباء خصیہ حیوان بحری ہیں، اس کا استعمال اور بغیر ذبح و تسمیہ کے قطع کئے جانے سے طاہر ہے، یا نہیں؟

---

(۱) جند بیدستر ایک معروف دوا ہے جس کا یونانی طب میں نئی امراض، خصوصاً دماغی امراض میں کثرت سے استعمال ہوتا ہے۔ (نور)

toobaa-elibrary.blogspot.com

جواب: استعمال اس کا جائز ہے اور وہ پاک ہے، اگرچہ وہ فیہ ما فیہ ہے مگر ۔۔۔ ضرورۃ احناف کے نزدیک بھی جائز ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم (مجموعہ ۔۔۔)

(۷۰۲) دواؤں میں نشے والی چیزوں کا استعمال: سوال: اگر کسی مرکب دوا میں بھنگ یا افیون پڑی ہوئی ہو تو، اس کا کھانا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: نشہ کے قدر سے کم درست ہے، فقط (بدست خاص ص ۔۔)

(۷۰۳) جوہر شراب بھی حرام ہے؟ مسئلہ: جوہر شراب میں حرمت ونجاست شراب کی باقی ہے، کہ سمیت اعلیٰ درجہ کا سکر کا ہے، اس کا استعمال [حرام] ہے۔ فقط (۱) واللہ تعالیٰ اعلم (مجموعہ فرخ آباد ص ۵۶)

(۷۰۴) شراب کے ناپاک ہونے کی وجہ؟ سوال: شراب اگر نشہ کی باعث سے ناپاک ہے تو افیون اور بھنگ کیوں ناپاک نہیں، اور اگر سڑ جانے کے سبب سے ناپاک ہے، تو پانی جو بلا آمیزش کسی ناپاک چیز کے سڑ جاوے وہ بھی ناپاک ہونا چاہئے۔ غرض موجب نجاست کا تحریر فرماویں اور اس کی وجہ بھی تحریر فرمادیں کہ جب شراب میں نمک ملادیں، تو وہ سرکہ بن جاتا ہے، کیوں ناپاک نہیں رہتا، کہ دراصل تو وہی شراب ناپاک تھی؟

جواب: شراب بحکم حق تعالیٰ نجس ہوئی، جیسا کہ پانی اس کے حکم سے پاک ہوا، کہ شراب کو قرآن میں رجس فرمایا ہے۔

جواب تو ہو چکا۔ اب سنو! کہ ایسی حجت اگر آپ کریں گے، تو کوئی شے پاک وناپاک نہ رہے گی، مثلاً پوچھو گے کہ پیشاب کیوں نجس ہے، اگر پتلا ہونے کے سبب تو پانی اور شیر بھی چاہئے نجس ہو، اور جو آدمی کے اندر سے نکلنے کے سبب، تو تھوک بھی چاہئے ناپاک ہو۔ علیٰ ہذا! اگر تمہارا یہ ہی قیاس ہے تو اس کا سلسلہ بے نہایت ہے۔ پس آپ کو ایسے شبہات نہ کرنے چاہئیں، کیا ہم اور تم اور کیا ہماری قیاس اور سمجھ جو احکام میں حجت نکالیں۔

اور سرکہ شراب کا اس واسطے ناپاک نہیں، کہ اس کی حقیقت بدل گئی، دیکھو منی اور علقہ نجس تھا، آدمی [بن کر] پاک ہو گیا کہ حقیقت بدل گئی۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم (بدست خاص ص ۳۲)

(۷۰۵) حقہ پینے کا کیا حکم ہے؟ سوال: حقہ پینا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: حقہ مکروہ ہے، بکراہت تنزیہی۔ (بدست خاص، سوال ۹۱)

---

(۱) یہ جواب اصل نسخہ میں اسی طرح ہے، اعلیٰ درجہ کے سکر کی صراحت سے پہلے، جو ایک لفظ ہے وہ واضح نہیں ہے۔ (نور)

(۷۰۶) تمباکو اور چونے کے استعمال کا کیا حکم ہے؟ سوال [illegible]

[illegible]

جواب [illegible]

[illegible]

(۷۰۷) محکمہ نہر کی ملازمت اور آب پاشی کی قیمت جائز ہے۔ سوال [illegible]

[illegible]

جواب [illegible]

(۷۰۸) مقدموں میں وکیل کرنا کب مناسب ہے؟ سوال [illegible]

[illegible]

جواب [illegible]

[illegible]

(۷۰۹) **نمائش میں سامان رکھنا جائز ہے، اور اگر کسی چیز پر انعام ملے، تو اس کا حقدار اس چیز کا بنانے والا ہے:** سوال: ایک شخص نے [illegible] ایک پوتھی(۱) جس کو اس نے [illegible] نمائش میں بغرض انعام رکھدی، اس پر کئی قدر انعام ملا، بقدر انعام کے مالک پوتھی حصہ چاہتا ہے، اس کو حصہ دینا چاہئے یا نہیں؟ اشیا نمائش گاہ ایسی جگہ رکھنا کیسا ہے؟ بینوا توجروا۔

جواب: انعام نمائش گاہ کا بنانے والے کے واسطے ہوتا ہے، سو یہ انعام حق مالک پوتھی کا نہ [illegible] کا،(۲) فقط۔ اور نمائش گاہ میں اسباب رکھنا درست ہے، مگر وہاں جو کوئی معصیت ہوتی ہو تو شرکت اس کی درست نہیں۔

([illegible] ص ۲۳۲-۲۳۳)

(۷۱۰) **مشرکانہ اور غیر اسلامی کتابیں بیچنا کیسا ہے؟** سوال: تاجر کو بیچنا کتب دین مشرکین کا جن میں رغبت ہے عبادت غیر اللہ کی اور تعریف اس دین کی، اور قصہ سانگ ہولی دیوالی اور ان کے اوتاروں کے اور پوتھیاں شاستر کی جائز ہیں، یا نہیں؟ اور ان کتابوں کا جو بدعتیوں کی تصنیف ہیں، جن میں بدعت کی ترغیب ہے، مثل عرس مزامیر وغیرہ اور کتب رافضیوں کی، جن میں ان کے مذہب کی خوبیاں اور اکابر دین کی برائیاں ہوں، اور کتب نجوم ورمل و فال وشگون اور بیچنا کتب غزلیات دیوان وغیرہ، مانند قلق، ضامن، ظفر، مؤمن، اور ان کتابوں کا جن میں تصویریں ہوں، یعنی مثنوی میر حسن، وقصہ سپاہی زادہ جائز ہے، یا نہیں؟ فقط

اگر یہ منع ہیں تو کس درجہ کی ممانعت ہے، حرام ہے، یا مکروہ تحریمی، یا تنزیہی وغیرہ، مع حوالہ کتب تحریر فرماویں۔

جواب: کتب مشرکین کے مذہب کی اور حرام امور کی اور اہل بدعت کی بدعات رواج دینے کی کتب، اور شیعہ مذہب کی کتب اور نجوم فال کی کتب کا بیع کرنا حرام ہے، کہ اعانت حرام کام کی ہے اور اعانت حرام کی حرام ہے، اور قصہ کہانی کی کتب اور اشعار کے دیوان مکروہ ہیں، کہ حرام کام کی اس میں اعانت نہیں ہے، مگر عبث وقت ضائع کرنا اور لہو کے امور ہیں اور تصویر کی بیع بھی حرام ہے، ہدایہ میں لکھا ہے:

ان سبب الحرام حرام (۳) جو سبب حرام کا ہوتا ہے، وہ بھی حرام ہوتا ہے۔

فقط، واللہ تعالیٰ اعلم رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (فیوض رشیدیہ طبع اول ص ۲۲، ۲۳)

---

(۱) پوتھی، ایک قسم کا سوتی بستر، جس کو چار تہہ کرکے بچھاتے ہیں۔ نور اللغات ص ۵۰۸۔ جلد دوم۔ (نور)

(۲) یہ مسئلہ عرف کے تابع ہے، اب عرف بدل گیا ہے، قوم کا مالک چیزیں خواتا ہے، اور یہی نمائش میں بھی رکھتا ہے، پس وہی انعام کا بھی حقدار ہوگا۔ (یان پوری)

(۳) ہدایہ۔ کتاب الکراھیۃ، فصل فی الاستبراء وغیرہ، ص: ۴۶۶، جلد چہارم، مکتبہ تھانوی، دیو بند۔

(۷۱۱) مدرس کو ہندو مسلمان شاگردوں سے عیدی لینا؟ **سوال**: معلم کو متعلم مسلمان یا ہنود سے عیدی یا آغازی، بطور نقد یا جنس لینا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: عیدی اور آغازی معمولی و عرفی لینا سب سے درست ہے، مگر ہنود کے تہوار میں ایسے مضامین لکھ کر دینا، جن سے کفار کے تہوار کی تعریف ہو، حرام ہے۔ فقط

(مجموعہ رامپور، ص۔۱)

(۷۱۲) فقیر کے مانگے ہوئے پیسے اور سامان کا خریدنا تبادلہ کرنا کیسا ہے؟ **سوال**: فقیر لوگ جو غلہ مانگ کر جمع کر لیتے ہیں یا کپڑا، تو ان آج کل کے فقیروں سے وہ غلہ یا کپڑا جو مانگا ہوا ہے، کسی کو خرید کرنا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: اس کا خریدنا درست نہیں ہے۔(۱) واللہ اعلم۔

(بدست خاص ص ۱)

---

(۱) چونکہ آج کل کے پیشہ ور فقیر اکثر مالدار [illegible] صدقات [illegible] وہ اس بھیک کے حقدار نہ ہونے کی وجہ سے مالک نہیں ہوتے اس [illegible] مغصوب ہوا۔ وہ خبیث ہے تو ان سے خریدنا درست ہے، مگر وہ بھیک کا سامان [illegible] ہوتے ہیں۔ (ایضاً)

کتاب الحظر والاباحۃ

(مردوں اور عورتوں کے بعض مسائل)

(۷۱۳) ڈاڑھی کی کیا مقدار ضروری ہے؟ سوال [illegible] صحیح ہے یا غیر صحیح؟

جواب [illegible] واللہ تعالیٰ اعلم

(۷۱۴) ریش بچہ کے منڈوانے کا حکم؟ سوال [illegible] ناجائز ہے یا نہیں؟

جواب [illegible]

(۷۱۵) کان کے پاس بڑھے ہوئے ڈاڑھی کے بال ترشنے کا حکم [illegible]

جواب [illegible] واللہ تعالیٰ اعلم

(۷۱۶) بال کٹوانا خط بنوانا کس دن افضل ہے؟ سوال [illegible]

جواب [illegible]

[illegible]

(۷۱۷) مونچھوں کے تراشنے کی مقدار کیا ہے؟

سوال: اندازہ گرفتن موے لب از شرع وحوں بیان فرمایید، پس اگر از حدم پیش کند چہ [illegible] است؟

ترجمہ: مونچھ کاٹنے کی لمبائی چوڑائی بیان فرمایئے، پس اگر اس حد سے کچھ زیادہ کرے تو کیا [illegible] ہے۔

جواب: موے [illegible] برلب (بالا) باشد آں را شارب گویند، پس ہر قدر موکہ بر دہن ولب [illegible] باشد آں را [illegible] قدر آں [illegible] خواہد گرفت، بوجہ مشابہت مجوس [illegible] خواہد گشت

ترجمہ [illegible] پس جس قدر کہ بال منھ اور اوپر کے ہونٹ سے اوپر ہیں، [illegible] اس سے کم کاٹے گا، تو مجوسیوں اور یہودیوں کی مشابہت [illegible] ہوگا۔ (حدیث شریف) میں ہے

احفوا الشوارب خالفوا المجوس الحديث فقط، واللہ تعالیٰ اعلم (۱)

مونچھوں [illegible] اور مجوسیوں کی مخالفت کرو۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم [illegible]

(۷۱۸) گلے کے بال منڈوانے کی حد اور وضو میں ڈاڑھی کی حد؟

سوال: گلے [illegible] منڈ [illegible] یا منھ میں یا ل ڈاڑھی کے دھونے میں، ڈاڑھی کہاں تک سمجھی جاتی ہے، یعنی گلے کے بال منڈانا یا وضو میں نہ دھونا [illegible]؟

جواب: گلے کے بال داخل ڈاڑھی میں نہیں، اس لئے ان کا منڈانا جائز اور وضو میں دھونا ضروری نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[illegible]

(۷۱۹) سر کے کچھ بال منڈوانے اور کچھ بال رکھنے کا حکم؟

سوال: سر کے بال [illegible] منڈانے اور چھوڑ رکھنے، مثلاً سر کے بیچ میں سے [illegible] جائز ہیں یا [illegible]؟

جواب: سر کے بال کچھ رکھنا اور کچھ منڈانا ناجائز ہیں یا سب بال رکھے یا سب منڈادیوے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

[illegible]

(۷۲۰) ابرو اور پلک کے بال کاٹنے کا حکم؟

سوال: بال ابرو کے و پلک کے اور گدی کے اور حلق کے مونڈنا اور منھ کا زوال نوچنا اور سینہ و پنڈلی وغیرہ کے بال صاف کرنا کیسا ہے؟

---

(۱) [illegible] كتاب [illegible] ص ۲۹ [illegible] حفو الشوارب واعفو اللحى [illegible] كتاب الطهارة [illegible] خصال الفطرة ص ۱۳۳ جلد اول رقم الحديث ۲۵۹ [illegible] مؤلفہ مظہر محمد الفاریابی [illegible] ۱۴۲۷ھ

(بر)

toobaa-elibrary.blogspot.com

جواب: زائد کا کاٹنا درست ہے۔ فقط

[illegible]

(۷۲۱) موئے زیرناف کا صاف کرنے کا حکم؟ **سوال:** موئے زیرناف کا صاف کرنا فرض ہے، یا واجب، یا مسنون اور کتنے روز میں صاف کرنے کا حکم ہے؟

جواب: موئے زیرناف کا ازالہ واجب ہے، چالیس دن تک حد ہے۔ فقط

[illegible]

(۷۲۲) موئے زیرناف اگر چالیس دن تک صاف نہ کرے تو؟ **سوال:** موئے زیرناف اگر چہل روز تک صاف نہ کرے، تو گنہگار بھی ہوتا ہے، یا نہیں؟

جواب: چہل روز تک حد ہے، بعد چہل روز کے گنہ ہوگا۔

[illegible]

(۷۲۳) موئے زہار کہاں سے کہاں تک ہیں؟ **سوال:** موئے زہار کہاں سے کہاں تک ہیں، کہ جن کا حکم صاف کرنے کا ہے؟

جواب: ناف سے لیکر دبر تک صاف کرنے کا حکم ہے۔

[illegible]

(۷۲۴) مرد کو بالوں کے ازالہ کے لئے نورہ کا اور عورتوں کو استرہ کا استعمال جائز ہے، مگر؟

سوال: استعمال نورہ کا مرد کو اور استرہ کا عورت کو جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: جائز ہے، غرض ازالہ مو ہے، اگرچہ کوئی مصلحت اس کے خلاف ہو مگر شرع کا گناہ نہیں۔

[illegible]

(۷۲۵) موئے زیرناف کا قینچی سے کاٹنا اور اس سلسلہ میں حضرت شاہ عبدالعزیز کی دی گئی خواب کی تعبیر

سوال: موئے زیرناف کو مقراض سے کاٹنا جائز ہے، یا نہیں؟ اگر ناجائز ہے تو عدم جواز کی دلیل کیا ہے اور اگر جائز ہے تو مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب نے کیوں منع فرمایا ہے؟(۱)

جواب: یہ قصہ خود غلط ہے اور حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کا فرمانا بھی منع کرنا غلط ہے۔ اس کی [illegible]

---

(۱) یہ حضرت شاہ عبدالعزیز [illegible] مشہور قصہ [illegible] تفصیل یہ ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

یہ قصہ حضرت شاہ عبدالعزیز [illegible] صراحت نہیں، غالباً صرف اس خواب کی وجہ [illegible]

[illegible] (۲)

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہے اور بالوں کا دفعیہ مقراض سے جائز ہے، مگر چونکہ استیصال اچھی طرح نہیں ہوتا، اس واسطے مستحسن بھی نہیں ہے۔ فقط۔

(امداد الفتاویٰ ج۴ ص ۲۳۰)

واللہ تعالیٰ اعلم

(۷۲۶) موئے زہار کو چھپانے کا حکم؟ سوال: موئے زہار کا صاف کرکے پوشیدہ کرنا فرض ہے یا نہ؟

جواب: شرمگاہ کے بال کو چھپانا قریب واجب ہونا چاہئے۔ فقط

(امداد الفتاویٰ ج۴ ص ۲۹)

(۷۲۷) بال اور ناخن کا گندگی میں ڈالنے نیز ان کے متعلق چند احکام؟ سوال: ایک کتاب میں لکھا ہے کہ بال اور ناخن جائے طہارت، پاخانہ میں ڈالنا مکروہ ہے اور مورث زحمت ہے، ورناخن دانتوں سے کاٹنا برص پیدا کرتا ہے، صحیح ہے یا غلط؟

اور ناخن کا یعنی برہنہ سے ناخن کترنا جائز ہے، یا مکروہ؟

جواب: ناخن اور بال کو نجاست کی جگہ ڈالنا مکروہ ہے، اور چھری مقراض سے ناخن کا کاٹنا درست ہے، دانت سے کاٹنا گناہ نہیں، مگر بہتر نہیں ہے۔ باقی ان روایات کا مجھ کو حال معلوم نہیں کہ یہ زحمت ہوتی ہے۔

(امداد الفتاویٰ ج۴ ص ۲۳۰)

(۷۲۸) مہندی اور سیاہ خضاب کا حکم؟ سوال: علمائے دین شرع متین سے سائل کا سوال ہے کہ مہندی کا لگانا ڈاڑھی پر مسلمان کو جائز ہے یا نہیں؟

جواب: مسلمان کو مہندی لگانا درست ہے، مگر سیاہ خضاب کرنا منع ہے۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ ۵ ص ۲۰۹)

(۷۲۹) تیل کے سیاہ خضاب کا حکم ؟ سوال: اور خضاب تیل اچھا ہے، یا نہیں؟

جواب: خضاب سیاہ خواہ کسی شئ کا ہو ناجائز ہے، سوا سیاہ کے درست ہے۔

(مجموعہ کلاں ص ۲۳۳-۲۳۴)

(۷۳۰) سرخ رنگ کے کپڑے استعمال کرنا کیسا ہے؟ سوال: سرخ ململ کا استعمال مردوں کے لئے جیسا کہ احادیث جواز و عدم جواز دونوں قسم کی موجود ہیں ایک ہی جواب ہر قسم کی حدیث کا ہوسکتا ہے، آپ کے نزدیک مذہب محقق کیا ہے اور حدیث راجح کون سی ہے، فرد کے نیچے اگر استر کے طور پر لگالیا جاوے، تو شرعاً خرابی ہے یا نہیں؟ اور بصورت خرابی مرتکب استعمال مخصوص رہے گا یا نماز میں بھی نقصان ہوگا، بینوا توجروا۔

الجواب: بیشک سرخ کے بارے میں احادیث مختلف ہیں بعض حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مطلق سرخ کو منع فرمایا اور بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ معصفر سے منع فرمایا۔ اور بعض حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سرخ حلہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

آپ نے پہنا، یہ سب احادیث صحیح ہیں، علماء کے اس میں دو مذہب ٹھہرے، ایک یہ کہ مطلق سرخ ناجائز، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو سرخ پہنا تھا وہ مخطط تھی، دوسرا یہ کہ سرخ معصفر حرام ہے، اور جہاں مطلق سرخ آیا ہے وہاں مراد معصفر ہے، اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جو سرخ پہنا وہ معصفر نہ تھی، بلکہ دوسری قسم کا سرخ تھا، پہلا مذہب احوط ہے اور دوسرے میں وسعت ہے۔ صاحب درمختار اور دیگر بعض فقہاء نے مذہب ثانی کو ترجیح دیا ہے، پس بنابر مذہب ثانی سرخ [illegible] جائز ہے اور پہلے مذہب پر نادرست۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم
[illegible]

(۷۳۱) مردوں کے لئے سرخ رنگ کے کپڑے کا حکم؟

سوال: سرخ رنگ کا کپڑا مردوں کو پہننا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: سرخ معصفر کا تو حرام ہے اور غیر اس کے خواہ سرخ خالص ہو یا پختہ بعض علماء جائز کہتے ہیں اور بعض منع فرماتے ہیں، پس تقویٰ ترک اس کا ہے، اور اگر پہنے تو میں اس کے بعض علماء کا فتویٰ کافی ہے۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم
[illegible]

(۷۳۲) ولایتی چھینٹ کا کیا حکم ہے؟

سوال: ولایتی کالے رنگ کی چھینٹیں، لوگ استعمال کرتے ہیں، اس سے نماز جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: اس ملک میں جو چھینٹ (۱) ولایت سے آتی ہے وہ پاک ہے۔ [illegible] جب تک تحقیق نہ ہووے کہ یہ نجس رنگ پڑا ہے۔ [illegible]

(۷۳۳) مرد کو سونے چاندی کی بوتام اور گھڑی کی زنجیر لینی کیسی ہے؟

سوال: مرد کو چاندی سونے وغیرہ کی بوتام (۲) اور گھڑی کی زنجیر جس میں کئی قسم کی رنگ [illegible] کرنا درست ہے، یا نہیں؟

جواب: مرد کو چاندی سونے کے بٹن جو چھوٹے میں لگے ہوتے ہیں جائز ہیں، اور چاندی کی گھڑی اور زنجیر گھڑی کی حرام اور یہ گھڑی اور زنجیر عورت کو بھی ناجائز ہے، اور عورت بغیر گھڑی کے زنجیر [illegible] (۳) فقط۔
بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ
[illegible]

---

(۱) [illegible]

(۲) لوہے، چاندی، سونے کی گھنڈی یا تکمہ۔ نور اللغات مولوی نور الحسن [illegible] [illegible] مولوی سید احمد دہلوی، ص ۳۱۹، ج ۱ (دہلی ۱۹۷۴ء) (نور)

(۳) جو کپڑے میں لگے ہوئے ہیں [illegible]

(۷۳۴) مردوں کے لئے گھڑی کی چاندی کی زنجیر کا حکم؟ **سوال:** گھڑی کو چاندی وغیرہ کی زنجیر میں، سینہ یا گلے میں لٹکانا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: ناجائز ہے، چاندی سونے کی زنجیر سب ناجائز ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (بدست خاص ص ۵۳)

(۷۳۵) عورتوں، مردوں کیلئے ایک دوسرے کی مشابہت کا حکم؟ **مسئلہ:** مردوں کا جوتہ جب دونوں میں امتیاز ہو تو درست ہے، کیونکہ تشبہ بالرجال نہیں ہے۔ پائجامہ کھلا سفید یا رنگین کا بھی یہی جواب ہے، کہ طرز پائجامہ مردوں سے جدا ہو، اور بالوں کی چوٹی گوندھنے سے گوندھ کر، اسی طرح اگر نماز پڑھیں تو کوئی حرج نہیں، مگر جوڑا باندھنا جیسے تو مسکھنی عورتیں کرتی ہیں، بوجہ تشبہ کفار کے مکروہ ہے اور نماز میں بھی مکروہ ہوگا۔ فقط۔

کتبہ الاحقر رشید احمد عفی عنہ

(۷۳۶) کسی بیماری کی وجہ سے لوہے کی انگوٹھی پہننے کا حکم؟ **سوال:** بیماری میں لوہے وغیرہ کی انگوٹھی خواہ چھلا، پہننا جائز ہے، یا نہیں؟ جیسے کہ سنگ گردہ میں مفید ہے۔

جواب: اگر دوائی [اور] علاج نہ ہو تو درست ہے۔ (بدست خاص ص ۱۴۰)

(۷۳۷) تعویذ کیلئے چاندی یا تانبے کے خول کا حکم؟ **سوال:** تعویذ کا خول چاندی تانبہ وغیرہ کا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: جائز نہیں ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم (بدست خاص ص ۵۹)

(۷۳۸) دانتوں میں سونے چاندی کی میخ لگانے کا حکم؟ **سوال:** دانتوں میں سونے اور چاندی کی میخ لگانا درست ہے؟

جواب: ضرورت کے لئے درست ہے، ورنہ ناجائز ہے۔ فقط (بدست خاص ص ۳۸)

(۷۳۹) انگریزی بوٹ پہننے کا اور اس کی تجارت کا حکم؟ **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ جوتی منڈی کی بوٹ پہننا جائز ہے یا نہیں؟ اور دوکاندار مسلمان کو اس کی خرید و فروخت کا کیا حکم ہے؟ اور ریش نکالنا خضاب جس سے حسد پیدا ہو ہے۔

اور مسلمان عورت وغیرہ کو جب پہننا جائز ہو، اور جو کتب متعصب جن کا پڑھنا جائز نہیں ہے، اس کی جلد کی مزدوری جائز ہے یا نہیں؟

جواب: بوٹ پہننا مسلمان کو مکروہ ہے، مشابہت نصاریٰ کی اس میں ہوتی ہے، اور دوکاندار کو اس کی بیع کرنا مسلمان سے، تحریم ہوتی ہے اور کفار سے بلا تحریم بیع کرے تو جائز ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

اور خضاب سیاہ بھی منع ہے اور عورت کو باجے کا زیور پہننا بھی مکروہ ہے، اور جو نامحرم اس کی آواز سنے تو حرام ہے۔ اور قصہ کہانی غیر مشروع کی جلد بھی بنانا مکروہ ہے مگر اجرت اس کی جو اب ہے وہ حلال ہے۔ فقط

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد عفی عنہ [illegible]

(۷۴۰) ہر قسم کا موزہ پہننا صحیح ہے؟ **مسئلہ:** جراب خواہ کسی طرح کا ہو اب درست ہے مگر جو کوئی تشبہ غیر مذہب کا ہوگا تو وہ صورت مکروہ ہو جاوے گی۔ فقط [illegible]

(۷۴۱) عورتوں کیلئے کون کون سے زیور ناجائز ہیں اور کون سے جائز؟ **سوال:** عورت کو گھونگھرو پازیب گوجری وغیرہ پہننا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: بجنے کا زیور نہ پہننا چاہئے، کہ باجا، ناجائز ہے۔ فقط [illegible]

(۷۴۲) عورتوں کے لئے کس قسم کے زیور جائز ہیں؟ **سوال:** آپ نے عورتوں کے واسطے ہر قسم کا زیور جائز فرمایا ہے اور بعض کتب فقہ میں پتھر اور پیتل کا زیور حرام لکھا ہے۔ یہ مسئلہ ان کتابوں میں مردوں کے لئے خاص ہے یا عورتوں کے لئے بھی؟

جواب: فقہ کی کتب میں خاتم (انگوٹھی) کو لکھا ہے، مگر دوسری کتب سے سب قسم کے زیور درست معلوم ہوتے ہیں، عورتوں کے واسطے، فقط رشید احمد عفی عنہ [illegible]

(۷۴۳) عورتوں کو ناک میں زیور پہننا؟ **سوال:** ناک کان میں گہنا پہننا عورت کو جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جائز ہے۔ (ہدایت خاص، سوال ۷۱)

(۷۴۴) عورت کیلئے مسّی لگانے کا حکم؟ **سوال:** عورت یا مرد کو مسّی لگانا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: مرد کو مسّی حرام عورت کو درست، مگر دانتوں میں جرم مسّی کا نہ جمے، اگر جمے گا تو غسل سے پاک نہ ہوگی۔ فقط (ہدایت خاص، سوال ۹۹)

(۷۴۵) کاجل لگانے کا حکم؟ **سوال:** کاجل لگانا مردوں اور عورتوں کو آنکھ میں جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: اگر نفع مرض کو دے تو درست ہے مرد کو، اور عورت کو ہر حال درست ہے۔ فقط (ہدایت خاص، ص ۳۴)

(۷۴۶) گلٹ کا زیور پہننا جائز؟ **سوال:** گلٹ کا زیور پہننا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (ہدایت خاص، ص ۹۰)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۷۴۷) والدین کی عزت برادری کے اصولوں پر مقدم ہے: سوال: ایک قصائی بیوہ نے [illegible] قصائی [illegible] خاندان [illegible] برادری کے لوگ اس لڑکے کو یوں کہتے ہیں کہ اگر تو [illegible] خدمت [illegible] سے نکال دیں گے۔ اس صورت میں اگر لڑکا برادری کا کہنا [illegible] اور بیماری وتندرستی میں اپنی والدہ کے پاس [illegible] ہیں یا نہیں؟

جواب: [illegible] برادری کا [illegible] خلاف شرع نہ مانے اور وہ لوگ گنہگار ہوں گے۔

رشید احمد

(فیوض رشیدیہ ص ۲۹۲)

(۷۴۸) بعض برادریوں کی رسومات اور ان کی شرعی حیثیت؟ [illegible]

[illegible] جو کوئی غیر قوم کی عورت [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کے باعث سے نہیں [illegible]

[illegible]

[illegible] شرع جائز ہے یا نہیں؟

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] قصور نہیں ہے اور بھائی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] اردو لغت بورڈ کراچی ۱۹۸۱ء

toobaa-elibrary.blogspot.com

نے ان کی طرف سے عرض کیا، کہ بھائیو! جب اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطا معاف فرمادیتے ہیں، تو بھائی بھی ان کی خطا اللہ کے واسطے معاف کردیں، تو اس کے اوپر تمام برادری کے سامنے، ایک چودھری صاحب نے یہ فرمایا کہ بیشک اللہ اور رسول معاف کردیتے ہیں، مگر پنچ معاف نہیں کرتے۔ عمر یہ کلمہ سن کر خاموش ہو رہا۔ اُس وقت اُن آدمیوں پر فی کس ہم روپیہ جرمانہ دیا اور جس چودھری نے دوبارہ بھاجی بھیجی تھی، اس سے چشم پوشی اختیار کی، تو اس صورت میں ان کو ظالم یا ناانصاف کوئی کہہ دے، آیا جائز ہے، یا نہیں، اگر کسی نے کہہ دیا تو اس پر جرمانہ کرنا، یا اس کو جرمانہ دینا جائز ہے، یا نہیں۔ ازروئے شرع شریف؟

الجواب: یہ چودھریوں کے قواعد ہی خلاف شرع ہیں، چودھری اور سب لوگ اس کے قبول کرنے والے بے انصاف اور ظالم ہیں۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

الجواب صحیح۔ حکیم ابوالقاسم محمد عبدالرشید انصاری سہارنپوری عفی عنہ الجواب صحیح۔ ابوالحسن عفی عنہ۔

جواب جو حضرت مولانا مخدوم زمان، جناب مولانا رشید احمد صاحب نے تحریر فرمایا ہے، درست ہے، اور یہ واضح ہو کہ ایک جماعت اہل اسلام کی متفق ہو کر، قواعد خلاف شرع شریف کے تجویز کرے اور برادری کا دستور العمل اس کو قرار دے، نہایت مذموم ہے اور اس گناہ سے زاید ہے کہ ایک شخص اس حرکت کا مرتکب ہوا، اہل اسلام کا خطاوار ہونا کسی امر میں اور بات ہے اور قواعد خلاف شرع شریف ایجاد کرنا اور امر ہے۔ سرکار نے قانون خلاف اسلام ایجاد کیا، وہ جائے تعجب نہیں کیونکہ وہ اسلام کی پابند نہیں، مگر اہل اسلام کی شان سے خلاف شرع قانون ایجاد کرنا بہت بعید ہے۔ احمد علی عنہ

باغ فیض (تالیف مولانا حشمت علی بنارسی شاگرد مولانا محمد مظہر نانوتوی؛ درعدم جواز سفر مزارات اولیاء) مطبع ہاشمی بنارس ۱۸۹۳ء/۱۳۱۱ھ)

(۷۴۹) بلانکاحی عورت رکھنے والے سے سلام وتعلقات رکھنا کیسا ہے؟ **سوال:** زید (جو بغیر نکاح کے عورت کو رکھے ہوئے ہے) کو سلام علیک کرنا اور اس کے سلام کا جواب دینا، اور اس کے ساتھ کھانا پینا مسلمان جان کر کرنا جائز ہے، یا نہیں؟ اور زید سے یہ امورات یعنی سلام علیک وغیرہ خاص برادری زید کو ہی منع ہے، یا کل مسلمانوں کو۔

جواب: نہ زید کے ساتھ سلام علیک کریں، نہ اس کے سلام کا جواب دیں۔ زید سے سب مسلمانوں کو متارکت چاہئے، زید کو مثل چمار بھنگیوں کے جانیں، غرض سب مسلمانوں کو زید سے ترک کرنا چاہئے، کچھ برادری پر منحصر نہیں۔

رشید احمد (فیض رشیدیہ ص ۲۰)

(۷۵۰) شخص مذکورہ بالا کی حمایت کرنے والے گنہ گار ہیں: **سوال:** ایک شخص نے زید مذکور کی برادری میں سے کل برادری کی دعوت کی، جس وقت کھانا کھانے گئے ایک مہتر نے زید اور اس کی بیوی کو وہاں دیکھ کر کہا، کہ پنچو! یہ برادری کا چور ہے اس کو نکال دو، بعدہ برادری کے لوگوں نے پنچایت کی اکہ امہتر کو ذات سے ڈال دینا

چاہئے۔ یونہی ان سے زید کی شکایت کی۔ تم نے زید کو صرف اپنے قصبہ کی برادری سے خارج کیا ہے، نہ اور کسی جگہ کی، کیونکہ جس سے ہماری محبت نہیں ہے، اگرچہ ہماری برادری سے نکلنا پڑا ہی ہے۔ پھر مہتر نے کہا کہ اس نے جو یہ کام خلاف شرع کیا، تو تمہارے کل شہر کی برادری سے بلکہ کل مسلمانوں سے خارج ہو گیا۔ اس بات پر برادری نے کچھ خیال نہ کیا۔ زید کے ہمراہ ہو کر مہتر مذکور دعوت سے تجدید کرایا۔ اب ان میں برادری حق پر ہے، یا مہتر؟ فقط

جواب: مہتر نے جو کچھ کہا حق کہا، اور جو لوگ مہتر کو دعوت سے ڈراتے ہیں، وہ گنہگار ہیں۔ فقط۔

واللہ تعالیٰ اعلم — کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

جواب صحیح محمد مراد عفی عنہ، مدرس مدرسہ عربیہ مظفرنگر۔ الجواب صحیح، سید محمد دم کاندھلوی حال مقیم مظفرنگر، قمر الدین حقی عفی عنہ۔ عبد اللہ ... عبد الکریم ... (کیرانہ)

(۷۵۱) قبلہ رُخ ناپاکی (گندگی) پھینکنے اور استنجے کا حکم؟

سوال: کعبہ شریف کی جانب ہاتھ سے تالی چھینکنا حرام ہے یا مکروہ، اور اسی طرح کعبہ شریف کی جانب پشت کر کے بیٹھنا، یا پیشاب استنجا کرنا کیسا ہے؟

جواب: کعبہ کی طرف منہ کرنا حرام ہے اور کعبہ کی طرف پشت کرنا درست ہے، مگر پاخانہ پیشاب میں پشت کرنا مکروہ ہے، گو منہ کرنے سے کم ہے۔

(بدست خاص سوال ۱۳)

(۷۵۲) ننگے کو پردہ میں گفتگو کرنا کیسا ہے؟

سوال: ننگے کو پردہ میں کلام کرنا جائز ہے، یا نہیں؟ یہ حدیث پڑھی ننگے میں؟

جواب: ننگے ہو کر کلام کرنا درست نہیں۔

(بدست خاص سوال ۱۳۷)

(۷۵۳) استاذ سے بغیر پڑھے صحیح علاج کرنا:

سوال: ایک شخص نے استاد سے حکمت نہیں پڑھی، مگر طبابت کی کتابیں دیکھ کر جو کوئی بیماری سمجھ میں آجاتی ہے، اس کا علاج کرتا ہے اور اگر کوئی بیماری سمجھ میں نہیں آتی، تو اس کا علاج نہیں کرتا، تو یہ شخص علاج کرنا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: اگر موافق قاعدہ کے علاج کرتا ہے، درست ہے۔

(بدست خاص سوال ۱۳۵)

(۷۵۴) جنابت کی حالت میں کھانا کھانے کا حکم؟

سوال: ایک کتاب میں لکھا ہے کہ حالت جنابت میں طعام کھانا حرام ہے اور وہ طعام اس شخص کو لعنت کرتا ہے اور شیطان اس طعام میں بول ملا دیتا ہے، اور جس شخص نے ... ہیں، اور جو جنابت ناپاک رہے، وہ شخص حشر میں قبر سے ناپاک اٹھے گا۔ یہ صحیح ہے، یا نہیں؟

جواب: یہ سب خرافات غلط، جاہلوں کی ہفوات غلط ہے۔ فقط

(بدست خاص ص ۱۳۵)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۷۵۵) مردوں کے سامنے کا بچا ہوا کھانا عورتوں کیلئے کیسا ہے؟ سوال [illegible]

[illegible] جو غیر محرم ہوں عورتوں [illegible] یا نہیں؟

جواب کھانا [illegible] عورتوں کو [illegible] درست ہے [illegible]

لعاب مل جاوے وہ مکروہ ہے۔ فقط

(۷۵۶) رشوت خور کی اجرت اور دعوت کا حکم؟ سوال [illegible]

[illegible]

[illegible] یا نہیں؟

یا ملازم کو اپنے آقا کا حال معلوم ہو کہ وہ اجرت [illegible]

[illegible]

الجواب [illegible] رشوت [illegible]

[illegible] فقط

(۷۵۷) رشوت کے کھانے پر بسم اللہ پڑھنا صحیح نہیں؟ سوال [illegible]

[illegible] کھانے کے وقت [illegible]

[illegible]

جواب رشوت کا کھانا درست نہیں [illegible]

[illegible] فقط

(۷۵۸) ایک برتن میں سے ایک آدمی اگر دوسرے کے سامنے سے کھائے؟ سوال [illegible]

رکابی یا طباق میں جو چند آدمی کھانا کھاتے ہیں، اور ایک شخص دوسرے کے آگے سے کھاوے تو کیسا ہے [illegible]

جواب دوسرے کے سامنے سے کھانا [illegible] ایک قسم کا کھانا ہو [illegible]

[illegible] خلاف ادب ہے۔

(۷۵۹) عصر کے بعد کھانا پینا ترک کرنے کی کوئی اصل نہیں؟ سوال [illegible]

[illegible]

[illegible]

جواب [illegible] واللہ تعالیٰ اعلم

(۷۷۰) جو عمل بدعت ہو، کیا بحیثیت مجموعی بدعت ہوتی ہے؟

مسئلہ [illegible]

[illegible] وقت میں [illegible] بدعت [illegible] سنت ان کا مجموعہ [illegible]

[illegible] مجموعہ [illegible] معصیت

[illegible] تعالیٰ [illegible] (محمود عفی عنہ، آباد)

(۷۷۱) کیا ایک کی بیماری دوسرے کو لگ جاتی ہے اور اولاد میں باپ کے امراض کا اثر کیوں ہوتا ہے؟

سوال [illegible]

[illegible]

[illegible]

جواب [illegible]

[illegible] حق تعالیٰ کے حکم سے ہوتا ہے [illegible] کبھی نہیں بھی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] (احسن الفتاویٰ، سوال ۱۰۰)

(۷۷۲) ہفتہ کے دن سفر کرنا اور مکان کی بنیاد ڈالنا کیسا ہے؟

مسئلہ [illegible]

[illegible] حق تعالیٰ [illegible]

[illegible]

[illegible]

الطيرة شرك :

[illegible] مسعود [illegible] النبي صلى الله عليه وسلم قال الطيرة شرك [illegible]

[illegible]

[illegible] رقم الحديث: ٣٥٨٣ [illegible] رمضان [illegible]

[illegible]

[illegible] شے میں شوم ماننا بدعت ہے [illegible] خالق [illegible]
[illegible] اور حسن و چاہے شوم [illegible] ۔ الغرض [illegible] پنجشنبہ [illegible]
[illegible] اس کی اصل کسی حدیث سے ثابت نہیں [illegible]
نحس نہیں یہ کلام عارف [illegible] شریعت سے ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(۷۶۳) سات ستاروں کی تاثیر کا یقین؟ سوال [illegible]
[illegible] کسی کو کوئی مصیبت پڑتی ہے یا ترقی ہوتی ہے [illegible] تاثیر [illegible]
بات صحیح ہے یا غلط ہے؟

جواب: یہ سب باتیں غلط ہیں، سب خدا کی قدرت سے ہوتا ہے۔ [illegible]

جانوروں سے متعلق چند مسائل

(۷۶۴) جانوروں کا نگہداشت کے اہتمام کے ساتھ پالنا؟ سوال [illegible]
[illegible] فقط [illegible] قفس میں رکھنا جائز ہے، یا ظلم ہے؟

جواب: جانور کا پالنا قفس میں درست ہے [illegible] پانی سے [illegible] تکلیف [illegible]
قفس میں رکھنا درست ہے۔ فقط [illegible]

(۷۶۵) جانوروں کو کتے وغیرہ کا جھوٹا کھلانا کیسا ہے؟ سوال: حیوان کو جھوٹا [illegible]
طرح، ناپاک کھانا کھلانا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے، ناپاک کھانا کھلانا [illegible] فقط واللہ تعالیٰ اعلم [illegible]

(۷۶۶) گرم پانی سے کھٹملوں کا مارنا صحیح ہے؟ سوال: چارپائی میں کھٹمل زیادہ [illegible]
اور بعیہ گرم پانی کے [illegible] تکلیف [illegible] کھٹملوں کا جلانا [illegible]
جواب: گرم پانی سے کھٹمل مارنا درست ہے [illegible] درست نہیں؟ [illegible]

(۷۶۷) بلی جو بار بار نقصان پہنچائے، جانوروں کو کھالے اس کا مار ڈالنا: سوال: [illegible] کی حفاظت عادت کے موافق کی جاوے، باوجود اس کے بلی کھا جاوے، چند بار ایسا نقصان کرے، تو اس ایذاء کے سبب بلی کا قتل جائز ہے یا نہیں؟

جواب: بلی جو [illegible] نقصان پہنچے، تو قتل کرنا اس کا درست ہے۔ فقط (امداد الفتاویٰ [illegible])

(۷۶۸) جان یا مال کی حفاظت کے لئے کتا پالنا؟ مسئلہ: مطلق حفاظت کے واسطے کتا پالنا جائز ہے، جان ہو یا مال فقط، واللہ اعلم (امداد الفتاویٰ [illegible])

(۷۶۹) کتا پالنے پر جو وعید ہے وہ کس کتے پر ہے؟ سوال: یہ ہے کہ جب کتا پالنے والے کو حیثیت [illegible] بھی حاصل ہو اور آئندہ [illegible] بھی [illegible] ہو تو پھر اس کا کیا مطلب ہے کہ اس کے گھر میں فرشتہ رحمت کا نہیں آتا۔ فرشتہ رحمت سے کیا مراد ہے اور اس کے نہ آنے میں کیا نقصان ہے۔ اگر ثواب اعمال کا نقصان مراد ہے، تو بقدر قیراط کے، وہ نقصان ہوتے ہیں، پھر ثواب کا باقی رہنا بھی ظاہر ہے، تو فرشتہ رحمت کا نہ آنا، کیسے ثابت ہوگا؟

جواب: اس کتے سے وہ کتا مراد ہے، جو موذی اور حفاظت کا نہ ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (مجموعہ فتاویٰ [illegible] ص ۵۰-۵۳)

چوری اور حد وغیرہ کے چند مسائل

(۷۷۰) چوری کے سامان کا خریدنا جائز نہیں: سوال: اگر یوں معلوم ہو کہ یہ شئے چوری کا ہے، تو اس کا خرید کرنا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: چوری کے مال کا خریدنا حرام ہے۔ (امداد الفتاویٰ [illegible])

(۷۷۱) چوری کی ہوئی چیز کا واپس کرنا واجب ہے: سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کسی شخص نے [illegible] اور پھر نادم ہو کر اس سے براءت چاہتا ہے، مال مسروق [illegible] تک نہیں پہنچ سکتا ہے، یا تو اس [illegible] سے [illegible] نہیں ہو سکتا، یا اس کی [illegible] کے باعث کہ اگر خبر ہو جاوے تو بری طرح پیش آوے گا تو کیا کرے، اور اگر مال مسروق شخص تک پہنچ گیا اور اس کے پاس متغیر ہو گیا یا متغیر ہو گیا، آیا اس کو پہنچے، سب اس کے دینے میں حرج ہے تو یہ شخص سارق اصحاب مال [illegible] قیمت مثل [illegible] یا اس کے عوض بقدر اس کی قیمت کے کچھ دیدے، تو یہ [illegible] بری الذمہ ہو سکتا ہے، یا براءت کی اور کیا سبیل ہے؟

جواب: حق العبد سے سارق بدون مسروق کے واپس کرنے یا معاف کرانے کے بری نہیں ہوتا، پس اگر مثل مسروق نہیں [illegible] قیمت دیوے، اور [illegible] متغیر [illegible] مال قائم ہے، جیسے بکری اور گوشت [illegible] بکری کو ذبح کر کے گوشت

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

نکال میں تو بھی مثل شے یا مثل نہ ہو تو قیمت دیوے اور جو تھوڑا تغیر ہوا ہے تو وہ تاوان [illegible] قیمت [illegible] مالک قیمت پر راضی ہو جاوے تو مضائقہ نہیں اور جو مسروق منہ کی اہانت کا اندیشہ ہو [illegible] شے کو رکھوا دے کہ قبضہ مالک کا اس شے پر ہو جاوے یہ سارق بری ہو جاوے گا۔ (مجموعہ کلاں ص [illegible])

(۷۷۲) چوری کا جانور ذبح ہونے کے بعد کس کا ہے؟

سوال [illegible] قبل از حضور مالک بذبح شد، پس حق سارق باشد یا [illegible] خوردن [illegible]

ترجمہ سوال: اگر چوری کا جانور [illegible] مالک کے آنے سے پہلے [illegible] ہے یا چور کا، اور اس کا کھانا ان میں سے کسی کو جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جانور سرقہ چوں ذبح شد ملک مالک است نہ سارق [illegible] است۔ وہو المعتمد [illegible]

ترجمہ جواب: چوری کا جانور چاہے ذبح کر دیا ہو، اس وقت بھی مالک کی ملکیت ہے [illegible] کو اس کا کھانا درست ہے اور مالک کی اجازت سے دوسروں کے لئے جائز ہے، اور اسی پر اعتماد کیا گیا ہے۔ [illegible]

(۷۷۳) چوری کی ہوئی چیز کا مالک کے استعمال میں دیدینا بہتر ہے یا اس کا صدقہ کرنا؟

سوال کیا فرماتے ہیں [illegible] قیمت مسروق ہے، کاغذات جو مسروق [illegible] ضرورت میں [illegible] کرا دیئے گئے، تصدق سے بہتر ہوا یا نہیں؟ بیان فرمائیے وراجر عظیم اللہ سے پائیے؟

جواب: اگر یہ کاغذ خود حکام کے کام میں صرف ہوتا ہے تو تصدق پر مقدم بلکہ واجب ہے۔ تصدق اس وقت میں کرتے ہیں کہ اہل حق کو اپنا حق نہ مل سکے۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مجموعہ [illegible])

(۷۷۴) صرف ایک گواہی سے قتل کا حکم؟

مسئلہ: ایک شہادت سے قتل کا ثبوت نہیں ہو سکتا۔ نہ قصاص نہ دیت، قسامت بھی بسبب بعد از خرید نہیں [illegible] اگر وہ زمین مقتول کی [illegible] ہووے گا، ورنہ ہدر ہوا۔ ایسے قرائن پر قتل کا ثبوت روا نہیں۔ (مکتوب [illegible] اسمٰعیل احمد مکتوب ۱۹)

(۷۷۵) واطی بہیمہ کو تعزیر اور بہیمہ کا حکم:

واطی بہیمہ کو تعزیر جو مناسب حاکم جانے دی جاوے اور بہیمہ ملک مالک ہے، اس کی ملکیت میں رہے، اور ذبح وغیرہ وجوباً جو ہوا ہے، وہ بھی زجر ہے نہ شرعاً۔ فقط (مکتوب [illegible] خلیل احمد مکتوب ۹)

وعظ و نصیحت کے چند احکام اور متعلقات

(۷۷۶) وعظ مسجد اور بازار دونوں جگہ درست ہے: **سوال:** ایک شخص کہتا ہے کہ مسجد میں وعظ کہنا ممنوع ہے، برسر بازار تخت بچھا کر، فروش مکلف سے آراستہ کر کے، اس پر وعظ کہنا فرض ہے۔

جواب: اور وعظ کہنا برسر بازار بھی درست اور مسجد میں بھی درست، جناب فخر عالم علیہ السلام نے مسجد میں وعظ فرمایا ہے، احادیث اس سے پر ہیں۔ غرض وعظ سب جگہ درست ہے، امر بالمعروف نہی عن المنکر واجب ہے، خواہ کہیں ہو۔ فقط (مجموعہ چندیانوی ص ۸۷۔۸۹)

(۷۷۷) وعظ و نصیحت کیلئے صلاحیت اور مطلوبہ قابلیت کیا ہے؟ **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں: کہ ایک شخص نوجوان مرد صالح، پرہیزگار متبع سنت و تابع شریعت، یعنی اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک لہ جاننے والا، اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا تصدیق کرنے والا، نماز پنج گانہ پڑھنے والا، زکوٰۃ کا دینے والا، نہی باتوں پر دھیان نہ کرنے والا فسق و فجور سے بچنے والا، حتی الوسع مذاہب باطلہ کی تردید کرنے والا، صرف اردو کی کتابوں سے فقط صرف علم اردو بخوبی جاننے والا، احکام ممنوعہ سے بطاقت علم اجتناب کرنے والا، اگر بباعث افلاس و تنگدستی کے غریب الوطن جا کر، کتب واعظیہ تدریس: مثلاً ترجمہ اردو کنز الدقائق و مالا بد منہ، و تفسیر عزیزی و فتح العزیز، و تفسیر جامع التفاسیر، تصنیف مولانا نواب قطب الدین صاحب مرحوم دہلوی و دیگر تصانیف نواب صاحب مرحوم، مثل تحفۃ الزوجین، و گلزار جنت، و ترغیب الجماعت وغیرہ اور حدیث میں سے مظاہر الحق، مشارق الانوار و مجالس الابرار، و عقائد میں سے تقویت الایمان و صراط مستقیم شرح سفر السعادت، و نصیحت المسلمین، و رسالہ حج مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی و مکتوبات مولانا محمد قاسم صاحب مرحوم نانوتوی و دیگر کتب اردو، مثل مجموعہ سعادت وغیرہ، ایسے موقع پر کہ جہاں لوگ رسومات بدعیہ و شرکیہ میں مبتلا ہوں۔ اس کے لئے کتب مذکورہ کا وعظ و نصیحت خالصاً للہ، واسطے قائم کرنے دین کے، کہ وہ لوگ جاہل نماز روزہ وغیرہ سے، درس (و) تدریس کیلئے، دین کی ترقی روشن کرنے کے لئے، کہ وہ لوگ بوجہ جاہلیت کے دین محمدی سے بے بہرہ ہوں، درست ہے، یا نہیں؟ اور قصد اس کا صرف ترغیب و ترہیب ہو، شرعاً درست ہے، یا نہیں، اور علم عربی سے ناواقف [ہے]۔ جواب مع مہر تحریر فرماویں، اللہ تم کو اجر عظیم دے۔ بینوا توجروا۔

جواب: اس کا کچھ عجب نہیں کہ آدمی علوم دینیہ نہ پڑھتا ہو، فقط فارسی اور اردو کی استعداد رکھتا ہو اور وعظ (و) درس

toobaa-elibrary.blogspot.com

[illegible]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

[illegible]

کتبہ: حضرت رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(۷۷۸) جو باضابطہ عالم نہ ہو مگر محتاط اور باخبر ہو اس کو وعظ کہنا صحیح ہے سوال [illegible]

[illegible]

جواب [illegible]

(۷۷۹) واعظ میں کیا کیا شرائط ضروری ہیں؟ سوال [illegible]

واعظ میں کیا کیا شرائط ہونی چاہئیں؟

جواب [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

(٧٨٠) جاہل ان پڑھ بے سمجھ کا وعظ کرنا ناجائز ہے

سوال [illegible]

[illegible]

جواب [illegible] درست نہیں [illegible]

[illegible]

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(٧٨١) وعظ کہنا کہلانا ہر جگہ ہر وقت، ہر یک کے سامنے جائز ہے

سوال ایک شخص [illegible]

[illegible]

[illegible] خیال نہیں آتا ہے۔

[illegible]

چنانچہ مولوی [illegible] صاحب [illegible] یادگی اکارات کو اپنے مکانوں میں [illegible]

[illegible] اور مولوی محمد [illegible] صاحب [illegible]

مظفر نگر [illegible] مولوی [illegible] محمد [illegible] صاحب [illegible]

[illegible]

[illegible] ہے۔

[illegible]

[illegible] اور [illegible] اور تصدق [illegible]

[illegible] اس کے گھروں میں سیکڑوں

[illegible] موں تھیں [illegible] یہ بات چھوٹ گئی۔

اللہ تعالیٰ [illegible] ہمیشہ قائم رہے [illegible] بھی [illegible]

[illegible] صورت [illegible]

رات کو واسطے عورتوں [illegible] کا پردہ ہو جاتا ہے [illegible] عورتیں پردہ نشیں اور بعض بے پردہ [illegible] میں بیٹھ [illegible] حتی ہیں اور

بعض عورتیں [illegible] بعض عورتیں [illegible] صورت [illegible]

سنتی ہیں اور سن کر عمل بھی کرتی ہیں، چنانچہ سیکڑوں عورتیں کفر و شرک سے توبہ کرتی ہیں، اور بے نمازی عورتیں نمازی ہو جاتی ہیں۔ تو اس صورت میں وعظ کہلایا جاتا ہے، اور پانچ پانچ سات سات محلہ سے، عورتوں کو وعظ سننے جانا جائز ہے، یا نہیں؟

اور خاوندوں کو ایسے وعظ میں اجازت دینی جائز ہے، یا نہیں؟ اور اگر خاوندان عورتوں کو وعظ سننے کی اجازت دیں گنہگار ہوتے ہیں، یا نہیں، جو خاوند وغیرہ اس صورت کے وعظ میں عورتوں کے جانے سے منع کریں، گنہگار ہوتے ہیں یا نہیں؟ اب علمائے دین سے یہ عرض ہے کہ جو حکم خدا اور رسول اُس کے کا ہو، مع دلائل تحریر فرماویں۔

جواب : وعظ کہنا اور کہلانا رات اور دن کو، مساجد میں سب جگہ سب اوقات میں، درست ہے، کوئی خصوصیت نہیں، قال اللہ تعالیٰ :

وَ ذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ. الآية ترجمہ: اور سمجھاتا رہ، کہ سمجھانا، کام آتا ہے ایمان والوں کو۔

(الذاريات. ۵۵) (ترجمہ شیخ الہند)

کچھ قید زمان و مکان کی وعظ میں حق تعالیٰ نے نہیں فرمائی اور حدیث صحیح ہے:

بلغوا عني ولو آية الحديث. کہ میرے احکام کی تبلیغ کیا کرو، اگرچہ قلیل ہو۔

(رواه البخاري) (بخاری نے روایت کیا ہے)

تبلیغ احکام کو آپ نے فرض فرمایا اور کوئی قید کسی وقت اور مکان کی نہیں فرمائی، اور اپنی رائے سے نص کو مقید کرنا منع ہے، پس ہر وقت ہر جگہ وعظ کہنا درست ہوا۔ اور جو مفاسد اس شخص نے بیان کئے ہیں، وہ دن میں بھی ہو سکتے ہیں۔ اگر کسی عورت کی چال ڈھال سے فتنہ ظاہر ہو، اس کا انتظام کرے، ورنہ خواہ مخواہ اپنے وہمِ فاسد سے مسلمان عورتوں پر، حکم خداوندی کا سننے سے تنگی کرنا اور منع کرنا سخت بیجا ہے۔ غرض تقریر اس شخص کی عدم جواز وعظ شب میں بیہودہ ہے۔

وعظ سننے سے مستورات کو فائدہ ہوتا ہے، ضرور سننا چاہئے، مگر جس میں کوئی مفسدہ ظاہر ہو، اس کا انتظام کر لیوے، اور بیوہ کا نکاح کرنا چاہئے، کیوں ان کو معطل کرے اور امرِ خیر سے روکے۔ جو وعظ سن کر وہ اپنا چارہ آپ کرے، نکاح بیوہ کا کرنا، والیان کو واجب تھا، جب انھوں نے سنت کام برا جانا، تو یہ بے غیرتی ان کو ہوئی کہ عورتیں خود اپنا نکاح کرنے لگیں، یہ عذر سخت بیہودہ ولغو ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

یہ جواب صحیح ہے: محمد مراد عفی عنہ

بے شک یہ وعظ میں جانا عورتوں کا جائز ہے، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمان تقدس میں، عورتیں عیدگاہ میں وعظ سننے جایا کرتی تھیں اور وہیں نماز بھی پڑھتی تھیں۔

مجیب، محمد مراد مظفر نگری

toobaa-elibrary.blogspot.com

کلام مجید میں صاف آیا ہے:

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا قُوا اَنْفُسَکُمْ وَ اَهْلِیْکُمْ نَاراً (التحریم۔٦) یعنی اے ایمان والو! بچاؤ اپنی جانوں کو اور اپنے گھر کے لوگوں کو دوزخ سے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ آگ سے بچنا مردوں اور عورتوں کو سب کو چاہئے، نہ کہ مردوں کو ہی ضروری ہے۔ اور مردوں کو امر کے صیغہ سے تاکید کیا ہے۔ واھلیکم فرمایا، کہ گھر کے لوگوں کو بھی بچاؤ۔ اور آگ سے بچنا خدا اور رسول کی تابعداری سے ہے، اور امر ونواہی میں اور امر ونواہی وعظ سننے سے معلوم ہوتے ہیں، اور سوائے اس کے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جب کوئی دعوت کرتا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے مکان پر تشریف لے جا کر، کھانا تناول فرماتے تھے، تو بعد کھانے کے، اس گھر کے سب لوگ، نیز پڑوس کے سب مرد عورت، آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر، مسائل دینی دریافت کرتے تھے۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں ارشاد فرمایا کہ مرد سنیں، عورتیں نہ سنیں، بلکہ یوں فرمایا ہے: کہ علم دین کل مردوں اور عورتوں کو سیکھنا فرض ہے: طلب العلم فریضة علی کل مسلم و مسلمة۔

فائدہ: علمائے دین یوں فرماتے ہیں کہ اگر شوہر خود عالم ہو، تو شوہر پر فرض ہے کہ اپنی بیوی کو علم، یعنی مسائل دینی سکھلاوے، ورنہ بیوی کو علم دین کے سیکھنے کی اجازت دیوے۔

نہ اذن دے شوہر اپنی بیوی کو مگر سات جگہ، پہلی واسطے عیادت والدین اور ان کی تعزیت کے واسطے، اور دوسری واسطے ملاقات محارم اور ان کی عیادت کے، اور تیسرے دودھ پلانے کے لئے، اگر عورت قابلہ اور دائی ہو۔ چوتھے واسطے غسل میت کے اگر وہ غسالہ ہو، پانچویں واسطے طلب ایک حق کے کہ دوسرے پر ہو، چھٹے واسطے ادائے حق غیر کے کہ اس پر ہو، ساتویں حج اور طلب علم دین ضروری کیلئے: کذا فی المضمرات فی کتاب النفقات و عین العلم

فائدہ: ان عبارات (کی رو) سے عورت کو وعظ میں جانا اور دین سیکھنا واجب ہے۔ حدیث شریف میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے، کہ قرب قیامت کے ایسے دجال اور کذاب لوگ فتوی دیں گے کہ وہ نہ خود سمجھیں گے، بلکہ لوگوں کو گمراہ کریں گے، اور ایسی ایسی حدیثیں بیان کریں گے کہ جو تمہارے باپ دادوں نے [بھی] نہیں سنی ہوں گی۔ (رواہ مسلم)

فائدہ: جو شخص وعظِ شب کے سننے کو عورتوں کو منع کرتا ہے، وہ بھی انھیں لوگوں میں ہے، جن کی خبر رسول خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دی ہے، کیونکہ جتنے عالم اہل اسلام میں متقدمین سے متاخرین تک ہوئے، ناچ وغیرہ کو منع کرتے چلے آئے اور وعظ کے سننے سنانے کے فضائل بیان کرتے چلے آئے۔ اور یہ مولوی مانع، خدا اور رسول کا اور کل اجماع امت کا خلاف کرتا ہے، پس شخص ایسے کے کہنے کا خیال نہ کرے، یہ گمراہ کرنے والا ہے، جو کچھ ضرورت ہو، علماء حقانی

toobaa-elibrary.blogspot.com

سے دریافت کرلیا کرے اور مرد (و) عورت کو دل و جان سے وعظ سننا چاہئے۔ یہ وعظ سننا ہدایت ہے، اس پر اجماع امت کا ہے، ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

إن اللّٰہ لایجمع أمتی أو قال أمة محمدٍ علی ضلالة و ید الله علی الجماعة، و من شذّ شذّ فی النار. رواه الترمذی(۱)

ترجمہ: فرمایا نبی علیہ السلام نے ہرگز ہرگز اللہ پاک میری امت کو گمراہی پر جمع نہ کرے گا، اور اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے، اور جو جماعت سے جدا ہوا، آگ جہنم میں پھینکا جائے گا۔

فائدہ: علماء یوں فرماتے ہیں، کہ امت سے یہاں مراد اہل علم ہیں، یعنی اصحاب اور مجتہدین آنحضرت (ﷺ) نے فرمایا یہ گمراہی کی باتوں پر اتفاق نہ کریں گے، کیونکہ اس جماعت پر اللہ کی رحمت کا ہاتھ ہے، وہ ہمیشہ اللہ کی حفاظت میں رہیں گے اور جو کوئی ان سے جدا ہو کر، خلاف راستہ اختیار کرے گا، گمراہ ہو کر جہنم میں پڑے گا۔

رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اصحاب (کرام رضی اللہ عنہم) اور علماء امت محمدی، سب وعظ عورتوں اور مردوں کو سناتے رہے، آج تک کسی عالم حقانی نے منع نہیں کرا، اگر یہ گمراہی ہوتا تو اس پر اجماع کیوں ہوتا اور اجماع اس پر ہے کہ گھروں میں مسجدوں میں، سب جگہ مرد اور عورتوں کو وعظ سناؤ۔ اب جو اس کے خلاف کرتا ہے، قرآن وحدیث واجماع امت کا خلاف کرتا ہے اور رحمت کے ہاتھ سے نکل کر جہنم میں پڑتا ہے۔ یا اللہ اس مانع کو ہدایت دے اور کل اُمت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو، کہ تیرا اور تیرے حبیب کا دل وجان سے ذکر سنا کریں اور ہمیں عمل کی توفیق دے۔ آمین! جیسے کہ تو نے اپنے کلام [قرآن شریف] میں فرمایا ہے:

انما المؤمنون الّذین اذا ذُکر اللّٰہ وجلتْ قلوبُھم و اذا تلیتْ علیھمْ آیاتُہٗ زادتْھم ایماناً وّ علیٰ ربھمْ یتوکّلون. (الانفال: ۲)

بے شک وہ لوگ ہیں کہ جب یاد کیا جاتا ہے اللہ ڈر جاتے ہیں دل ان کے، اور جب پڑھی جاتی ہیں اوپر ان کے نشانیاں اس کی، زیادہ کرتے ہیں ان کا ایمان، اور اوپر پروردگار اپنے کے توکل کرتے ہیں۔

فائدہ: افسوس ہے اس مولوی پر کہ اس نے کچھ پڑھا ہے، یا جلاہوں کی طرح مومن کہلاتا ہے کہ، کہتا ہے کہ وعظ سن کر عورتیں بھاگ جاتی ہیں، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ قرآن سننے سے (عورتیں) بگڑ جاتی ہیں، اور پروردگار عالم یوں فرماتا ہے کہ شناخت ایمان والوں کی یہ ہے، کہ جب ان کے سامنے یاد کیا جاتا ہے، اللہ اس کے خوف سے ڈرتے ہیں،

(۱) مشکوۃ کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب و السنة، الفصل الثانی ص:۱۰۳ ج:۱، رقم الحدیث:۱۷۳، ت. رمضان بن احمد بن علی، مکتبة التوبة، دار ابن حزم ۲۰۰۳ء [نیز باب مذکور ص:۳۰ ج:۱ [کتب خانہ رشیدیہ دہلی نقل اصح المطابع ۱۳۷۵ھ]

وہ سب [illegible] ہیں تو اس [illegible] ہوں گی [illegible] کا وہ صحیح ہو گا
[illegible] ہے [illegible] حنفیہ بیان [illegible]

پس کا [illegible] جو [illegible]

[illegible]

الجواب صحیح [illegible] وعظ [illegible] ہے [illegible]

[illegible] صاحب [illegible] تا ہے

یا ایہا الذین آمنوا قوا انفسکم واہلیکم [illegible]

نارا [illegible] التحریم ۶

[illegible]

[illegible]

[illegible] واللہ تعالیٰ اعلم

محمد [illegible]

یہ سب عبارت [illegible] صحیح [illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ نے

فعظوہن واہجروہن [illegible]

یہاں اللہ نے صاف فرمایا ہے [illegible]

عورتوں کو وعظ سنانا [illegible]

اللہ نے واہجروہن فرمایا [illegible] جو شخص وعظ سے منع [illegible] کا منکر ہے [illegible] حافظ [illegible]

حال [illegible] صاحب مظفر نگری [illegible]

(۷۸۲) وعظ کے بعد دعا اور مصافحہ میں حرج نہیں **مسئلہ** [illegible] بعد وعظ کے [illegible]

کچھ مضائقہ نہیں، بعد عمل [illegible] کے دعا مستحب ہے اور مصافحہ رخصت [illegible] کے وقت [illegible] بعد وعظ کے کرتے
ہیں، یہ بھی جائز ہے۔ (مجموعہ فرخ آبادی [illegible])

علم اور تعلیم سے متعلق چند مسائل واحکام

(۷۸۳) علم سے مراد علم دین ہے، طلب علم سے اسی کی ترغیب دی گئی ہے: علم (سے) مقصود

علم دین ہے جس کا نتیجہ علم دین کا

قال الله تعالى: إنما يخشى الله من عباده العلماء، الآية (الفاطر،۲۸) — اللہ سے ڈرتے وہی ہیں اس کے بندوں میں، جن کو سمجھ ہے۔ (ترجمہ شیخ الہند)

وقال تعالى: يرفع الله الذين آمنوا منكم والذين أوتوا العلم درجات. (المجادلة:۱۱) — اللہ تعالیٰ تم میں سے ان لوگوں کے جو ایمان لائے ہیں اور جن کو علم دیا گیا ہے، درجے بلند کرے گا۔ (ترجمہ شیخ الہند)

ان دونوں آیت میں صاف ظاہر ہے کہ [علم سے] علم دین مراد ہے، کیونکہ خشیت حق تعالیٰ کی علم دین سے حاصل ہوتی ہے نہ علوم دنیوی سے، اور رفع درجات عند اللہ تعالیٰ بھی دین کے علم سے حاصل ہوتی ہے، نہ تحصیل علم دنیا سے۔ بلکہ علوم دنیا سے غفلت اور معصیت پیدا ہوتی ہے اور موجب بعد کا ہوتا ہے، کما لایخفی

علیٰ ہذا جہاں جہاں تمام قرآن شریف میں اگر علم مطلوب کا آیا ہے وہاں علم دین ہی مراد ہے اور بس

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: طلب العلم فريضة على كل مسلم الحديث(۱) — فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ علم کا سیکھنا ہر مسلمان کے لئے فرض ہے۔

وقال أيضاً: من خرج في طلب العلم فهو في سبيل الله (۲) الحديث — نیز فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو علم حاصل کرنے کے لئے [اپنے گھر اور وطن سے] نکلا، وہ اللہ کے راستہ میں ہے۔

ان دونوں حدیثوں میں بھی مراد علم سے علم دین کا ہی ہے، کیونکہ طلب کا فرض ہونا اور طالب کا فی سبیل اللہ ہونا، دین

---

(۱) سنن ابن ماجہ ص ۲۰ باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم [مطبع فاروقی دہلی] سنن ابن ماجہ ج ۱ ص ۱۵ رقم الحدیث ۲۲۴

سنن الترمذی ... ۲۳۰ ... مشکوۃ ج ۱ ص ۳۴ اصح المطابع رشیدیہ دہلی ۱۳۷۵ھ، مشکوۃ فصل مذکور ج ۱

ص ۳۰ ... مکتبہ النبویہ ... رمضان ... ۲۰۰۳ء

(۲) ... کتاب العلم الفصل الثانی ص ۳۴ جلد ۱ [مکتبہ رشیدیہ اصح المطابع دہلی ۱۳۷۵ھ]

... حدیث ۲۲۰ ... احمد ... ۲۰۰۳ء ... (ٹائپ پوری)

toobaa-elibrary.blogspot.com

کی وجہ سے ہی ہوتا ہے، نہ بوجہ تحصیل متاع دنیا کے۔ کہ حب متاع دنیا کو شارع نے. رأس كل خطيئة فرمایا ہے۔(۱) پس جو شے کہ سر جملہ گناہوں کا ہو، وہ کس طرح فرض اور فی سبیل اللہ بن سکتا ہے۔ اور علی ہذا جس قدر احادیث فضل اور تحصیل علم میں وارد ہیں، سب میں مراد علم دینیات کا ہی ہے۔ اور بس! اور ہرگز نہیں اس سے علم تحصیل دنیا کا مراد نہیں، اور وہ حدیث جو زبان زد ہے:

اطلبوا العلم و لو كان في الصين۔(۲) ترجمہ: علم کو حاصل کرو، چاہے وہ چین میں ہو۔

بشرط ثبوت کے، اس سے بھی علم دین ہی مراد ہے، کیونکہ قدر ما یحتاج دنیا تو ہر بلد و قریہ میں حاصل ہے، پس اس قدر مشقت کہ تا بہ چین، اس کی تحصیل کے واسطے مشقت اٹھانا فرض ہو، ہرگز کوئی عاقل نہیں کہہ سکتا کہ دنیا کے واسطے امر ہووے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود رکوب بحر کو، بوجہ مشقت کے، تحصیل دنیا کے واسطے نازیبا ارشاد فرماتے ہیں۔ لقولہ علیہ السلام:

لايركب البحر إلّا حاجٌ (۳) ترجمہ: حج کرنے والے کے علاوہ کوئی دریا کا سفر نہ کرے۔

پس أطلبوا کا لفظ جو فرض طلب پر دال ہے، بوجہ امر کا صیغہ ہونے کے، تحصیل متاع دنیا کے واسطے مشقت سفر کو کب فرض کر سکتا ہے، سو خلاف عقل و نقل کے ہے۔ بہر حال اس سے مراد وہ ہی علم ہے، جس کو فرمایا کہ:

طلب العلم فريضة على كل مسلم ترجمہ: علم کا حاصل کرنا ہر ایک مسلمان پر فرض ہے۔

جس کو علم دین کہتے ہیں نہ کہ علم دنیہ کا، اور یہ روایت کتب طب کہ.

العلم علمان الخ اولاً یہ حدیث ہی نہیں۔(۴) بعد تسلیم و فرض اس کے حدیث ہونے کے، وہ خود تفرقہ کرتی ہے

---

(۱) یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت حسن بصری سے مرسلا روایت کی ہے (مشکوۃ كتاب الرقاق فصل ثالث ص ۴۴۴ ج ۲ نقل اصح المطابع دهلی: ۱۳۷۵ھ | نیز مشکوۃ شریف ص ۱۹۳۸ ج ۳۔ رقم الحدیث: ۵۲۱۳ ت رمضان بن احمد | مکتبۃ التوبۃ، دار ابن حزم ۲۰۰۳ء | نور |

(۲) یہ حدیث نہیں کسی کا مقولہ ہے۔ ابن حبان نے اس کو باطل کہا ہے اور ابن جوزی نے موضوعات میں شمار کیا ہے اور بیہقی اور خطیب وغیرہ نے اس کو روایت کیا ہے اور مزی نے اس کو حسن لغیرہ قرار دیا ہے (كشف الخفاء، ص: ۱۳۸، ج ۱ | دار احياء التراث العربي بيروت | حديث ۳۹۷ | نور |

(۳) عن عبد الله ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يركب البحر الا حاج او معتمر او غاز في سبيل الله فان تحت البحر نارا او تحت النار بحرا

بذل المجهود عكس طبع قديم ص ۴۰۵، ج: ۳ | سهارنپور | بذل المجهود شرح ابو داؤد، باب مذو ص ۲۹ جلد ۹ | ت مولانا تقی الدين الندوی المظاهری | اعظم گذه. ۲۰۰۶ء، ۱۴۲۷ھ

ابوداؤد، کتاب الجهاد، باب فی رکوب البحر ص: ۲۰۵ جلد: ۳ رقم الحديث: ۲۴۸۱ ت شيخ محمد عوامه | مؤسسة الريان، بيروت ۲۰۰۴ء |

نیز مشکوة كتاب الجهاد ص ۱۴۶۴ ج ۳. رقم الحديث: ۳۸۳۸ | مكتبة التوبه بيروت: ۱۴۲۳ھ | نور |

(۴) یہ حدیث ہی نہیں حافظ ابن حجر نے اس کو موضوع کہا ہے اور سیوطی نے کتاب الطب کے شروع میں اس کو امام شافعی رحمہ اللہ کا مقولہ قرار دیا ہے۔ پوری عبارت ہے العلم علمان: علم الأديان وعلم الأبدان (کشف الخفاء ۲ / ۸۲ حدیث ۱۷۶۵) | دار احياء التراث العربی ۱۳۵۱ھ | نور |

toobaa-elibrary.blogspot.com

کہ علم تو منقسم ہیں اور علم ابدان جو فن طب ہے، علم دین سے جدا ہے۔ کیونکہ مرفوع دوسری نوع سے متباین اور ضد ہوتی ہے۔ بہرحال علم ابدان کا، علم دین کا غیر اور ضد ہونا اس سے واضح ہو گیا اور بالا واضح ہو گیا کہ جس علم کی تحصیل کا حکم ہے، وہ علم دین کا ہی ہے۔ فقط

سو معلوم واضح رہے کہ جہاں علم دین کا اطلاق ہووے گا، وہاں دوسرے کسی علم کا دخل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ہر نوع متباین ہوتی ہے، پس نصوص قرآن شریف اور احادیث سے واضح ہوا کہ علم معتبر عند اللہ تعالیٰ وعند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عرف شرع شریف میں علم دین ہی ہے۔ اور عرف عام وخاص اہل اسلام میں قدیم وحدیث، یہی ہے کہ جب علم کا لفظ بولتے ہیں اور عالم کسی کو کہتے ہیں، تو اس سے مراد علم دین اور عالم علوم دینی کا ہی مراد ہوتا ہے، نہ ریاضی وطب وفلسفہ، کہ ان علوم کو کوئی بھی علوم نہیں جانتا، نہ ان کے واقف کو عالم کہتا ہے۔

خود واضح ہو گیا کہ جو وقف بتعلیم علم کے واسطے کسی اہل اسلام نے کیا ہے، تو غرض اس کی حسب اصطلاح شرع وعرف عام وخاص قوم اہل اسلام کے علوم دینیہ ہی مراد ہوتی ہے، اگرچہ صراحتاً علم دین کا نام نہ لیا ہو، چہ جائیکہ تصریح ہو، کیونکہ قاعدہ تمام امت کا ہے المعروف کالمشروط لہٰذا مصرف اس وقف کا خاص علوم دینیہ کا ہونا، منصوص ہو گیا۔ قال فی الدر المختار:

شرط الواقف کنص الشارع، أی فی المفهوم و الدلالة و وجوب العمل به(۱)

پس صرف کرنا اس کا سوائے علوم دینیہ اور مبادی علوم دینیہ کے، کسی علم دنیا میں کسی وجہ سے درست نہ ہوگا، کیونکہ علوم دنیا ضد اور غیر علوم دینیہ کا ہے، اور جب ظاہر ہو کہ نص واقف کی مثل نص شارع کے ہے، کہ تبدیلی اس کی ہرگز درست نہیں۔ قال (فی) رد المحتار

فإذا قال وقفت علی الأولاد الذکور یصرف إلی الذکور، بحکم المنطوق وأما الاناث فلا یعطی لهن، لعدم ما یدل علی إعطائهن الخ (۲)

اس سے ظاہر ہوا کہ ذکور کی قید سے دوسری نوع اولاد کا رفع ہو گیا، اور اس پر صرف اس وقف کا ناجائز ہوا، اور نیز درمختار میں ہے:

---

(۱) الدر المختار کتاب الوقف ج ۴ ص ۴۵۰ فصل یراعی شرط الواقف فی اجارته فروع مهمة (نور)

(۲) رد المحتار کتاب الوقف مطلب لا یعتبر المفهوم فی الوقف ج ۴ ص ۴۰۴ (مطلب فی ...) ہیر شامی ج ۴ ص ۴۳۳ دار الفکر بیروت ۱۳۹۹ھ (نور)

وان اختلف احدهما بان بنی رجلان مسجدین او رجل مسجدًا و مدرسة و وقف علیهما أوقافًا لایجوز له ذلك(۱) و من اختلاف الجهة ما اذا کان الوقف منزلین احدهما للسکنی و الآخر للاستغلال لایصرف احدهما للآخر (۲) الخ

ان روایات سے بھی واضح ہوگیا کہ اختلاف جہت میں صرف کرنا درست نہیں، چہ جائیکہ ایک دوسرے کی ضد ہو۔ پس ثابت ہوا کہ وقف برائے علوم دینیہ کو تعلیم زبان انگریزی یا دیگر علوم دنیا میں صرف کرنا قطعی احدیث سے مقتضی، نحوی ہے، اور فقہاء کی عبارات سے ممنوع و ناجائز ہوگیا۔ اب ایسے کوئی عاقل کہہ سکتا ہے کہ وقف علوم دینیہ و تعلیم زبان انگریزی پر صرف کرنا درست ہی نہیں، بلکہ بداہتہ معلوم ہوا کہ سخت ناجائز اور ناجائز ہے۔ اور یہ تصور کرنا کہ علوم انگریزی پڑھ کر ترقی مسلمانوں کی ہووے گی اور پھر اس کے ذریعہ سے دین حاصل کریں گے۔

اولاً یہی قاعدہ غلط ہے کہ ترقی دنیا سے ترقی دین کی حاصل ہوتی ہے، کیونکہ دنیا و دین باہم دونوں ایک دوسرے کی ضدیں ہیں۔ اشتغال دنیا، باعث خرابی آخرت کا ہے، اور یہ مسئلہ بدیہی مسلمہ تمام عقلاء کا ہے، کہ اور دنیا غفلت دینے والی آخرت ورعلم آخرت کی ہے اور مشغول کرنے والی کمالات وعلوم اخرویہ کی ہے۔

ثانیاً خود ظاہر ہے کہ جب سرکار نے تمام ہندوستان میں مدارس انگریزی جاری کردیئے ہیں، کہ ہر شریف ورذیل، ہندو و مسلمان، مدارس میں داخل ہوکر، ہزار ہا سے تجاوز کرکے لکھوکھا (لاکھوں) کو نوبت پہنچی ہے کہ پاس مدرسہ حاصل کئے ہوئے ہیں، اور اعلیٰ درجہ کے پاس بھی قریب لاکھ آدمی حاصل کئے ہوئے موجود ہیں، چنانچہ اخبارات سے یہ امر واضح ہے اور وہ عہدہ کہ موجب ترقی کا ہو، تمام ملک مشرقیہ و مغربیہ ہندوستان میں، پانچ چھ ہزار سے زیادہ نہیں اور وہ سب مامور ہیں اور قریب لاکھ آدمی کے، ان کے امیدوار ہیں، اور آئندہ کو ہر سال میں دو تین ہزار آدمی دیگر تیار ہوتے جاویں گے۔

اب خیال کرنے کی جائے ہے کہ اس قدر ہنود اور رذال میں شرفا مسلمان کس قدر ہیں، اور کیا نسبت رکھتے ہیں، اور مسلمانوں کو کس قدر عہدہ پانے کی نسبت اور امید ہے، آیا ہزار میں ایک کو امید ملنے کی ہے، یا نہیں، پھر اس حال پر کیا توقع کوئی مسلمان عاقل کرتا ہے، کہ ہم کو عہدہ انگریزی دانی سے مل کر، ترقی قومی حاصل ہووے گی۔ جو کام انگریزی داں کا سابق یام میں سو روپیہ میں ہوتا تھا اور بدقت اس کا واقف ملتا تھا، اب پانچ روپیہ میں اس کام کے ماہر صد ہا التجا کر کے، دینے کو موجود ہیں، اور اعلیٰ درجہ کے پاس والے، مزدوری چھ آنہ روز کو، مارے مارے پھرتے ہیں، ایک چپراسی پانچ روپیہ کے مشاہرہ پر، سو سو مدد

---

(۱) الدر المختار کتاب الوقف ج ۱ ص ۳۸۰ [عکس مجتبائی ۳۳۲ ھ] (نور)

(۲) رد المحتار کتاب الوقف، مطلب فی نقل انقاض المسجد ج ۳ ص ۴۰۳، مجالس علمی بیروت ج ۳ ص ۳۶۱۰ [دار الفکر بیروت ۱۳۸۶ھ] (نور)

toobaa-elibrary.blogspot.com

[illegible] کوئی ترقی نہیں ہے۔ [illegible]
[illegible] گھر کی دولت فیس وخوراک میں [illegible] تعلیم انگریزی [illegible] پیشہ ترک کرنے [illegible] سے تا ابد مخض اور محروم رہے، اور بسبب کثرت [illegible] والوں کے روزگار بھی ان کو [illegible] دین کی تعلیم سے بھی [illegible] ترقی دنیا سے محروم ہوئے۔ تو [illegible] قدر حسر الدنیا و الدین کا مصداق وہ ہو رہے ہیں۔ [illegible] افسوس ہے کہ اس امر مشاہد [illegible] آنکھوں سے نہیں دیکھتے اور [illegible] خواب غفلت میں ہیں اور ترقی دنیا کا خواب خیال باندھ رہے ہیں۔

[illegible] تعلیم علوم انگریزی میں سب ترقی [illegible] مسلمانوں، بلکہ تمام اہل ہندوستان [illegible] واضح ہے، اگر ذرا بھی غور کوئی عاقل کرے [illegible] سرکاری [illegible] ترقی [illegible] کروڑ روپیہ کا [illegible] روپیہ [illegible] مخزانہ بچت کی بچت رہتا ہے [illegible] امید [illegible] تخفیف اور ہندوستان کی [illegible] کا بھی [illegible] ہے۔ [illegible] حالت میں تعلیم انگریزی میں ترقی [illegible] مسلمانوں [illegible] کا مصرف [illegible] پیدا [illegible] روزگار [illegible] عجیب اور فکر غریب ہے۔ [illegible]

(مجموعہ کلاں ص ۱۸۹-۱۹۱)

(۷۸۴) منطق وفلسفہ کی تعلیم ناپسندیدہ ہے:

مسئلہ: تعلیم [illegible] ناپسند ہے۔ (۱) [illegible] [illegible] ہیولیٰ وصورت [illegible] ہیولیٰ وصورت سے کیا مطلب ہے۔ ابطال قیامت [illegible] ہے؟ ان عقائد فاسدہ کو ذہن سے نکالنا موجب ظلمت ہے۔ [illegible] اور شبہات [illegible] پختہ کرنا [illegible] ہے، گو ان میں عقیدہ نہیں، [illegible] عقیدہ [illegible] ہے۔ [illegible] تعلیم [illegible] مدرسہ [illegible] اور عقیدہ [illegible] تثلیث وغیرہ ہو، [illegible] بطلان مذہب فلاسفہ [illegible] اس کو پڑھنے کی ضرورت تھی کہ مطلع [illegible]؟ [illegible] غلط ہے [illegible]

(مکتوب [illegible] خلیل احمد مکتوب ۳۶)

(۷۸۵) عورتوں کو پڑھنا لکھنا سکھانا اور انگریزی اسکول میں پڑھانے کا حکم؟

سوال: کیا [illegible] علماء [illegible] اور [illegible] شعور ادام الله فیوضهم الی یوم النشور مسائل مفصلہ ذیل میں

[illegible] تعلیم [illegible] ہے کیونکہ جب [illegible] مشہور کتاب [illegible] مقصد [illegible] ہے [illegible] مقصد [illegible] ہو گیا ہے [illegible]
([illegible])

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۱) تعلیم کتابت واسطے نساء کے اس زمانہ پر فساد میں، کہ قبائح اور مفاسد اس کے اہل دانش پر کالمشاہدہ ہیں، مکروہ ہے، تحریما، یانہیں؟

(۲) تعلّم وکتابت وغیرہ مراہقات اور بالغات کا، بغیر حجاب کے، غیر محرم مرد بالغ سے کیسا ہے؟

(۳) منع نسوانِ زمانِ ہذا کا تعلیم کتابت سے، موافق قول محقق جلال الدین دوانی کے، کماذکرہ فی اخلاق جلالی (۱) قرین مصلحت ہے، یانہیں؟ بینوا توجروا

جواب: اس زمانہ میں تعلیم کتابت کا عورتوں کو مکروہ ہے تحریما بے شک، اور مراہقہ اور بالغہ مرد نامحرم بالغ سے بے حجاب ہونا، اگرچہ تعلیم وکتابت کے واسطے ہو حرام ہے، اور منع کرنا عورتوں کو ایسے کام سے ضرور ہے، فقط۔

واللہ تعالیٰ اعلم — کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد

درجہ بالا فتویٰ با تصدیق جناب عبدالرحمن (غالبًا مولانا قاری عبدالرحمن پانی پتی) کے فتویٰ کے آخر میں درج ہے، جو صواعق الملک الدیان علی من اباح الکتابۃ لنساء الزمان ص ۱۶۵-۱۶۳ تالیف مولوی نجف علی خان ابن مولوی نظام علی خان (مؤلفہ ۱۳۰۵ھ مطبوعہ مطبع احمدی بمبئی: ۱۳۰۵ھ) کے حوالہ سے زیر نظر مجموعہ فتاوی کے ضمیمہ میں درج ہے۔

(۷۸۶) انگریزی کا سیکھنا پڑھنا اس وقت جائز ہے، جب؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں: کہ انگریزی بغیر داخل ہونے کے کسی مدرسہ میں، بقصد روزگار اور فکر معاش کے پڑھنا، یا گورنمنٹ اسکول میں کہ اس میں انجیل پڑھائی جاتی تھی، داخل ہوکر، یا مشن اسکول میں یعنی پادریوں کے مدرسہ میں، کہ اس میں ہر ایک طالب علم کو جبرًا انجیل پڑھاتے ہیں، داخل ہوکر، قصدًا انگریزی اور تبعًا انجیل پڑھنا، ان سب صورتوں میں جائز ہے، یا حرام، یا مکروہ؟ علی التقید الثالث قید تحریمی تنزیہی درکار ہے۔ بینوا توجروا

جواب: انگریزی زبان کا سیکھنا مباح ہے، نفس تعلیم زبان میں کوئی معصیت نہیں، مگر امر مباح اختلاط غیر مشروع سے ناجائز ہوجاتا ہے۔ بقولہم:

اذا اجتمع الحلال و الحرام غلب الحرام (۲)

پس انگریزی زبان کا خارج مدرسہ میں سیکھنا، بشرطیکہ کوئی ممنوع شرعی اس کے ساتھ نہ ہو، مباح ہے، اور اسکول میں داخل ہوکر پڑھنا ممنوع ہے۔ کیونکہ فی زمانناد خول مدرسہ میں التزام لباس وزی انگریزی کا اور اختلاط کفرۃ (و) فسقہ اور

---

(۱) علامہ دوانی نے لکھا ہے: "وہنرہائے لائق آموخت واز خواندن ونوشتن بکلی باید منع کرد" اخلاق جلالی ص ۲۱۴، مطبع منشی نول کشور لکھنؤ ۱۳۰۶ھ/۱۸۸۹ء؛ مگر یہ شرعی حکم نہیں ہے اور اس دور میں اس پر عمل کرنا یا نقل غلط ہے۔ وبضدھا تتبین الاشیاء [نور]

(۲) الاشباہ والنظائر لابن نجیم الفن الاول، النوع الثانی. القاعدۃ الثانیۃ ص ۱۰۹ جلد اول، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء [نور]

toobaa-elibrary.blogspot.com

... ضروری ہے، ورنہ موجب حرام ہیں۔ مثلاً انجیل کا پڑھنا، کیونکہ کلمات کفر کا زبان سے نکالنا، اگرچہ عقیدہ نہ ہو، حرام ہے۔ قال اللہ تعالیٰ

فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین تو مت بیٹھ، یاد آ جانے کے بعد، ظالموں کے ساتھ
سورۃ انعام، آیت ۶۸ (ترجمہ شیخ الہند)

و فی الحدیث من تشبہ بقوم فھو منھم (۱) الحدیث

و من کثر سواد قوم فھو منھم (۲) الحدیث

قال فی رد المحتار و الحاصل ان من تکلم بکلمة الکفر ھازلاً أو لاعباً، کفر عند الکل و لا اعتبار باعتقاده، کما صرح به فی الخانیة

و من تکلم مخطئاً أو مکرھاً لایکفر عند الکل، و من تکلم بھا عامداً عالماً کفر عند الکل و من تکلم بھا اختیاراً جاھلاً بانه کفر ففیه اختلاف (۳) الخ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مجموعہ کلاں ص ۱۲۶، ۱۲۷)

(۷۸۷) انگریزی پڑھنا برائے روزگار؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ انگریزی پڑھنا بغرض روزگار، اس طرح کہ ان کے مذہب میں داخل نہ ہو، یہ جائز ہے، یا نہیں؟ اور اگر کوئی ماسٹر ایسا ہو کہ انجیل بھی ضرور پڑھاوے اور اپنے مذہب کی خوب تائید کرتا ہو، اس ماسٹر سے پڑھنا جائز ہے، یا نہیں؟ بینوا توجروا

جواب: غیر زبان سیکھنا جائز ہے، تا وقتیکہ کوئی امر حرام عارض نہ ہو، مدرسہ میں اگر سیکھے تو بھی جائز ہے۔ اگر مدرس یا ماسٹر ایسا ہو تو جائز نہ ہوگا، اگرچہ ان کا عقیدہ ایسا نہ ہو۔ لقوله علیه الصلوة والسلام.

من تشبه بقوم فھو منھم (۴) الحدیث جو کسی قوم کی مشابہت اختیار [اور پسند] کرے، وہ انہی میں سے ہے۔

سو غیر زبان ایسی صورت میں کہ تشبہ ہوتا ہو، کیوں کر جائز ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مجموعہ کلاں ص ۳۶)

---

(۱) مشکوٰۃ، کتاب اللباس، الفصل الثانی ص ۳۷۵ [illegible] باب ذم [illegible] ص ۶۳۵ جلد چہارم [illegible] حدیث ۳۳۳ [illegible] مکہ مکرمہ [illegible] ۲۰۰۳ء

(۲) کتاب الزهد والرقائق لابن المبارك، ویلیه الزهد لنعيم بن حماد، باب استماع اللهو ص ۔ ۔ [illegible] ۳۸۵ ص ۹۲۶ [illegible]

(۳) رد المحتار، کتاب الجهاد، باب المرتد، مطلب فی ما یشک فی انه ردة لا یحکم بها [illegible] ۳۸۵ [illegible]

(۴) مشکوٰۃ [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

تقلید اور عدم تقلید کی شرعی حیثیت

(۷۸۸) عوام کیلئے کسی ایک امام کی تقلید ضروری ہے: سوال: تقلید ائمہ اربعہ میں سے کسی خاص کی کرنا واجب نہیں، اور قول کسی امام خاص کا ماننا، جو وہ مخالف قرآن اور حدیث اور قول صحابہ کے ہو، اور حقیت رجوع اس پر کیسا ہے۔ بینوا توجروا

جواب: تقلید ایک امام کی درست ہے، اور عوام کو بسبب خلاف اور فساد فتنہ کے ایک کی تقلید واجب ہے۔ اور یہ کہنا کہ یہ قول فلاں امام کا مخالف قرآن وحدیث کے ہے، کسی جاہل یا کم پڑھے کا ہے، نہ ماننا چاہئے۔ ائمہ نے جو کچھ فرمایا ہے، قرآن وحدیث واقوال صحابہ سے ہی استخراج کیا ہے، اس کے فہم کو بھی عقل اور علم کامل درکار ہے۔ کم بات کچے پڑھے ہوئے کہتے ہیں، اہل علم جانتے ہیں کہ سب ائمہ نے موافق قاعدہ شرع مسئلہ فرمایا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر رشید احمد عفی عنہ گنگوہی

(مجموعہ کلاں ص ۱۶۷)

(۷۸۹) اس وقت ایک امام معین کی تقلید ضروری ہے: سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسائل ذیل میں [کہ] تقلید معین ایک امام کی، ائمہ اربعہ رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے درست ہے یا نادرست، بصورت اول واجب ہے یا جائز، بصورت ثانی شرک ہے، یا بدعت؟

جواب: تقلید ایک امام معین کی درست ہے اور جائز بلا تردد، اور مامور بہ حق تعالیٰ ہے:

فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ الخ (النحل-۴۳) ترجمہ سو پوچھو یاد رکھنے والوں سے۔ (ترجمہ شیخ الہند)

اس آیت میں قید نہیں کہ ایک عالم سے معین کر کے مت پوچھو، بلکہ عام حکم ہے، خواہ ایک عالم سے پوچھ کرو، خواہ بہت سے علماء سے، مگر جب بہت [سے] علماء سے پوچھتے ہیں اور جگہ جگہ سے پوچھتے پھرتے ہیں، کوئی فساد اور فتنہ یا نقصان آوے، تو اس وقت ایک عالم سے پوچھنا واجب ہو جاتا ہے، جس کو تقلید یک کی کہتے ہیں، اس واسطے کہ جو امر موجب فساد کا ہو، اس کا ترک کرنا واجب ہے۔ لقولہ تعالیٰ:

اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ، الآية (الشوریٰ-۱۳) یہ کہ قائم رکھو دین کو اور اختلاف نہ ڈالو اس میں۔ (ترجمہ شیخ الہند)

toobaa-elibrary.blogspot.com

پس یہی حالت میں جو ان کا ہے، تقلید ایک مجتہد کی واجب ہے، اگرچہ در اصل جائز تھی۔ پس ایسے امر کو در اصل جائز ہو، مطلق اور بعد منع عارض کے، جب ہوئی شرعی بناخت سے دیتی ہے حق تعالیٰ ان کو ہدایت فرمادے۔ آمین

کتبہ احقر رشید احمد عفی عنہ گنگوہی (مجموعہ کلاں ص ١٩٦)

(٧٩٠) عوام کے لئے تقلید ائمہ اربعہ ضروری ہے: **سوال:** کیا فرماتے ہیں دین آسمان اسلام کے علماء اور اہل شریعت محمدی کے فقہاء کہ عامی مومن جو مجتہد نہ ہو تقلید امور کی تکمیل ہدایت شرعی میں علمائے وقت سے تحقیق کرے، یا فروع و اصول مسائل میں مذہب معین کسی ایک مذہب پر چلے، اور تقلید اور اتباع دونوں امر واحد ہیں، یا دو امر الگ الگ معنی ہیں؟ براہ عنایت چاروں مذاہب اسلام میں سے کسی دلیل سے جواب ملے۔ بینوا توجروا

جواب: حامداً ومصلیاً عامی کو کسی عالم محقق متدین سے پوچھنا کافی اور فرض امر سوال سے ادا ہو جاتا ہے، خواہ ایک ہی عالم سے پوچھ کرے، خواہ متعدد علماء سے، اور خواہ ایک مذہب معین کے علماء سے، خواہ مذاہب متعددہ کے، لقولہ علیہ السلام:

أولم یکن شفاء العي السؤال الحدیث (١) ۔ ترجمہ: کیا بیماری کی دوا سوال نہ تھی۔

کہ اس میں سوال مطلق ہے کوئی قید نہیں، اور تعمیل مطلق میں جس فرد مطلق پر عمل ہووے گا ادائے فرض حاصل ہو جاتا ہے۔ پس اصول عقائد و اخلاق میں تو تمام علماء کا اتفاق ہے۔ اس میں تو سب متفق ہیں اور فروع مسائل میں جوابات مختلف ہیں، پس فروع میں چند متعدد علماء سے مذاہب سے سوال کرنا درست ہے، خصوصاً احوط کا تحقیق کرنا، مگر حسب مشاہدہ زمانہ موجودہ کے یہ بھی محقق ہے کہ عامی کو متعدد مذاہب کے علماء سے سوال کرنے میں، بتلا مرض تلهی فی الدین کا ہو جاتا ہے اور اپنے دین میں تن پرست، اور یہ ممنوع اور معیوب علت خرابی کی ہے، ایک روز حرام ایک مرتا، دوسرے دن محلل ہی کا، تو مصداق قولہ علیہ الصلوۃ والسلام:

یلعب بکتاب اللہ الحدیث (٢) ترجمہ: کیا کتاب اللہ (قرآن کریم) سے کھیل کرتے ہو۔

---

(١) سنن ابی داؤد عن ابن عباس ص ٤٣ باب فی المجروح یتیمم المطبعة فاروقی دهلی، سنن ابن ماجه ج ١ ص ٣٦٢، رقم الحدیث ... شعب الایمان للبیهقی ... ١٤٣٠هـ (...)

(٢) عن محمود بن لبید: أیلعب بکتاب اللہ وأنا بین أظهرکم، مشکوۃ کتاب النکاح باب الخلع و الطلاق الفصل الثالث ص ٢٨٤ ج ٣ رقم الحدیث ٣٢٩٢ ... مکتبة ... ٢٠٠٣، ایضاً مذکور ص ٢٨٤ ... رشیدیه دهلی ... الطبع ... و النسائی کتاب الطلاق باب الثلث المجموعة وما فیه من التغلیظ ص ٨١٨ ت صدقی جمیل العطار، دار الفکر بیروت ١٤٢٥هـ (نور)

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہو جاتی ہیں۔ لہذا عامی کو مذہب معین سے سوال جملہ مسائل کا حاصل ہونا ضرور ہوا۔ بہت سی باتیں فی حد ذاتہ جائز اور مباح ہیں مگر بوجہ فساد کے ترک کی جاتی ہیں، جیسے ترک قواعد فی بنیاد الکعبہ، بہت نظائر اس کے شرع میں موجود ہیں، اسی واسطے نووی شرح مسلم میں فرماتے ہیں

وفي هذا الحديث دليل لقواعد من الأحكام، منها إذا تعارضت المصالح أو تعارضت مصلحة ومفسدة، وتعذر الجمع بين فعل المصلحة وترك المفسدة بدئ بالأهم، لأن النبي صلى الله عليه وسلم أخبر أن نقض الكعبة وردّها إلى ما كانت عليه من قواعد إبراهيم صلى الله عليه وسلم مصلحة ولكن تعارضه مفسدة أعظم منه، وهي خوف فتنة بعض من أسلم قريبا الخ (١)

اور اسی سبب سے شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں

إن هذه المذاهب الأربعة المدونة المحررة، قد اجتمعت الأمة أو من يعتد به منها على جواز تقليدها إلى يومنا هذا، وفي ذلك من المصالح ما لا يخفى (٢)

الحاصل امر جائز کو بوجہ کسی مفسدہ کے ترک کرنا متفق علیہ ہے اور نصوص سے ثابت ہے، اور ہر شخص عام سے سوال کرنا اور اختلاف جو سننا موجب مفسدہ کا ہے، لہذا بایں وجہ ایک مذہب کے علماء سے عامی کو سوال کرنا ضرور[ی] ہوا، اور جس نے خلاف اس کے کہا ہے تو وہ علماء کی نسبت کہا ہے، ان علماء کی نسبت کہ تمیز صحت وسقم کی رکھتے ہیں اور استنباط پر قادر ہیں، نہ عامی کی نسبت، کہ عامی کو تمیز وعلم دونوں مفقود ہیں، اور اکثر علماء ہمارے زمانہ کے بھی عامی کے حکم میں ہیں۔ در اتباع اور تقلید کے معنی مراد ایک ہیں، کیونکہ اتباع کے معنی کسی کے پیچھے چلنا ہے لغت میں، اور مراد اس سے کسی کے قول وفعل کو ماننا و اس کے موافق عمل کرنا ہے، اور تقلید کے معنی گردن میں قلادہ ڈالنا اور مراد اس سے کسی کے قول وفعل کو ماننا و اس کے موافق عمل کرنا [ہے]۔

سو اتباع تو جیسے فقہ میں مطلق کسی کی تابعداری ہے، ایسا ہی اصطلاح وعرف میں بھی مطلق ہے، کہ خواہ وہ شخص متبوع رسول ہو، یا قرآن یا اجماع یا شخص واحد، سوائے آپ کے، (۳) پھر اس کا قول مدلل ہو یا غیر مدلل۔

---

(١) نووی شرح مسلم شریف کتاب الحج باب نقض الکعبۃ وبنائها ص ٤٢٩، جلد اول، مطبع مجتبائی، دهلی ١٣١٩ هـ] (نور)

(٢) حجۃ اللہ البالغہ ص ١٥٩ ج ١۔ (طبع اول بریلی ١٢٨٦ھ) حجة الله البالغة، تتمة فصل في المسائل التي ضلت في بواديها الأفهام حكم التقليد والرد على ابن حزم ص ٣٣٢-٣٣٣ جلد ١ [ط: مفتی سعید احمد پالن پوری، مکتبہ حجاز، دیوبند] (نور)

(٣) تو یہ سوائے آپ کے یہ استثناء اس لئے کیا ہے، شاید سائل غیر مقلد ہے، واللہ اعلم۔ (پالن پوری)

toobaa-elibrary.blogspot.com

یعنی تقلید اصطلاح علماء میں خاص ہے اس معنی میں، کہ کسی ایسے شخص کے قول پر عمل کرنا کہ اس کا قول حجت نہیں، یعنی کوئی مجتہد، یا عالم ہو، پس اگرچہ تقلید بھی لغت میں عام تھی مثل اتباع کے، مگر جب اصطلاح خاص ہوگئی ہے کہ عمل کتاب وسنت و اجماع پر، اطلاق تقلید کا اصطلاح نہیں ہوتا، اگرچہ تقلید لغۃً عام و مطلق تھی، پس حسب اصطلاح اتباع عام ہے اور تقلید فرد خاص اس کی ہے، اور عام و خاص میں مباینت نہیں ہوتی، بلکہ عام اپنے فرد خاص کے ساتھ ہر روز مجتمع رہتا ہے، پس جہاں تقلید ہوگی وہاں اتباع ضرور ہوگا، اگرچہ بعض اتباع میں تقلید اصطلاحی ہوگی، یعنی اتباع غیر منصوص میں، مگر تقلید لغوی اور اتباع دونوں ایک ہی شے ہیں۔

پس واضح ہوگیا کہ اتباع اور تقلید اصطلاحی عام وخاص ہیں، کہ تقلید بدون اتباع کے نہیں ہوسکتی اور اتباع حدیث و اجماع پر تقلید کا لفظ نہیں بولتے، پس جس نے ان دونوں میں تناقض لکھا ہے، ہمارے معاصرین میں سے، صحیح نہیں، اور یہ بھی واضح ہے کہ جو عامی کسی عالم سے مسئلہ پوچھتا ہے، غرض اس کی حکم حق تعالیٰ کا اس واقعہ میں پوچھنا مراد ہوتا ہے، کہ اس مسئلہ میں کیا حکم شرع کا ہے، خواہ وہ عالم منصوص سے جواب دے، خواہ استنباط سے، اور کوئی سائل ہرگز ہرگز اس عالم کی رائے، غیر مستنبط من المنصوص کو نہیں پوچھتا۔ اگر عامی کو خبر ہوجائے کہ عالم نے اپنی رائے محض خلاف نص کہی ہے، تو ہرگز قبول نہیں کرتا، بلکہ اس کی رائے کو مستنبط سمجھ کر ہی پوچھتا ہے اور مانتا ہے۔

پس یہ امر از قرن صحابہ آج تک چلا آتا ہے، کہ مسئول عنہ نے نفس حکم بتادیا اور سائل نے قبول کرلیا، اگر دلیل کے ساتھ بتادیا اور عمل کیا تو تقلید نہیں کہلاتی، اور جو بلا دلیل بتایا اور عمل کیا تو اس کو تقلید کہتے ہیں، اور بلا دلیل بتانا شائع و ذائع، اس وقت سے چلا آتا ہے، کتب احادیث اس سے پر ہیں، اور کبھی قرن صحابہ سے لے کر آج تک بے جواب بلا دلیل دینے پر اور عمل کرنے پر اعتراض کسی نے نہیں کیا، البتہ اگر وہ جواب خلاف نص کسی کے نزدیک ہو، تو اس وجہ سے اعتراض کیا ہے، پس یہ عین تقلید ہے اصطلاحی، اور یہی اتباع بھی ہے، اس میں فرق کرنا ہرگز درست نہیں، اور نہ اس سے زیادہ تقلید درست ہے۔

یعنی رائے کسی عالم کی جو محض رائے غیر مستنبط ہو، اس کو مان لیوے، کہ یہ نہ کسی مقلد عالم نے کہا، نہ کسی عامی جاہل کا یہ مقصد ہے اور نہ کسی کتاب فقہ میں اس کو جائز لکھا ہے، بلکہ ایسی تقلید کی ذم لکھتے ہیں اور جہاں تقلید کی ذم ہے، یہی معنی ہے، ورنہ تقلید مصطلحہ ہرگز معیوب نہیں، بلکہ معمول قرون ثلاثہ ہے، اور قیاس کی بھی جہاں ذم ہے، اسی قیاس کی ہے کہ خلاف قواعد شرعیہ کے ہو۔ پس ظاہر ہوا کہ تقلید مذمومہ ہے وہ شخصی اور غیر شخصی، دونوں قسم ممنوع ہیں، برا کام اور شرک

toobaa-elibrary.blogspot.com

ایک کے ساتھ اور سو کے ساتھ برابر ہی ہے اور محمود علیٰ ہذا! ایک اور متعدد کے ساتھ جائز ہے، اور یہ تمام قصہ خلاف وزمان کا بسبب عدم تحقیق وتامل کے پیدا ہو گیا ہے: واللہ تعالیٰ ولی التوفیق

والحمد للہ رب العالمین، و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد و آلہ و اصحابہ و اتباعہ اجمعین. فقط

[نقل فتویٰ بدست مولانا کریم بخش (۱) پنجابی، شاگرد خاص حضرت مولانا گنگوہی]

(۷۹۱) چاروں مذاہبِ فقہ برحق ہیں، ان پر طعن صحیح نہیں: سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین: کہ زید کہتا ہے کہ مکہ معظمہ میں چار مصلوں کی کچھ حاجت نہیں، ایک مصلی ہونا چاہئے، ان چار مصلے والوں نے فساد ڈال رکھا ہے، آیا! یہ کہنا اس کا درست ہے، یا نہیں؟

جواب: مذاہب اربعہ حق ہیں، ان پر طعن کرنے والا فاسق مبتدع ہے۔ البتہ قرونِ ثلاثہ میں ایک جماعت مکہ معظمہ کی مسجد میں ہوتی تھی، جس طرح اب چار جماعت کرتے ہیں، یہ امر مکروہ ہے۔ اگر یہ شخص اس طرح کی چار جماعت پر طعن کرتا ہے تو یہ درست کہتا ہے اور جو اہل مذاہب پر طعن اس کا مقصد ہے، تو وہ فاسق ہے، اور یہ قول اس کا خلافِ شرع اور زبوں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (مجموعہ کلاں ص ۱۲۸-۱۲۹)

(۷۹۲) کسی کو لامذہب یا غیر مقلد کہنا؟ سوال: زید نے عمرو سے کہا کہ تو لامذہب ہے، یا کہ غیر مقلد، عمرو نے جواب دیا کہ غیر مقلد اور لامذہب سوائے اللہ تعالیٰ اور شیطان کے کوئی نہیں، ہر کوئی کسی نہ کسی کی پیروی کرتا ہے اور زید وعمرو دونوں مقلد ہیں۔ اس کلام کا بولنے والا عند الشرع شریف کیسا ہے؟ بینوا توجروا! فقط

جواب: یہ کلمہ گستاخ بظاہر کلمہ کفر کا ہے، کیونکہ لامذہب اور غیر مقلد کلمہ اہانت کا ہے، لہٰذا، ایسا کلمہ منہ سے نکالنا نسبت حق تعالیٰ کی بیجا ہے، مگر چونکہ قائل نے ایک توجیہ اس کی کر دی ہے (۲) لہٰذا اس کو کافر نہیں کہنا چاہئے، مگر توبہ کرے اور آئندہ کو ایسا کلمہ منہ سے نہ نکالے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (مجموعہ کلاں ص ۲۴۱)

---

(۱) مولانا کریم بخش حضرت گنگوہی کے خاص شاگرد، متبحر فقیہ اور ہیئت اور معقولات کے بہت بڑے اور بہت مشہور عالم تھے۔ مولانا کریم بخش نے اس تحریر کے آغاز پر لکھا ہے

"نقل فتویٰ سلطان العلماء، مجدد زماں، حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب مدظلہ"

لہٰذا اس فتویٰ کا حضرت مولانا گنگوہیؒ سے انتساب بلاشک درست ہے۔ فتویٰ کے بعد مولانا کریم بخش صاحب نے ان الفاظ میں اپنے دستخط بھی ثبت کئے ہیں: "راقم الحروف بندہ کریم بخش غفرلہٗ" (نور)

(۲) یعنی عمرو کا یہ قول: ہر کوئی کسی نہ کسی کی پیروی کرتا ہے۔

(۷۹۳) مقلدین کو مشرک کہنے والا فاسق ہے: **سوال:** اگر کوئی مقلدین کو مشرک کہتا ہے تو یہ شخص اور حضرت عمرؓ کو بدعتی کہنے والا شخص از روئے شریعت کیسا ہے؟(۱) بینوا توجروا۔

جواب: مقلدین کو مشرک کہنے والا خود فاسق ہے، حضرت عمرؓ کو بدعتی کہنے والا رافضی ہے، اس کو اگر کافر کہا جاوے تو بجا ہے۔ فقط رشید احمد عفی عنہ گنگوہی (مجموعہ کلاں ص۱۲۳)

(۷۹۴) غیر مقلد کو مسجد یا نماز سے نکال دینا صحیح نہیں: **سوال:** ماقولکم رحمکم اللہ تعالی اندریں باب، کہ امام مسجد جمعہ کہتا ہے کہ جب تک زید کو جو لا مذہب ہے، نہ نکالو گے نماز جمعہ نہ پڑھاؤں گا۔ حالانکہ زید لا مذہبوں پر تبرا کہتا ہے، بلکہ امام مذکور بسبب تعصب یا بحث دنیوی کے کہتا ہے اور زید عاجزی سے کہتا ہے کہ میں تمہاری جوتیوں میں کھڑے ہو کر جمعہ پڑھوں گا، اور امام صاحب زید مذکور کو نکال کر جمعہ پڑھواتے ہیں، اور جوتیوں میں بھی نہ کھڑا ہونے دیں۔ پس یہ فعل امام صاحب کا موجب ثواب ہے یا گناہ، اور نکال دینا زید کو مسجد سے درست ہے یا غیر درست؟ اور بالفرض اگر کوئی لا مذہب ہے اور پیچھے کھڑا ہو کر نماز پڑھے، تو امام کی نماز میں کیا فرق آتا ہے؟

جواب: اگر زید اپنی زبان سے کہتا ہے کہ میں لا مذہب نہیں ہوں، تو پھر تعصب بیجا اور زید دلی سخت گناہ ہے اور ظلم ہے، اس سے امام کو توبہ کرنی چاہئے۔ اور جو فی الواقع وہ لا مذہب ہے ہی، (۲) تو پھر اس کے نماز میں شریک ہونے سے کیا نقصان کسی کا ہوتا ہے، یہ حرکت امام کی اچھی نہیں۔ اس سے باز آنا اور توبہ کرنا واجب ہے۔ فقط واللہ اعلم

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مجموعہ کلاں ص۱۱۳-۱۱۴)

(۷۹۵) امت مقبولہ اور معتبر علماء کا اجماع ہر وقت معتبر ہے: **سوال:** اجماع امت صرف صحابہ رضی اللہ عنہم پر ختم ہوا، بعد ازاں نہیں؟

جواب: اجماع امت کا ہر روز مقبول ہے، مگر امت سے مراد امت مقبولہ ہے، کہ علماء اتقیاء ہوں اور حجت شرعیہ کے موافق جمع ہوں، اور خلاف نص کے اور خلاف اجماع سابق کے نہ ہو۔ جب سب شرائط اجماع کے موجود ہو جائیں گے معتبر ہوگا۔ اجماع کا ہونا صحابہ پر ختم نہیں ہوا۔

---

(۱) [illegible]

(۲) [illegible] كذا في مذهب بني حنيفة وكذا في مذهب الشافعي رحمهم الله [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم: ماراٰہ المؤمنون حسنا فھو عند الله حسن الخ (۱)

مگر ہاں، اب جیسے علماء کا اجماع، کہ اپنی رائے ناقص پر خلاف نص کے اور مخالف ائمہ ہدیٰ کے، چاہے عمہ ایوں۔ مردود ہے اور غیر معتبر۔ فقط

(چندیانوی ۸۸، ۹۱-۹۲)

(۷۹۶) مسائل شریعت میں کن لوگوں کا اختلاف واتفاق قابل اعتبار ہے اور اہل سنت کا کیا مطلب ہے؟

جواب: اتفاق واختلاف قابل لحاظ، اعتبار کے وہ ہے، جو مجتہدین میں ہو، یا ایسے علماء میں کہ درجہ اجتہاد کے قریب ہوں، اور وہ دونوں طرف نصوص سے مستنبط ہوں اور وجہ خلاف کی یا بنظر قوت وضعف اخبار کے ہو، یا بنظر قول وفعل صحابہ کے، یا بوجہ علت واسباب کے، تو مثلاً ایسی حالت میں، ہر دو فریق اہل سنت واہل حق ہوتے ہیں، جیسا کہ مذاہب اربعہ میں، یا کسی مسئلہ جزئیہ میں، خلاف علماء ایک مذہب کا ہوا ہے، تو قنوت فجر میں یہ بھی وجہ خلاف کی ہے، دونوں نص حدیث رکھتی ہیں۔ (۲)

اور امور جدیدہ کا بدعت ہونا، موافق قواعد سنت واجماع وقیاس ائمہ کے ہیں، اس کا خلاف علماء کا خلاف نہیں۔ بلکہ عوام کا خلاف ہے، مجوز ان امور کے خلاف نص وائمہ کے کہتے ہیں، کوئی حجت جواز ان کے پاس نہیں، بلکہ مطلق ومقید کے عدم تفرقہ میں، جہل کے سبب یا عناد کے، مبتلا ہیں، تو اس کو قیاس خلاف سلف پر کرنا نہایت کم فہمی ہے۔ وہ اختلاف موجب رحمت، یہ اختلاف بسبب فساد وقہر ومعصیت، پھر تعجب ہے مقیس علیہ وہ ہو۔ معاذ اللہ!

مگر ہاں! یہ کہنا ان علماء کا کہ اہل بدعت امور جدیدہ کے، داخل اہل سنت میں ہیں، یہ صحیح ہے۔ یہ اہل سنت کامل نہیں، عاصی ہیں، جیسا فاسق اسلام سے خارج نہیں ہوتا، ایسا ہی یہ فریق اہل سنت سے خارج نہیں، اس معنی اہل سنت سے جو بمقابلہ اہل اہواء کے ہے اور بمعنی اہل سنت کہ متبع اعمال سنت کے ہیں، البتہ خارج ہیں، اور یہ کہنا کہ مثل روافض کے خارج

---

(۱) اخرجہ البزار والطیالسی والطبرانی وابونعیم والبیہقی فی الاعتقاد، عن ابن مسعود وقال الحافظ ابن عبد الھادی مرفوعا عن انس باسناد ساقط والاصح وقفہ علی ابن مسعود. ورواہ احمد فی کتاب السنة ولیس فی مسندہ، کما فی کشف الخفاء ومزیل الالباس للعجلونی ص ۱۸۸ ج ۲ رقم الحدیث ۲۲۱۴، دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۳۵۱ھ] (نور)

(۲) یہاں تک عنوان کے پہلے جز کا بیان ہے یعنی مجتہدین کا یا ایسے علماء کا جو درجہ اجتہاد کے قریب ہوں ان کا اختلاف معتبر ہے اور وہ رحمت ہے بشرطیکہ دونوں رائیں کسی نص سے مستنبط ہوں اور وجہ اختلاف بطور مثال تین ہو سکتی ہیں: اول: حدیثوں کا قوی ضعیف ہونا دوم: صحابہ کے اقوال وافعال میں اختلاف ہونا سوم: علت حکم میں اختلاف ایسی صورت میں دونوں فریق اہل سنت اور اہل حق ہوتے ہیں، جیسے مذاہب اربعہ کا اختلاف یا جیسے کسی مسئلہ میں ایک ہی مکتب فکر کے علماء کا اختلاف سائل نے غالباً قنوت فجر کا مسئلہ پوچھا ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام احمد فجر کی نماز میں قنوت راتبہ کے قائل نہیں اور امام مالک اور امام شافعی قائل ہیں، پھر امام مالک مستحب کہتے ہیں اور امام شافعی سنت، اور وجہ اختلاف نصوص کا اختلاف ہے دونوں فریقوں کے پاس حدیثیں ہیں۔ (پالن پوری)

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہیں، یہ بھی صحیح نہیں، کیونکہ رافضی وغیرہ اہل اہواء کی بدعت، انکار ضروریات دین کے سبب سے ہے، مگر چونکہ تاویل بھی مسلّم رہے، اگر بلا تاویل ہو کفر ہو جاوے، اور ان امور جدیدہ کے مبتدع، اعمال جزئیہ خلاف سنت کو جائز کہتے ہیں، ضروریات دین میں مخالف نہیں، لہٰذا اہل سنت سے خارج نہیں۔ الحاصل اہل سنت کے دو معنی ہیں، ایک بمقابلہ اہل اہواء، بایں معنی یہ لوگ اہل سنت میں داخل ہیں اور دوسرے بمعنی اعمال، مثل [اہل] سنت کے کرنا، بایں معنی یہ اہل سنت سے خارج ہیں۔ (۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ والسلام

اور ان سوالات کو بسبب گرانی لفافوں کے روانہ نہیں کیا، اور اگر طلب کرو گے مرسل کر دوں گا۔

(مجموعہ فرخ آباد ص ۵۷-۵۸)

....

(۱) لفظ سنت چار معنی میں مستعمل ہے۔ اول: احکام میں فرض وواجب کے بعد کا درجہ۔۔۔ اہل سنت میں یہ معنی مراد نہیں دوم: بدعت کے مقابل سنت کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ پس اہل سنت اہل اہواء کا مقابل ہے، اہل سنت میں یہ معنی مراد لئے جاسکتے ہیں سوم: سنت بمعنی دینی راہ (الطريقة المسلوكة في الدين) أهل السنة والجماعة میں یہی معنی مراد ہیں اور حدیث اور سنت میں عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہے، وہ حدیثیں جو منسوخ یا مخصوص ہیں وہ حدیثیں ہیں، سنت نہیں۔ اور ملک وملت کی تنظیم سے تعلق رکھنے والی خلفاء راشدین کی باتیں سنت ہیں، حدیث نہیں۔ حدیث عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين: میں یہی سنت مراد ہے اور جو حدیثیں معمول بہا ہیں، وہ حدیثیں بھی ہیں اور سنت بھی، چہارم: سنت بمعنی قول وفعل نبوی، پس اہل سنت وہ لوگ ہیں جو اعمال سنت کی پیروی کرتے ہیں۔

اس کے بعد جاننا چاہئے کہ امور جدیدہ جیسے میلاد مروجہ کے قائلین خود کو سنی کہتے ہیں، ان کا یہ قول کہاں تک درست ہے، حضرت رحمہ اللہ نے جواب دیا ہے کہ امور جدیدہ بدعت ہیں، کیونکہ وہ قواعد سنت واجماع وقیاس کے خلاف ہیں، ان میں عوام کا اختلاف ہے اور وہ نص اور اقوال ائمہ کے خلاف کہتے ہیں۔ ان کے پاس اس کے جواز کی کوئی دلیل نہیں۔ ان امور میں علماء میں کوئی اختلاف نہیں، پس اہل بدعت کا خود کو سنی کہنا درست نہیں اور عوام ان باتوں کے اس وجہ سے قائل ہوئے ہیں، کہ انھوں نے جہالت کی وجہ سے یا عناد کی وجہ سے، جیسے رضاخانیوں نے مطلق ومقید کے درمیان فرق نہیں کیا، جیسے مطلق (بلا قید) ایصال ثواب ثابت ہے اور مقید جیسے سوم، چہلم وغیرہ بدعت ہیں، پس اس اختلاف کو سلف کے اختلاف پر قیاس کرنا درست نہیں، سلف کا اختلاف موجب رحمت ہے اور یہ اختلاف عوام کے بگاڑ، اللہ کے غصے اور دین اور شریعت کی نافرمانی کا سبب ہے، پس اس کو اس پر کیسے قیاس کیا جاسکتا ہے؟۔ ببیں تفاوت راہ از کجا است تا بکجا!

البتہ یہ اہل بدعت اہل السنۃ والجماعۃ میں داخل ہیں، البتہ وہ کامل اہل السنۃ نہیں، گنہ گار ہیں، جیسے فاسق (مرتکب کبیرہ) مسلمان ہے، اسلام سے خارج نہیں مگر وہ گنہ گار ہے، اسی طرح یہ لوگ بھی اہل سنت سے خارج نہیں ہیں، یعنی اس اہل سنت سے جو اہل اہواء کے مقابل بولا جاتا ہے، البتہ چوتھے معنی کے اعتبار سے وہ اہل سنت سے خارج ہیں، کیونکہ وہ اعمال سنت کی پیروی کرنے والے نہیں۔

البتہ روافض کی طرح اہل السنۃ والجماعۃ سے خارج نہیں، روافض ضروریات دین کا انکار کرنے کی وجہ سے اہل اہواء ہیں اور اہل السنۃ سے خارج ہیں، مگر چونکہ وہ ضروریات دین کا انکار تاویل سے کرتے ہیں اس لئے کافر نہیں، اگر بلا تاویل انکار کرتے تو کافر ہو جاتے اور بدعتی ضروریات دین کے منکر نہیں ہیں، بلکہ بعض اعمال جزئیہ جو خلاف سنت ہیں ان کو جائز کہتے ہیں، پس روافض کی طرح یہ لوگ اہل السنۃ سے خارج نہیں (حضرت رحمہ اللہ نے سنت کے دو معنی بیان کئے ہیں، ہم نے تکمیل بحث کے لئے چار معنی بیان کئے ہیں، حضرتؒ نے دوسرے اور چوتھے معنی بیان کئے ہیں)

[پالن پوری]

toobaa-elibrary.blogspot.com

سلوک و احسان

توبہ، سلاسل تصوف، بیعت، ذکر کے درجات اور متعلقہ عنوانات

(۷۹۷) توبہ کی حقیقت کیا ہے؟

سوال. ماقولکم رحمکم اللہ تعالیٰ دریں مسئلہ کہ توبہ شرعاً چہ معنی دارد و توبہ کردن بر مسلمان را سنت است یا فرض یا مستحب۔ شخصے بحضور مجلس (کسے) توبہ کردہ باشد، و دیگر شخص گفت کہ توبہ واپس بدہ۔ پس ایں شخص بمطابق حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و کتب فقہ چہ حکم نافذ خواہد شد، و بر منکر توبہ چہ؟

ترجمہ سوال: آپ حضرات کا کیا فرمانا ہے، اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے، کہ توبہ شرعاً کیا معنی رکھتی ہے، اور توبہ کرنا ہر ایک مسلمان کے لیے سنت ہے یا فرض یا مستحب؟ ایک شخص کسی کے سامنے توبہ کرتا ہے اور دوسرا شخص کہتا ہے تم توبہ واپس لے لو۔ پس اس شخص پر حدیث شریف اور کتب فقہ کے مطابق کیا حکم جاری ہوگا۔

جواب: توبہ در شرع شریف از گناہ باز ماندن، و ندامت بر فعل بد کردن را گویند، و توبہ کردن بر ہمہ مسلمانان فرض عین است۔ قال اللہ تعالیٰ:

پس توبہ کردن و امر توبہ کردن بر ہمہ فرض خواہد بود، و ہر کہ از توبہ منع کند یا ہدایت توبہ شکنی نماید فاسق است کہ امر منکر را می گوید۔ حسب حکم حدیث و فقہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم فقط

ترجمہ جواب: توبہ شریعت میں گناہ سے رک جانے اور برے کام پر شرمندگی کو کہتے ہیں، توبہ کرنا تمام مسلمانوں پر فرض عین ہے، اللہ نے فرمایا ہے

یا ایھا الذین آمنوا توبوا الی اللہ توبۃ نصوحا آیہ (تحریم-۸)

ترجمہ: اے ایمان والو توبہ کرو اللہ کی طرف صاف دل کی توبہ۔ (ترجمہ شیخ الہند)

ترجمہ: اس لئے توبہ کرنا اور توبہ کا حکم کرنا سب پر فرض ہوگا، اور جو شخص کہ توبہ سے منع کرے یا توبہ توڑنے کی ہدایت کرے، وہ فاسق ہے، کیونکہ وہ برے کام کے لئے کہتا ہے، یہ فقہ و حدیث کے حکم کے مطابق ہے۔ فقط۔

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

[جواب از خط مولوی بدر الدین صاحب] خانپور سنسپوری، بجنوری]

(مجموعہ کلاں ص ۳۳)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۷۹۸) توبہ بار بار کرتا رہے

[illegible]

(۷۹۹) توبہ کی بار بار تجدید کرتے رہنا چاہیے

[illegible]

(۸۰۰) توبہ نصوح کا مفہوم کیا ہے؟

سوال [illegible]

جواب [illegible]

(۸۰۱) توبہ کو بار بار توڑنے والے کا حکم؟

مسئلہ [illegible]

والذين اذا فعلوا فاحشة او ظلموا انفسهم ذكروا الله فاستغفروا لذنوبهم ومن يغفر الذنوب الا الله ولم يصروا على ما فعلوا وهم يعلمون ○ اولئك جزاؤهم مغفرة من ربهم الآية (آل عمران ۱۳۵، ۱۳۶)

[illegible]

[illegible]

وبقوله عليه السلام عاصر هي مستقر ولم لعنه في بيوت بعين عرد بحديث [illegible]

[illegible]

[illegible] كثير من [illegible]

[illegible]

[illegible] رد المحتار

[illegible] لا يقيم لا عر دينه [illegible] بلا امامة

[illegible] انتهى

[illegible] ضروری [illegible]

[illegible] رشید احمد گنگوہی

سوال (۸۰۲) جس کام کے صوفیہ مجتہدین ہیں اس میں ان کی تقلید اور جس کے فقہاء مجتہدین ہیں اس میں ان کی تقلید کی جانی چاہئے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] نظیر حسن عفی عنہ [illegible]

[illegible] كتاب [illegible] رقم الحديث [illegible] دار الكتب العلمية بيروت [illegible]

[illegible]

جواب: [illegible]

[illegible]

[illegible]

(۸۰۳) بیعت کے چاروں سلسلے صحیح ہیں

سوال: [illegible]

[illegible]

جواب: [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

(۸۰۴) جو شخص کسی بزرگ کے متعلق توہین کے کلمات کہے اس کا حکم؟

جامع علوم ظاہری و باطنی جناب مولانا رشید احمد صاحب دام ظلکم

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اسی طرح کوئی شخص خلاف شریعت کام کرتا ہے اور کوئی اس کو منع کرے کہ یہ کام خلاف شریعت ہے، اور وہ شخص اس پر اصرار کرے کہ یہ یونہی جائز ہے، جیسے آج کل کے فقیر بعض بعض بدعتیں کرتے ہیں کہ یہاں قبر پر جاؤ (یہ) چیزیں ادب۔ تو ایسے شخص کو کیا سمجھنا چاہئے؟ اور ایسے شخص سے ملاقات رکھنا، اسلام علیکم کرنا کیسا ہے؟

الجواب: جو علماء بزرگوں کی توہین کرے، خواہ حق جان کر خواہ استہزاء وہ فاسق ہے۔ کیونکہ توہین عام مسلمانوں کی بھی فسق ہے، چہ جائیکہ صلحاء و اولیاء کی۔ اور پھر اصرار کرنا اس پر گناہ کبیرہ ہے۔ ایسے شخص سے ترک ملاقات کرلینا درست ہے، اور اصرار کرنا گناہ پر فسق ہوتا ہے۔ فقط

واللہ تعالیٰ اعلم رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

الجواب صحیح احمد علی عفی عنہ

[مکتوب حضرت مولانا۔ بدست خود]

(۸۰۵) اپنے پیر کے علاوہ کسی اور سے تبرکاً بیعت ہونا؟

سوال: بدون ضرورت شرعی، شرعاً مکرر بیعت دوسری جگہ جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: دوسری جگہ بیعت کرنا فضل دوسرے سلسلے کے حاصل کرنے کو، یا برکت دوسرے میں شریک ہونے کو درست ہے، بشرطیکہ دوسرا شخص قابل بیعت ہو، ورنہ کسی حال بیعت درست نہیں، خواہ اول ہو یا دوبارہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد عفی عنہ گنگوہی (مجموعہ کلاں ص ۲۴۳)

(۸۰۶) نسبت سلوک حاصل کیے بغیر کسی کو بیعت کرنا صحیح نہیں، نیز وعظ و نصیحت کے آداب:

سوال: مولوی دین محمد صاحب کا سوال یہ ہے کہ جس شخص میں یہ صفتیں ہوں، تو وہ بیعت لے، یا نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو تین قوتیں عنایت کی ہیں، ایک قوت عقلی ہے، جس کے سبب سے نیک اور بد کو دریافت کرتا ہے، اور دوسری قوت شہوی یعنی خواہش کی ہے، جس کے سبب سے چیزوں کی طرف خواہش کرتا ہے اور تیسری قوت غضبی ہے، جس کے سبب سے اپنے مخالف اور مزاحم کو دفع اور دور کرتا ہے۔ سو آدمی کی جب یہ دونوں قوتیں، یعنی شہوی اور غضبی تیسری یعنی عقلی کی تابعدار ہو جاویں اور بے اس کی صلاح کے اور کوئی کام نہ کریں، اور جس چیز کا حکم کریں وہی کام کریں، اور جس سے منع کریں، اس سے دور رہیں، اور جس سے کہیں نرے تو نرے بیٹھیں، اور جس کو منع کریں، اس کو روک دیں، اور وہ شخص اپنی قوت عقلیہ کو شرع کے طور سے روشن کرے اور انبیاء کے طریقہ پر چلاوے اور نیک کو نیک اور بد کو بد شناخت کرکے، ان دونوں قوتوں کو کام میں لگاوے، تب مرتبہ تقویٰ کا حاصل ہوتا ہے۔

اور وہ شخص اگر بات کرے فاسق و فاجر سے ساتھ منہ ترش اور ناخلقی کے، اور اگر اس کی قوم کے لوگ گناہ کبیرہ کرتے

toobaa-elibrary.blogspot.com

[illegible]

جواب: [illegible]

(۸۷) ولی اگر جان بوجھ کر گناہ کبیرہ کرے تو اس وقت کے لئے ولایت سے خارج ہو جاتا ہے۔

سوال: [illegible]

جواب: جو گناہ کبیرہ کا جان کر کرتا ہے، اس وقت ولایت خاصہ سے خارج ہو جاتا ہے، توبہ کرنے سے بعد ولی ہی ہو جاتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ جس وقت مسلمان زنا کرتا ہے، تو ایمان اس کا نکل جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وقت معصیت کے کمال ایمان نہیں رہتا اور صاحب نسبت ہونا، سو یہ ایک علاقہ حق تعالیٰ کے ساتھ ہے، اگر باوجود علاقہ کے جان کر گناہ کرتا ہے، وہ سخت شقی اور نہایت عاصی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مجموعہ کلاں ص ۲۳۲)

(۸۰۸) توکل حقیقی کیا ہے؟ سوال: جو شخص سب سے عاجز ہو اور سب اسباب ترک کر کے توکل کو واجب سمجھے، لیکن بغیر طلب اور بلا طمع جو کچھ ملے، من جانب اللہ سمجھے، کہ وہ بلا لحاظ اسباب خاص ایک جگہ قصد قیام کرے، جہاں فقراء و مساکین کے خدمت گذار زیادہ ہوں اور ایسی جگہ اس کا قیام کرنا، توکل کے خلاف ہے یا نہیں؟ اگر خلاف ہے تو کراہت تنزیہی ہے یا تحریمی؟

جواب: اس کا قیام اس جگہ خلاف (۱) ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (مجموعہ فرخ ص ۵۲)

(۸۰۹) توکل کی ایک حدیث کا حوالہ: جو لوگ کہ متوکل تام ہیں کہ منتر نہیں کرتے اور داغ نہیں دلاتے، ان کا ذکر بخاری اور سب کتب احادیث میں ہے۔ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ (مجموعہ فرخ ص ۵۲)

(۸۱۰) تعلیم وتدریس چھوڑ کر اوراشغال میں مصروف ہونا صحیح نہیں: مولوی منہاج الدین صاحب مدفیوضہم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! بندہ بخیریت ہے۔ تمہارا خط آیا، حال معلوم ہوا۔

مکرما! آدمی کے ایک قلب ہے اور ایک کام کو ہی بخوبی انجام دے سکتا ہے، دو کام متباین جمع نہیں ہو سکتے۔ درس میں شغل بہ غیر ہے اور رات دن طلبہ اور مستفیضوں کے ساتھ اختلاط اور مضامین علمی میں تفکر اور تردد ہوتا ہے، اور شغل یکسوئی اور فراغ از غیر و رسب تخیلات کا رفع، پھر یہ دو کام کس طرح جمع ہو سکتے ہیں، کہ علم فرض اور اعلیٰ اشغال، ور نیابت فخر عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام

---

(۱) نامناسب ہے۔ (فیروز اللغات [اردو جدید] ص ۶۵۳ جلد ہشتم کراچی ۱۹۸۷ء)

(۲) یہ طویل روایت کا ایک فقرہ ہے: هم الذين لا يسترقون ولا يتطيرون وعلى ربهم يتوكلون (رواه البخاري، رقم الحديث ۲: ۹۶ ص ۹۶۴ ... [مكتبة الرياض الحديثة ۹۸۳ ... نسخه هنديه ۲: ص ۹۵۹ ... كتاب الرقاق باب ومن يتوكل على الله فهو حسبه ... مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: هم الذين لا يسترقون ولا يتطيرون ولا يكتوون ... كتاب الإيمان، باب الدليل على دخول طوائف من المسلمين الجنة بغير حساب ص ۱۱۹ ... رقم الباب ۹۴ رقم الحديث ۲۱۸ و ۲۲۰ ... (دار طيبه رياض ۲۰۰۶ء، نسخه قديم هنديه ۱۳۱۹ هـ، مطبع مجتبائی دهلی ص ۱۱۶ ... جلد اول، نیز دیکھیے مشکوۃ باب التوكل والصبر ص ۱۹۶۹، رقم الحديث ۵۲۹۵ و ۵۲۹۲ [مكتبة البشرى ۱۴۳۳ هـ ...].)

toobaa-elibrary.blogspot.com

ن سے مقدم اور ضروری جان کر آپ اس میں مشغول رہیں، اور اس کی تعلیم کو فرض اور وصیت فخر عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یقین کریں، (اس پر) کاربند [رہیں] اور سب اوقات اپنے اس میں صرف کرتے رہیں۔ یہ خیال استغراق کا بھی ایک وسوسہ شیطان ہے، کہ علم سے روک کر آپ کو ایک کام شغل وزائد [میں] لگانا چاہتا ہے، جب تم مستغرق ہوئے، کسی کو کس طرح تعلیم و تدریس کروگے۔ پس "فقیه واحد اشد على الشيطان من الف عابد"(۱) کو دیکھو اور اس خیال سے باز رہو۔

پس وسطے کی شغل کرنا طالب علم کو و مدرس کو، بندہ جائز نہیں جانتا، اور ہمیشہ بیعت و شغل سے انکار کرتا ہے، وہی مرتب کو پیش کیا۔ پس اب جس قدر ذکر اور شغل بدون حرج تدریس ہو سکے کر لیا کرو، اور فکر ایسی خلوت اور استغراق کا ہرگز ہرگز مت کرنا، کہ یہ وسوسہ ہے اور کسی کے کہنے سننے سے تمام عمر کی محنت کو کہ علم ہے، رائیگاں مت کرنا۔ اور حجت للہ اپنے ویرانہ تم کر کے، معصیت میں مبتلا مت ہونا۔ اگر جورو بچہ کو چھوڑ کر بخیال درویشی نکلوگے، تو فردا قیامت کو حقوق لعب دکا کیا بندوبست اور جواب دوگے؟ اور جو تعلیم درس کو چھوڑ کر، نفع متعدی کو ترک اور نفع لازمی کی تحصیل میں جو ہنوز موہوم ہے، مشغول ہوگے، تو فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا جواب دوگے، کہ فرماتے ہیں

بلّغوا عنّي و لو آية. الحديث (۲)

ليبلغ الشاهد الغائب. الحديث (۳)

اور دیگر احادیث کہ جس میں تبلیغ کو فرض اور علم کو واجب وعمدہ شغل اور عبادت فرض اس کو فرمایا ہے، اور شغل و تصوف وریاضت کہ ادب و مستحب ہے، اس میں منہمک ہو کر فرض کو ترک کر کے کیا نفع حاصل کروگے، بجز مطالبہ عباد اور شارع علیہ السلام کے۔

پس زنہار زنہار کسی درویش قاطع طریق غافل از فن درس کو دیکھ کر، اور اس کے واردات کو بزعم خود پسند مرجح بنا کر

(۱) رواه الترمذي كتاب العلم باب ما جاء في فضل الفقه على العبادة الحديث ۲۶۸۱ ص ۔۔۔ ج ۵ ۔۔۔ كمال يوسف الحوت دار الكتب العلمية بيروت نیز نسخہ ہندیہ قدیمہ ص ۹۔ حصہ دوم کتب خانہ رشیدیہ دہلی؛ ابن ماجہ الحدیث ۲۲۲ ص ۵۰ ج ۱ دار الرسالة العلمية بيروت ۱۴۳۰ھ ۔ صحیح مشکوۃ کتاب العلم الفصل الثانی ص ۳۴ اصح المطابع دہلی ۔۔۔ حدیث نمبر ۔۔۔ نیز مشکوۃ ص ۳۳ [مکتبۃ التوبۃ ۱۴۲۳ھ] (نور)

(۲) بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ما ذکر عن بنی اسرائیل ص ۱۳۲ جلد دوم رقم الحدیث ۳۴۶۱ مکتبہ الریاض الحدیثہ ۔۔۔ ۹۹۸ء نیز نسخہ ہندی باب مذکور ص ۴۹۱ ج ۱ ۔۔۔ مشکوۃ المصابیح کتاب العلم ص ۳۲ ۔۔۔ اصح المطابع دہلی ۔۔۔ مشکوۃ کتاب العلم الفصل الاول ص ۔۔۔ حدیث ۹۹ ۔۔۔ مکتبۃ التوبۃ دار ابن حزم بیروت ۱۴۲۳ھ ۲۰۰۳ء

(۳) بخاری کتاب العلم باب رب مبلغ اوعی من سامع ص ۲۰ جلد اول رقم الحدیث ۶۷ مکتبہ الریاض الحدیثہ ۔۔۔ ۹۹۸ء ۔۔۔ بخاری کتاب العلم باب لیبلغ الشاهد الغائب ص ۔۔۔ ج ۱ الحدیث ۔۔۔ میں متعدد طرق سے یہ حدیث ۔۔۔ لیبلغ ۔۔۔ لیبلغ ۔۔۔ (نور)

اپنے فرض منصب کو ترک مت کرنا اور اپنے کام کو اپنا نتیجہ ... مرجان ... وقت ... مراتب علم و تعلیم سے بہت مت ہٹنا اب جب تم اس تعلیم سے کام میں خوب ... اس وقت شغل ... نہ ہوگا۔

اور پھر یہ سمجھو کہ ... جد ہے ... مناسبت شغل سے ... ہوتا ہے ... اور ... باوجود کثرت مشغولی کے نفع معتد بہ حاصل نہیں ہوتا ... نفع معتد بہ حاصل ... سے ...

بہرحال یہ سب ... اور تعلیم دین میں خوب سعی کرو اور شغل قدرے قلیل کرتے رہو اور بس!

... فقط (مجموعہ کلاں ص ۱۳۵۔۱۳۶)

(۸۱۱) ہر وقت کی تسبیح میں کیا، ہر مرتبہ درود شریف پڑھنا ضروری ہے؟

سوال: چلتے پھرتے ہوئے، جو آدمی اللہ تعالیٰ کے نام کی تسبیح پڑھتا ہے، یا کلمہ شریف، تو ہر نام پر اللہ تعالیٰ کے جل جلالہ، یا پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام پر درود پڑھا کرے، یا سو پچاس کے بعد میں ایک دفعہ کہا کرے، اور اگر کلمہ ... دس دفعہ کہا اور گیارہویں دفعہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا تو ... کو پورے کلمے کا ثواب ہوتا ہے، یا نہیں؟

جواب: کبھی کبھی کہہ لیا کرے، یہ متصل پڑھنے میں (۱)۔ فقط (امداد ...)

(۸۱۲) جہری ذکر جائز ہے، اگر مضرتوں سے خالی ہو:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے ربانیین و محققین دین متین اس مسئلہ میں کہ ذکر اللہ بالجہر کرتا خواہ اکیلا ہو یا مجمع مسترشدین میں، شب کو یا دن کو تنہا مکان میں یا جنگل میں یا مسجد میں، کہ جس سے کسی کا حرج نہ ہو، جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

جواب: کتب حنفیہ میں ذکر جہر کے باب میں روایات مختلف وارد ہیں، بعض روایت میں مکروہ لکھا ہے اور بعض میں جائز، اگر خالی شائبہ ریا و اذیت غیر سے ہو اور اس پر ہی عمل درآمد مشائخ کا ہے۔ پس بناء علی ہذا روایۃ ذکر جہر میں جو خالی ہو مضار سے، کچھ حرج نہیں۔ اور یہی راجح بندہ کے نزدیک ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر رشید احمد عفی عنہ گنگوہی [مہر رشید احمد]

الجواب صحیح، وفي حاشية الحموي عن الإمام الشعراني: أجمع العلماء سلفا وخلفا على استحباب ذكر الجماعة في المساجد وغيرها، إلا أن يشوش جهرهم على نائم أو مصل أو قارئ انتهى رد المحتار۔ (۲) کتبہ ابو الحسن مہتمم جامع مسجد سہارنپور۔

---

(۱) ... یہ متصل پڑھنے میں ... یہ بھی مسلسل ... درود شریف پڑھ ... نام پاک ... ساتھ درود شریف پڑھنا مستحب ہے۔ (پالن پوری)

(۲) رد المحتار على الدر المختار، مطلب في رفع الصوت بالذكر ... ۳۹۸ ... شامی ج ... ص ۶۶۰ ... دار الفکر بیروت، لبنان ۳۸۶ ... شامی ج ۱ ص ۳۸۸ مکتبہ ... پاکستان ۱۳۹۹ھ۔ (نور)

toobaa elibrary.blogspot.com

الجواب صحیح، عنایت الٰہی مدرس مدرسہ اسلامیہ سہارنپور۔

یہ جواب صحیح ہے، محمد مراد عفا اللہ عنہ مدرس مدرسہ اسلامیہ مظفر نگر۔

صح الجواب، محمد صدیق احمد کاندھلوی مہتمم مدرسہ اسلامیہ کاندھلہ۔

جواب صحیح، وقد استنبط الجهر فى الذكر من قوله تعالى ومن اظلم ممن منع مساجد الله ان يُذكر فيها اسمهُ (۱) الآية. عزیز الرحمن دیوبندی مدرس مدرسہ اسلامیہ میرٹھ۔

حسن بعد الجواب، محمد ناظر حسن عفی عنہ دیوبندی مدرس مدرسہ اسلامیہ میرٹھ۔

جواب صحیح، احمد علی بڑاڑوی۔

ذکر میں جہر متوسط جائز ہے اور جہر مفرط سوائے اذان کے اور ذکر میں جائز نہیں، مکروہ ہے۔ مشتاق احمد سہارنپوری۔

اگرچہ علمائے حنفیہ کثر اللہ سوادہم کو در باب ذکر جہر اختلاف ہے، مگر صحیح یہی ہے کہ جب ذکر جہر عوارض مذکورہ سے خالی ہو، تو بلا شک جائز ہے۔ خادم الطلباء غلام محمد ہوشیارپوری مدرس مدرسہ اسلامیہ کرنال۔

ذکر جہر ریا حرام ست، وبضرر بقاری والمحدث والنائم والمصلی مکروہ ست، والخالی عنہا بلا شبہ جائز ست، خصوصاً در مجمع ہیجان اشخاص افضل ست۔ محکمہ مختلف باختلاف الاشخاص بموجب حدیث۔ من ذكرني في ملأ (۲) والله اعلم بالصواب۔ كتبه العبد المذنب عبد الرحمن پانی پتی۔

وصلى الله تعالى على خير خلقه محمد و اله وصحبه وتابعيهم أجمعين الى يوم الدين برحمتك يا أرحم الراحمين

منظوم امیریہ تالیف مولانا امیر باز خاں سہارنپوری ص ۳۲ (مطبوعہ رجب ۱۳۳۰ھ)

(۸۱۴) فعل حرام میں مشغولیت کے وقت ذکر کرنا؟

مولوی نذیر احمد صاحب — السلام علیکم

آپ کا خط آیا، فی الوقت عام کا حال ہر روز متغیر اور اہل نظر کو ایسے وقت میں اپنے خاتمہ کا اندیشہ، حق تعالیٰ سب اہل اسلام کو با ایمان اٹھاوے، آمین!

ذکر اللہ تعالیٰ عمدہ شئے ہے، مگر تلبسات محرمات سے بے تعظیمی نام الٰہی کی ہوتی ہے، مثلاً بسم اللہ کا کہنا ہر شئے کے شروع پر مستحب ہے مگر شراب اور حرام طعام پر کفر ہے، گویا کہ استہزاء و اہانت نام پاک ہے اور نہایت بے حیائی۔

---

(۱) آیت کریمہ سے ذکر جہری اس طرح مستنبط ہوگا کہ ذکر [illegible] ۔۔۔ صورت میں [illegible] صورت ہے۔ (پالن پوری)

(۲) مسند احمد مسند ابی ہریرۃ ص ۴۰۵ جلد دوم دار الفکر بیروت، الطبعۃ الثانیۃ ۱۳۹۸ھ ۱۹۷۸ء، نیز مسند احمد محقق ۔۔۔ حمزہ [illegible] ص ۱۵۳ جلد نمبر ۹ حدیث ۹۳۳۲، دار الحدیث القاہرہ ۱۴۱۶ھ ۱۹۹۵ء۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہاں! اگر بیہودہ کلمہ کہتا ہے اور وقت سکوت چھوڑ دیتا ہے تو خاموشی سے یہ امر فی حد ذاتہ [illegible] اور مسئلہ زنا میں ذکر کرنا خدا تعالیٰ اندیشہ نفس بیں تلبیس شغل کے دنیا میں [illegible] فی حد ذاتہ شے ہے مگر فی الحقیقت وہ ذکر نہیں، بلکہ [illegible] ہے اور جب وقفہ ہو تو [illegible] میں [illegible] بیان [illegible] تارک الصلوۃ سے [illegible] رمضانی چھپنا، مگر تعیین کی جماعت میں صلوۃ کا پڑھنا یا بیان خانہ میں [illegible] ہے اندیشہ کفر رکھتا ہے، تو دونوں بات میں فرق ہیں۔ الغرض ایسی حالت حرمت میں [illegible] سبب [illegible] ہے دروقفہ میں اچھا ہے اور دونوں میں فرق ہے۔ فقط والسلام

(مقالات [illegible] [illegible] قاسمی)

(۸۱۴) دین داری میں انگشت نما ہونا، کیوں غلط ہے؟

انگشت نما ہونا بعض میں موجب ریا اور تکبر کا ہوتا ہے، اس واسطے برائی ہے، مگر اس شہرت سے اس کو تکبر نہ ہو تو کچھ اندیشہ نہیں۔ انبیاء علیہم السلام سے بڑھ کر کس کو شہرت ہوئی، اور یہ حدیث صحیح ہے۔ (مجموعہ [illegible] ص ۲)

(۸۱۵) وحدۃ الوجود کی تحقیق؟

مسئلہ وحدۃ وجود: یہ بات ثابت ہے کہ وجود حقیقی ذات پاک حق تعالیٰ ہی کے واسطے ہے، اور باقی جملہ موجودات فانیہ موجود بوجود ظلی ہیں اور ظلی بہ نسبت حقیقی کے کالعدم ہوتا ہے۔ پس مطلب ہمہ اوست کا یہ ہو کہ جملہ موجود حقیقی واصلی وہ ذات پاک باقی ہے اور باقی جملہ موجودات معدوم وفانی ہیں۔ یہ عین توحید ہے اور حق ہے۔ نہ یہ مطلب ہے کہ جملہ موجودات ظلیہ کو اصلیہ حقیقیہ اعتقاد کرے۔ سب موجودات عدمیہ فانیہ کو، موجود حقیقی وعین ذات حق تعالیٰ قرار دیں، معاذ اللہ کہ یہ سخت شرک ہے، مطلب اول وثانی میں فرق زمین و آسمان کا ہے، اول مراد عارفین ہے اور ثانی ملحدین جاہلین۔ ( )

فقط رشید احمد گنگوہی

(مجموعہ کلاں ص ۸۴)

(۸۱۶) ہمہ اوست کی بحث؟

سوال: ہمہ اوست کے کیا معنی ہیں اور ایسا عقیدہ رکھنا کیسا ہے۔ آج کل اس بدعتی کی ایسی کیفیت ہے کہ ہر کس وناکس کو اسی کی تعلیم کرتا ہے اور اس پر حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مدظلہ کے اقوال کی سند لاتا ہے، جو ضیاء القلوب میں لکھے ہیں اور فی الواقع آنحضرت نے ایسا ہی لکھا ہے۔ چنانچہ ذکر مراقبہ میں ایک موقع پر صفحہ ۲۳ میں لکھا ہے

( ) یہ اور اس کے بعد کا فتویٰ [illegible] ہیں [illegible] میں [illegible] ہیں اور چند الفاظ کا فرق بھی ہے اس سے دونوں کو نقل کر دیا گیا ہے [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

مراقبہ وحدت وہمہ وست، ھو الاول، ھو الاخر، ھو الظاھر، ھو الباطن، بزبان گفتہ
بملاحظہ معنی تصور کندکہ ہیچ نیست مگر اوست، ودراں مستغرق شود۔ (انتہی) (۱)

ترجمہ: مراقبہ وحدت وہمہ وست یہ ہے کہ ہوالاول، ہوالاخر، ہوالظاہر، ہوالباطن زبان سے کہہ کر، کسی صورت کے لحاظ کئے بغیر معنی کا تصور کرے، کہ کوئی نہیں ہے مگر وہ ہے، اور اس خیال میں بالکل محو ہوجائے۔ (ت.نو.)

اور بعض مواضع میں فرمایا ہے، اگر یہ مسئلہ اسی طرح سے ہے، تو یہ ثواب وعقاب حرام وحلال اور اکثر کارخانہ عالم فضول ہوجاوے گا، نعوذ باللہ!

جواب: یہ امر محقق ہے کہ وجود حقیقی ذات باری تعالیٰ کے واسطے ہے اور باقی جملہ موجودات فانیہ موجود بوجود ظلی ہیں اور ظلی بہ نسبت اصلی حقیقی کے کالعدم ہوتا ہے، پس معنی ہمہ اوست کے یہ ہوئے کہ موجود حقیقی واصلی وہ ذات پاک باقی ہے اور جملہ موجودات معدوم وفانی ہیں۔ سو یہ تو عین توحید ہے اور حق ہے، نہ یہ کہ جملہ موجودات ظلیہ کو اصلیہ حقیقیہ اعتقاد کرے، یہ جانے کہ سب موجودات عدمیہ فانیہ موجود حقیقی وذات حق تعالیٰ ہیں، معاذ اللہ کہ یہ معنی سخت شرک ہیں۔ معنی اول وثانی میں فرق بین ہے، اول مراد عارفین کی [ہے] اور ثانی فہم ملحدین جاہلین کی ہے۔

رہا حال مراقبات شیخ کا، سو سنو! کہ اصل مقصد ان کا یہ ہے کہ، قلب انسان کا چونکہ اپنے وجود کے اور تمام مشاہدات کے تصور سے ...... ہوا ہے، اس واسطے علم حق تعالیٰ کے قرب وعظمت کا اس کے قلب میں قیام پذیر نہیں ہوتا اور غفلت میں رہتا ہے۔ جب مرآۃ قلب نقوش غیر سے خالی وصاف ہوجائے، اس وقت نقش ...... اس میں جاگزیں ہو، لہٰذا اس کی تدبیرات فرمائیے۔

از انجملہ یہ بھی ہے کہ سالک اپنے ذہن کو اپنی ہستی اور تمام عالم کی ہستی سے خالی کر کے، سب کو فنا وفراموش کرے، جس کا خلاصہ ہیچ ونیست ہو، اور بجائے اس کے نقش ہستی حق تعالیٰ کو قائم کردے، جس کا حاصل ہمہ وست ہوا۔ سو یہ دونوں تصور، فنا فیہ والبقاء حق اس قدر کرے کہ محو ہوجاوے، تاکہ اصل مطلب حاصل ہووے۔ یہ نہیں فرمایا کہ یہ عقیدہ کرے کہ سب مشاہدات عین خدا کے ہیں، جو شرک ہو، بلکہ سب کو خبر عدم میں دیتے ہیں، حالانکہ اس کے افناء سے کوئی شے بھی فنا نہیں ہوتی۔ سب اشیاء اپنے اپنے مقام پر موجود ہیں، ہاں اس کے ذہن سے خارج ہوتی ہیں۔ الرب رب و العبد عبد، جہلاء زمانہ کو شیطان نے دام میں پکڑ کر مشرک بنایا، مشائخ علیہ الرحمہ ایسے واہیات سے بری ہیں۔ فقط

(مجموعہ کلاں ص ۷، ۸، ۹)

---

(۱) ضیاء القلوب حضرت حاجی امداد اللہ فارسی ص ۲۳ مراقبہ (طبع اول مطبع مجتبائی دہلی ۱۲۹۳ھ) (نور)

(۸۱۷) فی زمانہ تصور شیخ، غیر مشروع ہے: سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین مسئلہ تصور شیخ معمولہ صوفیہ میں: کہ مرید صورت پیر خواہ وہ پیر زندہ ہو یا مردہ، تصور میں حاضر کرتے ہیں اور اس سے فیض حاصل کرتے ہیں۔ آیا یہ تصور اور حصول فیض شرعاً جائز ہے، یا نہیں؟

دوم اگر کوئی شخص حضرت غوث اعظمؒ کو تصور میں حاضر کر کے: یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للّٰہ کا تکرار کرے، تو یہ تصور اور پڑھنا جائز ہے، یا نہیں؟ لیکن قائل اگر اس کلمہ کو بغرض حصول فیض باطنی پڑھتا ہے، تو شیئاً للّٰہ سے: اعطنی شیئا اکراما للّٰہ تعالی مما اعطاک من الفیوض الباطنۃ، ہے۔ اور اگر اور کسی حاجت کے واسطے پڑھتا ہے تو شیئاً للّٰہ سے امددنی شیئا اکراما للّٰہ بالدعاء من اللّٰہ تعالیٰ غرض ہے۔

جواب: تصور شیخ جو معمول صوفیہ کا ہے، کسی وقت میں صوفیہ نے اس کو اختیار کیا تھا، کسی مصلحت کی وجہ سے، اور اس میں کوئی خدشہ نہیں جانا گیا تھا، مگر اب اس وقت میں اس کی اجازت شرعی نہیں معلوم ہوتی، کہ شائبہ بت پرستی ہو گیا ہے اور اس کی چنداں ضرورت بھی نہیں، ہاں! اگر کوئی مغلوب محبت معذور ہو (تو وہ) معذور ہے۔ اور فیض من اللہ ہوتا ہے اور بس! فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

[دوم] کسی بزرگ کو ذہن میں حاضر کر کے اس سے اپنا مطلب مانگنا شرک ہی معلوم ہوتا ہے، کیونکہ ہر وقت حاضر ہونے والا حق تعالیٰ ہے، اس سے [طلب] مرادات چاہئے اور احضار صورت شیخ سے شیخ حاضر نہیں ہوتا، پھر اس صورت و تماثل ذہنی سے، کچھ حاجت دینی و دنیوی طلب کرنا خود واہی امر ہوا، جس سے شارع علیہ السلام نے منع فرمایا۔ اگرچہ بسبب تاویل کے اس کو شرک نہ کہا جاوے، مگر بظاہر صورت شرک کی ہے، لہٰذا ترک اس کا واجب ہے۔ جو امر مُوہم معصیت کا ہو، اس کو بھی ترک کرنا لازم دینی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مجموعہ کلاں ص ۱۰۲-۱۰۳)

(۸۱۸) من اللہ و من مشائخی کہنا صحیح نہیں: سوال: زید نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ: ما کان منہ صواباً فمن اللّٰہ و من مشائخی، و ما کان خطأً فمنی۔ اس کا بولنا عند الشرع جائز ہے، یا ناجائز، اس لکھوانے والے اور بولنے والے کا کیا حکم ہے، ایسے شخص کو کیا کہنا چاہئے؟

جواب: من اللّٰہ تعالیٰ و من مشائخی بظاہر کلمہ شرک کا ہے، چنانچہ حدیث میں خود رسول اللہ ﷺ نے شاء اللّٰہ و شئت (۱) رد فرمایا لہٰذا ایسا کلمہ موہم بولنا و لکھنا نہ چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (مجموعہ کلاں ص ۲۴۱-۲۴۲)

---

(۱) قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: لاتقولوا: ماشاء اللّٰہ وشاء فلان، ولکن قولوا: ماشاء اللّٰہ ثم شاء فلان، رواہ احمد و ابو داؤد وفی روایۃ قال. لاتقولوا: ماشاء اللّٰہ وشاء محمد وقولوا ماشاء اللّٰہ وحدہ، رواہ فی شرح السنۃ (مشکوۃ کتاب الآداب، باب الأسامی، فصل ثانی ج: ۲ ص: ۴۰۸ [رشیدیہ دھلی ۱۳۷۵ھ] نیز مشکوۃ باب مذکور ص: ۱۷۸۳۔ جلد چہارم رقم الحدیث: ۴۷۷۸ ت: رمضان بن احمد بن علی [مکتبۃ التوبۃ دار ابن حزم بیروت. ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۳ء]

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۸۱۹) صوفیا کے بعض اشعار واقوال میں نامناسب الفاظ وکلمات کی شرعی تحقیق؟ سوال: اگر کوئی شخص حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کو اشعار میں صنم یا بت یا اور ایسے لفظ کہے، تو آپ مولانا گنگوہی نے اس کو کافر اور قابل قتل تحریر فرمایا ہے۔

پس اللہ جل شانہ کے واسطے ایسے الفاظ کہنا، آپ کے نزدیک بدرجہ اولی کفر ہوگا، مگر اس صورت میں یہ شبہ ہوتا ہے کہ اکابر صوفیہ میں سے بعض مشائخ نے شعر میں ایسی باتیں فرمائی ہیں، جو اس فتوی کے موافق کفر ہیں، اور بعض مشائخ نے اگرچہ خود ایسی باتیں نہ کہی ہوں مگر سماع میں بلا انکار ایسے اشعار سنے ہیں، اور ان مضامین کو جو ظاہر میں کفر ہیں، باطن میں عمدہ مطلب ہے، حمد ونعت خیال کرکے وجد و ذکر اور درود میں خیال کیا ہے

خوشتر آں باشد کہ سر دلبراں گفتہ آید در حدیث دیگراں

جب یہ حال ہے تو ایسے کلمات کے کہنے والے کی نیت پر اور ظاہری قرائن پر کفر اور ایمان کا پہچاننا موقوف ہونا چاہیے، اور اگر فقط ظاہری الفاظ پر کفر کا فتوی ہوگا تو یہ لازم آتا ہے کہ ان صوفیوں کی ولایت، بلکہ ان کے ایمان سے انکار کیا جاوے، جن کا حال عرض کیا گیا۔

حضرات صابریہ میں تو بہت مشائخ ایسا مذاق رکھتے ہیں، قطب عالم گنگوہی (۱) اور حضرت مخدوم صابر صاحب (۲) کے اشعار مثال میں پیش ہو سکتے ہیں، بلکہ بعض مشائخ نقشبندیہ بھی اس مذاق سے خالی نہیں ہیں۔

---

(۱) حضرت شیخ عبد القدوس بن اسماعیل ردولوی ثم گنگوہی [illegible] شیخ احمد بن داؤد کی خدمت میں رہے [illegible] اور شیخ احمد عبد الحق [illegible] شیخ محمد [illegible] حضرت شیخ عبد القدوس [illegible] شیخ محمد سے اجازت سے نوازا۔ جب ردولی میں کفار کا غلبہ ہوگیا [illegible] (۸۹۲ھ مطابق ۹۱-۱۴۹۰ء) میں شیخ عبد القدوس ردولی سے شاہ آباد (ضلع کرنال) آگئے تھے [illegible]

[illegible] ہوئی تھی۔"

تاریخ مشائخ چشت ص ۱۸۹ (طبع اول دہلی ۱۳۷۲ھ ۱۹۵۳ء)

شیخ عبد القدوس [illegible] سلسلہ [illegible] حاصل ہوئی [illegible] تک پہنچ گیا [illegible] حضرت شیخ عبد القدوس [illegible] دور تک پہنچے [illegible]

شیخ عبد القدوس نے تقریبا پچاس [illegible] شاہ آباد [illegible] گنگوہ آگئے تھے، وفات تک یہیں رہے، ۹۴۴ھ (۱۵۳۷ء) میں وفات ہوئی اور یہیں مدفون ہوئے۔ شیخ عبد القدوس کی متعدد [illegible] تصانیف اور مجموعہ مکتوبات یادگار ہیں [illegible] علم و معرفت [illegible]

بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر

toobaa-elibrary.blogspot.com

اگر یہ کہا جاوے کہ اہل سُکر معذور ہیں، تو سُکر سے کیا مراد ہے۔ اگر فی الجملہ ذوق اور شوق مراد ہے، تو اپنے مرتبہ کے موافق اکثر مؤمنین میں یہ بات پیدا ہوسکتی ہے، اور اگر بے اختیاری اور بے ہوشی مراد ہے، تو جو شخص دین و دنیا کی خیر و شر میں نظم و نثر میں عمدہ تمیز رکھتا ہو، سماع کی جائز محفلوں میں قصداً شریک ہو، بہت اوامر کو اختیار کرے اور بہت مناہی سے بچے، ایسے شخص کو بے اختیار اور بے ہوش کہنا، ظاہر میں کسی طرح درست نہیں ہوتا؟

جواب: حق تعالیٰ کی ذات مقدس پر اطلاق الفاظ مکروہہ کا، مثل بت وغیرہ کے حرام و موجب کفر کا ہوسکتا ہے، خواہ کوئی بولے۔ مشائخ کے فعل کی تاویل کرنا چاہئے، اگرچہ بعید ہو، نہ یہ کہ حکم شرع کا ان کے فعل کے سبب بدلنا۔ حق تعالیٰ کے نام توقیفی ہیں، مثلاً جواد حق تعالیٰ پر بولنا درست اور سخی کہنا منع، حکیم درست اور طبیب غیر جائز، پس ایسے مکروہ لفظ کس طرح درست ہوسکتے ہیں، کسی شیخ کے فعل کے سبب۔

پس مسئلہ عقائد کا مجمع علیہ امت کا، اپنے حال پر رکھو، مشائخ کے قول (و) فعل کی کوئی تاویل کرو، یہ ہے حکم ادب شریعت کا۔ نہ یہ کہ مشائخ معدودہ کے فعل کو اصل ٹھہرا کر، حکم شریعت کو منسوخ بناؤ، کہ قواعد شرع کسی شیخ سے رد و رفع نہیں ہوسکتے۔ فقط

(مجموعہ فرخ آباد ص ۱۴، ۱۳، ۸، ۹)

(۸۲۰) مولانا روم و مولانا جامی وغیرہ، اولیائے مقبولین میں سے ہیں:

سوال: [کیا] مولانا جامی و نظامی و مولانا روم وغیرہ کا بعض کلام کفر کو پہنچتا ہے؟

جواب: مولانا جامی وغیرہ اولیاء سب مقبول ہیں، ان کا بعض کلام بے شک ظاہر میں، موہم خلاف شرع کا ہوتا ہے، مگر تأمل سے اہل علم کو معلوم ہوجاتا ہے، کہ خلاف شرع نہیں، سو جس کو فہم ایسا نہ ہو وہ حسن ظن رکھے، بدگمان نہ ہو، وہ مقبول ہیں، ان کو برا کہنا زبوں ہے۔ فقط

(چند یا نوی ص ۸۸-۹۲)

..... بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا .....

اخبار الاخیار۔ از حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی ص ۲۵۵-۲۵۸ (دہلی: ۱۲۷۰ھ)

نزہۃ الخواطر۔ از مولانا حکیم عبدالحی حسنی رائے بریلوی ص ۱۷۴-۱۷۵ (حیدرآباد: ۱۴۱۰ھ)

تاریخ مشائخ چشت۔ از پروفیسر خلیق احمد نظامی ص ۲۱۸، ۲۲۳ جلد اول (طبع اول دہلی ۱۹۵۲ء)

ص ۲۷۱، ۲۷۹ جلد اول (طبع دوم دہلی: ۱۹۸۲ء) (نور)

(۲) **شیخ علاؤ الدین علی بن احمد صابر کلیری:** سلسلۂ چشتیہ صابریہ کے مؤسس اور نامور مرشد اور امام تصوف مگر تعجب ہے کہ تمام معاصر تالیفات اور تذکرے، ان کے ذکر سے خاموش ہیں۔ سیر الاولیاء میں جو سطریں ایک بزرگ شیخ علی صابر کے حال میں درج ہیں، ان کے متعلق یقین سے کہنا مشکل ہے کہ وہ ان کے متعلق ہیں یا کسی اور کے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے بھی شیخ صابر کلیری کا ذکر نہیں کیا اور یہی کلمات تحریر فرماتے ہیں۔ پروفیسر خلیق احمد نظامی نے لکھا ہے کہ

"سترہویں اور اٹھارہویں صدی کے مذہبی تذکروں میں ان کے حالات بڑی تفصیل سے درج ہیں، لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان تذکروں نے کہاں سے یہ حالات فراہم کئے، ان کے ماخذ کیا ہیں۔ غالباً سنہ ۶۸۹/۶۹۰ھ میں وفات ہوئی۔" (نور)

toobaa-elibrary.blogspot.com

جنّات، خواب اور ان کے متعلقات

(۸۲۱) ہڈی کو دانتوں سے توڑنے اور اس سے استنجاء کرنے کی ممانعت کی تحقیق؟ **سوال:** سنا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ، ہڈی پر کے گوشت کو منھ لگا کر دانتوں سے نہ توڑا کرو، کہ وہ خوراک ہے تمہارے بھائی جنوں کی۔ یہ بات صحیح ہے، یا نہیں؟ اور اگر صحیح ہے تو منھ لگانے سے کیا نقصان ہو جاتا ہے، جو وہ پھر نہیں کھاتے؟

جواب: یہ غلط ہے، بلکہ دانتوں سے توڑنے کو فرمایا ہے اور استنجاء کرنے کو ہڈی سے منع کیا ہے کہ مسلمان جنات کی غذا ہوتی ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم (بدست خاص، ص ۱۷)

(۸۲۲) جنات کیا کیا کھاتے ہیں؟ **سوال:** علاوہ ہڈیوں کے جنات غلہ و مٹھائی وغیرہ بھی کھاتے ہیں، یا نہیں؟ اور اگر کھاتے ہیں، تو ہڈیوں ہی کی کیا خصوصیت ہے؟

جواب: سب کچھ کھاتے ہیں، مثل انسان کے۔ فقط، واللہ اعلم (بدست خاص، ص ۱۷)

(۸۲۳) جنات کی چوری سے حفاظت کی تدبیر: **سوال:** خرمن میں سے یا گھر میں رکھے ہوئے غلہ میں سے، جنات بھی چرا لیتے ہیں، یا نہیں؟

اور اگر چرا لیتے ہیں ان کے دفعیہ کی اور غلہ کی حفاظت کی بھی کوئی سبیل ہے، اگر ہو تو وہ بھی تحریر فرماویں۔

جواب: چور سب جگہ سے چراتا ہے، سبیل محافظت کی یہ ہے کہ وہاں ذکر کرے، قرآن پڑھے۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(بدست خاص، ص ۱۷)

(۸۲۴) شیاطین گمراہ کرنے کیلئے دائیں جانب سے آتے ہیں: **سوال:** مولانا مولوی محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں، کہ قلب کے داہنی جانب فرشتہ رہتا ہے اور جانب چپ (بائیں) شیطان، اور سورہ والصافات میں ہے گنہگار لوگ شیطانوں کو کہیں گے، کہ تم ہم پر آتے تھے دہنے سے۔ تو اس کا کیا مطلب ہے، تحریر فرماویں۔

جواب: دہنی جانب خیرات کی ہے، اور شیاطین دہنی جانب سے آتے ہیں، تا کہ لوگ جانیں کہ بھلے لوگ خیر بات بتاتے ہیں، دھوکہ دہی کے واسطے۔ فقط، واللہ اعلم

(بدست خاص، ص ۲۵)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۸۲۵) جنات آسیب وغیرہ کا اثر اور ان کا علاج برحق ہے: سوال: آسیب جن شیاطین کا آدمی کو ہو جاتا ہے، یا نہیں؟ اور کلام الٰہی دم کرنے سے، خواہ تعویذ وغیرہ باندھنے سے رفع ہو جاتا ہے، یا نہیں؟ اور جن، شیاطین گھر میں رہنے لگتے ہیں، یا نہیں؟

جواب: یہ سب امور حق ہیں۔ (بدست خاص، سوال ۵۰)

(۸۲۶) جناب رسول اکرم کی خواب میں، زیارت کے ایک پہلو کی تحقیق؟ سوال: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، جو خواب میں یا مراقبہ ومکاشفہ میں، مخلوق کو شرف بزیارت فرماتے ہیں، تو خود آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام ہی خاص اسی جسم اطہر سے رونق افروز ہوتے ہیں، یا کیا ہوتا ہے؟

جواب: آپ کہیں تشریف نہیں لے جاتے، بلکہ آپ کی شکل مبارک کی مثال، پیش نظر دیکھنے والے کے ہو جاتی ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم (بدست خاص، ص ۱۹)

(۸۲۷) خواب میں جو مردے نظر آتے ہیں، ان کی حقیقت کیا ہے؟ سوال: مردگان جو رویاء میں نظر آتے ہیں، ان کی کیا کیفیت ہوتی ہے، وہ بھی خود ہی آتے ہیں، یا کیا ہوتا ہے؟

جواب: اس خواب کی بھی یہی کیفیت ہے، جو اوپر لکھی گئی۔ فقط واللہ اعلم۔ (بدست خاص، ص ۱۹)

....

toobaa-elibrary.blogspot.com

گانے بجانے اور آتش بازی وغیرہ کے احکام

(۸۲۸) راگ بلا مزامیر کا حکم؟ **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین کہ راگ بلا مزامیر، مذہب امام اعظم ابوحنیفہؒ میں حرام ہے، یا مباح؟ یا اختلاف ہے اگر اختلاف ہے تو پھر مفتی بہ روایت کون سی ہے، اور نیز راگ مع مزامیر کا کیا حکم ہے؟ جو بعض لوگ باوجود ادعائے اتباع مذہب امام اعظمؒ، و اتباع سنت عرس مروجہ، متضمن غنی مزامیر کے ترویج دیتے ہیں اور شامل ہوتے ہیں، وہ دائرہ تقلید امام اعظمؒ سے باہر ہیں، یا نہیں؟

جواب: راگ بلا مزامیر مجمع میں ہونا مذہب امام صاحب میں حرام ہے، علی الراجح، جیسا اب متعارف ہے، اور مزامیر کے ساتھ بالاتفاق حرام ہے۔

قال فی الهداية ولا من يغني للناس لأنه يجمع الناس على ارتكاب كبيرة (۱) انتهى

و فی الدر المختار دلت المسئلة على أن الملاهي كلها حرام (۲) انتهى

و فی رد المحتار و فی التاتارخانية عن العيون إن كان السماع سماع القرآن و الموعظة يجوز، و إن كان سماع غناء فهو حرام، بإجماع العلماء، و من أباحه من الصوفية، فلمن تخلى عن اللهو وتحلى بالتقوى و احتاج الى ذالك احتياج المريض الى الدواء وله شرائط ستة أن لايكون فيهم أمرد وأن تكون جماعتهم من جنسهم و أن تكون نية القوال الاخلاص، لا أخذ الاجر و الطعام، و أن لا يجتمعوا لاجل طعام او فتوح و أن لايقوموا إلّا مغلوبين، و أن لا يظهروا وجدا إلّا صادقين (۳) انتهى

اس عبارت میں غنا بلا مزامیر کے حرمت کو بھی مجمع علیہ لکھا ہے، اور صوفیہ زمان کی مجالس کی حرمت خوب صاف بیان کردی ہے۔ چہ جائیکہ مزامیر بھی وہاں موجود ہوں، پھر تو کچھ بھی شبہ اس کی حرمت میں نہیں۔ کہ احادیث کثیرہ حرمت معازف و مزامیر میں وارد ہیں۔ پس ایسا شخص تقلید حنفی سے گیا، بلکہ کمال اسلام سے بھی خارج ہوجاتا ہے۔

---

(۱) ہدایۃ کتاب الشہادات، باب من یقبل شہادتہ ومن لایقبل ص ۱۶۲ حصہ سوم مکتبہ تھانوی دیوبند] [انور]

(۲) الدرالمختار، کتاب الحظر والاباحۃ (۲۳۹/۲) طبع نعمانی ۱۳۳۴ھ، الدر المختار مع الشامی کتاب الحظر و الاباحۃ ص ۲۲۲ حصہ پنجم مطبع مجتبائی دہلی ۱۲۹۰ھ، الدرالمختار شامی ج ۶، ص ۳۴۸ دارالفکر بیروت ۱۳۸۶ھ [انور]

(۳) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ (۲۲۲/۵) مجتبائی دہلی ۱۲۹۰ھ، ردالمحتار شامی ج ۶ ص ۳۴۹ دارالفکر بیروت ۱۳۸۶ھ] (انور)

toobaa-elibrary.blogspot.com

قال فی الدر المختار وفی البزازیہ استماع صوت الملاهی کضرب قصب ونحوہ حرام، لقولہ علیہ الصلوۃ والسلام استماع الملاهی معصیۃ والجلوس علیہا فسق والتلذذ بها کفر ای بالنعمۃ. (۱) انتهیٰ

الحاصل یہ فعل گناہ کبیرہ ہے [illegible] وفاسق [illegible] کا مل [illegible] ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

رسالہ فتوی العلماء النحاریر فی ثبت حرمۃ المزامیر ص ۲۳۔۲۴

[illegible]

(۸۲۹) ہر قسم کی تصویر بنانے کا ایک ہی حکم ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین [illegible] تصویر کا کھینچنا، اور اس کا گھر میں رکھنا درست ہے، یا نہیں؟

جواب: عکسی اور غیر عکسی مثل قلمی، نقشہ کے طور پر، ہر قسم کی تصویر کھینچنی اور رکھنی سب نادرست ہے۔ حدیث صریح رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم میں اس کی ممانعت اور اس کے صانع پر زجر وتوبیخ اخروی مبین ومصرح ہے اور اسی طرح ہر قسم کی تصویر گھر میں رکھنا حرام ہے اور جس گھر میں تصویر ہوتی ہے، فرشتہ کا وہاں گذر نہیں ہوتا کذا فی کتب الحدیث والفقہ فقط

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (محمودہ [illegible])

(۸۳۰) آتش بازی وغیرہ کا تماشہ دیکھنا حرام ہے:

سوال: امور ممنوعہ مثل آتش بازی وغیرہ کا تماشہ دیکھنا، مکروہ تحریمہ ہے، یا کیا؟

جواب: حرام ہے۔ (امداد خاص [illegible])

(۸۳۱) آتش بازی کے حرام ہونے اور عمدہ لباس اور کھانوں کے حرام نہ ہونے کی وجہ؟

سوال: آتش بازی کی حرمت کی وجہ، جو آپ نے تحریر فرمائی ہے کہ مال کا ضائع کرنا حدیث میں ممنوع ہے، مگر معترض کا شبہ یہ ہے کہ آنکھ اور کان بلکہ دل کو بھی فرحت حاصل ہوتی ہے، لہٰذا یہ مال کا ضائع کرنا نہیں ہے بشرطیکہ حد اعتدال سے خارج نہ ہو۔ اور اگر یہ بھی تسلیم کریں کہ مال کا ضائع کرنا ہے، تو لباس اور طعام جو بیش قیمت اور غیر ضروری ہووے، وہ بھی ایسا ہی ہے۔ آتش بازی کا

---

(۱) الدر المختار ج ۲ ص ۲۳۹ [عکس مجتبائی ۲۳۳ ھ] بر الدر المختار علی هامش لرد المحتار ج ۵ ص ۲۲۳ مجتبائی دهلی ۱۲۸۷ھ] (نور)

toobaa-elibrary.blogspot.com

اوران چیزوں کا، ایک ہی حکم ہونا چاہئے؟

جواب : شراب سے بھی فرحت ہوتی ہے اور زنا سے بھی۔ اور پھر آمدنی ضائع کرنا ہے، نہ لباس واکل کہ جزو بدن بنانا ہے، ایسی فیاضی جہل پر افسوس ہے۔

رشید احمد عفی عنہ (مجموعہ فرخ آباد ص ۳۱۔۳۲)

(۸۳۲) زمین کے سات طبقوں کی کیوں وضاحت نہیں؟

مسئلہ: ہم کو ہفت آسمان سے نفع ہے، شمس چہارم آسمان میں، اور زحل ہفتم میں، نزول احکام ہفت آسمان سے ہوتے ہیں، زمین سوائے طبقہ اعلیٰ کے نہ کچھ ہمارے نفع میں ہے نہ وہاں سے کوئی احکام منافع ہم کو ملتے ہیں، نہ کوئی امر محسوس ہوتا ہے، جس سے ہفت طبقہ کا اشارہ ہوتا، سوائے آسمانوں کے۔ فقط (مجموعہ فرخ آباد ص: ۲۰۔۲۱)

(۸۳۳) بادل بجلی اور کڑک وغیرہ کے متعلق سائنس دانوں کے اقوال خلاف شریعت نہیں ہیں:

سوال: حکماء لوگ [سائنس داں] کہتے ہیں کہ جو بخارات زمین سے اٹھتے ہیں، ان ہی بخارات سے بادل اور بجلی اور کڑک اور مینہ اور اولہ پالا اور شبنم ہو جاتی ہیں، تو از روئے شرع شریف ان چیزوں کا جو کچھ حال ثابت ہوا ہو، تحریر فرماویں؟

جواب: شریعت ان امور کا انکار نہیں کرتی، ان میں کوئی بات خلاف قواعد شریعت نہیں۔ فقط

(بدست خاص، ص ۴۷)

toobaa-elibrary.blogspot.com

قبر، قیامت اور احوال آخرت وغیرہ

(۸۳۴) امت محمدیہ کا حساب وکتاب سب سے پہلے ہوگا: **سوال:** حشر کو اول حساب اس امت کا ہوگا یا اور کا؟

جواب: اس امت کا پہلے ہوگا۔

(بدست خاص سوال ۹۳)

(۸۳۵) جنت میں داخلہ حساب کے بعد ہوگا: **سوال:** مومن اور کافر بعد مرنے کے سی وقت بہشت و دوزخ میں داخل ہوجاتے ہیں، یا بعد حشر کے ہوں گے؟

جواب: قبر میں دریچہ دوزخ و جنت کا کھول دیتے ہیں، جس سے راحت وکلفت آتی رہتی ہے، ورود خول، بعد حساب حشر کے ہوگا۔

(بدست خاص سوال ۳۹)

(۸۳۶) کیا جنت میں اپنے لواحقین کو پہچان لیں گے؟ **سوال:** جنت میں لوگ اپنے لواحقین کو پہچانیں گے، یا نہیں؟

جواب: پہچانیں گے۔

(بدست خاص سوال ۲۵)

(۸۳۷) حضرت مہدی کا عاشورا کے دن ظاہر ہونے کی روایت کی تحقیق: **سوال:** امام موعود کا شب عاشورا میں ظاہر ہونا اور اس عاشورا کا شنبہ کے دن واقع ہونا، ثابت ہے یا نہیں؟ اگر ثابت ہے تو وہ حدیث صحیح ہے، یا ضعیف؟

جواب: امام مہدی کا روز عاشورا ظاہر ہونا، کسی روایت صحیحہ میں بندہ نے نہیں دیکھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(مجموعہ فرخ آباد ص ۲۵۔ ۲۷)

(۸۳۸) امت نوح سے آج تک دجال سے ڈرانے کی وجہ: از بندہ رشید احمد عفی عنہ سلام علیکم

آپ کا خط آیا، جواب خدشہ کے لکھنے سے اس واسطے کار ذہوں کہ آپ کو علم نہیں، اگر موجہ میں ہوتے تو تقریر کہہ دیتا، تحریر میں طول ہے، اور اس قدر فرصت وہمت نہیں، لہٰذا، اس کے جواب سے اعراض کرکے، آپ کے سوالات کا جواب لکھتا ہوں۔ فقط۔

toobaa elibrary.blogspot.com

[illegible]

(۸۳۹) گناہوں کی معافی اور چیز ہے حساب وکتاب اور سوال [illegible]

[illegible]

جواب [illegible] گناہوں کی معافی [illegible] حساب وکتاب اور چیز ہے [illegible] واللہ تعالیٰ اعلم

(۸۴۰) قیامت میں روحیں فنا ہو کر دوبارہ زندہ ہوں گی۔ **سوال** قیامت میں [illegible]

جواب [illegible]

(۸۴۱) روحوں کا جمع ہونا ثابت ہے مگر تعزیت صحیح نہیں۔ **سوال** [illegible]

جواب [illegible] کوئی ملتا ہی نہیں۔

[illegible]

(۸۴۲) مسلمانوں کی روحوں کا جمعہ کی شب میں اپنے گھروں پر آنا ثابت نہیں۔ **مسئلہ** [illegible] شب جمعہ وغیرہ کو اپنے گھر [illegible] ثابت نہیں [illegible]

[illegible] واللہ تعالیٰ اعلم

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ [illegible] محمد یعقوب نانوتوی

(۸۴۳) مردوں کی روحیں گھروں پر نہیں آتیں: **سوال:** ارواح مُردگان اپنے گھروں میں، بعد وفات، جیسا کہ امام محمد بن محمد الغزالی نے لکھا ہے دقائق الاخبار میں، آتی ہیں، یا نہیں؟

جواب: نہیں آتی، اور یہ روایات قابل اعتبار نہیں۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(بدست خاص، علیحدہ)

(۸۴۴) ایسے واقعات صحیح نہیں، جس میں کسی شخص کے مرنے کے بعد زندہ ہونے کی بات کہی جائے: **سوال:** بعضے آدمی جو بظاہر مرجاتے ہیں اور پھر ہوش (میں) آجاتے ہیں تو ایسا قصہ کہتے ہیں، کہ یوں دو شخص آئے اور ایسے ایسے مکانوں میں کو لے جا کر، ایسی جگہ لے گئے، جہاں دفتر تھا اور منشی لکھ رہا تھا، اور بعض کہتے ہیں کہ جہاں خدا تھا، پھر اس منشی نے سر اُٹھا کر اور نظر کر کے کہا، کہ یہ وہ شخص نہیں ہے، اس کو کیوں لائے ہو، بلکہ وہ شخص اسی نام کا فلاں جگہ ہے، اسکو لاؤ پھر وہ دونوں شخص لیجانے والے دھکے دیکر یہاں چھوڑ گئے۔ یہ بات کیا ہو جاتی ہے اور کیا ہوتا ہے، کہ جتنے شخصوں کو ایسا حال ہوتا ہے، وہ ایسی ہی بات دیکھی ہوئی بیان کرتے ہیں، کیا سب کو یہی ایک خیال ہو جاتا ہے، یا کوئی شیطان کا دخل ہے، یا کیا بات ہے؟

جواب: یہ سب تخیلات ہیں، ان کا اعتبار نہیں۔ واللہ اعلم

(بدست خاص، ص ۷)

toobaa-elibrary.blogspot.com

عیسائیوں اور غیر مسلموں کی ملازمت، ان کے ساتھ کاروبار اور ملک کی سیاست میں تعاون اور شرکت

(۸۴۵) یہود و نصاریٰ کی ملازمت صحیح ہے، مگر اس کی وجہ سے خلاف شریعت کام انجام دینا، جائز نہیں:

سوال: علمائے دین شرع متین کیا فرماتے ہیں اس صورت میں کہ کوئی نوکری نصاریٰ یا یہود کی اور محکمہ اس کا خلاف شرع ہو اور سپرد کرے، کسی کو پیشہ ڈاکٹری کا اور کہے، کہ کوکہ تو حکمت کا علم تحصیل کر، اور تحصیل کرنے والا ڈاکٹری کا مسلمان ہو، اور کہے اس سے کہ اپنی قوم کی لاش کو چیر، اور دیکھ کہ اس کے پھیپھڑے پر خون جمع ہوا ہے، یا نہیں؟ یا کون سی رگ کون سے مقام پر ہے، یا توڑ اس کی کھوپڑی کو، کہ اس میں غبار گرمی کا یا سردی کا، یا کون کون رگیں ہیں، تو اس قدر سے دوسرے مسلمان کی لاش کے ٹکڑے کرے، واسطے طمع نوکری کے، تو اس قدر ٹکڑے کرنے والے لاش کو، کس قدر گناہ ہوتا ہے، یا نہیں؟

اور اکثر دواؤں میں شراب ڈالی جائے اور یقین (ہے) لوگ مسلمان اور اس کے افسر بالا کا، کہ فائدہ پہنچتی ہے، ہر بیماری کو اور پلاوے وہ ڈاکٹر مسلمان سب مسلمانوں کو، اور کہے کہ ہماری ڈاکٹری میں ادویات مقرر ہیں، اسی کا استعمال کیا جاوے گا۔ تو اس مسلمان کو گناہ ہوگا یا نہیں؟ اور یہ بیان کرے کہ دوا کا کرنا سنت طریق ہے، نام سنت کا لینا اور یہ نہ جاننا کہ کون سی چیز حلال ہے اور کون سی حرام ہے، اور حاکم اس کا جو حکم دیوے حلال اور حرام، دونوں کو حکم دیوے دہ بجا دے، تو اس کے ذمہ کس قدر گناہ ہے، یا نہیں؟

اور غیر مذہب حاکم کو سلام کرنا اور باادب پیچھے چلنا اور حاکم بنانا، کس قدر گناہ ہوتا ہے؟ فقط

الجواب: نوکری یہود و نصاریٰ اور کفار کی سب کی درست ہے، بشرطیکہ کوئی خلاف شرع اس میں نہ کرنا ہو، اور ڈاکٹری کی بھی درست ہے، مگر مسلمان کے مردے چیرنے اور شراب کی دوا کا استعمال کرنا گناہ ہے، پس ایسے کام کرنے سے نوکری ڈاکٹری میں کراہیت آجاتی ہے۔ اور دواء کا کرنا سنت اس وقت ہے، کہ دواء میں کوئی محرم وممنوع سے تلوث نہ ہو ورنہ منع ہو جاتا ہے۔

علی ہذا ایسی تعظیم کرنا کہ ذلت اسلام کی لازم آجاوے۔ اور خلاف شرع کام کرنا حرام ہے، کسی نوکر کو ایسا نہ کرنا

toobaa-elibrary.blogspot.com

چاہئے۔ ایسی صورت میں جو امام ایسا کام کرتا رہے گا، فاسق ہو جاوے گا۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد عفی عنہ (مجموعہ کلاں ص ۲۱۲-۲۱۳)

(۸۴۶) انگریزوں کی، ہندو رئیسوں کی اور عدالتوں کی ملازمت کا حکم؟ **سوال:** عدالت کی ملازمت درست ہے، یا نہیں؟ انگریزی اور جواڑے(۱) کی ملازمت کون سی درست ہے اور کون سی نہیں۔ اگر ملازم سرکاری سودی کاغذات کا خلاصہ، یا صرف نقل یا دوسری قسم کی معاونت کریں، شرعاً جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: نوکری کفار کی وہ درست ہے کہ اس میں خلاف شرع کام نہ ہو، اور جو خلاف شرع کام کرنا ہوگا، خواہ کافر کی ملازمت میں، یا مسلمان کی، وہ سب ناجائز ہیں۔ آپ جس نوکری کا معقول حیلہ لکھیں گے، اس کا جواب لکھوں گا، سب کا حاصل یہ تھا، لکھتا ہوں۔ فقط (مجموعہ ص ۹)

(۸۴۷) انگریزوں کی حکومت کی شرعی حیثیت اور ان کے ماتحت مسلمانوں کی ذمہ داری: **سوال:** یہ ملک ہندوستان، جو سو برس سے زیادہ سے مملوکہ ومقبوضہ حکام مسیحی ہے اور ان کی رعایا میں ہنود وغیرہ مختلف مذاہب کے لوگ آباد ہیں اور ہم لوگ مسلمان بھی زیر حکومت آباد ہیں، تو مسلمانوں کو اس ملک میں رعایا حکام بن کر رہنا چاہئے یا نہیں، اور ہم مسلمانوں کو ان حکام کے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہئے اور نیز ہنود وغیرہ رعایا حکام کے ساتھ، کیا معاملہ کرنا چاہئے؟

الجواب: چونکہ قدیم سے مذہب اور قانون جملہ مسیحی لوگوں کا یہ ہے کہ کسی کی ملت اور مذہب سے پرخاش اور مخالفت نہیں کرتے، اور نہ کسی مذہبی آزادی میں دست اندازی کرتے ہیں، اور اپنی رعایا کو ہر طرح سے امن وحفاظت میں رکھتے ہیں، لہذا مسلمانوں کو یہاں ہندوستان میں جو کہ مملوکہ ومقبوضہ اہل مسیحی ہے رہنا، اور ان کا رعیت بننا درست ہے۔ چنانچہ جب مشرکین مکہ معظمہ نے، مسلمانوں کو تکلیفیں اور اذیتیں پہنچائی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ملک حبشہ میں جو مقبوضہ نصاریٰ کی تھا، بھیج دیا، اور یہ صرف اس وجہ سے ہو کہ وہ کسی کے مذہب میں دست اندازی نہیں کرتے تھے۔

۲ - اور جب مسلمان رعایا بن کر ہندوستان میں رہے اور اور حکام سے عہد وپیمان کر چکے، کہ کسی حاکم یا رعایا حکام کے جان اور مال میں دست اندازی نہ کریں گے، اور کوئی امر خلاف اطاعت نہ کریں گے، تو مسلمانوں کو خلاف عہد وپیمان کرنا، یا کسی قسم کی خیانت ومخالفت حکام کرنا ہرگز درست نہیں، اور نہ کسی قسم کی خیانت اور خلاف عہد کرنا، رعایا

---

(۱) ہندو راجاؤں کی چھوٹی چھوٹی ریاستیں۔ جو اس وقت نیم آزاد اور گویا مستقل حکومتیں تھیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

حکام یعنی غیر مذہب والوں کے ساتھ برتاؤ درست ہے۔ عہد کے پورا کرنے کی مسلمانوں کے مذہب میں اس قدر تاکید ہے کہ شاید کسی دوسرے مذہب میں نہ ہو۔

قال الله تعالى: واوفوا بالعهد ان العهد كان مسئولا (بنی اسرائیل۔۳۴)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عہد کو پورا کرو، کیونکہ عہد کے بارے میں بروز قیامت باز پرس ہوگی۔

عہد شکنی کی سخت ممانعت ہے اور کسی سے عہد کرکے اس کے خلاف کرنے پر بہت دھمکی دی گئی ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا من ظلم معاهدا أو انتقصه أو كلفه فوق طاقته أو أخذ منه شيئا بغير طيب نفس فأنا حجيجه يوم القيامة (۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ تنبیہ فرماتے ہیں، جو کسی غیر مذہب سے عہد کرکے اس پر ظلم کرے یا اس کو کوئی عیب لگاوے اور اس کی بلاوجہ توہین کرے، یا اس پر مشقت زائد ڈالے، یا اس کے مال میں سے کوئی چیز بلا رضا مندی کے لیوے، تو قیامت کے دن اللہ کے روبرو، میں اس سے جھگڑا کروں گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے نائبوں کو یہ تعلیم یہ ہوتی تھی: لاتغدروا یعنی خلاف عہد مت کرو، ایک حدیث میں ارشاد ہے:

ذمة المسلمين واحدة يسعى بها أدناهم، فمن أخفر مسلماً في ذمته فعليه لعنة الله والناس أجمعين لا يقبل الله يوم القيامة صرفاً وعدلاً (۲)

یعنی مسلمانوں کا ذمہ اور عہد ایک ہے، ہر ایک مسلمان کسی غیر مذہب والے سے معاہدہ کرے گا، تو سب مسلمانوں پر اس کا پورا کرنا لازم ہے۔ اور کسی مسلمان کے عہد و پیمان کو جو اس نے کسی کے ساتھ کیا تھا، کوئی دوسر

---

(۱) سنن ابوداود کتاب الخراج والفیء والامارۃ، باب فی تعشیر اهل الذمة اذا اختلفوا بالتجارات [illegible] عن ابيه [illegible] بیروت ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء] (نور)

[illegible] فمن أخفر مسلما فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين، لا يقبل منه يوم القيامة صرف ولا عدل وذمة المسلمين واحدة يسعى بها أدناهم [illegible] كتاب الحج باب فضل المدينة جلد ۱ صفحہ ۴۴۲ [illegible]

[illegible] رقم الحدیث ۸۶۷، مکتبۃ الریاض الحدیثۃ ۱۹۸۲ء] [illegible] کتاب المناسک باب تحریم المدینۃ جلد ۱ [illegible] باب العمرۃ فی تحریم المدینۃ [illegible] بیروت ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء] (نور)

toobaa-elibrary.blogspot.com

مسلمان قرار دیا جائے تو کسی پر بدعتی اور فاسقوں کی اور ذمیوں کی [illegible]
عبادت [illegible] قبول [illegible] گا۔

۳۔ اسی طرح کسی کو بے قصور یا حیلہ سے قتل کرنا خواہ وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم [illegible] حرام ہے۔ قال تعالیٰ

لاتقتلوا النفس التی حرم اللہ الا بالحق
(بنی اسرائیل۔۳۳)
یعنی جس جان کے قتل کو خدا تعالیٰ نے حرام کر دیا، اس کو ناحق نہ مار ڈالو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے

من قتل معاهدا بغیر کنهه لم یرح رائحة الجنة (۱)
یعنی جس نے کسی کے ساتھ معاہدہ کرکے اس کو قتل کیا وہ جنت کی بو بھی نہ سونگھے گا۔

علیٰ ہذا فقہ کی تمام کتابیں ان مسئلوں اور روایات سے بھری ہوئی ہیں کہ مسلمانوں کو اپنے عہد کے موافق حکام کی تابعداری کرنا جس میں کچھ معصیت نہ ہو ضروری ہے، اور کسی قسم کی بغاوت اور مخالفت اور مقابلہ اور خیانت جائز نہیں۔

۴۔ اگر کوئی قوم مسلمان یا غیر مسلمان جو ممالک مقبوضہ ہمارے حکام سے خارج ہیں، ان ہمارے حکام کے ساتھ مقابلہ اور لڑائی کرنے اور ان پر حملہ کرنے آویں، تو ہم کو اس قوم کے ساتھ ہونا اور ان کو مدد دینا بھی ہرگز درست نہیں، کیونکہ یہ بھی خلاف عہد ہے

قال اللہ تعالیٰ وان استنصروکم فی الدین فعلیکم النصر الا علی قوم بینکم و بینهم میثاق. (سورۃ الانفال۔۷۲)

یعنی اگر اہل اسلام مدد چاہیں تم سے دین کے معاملے میں تو تمہارے اوپر مدد کرنا ضروری ہے مگر اس قوم کے مقابلے میں کہ تمہارے اور ان کے درمیان عہد ہو چکا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اگر کسی مسلمان کا ان لوگوں سے مقابلہ ہو جن سے تم عہد کر چکے ہو، [illegible] مسلمانوں کا ساتھ

---

(۱) [illegible] من قتل معاهدا [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] فی احکام الجهاد [illegible]
[illegible] من قتل معاهدا فی غیر کنهه حرم اللہ علیه الجنة۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

مت دو۔ پس مسلمانوں کو بہر حال اپنے عہد کی رعایت کرنی چاہئے، نہ خود مخالفت کریں، نہ کسی مخالف کی اعانت کریں۔ اگر اس کے خلاف کریں گے، تو سخت گنہگار اور مستحق عذاب ہوں گے(۱) واللہ اعلم

[الف رود دموتمر الانصار۔ اجلاس مراد آباد، ۱۳۲۹ھ ص ۵۰ تا ص ۵۲ (مطبع قاسمی، دیوبند)
ب (نیز الطرائف و الظرائف ص ۳۵، ۳۶ تا ۳۷۔ اشرف المطابع تھانہ بھون ۱۹۲۹ء)]

(۸۴۸) عیسائیوں اور دوسری قوموں کے لباس کا حکم؟ **سوال:** ایک کپڑا جو نیم آستین یا بے آستین ہوتا ہے وراس کو کمری یا صدری یا جاکٹ کہتے ہیں، اور دوسرا کپڑا جو آستین دار ہوتا ہے ورز انوں تک آتا ہے، اس کو کوٹ کہتے ہیں، اور گول ٹوپی اور انگریزی جوتا، ان کا پہننا تنہا تنہا، یا ایک ساتھ جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: دور سے اگر کرسٹان (عیسائی) معلوم ہوتا ہو تو ناجائز ہے، ورنہ درست۔ فقط

رشید احمد عفی عنہ گنگوہی

(بدست خاص ص ۳۶)

(۸۴۹) یہود و نصاریٰ کو سلام میں بندگی وغیرہ کہنا؟ **سوال:** مسلمانوں کو بل ہنود و نصاریٰ (سے) سلام یا بندگی یا تسلیمات ابتداءً کہنا، یا ان کے جواب میں جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: یہ کلمات بدعت وغیر مشروع ہیں کہ خلاف سنت ہیں، نہ ابتداءً نہ جواب میں، کہے جائیں۔ فقط

(مجموعہ رامپور ص ۸)

(۸۵۰) کانگریس میں شرکت اور سرسید احمد خاں کے ساتھ تعاون کا حکم؟ **سوال:** سرسید احمد خاں نیچری نے جو ایک جماعت ایسوسی ایشن قائم کی ہے اور لوگوں کو بذریعہ اعلان مطبوعہ ۸/ اگست ۱۸۸۸ء یوں ترغیب دے رہا ہے، کہ میری جماعت میں بڑے بڑے ہندو ذی وجاہت مثل راجہ بنارس وغیرہ، جو کانگریس کے برخلاف ہیں، شامل ہیں، ہر وہ شخص جو داخل ہو پانچ پانچ روپیہ چندہ ماہواری میرے نام علی گڑھ یا بنارس میں، راجہ صاحب کے نام روانہ کیا کرے، وغیرہ وغیرہ اور اس کی مدد کے واسطے جا بجا ایسوسی ایشن انجمن اسلامیہ کے نام سے، لوگوں نے شہروں میں قائم کی ہے۔(۲) جو شخص ان کے ساتھ اتفاق کرنے سے برخلاف معلوم ہوتا ہے، اس کے ساتھ طرح طرح کا فساد

(۱) یہ فتویٰ حضرت مولانا تھانوی نے اپنی بیاض میں بھی نقل کیا ہے جس سے چند نکات ہیں۔

"یہ فتویٰ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور کے سالانہ جلسہ منعقدہ میں مولانا عنایت الٰہ صاحب (مہتمم مدرسہ) نے پڑھ کر سنایا تھا۔"

"الطرائف والظرائف۔ ص ۳۵ تا ۳۸ (طبع اول، تھانہ بھون ۱۹۲۹ء) نور

(۲) اس عہد و فتویٰ سے کہ سرسید احمد خاں نے تحریک کا قدر رواج دے دیا ہی پیٹریاٹک ایسوسی ایشن تھی (The Paster Mice Association) جو سرسید احمد نے ۱۸۸۸ء میں قائم کی تھی، جس کا مقصد انگریزی حکومت کو باہمی مشترکہ کے ساتھ سلمانوں کے نظریات سے واقف کرانا تھا، جو کانگریس کی پالیسیوں سے متفق نہیں تھے۔ حیات جاوید الطاف حسین حالی ص ۳۳۲، حصہ اول، انجمن ترقی اردو، دہلی ۱۹۳۹ء] نیز سید احمد خاں خلیق احمد نظامی ص ۵۳، دہلی ۱۹۷۱ء، نیز مسلمانوں کا روشن مستقبل، مولوی طفیل احمد منگلوری ص ۳۰۳، دہلی ۱۹۴۵ء] [نور]

toobaa-elibrary.blogspot.com

اور فتنہ برپا کر کے اس کو جبراً ملانا چاہتے ہیں۔ آیا ایسی جماعت میں مسلمانوں کو شامل ہونا اور ان کی مدد کرنا شرعاً درست ہے، یا نہیں، اور نیچری لوگ بدخواہ اسلام ہیں، یا نہیں؟ (علی محمد لدھیانوی، متوطن بمبئی)

جواب: اگر ہندو مسلمان باہم شرکت بیع وشراء وتجارت میں کر لیویں۔ اس طرح میں کہ کوئی نقصان دین میں، یا خلاف شرع معاملہ کرنا اور سود اور بیع فاسد کا قصہ پیش نہ آوے، جائز ہے اور مباح ہے۔

مگر سید احمد سے تعلق رکھنا نہیں چاہئے، اگرچہ وہ خیر خواہی قومی کا نام لیتا ہے، یا واقع میں خیر خواہ ہو، مگر اس کی شرکت مآل کار مسلمان واسلام کو سم قاتل ہے، ایسا میٹھا زہر پلاتا ہے کہ آدمی ہرگز نہیں بچتا۔ پس اس کے شریک مت ہونا، اور ہنود سے شرکت معاملہ کر لینا، اور اگر ہنود کی شرکت سے اور معاملہ سے بھی کوئی خلاف شرع امر لازم آتا ہو، یا مسلمانوں کی ذلت یا اہانت یا ترقی ہنود ہوتی ہو، وہ کام بھی حرام ہے، جیسا کہ اوپر لکھا گیا، اسی طرح برا ہے اور بس۔ فقط

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

[نصرۃ الابرار مولوی محمد صاحب لدھیانوی ص ۱۴۔۱۵۔۱۹ (مرتبہ ۱۳۰۶، طبع اول، لاہور ۱۳۰۶ھ)
فتاویٰ قادریہ (مجموعہ فتاویٰ مولوی محمد لدھیانوی) ص ۴۷۔۴۸۔۵۲ (طبع اول، لاہور ۱۳۱۹ھ)]

(۸۵۱) کافروں کے گھر کا اور ان کا پکایا ہوا، کھانا کھانا؟ **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین، در باب کھانا کھانے اہل ہنود کے ہاتھ کا: یا اس کے اہل خانہ کے ہاتھ کا، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے گھر کا کھانا پکا ہوا، یا ان کے مردوں کے ہاتھ کا کھایا، یا نہیں؟ اور یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے، یا تابعین، یا تبع تابعین رضی اللہ عنہم نے کھایا یا نہیں؟ بینوا توجروا!

جواب: کفار کے گھر کا کھانا کھانا اور کافر کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا درست ہے، بشرطیکہ کوئی امر غیر مشروع اس میں نہ ملا ہو، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کے گھر کا گوشت پکا ہوا کھایا ہے، اور ہنود عرب میں نہیں تھے، جو اس کا کوئی جواب دیوے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مجموعہ کلاں ص ۱۴۸)

(۸۵۲) ہندوؤں کے تہواروں کے موقع پر، ان سے کچھ لینے دینے کا حکم؟ **سوال:** ہندو لوگ جو رعایا ہیں، ان سے کچھ ان کے تہواروں میں، مثلاً دیوالی وغیرہ میں کھیل بتاشہ خواہ پکا ہوا کھانا، پکوان وغیرہ جو ان کے تہواروں میں پکتا ہے، یا کسی ہندو کے مرے پیچھے جو مٹھائی تقسیم ہوتی ہے، لینا، بطور حق ورسوم زمینداری، یا بطور راہ ورسم بدلہ کے، تو جائز ہے، یا نہیں؟

toobaa-elibrary.blogspot.com

جواب: کفار رعایا جو اپنے تہواروں میں زمیندار کو دیویں، لینا درست ہے، علیٰ ہذا، تیرہویں وغیرہ میں جو دیویں درست ہے مگر بدیہ کی طرح معاملہ رکھے، کہ موادۃ کفار سے درست نہیں۔ (بدست خاص سوال ۸۹)

(۸۵۳) مسلمانوں کی ہندو کے تہواروں میں شرکت اور ان کا کھانا کھانے کا حکم؟

سوال: مسلمانوں کو اہل ہنود کے تہواروں اور شادیوں میں شریک ہونا درست ہے یا نہیں، اور ان کا بھیجا ہوا حصہ وغیرہ کا لینا، وعلیٰ ہذا، روافض و خوارج وغیرہ ہم کی شرکت درست ہے یا نہیں؟

جواب: کسی ہنود اور رافضی، خارجی، اہل بدعت کے تہوار و مجمع میں شریک ہونا، حلال نہیں، بلکہ حرام ہے، مگر جو وہ کھانا دیویں، رعایا ہونے کے سبب تو لینا درست ہے، اور محبت و دوستی کی وجہ سے نہ لیوے۔ کفار سے دوستی رکھنی درست نہیں۔ (مجموعہ کرامیہ ص ۹)

(۸۵۴) ہندوؤں کے میلوں اور عرس میں دکانیں لگانا صحیح نہیں:

سوال: ہم لوگ تجارت پیشہ (ہیں) مال بساط خانہ کا فروخت کرکے، اپنے اوقات بسر کرتے ہیں، بجموع نوچندی اور گھاٹ وغیرہ میلہ ہنود اور عرس پیران کلیر اور عرس گنگوہ اور ہنگامہ جبہ جلال آباد(۱) وغیرہ عرسوں میں، ہمارا اسباب زیادہ بکتا ہے اور جتنی زیادہ بکری ہوتی ہے اتناہی زیادہ نفع ہمارا ہوتا ہے، ایک جگہ کے بیٹھے رہنے کے بہ نسبت، میلہ ہائے ہنود و اہل اسلام کے جانے میں ہمارا دو چند سہ چند فائدہ ہوتا ہے، اور ان میلوں اور عرسوں میں جانے سے، کچھ سیر و تماشہ کی غرض نہیں ہے، بلکہ مال فروخت کرنے کی غرض ہے اور اپنا نفع حاصل کرنا ہے، تو عندالشرع ان مواضع میں ہمارا جا کر فروخت کرنا، اسباب کا جائز ہے، یا نہیں؟

بعض علماء دہلی وغیرہ کی یہ رائے ہے کہ بعض ہنگاموں میں اور پیٹھوں اور میلوں جاہلیت میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم

---

(۱) جبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] شریف محمود غزنوی [illegible] [illegible] تفصیل تاریخ جلال آباد مؤلفہ محمد علی بن روشن خان (مؤلفہ ۱۳۰۳ھ) میں درج ہے (تاریخ جلال آباد کے قلمی نسخہ کا عکس ادارے وغیرہ میں موجود ہے)۔

[illegible] (نور)

toobaa-elibrary.blogspot.com

واسطے وعظ کے اور صحابہ کبار رضی اللہ عنہم اجمعین واسطے خرید و فروخت کے گئے ہیں، تو ہم کو بھی ایسے ہنگامہ ہنود میں جانا جائز ہے۔ اب جیسا ارشاد ہو ویسا کیا جاوے، اگر جائز ہو تو ہم لوگ جاویں، ورنہ نہ جاویں اور جو لوگ محض واسطے فاتحہ بزرگان کے، یا سیر تماشہ ایسے میلوں میں جاتے ہیں، وہ اچھا ہے، یا نہیں؟

الجواب: عرس مسلمانان اور نوچندی میں اگر وہ کوئی عرس یا تیرتھ ہے اور سب میلہ ہنود میں، جا کر فروخت کرنا حرام ہے۔ اگرچہ سیر کی نیت نہ ہو فقط فروخت ہی کی نیت ہو، کیونکہ وہ مجمع معصیت کا ہے، اس کی شرکت بھی معصیت اور حرام ہے۔

من کثر سواد قوم فھو منھم

حدیث ہے۔ البتہ پینٹھ کی خرید و شراء میں جانا درست ہے، اور اسواق جاہلیت بیع و شراء کے جامع تھے، کوئی معصیت کا ہنگامہ نہ تھا، جس نے ان میلوں کو میلۂ معصیت جانا، محض غلط اور خلاف سمجھا، اس کے قول کا ہرگز اعتبار نہیں۔ احادیث میں مصرح ہے کہ وہ مجامع بیع و شراء تھے، نہ مجامع معصیت کے، پس نفع دنیاوی کے واسطے معصیت کے میلوں میں جانا حرام ہے، نص قرآنی و حدیث سے اور بیع و شراء کی پینٹھ اور مجامع میں مباح ہے اور خلاف اس کے قول مردود ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الراجی رشید احمد عفی عنہ (مجموعہ کلاں ص ۲۰۷۔۲۰۸)

(۸۵۵) غیر مسلموں کے تہواروں کے موقع پر، ان سے ہدیہ قبول کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ: اگر ہنود اپنے تہوار میں، بوجہ ملاقات اہل اسلام کو کھیل (۱) بتاشہ، شرینی وغیرہ لا کر دیں، تو اس کا لینا اور کھانا درست ہے۔

(مجموعہ چندیا نوی ص ۲۷)

(۸۵۶) ہندوؤں کے مذہبی میلوں کی سیر کرنا اور اس کو اچھا سمجھنا:

سوال: جو مسلمان میلہ ہنود میں پالکی یا گھوڑی یا بگھی پر سوار ہو کر، میلے کی رونق زیادہ کرے وہ مردود مصداق: **من کثر سواد قوم فھو منھم** ہوا یا مقبول رہا، اور اس حدیث کا حوالہ تحریر فرمائے۔

جواب: لاریب! تماشائی میلہ عبارت ہنود کا فاسق دائرہ قبولیت سے خارج ہے۔ اگر صرف سیر ہی کرتا ہے، اور اگر استحسان اس فعل کا کرے اور ملوث بافعال کفار بھی ہووے، تو کافر ہوگا۔ بہر حال مصداق حدیث شریف کا بنتا ہے، خواہ وہ محض و ملوث بافعال اشرار ہو، خواہ محض تماشائی ہو، اور حدیث مذکور کو ابو یعلیٰ نے اپنے مسند میں، اور علی بن معبد نے کتاب الطاعة و المعصية میں، عمرو بن الحارث سے روایت کیا ہے، بایں الفاظ:

---

(۱) کھیل: بھنے ہوئے چاول یا جوار یا مکئی وہ بھنا ہوا اناج جو پھول گیا ہو۔ (نور اللغات ۴/ ۲۱۶، دہلی: ۱۹۹۸ء)

toobaa-elibrary.blogspot.com

"ان رجلاً دعا عبداللہ بن مسعود الی ولیمۃ، فلما جاء لیدخل سمع لھواً، فلم یدخل، فقیل لہ رجعت. قال انی سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول من کثّر سواد قوم فھو منھم، ومن رضی عمل قوم کان شریک من عمل بہ" الحدیث)

ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو ایک ولیمہ میں مدعو کیا، جب وہاں پہنچے، تو لہو ولعب کی آواز سنی، تو وہاں داخل نہیں ہوئے، اس وقت عرض کیا گیا، کیوں لوٹ گئے؟ فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، فرمایا جس شخص نے جس قوم کی تعداد بڑھائی وہ انہیں میں شمار ہوگا۔ (ت نور)

اور فردوس میں دیلمی نے عبداللہ بن مسعودؓ سے اور عبداللہ بن مبارک نے کتاب الزہد والرقائق میں، ابوذرؓ سے روایت کیا ہے۔ کذا فی امداد الاحتساب۔

اور مطلب حدیث مذکور کا یہ ہے کہ جو کوئی کسی قوم کی تکثیر کسی فعل میں کرتا ہے، تو وہ اس قوم میں بحیثیت اس فعل کے دنیا و آخرت میں شمار اور محشور ہوتا ہے، مثلاً ہنود کے میلے میں، جس نے شرکت و تکثیر کی، تو اگر نفس فعل میں ملوث ہوا کہ منشا فعل کفر کا ہے، وہ کفر ہے ورا گر استحسان اس فعل کا کیا تو بھی کافر ہوا، کہ تحسین کفر بھی کفر ہوتی ہے، ورنہ دونوں صورتوں میں عقیدہ اسلامیہ باطنیہ کا اعتبار نہ ہوگا، بلکہ عند اللہ بھی کافر ہوگا، جیسے زنار بندی الناس بوصف صحت عقیدہ کے کفر تھا ہے، کتب عقائد وفتاویٰ فقہ میں یہ روایت موجود ہے، اور جو شخص تماشا ہی دیکھا اور تحسین اور تلوث بافعال اشرار، اس سے سرزد نہیں ہوا، تو تکثیر فقط مجمع کی ہے، تو اہل مجمع میں داخل ہوا، اور مکثر ان لوگوں کا بنا فاسق وفاجر ہو

فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین (۱) ص ۶۹ | تو مت بیٹھ یاد آجانے کے بعد ظالموں کے ساتھ (ترجمہ شیخ الہند)

کے خلاف کیا ہے، اور مکثر ان لوگوں کا ہوا ہے نہ کہ فعل کفر کا، بہر حال جس قوم میں تکثیر کیا ہے، اس ہی قوم کا جز بنا اور اس ہی قوم میں داخل ہوا، تماشائی مکثر اہل تماشا ہے، نہ فعل کفر کا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام جوامع الکلم ہوتا ہے، ہر قسم کی رعایت اور معانی اس میں مجتمع ہوتے ہیں، اب کچھ حاجت نہیں کہ تغلیظ پر حمل کریں، بلکہ معنی حقیقی سب شقوں پر موجود ہیں۔

قال فی الفتاوی العالمگیریۃ ناقلاً عن البحر و (یکفر) بخروجہ الی نیروز المجوس

---

(۱) کتاب الزھد والرقائق ابواب زیادات الزھد لنعیم بن حماد، باب استماع اللھو ص ۱۲ ط مجلس احیاء المعارف، مالیگاؤں ۱۳۸۵ھ ۱۹۶۶ء، نیز دیکھئے نصب الرایۃ فی تخریج احادیث الھدایۃ ج ۴ ص ۳۴۶ مجلس علمی، ڈابھیل، دار المامون القاہرہ ۱۳۵۷ھ

toobaa-elibrary.blogspot.com

لموافقته معهم، فيما يفعلون في ذالك اليوم(۱) انتهى. فقط محصله والله تعالیٰ اعلم

اسی طرح محرم کی بھیڑ بھاڑ میں جو حائیکین جاتے ہیں، وہ بھی تحت مصداق حدیث مذکور داخل ہیں۔ فقط

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مجموعہ کلاں ص ۵۹-۵۹)

(۸۵۷) غیر مسلموں کے مجمع میں، سیر و تفریح کے لئے جانے کا اور خرید و فروخت کرنے کا حکم؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس باب میں: کہ مذہبی مجمع کفار میں اگر کوئی مسلمان بہ نظر سیر و تماشا، یا بغرض خرید و فروخت چلا جائے، اور اس کو برا نہ جانے، یا برا جان کر جائے، تو ان تمام صورتوں میں اس کو کس درجہ کا گناہ ہے، اس کا نکاح باقی رہتا ہے، یا نہیں۔ سیر (تماشہ) اور خرید و فروخت کو جانا دونوں گناہ میں برابر ہیں، یا کچھ فرق ہے، جواب بتفصیل تمام عنایت ہو۔ فقط

الجواب: مجمع کفار میں کہ اس کا انعقاد علی المعصیت ہو، شریک ہونا ہر حال حرام ہے، خواہ بوجہ سیر و تماشہ جاوے یا بہ غرض خرید و فروخت کے۔ لقوله تعالیٰ:

فَلا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِينَ. (الانعام: ۶۸)
تو مت بیٹھ یاد آ جانے کے بعد ظالموں کے ساتھ (ترجمہ شیخ الہند)

ولقوله عليه الصلوٰة والسلام:

من كثر سواد قوم فهو منهم (الحديث) (۲)

پھر اگر اس فعل کو برا اور ممنوع جان کر کرتا ہے، تو فاسق مرتکب کبیرہ کا ہے، کافر نہیں ہوا، اگرچہ قریب کفر کے پہنچا اور نکاح بھی نہیں گیا، اور جو اچھا اور بڑا جان کر کرتا ہے، تو کافر مرتد ہو گیا۔ لقوله تعالیٰ

بَلىٰ مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَ اَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓـئَتُهٗ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ. (البقرہ: ۸۱)
کیوں نہیں، جس نے کمایا گناہ اور گھیر لیا اس کو اس کے گناہ نے سو وہی لوگ ہیں دوزخ کے رہنے والے، وہ اسی میں ہمیشہ رہیں گے۔ (ترجمہ شیخ الہند)

---

(۱) فتاوی عالمگیری. كتاب السير الباب التاسع في احكام المرتدين منهامايتعلق بتلقين الكفر بالارتداد والتشبه بالكفار. ص: ۹۵ جلد دوم [مطبع احمدی، اموخاں ۱۲۸۷ھ] نیز باب مذکورہ ۲۸۰ جلد دوم [مطبع طبی، بندر ہوگلی ۱۲۵۸ھ] نیز باب مذکور ج: ۲ ص: ۲۷۶-۲۷۷ [نورانی کتب خانہ بلاسنہ]

(۲) كتاب الزهد والرقائق، ابواب زيادات الزهد، لنعيم بن حماد، باب استماع اللهو ص: ۱۲ [مطبع علمی پریس، مالیگاؤں۔ ۱۳۸۵ھ/ ۱۹۶۶ء] نیز ملاحظہ ہو: نصب الراية في تخريج احاديث الهداية ج: ۴ ص: ۳۴۶ [مجلس علمی ڈھابیل۔ دار المامون، القاہرہ ۱۳۵۷ھ]

toobaa-elibrary.blogspot.com

قال فی العالمگیریۃ، عن البحر: و(یکفر) بخروجه الیٰ نیروز المجوس لموافقته معهم فیما یفعلون فی ذالک الیوم. انتهیٰ(۱)

پس ظاہر ہوگیا کہ اتباع وشرکت کفار کی کفر ہے، پس جب کافر ہوا تو نکاح بھی جاتا رہا۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مجموعہ کلاں ص ۵۷۔ مجموعہ چندیانوی ص ۱۹)

(۸۵۸) رام لیلا وغیرہ میں چندہ دینا گناہ کبیرہ ہے: **سوال:** رام لیلا کے ہونے میں اپنی رضامندی ظاہر کرے، یا چندہ دے، تو اس شخص کے لئے شرع میں کیا حکم ہے، وہ شخص آثم ہوگا، یا نہیں؟ اور کس قسم کے اثم کا سزاوار ہوگا اور کوئی حکم شرع اس پر نافذ ہوگا، یا نہیں؟

جواب: ایسا شخص از روئے شرع شریف کے مرتکب سخت کبیرہ کا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ولا تعاونوا علی الاثم و العدوان واتقوا اللہ إن اللہ شدید العقاب. (المائدہ:۲)

اور مدد نہ کرو گناہ پر اور ظلم پر، اور ڈرتے رہو اللہ سے بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔ (ترجمہ شیخ الہند)

فقط، واللہ تعالیٰ اعلم۔ رشید احمد عفی عنہ گنگوہی مع مہر (بدست خاص، علیحدہ)

(۸۵۹) غیر مسلم کے گھر میں بیوہ عورت رکھنے کے معاملہ میں گواہی اور شرکت کا حکم؟ **سوال:** ایک چمار نے اپنی بھاوج بیوہ کو، دوسرے چمار کے گھر میں زوجہ کر کے بٹھادی، اور اس دوسرے سے کچھ روپے بھی لئے، اور پھر زمیندار کے پاس آیا کہ تم ایک کاغذ اپنی گواہی سے لکھدو، کہ فلاں عورت فلاں چمار کے گھر میں بٹھادی، اور اس کا سوائے میرے اور کوئی وارث نہیں ہے کہ جھگڑا کرے، اور مبلغ اس قدر میں نے اس سے خرچ کے لے لئے ہیں، تو یہ کاغذ لکھنا اور اس کی اجرت تحریر لینا، زمیندار کو جائز ہے، یا نہیں؟

یا اگر روپیوں کا حوالہ نہ لکھا بلکہ صرف یہی لکھا جاوے، کہ اس کا وارث میں ہوں اور میں نے اپنی اور عورت کی رضامندی سے، فلاں کس کے گھر میں بٹھادی ہے، تو اس تحریر کی اجرت لینی بھی جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: یہ امر اگر کفار اپنے مذہب میں کریں تو خیر، مگر مسلمان کو ایسے خلاف کاغذ کا لکھنا نہیں چاہئے، اس طرح روپیہ لینا حرام ہے، اگر فقط نکاح کر دینے کو لکھے اور لکھائی لیوے، تو بظاہر جائز ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (بدست خاص، سوال ۸۶)

---

(۱) فتاویٰ عالمگیری، کتاب السیر الباب التاسع فی احکام المرتدین، منها مایتعلق بتلقین الکفر والامر بالارتداد والتشبه بالکفار ص:۹۵ جلد دوم، مطبع احمدی، امو خان، دہلی: ۱۲۷۰ھ [نیز: عالمگیری باب مذکور ص:۳۸۰ جلد دوم [مطبع طبی، بندر، دہلی ۱۲۳۸ھ] نیز عالمگیری باب مذکور ج:۲ ص:۲۷۶، ۲۷۷ [نورانی کتب خانہ بلاسنہ]

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۸۶۰) سفید مرغ اور سیاہ گائے کو ہندوؤں کے ہاتھ بیچنا کیسا ہے؟

سوال [illegible] قیمت [illegible] کے ہاتھ بیچنا [illegible]؟

جواب [illegible]

(۸۶۱) ہندو اگر کسی مسلمان سے عطر وغیرہ کوئی چیز مورتی پر چڑھانے کیلئے خریدے تو کیا حکم ہے؟

سوال [illegible]

جواب [illegible]

(۸۶۲) اگر کسی مسلمان سے ہندو کوئی چیز خریدتا ہے اور وہ اس کو بتوں پر چڑھائے گا تو یہ فروخت کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

سوال [illegible]

[illegible] بیع جائز ہوں یا نہیں؟

جواب بیع جائز ہوں [illegible] امام ابوحنیفہ [illegible]

[illegible]

(۸۶۳) غیر مسلم کی نذر کا جانور اللہ کا نام لے کر ذبح کرنا اور اس کی اجرت لینا؟

سوال [illegible] اجرت لینا درست ہے یا نہیں؟

جواب ہندو کا بکرا بسم اللہ [illegible] درست ہے اور اجرت لینا بھی درست ہے۔

(۸۶۴) ہندوؤں کے ساتھ شرکت معاملات و سیاست کا کیا حکم ہے؟

[illegible] ہندو و مسلمان [illegible]

شرکت بیع و شراء و تجارت [illegible]

فاسدہ کا قصہ [illegible] جائز ہے اور مباح ہے

[illegible]

ہوتی ہو، وہ کام بھی حرام ہے، جیسا کہ اوپر لکھ گیا، اُسی طرح پر ہے اور بس فقط۔ بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

نیچری لوگ شریعت کی رو سے مرتد ہیں، معاملہ دنیاوی ان کے ساتھ کرنا، شرعاً مسلمانوں کو حرام ہے۔ مدد کرنی ان کی کسی امر میں ہرگز جائز نہیں، بلکہ مددگار، اُن کا بھی ان میں شرعاً گنا جاتا ہے۔ قال اللّٰہ تعالیٰ. و من یتولھم منکم فانہ منھم یعنی جو کوئی محبت کرے گا، تم میں سے ساتھ ان کے، پس تحقیق وہ انھیں میں سے ہے۔ اور ہنود سے معاملہ دنیوی کرنا، بشرط حفاظت دین اپنے کے، منع نہیں، فقط اسماعیل عفی عنہ لودھیانوی۔ لاشک فی صحیحۃ الاجوبۃ، عبد الواحد لدھیانوی

یہ سب تحریر میری نظر سے گذری، اس میں کچھ شک وشبہ نہیں، کہ نیچریوں سے ارتباط واختلاط موجب مضرت دین ہے، ور ہنود سے معاملہ بیع وشراء، یا اور معاملہ دنیا کا کرنا، بشرط عدم نقصان دین، موافق جواب مذکور کے جائز ہے، فقط ناصر الاسلام محمد شفیع ناصر رامپوری

یہ تمام تحریر جناب مولوی صاحبان کی، بموجب شریعت احمدی نہایت مدلل ہے۔ نظام الدین عفی عنہ لدھیانوی۔

حسب الفہم جوابات کو دریافت کیا، بہت صحیح ورعمدہ موافق قرآن اور حدیث کے پائے۔ الراقم بندہ رکن الدین عفی عنہ ساکنہ لدھیانہ۔ کل اجوبہ کو بخوبی نظر غور سے دیکھا صحیح ہیں۔ الراقم بندہ محمد اسحاق لدھیانوی، مواہیر انبالہ۔ الجواب صحیح، عبد القادر عفی عنہ

جو جواب سوالات مذکورہ کے دیئے گئے ہیں، صحیح، اور درست ہیں۔ بندہ توکل شاہ۔ ( )

جوابات مذکورہ صحیح ہیں کچھ شک وشبہ نہیں۔ بندہ عبد الرحیم خان امام مسجد میاں توکل شاہ۔

ہنود وں کا شمول معاملات میں، بشرط عدم نقصان دین وترقی مخالفین دین، جائز ہے۔ بندہ ظہور الدین مدرس گورنمنٹ اسکول شاگرد جناب مولوی فیض الحسن صاحب سہارنپوری، سہارنپور

[نصرت الابرار ص ۱۹-۲۰ مطبع صحافی لاہور، طبع اول ۱۳۰۶ھ]

حامداً و مصلیاً۔ بندہ رشید احمد گنگوہی (۲) عفی عنہ عرض کرتا ہے کہ لدھیانہ سے، ایک استفتا اس مضمون کا آیا تھا کہ جو شخص ہنود کی اعانت اور مسلمانوں کو ضرر دیوے، وہ کیسا ہے۔ بندہ نے جواب لکھا تھا کہ وہ فاسق ہے، یہ خلاصہ سوال وجواب کا ہے۔

اب وہ فتویٰ بندہ کا طبع ہوا۔ اور اس کے اول تین صفحے لکھے دیکھے، جس سے معلوم ہوا کہ وہ سوال مولوی عبد العزیز

---

(۱) یہ حضرت علم باطنی میں کمال، وجہ سے مشہور ہیں ہزاروں بلکہ لاکھوں مسلمان ان کے معتقدین ہیں۔ [حاشیہ مندرجہ نصرت الابرار] [نور]

(۲) آپ کی شہرت علم ظاہری اور باطنی میں کمال رجہ کی ہے، کثر علماء ان کے مرید ہیں۔ [حاشیہ نصرت الابرار] [نور]

toobaa-elibrary.blogspot.com

صاحب لدھیانوی کی نسبت ہے، اور وہ وجوہ اعانت واضہ اراس میں مصرح لکھے ہیں۔ لہذا بندہ راست رست ہے۔ مسلمانوں کو مطلع کرتا ہے اور اپنا ذمہ بری کرتا ہے، کہ مولوی عبدالعزیز صاحب، ہرگز ہرگز مصداق اس فتوی کے نہیں ہیں۔ اور جو امور ان کی طرف اس تحریر میں منسوب ہیں، ان کی وجہ سے بندہ ہرگز ان کو محل، اس جواب وفتوی کا نہیں جانتا، اگر سائل اس تفصیل کو درج سوال کرتا تو بندہ ہرگز یہ جواب نہ لکھتا، جو کچھ اس تحریر میں درج ہے اس کی تاویل صحیح ہے۔ اگر واقعی ان سے یہ امور ایسے ہی سرزد ہوئے ہیں، اور اس عبارت میں جو گستاخ کلام نسبت مولوی صاحب کے ہے، وہ سخت نازیبا ہے۔

بندہ کے نزدیک علماء کی شان میں ایسے کلام، موجب ہتک اسلام وعلم ہے، پس جو صاحب اس بندہ کو صادق جانتے ہیں اور جو بندہ کی تحریر کی وجہ سے، مولوی عبدالعزیز صاحب سے بدعقیدہ ہوئے ہیں، ان کو متنبہ کرتا ہوں کہ وہ ہرگز مصداق اس فتوی بندہ کے نہیں، ان سے معذرت کرنا اور معافی چاہنا اور اتحاد ومحبت کرنا لازم ہے۔ و اللہ تعالی ولی التوفیق.

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی اللہ تعالی عنہ مہر رشید احمد

تحریر جناب مولانا مولوی رشید احمد صاحب کی درست ہے، احمد علی عفی عنہ

جو تحریر جناب مولانا مولوی رشید احمد صاحب نے فرمائی ہے درست ہے۔ پیر محمد عفی عنہ مہر تحریر مولانا صاحب۔ درست ہے عنایت الہی عفی عنہ۔ تحریر مولوی صاحب ممدوح کی درست ہے۔ ثابت علی عفی عنہ۔ الحق ما قال مولانا رشید احمد۔ بندہ محمود عفی عنہ۔ تحریر مولانا صاحب راست ودرست ہے، بندہ کے نزدیک مولوی عبدالعزیز صاحب ودیگر حضرات لدھیانوی ہرگز مخرب اسلام نہیں ہیں، بلکہ معاون اسلام ہیں۔ محمد حسن عفی عنہ دیوبندی۔ انا ایضا حقہ، بندہ عبداللہ خان۔

جو کچھ حضرت مرشدنا مولانا رشید احمد صاحب نے تحریر فرمایا ہے، وہ راست اور بے کم وکاست ہے، جناب مولوی عبدالعزیز صاحب ہرگز اس قابل نہیں کہ جیسے ان کی نسبت طبع ہوا ہے، بندہ احمد عفی عنہ

یہ تحریر مولوی رشید احمد صاحب کی درست ہے، اور میں مولوی عبدالعزیز صاحب ومولوی محمد صاحب ومولوی عبداللہ صاحبان کو بخوبی جانتا ہوں، نہایت متقی اور ذی علم ہیں، ان سے بہتر عالم ملک پنجاب میں نہیں ہیں۔ جو ایسے عالموں کو ناحق تہمت لگاوے اور جھوٹی تحریر ان کی نسبت طبع کراوے وہ اس وعید کا محل ہے

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِيْنًا. (سورۃ احزاب: ۵۸)

toobaa-elibrary.blogspot.com

ترجمہ: اور جولوگ تہمت لگاتے ہیں، مسلمان مردوں کواور مسلمان عورتوں کو بدون گناہ کیے، تو اٹھایا انہوں نے بوجھ جھوٹ کااور صریح گناہ کا۔ (ترجمہ شیخ الہند)

ایسے شخص کو جلد تائب ہونا چاہئے، ایسے گناہ کا وبال بہت برا ہے اور عذاب آخرت سخت ہے۔ حررہ الراجی عفور بہ الکریم محمد فضل عظیم خطیب دیوبندی عفی عنہ اللہ الرحیم۔

عبارت حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب سلمہ درست ہے اور فتویٰ سابق جناب مولوی عبدالعزیز صاحب کے حق میں نہیں ہے، اور نہ وہ اس کے محل ہرگز ہو سکتے ہیں۔ بندہ عبدالقدیر عفی عنہ

تحریر مولانا مولوی رشید احمد صاحب کی صحیح اور درست ہے۔ محمد مراد عفی عنہ ساکن...... مظفرنگر

تحریر مولانا رشید احمد صاحب سے میں اتفاق کرتا ہوں، فقیر کے پاس بھی لدھیانہ سے ایک استفتاء آیا تھا اور اُس پر فقیر نے کچھ عبارت لکھی تھی، جس کو سائل نے مولوی عبدالعزیز ومولوی عبداللہ ومولوی محمد صاحب کی نسبت چسپاں کردیا، میں تینوں صاحبان سے خوب واقف ہوں، حقیقت میں وہ دیندار ذی علم ہیں، وہ ایسے نہیں کہ خلافِ اسلام کوشش کریں۔ واللہ اعلم

نصرۃ الابرار ص: ۶-۵ (مطبع صحافی لاہور: ۱۳۰۶-۱۸۸۸ء)

فتاویٰ قادریہ ص: (طبع اول، لاہور: ۱۳۱۹ھ)

toobaa-elibrary.blogspot.com

حضرت مولانا گنگوہی کا ایک مشہور تاریخی فتویٰ

ہندوستان کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

فتوائے دار الحرب

اس فتوے کا پس منظر، اس کے محرکات، اس سوال کرنے والے، اس فتوے کے قلمی نسخے، نئی پرانی طباعتیں اور ان کے متعلقات۔ نیز مکمل فتویٰ کا قدیم اور صحیح ترین متن، فتویٰ کا مفصل سوالنامہ، جو اس تحریر کا محرک بنا تھا۔

مفصل مقدمہ، پس منظر و پیش منظر، اصل فارسی متن اور فتوے کا اردو ترجمہ

ترتیب و تحقیق اور حواشی و تصحیح

نور الحسن راشد کاندھلوی

toobaa-elibrary.blogspot.com

حضرت مولانا گنگوہی کا تاریخی فتویٰ

[ہندوستان کی شرعی حیثیت کیا ہے......؟]

پس منظر، محرکات، اس فتوے کے مستفتی، قلمی نسخے، طباعتیں متعلقات

نیز اس موضوع پر حضرت مولانا گنگوہیؒ کے اور فتاویٰ

ہندوستان کی شرعی حیثیت کیا ہے، اس کو فقہائے اسلام کی اصطلاح میں دارالاسلام کہا جائے گا یا دارالحرب، یا ایک نسبۃً متاخر اصطلاح کے مطابق دارالامن! اس کے دارالاسلام سے دارالحرب تک اور دارالحرب سے دور حاضر کی روایات تک پہنچنے میں، کیا حالات و محرکات کارفرما ہے اور کس کس دور میں کون کونسے علماء نے کیا رائے ظاہر فرمائی۔ نیز حضرت مولانا گنگوہی کے، اس موضوع پر مشہور فتوے اور رائے کا پس منظر کیا ہے، اس اہم فتوے کے محرک کون صاحب ہوئے تھے، اس فتوے اور اس موضوع پر، حضرت مولانا گنگوہی کی بعض اور تحریرات میں کیا مناسبت واختلاف ہے، اس سے واقفیت کے لئے، چند معروضات ضروری ہیں۔

برصغیر ہند میں اسلامی حکومت کا قیام: برصغیر ہند میں پہلی اسلامی حکومت محمد بن قاسم (۱) کی فتوحات کے نتیجہ میں قائم ہوئی تھی، جس کی حدود دریائے سندھ کے کناروں یا پنجاب کے بعض سرحدی علاقوں تک محدود تھیں۔ چوتھی صدی ہجری کے آخر اور پانچویں صدی کے آغاز میں محمود غزنوی کی ملک گیر فتوحات سے اس کا دائرہ وسیع ہوتا ہوا، برصغیر کے اکثر حصوں تک جا پہنچا، مگر اس کے نتیجہ میں برصغیر میں باقاعدہ مسلم حکومت یا ایسا نظام مملکت قائم نہیں ہو سکا تھا، جس کو باقاعدہ حکومت، یا اسلامی نظام کہا جا سکے۔ سلطان شہاب الدین محمد غوری پہلے حکمراں ہیں، جن کی تر وڑی (کرنال، ہریانہ) کے میدان میں تاریخ ساز جنگ اور فتوحات سے، اس ملک میں اسلامی مملکت اور نظام حکومت کی بنیاد استوار ہوئی، غوری کے مفتوحہ علاقوں، غوری کے برگزیدہ نمائندے [قطب الدین ایبک نے بہت شان اور وقار کے ساتھ سنبھالا اور غوری کی قائم مقامی کا فرض پوری طرح ادا کیا، غوری کی شہادت کے ہاتھوں (۷ ارذی قعدہ ۶۰۲ھ/۲۵ رجون ۱۲۰۶ء) کو شہادت کے بعد ایبک باقاعدہ تخت نشین ہوا، اس وقت سے برصغیر میں مسلم حکومتوں کا جو آغاز ہوا تھا، وہ مختلف قسم کے حالات،

(۱) مشہور ہے کہ سندھ پر حملہ کے وقت محمد بن قاسم کی عمر صرف سترہ سال کے تھے مگر یہ روایت واطلاع صحیح نہیں، محمد بن قاسم سنہ ۶۲ھ (۶۸۱ء) میں تولد ہوئے، اور ۹۳ھ میں سندھ فتح ہوا، اس لحاظ سے فتح سندھ کے وقت محمد بن قاسم کی عمر تقریباً اکتیس سال ہونی چاہئے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

منگولوں، ایرانیوں، جاٹوں، مرہٹوں اور [illegible] اختلافات سے گذرتا ہوا اس وقت تک جاری رہا جب قلعہ معلی دہلی سے [illegible] نام [illegible] بہادر شاہ ظفر انگریزوں کے ہاتھوں گرفتار ہو گئے اور تخت دہلی کا نام و نشان مٹ گیا۔

ترا وڑی کی جنگ (۵۸۸ھ / ۱۱۹۲ء) سے بہادر شاہ ظفر کی برطرفی (۱۲۷۴ھ / ۱۸۵۷ء) تک تقریباً سات سو سال مسلم دور حکومت میں بتقریباً ساتوں افراد پر ترائے حکومت ہوئے جس میں مشکل سے [illegible] حکمران ایسے تھے [illegible] اسلام اور قانون شریعت کی بالادستی کا خیال تھا، [illegible] اسلامی نظام حکومت قائم [illegible] سختی اور [illegible] طریقہ حکمرانی اور عدالت، نظام میں اسلامی اصولوں کو بہرصورت کا [illegible] خلاف ورزی کرتے تھے اس کے علاوہ اکثر حکمراں [illegible] طور پر مسلمان اور ملکی حکومتوں کے سربراہ تھے، جنہیں مسلم حکومت [illegible] جاتا تھا اس کو [illegible] تھا [illegible] کا نظام [illegible] والعصاب پر مبنی [illegible] حکومت اور [illegible] کے طالب [illegible] تھے۔ [illegible] اسلام [illegible] میں اسلام کی کیسی ہی خلاف ورزی اور مخالفت ہو [illegible] کو اس کا ثبوت [illegible] ہوتا تھا مگر [illegible] سے عرصہ میں [illegible] بھی اس [illegible] تحقیقات و تفتیش [illegible] کا [illegible] مسلط [illegible] جاری [illegible] قوانین [illegible] شریعت کی [illegible] اسلامی قوانین و اصول [illegible] نہیں کرتا تھا اس کو پسند کرتا ہے [illegible] اس کا اس کے مطابق قانون و نظام [illegible] کی وجہ سے یہ ملک [illegible] نہیں رہا، ایسے حالات میں اس ملک کو بطور دار الاسلام یا مسلم مملکت کہا جا سکتا ہے، دار الاسلام نہیں، کیونکہ یہاں اسلام بالادست قوت کی حیثیت سے کارفرما نہیں ہے۔

صرف [illegible] خاں کا مختصر دور اقتدار اور [illegible] کا [illegible] دور کہنا چاہئے ہندوستان کے مسلم دور حکومت میں [illegible] مستثنیٰ ہے کہ اس پر [illegible] میں سخت تبصرے ہوئے اور [illegible] اہل قلم اور مورخین نے [illegible] انسانی حکومت

[illegible]

اور حرکات سراسر اسلام دشمنی پر مبنی اور عملاً غیر اسلامی حکومتیں ہیں، ان دونوں کے عہد میں اہل اسلام اور مذہب اسلام دونوں پر، جو برا وقت آیا تھا وہ عالم آشکارا، اور ہماری تاریخ کا ایک ایسا المناک باب ہے، جس کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

چراغ آخر شب، اورنگ زیب عالمگیر: اکبر کی موت کے بعد خصوصاً حضرت مجدد الف ثانی کی کوششوں اور شیخ فرید بخاری کی دانش مندانہ حکمت عملی سے مغل خاندان کے ارباب حکومت واقتدار کو، ہدایت نصیب ہوئی، انہوں نے ایک مرتبہ پھر ہندوستان کے پچھلے حکمرانوں اور اجداد کی روایت کے مطابق، اسلام سے وابستگی اختیار کی اور متعدد کمزوریوں اور خامیوں کے باوجود، صراط مستقیم اور تعلیمات دین سے ایک حد تک وابستہ رہے۔ اس کیفیت کو عملی استحکام اس وقت حاصل ہوا، جب اورنگ زیب عالمگیر نے زمام سلطنت سنبھالی، اور اپنی مملکت میں نظام شریعت نافذ کرنے اور مملکت کو پوری طرح، اسلام کے راستے پر لانے کی تدبیر کی، ہر چند کہ اورنگ زیب کے دور میں یہ ملک گویا گہوارۂ اسلام بن گیا تھا، اور خود بادشاہ بھی اتنی بڑی مملکت وحکومت کا تاجدار ہونے کے باوجود، سادگی کا مرقع اور اسلامی احکام ونظام کا ایک نمونہ تھا، مگر اورنگ زیب کے تقریباً تیس سال تک، اپنے پایۂ تخت دہلی سے دور رہنے کے سبب، اس علاقہ پر اس کے وہ اثرات نہیں پڑے، جس کی توقع کی جا سکتی تھی۔

اورنگ زیب کے اخلاص، سادہ دینی مزاج وحکومت کے پورے اعتراف کے باوجود، اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں، کہ اگر اورنگ زیب نے ان ریاستوں کی بیخ کنی کرنے کے بجائے، دہلی اور اطراف دہلی میں اپنی حکومت کو مستحکم کیا ہوتا، دشمنوں سے حفاظت کی تدبیر کی ہوتی، ملک کو فوجی لحاظ سے ناقابل تسخیر بنانے کا اہتمام، اور مستقبل کی حویلی منصوبہ بندی کی ہوتی، نیز اپنے خاندان اور اولاد کی صحیح تربیت پر توجہ کی ہوتی، تو اس کا فائدہ اس سے کہیں زیادہ اور دیرپا ہوتا، جو ان ریاستوں کو فتح کرنے سے ہوا۔

مغلیہ تخت سلطنت کے نااہل وارث اور ان کا عہد ابتلاء: اورنگ زیب کے دہلی سے مسلسل دور رہنے کی وجہ سے، اطراف دہلی اور شمالی ہندوستان میں موجود ان طاقتوں اور قوتوں کو پھر اکٹھے ہونے ابھرنے کا موقع مل گیا، جو طاقتور مسلم دور حکومت میں، بے دست وپا اور ناقابل تذکرہ ہو گئی تھیں، ان برادریوں اور گروہوں نے، شاید اورنگ زیب کی زندگی میں ہی اپنے ہتھیار تیز کرنے اور سینہ اپنے علاقوں سے قدم باہر نکالنے کے ارادے کر لئے تھے۔ اورنگ زیب عالمگیر کی وفات کے بعد وہی ہوا جس کا اندیشہ تھا، اورنگ زیب کے وارث، اپنے باپ کی صلاحیتوں سے عاری اور ان کمالات سے محروم تھے، جو اقتدار وجہاں بانی کا حرف آغاز ہوتی ہیں۔ حکومت وفرمانروائی کی تمام صلاحیتوں سے محرومی اور توقعات وخواہشات کی زیادتی نے ان کو ایسے اقدامات پر اکسایا، جو نہ صرف ان کی ذات، بلکہ اس خاندان کی حکمرانی کے لئے بدشگون اور زوال کا نشان ثابت ہوئے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

اورنگ زیب عالمگیر کی وفات (ذی قعدہ ١١١٨ھ فروری ١٧٠٧ء) [illegible] سے جنوبی ہند میں [illegible] باقاعدہ
کی جنگ [illegible] تک پہنچ گئی تھی [illegible] میں شدید اختلافات [illegible] مغلیہ سلطنت کی عظمت ختم
ہوں اور ان [illegible] خاموش تماشائی بنا دیا جو خاندان مغلیہ [illegible] اور مسلم [illegible] تباہکن [illegible]
[illegible] تھے وجود [illegible] ختم کے [illegible] حکومت [illegible]
بنا چاہتے تھے [illegible] مقاصد حاصل [illegible] حکومت اور [illegible]
[illegible] علاقوں میں اپنے [illegible] کی مسلم [illegible] اور [illegible]
[illegible] علاقوں میں ان سے [illegible] وہاں [illegible] رخصت ہوئی ان
[illegible] مسلم کی [illegible] میں تبدیل ہوگئی [illegible]
اور [illegible] شکل [illegible] میں موجود [illegible] عمارات [illegible] ہندوستان [illegible] تھے [illegible] مسلم
[illegible] علاقوں میں [illegible] اور [illegible] پہلے کبھی [illegible]

[illegible] ظلم [illegible] نہیں کی [illegible] کی [illegible] اور مسلم [illegible]
[illegible] ایک [illegible] سوچا تھا [illegible] مسلمانوں [illegible]
[illegible] اسکیم تھی [illegible] ہندو کے [illegible]
[illegible] غارت [illegible] ظلم و جبر [illegible] جہنم کا نمونہ بنا دیا تھا [illegible] حکومت [illegible] تھی
[illegible] طاقت [illegible] ماضی کی بات بن چکی تھی۔

[illegible] جس کا جی چاہتا [illegible] جو چاہتا [illegible] لوٹ [illegible] اور رخصت ہو جاتا جو
چاہتا [illegible] مسلم کی [illegible] کسی کا تماشہ [illegible] اور ان [illegible]
[illegible] مصیبت کا [illegible] ان طاقتوں کا مقابلہ کرنے والا [illegible] ایسے حال [illegible] جس میں صاف نظر آ رہا
تھا [illegible] کوئی [illegible] پیش [illegible] اور [illegible] قوتوں سے [illegible]
[illegible] کر سکے تو [illegible] ملک میں اسلام اور مسلمانوں کا وجود خطرے میں ہے [illegible]
[illegible] قتل [illegible] کا مشغلہ جاری رکھنے [illegible] رہتی سے [illegible] بھی [illegible]
تھی [illegible] اس ملک میں مسلمانوں کی [illegible] کا تصور بھی باقی [illegible] ملک میں مسلمانوں نے
[illegible] جہاں [illegible] زندگی [illegible] تباہی و بربادی [illegible]
[illegible] ملک [illegible] کے علاوہ اور کیا کہا جا سکتا ہے ؟؟؟

حضرت شاہ ولی اللہ کا ہندوستان کے دارالحرب ہونے کا فیصلہ یا فتوی اور دوررس تدبیریں:

حالات کی یہ گرفت، یقیناً تمام مسلمانوں خصوصاً علمائے کرام اور اہل دانش وارشاد کو بے چین کئے ہوئے تھی، مگر زمام کاران کے ہاتھ میں نہیں تھی، اس لئے یہ حضرات دن رات کی بے چینی، اضطراب اور کڑھن کے علاوہ غالباً زیادہ کچھ نہ کر سکے۔ اس کشمکش اور سخت ابتلاء کے دور میں، حضرت شاہ ولی اللہ وہ پہلے عالم اور مقتدائے عصر تھے، جنہوں نے ظلمت ایام کی اس سیاہ چادر کو چاک کر کے، روشنی اور امید کا آفتاب طلوع کرنے کی کوشش فرمائی تھی، سب سے پہلے حضرت شاہ صاحب نے، اس ملک کو دارالحرب قرار دیا، یہاں جہاد کی ضرورت اور مسلمانوں کی آبرومندانہ زندگی گزارنے کے لئے، ہر طرح کی کوششوں کی نہ صرف حوصلہ افزائی کی، بلکہ اس کی بڑی دوررس، ہمہ جہت اور نتیجہ خیز منصوبہ بندی بھی فرمائی۔

حضرت شاہ صاحب، پایۂ تخت دہلی میں جلوہ افروز تھے اور دہلی کے چاروں طرف مختلف سیاسی، علاقائی، مذہبی تنظیموں گروہوں کے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جو حملے اور یلغار ہو رہی تھی، اور اس کے نتیجہ میں ہر لمحہ جو آفت و بربادی آ رہی تھی، اس کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے، معتبر بلکہ ان حوادث کے شکار افراد سے اس کی تفصیل بھی سن رہے تھے، وہ اس کی وجہ سے نہایت آزردہ خاطر اور پریشان بھی تھے۔ اگرچہ حضرت شاہ صاحب ان افراد میں سے تھے، جن کے لئے عملی اقدام بہت مشکل نہیں تھا، اگر حضرت شاہ صاحب چاہتے تو خود میدان حرب وضرب میں اتر سکتے تھے، لیکن اس وقت مغل خاندان میں بے دانشی اور نفسا نفسی کی جو کیفیت عام تھی، اس میں امید نہیں تھی کہ اس اقدام سے کچھ بڑا فائدہ ہوگا، اس لئے حضرت شاہ صاحب نے اس کا ارادہ نہیں کیا۔ تفہیمات الٰہیہ کی ایک تفہیم میں (ایسا محسوس ہوتا ہے کہ حضرت شاہ صاحب اس سے اپنی ذات کی طرف اشارہ کر رہے ہیں) فرماتے ہیں

"فدوفرص أن يكون هذا الرجل فى زمان واقتضت الأسباب أن يكون إصلاح الناس بإقامة الحروب، ونفث فى قلبه إصلاحهم، لقام هذا الرجل بأمر الحرب أتم قيام وكان إماما فى الحرب"(۱)

تاہم حضرت شاہ صاحب نے خود کوئی جنگی تنظیم قائم نہیں فرمائی لیکن ہندی ملت اسلامیہ کو، حوادث کی اس چکی سے بسلامت نکالنے کے لئے، کئی پہلوؤں سے نہایت مفید اور نتیجہ خیز اقدامات کئے۔

حضرت شاہ صاحب نے سب سے پہلے اپنے مکتوبات کے ذریعہ، اس فساد و بگاڑ اور ظلم وستم کے خلاف آواز بلند کی، حضرت شاہ صاحب کے، متعدد گرامی نامے اس کی تصدیق کر رہے ہیں، کہ ان حالات سے حضرت شاہ صاحب کس

---

(۱) التفہیمات الالٰہیة ص ۱۳۹ جلد اول (بجنور ۱۳۵۵ھ)

toobaa-elibrary.blogspot.com

وجہ سے بے قوت اور مجبور تھے، اس لئے سب کسی طرح سوچ رہے تھے اور تدبیریں کر رہے تھے۔

گرچہ اس وقت بھی بظاہر مغل خلافت کا نام موجود تھا، لال قلعہ میں بادشاہ بیٹھتے تھے مگر قلعہ سے باہر کی رعایا پر نہ بادشاہ کی قوت تھی، نہ قلعہ کے ارباب اقتدار کی۔ بادشاہ خود بے بس اور پریشان تھے اور تسکین قلب کے لئے حضرت شاہ صاحب اور دوسرے علماء اور بزرگوں کی خدمات میں حاضری دیتے اور دعا کی درخواست کرتے تھے۔ حالات کی سنگینی دیکھئے کہ بادشاہ وقت، شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر کہتا ہے

حال امرا و تعلق رعیت بہ حد رسیدہ است کہ معلوم است، چنانچہ حسب تحریر برہمن تلف شدہ است ... عاقبت مطلوب است۔

نظم کا نظم اور رعایا کا خستہ حال جس حد تک پہنچ گیا ہے وہ معلوم ہے، جس کی وجہ سے کھانا پینا حرام ہو گیا ہے اس کے لئے دعا کی ضرورت ہے۔

بادشاہ وقت جو یہ کہہ رہا ہے کہ کفر کا غلبہ ہو گیا ہے مگر میں مغلوب ہوں، اس وقت خود حضرت شاہ صاحب کی کیفیت کیا تھی اور وہ مسلمانوں کو اس عذاب ذلت سے نکالنے کے لئے کس قدر بے چین و مضطرب تھے اس کا اندازہ شاہ صاحب کے مکتوبات گرامی سے ہو سکتا ہے ان میں حضرت شاہ صاحب اس ملک کو صرف دار الحرب ہی نہیں بلکہ منظر کھینچ رہے ہیں۔ حضرت شاہ صاحب کی اس دردمندی کا پتہ اس خط سے بخوبی ہوتا ہے جو حضرت احمد شاہ ابدالی کے نام خط سے اظہار ہوتا ہے۔ اس خط میں شاہ صاحب نے تحریر فرمایا ہے

در ملک ہندوستان حکم کفار باین صورت است کہ درمیان آنحضرت مسلمانان بادشاہ قدرت مند و صاحب اقتدار و شوکت باشد و قادر بر شکست لشکر کفار و دور اندیش جنگ آزما باشد بغیر از آنحضرت موجود نیست

ترجمہ: ملک ہندوستان میں کافروں کا غلبہ اس حد تک ہے، جو سامنے آیا اور مسلمانوں کی گرتی ہوئی یہ حالت اس زمانہ میں کوئی ایسا بادشاہ، جو شوکت و اقتدار والا بھی ہو، کافروں کے لشکر کو شکست بھی دے سکتا ہو اور دور اندیش بھی ہو، جناب والا کے علاوہ [موجود] نہیں ہے۔

اسی خط میں مزید فرماتے ہیں "ہمت یا ہمت را بجانب جہاد کفار ایں قوم معروف فرمایند" (۱)

ترجمہ: یعنی عالی اقتدار اپنی ہمت کو اس علاقہ کے کافروں سے جہاد کی طرف مشغول فرمائیں۔

اور یہ بالکل واضح ہے کہ جہاد یا مسلم حکومت مملکت سے نہیں ہو سکتا جہاد کے لئے اس ملک کا دار الحرب یا دار الکفر ہونا

(۱) حضرت شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات، مرتبہ خلیق احمد نظامی صاحب ص: ۱۱، ۱۲ طبع ۱۳۸۸ھ، ۱۹۶۹ء

ضروری ہے۔ اس مکتوب کے ابتدائی سطور بھی اہم اور بڑی معنی خیز ہیں تحریر ہے

”وجہ بادشاہان اسلام نعمتے است بغایت عظیم، وموجب نصیب بادشاہان دو چیز است، یکے سر شوکت کفر وظہور ملت اسلام۔ تا وقتے کہ بادشاہان اسلام جہاد نکنند وبجنود اسلام بدولت کفار برہم نہ زنند، زمین خدا سے تعالیٰ دار الاسلام نگردد، کفار بر ضعفائے مسلمین تاختہ، جان ومال ایشاں برباد فنا دہند“(۱)

ترجمہ: عالی مرتبت بادشاہوں کی موجودگی بہت بڑی، نہایت عظیم نعمت ہے اور بادشاہوں کا مرتبہ بلند کرنے والی دو چیزیں ہیں، کافروں کی شوکت وقوت کو توڑنا، ودعوت اسلام کو نمایاں کرنا، جب کہ سلاطین اسلام جہاد نہ کریں اور اسلامی لشکروں کے ذریعہ سے کافروں کا غلبہ ختم نہ کریں، اللہ کی زمین دار الاسلام نہیں ہو سکتی۔ کافر کمزور مسلمانوں پر حملے کرکے، ان کے جان اور مال فنا کی نذر کررہے ہیں۔

راقم سطور کا خیال ہے کہ حضرت شاہ صاحب کا یہ گرامی نامہ سنہ ۱۱۷۲ھ (۱۷۵۸ء) کا لکھا ہوا ہے، کیوں کہ ۱۷۵۹ء (۱۱۷۲ھ کے نصف ثانی) میں، احمد شاہ ابدالی ہندوستان آ گیا تھا۔ اسی سے ضمناً یہ بھی معلوم ہوگیا، کہ حضرت شاہ ولی اللہ سنہ ۱۸۵۷ء سے، سو سال پہلے ہندوستان کے دار الحرب ہونے کا فیصلہ فرما چکے تھے۔

حضرت شاہ صاحب نے نواب عبید اللہ خاں کشمیری کے نام، گرامی نامہ میں بھی (جو بظاہر، مذکورہ بالا خط کے بعد لکھا گیا ہے) اس وقت کے ہندوستان کو صاف دار الکفر لکھا ہے۔ تحریر ہے

”رقیمہ سامیہ رسید، واستفسارے کہ از اقامت در دیار جٹ کردہ بودند، معلوم شد

عزیز القدر! زغیب بردل جمع نگرداعیہ دعا باستیصال ہر دو فریق فرود می آید۔ زنہار درمیان ایشاں نباید بود، خبر شرط است، اگر دریں ایام عزم حج کنند از ہمہ بہتر، ہم در دنیا وہم در آخرت، اگر میسر نشود، نقل از دار الکفر خود ضرور است“(۲)

ترجمہ: گرامی نامہ پہنچا اور سوال جس میں جاٹوں کے علاقہ میں قیام کے متعلق دریافت کیا ہے، معلوم ہوا۔ میرے عزیز! غیب سے ان دونوں فریقوں کے خاتمہ کی، اہتمام سے دعا کا دل پر بار بار تقاضہ ہوتا ہے، [اس سے ہرگز ہرگز] ان کے بیچ میں نہ رہنا چاہئے، اطلاع ضروری ہے۔ اگر ان دنوں میں حج کا ارادہ کرلیں، تو سب سے بہتر ہے، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ اگر حج کے لیے جانے کا موقع نہ ہو، تو دار الکفر سے نکل جانا خود بھی ضروری ہے۔

---

(۱) [illegible] حضرت شاہ صاحب [illegible] ابتدائی سطور [illegible] مکتوبات حضرت شاہ ولی اللہ حصہ دوم۔ سے مؤلف مرتبہ دکتور شاہ محمد [illegible] [illegible] مکتوبات میں شامل نہیں ہے۔

(۲) سیاسی مکتوبات [illegible] (دہلی ۹۶۹ [illegible]) [illegible] سیاسی مکتوبات [illegible] یہ ہی سیاسی مکتوبات میں صرف یہ مبہم ترجمہ [illegible] صفحہ ۱۵۹۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

حضرت شاہ صاحب اور ہندوستان کے چند، اور بڑے علماء کی گذارشات پر، احمد شاہ ابدالی نے خاطر خواہ توجہ کی اور حضرت شاہ صاحب کے متوسلین نے بھی، ان ہدایات وخطوط کی تعمیل میں فخر ومسرت محسوس کی، احمد شاہ ابدالی حضرت شاہ صاحب کے مکتوب نیز علمائے ہند کے چند اور مکتوبات اور دعوت ناموں کی وجہ سے ہندوستان آیا، اور پانی پت کے میدان میں، ایک طاقتور اور بھرپور حملہ کر کے، ان قوتوں کے ہندوستان پر قبضہ اور حکومت کے منصوبہ پر ایسی کاری بھرپور ضرب لگائی اور ان طالع آزماؤں کو ایسا کمزور اور بے دست وپا کر دیا، کہ وہ سر اٹھانے کے لائق نہ رہے۔

ابدالی ربیع الاول سنہ ۱۱۷۳ھ (یکم نومبر ۱۷۵۹ء) کو پانی پت کے میدان میں پہنچا اور تقریباً ڈھائی مہینہ تک جنگ کے بعد، اواخر جمادی الاول (۱۴ر جنوری ۱۷۶۱ء) مرہٹوں کو شکست فاش دی۔

حضرت شاہ صاحب کی، یہ تدبیر بلاشبہ نہایت کارگر ثابت ہوتی، اگر ابدالی کی تاریخی کامیابی کے بعد، ہندوستان کی سیاسی قیادت اور وزارت عظمیٰ، حضرت شاہ صاحب کے معتمد افراد میں سے نواب نجیب الدولہ [جو اپنے جنگی تجربہ، دوراندیشی، بے مثال دانش مندی اور حوصلہ کی وجہ سے، احمد شاہ ابدالی کے لئے بھی ایک دریافت کی حیثیت رکھتے تھے] کے سپرد کر دی جاتی، تو بعد کے حالات اس سے بہت مختلف ہوتے، جو سامنے آئے، ممکن تھا کہ اس سے مغل خاندان اور حکومت کی عمر میں بھی، خاصا اضافہ ہو جاتا، ابدالی کی بھی یہی رائے تھی، لیکن درباری سازشوں، مغل خاندان اور امراء کے باہمی سخت اختلافات اور عہدہ ومنصب کے خواہشمندوں کی، شاطرانہ چالوں نے، اس انتظام کو کامیاب نہ ہونے دیا۔ نجیب الدولہ کی جگہ ایک اور، وزیر اعظم منتخب کر لیا گیا، جس کا انجام معلوم ہے۔ مغل خانوادہ کے ارباب اقتدار کی بے دانشی اور صبر واعتماد کے فقدان کی وجہ سے، بات پھر وہیں آ گئی جہاں سے چلی تھی، کہ نہ حاکم کو استحکام حاصل تھا، نہ حکومت کو۔ جو دیانت وانصاف، دوراندیشی واستحکام کی بات کرتا، اس کو خودغرض ومطلب پرست کہا جاتا، اہل غرض اور خوشامدیوں کو حکومت وامراء کا مخلص ومددگار سمجھا جاتا تھا۔ اس خودغرضی اور افراتفری کی وجہ سے، بادشاہ اور سربراہان حکومت ایک تماشہ بن کر رہ گئے تھے، کبھی کسی کو حکومت سپرد کی جاتی، کبھی کسی اور کو! آج ایک شہزادہ تخت پر بیٹھتا کل دوسرا، اس کی جگہ لے لیتا، یوں حکومت کا اعتبار اور مغل خاندان کی رہی سہی ساکھ بھی خاک میں مل گئی تھی۔

انگریز بہت دنوں سے اس کھیل کو بہت غور سے دیکھ رہا تھا، اور اس سے صحیح وقت پر بھرپور فائدہ اٹھانے کی فکر میں تھا۔ اپنی شطرنج کی بہت عیاری کے ساتھ بساط بچھا چکا تھا، اس کے مہرے حرکت میں تھے، لال قلعہ پر قبضہ ان کی بنیادی ترجیحات میں شامل تھا، بالآخر، انگریزوں نے سنہ ۱۸۰۳ء میں دہلی پر باقاعدہ قبضہ کر لیا۔ اکبر، جہاں گیر اور شاہ جہاں کی عظمتوں کے نام لیوا اور تخت سلطنت کے دعویدار، انگریزوں کی ماہانہ پنشن پر گزارہ کرنے لگے اور ان کے اشارہ چشم وابرو کے محتاج ہو کر رہ گئے۔ وہ بھی دیکھا یہ بھی دیکھ!

toobaa-elibrary.blogspot.com

شاہ ولی اللہ کے معاصر بڑے علماء اور ان کے وابستگان کے فتاویٰ: حضرت شاہ ولی اللہ نے اپنے دور کے حالات دیکھ کر، اس ملک کی مذہبی شرعی حیثیت کے متعلق، جو رائے ظاہر فرمائی تھی، تقریباً وہی رائے حضرت شاہ صاحب کے نامور معاصر، حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں کی بھی تھی۔ ان دونوں کی وجہ سے، بلکہ حالات کی اس گرفت کی وجہ سے، جس کے اثرات بد سے بدتر ہوتے جا رہے تھے، ان دونوں کے بڑے طاقتور جانشینوں اور نمائندوں کی بھی، یہی رائے اور فتویٰ تھا کہ موجودہ حالات کی وجہ سے، ہندوستان قطعی طور پر دار الحرب ہے۔ ان حضرات میں سے جو اس رائے کے قائل علم و بردار تھے، ان میں حضرت مرزا مظہر کے نمائندہ اور علمی جانشین، حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی اور حضرت شاہ ولی اللہ کے برگزیدہ اخلاف کرام شامل تھے۔ جس میں حضرت شاہ عبدالعزیز، حضرت شاہ رفیع الدین، نیز اس خاندان کے مہر منیر، حضرت شاہ محمد اسماعیل شہید، مولانا عبدالحی بڈھانوی اور مولانا شاہ محمد اسحاق کے علاوہ، حضرت مفتی الٰہی بخش کاندھلوی، مفتی شرف الدین رام پوری (۱) وغیرہ کے اسمائے گرامی بھی شامل ہیں۔ ان ہی فتاوی اور نظریات کی وجہ سے اور خاندان ولی اللہی سے وابستہ، مختلف خطوں میں مقیم درجنوں علماء اور اہل ارشاد و معرفت نے بھی، اسی قسم کے فتاوی تحریر فرما کر، اپنے اکابر کی راہ پر چلنے کا عہد کیا اور اپنے عملی اقدامات سے، ان فتاوی کی توثیق و تصدیق کی۔ ایسے فتاوی کی خاصی تعداد ہے، جن کے فوائد و اثرات مختلف حیثیتوں سے ظاہر ہوتے رہے۔

کیا یہ فتوے صرف انگریز کے لئے تھے؟ یہاں یہ عرض کرنا ضروری ہے، کہ جب علماء کے ہندوستان کو دار الحرب قرار دینے کے، ابتدائی فتاوی کا تذکرہ آتا ہے اور برصغیر ہند کی دینی علمی سیاسی تاریخ پر، ان کے اثرات کا مطالعہ کیا جاتا ہے، تو عموماً یہ کہا جاتا ہے کہ، ان حضرات کی یہ جدوجہد اور کوشش، انگریزوں اور صرف انگریزوں کے خلاف تھی، اور یہی ان حضرات کے سیاسی نظریات کا بنیادی نقطہ اور مقصد تھا، مگر اس خیال کے لئے کوئی علمی بنیاد موجود نہیں۔ ان حضرات کے فتاوی دراصل ان تمام طالع آزما قوتوں، اور ظلم و جبر کی، ان تمام طاقتوں کے بڑھتے اثرات کی وجہ سے صادر ہوئے تھے، جنہوں نے انگریز کے اس خطہ میں آنے سے پہلے، یہاں مسلمانوں کا جینا حرام کر رکھا تھا، جن کی وجہ سے مسلمانوں کی آبرو اور جان مال کو ہر وقت خطرہ رہتا تھا، جب جس کا جی چاہتا ان کے مردوں کو قتل کرتا، ان کی عورتوں کو بے آبرو کر کے، ان کے مکانات کو نذر آتش کر دیتا تھا، ان حضرات کے پہلے اور بنیادی فتوے، ان ہی لوگوں کی وجہ سے تھے۔ حضرت شاہ ولی اللہ اور حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں کی تحریروں میں اس کی صراحت ہے، حضرت شاہ عبدالعزیز کے فتاوی میں بھی، اس کے اشارات مل جاتے ہیں، اس لئے ان تمام فتاوی کو صرف انگریزوں کے حکومت و اقتدار سے وابستہ کرنا، دیانت و انصاف نہیں، لیکن یہ صحیح ہے کہ شمالی ہندوستان، خصوصاً دہلی پر انگریزوں کے قبضہ کے بعد، ان فتاوی کا رخ انگریز کی جانب ہو گیا تھا، کیوں کہ وہ

(۱) اس سلسلہ میں چند فتاوی، معروف و مشہور ہیں، جو شائع شدہ بھی ہیں اور غیر مطبوعہ بھی، جن میں سے چند اصل فتاوی کے فوٹو اسٹیٹ ہمارے ذخیرہ میں موجود ہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

قلمی حرج میں دوسری قوتوں سے کسی طرح مختلف نہیں تھے جیسے انگریزوں کے آنے سے پہلے مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کیا ہوا تھا، انگریزوں کے بھی ملک گیری کے وہی منصوبے تھے، وہ بھی مسلمانوں اور یورپ کے مقتدر [illegible] تھے، جس کا انگریزوں سے پہلے یہاں موجود مسلمانوں سے معرکہ رہا [illegible] مسلمان جو مملکت [illegible] مسائل و مشکلات کا شکار تھی [illegible] مسلمان میدان میں آ کر عملی جدوجہد [illegible] سید احمد شہید کی صورت میں [illegible] ۱۸۵۷ء کی جدوجہد میں پوری شان سے ظاہر ہو

چنانچہ ان تحریکات سے جنگی میدانی منصوبے ناکام ہوئے اور ان سے وہ مقاصد حاصل نہیں ہو سکے جن کے [illegible] نظام [illegible] نہیں اس کے معنوی نتائج ہیں، اس وقت سے آج تک ان تحریکات نے مسلمانوں کے مقاصد [illegible] اور ان کے قلعی رہنما قوم وطن کے نشان راہ کی حیثیت سے اجاگر [illegible] بھی ایک ناقابل تردید تاریخی حقیقت ہے کہ ان جدوجہد خصوصاً ۱۸۵۷ء کی تحریک سے جو نقصان ہوا [illegible] ۱۸۵۷ء کی تحریک سے ملکی قوتوں کو استحکام [illegible] مسلمان [illegible] مسلم [illegible] بھی [illegible] کو انگریزوں نے ۱۸۵۷ء سے پہلے نظام میں حاصل تھیں ۱۸۵۷ء کی تحریک [illegible] کاروانے نام اقتدار اور قلعہ معلی کی قسمت بھی [illegible] داستان اور ملک کی تاریخ کا ایک [illegible] ملت وحدت کی تباہی [illegible] حیثیت ہوئی وہ [illegible] آنکھوں [illegible] موت [illegible] تنگیں [illegible] سے ہزاروں [illegible] تو حسرت [illegible] تاحیات قیدی [illegible] کے علاوہ تھی اور

گھر میں جو جلتا تھا کچھ لوگ یہ کہتے تھے

کیا آگ سہری ہے، کیا شیخ سوال ہے

۱۸۵۷ء کے بعد کے دور استبداد کے تلخ تجربات

۱۸۵۷ء کی تحریک کے بعد انگریز [illegible] ایک [illegible] جابر [illegible] ان کی حکومت [illegible] استبداد کے [illegible] قاہر قوت تھی کہ اس کے خلاف [illegible] نکالنا بلکہ [illegible] ملک [illegible] کی جانوں کی قربانی [illegible] امتحان [illegible] ملک کی شرعی حیثیت میں کچھ تبدیلی نہیں [illegible] برصغیر ہند ۱۸۵۷ء کی تحریک سے پہلے جس طرح دار الحرب تھا اب بھی

اسی طرح رہ، بلکہ ان حالات وحوادث نے، اس کی شدت اور قہرناکی میں کچھ اضافہ ہی کردیا تھا۔

فکروعمل کا ایک اور میدان: یہ بھی ایک واضح حقیقت ہے کہ ۱۸۵۷ء کی مسلح جدوجہد کے بعد علماء نہ عوام، اس لائق نہیں رہ گئے تھے کہ حکومت کے سامنے دوبارہ دراز ہوسکیں، اور اپنے حقوق اور معاملات کے لئے، کوئی بڑا میدانی منصوبہ عمل میں لاسکیں، لیکن جہاں تک رائے اور نظریہ کی بات تھی، اس میں کچھ تبدیلی نہیں آئی تھی، اس لئے اکثر علمائے ہند، خصوصاً خاندان حضرت شاہ ولی اللہ سے وابستہ اور اس دینی علمی اصلاحی کارواں سے منسلک، علماء کی وہی رائے رہی، جو ۱۸۵۷ء سے پہلے تھی۔ حضرت شاہ محمد اسحاق کے متعدد شاگردوں، مولانا نواب قطب الدین دہلوی، مولانا عبدالقیوم بڈھانوی، مولانا مفتی محمد ایوب پھلتی اور اس خانوادۂ علم وعمل کے، بڑے دینی علمی نمائندوں میں سے، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی وغیرہ اکابر علماء کا، اس پر اتفاق تھا کہ یہ ملک اب بھی اسی طرح دارالحرب ہے، جس طرح اس سے پہلے دور میں تھا۔

لیکن ان حضرات کو ۱۸۵۷ء کے تجربہ نے بتادیا تھا، کہ اب جدوجہد کا میدان بدل گیا ہے، موجودہ حالات میں ہتھیار اٹھانا، ملک میں مسلمانوں کے ٹوٹے پھوٹے بکھرے وجود، اور ان کے رہے سہے دینی کام، علماء اور ذمہ داران کو ختم کرنے، اور اجتماعی خودکشی کے مترادف ہوگا۔ اس لئے ہتھیار، جنگ کے نظام اور ارادہ کو، وقتی طور پر فراموش کرکے، ملی تعمیر وترقی کے اور کاموں کو اولیت دینی چاہئے، اس کے لئے پہلی بنیادی ضرورت، عوام کی دینی تعلیم وتربیت کے لئے، ایک مرتب و مسلسل نظام اور ایک متعین فکر ومزاج کی تشکیل کی تھی، جس کی روشنی میں آئندہ نسلیں بہترین دینی تعلیم وتربیت، معاملات ومعاشرت کی درستگی ورہنمائی، مستقبل کی بہتر نشوونما اور اعلیٰ ترین منصوبوں اور دماغوں کی تشکیل کرسکیں، اس مقصد کے لئے ان علمائے کرام نے جو طریقہ اپنایا، واقعہ یہ ہے کہ ان حالات میں، مسلمانوں کی سرفرازی کے لئے، اس سے بہتر تجویز وانتخاب ممکن نہیں تھا۔

یہ اسلامی دینی تعلیم کے لئے، ایسے مدرسوں کا آغاز تھا، جو حکمرانوں اور ارباب دولت وثروت کی نگاہ کرم کے منتظر وپروردہ نہ ہوں، بلکہ ان کی اساس حق تعالیٰ کے اعتماد اور توکل علی اللہ پر رکھی جائے، ان کا سفر عام مسلمانوں کے تعاون سے آگے بڑھے، اور منزل مقصود تک پہنچے۔ یہ کوشش بہت ایسی کامیاب ہوئی، کہ اس کے جلو میں دو چار نہیں، پچاسوں سینکڑوں مدرسوں کا جال بچھ گیا، اور یہ مدارس نہ صرف اس خطہ، بلکہ پورے برصغیر اور بعد میں پوری دنیا کے لئے، ایک نمونہ اور ایسی مثال ثابت ہوئے، جس کی اسلامی تاریخ میں کوئی نظیر نہیں تھی۔

اگرچہ یہ مدرسے اپنے قائم کرنے والوں کی زندگی میں ہی، تناور درخت بن کر سایہ دینے لگے تھے، اور اہل دین کا ایک بڑا طبقہ، ان کی ٹھنڈی چھاؤں میں، دنیا وآخرت کی نعمتوں سے ہمکنار ہونے لگا تھا، مگر اس سب کے باوجود، ان

toobaa-elibrary.blogspot.com

مدارس سے [illegible] اپنے جہادی مقاصد سے بھی [illegible]
اور مستقبل کے نقشہ میں رنگ بھرے [illegible] سیاسی [illegible] متعلق [illegible]
تذکرہ جاری رکھا [illegible] رخ [illegible] جس طرح [illegible] پہلے [illegible] حضرت [illegible]
حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی [illegible] سب سے ممتاز [illegible] حضرت مولانا گنگوہی کا ہے

انگریز کے دور میں ملک کی شرعی حیثیت اور سیاسی تحریکات پر حضرت گنگوہی کے فتاویٰ

حضرت مولانا گنگوہی سے [illegible] حکومت [illegible] شرعی حیثیت اور اس کی [illegible] فتویٰ [illegible] روایات [illegible] ان میں سب سے پہلا [illegible]

[illegible] مفتی محمد شفیع عثمانی [illegible] ۱۳۵۲ھ [illegible] ۱۹۳۳ء [illegible]

[illegible] سیاسی احوال [illegible] متعلقات [illegible]

[illegible]

زیر نظر فتویٰ اور اس کے متعلق چند مباحث

[illegible] حضرت مولانا گنگوہی کے [illegible] متعلق [illegible] معلومات [illegible] کی تحقیق [illegible]

( ) [illegible] ۱۸۵۷ء [illegible] حقیقت"

(۲) حضرت مولانا گنگوہی سے یہ فتویٰ دریافت کرنے والے [illegible]

(۳) اس فتوے کے قلمی نسخے [illegible] کاتب اور ان کے مندرجات

(۴) اس فتویٰ کی پہلی طباعت [illegible] حاشیہ [illegible]

(۵) حضرت مولانا گنگوہی کے اس موضوع (ہندوستان کی انگریز کے دور میں شرعی حیثیت) پر معلوم چند اور فتوے۔

(۶) زیر نظر سند اور اس کی ترتیب

— مندرجہ صفحات اسی اجمال کی تفصیل پر مشتمل ہیں۔

اس فتوے کے سنہ تحریر اور اس کے ۱۸۵۷ء سے وابستہ ہونے کی اطلاعات پر ایک نظر: حضرت مولانا گنگوہی کا یہ فتویٰ، انگریزوں کے دور حکومت میں، ہندوستان کے دار الحرب ہونے کے موضوع پر، برصغیر کے معروف ترین، چند فتووں میں سے ایک ہے۔ بعض اہل قلم اور مورخین نے اس کا سنہ ۱۸۵۷ء کے واقعات اور تحریک کے مباحث اور اس کے ماخذ میں بھی شمار کیا ہے، مثلاً مولانا سعید احمد اکبر آبادی نے لکھا ہے

"ہم یہ سمجھتے ہیں کہ مولانا گنگوہی کا یہ فتویٰ بزبان فارسی، شائع کردہ مفتی محمد شفیع صاحب، یا تو ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی سے پہلے کا ہے، یا اس کے فوراً بعد کا، جب کہ پکڑ دھکڑ بڑے پیمانہ پر جاری تھی"(۱)

لیکن یہ خیال درحقیقت صحیح نہیں ہے۔ یہ غلط فہمی غالباً اس وجہ سے ہوئی کہ اب تک اس فتوے کا سوال نامہ اور اس کی تاریخ تحریر و سوال معلوم نہیں تھی، صرف یہ معلوم تھا کہ اس کے مصنف و مفتی حضرت مولانا گنگوہی، ۱۸۵۷ء کی تحریک کے قائدین و مجاہدین سے تھے، لہذا یہ خیال کر لیا گیا کہ حضرت مولانا نے، یہ فتویٰ اس تحریک کے دوران، یا اس کے بعد لکھا ہوگا، لیکن اب جب کہ اس کے سوال اور جواب دونوں کی تاریخیں اور سن تحریر صحیح طور پر معلوم ہو گئے ہیں، اس غلط فہمی کی کوئی وجہ نہیں۔

یہ فتویٰ تحریک سنہ ۱۸۵۷ء کے (سن عیسوی کے حساب سے) پورے چھتیس سال بعد، وجود میں آیا تھا، اس کے محرک مولانا سعید الدین بن وحید الدین رام پوری [رام پور منہیاران ضلع سہارنپور یوپی] تھے۔ مولانا سعید الدین نے، جو اس وقت سعید آباد، متھرا میں مدرسہ و مدرس تھے، حضرت مولانا کی خدمت میں، رمضان المبارک ۱۳۱۰ھ میں ہندوستان کی اس وقت کی شرعی حیثیت کے متعلق، ایک مفصل سوال نامہ ارسال کیا تھا، حضرت مولانا نے اس کا مفصل جواب لکھا، جو ۷ر شوال ۱۳۱۰ھ ۲۴ر اپریل ۱۸۹۳ء کو مکمل ہوا اور یہ عجب حسن توارد ہے، کیوں کہ ۱۸۵۷ء کی تحریک کا بھی ۲۴ر اپریل کو آغاز ہوا تھا۔

لہذا اس فتوے کا ۱۸۵۷ء کی تحریک اور اس کے واقعات دونوں سے کچھ تعلق نہیں، اس کو ۱۸۵۷ء سے وابستہ کرنا اور اس ضمن میں اس کا تذکرہ کرنا درست نہیں۔

(۲) اس فتوے کا مولانا سعد الدین کشمیری سے کچھ واسطہ نہیں: اس کے پہلے مرتب و ناشر مولانا مفتی محمد شفیع صاحب عثمانی کو نہ اس کا سوال نامہ ملا تھا، نہ ہی حضرت مفتی صاحب نے اس کا کسی رخ سے کچھ تذکرہ کیا، کہ حضرت

---

(۱) نفحۃ المصدور او ہندوستان کی شرعی حیثیت تمہید و مقدمات ص ۳۳ (علی گڑھ ۱۹۶۸ء)

toobaa-elibrary.blogspot.com

مولانا سندھی سے سوال [illegible] [illegible] سید محمد میاں صاحب [illegible]

[illegible] مجاہد [illegible]

جیسا کہ مولانا عبدالرحمن صاحب [illegible] [illegible]

[illegible] حضرت مولانا گنگوہی سے استفتا کیا (۳)

[illegible] مولانا محمد میاں صاحب [illegible] اطلاعات [illegible]

[illegible] مولانا عبیداللہ سندھی [illegible]

[illegible] حضرت مولانا [illegible]

[illegible]

[illegible]

بہرحال یہ واضح ہے کہ اس فتوے کے مستفتی، مولانا سعد الدین کشمیری نہیں، بلکہ مولانا سعید الدین رام پوری تھے، مگر کون سے سعید الدین؟ کیونکہ اس وقت رام پور میں بھی سعید الدین نام کے دو فاضل تھے، دونوں جید عالم تھے، دونوں فقہ و فتاوی سے وابستگی رکھتے تھے، ان میں سے ایک حضرت مولانا گنگوہی کے خاندانی عزیز، حدیث میں شاگرد، مرید و منتسب اور خاص نیاز مند تھے۔ دوسرے تھانہ بھون کے فاروقی خاندان کے فرد تھے، مولانا مفتی عبدالقیوم بڈھانوی سے بیعت اور صاحب درس وافادہ شخص تھے۔ اس لئے حتمی اور متعین طور پر یہ معلوم نہیں، کہ ان میں کس نے حضرت مولانا گنگوہی سے، ہندوستان کی شرعی حیثیت کے متعلق سوال کیا تھا، لیکن قرین قیاس یہی ہے، کہ مولانا سعید الدین خلف مولانا وحید الدین رام پوری نے دریافت کیا ہوگا؟ وہ حضرت کے معتمد و قریبی اصحاب میں سے تھے، انہی کی حضرت سے خط و کتابت تھی اور دوسرے صاحب کا مستفتی ہونا بھی غیر متوقع نہیں، ان کو بھی دار الحرب کے موضوع سے دلچسپی تھی، اس لئے یہاں دونوں صاحبان کا مختصر تعارف تحریر ہے، ممکن ہے کہ آئندہ کسی ذریعہ سے ان میں سے، کسی ایک کی تعیین ہو جائے، تاہم راقم سطور کا خیال ہے کہ یہ مولانا سعید الدین بن وحید الدین رام پوری ہی تھے۔ فتوی دار الحرب کے سوال نامہ، یا مکتوب مولانا سعید الدین کے آغاز پر، حضرت مولانا گنگوہی کے لئے جو شعار و کلمات درج ہیں، ان سے بھی یہی تاثر ملتا ہے، کہ یہ تحریر مولانا سعید الدین (بن حافظ وحید الدین) کا ہوگا، اس لئے ان کے تعارف کو اولیت دی گئی ہے۔

مولانا سعید الدین بن وحید الدین رام پوری: رام پور منہیاران، ضلع سہارنپور (مغربی یوپی) کا ایک پرانا قصبہ ہے، یہاں ایک انصاری خاندان، جو یا تو دہ کے دور میں سہارنپور سے آکر آباد ہوا تھا، جس میں علم کا سلسلہ دیر تک چلا (۱) اس خاندان کے ایک فرد مولانا حافظ وحید الدین رام پوری تھے، جو حکیم ضیاء الدین رام پوری کے غالباً چچا زاد بھائی بھی تھے۔ حافظ وحید الدین ذاکر شاغل اور باخدا شخص اور حضرت حاجی امداد اللہ سے بیعت تھے، حضرت مولانا گنگوہی سے بے تکلف روابط رکھتے تھے اور حضرت سے استفادہ باطنی بھی کیا تھا، ان کے حضرت مولانا کے نام خطوط سے، حافظ صاحب کی رفعت پرواز کا اندازہ ہوتا ہے۔ ایک خط میں لکھتے ہیں:

"اب سنا ہے کہ بندہ گم و سپید ہے کہ مدہ جات خصوصاً یہ حال جو آپ نے اپنے لکھے، اس سے تو صاف ظاہر ہوگیا، یہاں کہ یہ حال نصیب بندہ نہیں ہوئے۔ حق تعالیٰ مبارک فرمائے اور بندہ کو بھی حصہ مل جائے۔ آمین!" (۲)

(۱) اس خاندان سے متعلق [illegible] خاندان سے چند ارباب علم و ارشاد کا مختصر احوال "مرآت ناصریہ" (تذکرہ مولانا محمد شفیع ناصر رامپوری) [illegible] (۱۳۵۷ھ - ۱۹۳۸ء) میں ہے۔

(۲) [illegible] ۱۹۶ [illegible] شیدیہ میں حضرت گنگوہی کے حافظ وحید الدین صاحب [illegible] ۵۵۲ [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

یک اور مفصل [illegible] نامہ میں فرماتے ہیں

"اور وجہ [illegible] یہ ہے [illegible] آپ کو روپیہ مالک معبود کے جانے اور شرم و حیا طاری ہوجاوے [illegible] کا [illegible] ہو [illegible] داشت [illegible] اپنا الولسان شرح میں احسان کہتے ہیں اور یہی صحت منجوب [illegible] ہے

[illegible] کا حال [illegible] ہے تو یہی امر ہے کہ قابل اجازت [illegible] کے بتاتی ہے اور [illegible] قابل [illegible] ہے [illegible] سے پہلے [illegible] اس سے [illegible] مبارک ہو پھر مبارک ہو حق تعالیٰ اس میں ترقی کرے اور [illegible] فرمادے۔ بہت شکر کی جگہ ہے بہت بہت شکر کرنا واجب ہے"[1]

حافظ حمید الدین صاحب کے احوال و تاریخ وفات وغیرہ معلوم نہیں

مولانا حمید الدین [illegible] سے حضرت حاجی امداد اللہ سے مکتوبات کا ایک مجموعہ سنہ ۱۳۰۳ھ / ۱۸۸۶-۸۷ء [illegible] مرتب [illegible] حضرت [illegible] نے [illegible] اردو ترجمہ مختصر حواشی اور ضروری معلومات کے ساتھ مرتب [illegible] مرقومات امدادیہ [illegible] "امداد المشتاق" کے ساتھ شامل کر کے ۱۳۰۳ھ میں شائع کر دیا تھا۔ حافظ صاحب کے [illegible] مولانا سعید الدین تھے۔

ولادت اور تعلیم

مولانا سعید الدین کی تاریخ ولادت معلوم نہیں ہو سکی [illegible] کا [illegible] حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی بتوسط [illegible] سعادت [illegible] دیا کہ [illegible] بچہ اور [illegible] حمید الدین کے عربی پڑھنے سے محبت [illegible] ہوئی اللہ تعالیٰ اس کو علم نافع [illegible] نصیب کرے [illegible] اور صاحب [illegible] کرے۔"[2]

حضرت کی دعا بارگاہ الٰہی میں منظور ہوئی اور مولانا سعید الدین کو وہ تمام خوبیاں حاصل ہوئیں جن کے حضرت حاجی امداد اللہ صاحب نے دعا [illegible] کی تھی

مولانا سعید الدین حضرت مولانا گنگوہی کے ممتاز شاگرد اور مرید خاص تھے۔ مولانا سعید الدین کے سبق [illegible] حدیث شریف کا ۲۱ر شوال ۱۳۰۴ھ (جولائی سنہ ۱۸۸۷ء) میں آغاز ہوا اور ۵ شعبان ۱۳۰۵ھ میں درس ختم ہوا [illegible] تعلیم سے فارغ ہو کر متعدد مدرسوں سے وابستہ رہے۔ سنہ ۱۳۰۶ھ [illegible] ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء [illegible] بھوپال چلے گئے تھے۔ بھوپال میں [illegible] منصب [illegible] کے [illegible] تحریری حیثیت سے مقرر ہوئے [illegible] ترقی ہوئی [illegible] ہوتی رہی [illegible]

---

(۱) [illegible] ۱۱۲ [illegible] ص ۱۹۵ [illegible]

(۲) مرقومات امدادیہ [illegible] "امداد المشتاق" [illegible] ص ۱۵۰ [illegible]

(۳) [illegible]

پہنچے۔ ریاست میں بہت عزت ووقار کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے، ہر طبقہ کے افراد میں پذیرائی حاصل تھی۔

اگرچہ ملازمت کی مصروفیات بہت رہتی تھیں مگر مولانا نے کہیں بھی قیام ہوا، اور کسی بھی ملازمت وخدمت پر فائز رہے ہر جگہ درس حدیث کا معمول بلا ناغہ جاری رہا، طلبہ کی مالی معاشی سرپرستی فرماتے، ان کی ضروریات کا بھی بہت خیال کرتے تھے، دو چار طلبہ کو اپنے ساتھ کھانے میں شامل رکھتے تھے۔ معروف اہل قلم محمد امین زبیری نے (جنھوں نے مولانا کو قریب سے دیکھا تھا) لکھا ہے:

"وہ دورے میں ہوں یا مقیم صبح کے وقت دو چار طلباء کو حدیث وفقہ کا درس، ان کا لازمۂ زندگی تھا، ان کے دستر خوان پر چند طلباء خصوصاً ناشتہ اور شب کے کھانے کے وقت، ضرور ہوتے تھے، وظیفہ یاب ہونے کے بعد بھی یہی نظام اوقات تھا" (۱)

مولانا وحید الدین کے، حضرت مولانا گنگوہی سے جو روابط تھے، مولانا سعید الدین میں اس کا پورا اثر آیا، اور مولانا بھی ہمیشہ حضرت مولانا کے دامن فیض سے وابستہ رہے۔ مولانا سعید الدین کے نام حضرت مولانا کے مکتوبات سے ان روابط اور اعتماد کا اندازہ ہوتا ہے، جو حضرت مولانا کو مولانا پر تھا۔ حضرت مولانا کے گرامی ناموں سے یہ بھی واضح ہو رہا ہے کہ مولانا، حضرت کو اپنے تمام حالات ومسائل سے باخبر رکھتے تھے اور حضرت مولانا حسب ضرورت ہدایت ورہنمائی بھی فرماتے رہتے تھے، حضرت مولانا کے مکتوبات کے بعض مندرجات سے، مولانا کے روحانی کمالات ومرتبہ کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔

حضرت مولانا نے ایک خط میں تحریر فرمایا ہے:

"اگرچہ تم کو ایسی حالت میں کہ اسباب ظاہری پر نظر نہیں، کچھ لکھنا لغو ہے، مگر تاہم بحکم: **الدین النصحیة** لکھتا ہوں، کہ بار بار زیارت وطن اور بہانہ دلداری خَتَن، تدبیر کے خلاف ہے، اگر حق تعالیٰ نے سامان رزق مقرر کر دیا ہے، اس کو متغیر متنفر بنانا اور پرخاش عباد کا سبب ٹھہرانا، قرین مصلحت نہیں، آئندہ جو مناسب جانو" (۲)

دار العلوم دیو بند کی مجلس شوریٰ کے رکن: مولانا سعید الدین صاحب کو، حضرت مولانا گنگوہی کی نسبت اور خاندان حضرت مولانا قاسم نانوتوی سے قرابت کی وجہ سے، دار العلوم دیو بند سے والہانہ سا تعلق تھا، دار العلوم میں، حضرت گنگوہی کی سرپرستی کے آغاز کے وقت سے، معمول چلا آ رہا تھا کہ رامپور گنگوہ وغیرہ سے خانوادہ کا، کوئی فاضل مدرسہ کی شوریٰ کا رکن بنایا جاتا تھا، سب سے پہلے ممبر، مولانا حکیم ضیاء الدین رامپوری تھے، پھر ان کے بھتیجے، مولانا حافظ احمد رامپوری اس کے لئے نامزد کئے گئے، مولانا احمد کی رکنیت شوریٰ کے، (۳) چار سال بعد، ۱۳۲۴ھ میں مولانا سعید الدین بھی مجلس شوریٰ کے لئے

(۱) بھوپال کا ممتاز جائزہ، مضمون از محمد امین زبیری۔ مشمولہ بھوپال نمبر۔ فکر وآگہی، دہلی۔ مرتبہ رضیہ حامد صاحبہ ص:۲۹۱ (طبع اول: ۱۹۹۶ء)

(۲) ۴۰- تبیہ رشیدیہ ص:۹۲

(۳) دار العلوم کی صد سالہ زندگی۔ تالیف مولانا قاری محمد طیب صاحب ص:۱۰۳ (طبع اول دیو بند: ۱۳۸۵ھ)

toobaa-elibrary.blogspot.com

منتخب کر لئے گئے تھے، جو اس وقت سے وفات تک، بہت دلچسپی اور اہتمام سے، مدرسہ کی بھرپور خدمت کرتے رہے۔

شوریٰ کے اجلاس کا وقت آتا، تو کئی دن پہلے دیوبند پہنچتے، مدرسہ کے معاملات کو دیکھتے، کاغذات کو جانچتے اور مجلس شوریٰ میں رکھنے کے لئے، ان کی ترتیب و تکمیل فرماتے۔ مجلس کی تجاویز لکھنا اور اس کے متعلق تحریری کام انجام دینا، اپنی سعادت سمجھتے تھے اور کئی دن تک اس میں مشغول، وقت گذارتے تھے۔ دار العلوم دیوبند کی روداد میں، مولانا کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

"دار العلوم کی خدمت میں شغف کا حال یہ تھا، کہ مجلس شوریٰ کے ہونے سے چند روز بیشتر، آپ تشریف لاتے تھے، اور وہ تمام کاغذات، جو شوریٰ میں پیش ہونے والے ہوتے تھے، آپ ان کو مرتب فرمایا کرتے تھے۔ جلسہ کے دوران میں، تمام روداد شوریٰ کا لکھنا، تجاویز کا مسودہ بنانا اور بعد میں ان کا صاف کرانا، یہ سب کچھ آپ نے اپنے ہی ذمہ لے رکھا تھا، آپ ان تمام کاموں کو عبادت عظمیٰ خیال فرماتے تھے اور اکثر تحدیث بالنعمۃ کے طور پر، اس کا اظہار بھی فرمایا کرتے تھے، اپنا بیشتر وقت دار العلوم کی ان ہی خدمات میں گذارتے تھے" (۱)

اخلاق و عادات و مزاج: علم و فضل، دیانت و سچائی اور خوش خلقی میں ممتاز و معروف تھے، وسیع القلب تھے، ہر اک فکر و خیال کے افراد سے بے تکلف ملتے اور ضرورت ہوتی، تو نہایت نرمی سے بحث و گفتگو کرتے، تعصب اور شدت مزاج سے بہت دور رہتے تھے۔ نصیحت و گفتگو نہایت مؤثر تھی، دینی و دنیاوی وجاہت سے بہرہ ور تھے۔ محمد امین زبیری صاحب نے، بھوپال کے ممتاز علماء میں مولانا کا ذکر کیا ہے، جو لائق مطالعہ ہے۔ لکھتے ہیں:

علماء کے زمرہ میں، مولوی سعید الدین کو بھی شامل کرنا چاہئے، جو دیوبند کے فارغ التحصیل تھے۔ بھوپال میں ان کی پوزیشن، ایک سیویلین افسر کی تھی، انہوں نے محرری سے ترقی کی اور ذمہ دارانہ عہدوں پر مامور رہے۔ وہ دورے میں ہوں یا مقیم، صبح کے وقت دو چار طلباء کو حدیث و فقہ کا درس، ان کا لازمہ زندگی تھا۔ ان کے دستر خوان پر چند طلباء، خصوصاً ناشتہ اور شب کے کھانے کے وقت ضرور ہوتے تھے، وظیفہ یاب ہونے کے بعد بھی یہی نظام اوقات تھا۔

نہایت وجیہ خوش لباس اور نفیس طبع تھے۔ ایسے پیرایہ میں نصیحت کرتے تھے کہ مؤثر ہو جاتی تھی، وسیع القلب تھے، ہر خیال کے آدمی سے مخلصانہ و بے تکلفانہ ملتے تھے اور نرمی سے بحث کرتے تھے، متعصبانہ ذہنیت کا پتہ نہ تھا۔

شرعی پائجامہ (جس کا کمر بند گلے میں ہوتا یا اس میں پتلون کی گیٹس لگے ہوتے) قمیص، شیروانی اور ترکی ٹوپی پہنتے تھے، کبھی کبھی مولویانہ عمامہ اور قبا بھی، بلیرڈ اور کرو کے کھیلوں میں مشاق تھے (۲)

---

(۱) روداد دار العلوم دیوبند ۱۳۴۷ھ

(۱) بھوپال کا علمی جائزہ۔ مضمون از محمد امین زبیری۔ مشمولہ بھوپال نمبر۔ فکر و آگہی، دہلی۔ مرتبہ رضیہ حامد صاحبہ۔ ص: ۶۹۱ (طبع اول: ۱۹۹۶ء)

toobaa-elibrary.blogspot.com

مولانا کا مرتبہ حاشیہ مکتوبات امدادیہ: مولانا کی ایک مختصر علمی تحریری خدمت، حضرت حاجی امداد اللہ کے مجموعہ مکتوبات (مرقومات امدادیہ) میں درج اشخاص کا تعارف ہے۔ یہ مجموعہ مکتوبات، مولانا کے والد، مولانا حافظ وحید الدین رامپوری نے مرتب کیا تھا۔ حضرت مولانا تھانوی نے مولانا سعید الدین سے اس میں مذکور شخصیات وغیرہ کی تعیین کرائی اور مولانا عبد الغنی حیدرآبادی سے مکتوبات عربی کا ترجمہ کرا کے مرقومات امدادیہ کے نام سے، امداد المشتاق کے ساتھ شائع فرمایا۔ مولانا شبیر علی تھانوی نے اس خدمت کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

"ان مکتوبات میں بہت سے حضرات کے نام اس طرح آئے ہیں، کہ فہم مضامین، ان کے حالات معلوم ہونے پر موقوف ہے، بناء علیہ، جناب مولانا سعید الدین صاحب ابن مولانا محمد وحید الدین صاحب، جامع مکتوبات سے، ان حضرات کے مختصر حالات تحریر فرمانے کی استدعا کی گئی، ممدوح نے نہایت خوشی سے اس کو منظور فرمایا(۱)

وفات: مولانا سعید الدین کی بھوپال میں ۲۴ ذی قعدہ سنہ ۱۳۴۷ھ (۳ مئی سنہ ۱۹۲۹ء) کو وفات ہوئی (۲) وہیں دفن کئے گئے۔ علمی و دینی حلقوں میں مولانا کی وفات کا گہرا صدمہ ہوا۔ مولانا سے جو ایک فیض جاری تھا، اس کے ختم ہونے پر تاسف ظاہر کیا گیا۔ دار العلوم دیوبند نے، جس کی مجلس انتظامیہ کے مولانا تقریباً چوتھائی صدی تک رکن رہے، مولانا کی کمی کو بہت محسوس کیا۔ دار العلوم کی روداد میں مولانا کا تذکرہ ہوا، اور مولانا کی وفات سے مدرسہ کے لئے، جو خلا پیدا ہو گیا تھا، اس کا خاص طور سے تذکرہ کیا گیا۔ روداد کا مختصر اقتباس درج ذیل ہے:

اس حادثہ [مولانا احمد نانوتوی، مہتمم دار العلوم دیوبند کی وفات] کے چند ماہ بعد ہی، حضرت مولانا سعید الدین صاحب مرحوم رامپوری مشیر امور ریاست بھوپال کی وفات ہوئی جس سے مجلس شوری کے کاموں میں زبردست کمی و نقصان کی حیثیت سے محسوس کیا۔ مولانا سعید الدین صاحب مرحوم رامپوری، دار العلوم کے ان قدیم ممبران میں سے تھے، جو حضرت گنگوہی کے خاص تلامذہ میں سے تھے۔

آپ کی تمام عمر مدرسہ کی جان نثاری، ہمدردی، خیر خواہی میں گذری۔ اس کے ساتھ آپ کا علم و فضل، راست بازی، وجاہت دینی و دنیوی، خوش خلقی، مروت، ایسے اوصاف تھے، جن میں آپ یگانہ روزگار سمجھے جاتے تھے۔ اگرچہ آپ کا تعلق ریاست بھوپال میں ہونے سے بظاہر شغل درس و تدریس خاطر خواہ نہ تھا، مگر باوجود اس کے، اس

(۱) حاشیہ صفحہ دوم مرقومات امدادیہ (عکس طبع اول ۱۳۴۷ھ)

(۲) [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

زمانہ میں بھی آپ اس مشغلہ سے خالی نہ رہے، ایک دو طالب علم آپ کے مکان پر حاضر ہو کر، حدیث، تفسیر، اصول فقہ اور فقہ وغیرہ کی، بڑی بڑی کتابیں آپ سے پڑھتے رہتے تھے۔

دار العلوم کی خدمت میں شغف کا یہ حال تھا، کہ مجلس شوریٰ کے ہونے سے چند روز پیشتر، آپ تشریف لاتے تھے، اور وہ تمام کاغذات، جو شوریٰ میں پیش ہونے والے ہوتے تھے، آپ ان کو مرتب فرمایا کرتے تھے۔ جلسہ کے دوران میں تمام روداد شوریٰ کا لکھنا، تجاویز کا مسودہ بنانا اور بعد میں ان کو صاف کرانا، یہ سب کچھ آپ نے اپنے ہی ذمہ لے رکھا تھا، آپ ان تمام کاموں کو عبادت عظمیٰ خیال فرماتے تھے، اور اکثر تحدیث بالنعمۃ کے طور پر اس کا اظہار بھی فرمایا کرتے تھے، اپنا بیشتر وقت دار العلوم کی ان ہی خدمات میں گذارتے تھے۔ فتنۂ اختلاف ۱۳۴۴ھ میں آپ نے جس سرگرمی سے دار العلوم کی حمایت واعانت میں، غیر معمولی حصہ لیا، اس کے لئے القاسم والانصار شورائے مقالی شاہد عدل ہیں، اسی لئے مولانا کی وفات کا صدمہ، حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ ودیگر ارکان مدرسہ، اور تمام جماعت دار العلوم نے، غیر معمولی طور پر محسوس کیا اور واقعہ یہ ہے کہ آپ کی وفات سے، مدرسہ کی اور مجلس شوریٰ کی قوت انتظامیہ، وہیئت ترکیبیہ کو جو نقصان عظیم پہنچا، اس کی تلافی آج تک نہ ہو سکی، فی زمانہ ایسے مخلص کارکن کہاں۔ حق تعالیٰ آپ کی مغفرت فرما کر، آپ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔

دار العلوم میں جب آپ کی وفات کا تار پہونچا، طلبہ ومدرسین وملازمین نے ملکر، قرآن خوانی وکلمہ طیبہ کا ختم کرکے آپ کے لئے ایصال ثواب کیا'' (۱)

مولانا سعید الدین بن علیم الدین رامپوری: مولانا سعید الدین کے عہد میں، رام پور میں اسی نام کے ایک اور عالم بھی تھے، جو مولانا علیم الدین، بن شیخ احمد بخش کے فرزند، اور تھانہ بھون کے اس معروف فارقی خاندان کے فرد تھے، جس سے تھانہ بھون کے، مشہور علماء اور مشائخ وابستہ ہیں (۲) یہ خاندان سنہ ۱۸۵۷ء کے معرکہ میں، تھانہ بھون کی بربادی کے بعد، رامپور آکر آباد ہو گیا تھا۔

مولانا سعید الدین کی نسبت مولانا کی تحریروں سے چند مختصر سی ناتمام معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ مولانا سعید الدین، مفتی عبد القیوم بڈھانوی سے بیعت تھے (۳) غالباً کچھ دنوں بھوپال میں بھی قیام رہا تھا، مولانا سعید الدین کو ہندوستان کی

---

(۱) روداد، دار العلوم دیوبند ... سنہ ۱۳۴۷ھ ... ص: ۱۷۔

(۲) مولانا معیز الدین فاروقی کا، داد ھیالی ننھیالی نسب نامہ ان اوراق پر مفصل درج ہے، جو مولانا کی مملوکہ شامی [حاشیہ در مختار] کے ساتھ شامل ہیں۔ یہ نسخہ مدرسہ مظاہر علوم قدیم سہارنپور میں محفوظ ہے۔

(۳) مولانا عبد القیوم سے بیعت کا واقعہ، اور مفتی عبد القیوم صاحب کی عنایت کی ہوئی ایک مفصل سند بیعت بھی، مولانا سعید الدین نے اپنی تحریرات میں نقل کی ہے۔ مولانا کی مذکورہ تمام تحریروں کے فوٹو اسٹیٹ ہمارے ذخیرہ میں موجود ہیں۔ (نور)

toobaa-elibrary.blogspot.com

شرعی حیثیت کے مباحث سے دلچسپی تھی، مولانا نے مولانا قاضی محمد ایوب پھلتی کا، رسالہ دار الحرب بھی ۱۳۰۰ھ میں نقل تھا،[یہ نسخہ مظاہر علوم سہارنپور کے کتب خانہ میں موجود ہے۔]۱۳۲۲ھ (۱۹۰۴ء) تک حیات تھے۔

مولانا کو فقہ حنفی سے ذوق تھا، شامی پر مولانا کے مختصر اشارات وافادات درج ہیں۔ مولانا کے تعلیم وتلمذ وغیرہ کے متعلق کچھ معلوم نہیں اور مولانا کے حضرت مولانا گنگوہی سے، کسی رابطہ کی بھی ہنوز کوئی اطلاع دستیاب نہیں، اس لئے قرین قیاس ہے کہ، حضرت مولانا گنگوہی کے نام سوال اور مکتوب، مولانا سعید الدین خلف مولانا وحید الدین کا ہے۔ بہ ظاہر موخر الذکر، مولانا سعید الدین (بن علیم الدین) کا اس فتوے سے کچھ تعلق نہیں۔

اس فتوے کے قلمی نسخے: اس فتوے کی اگر چہ تحریر کے فوراً بعد، نقلیں شروع ہوگئی تھیں، خود حضرت مولانا گنگوہیؒ نے اپنے فتوے کے آخر میں تحریر فرمایا ہے: میں یہ مسودہ بھیج رہا ہوں امید کہ اس کی نقل لینے کے بعد، اصل تحریر یہاں واپس بھیج دیں گے، کیوں کہ یہاں بھی کچھ لوگ اس نقل کا ارادہ رکھتے ہیں:

''ایں مسودہ را روانہ می کنم، امید کہ بعد نقلش، روانہ این صوب فرمایند کہ بعض مردم این جا، ہم قصد نقلش می دارند''

حضرت کے تلامذہ اور متوسلین کا معمول بھی یہی تھا، کہ وہ حضرت مولانا کی اکثر اہم تحریروں اور فتاوی کی نقل محفوظ کرنے کی، کوشش کرتے تھے، بہ ظاہر اس پر بھی، متعدد حضرات نے توجہ فرمائی ہوگی، یہی وجہ ہے کہ حضرت کی وفات کے ایک عرصہ بعد تک، اس کی متعدد نقلیں موجود تھیں۔ مولانا مفتی محمد شفیع نے مطبوعہ نسخہ کی تمہید میں لکھا ہے:

''حضرت کے اقارب وتلامذہ میں، دوسرے متعدد حضرات کے پاس بھی، اس کی نقلیں موجود ہیں''

مگر افسوس کہ اب ان میں سے اکثر نقلیں معدوم اور بے نام ونشاں ہوچکی ہیں، صرف دو قدیم ومعتبر قلمی نسخے معلوم ہیں، پہلا حضرت مولانا گنگوہی کے ایک پرانے شاگرد اور مجاز طریقت، مولانا صادق الیقین صاحب کرسوی (۱) کی باقی ماندہ

---

(۱) مولانا صادق الیقین خلف مولانا سراج الیقین۔ کرسی ضلع بارہ بنکی میں ولادت ہوئی، مولانا حکیم محمد حسین سے متوسطات، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی سے، مدرسہ جامع العلوم کان پور میں درسیات کی اکثر کتابیں اور معقولات پڑھیں۔ کان پور سے کاندھلہ آئے، مولانا حکیم صدیق احمد کاندھلوی نے یہاں ایک مدرسہ قائم کیا تھا، اس میں پڑھا، (مولانا صادق الیقین نے اپنے والد کے نام خطوط میں اس کی تفصیلات لکھی ہیں، جو راقم نے پڑھے ہیں اور ان کے فوٹو اسٹیٹ میرے پاس موجود ہیں۔) مولانا صدیق احمد کاندھلوی کی رہنمائی میں، حضرت مولانا رشید احمد کی خدمت میں گنگوہ میں حاضر ہوئے، حضرت مولانا سے حدیث شریف تکمیل کی۔ حضرت مولانا گنگوہی، مولانا کی لیاقت وذہانت کا تذکرہ فرمایا کرتے تھے۔

اول اپنے والد سے بیعت ہوئے، سنہ ۱۳۱۰ھ میں حج کے لئے حاضر ہوئے حضرت حاجی امداد اللہ سے شرف بیعت حاصل کیا، مکہ مکرمہ میں قرأت وتجوید میں کمال حاصل کیا۔ مدینہ منورہ میں شیخ ظاہر علی وتری سے اجازت حدیث اور سند لی۔ مولانا فضل رحمان گنج مرادآبادی سے بھی اجازت وسند حاصل کی۔ حضرت مولانا گنگوہی کی خدمت میں دوبارہ حاضر ہوئے، یہ سفر اصلاح باطن بیعت اور استفادہ کے لئے ہوا تھا، لمبے عرصہ تک حضرت مولانا سے استفادہ کیا اور اجازت وخلافت حاصل فرمائی، اتباع سنت میں نہایت کامل تھے۔

شوال سنہ ۱۳۳۳ھ (ستمبر ۱۹۱۵ء) میں ہجرت کے ارادے سے مکہ معظمہ پہنچے، حج کے فوراً بعد ۳ محرم الحرام ۱۳۳۴ھ (نومبر ۱۹۱۵ء) کو مکہ معظمہ میں وفات ہوگئی۔ معلومات کے لئے مولانا کے والد مولانا شاہ سراج الیقین کی مؤلفات: شمس العارفین ۹۴-۹۵ (افضل المطابع ہردوئی) ۱۳۳۳ھ اور سراج وہاج (سفرنامۂ حج، خدابخش لائبریری جرنل (شمارہ ۷۶-۷۷) نیز مولانا پر، راقم سطور نور الحسن راشد کاندھلوی کا مضمون مندرجہ سہ ماہی احوال وآثار، کاندھلہ۔ شمارہ محرم الحرام ۱۴۱۵ھ اگست ۱۹۹۴ء، ملاحظہ ہو۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

چند کتابوں میں شامل ہے، دوسرا نسخہ جو علامہ انور شاہ کشمیری کے قلم سے ہے، خانقاہ رحمانیہ مونگیر (بہار) میں محفوظ تھا، اس نسخہ کا عکس مولانا منت اللہ مونگیری نے "ہندوستان اور دارالحرب" کے نام سے شائع کردیا تھا۔ دونوں کا تعارف درج ذیل ہے

نسخہ کرسی، مکتوبہ ۱۳۲۲ھ: اس فتوے کا خانقاہ نجاتیہ کرسی (ضلع بارہ بنکی) میں موجود نسخہ قدیم ترین معلوم نسخہ ہے۔ یہ ایک مجموعہ [تحریرات ورسائل] میں شامل ہے جو تمام حضرت مولانا گنگوہی کے چند اہم ترین جوابات ومکتوبات پر مشتمل ہے، اس مجموعہ کا تصوف، اصطلاحات تصوف اور مشائخ وصوفیاء کے متعلق، خلیفہ ابومحمد محی الدین کے ایک مفصل سوالنامے اور اس کے نہایت جامع جواب سے آغاز ہوا ہے، اس کے بعد حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کی، حضرت مولانا سے وہ اہم خط وکتابت نقل کی ہے، جو بعد میں تذکرۃ الرشید میں شائع ہوئی تھی۔ بعد ازاں یہ فتوی اور اس کا سوال نامہ نقل کیا گیا ہے، جو [صفحہ ۳۵ کے نصف آخر سے صفحہ ۴۶ کے اختتام تک] ساڑھے آٹھ صفحات پر مشتمل ہے، آخری ڈیڑھ صفحہ میں سجدہ غیر اللہ کے سلسلہ میں، مولانا احمد حسن مرادآبادی کے ایک سوال کا جواب نقل ہے، گویا یہ مجموعہ کل سینتالیس صفحات میں ہے۔ تحریر پختہ مگر رواں ہے، ترقیمہ کاتب درج نہیں، لیکن صفحہ ۱۷ کے حاشیہ پر یعنی خلیفہ ابومحمد محی الدین۔ کے سوال کے جواب کے اختتام پر، کاتب نے اپنا نام اور سنہ کتابت لکھا ہے۔

"بقلم ناچیز محمد احمد عفی عنہ..... المرقوم، ۲۷ رذوالقعدہ ۱۳۲۲ھ یوم پنجشنبہ وقت ۷ ربجے صبح"

فی صفحہ سترہ سے بیس تک سطریں ہیں، پہلے سترہ صفحات کے حواشی پر، خلیفہ ابومحمد محی الدین کے سوالات کا جواب نقل ہوا ہے، درمیان سے دوتین کے علاوہ اکثر صفحات کے حاشیے سادہ ہیں۔

نسخہ مونگیر، مکتوبہ بدست حضرت علامہ انور شاہ کشمیری: اس فتوے یا رسالہ کا ایک عمدہ صاف نسخہ، شہرۂ آفاق جلیل القدر عالم اور محدث، علامہ انور شاہ کشمیری کے قلم سے، خانقاہ رحمانیہ مونگیر، کے ذخیرہ میں محفوظ تھا، اس ذخیرہ کا یہ نسخہ مولانا عبدالماجد صاحب (کمراؤں ضلع دربھنگہ، بہار) کی خانقاہ کی لائبریری کوعنایت کی ہوئی، کتابوں میں شامل ہے۔ مولانا منت اللہ رحمانی صاحب نے اس نسخہ کا عکس، خانقاہ مونگیر سے سنہ ۱۳۸۳ھ (۶۴-۱۹۶۳ء) میں، عمدہ آرٹ پیپر پر شائع کردیا تھا۔ یہ طباعت صرف آٹھ صفحات پر مشتمل ہے، پہلا صفحہ سرورق کا ہے، دوسرے پر کتب خانہ رحمانیہ کا فوٹو ہے، تیسرے چوتھے صفحہ پر، مولانا منت اللہ رحمانی کے قلم سے، اس نسخہ کی وجہ اشاعت اور اس کا تعارف: "تقریب" کے عنوان سے درج ہے۔ تین صفحات پر حضرت شاہ صاحب کا مکتوبہ نسخہ، یا فتوی آیا ہے، آخری صفحہ سادہ ہے۔ مگر تعجب ہے کہ مولانا منت اللہ رحمانی نے اس کو، حضرت شاہ صاحب کی تالیف سمجھا ہے اور اسی حیثیت سے شائع بھی کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

"میری خوش نصیبی ہے کہ حضرت (علامہ انور شاہ کشمیری) کی ایک علمی تحریر جس کا تعلق ہندوستان کے دارالحرب

ہونے سے ہے، آپ کے ایک لائق شاگرد، جناب مولانا عبدالماجد صاحب گراوں ضلع دربھنگہ، کے ذریعہ حاصل ہوئی اور الحمد للہ، کہ آج اس کی شاعت کی سعادت نصیب ہورہی ہے

حضرت شاہ صاحب نے اپنی اس تحریر میں، سب سے پہلے، کسی ملک کے دارالاسلام یا دارالحرب ہونے کی، اصل وبنیاد بیان کی ہے"

سمجھ میں نہیں آتا، کہ مولانا منت اللہ رحمانی صاحب جیسے جید فاضل اور باخبر عالم کو، اتنا بڑا مغالطہ، کس طرح ہوا، یا تو مولانا رحمانی صاحب، حضرت مولانا گنگوہی کے اس فتوے سے واقف ہی نہیں تھے، یا اس کا مطبوعہ نسخہ دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوتھا، ورنہ ایسا دعویٰ نہ فرماتے، جس کا ثابت کرنا ممکن نہیں۔ بلاشبہ یہ تحریر یا فتویٰ، حضرت علامہ انورشاہ کے قلم سے ہے، مگر یہ حضرت علامہ کی اپنی تالیف یا افادہ نہیں ہے، بلکہ حضرت علامہ نے، ان صفحات میں حضرت مولانا گنگوہی کا وہی معروف فتویٰ نقل کیا ہے، جو بعد میں مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کے ذریعہ سے، شائع ہوکر عام ہوا۔ مولانا رحمانی کی اس فروگذاشت پر، مولانا سعید احمد اکبرآبادی نے متوجہ اور متنبہ کیا ہے اور لکھا ہے کہ۔

"اس میں تو کوئی شبہ ہی نہیں، کہ یہ تحریر لکھی ہوئی حضرت الاستاذ کے ہاتھ کی ہی ہے، لیکن ساتھ ہی اس میں بھی کوئی شک وشبہ نہیں ہوسکتا کہ حضرت الاستاذ اس کے صرف ناقل ہیں، مصنف نہیں، کاتب ہیں، صاحب تحریر نہیں، اس بنا پر اس تحریر میں جو کچھ درج ہے، اس کو شاہ صاحب کی رائے یا فتویٰ قرار دینا، قطعی غلط ہے (۱)

نسخہ مونگیر، اور نسخہ مرتبہ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب میں، کوئی بڑا بنیادی فرق نہیں ہے، بلکہ کئی مرتبہ یہ خیال آتا ہے کہ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کو جو نسخہ ملا تھا، وہ غالباً حضرت علامہ کے مکتوبہ نسخہ، یا اسی کی نقل پر مبنی ہے، جس سے دونوں نسخے نقل کئے گئے ہیں۔ بہرحال یہ نسخہ جو مولانا منت اللہ نے شائع کیا ہے، نہ حضرت علامہ کشمیری کی تالیف ہے، نہ حضرت مولانا گنگوہی کے مذکورہ فتویٰ کے علاوہ، کوئی اور یہ تحریر ایسا وہی فتویٰ ہے جو حضرت مولانا گنگوہی نے، مولانا سعیدالدین کے سوال کے جواب میں تحریر فرمایا تھا۔ مولانا اکبرآبادی نے یہ بھی لکھا ہے کہ۔

"جب آپ حضرت شاہ صاحب کی تحریر کو، حضرت گنگوہی کی تحریر کے ساتھ ملا کر پڑھئے، تو معلوم ہوگا کہ اول سے آخر تک موٴخرالذکر کی حرف بحرف نقل ہے، فرق اگر ہے تو صرف اس قدر، کہ فتوے کے ناقل، چوں کہ حضرت شاہ صاحب خود ہیں، اس لئے املا اور کتابت کے اغلاط سے، یہ تحریر بالکل پاک وصاف ہے" (۲)

نسخہ مطبوعہ دیوبند اور مطبوعہ مونگیر کے مقابلہ سے، یہ حقیقت بالکل بے غبار ہوجاتی ہے کہ دونوں کی اصل ایک ہے اور

---

(۱) ماہنامہ برہان ـــــــ ـــــــ ہندوستان کی شرعی حیثیت" مولانا سعید احمد اکبرآبادی ص:۳۲ (علی گڑھ ۱۹۶۸ء)

(۲) ہندوستان کی شرعی حیثیت ص:۳۳

toobaa-elibrary.blogspot.com

ان دونوں میں جو جزوی اختلاف ہے، وہ راقم سطور کے مرتبہ نسخہ کے حاشیہ میں درج دونوں کے اختلافات سے واضح ہوجائے گا۔(۱)

خلاصہ یہ ہے کہ مونگیر سے شائع رسالہ: ''ہندوستان اور دار الحرب'' کا حضرت علامہ انور شاہ کشمیری سے کتابت کے علاوہ کسی اور پہلو سے انتساب درست نہیں، یہ حضرت مولانا گنگوہی کا وہی معروف فتوی ہے، اس لئے نسخہ مونگیر کو بھی اس فتوے کے بنیادی نسخوں میں شمار کیا جانا چاہئے۔

طبع اول، دیوبند، ۱۳۵۲ھ: اس فتوی کی پہلی اشاعت وہ ہے، جو مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی دیوبندی کے ترجمہ اور حاشیہ کے ساتھ اول مفتی صاحب کے رسالہ، ماہ نامہ المفتی دیوبند میں مضمون کی صورت میں چھپی تھی، اس کے بعد، ''فیصلة الاعلام فی دار الحرب و دار الاسلام... المعروف بہ... کیا ہندوستان دار الحرب ہے''؟ کے نام سے، دار التبلیغ دیوبند سے ۱۳۵۲ھ (غالباً جمادی الاولی، اگست وستمبر سنہ ۱۹۳۳ء) میں، کتابی صورت میں شائع ہوئی۔

مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نے اس فتوی کا اردو ترجمہ کیا، حوالوں کی مراجعت کی، چند توضیحات اور اضافے، مولانا مفتی محمد سہول بھاگلپوری (۲) صدر مفتی دار العلوم دیوبند نے بھی کئے۔ یہ اس نسخہ کی اب تک کی واحد کتابی اشاعت ہے، اگرچہ اس رسالہ یا اشاعت سے نقل ہوکر، یہ فتوی اور جگہ بھی چھپا ہے، مگر ان متأخر اشاعتوں پر اعتماد صحیح نہیں۔

مفتی محمد شفیع صاحب کا چھاپا ہوا نسخہ سولہ صفحات کا ہے، پہلا صفحہ سرورق کا ہے، دوسرے پر، مولانا محمد شفیع کی مرتبہ تمہید ہے، صفحہ ۲ سے ۱۴ تک فارسی فتوی اور ترجمہ اور حاشیے درج کئے گئے ہیں۔ اب اس طباعت کے نسخے بھی کم یاب ہیں، تاہم ہمارے ذخیرہ میں، اس طباعت کا صاف ستھرا ایک عمدہ نسخہ موجود ہے (۳)

اس طباعت کے متعلق، مولانا محمد میاں صاحب کی اطلاعات درست نہیں: مولانا محمد میاں صاحب نے اپنی کتاب، ''علمائے حق اور ان کے مجاہدانہ کارنامے'' میں اس فتوے (مطبوعہ دار الاشاعت دیوبند) کا ذکر کرتے ہوئے جو کچھ لکھا ہے، وہ غلط فہمی ہی نہیں بلکہ تہمت کے زمرہ میں آسکتا ہے۔ مولانا نے لکھا ہے:

---

(۱) یہ اختلافات نسخہ زیر نظر طباعت میں درج نہیں کئے گئے، ان کے وہ اشاعت ملاحظہ ہو، جو صرف اسی نسخہ اور اس کے متعلقات پر، مع اس متن اور ترجمہ کے علیحدہ شائع ہوئی ہے۔ (نور)

(۲) مولانا محمد سہول عثمانی بھاگل پوری سنہ ۱۸۷۴ (۹۱-۱۲۹۲ھ) میں ولادت ہے ۱۴ رجب سنہ ۱۳۶۷ھ ۲۳ مئی سنہ ۱۹۴۸ء کو وفات ہوئی، مفصل حالات کے لئے دیکھئے حیات مولانا محمد سہول عثمانی بھاگل پوری، مؤلفہ محمد تسیم الدین فیروزی (کراچی: ۱۹۷۶ء)

(۳) یہ نسخہ میرے والد مد ظلہ کے ایک ہم سبق اور خاص دوست، مولانا محمد عاقل الہ آبادی (سابق ... جمعیة علمائے ہند) کا مملوکہ ہے، مولانا عاقل صاحب کے قلم سے اس کے آخری صفحات پر مفصل حاشیے لکھے ہوئے ہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

''حضرت امام ربانی نے نہایت مبسوط اور مدلل فتویٰ فارسی زبان میں تحریر فرمایا، جس کی اشاعت کانگریسی وزارتوں سے پہلے ناممکن رہی، اور چھپی بھی (۱۹۳۷ء میں) کانگریس وزارت قائم ہوئی، تو بازار کے چلنے والی چیز تصور کر کے، اس کو بے بزرگ نے شائع فرمایا، جن کا مسلک اس فتوے کے خلاف ہے۔ پھر آخر میں شمس اسعدی پٹنہ کے سابق پرنسپل نے، ایک صفحہ کا بے معنی فتویٰ لگا کر مخمل میں ٹاٹ کا پیوند لگا دیا''(۱)

افسوس کہ مولانا محمد میاں نے اس میں جو کچھ لکھا ہے وہ سراسر ناانصافی و زیادتی ہے، اس میں جو باتیں کہی گئی ہیں بلاشبہ وہ سب غلط ہیں:

الف: یہ فتویٰ کانگریس کی وزارت بننے سے چار سال پہلے، سنہ ۱۳۵۲ھ غالباً جمادی الاولی (واخر اگست ستمبر ۱۹۳۳ء) میں شائع ہو چکا تھا، کانگریس کی یو پی میں پہلی وزارت، وسط سنہ ۱۹۳۷ء، (وسط ۱۳۵۶ھ) کے بعد قائم ہوئی تھی (۲) اس لئے مفتی صاحب کی اس خدمت واشاعت کو کانگریسی وزارتوں سے جوڑنا ناواقفیت اور بے خبری، یا شاید مسلم لیگ اور اس کی جدوجہد سے وابستہ علماء سے، کھلی نفرت اور صاف تعصب پر مبنی ہے۔

ب: مولانا مفتی محمد شفیع نے اس فتوے کو اس کے دینی ملی مفادات کی وجہ سے نہیں، بلکہ بازار کی چلنے والی چیز سمجھ کر شائع کیا تھا۔ حالاں کہ اگر دیکھئے تو اس سوا صفحہ کی مختصر سی کتاب کی اشاعت سے مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کو (بشرطیکہ یہ کتاب بہت جلد اور تیزی سے فروخت ہو گئی ہو) زیادہ سے زیادہ دس بارہ روپے کی بچت ہوئی ہوگی، جو مفتی صاحب کے لئے کوئی بات نہیں تھی، لہٰذا یہ بات بھی بے جا اور نامناسب ہے۔

ج: یہ بھی سراسر الزام ہے، کہ اس فتوے کے مرتب و ناشر (مولانا مفتی محمد شفیع صاحب) کا عمل اس فتوے کے خلاف تھا، بلکہ جس کسی نے حضرت مولانا گنگوہی کے اس موضوع کے فتاویٰ کو توجہ سے پڑھا ہے، وہ جانتا ہے کہ حضرت گنگوہی کا مسلک اسی و ہی تھا، جس پر مفتی شفیع وغیرہ کا عمل تھا، حضرت مولانا گنگوہی، اس وقت سیاسی تحریکات کے حق میں اور ان کے ہم نوا نہیں تھے۔ بعد میں حالات نے جو رخ اختیار کیا، اس کی کیا وجوہات واسباب تھے، وہ ایک الگ بحث ہے۔

د: مولانا محمد میاں صاحب نے، مولانا مفتی محمد سہول صاحب کا تعارف بھی اس طرح کرایا ہے، جس سے مفتی صاحب کے لئے غلط تاثر پیدا ہوتا ہے، اس فتوے کا حاشیہ لکھتے وقت مولانا محمد سہول دار العلوم کے اعلی درجہ کے مدرس اور صدر مفتی تھے۔ نیز مولانا محمد سہول، مولانا لطف اللہ علی گڑھی، مولانا محمد حسن کانپوری اور محمد فاروق چڑیا کوٹی کے علاوہ، شیخ الہند مولانا محمود حسن کے بھی خاص شاگرد تھے، حضرت مولانا گنگوہی سے تلمذ کی بھی ایک روایت ہے، لیکن استفادہ تو بہر حال ثابت ہے۔ مولانا

(۱) [illegible] ۹۹ [illegible]

(۲) [illegible] یو پی کے وزیر تھے) [illegible] (علی گڑھ [illegible]

[illegible] ۵۶ [illegible])

toobaa-elibrary.blogspot.com

دارالعلوم میں مدرس رہے، اس کے بعد حضرت شیخ الہند کے حسب ہدایت اور مختلف مقامات پر چند سال [illegible]
ہدایت پر مدرسہ عالیہ کلکتہ وابستہ ہو گئے، پھر شمس الہدیٰ پٹنہ کے پرنسپل ہو گئے، انتخاب [illegible] دارالعلوم دیوبند [illegible]
[illegible] ہو گئے تھے، ابتدا مولانا سہول صاحب کو صدر مفتی دارالعلوم ہونا چاہتے تھے۔

مولانا محمد میاں صاحب نے اپنی تحریر میں صاف یہ لکھا ہے۔ جس سے جو حضرت مولانا گنگوہی سے [illegible]
ہندوستان دارالحرب کے بارے میں صاحب کی اپنی رائے بھی ہوئی ہے۔ ہندوستان سے [illegible] ہیں۔
[illegible] بجلی جگہ قرار دیتے ہیں کہ ہندوستان کی شرعی حیثیت کے متعلق حضرت مولانا گنگوہی کی [illegible]
[illegible] مولانا محمد [illegible] وہ اصل حضرت مولانا گنگوہی سے [illegible] منفصل ہوئے تا حاصل اور رسالہ
[illegible] مجلس ’’ [illegible] دارالعلوم دیوبند کے پہلے سالانہ جلسہ منعقدہ [illegible] ۱۳۲۹ھ [illegible] ۱۹۱۱ء [illegible]
[illegible] مجلس ’’ [illegible] میں بھی شائع کیا گیا تھا۔ اس وقت تک [illegible] مدلل منقول [illegible] بھی [illegible]
[illegible] اس میں جو تبدیلی کی وہ بعد کے حالات کا اثر تھی۔ مولانا محمد میاں کی [illegible]
[illegible] مکمل منقول ہوئی ہے۔

میرے خیال میں اس اندراج کے ساتھ مولانا محمد میاں صاحب دیانتہ اسے بھی فرمانا چاہتے تھے کہ مولانا محمد [illegible]
[illegible] متعلق [illegible] ناطق ذمہ داری کی ترتیب تحریر سے ہندوستان کے مسلمانوں [illegible] مضمون [illegible]
[illegible] اور اس سے مقصد تحریر کی ہے۔ اہل تعلیم یافتہ ہندوستانی مسلمانوں کو [illegible] حوالہ [illegible]
[illegible] تاریخ [illegible] کیا جا سکتا ہے [illegible] مولانا محمد میاں [illegible] حاشیہ پر [illegible] ہے۔

ہندوستان کی شرعی حیثیت کے حوالے سے بحث فتاویٰ دارالحرب اس موضوع پر حضرت مولانا گنگوہی کا
پہلا اور آخری فتویٰ نہیں ہے، اسی مسئلہ میں حضرت مولانا کے نام سے دو فتوے اور معلوم ہیں، جو دارالحرب کے بعد
لکھے گئے ہیں، یہ دونوں فتوے مفصل فتوے سے حاصلے مختلف ہیں، ان میں پہلا فتویٰ جو مختصر ہے، اس میں حضرت
مولانا نے اپنی سابقہ مفصل رائے سے کسی قدر رجوع فرماتے ہوئے لکھا ہے کہ

[illegible] بلا تحقیق بندہ کو خوب معلوم نہیں [illegible] اور بندہ کو بھی خوب تحقیق نہیں کہ کیا کیفیت ہوئی ہے۔

یہ مختصر فتویٰ فتاویٰ رشیدیہ کی ہماری تمام اشاعتوں میں شامل ہے۔ فتاویٰ رشیدیہ کی پہلی [illegible] اشاعت میں [illegible]
[illegible] حضرت سے فتویٰ حافظ اللہ دیہ صاحب مقیم [illegible] کے مختلف بیس سوالات میں سے ایک سوال ہے
جواب میں تحریر فرمایا تھا۔ [illegible] سوالات [illegible] حضرت نے [illegible] مضمون کے مطابق ان کے جوابات بھی [illegible]

تحریر فرمائے اس فتوے کی تحریری تاریخ حضرت کے قلم سے ۱۶ ربیع الاول ۱۳۱۲ھ (۷ ستمبر ۱۸۹۴ء) درج ہے، اس لئے مولانا سعید احمد صاحب اکبر آبادی کا یہ خیال درست نہیں کہ

"قیاس کہتا ہے کہ یہ اگر واقعی حضرت گنگوہی کی تحریر ہے بھی تو فتوائے ثانی پر یقیناً برسوں مقدم ہوگی (۱)

لہٰذا یہ کہنا تو درست نہیں کہ یہ فتویٰ معروف مفصل فتوے کے بعد کا ہے۔ اس سے صرف یہ معلوم ہو رہا ہے کہ حضرت نے دارالحرب ہونے کی اپنی رائے پر بعد ہی نظر ثانی فرمائی تھی، اس خیال یا نظر ثانی کا آغاز اسی مختصر فتوے سے ہوا تھا۔ اس فتوے کے الفاظ یہ ہیں

سوال: ہند بقول امام یا صاحبین دارالحرب ہے یا نہیں، اگر نہیں تو مولانا محمد اسماعیل صاحب دہلوی نے صراط مستقیم میں کس وجہ سے، عصر ماضیہ میں، کشش کی نسبت ایسا لکھا ہے اور فتنہ سابقہ میں، اکثر اکابر، اعلاء کلمۃ اللہ کی طرف کیوں مائل تھے۔ (۲) اگر مستامنین قرار دیکر ارتفاع امان کو علت کہا جاوے، تو یہ بھی محل تامل ہے۔ بینوا بالتفصیل

الجواب: ہند کے دار حرب ہونے میں اختلاف علماء کا ہے۔ بندہ کو تحقیق حال بندہ کو خوب نہیں ہوئی، حسب اپنی تحقیق کے سب نے فتویٰ دیا ہے اور اصل مسئلہ میں کسی کو خلاف نہیں اور بندہ کو بھی خوب تحقیق نہیں کہ کیا کیفیت ہند کی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

رشید احمد عفی عنہ گنگوہی (۳)

---

(۱) ہندوستان کی شرعی حیثیت ص ۳۵

(۲) شاہ محمد اسماعیل شہید نے صراط مستقیم میں [illegible] ص ۱۰۵ [illegible] (۱۳۱۵ھ) [illegible] ۲۳۳ [illegible] ۱۱۹ [illegible]

(۳) ملاحظہ ہو فتاویٰ رشیدیہ [illegible]

الف [illegible] ۳۲۲ ھ)

ب [illegible] ۳۲ ھ)

ج [illegible] ۳۳۳ ھ)

[illegible] ۱۵۵ [illegible] دہلی ۳۳۹ ھ)

[illegible] فتاویٰ رشیدیہ کی تدوین [illegible]

[illegible] فتویٰ کس [illegible]

[illegible] ۹۳۰ [illegible] ۳۴۲ [illegible] ۹۳۳ [illegible] شائع ہوا تھا

[illegible] ۱۵۵ [illegible] (دہلی ۳۳۹ ھ)

toobaa-elibrary.blogspot.com

اس مختصر تمہید کے بعد حضرت سے پہلے گذشتہ تحقیق پر مفصل نظر ڈالی [illegible] معلوم ہوتا ہے۔

حضرت مولانا (اپنے ایک اہم مضمون کے مطابق [illegible] اشتہاری صورت میں شائع [illegible] تقسیم [illegible] چنانچہ اس کے بعد [illegible] چھپا تھا [illegible] شائع [illegible] اشتہاری صورت میں [illegible]

شیخ الہند) حضرت مولانا محمود حسن نے بھی [illegible] مولانا سید احمد حسن [illegible] شیخ الہند [illegible]

حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی [illegible] ایک رسالہ میں [illegible]

[illegible] حضرت مولانا شیخ الہند [illegible]

[illegible]

اس [illegible] اہمیت کا [illegible] اندازہ [illegible] حضرت شیخ الہند [illegible] رسالے میں [illegible]

[illegible] ۱۳۲۹ھ (۱۹۱۱ء) [illegible]

[illegible] شائع ہوا۔[۳]

حضرت گنگوہی [illegible] ۱۳۲۰ھ ۱۹۰۰ء سے پہلے کا [illegible] خلافت [illegible]

[illegible] اور مسلمانان [illegible]

[illegible] قدم نہیں اٹھ سکتے۔

جب تک برطانوی حکومت سے [illegible] مسلمانوں کی [illegible]

[illegible]

[illegible] مقدس مقامات پر [illegible]

[illegible] اس وقت [illegible]

[illegible] تشکیل [illegible] علماء کرام [illegible] پیش نظر رہا تھا۔

ان اخسنتم احسنتم لانفسکم وان اسأتم فلھا (بنی اسرائیل ۷) [illegible] اور اگر برائی کی تو
شیخ الہند
اپنے لئے

مگر حضرت مولانا گنگوہی [illegible] برسوں پہلے ۱۳۲۳ھ (سن ۱۹۰۵ء) میں [illegible]

[illegible] حضرت کے قلم سے [illegible] حضرت مولانا [illegible]

[illegible] شیخ الہند [illegible]

[illegible]

نیز اس فتوے کی وجہ سے، حضرت مولانا گنگوہی پر جلد رائے بدلنے کا اعتراض بھی بے محل ہے، یہ فتاوی کے تضاد یا عدم اطمینان واستقلال کی بات نہیں، بلکہ درحقیقت یہ اس وقت کے سیاسی حالات اور برطانوی حکومت کے قول وعمل کا تضاد تھا، جس کی وجہ سے متعلقہ مسائل اور احکام بھی متاثر بلکہ تبدیل ہوگئے۔

حضرت مولانا کے فتووں کے اس اختلاف کا تذکرہ کرتے ہوئے، مولانا سعید احمد اکبرآبادی نے جو کچھ لکھا ہے، وہ بھی یہاں پیش نظر رہنا چاہئے۔ مولانا کہتے ہیں

"جب حالات ذرا بہتر ہوئے مگر مطلع بالکل صاف نہیں ہوا تھا، تو مولانا کو اب پہلی رائے پر اصرار تو نہیں رہا، لیکن ساتھ ہی کھل کر دار الحرب ہونے کی نفی بھی نہیں کر سکے اور جیسا کہ فتوی رشیدیہ میں ہے کسی قطعی بات کے کہنے سے معذرت فرمادی۔ پھر جب حالات اور زیادہ بہتر ہوئے، امن وامان مکمل طور پر بحال ہو گیا اور مذہبی فرائض ومعمولات بلا خوف وخطر ادا ہونے لگے، تو اب حضرت گنگوہی نے اس کو دار الامان ہی قرار دیا" (۱)

حضرت مولانا گنگوہی کی پوری زندگی، اس کی گواہ ہے کہ حضرت مولانا مسائل شرعیہ کی تحقیق وتحریر میں، صرف اور صرف، حکم شریعت کو سامنے رکھتے تھے، اگر کسی مسئلہ پر کسی بھی وجہ سے رائے تبدیل ہوتی، تو اس کا بھی اظہار واعلان فرما دیتے تھے۔

اگر چہ حضرت مولانا نے برطانوی نظام حکومت میں، اسیر مملکت ہند کے دار الحرب ہونے کا مفصل فتوی صادر فرما دیا تھا، مگر غالباً حالات کے نسبۃً وسیع مطالعہ اور ملک میں جاری، حکومت کے اعلانات وقوانین کی وجہ سے، جلد ہی یہ خیال ہو گیا تھا کہ اس ملک کی واقعی حیثیت اب وہ نہیں رہی جس کا اس فتوے میں اظہار ہوا ہے، اس لئے حضرت مولانا کو اپنی تازہ رائے کا اعلان واظہار کرنے میں ذرا بھی تامل نہیں ہوا، کیوں کہ نہ وہ پہلا فتوی کسی دنیوی مقصد ومنافع پر مبنی تھا نہ یہ۔ حضرت مولانا کا اصول یہ تھا کہ جو مسئلہ معلوم ہے اس کی وضاحت شرعی مجھ پر ضروری ہے، ایک فتوے کے ضمن میں اپنے اس نظریہ کا اظہار کرتے ہوئے لکھا تھا کہ

"بندہ مفتی ہے، مسئلہ حق جو اپنے نزدیک ہوتا ہے، اس کو بتانا فرض ہی جانتا ہوں" (۲)

اس فتوے کا ذکر آیا ہے، تو یہ صراحت بھی ضروری ہے کہ مجلس الانصار کے اجلاس، مرادآباد (۱۳۲۹ھ-۱۹۱۱ء) کو زیادہ وقت نہیں گذرا تھا کہ ہندوستان کے سیاسی حالات میں یکلخت غیر متوقع تبدیلی آگئی، اس اجلاس کے وقت تک ہندوستان میں ایک متوازن اور ویہ غیر جانبدار نظام حکومت کارفرما تھا، جس کے تحت مذہبی معاملات میں ہر ایک کے لئے کامل آزادی، تعلیم ملازمت اور ترقی کے موقعوں پر سب کے لئے یکساں ضوابط اور کسی بھی قوم کے مذہبی معاملات میں، مداخلت نہ کرنے کے اصول بنیادی حیثیت رکھتے تھے جس کی وجہ سے ہر ایک طبقہ، اس وقت برطانوی حکومت کو ایک ناگزیر آفت سمجھ کر،

(۱) ہندوستان کی شرعی حیثیت ص [illegible]

(۲) [illegible] (مشمولہ فتاوی رشیدیہ ص ۱۳۰ حصہ دوم (طبع الہ آباد ۱۳۲۳ھ)

toobaa-elibrary blogspot.com

اور ... مذہب اور وسائل معاش کی طرف سے ایک حد تک مطمئن ... سیاسی معاملات و مسائل ... [illegible] ... موقع بموقع سرکار سے اپنی وفاداری کا اظہار کرتا رہتا تھا ... یہ عام باشندوں ... جہاں ... [illegible] ... کانگریس بھی اسی روش پر گامزن تھی ... پوری طرح انگریز حکومت کی ... [illegible] ... خاں میں پیش پیش رہتی تھی۔

اگرچہ کانگریس ۱۸۸۵ء (۱۳۰۳ھ) میں قائم ہوئی تھی، مگر کانگریس ... کی ... [illegible] ... حالات ... [illegible] ... سیاسی ... کانگریس سے قائم ... [illegible] ... ۱۹۰۵ء (۱۳۲۵ھ) میں پہلی مرتبہ ... کانگریس ... [illegible] ... مخالفت کی تھی ... کانگریس ... تقسیم ہوگئی ... کانگریس ... ۱۹۱۵ء میں ... [illegible] ... ملک کے باشندوں ... [illegible] ... مقاصد ... قائم ... کانگریس ... یہ حال ... سیاسی حقوق ... [illegible] ... میدان میں موجود ... اس وقت ... [illegible]

اور ... مسلمان بھی کانگریس ... [illegible] ... مسلمانوں ... ۱۹۰۶ء ... [illegible] ... جب ہندوستان ... مسلمانوں ... خلافت ... [illegible] ... اقدامات ... ہندوستان قائدین اور مسلمان ... [illegible] ... حکومت ... باقاعدہ ... خلافت ... اور حالات ... [illegible] ... تمام ... ایک طرف ... [illegible]

یہ جنگ کی بہتری جنگ تھی، جس کی حرارت سے مسلمانانِ عالم ... اور مضطرب تھے ... [illegible] ... اپنے ... معاہدوں اور معاملات پر نظر ثانی ... فیصلہ ... مجبور ہو ... [illegible] ... عام ... اور مسلمانوں کا ... اسلام ... [illegible] ... حالات ... [illegible]

[illegible footnotes]

کی کہیں کوئی داد و فریاد نہیں ہے۔ ایسے وقت میں یہی ہوتا ہے کہ کمزور سے کمزور قومیں، بڑی سے بڑی طاقت کے خلاف اٹھ کھڑی ہوتی ہیں، بزن اول دیتی ہیں اور مدد دیتی ہیں کہ تنگ آمد بجنگ آمد! ایسے ہی حالات میں یہ فیصلہ بھی کیا جاتا ہے کہ

کنجشک فرومایہ کو شاہیں سے لڑا دو

بہرحال حضرت مولانا کے ان دونوں فتووں نے، برصغیر ہند کے مسلمانوں اور یہاں کی ملی تاریخ پر، گہرے اثرات محسوس کیے گئے۔ حضرت مولانا گنگوہی کے شاگردوں اور منتسبین کی ایک جماعت نے حضرت مولانا گنگوہی کی وفات کے عرصہ کے بعد، سیاسی امور و معاملات میں پہلے فتوے کو اپنا رہنما بنایا، دوسری جماعت نے، دوسرے کو۔ یہ اختلاف رائے جو اس وقت پہلی مرتبہ سامنے آیا تھا، آج تک اسی طرح جاری ہے۔ اس میں کس نے کیا کھویا کیا پایا، یہ ایک بھی دور پر پیچ بحث ہے، جی چاہتا ہے کہ اس کا مفصل تذکرہ ہو مگر صفحات اس کا متحمل نہیں ( )

حضرت مولانا گنگوہی کے قلم سے شرکت کانگریس کی مشروط اجازت:

ہندوستان کی شرعی حیثیت کے حوالے سے، حضرت مولانا گنگوہی کے اس وقت تک صرف یہی تین فتوے معلوم ہیں جن کا تذکرہ ہوا۔ تاہم حضرت کی ایک تحریر یا فتویٰ اور ہے، جس میں اگرچہ ہندوستان کی شرعی حیثیت یا اس موضوع خاص سے، اتفاق و اختلاف کا کچھ تذکرہ نہیں، مگر ہندوستان کی سیاسی تحریکات کے تذکرہ میں اس کا کثرت سے ذکر کیا جاتا ہے، یہ تذکرہ مسلمانوں نے بھی کیا ہے اور غیر مسلموں نے بھی، جس میں کانگریس کے بڑے قائدین اور برصغیر کے ممتاز سیاسی رہنما بھی شامل ہیں، اس لیے یہاں اس کو نظر انداز کرنا صحیح نہ ہوگا۔

کانگریس، جو بعد میں ایک بڑی اور جاندار سیاسی جماعت کے طور پر افق پر نمودار ہوئی اور اس وقت سے آج تک برصغیر کی سیاسی زندگی اور سرگرمی کے ہر ایک دور پر، پہلو پر اثر انداز رہی ہے، ایک سیاسی تنظیم کے طور پر قائم کی گئی تھی، جس کا مقصد، انگریز حکومت کو، ہندوستانیوں کے نظریات و خیالات سے آگاہ کرنا اور ان کی ضرورتوں اور مطالبات سے واقف رکھنا تھا۔ یہ تنظیم اس وقت بمبئی کے انگریز مشنری ہیوم (HUME) (۲) نے قائم کی تھی، جس کے بنیادی مقاصد اور اصول میں یہ بات بھی شامل تھی کہ ایسے مسائل کو بحث سے گریز کیا جائے، جو خلاف سرکار ہو۔

اس تنظیم نے مقبولیت حاصل کی، اعلیٰ تعلیم یافتہ ہندوستانیوں نے اس کا خیر مقدم کیا، مسلمان بھی اس میں شریک ہوئے لیکن بعض مسلمانوں کو اس کی شرکت سے اختلاف بھی تھا، ان کے کچھ سوالات اور شبہات بھی تھے۔ اس وقت مولانا محمد لدھیانوی نے (جو کانگریس کے بڑے حامی اور بعد کے ایک نامور سیاسی قائد، مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی کے دادا تھے)

(۱) ان ۱۹۵۸ میں [illegible] مفصل تاریخ متعلقہ تمام پہلوؤں اور تفصیلات کے [illegible] منظور ہوا تو ان شاء اللہ تعالیٰ ایک ایسی کتاب جس [illegible] کا قصیدہ اور کسی ایک کا مرثیہ نہ ہو بلکہ ہندی ملت اسلامیہ کے احوال وظروف [illegible] متوقع ہے ان شاء اللہ تعالیٰ (نور)

ALLAN QCTAYIAN HUME (۲)

toobaa-elibrary.blogspot.com

[illegible] کانگریس میں شرکت سے متعلق ہندوستان کے چند بڑے علماء [illegible] جس میں حضرت [illegible]
تھے [illegible] کے سوال نامہ میں، جو محمد علی [illegible] کے نام سے بھیجا گیا تھا اور [illegible] تھے کانگریس میں [illegible]
سے [illegible] کا شرعی حکم، حضرت مولانا گنگوہی سے [illegible] کا حسب معمول [illegible] جواب لکھا۔ کانگریس میں شرکت سے
متعلق سوال اور اس کا جواب یہ ہے:

"**سوال**: ایک جماعت قومی مسمی نیشنل کانگریس جو ہندو اور مسلمان [illegible] سے [illegible]
[illegible] جلب منافع دنیاوی چند سال سے قائم ہوئی ہے اور اس کا اصل [illegible] یہ ہے [illegible]
کل جماعت [illegible] پر متفق ہو اور یہ امر کی [illegible] سے [illegible] جائے [illegible]
یا حکومت [illegible] ہو [illegible] اس جماعت میں شریک ہونا درست ہے یا نہیں؟

جواب: [illegible] ہندو و مسلمان [illegible] شرکت [illegible] تجارت میں [illegible] طرح [illegible] نقصان [illegible]
خلاف شرع معاملہ کرنا [illegible] سود اور بیع فاسد کا قصہ پیش نہ آوے، جائز ہے اور مباح ہے۔"

[illegible] سید احمد [illegible] متعلق چند سطور تحریر کیا [illegible] سید احمد اور ان کی تحریک سے متعلق سوال و جواب دونوں [illegible]
[illegible] ہو چکے ہیں اس لئے یہاں ان کے اعادہ کی ضرورت نہیں، [illegible] لکھا ہے

"سود سے شرکت معاملہ کر لینا [illegible] سود کی شرکت سے اور معاملہ سے بھی کوئی خلاف شرع امر [illegible]
یا مسلمانوں کی ذلت یا اہانت یا ترقی سود ہوتی ہو وہ کام بھی حرام ہے، جیسا کہ [illegible] اسی طرح [illegible]
بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (۱)
فقط۔"

بہرحال یہ بھی اس سلسلہ کا ایک عمدہ فتویٰ یا تحریر ہے، جس سے ہندوستان کے [illegible] اور قوموں کے [illegible]
معاملات کے معاملات میں، حضرت مولانا گنگوہی کی [illegible] میں، [illegible] سے [illegible]
یہاں پیش کرنے کا مقصد ہے۔

نسخہ کی تدوین میں راقم سطور کی خدمت۔ جیسا کہ [illegible] حضرت مولانا گنگوہی کے [illegible]
سے اس وقت تک صرف [illegible] معلوم ہیں، جس میں دو جو [illegible] شائع ہو چکے ہیں، جو [illegible]
[illegible] تک شائع نہیں ہوا تھا [illegible] کتاب میں پیش کیا جا رہا ہے

حضرت [illegible] (ص [illegible])
تاریخ [illegible] ص [illegible] (۱۳۰۹ھ)
[illegible] سے معلوم ہوتا ہے [illegible] حضرت گنگوہی کا ایک [illegible]
[illegible]

(۸۶۵)

ہندوستان دارالحرب ہے، یا دارالاسلام؟

سوال ومکتوب مولانا سعیدالدین صاحب رام پوری

بنام محدث عصر، فقیہ جلیل حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ

اے بیش از ں کہ درقلم آید ثنائے تو ٭ واجب براہل مشرق ومغرب دعائے تو
اے در بقائے ذات تو، نفع جہانیاں ۔ باقی بباد ہر کہ بخواہد بقائے تو

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!   الحمد للہ تاحال بعافیت ہستم وعافیت سامی، از دل وجاں خواہاں می باشم۔

بعض اعلام، فتوی بہ بودن ہندوستان دارالحرب، بدلیل مسائل وروایات فقہیہ مرقومۃ الذیل، دادہ اند۔ چوں ایں روایت بنظر احقر گذشتند واحقر دراں ایام، کہ برائے تحصیل شرف قدم بوسی بخدمت حاضر شدہ بود، از زبان مبارک سامی شنیدہ بودم، کہ ایں بلاد مطابق رائے بندہ دارالحرب ہستند۔ آں وقت، بمشاہدہ ضعف سامی، جرأت استفسار روداد وجہ حکم وروایت فقہیہ نکردم۔

لہٰذا! حالا عرض مید ارم، کہ اگر بقدرے تفصیل روایات فقہیہ، کہ از آں بودن ہندوستان دارالحرب مستنبط میشود، تحریر فرمایند، واز طریق استنباط نیز اطلاع بخشند، از اخلاق نبویہ سامی بعید نخواہد بود۔ ایں روایات ہیست۔ خزانۃ المفتین میں ہے:

دارالإسلام لاتصير دارالحرب إلابإجراء أحكام الشرك فيها، وأن يكون متصلاً بدارالحرب، لايكون بينها وبين دارالحرب مصرٌ آخر للمسلمين، وأن لايبقى فيهامسلم وذمي آمناً بالأمان الأوّل، فمالم توجد هذه الشرائط، لاتصير دارالحرب

ومعنى قولنا أن لايبقى فيهامسلم اوذمي آمناً بالأمان الأول، أن لايبقى فيها مسلم أوذمي آمنا على نفسه إلابأمان المشركين

وقالا اذا اجروا فيها أحكام الشرك، فانها تصير دارالحرب، سواء كانت متصلة بدارالحرب اولم تكن، بقي فيها مسلم اوذمي آمناً بالأمان الاول اولم يبق.

toobaa-elibrary.blogspot.com

ودار الحرب تصير دار الإسلام بإجراء أحكام الإسلام فيها، وإن زال عنها أهل الإسلام. كذا في شرح السير لأبي اليسر

أي دار الإسلام لا تصير دار الحرب ما لم يبطل جميع ما صارت به دار الإسلام، لأن الحكم إذا ثبت بعلة فما بقي من العلة شيء يبقى ببقائه

وفي المنثور دار الإسلام بإجراء أحكام الإسلام فما بقي علقة من علائق الإسلام يترجح جانب الإسلام وفي البزازية قال السيد الإمام والبلاد التي في أيدي الكفرة اليوم لاشك أنها بلاد الإسلام، بعد لم يظهر فيها أحكام الكفرة بل القضاة مسلمون

وأما البلاد التي عليها وال من جهتهم فيجوز فيه إقامة الجمعة والأعياد وأخذ الخراج، وتقليد القضاة وتزويج الأيامى. وأما البلاد التي عليها ولاة كفار فيجوز فيها أيضا إقامة الجمعة والأعياد والقاضي قاض بتراضي المسلمين

والمستقر بعد التثبت من أئمته بقي الحكم وقد حكمت بأن هذه البلاد قبل استيلاء التتر كانت من دار الإسلام، وبعد استيلائهم إعلان الجمع والجماعات والحكم بمقتضى الشرع، والفتوى والتدريس شائع بلا نكير من ملوكهم، فالحكم بأنها من دار الحرب لا وجه له، أي دراية ورواية

وإعلان بيع الخمور وأخذ الضرائب والمكوس والحكم من رسم التتار وهو كالإعلان في قريصة بعض الطاغوت، ومع ذلك كانت بلدة إسلام بلا ريب

وذكر أنه إنما يصير دار الحرب بإجراء أحكام الكفر وأن لا يحكم فيها بحكم من الإسلام، وأن يتصل بدار الكفر وأن لا يبقى فيها مسلم ولا ذمي آمنا بالأمان الأول. فإذا وجدت الشرائط كلها صارت دار الحرب وعند تعارض الدلائل والشرائط يبقى ما كان، أو يترجح جانب الإسلام احتياطا

وفي شرح الزيادات للعتابي دار الإسلام إنما يصير دار الحرب بثلاث شرائط، أحدها: إجراء أحكام الكفر على سبيل الاشتهار

والثاني: أن تكون متاخمة أي متصلة بدار الحرب، لا يتخلل بينهما بلدة من بلاد الإسلام

والثالث: أن لايبقى فيها مسلم أو ذمى آمنا بالأمان الأول، فشرط هذه الشرائط ليكون علما تاما على تمام القهر والإستيلاء، اذدار الاسلام يحتاط لإرتباطه لها، وعندهما يصير دار الاسلام دار الحرب، بإجراء أحكام الكفر فيها.

ودر طحطاوی، حاشیہ درمختار اینکہ:

قوله باجراء احكام الشرك أى على الاشتهار، وأن لايحكم فيها بحكم اهل الإسلام.

(وفى) الهنديه وظاهره إن أجريت أحكام المسلمين وأحكام اهل الشرك لايكون دارحرب. انتهىٰ.

پس ایں بلادنہ بمذہبِ امام صاحب ونہ بمذہبِ صاحبین رحمہم اللہ، دار الحرب توانند شد، چہ موقوف ومعطل شدن، احکام اسلام بالکلیہ شرط متفق علیہ معلوم میشود، وفقدان ایں شرط ظاہر! چہ بسیارے از احکام اسلام، تاہنوز باقی وجاری اند۔

واگر ایں بلاد مطابق رائے حضور دار الحرب باشند، پس دریں بلاد حکم گرفتن سود ورہن از کفار چہ باشد، ونیز از منشأ وماخذ ایں روایت کہ از کتاب وسنت باشد، ایمائے زیب رقم فرمایند۔

درصیرت دار الحرب دار الاسلام، اگر جریان بعض احکام اسلام کافی تواند بود، پس ظاہراً تمامی روے زمین دریں زمان دار الاسلام خواہد بود۔ والسلام خیر ختام۔۔فقط

۱۷ر شعبان ۱۳۱۰ھ [۷/ مارچ ۱۸۹۳ء]

سعد آباد ضلع متھرا

....

....

toobaa-elibrary.blogspot.com

جواب استفتاء مولانا سعید الدین رام پوری

از حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ

از بندہ رشید احمد گنگوہی عفاعنہ

عنایت فرمائے بندہ، مولوی سعید الدین صاحب، دام اشفاقہم

بعد سلام مسنون الاسلام، مطالعہ فرمایند۔ خطِ ایشاں بماہ رمضان در بابِ تحقیق مسئلہ دار الحرب رسید، از آنجا کہ طبع خود مضمحل از مدت شدہ، ودر رمضان زیادت براں شد، از تحریر جواب قاصر ماندم، اکنوں آنچہ می توانم، می نگارم۔

باید شنید کہ مدار بودن، حکم بلدے وملکے بدار الاسلام وبدار الحرب، بر غلبہ مسلماناں وغلبۂ کفار است وبس!

لہٰذا ہر موضع کہ مقہور حکم مسلمین است، آں را بلاد اسلام گفتہ خواہد شد، وہر محلے کہ مغلوب حکم کفار است، دار الحرب نامیدہ خواہد شد۔ قال فی جامع الرموز:

دار الاسلام مایجری فیه حکم امام المسلمین، وکانوا فیه آمنین. ودار الحرب ماخافوا فیه من الکافرین، انتهیٰ.

وقال فی رد المحتار:

سئل قاری الهداية عن البحر الملح، أمن دار الحرب أو الاسلام؟ أجاب انه ليس من احد القبيلتين، لأنه لا قهر لأحدٍ عليه انتهیٰ.(۱)

غرض از نقل ایں عبارت آنست، کہ مدار بودن دار کفر واسلام، بر غلبۂ کفر واسلام است وبس! اگر چہ در بحر ملح راجح قول بدار حرب بودن باشد بوجہے دیگر، وہر مقامیکہ مقہور ہر دو فریق باشد۔ آں را بحکم الاسلام یعلو ولایعلی ہم دار الاسلام خواہند گفت، مگر بہ ہمیں شرطکہ غلبۂ وقہر بعض وجوہ اہل اسلام در آنجا باشد، نہ آں کہ نفس مقام مسلمین در آنجا بود، یا اظہار بعض شعائر اسلام باذن کفار، در آنجا بودہ باشد، کہ نفس کون اہل اسلام در دارے، واظہار شعائر اسلام باذنِ کفار در بلدے، قابل اعتبار نیست۔

وعلیٰ ہذا بودن کفار در دار الاسلام، واظہار شعائر کفر باذن حکام اسلام، یا بغفلت ایشاں، در آنجا دار الاسلام بودن را ضرر نمی کند۔ چہ در ہر دو شق غلبہ یافتہ نمی شود، وحکم غلبہ را است، نہ نفس وجود وظہور را۔

(۱) شامی ص:۲۴۴ ج:۳...... باب استیلاء الکفار (مطبع اکمل المطابع دہلی:۱۲۸۸ھ) ب: مطابق نسخہ ع ک

toobaa-elibrary.blogspot.com

از ینست کہ اہل ذمہ در دار الاسلام، قیام باذن اسلام می کنند، وشعائر خود را ظاہر می نمایند، مگر دار السلامیت بحال خود می ماند، ومسلمین در دار کفر بامن می روند، وشعائر خود را تحت ظاہر می کنند۔ وایں ہمہ دار کفریت را رفع نمی کند۔

نہ بینی کہ فخر عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام بجمع کثیر در عمرۃ القضاء بمکہ شریف بردند، وجماعت نماز وغیرہ شعائر اسلام وغیرہ ہمہ باعلان بجا آوردند، وایں قدر جمع داشتن کہ کفار را متہور فرمایند، چنانچہ ہمیں قدر لشکر در حدیبیہ عزم تاراج کردن مکہ می فرمودند۔ مگر چوں ایں ہمہ اظہار باذن کفار بود، دراں سہ یام مکہ دار الاسلام نگشت، بلکہ دار الحرب ماند۔ چرا کہ ایں قیام واظہار اسلام باذن بود، نہ بتغلب۔

الحاصل ایں اصل کلی قاعدہ کلیہ ہست، کہ دار الحرب مقہور کفار است ودار الاسلام مقہور اہل اسلام۔ اگر چہ در یک دار فریق دیگر ہم موجود باشند، بلا غلبہ وقہر، وآنجا کہ قہر ہر دو فریق باشد ہم دار الاسلام خواہد بود۔ [ص ۲] ایں اصل را خوب ذہن نشین باید کرد، کہ جملہ مسائل از ہمیں اصل می برآیند، وہمہ جزئیات ایں باب، برہمیں اصل دائر ہستند۔

بعد ازیں امرے دیگر باید شنید، کہ ہر موضع کہ دار کفر باشد واہل اسلام براں غلبہ کردند، وحکم اسلام دراں جاری کردند، آں را جملہ علماء می فرمایند، کہ دار الاسلام گشت۔ چرا کہ غلبہ وقہر مسلمانان یافتہ شد، اگر چہ بعض وجوہ غلبۂ کفار ہم در آنجا باقی باشد، مگر تاہم بحکم "الاسلام یعلو ولا یعلی" باتفاق دار الاسلام شد کما وضح سابقاً

مگر باز واضح کردہ می شود، کہ اگر ایں دخول واظہار اسلام بغلبہ شدہ باشد، ہیچ تغیر در دار حربیت نخواہد شد، ورنہ جرمن وروس وفرانس جملہ ممالک نصاری، وچین وغیرہ ممالک کفار، دار الاسلام می شوند۔ ونشانے از دار حرب در دنیا پدید نخواہد شد، زیرا کہ در جملہ ممالک کفار، اہل اسلام باذن کفار احکام اسلام جاری می نمایند وهذا ظاهر البطلان

بہرحال جریان ایں احکام بغلبہ وقہر معتبر است، وبس۔ وہر مقامے کہ دار اسلام بود وکفار براں غلبہ کردند، اگر غلبۂ اسلام بالکل رفع شد، آں را حکم دار حرب شد، واگر غلبۂ کفار شد وبہ بعضے وجوہ غلبۂ اہل اسلام ہم باقی ماندہ باشد، آں را دار اسلام خواہند داشت، نہ دار الحرب، ودریں مسئلہ اتفاق است۔

اما اینکہ غلبۂ اہل اسلام بالکلیہ رفع شدن، را چہ حد است، دراں خلاف واقع شد درمیان ائمہ ما علیہم الرحمۃ۔

صاحبین می فرمایند، کہ اگر ہر دو فریق احکام خود را جاری باعلان کردہ باشند، غلبۂ اسلام ہم باقیست، ورنہ در صورت اعلان احکام کفار، وعدم قدرت اہل اسلام بر جرائے احکام خود بغلبہ خود الا باذن الملک، غلبۂ اسلام ہیچ قدر باقی نمی ماند وهو القياس

چرا کہ ہرگاہ کفار چناں مسلط شدند، کہ احکام کفر علی الاعلان بالغلبہ جاری کردند، واہل اسلام آں قدر عاجز ومغلوب گشتند، کہ احکام خود جاری کردن نمی توانند، ودر حکم غیر نشستند وحکم اسلام است، قدرت ندارند، پس کدام درجہ غلبۂ اسلام باقی ماند، کہ آں را دار اسلام گفتہ شود، بلکہ تسلط وغلبۂ کفار را ہمہ پیدا شد، دار حرب گشت بالفعل۔ وبعد ازاں ہر چہ خواہد شد، خواہد شد، مگر بحال دار حرب شدن، دقیقہ نماندہ، مثل دار حرب قدیم متسلط کفار شد کما هو الظاهر

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

وامام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، بنظر خفی استحسان فرمودہ، ودار اسلام را بحکم دار کفر دادن احتیاط کردہ، کہ تا چیزے از آثار غلبۂ اسلام یافتہ شود، و یا در استیلاء کفار وھنے یافتہ شود، کہ [ص ۳] دفع آن بر مسلمانان سخت دشوار نباید، حکم بدار کفر نباید کرد۔

پس دو شرط دیگر زائد فرمود یکے آں کہ آن دیہ و بلد مستولی علیہ کفار، متصل بدار کفر گردد، چنانچہ درمیان ایں قریہ مستولی ودار حرب، موضع از دار اسلام حائل نماند، کہ بدیں اتصال انقطاع، از دار الاسلام باں پیدائی شود کہ با حراز کفار در آید، وغلبہ وقہر کفار بقوت شد، واستخلاص آں از دست کفرہ دشوار گردید، ومقہوریت مسلمین سکان آنجا بکمال رسید، و ایں بمشابہ آنست کہ کفار بر مال اہل اسلام استیلاء یابند، اگر باحراز دار شان رسید بملک ایشان درآید، واگر احراز شاں بدار خود نشدہ، انقطاع ملک، ملک مسلم نمی شود۔ کما ھو مقرر فی سائر الکتب

قال فی الھدایۃ: وإذا غلبوا علی أموال وأحرزوھا بدارھم ملکوھا الخ ( )

وقال فیہ: غیر أنّ الاستیلاء لایتحقق إلا بالإحراز بالدار، لأنہ عبارۃ عن الاقتدار علی المحل حالا ومآلا الخ

پس ہم چنیں گر ارض وعقار بدے مثل مستولی کفار شد، اگر استیلاء تام گشت کہ محرز بدار کفر گشت، وآں احراز باتصال وست بدار کفر، وانقطاع او از دار الاسلام، پس مقہور ایدی کفرہ گشت، ورنہ ہنوز استیلاء اہل اسلام باقیست، اگرچہ ضعیف باشد، پس بحکم الاسلام یعلو ولا یعلی دار اسلام باید کہ بماند۔ پس حاصل ایں شرط ہم ہموں غالبیت کفار ومغلوبیت اہل اسلام است، کہ اصل کلی اولا بیان شد۔

شرط دوم آنکہ، امانے کہ حاکم اسلام بسبب غلبہ حکومت خود، مسلمانان را بسبب اسلام، وکفار رعایا را، بوجہ عقد ذمہ دادہ بود، مرتفع گردد، کہ باں امان کسے بر نفس ومال خود مامون نماند۔ یعنی چنانکہ بسبب امن دادن حاکم اسلام، ہمیشہ مامون شدہ بودند، کہ کسے را بسبب خوف حاکم، امن دہندہ محل نبود، کہ تعرض بجان ومال مسلم وذمی نمایند، وایں نبود مگر بسبب قوت وشوکت وغلبہ حاکم مسلم، پس ایں امان باقی نماند، کہ کسے بوجہ ایں امان بے خدشہ از تعرض جان ومال خود نبود، بلکہ ایں امان بیکار محض گردد۔

وامانے کہ مشرکین مستولی دادند، آں موجب امن گردد، پس ظاہر است کہ تا بسبب امن حاکم مسلم، خوف موذی ر خواہد بود، غلبۂ وشوکت امن مسلم بنوعے باقی ماندہ باشد، وہرگاہ آں چیزے نماند، بلکہ ایں مشرک متسلط محل نظر [ص ۴] گردید، امان او رفع شد۔ پس نزد امام علیہ الرحمۃ ہرگاہ کہ بعد اجرائے احکام کفر علی الاشتہار، ایں دو شرط ہم یافتہ شد، غلبہ کفر من کل الوجوہ ثابت شد، وغلبۂ اسلام من کل الوجوہ مرتفع گردید اکنوں ہیچ از حریت ناچار حکم کردہ خواہد شد۔

( ) ہدایہ ص ۵۸۱ ج ۲، باب استیلاء الکفار (مکتبہ تھانوی دیوبند ۱۴۱۶ھ) (ب) مطابق (ن،ب)

من وجہ شان داز نیں ہم معدوم میشود، کہ مدار ہمیں قوت ہم برقہر وغلبہ ست وشرط اول در اصل کلی واضح کردہ شد۔
بعد ازیں تحریر روایت فقہ در بید شنیدہ نقل بعض کتب سند تقریر ایں بدہ، حاصل خواہد شد، وبذکر بعض حال کل روایات ایں باب دریافت خواہد شد. قال فی العالمگیریہ

قال محمد فی زیادات انما تصیر دار الاسلام دار الحرب عند ابی حنیفۃ بشرائط ثلاث احدها اجراء احکام الکفار علی سبیل الاشتهار، وان لایحکم فیها بحکم الاسلام الثانی ان تکون متصلة بدار الحرب، لایتخلل بینهما بلدة من بلاد الاسلام الثالث ان لایبقی مومن ولاذمی آمنا بالامان الاول، بامانه الذی کان ثابتا قبل استیلاء الکفار، للمسلم باسلامه، وللذمی بعقد الذمة

وصورة المسئلة علی ثلاثة اوجه اما ان یغلب اهل الحرب علی دار من دورنا، او ارتد اهل مصر وغلبوا واجروا احکام الکفر، اونقض اهل الذمة العهد، وتغلبوا علی دارهم، ففی کل من هذه الصور لاتصیر دار الحرب الابثلاث شرائط وقال ابویوسف ومحمد رحمهما الله تعالیٰ. بشرط واحد لاغیر، وهو اظهار احکام الکفر وهو القیاس انتهی (۱)

قال فی جامع الرموز. واما صیرورتها دار الحرب، فعنده بشروط، احدها: اجراء احکام الکفر اشتهارا، بان یحکم الحاکم ولایرجعون الی قضاة المسلمین کما فی البحر والثانی. الاتصال بدار الحرب بحیث لایکون بینهما بلدة من بلاد الاسلام، مایلحقهم العدو منها .الخ

ازیں روایت جامع الرموز دو امر واضح شد:
یکے آنکہ مراد از اجراء حکم اہل اسلام، اظہار حکم اسلام است، علی سبیل الغلبہ نہ مطلق ادائے جماعت وجمعہ مثلا، چرا کہ می گوید یحکم بحکمهم ولایرجعون الی قضاة المسلمین یعنی قضاۃ مسلمین رایچ شوکت، وقعت نماند کہ بایشاں رجوع شود، وہم چناں بحکم مسلمین در دار الحرب، بحکم بغلبہ کردن مراد است۔ کماهو الظاهر. بہرحال حکم اسلام بحکم غرابہ، علی سبیل القوۃ والغلبہ مراد است، نہ مجمل ادا یا ظہار۔

دوم ایں کہ غرض از شرط اتصال وانقطاع، ہموں قوت است. کہ در صورت اتصال بدار الحرب، مدد بقریہ مغلوبہ می رسد۔ بخلاف صورت انقطاع از دار الحرب کہ لحوق مدد نمی تواند، پس ہنوز قوت اسلام باقی است۔

---

(۱) العالمگیریہ ص ۲۳۲ ج ۲، مطلب فیما تصیر دار الاسلام دار الحرب، مکتبہ نورانیہ، پشاور، پاکستان طبع سہ... شاملی طبع ہندیہ ص ۲۵۳، ج ۲، مکتبہ حقانیہ ملتان ص ۲۹۸۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

وفی خزانة المفتین: [ص] دارالاسلام لاتصیر دارالحرب، إلاباجراء احکام الشرک فیھا، وان یکون متصلا بدارالحرب، لایکون بینھا وبین دارالحرب مصر آخر للمسلمین، وان لایبقی فیھا مسلم أوذمی آمنا بالأمان الاول. فمالم توجد ھذہ الشرائط، لاتصیر دارالحرب.

ومعنی قولنا: ان لایبقی فیھامسلم أو ذمی آمنابالأمان الاول، ان لایبقی فیھامسلم اوذمی امنا علی نفسہ، الاّ بامان المشرکین ....الخ

وفی البزازیة .قال السید الامام: والبلاد التی فی ایدی الکفرة الیوم، لاشک انھا بلاد الاسلام بعد، لانہ لم یظھر فیھا احکام الکفرة بل القضاة مسلمون، انتھی.

پس باید دید، کہ دلیل بودن آں دیار بلاد اسلام می آرد، بقولہ: بل القضاة مسلمون کہ حکم حکام اسلام بطور اول باقیست، ونمی گوید لان الناس یصلون ویجمعون، چرا کہ مراد اجراء احکام بطور شوکت وغلبہ است، نہ اداۓ مراسم دین خود، برضاء حاکم غالب۔

درردمختار(۱) گوید۔

فی معراج الدرایة عن المبسوط: وبلاد الاسلام التی فی ایدی الکفرة، بلادالاسلام لابلاد الحرب، لانھم لم یظھروا فیھا حکم الکفر والقضاة مسلمون، والملوک الذین یطیعونھم ففساق عن ضرورة مسلمون ولوکانت عن غیر ضرورة منھم أوبدونھا. وکل مصرفیہ والٍ من جھتھم، تجوز فیہ اقامة الجمعة والاعیاد واخذالخراج وتقلید القضاة وتزویج الایامی لإستیلاء المسلم علیہ، وأما بلادعلیھا ولاة کفار فیجوز للمسلمین اقامة الجمعة والأعیاد ویصیر القاضی قاضیاً بتراضی المسلمین فیجب علیھم أن یلتمسوا والیاً مسلماً.....انتھی.

وفیہ ایضا: قلت، وبھذاظھران مافی الشام من جبل تیم اللّٰہ وبعض البلاد التابعة لہ کلھا بلادالاسلام، لانھاوان کانت لھا حکام دُرُوز اونصاریٰ ولھم قضاة علی دینھم، وبعضھم یعلنو ن بشتم الاسلام، لکنھم تحت حکم ولاة امورنا، وبلاد اسلام محیطة ببلادھم من کل جانب، وإذا اراد ولی الامر تنفیذاحکامنا فیھم، نفذھا. انتھی.

---

(۱) شامی نسخہ ہندیہ ص: ۳۰۸، ج: ۳ فی کتاب القضاء مع تقدم وتاخر (مطبع مرتضوی) نیز شامی ج: ۵، ص: ۳۶۸_۳۶۹ | دار الفکر بیروت: ۱۳۸۶ھ |

ازیں ہر دو روایت واضح شد کہ، برائے بقاء دار اسلامیت، بعد غلبۂ کفار، بقاء قوت وشوکت حکام مسلمین وانفاذ امور بقوت وغلبہ مرادمی شود، وہم چناں در دار حرب، اجراء حکم اسلام، اگر بقوت باشد، رافع دار حربیت می شود، نہ ادائے محض شعائر اسلام، باذن ورضاء حاکم، مخالف دین۔

الحاصل، غرض ازیں شروط ثلاثہ، نزد امام صاحب واز شرط واحد کہ اجراء حکم اسلام است، نزد صاحبیہ ہموں وجود غلبہ وقوت اہل اسلام است، اگرچہ بعض وجوہ باشد، وہیچ اہل فقہ [ص:۸] نمی گوید کہ در ملک کفار، اگر کسے باذن ایشاں صراحۃ یا دلالۃ، اظہار شعائر اسلام کند، آں ملک دار الاسلام می شود، حاشا وکلا کہ ایں دور از تفقہ است۔

چوں ایں مسئلہ منقح شد، اکنوں حال ہند را غور فرمایند کہ اجرائے احکام کفار نصاری، دریں جا بچہ قوت وغلبہ است کہ اگر ادنی کلکٹر ہم حکم دہد، کہ در مساجد نماز جماعت ادا مکنند، ہیچ کس از امیر وغریب قدرت ندارد، کہ ادائے آں نماید۔ وایں ادائے جمعہ وعیدین وحکم بقواعد فقہ کہ می شود، محض بوجہ قانون ایشانست، کہ در رعایا حکم جاری کردہ اند، کہ ہر کس حسب دین خود عمل نماید، سرکار را مزاحمت بوے نیست۔ وامن سلاطین اسلام کہ بود، ازاں نامے ونشانے نماندہ، کدام عاقل قائل خواہد شد، کہ امنے کہ شاہ عالم دادہ بود، اکنوں بہموں امن، مامون نشستہ ایم، بلکہ امن جدید از کفار شدہ، وبہ ہموں امن نصاری جملہ رعایا، قیام ہند می کنند۔

واما اتصال، پس آں در ممالک واقالیم شرط نیست بلکہ در قریہ وبلد ایں شرط کردہ اند، کہ مدد رسیدن ازاں بسہولت مراد است۔

وکسے می تواں گفت کہ اگر مدد کابل یا شاہ روم آید، کفار را از ہند خارج کند، حاشا وکلا! بلکہ اخراج ایشاں بسیار اصعب است ومستقل جہاد وجنگ باسامان کثیر می خواہد۔

بہر حال تسلط کفار بر ہند بداں درجہ ہست، کہ در ہیچ وقت کفار را بر دار حرب زیادہ ازیں نہ بود۔ وادا مراسم اسلام از مسلماناں، محض باجازت ایشانست، واز مسلماناں عاجز ترین کسے از رعایا نیست، کہ ہنود را ہم قدرے رسوخ است مگر مسلماناں را چیزے وقعت نیست۔ البتہ در ٹونک ورامپور وبھوپال کہ حکام آنجا، باوجود مغلوب بودن کفار، احکام خود جاری دارند، دار اسلام تواں گفت، چنانچہ از روایات ردمختار وغیرہ مستفاد می شود، فقط

اکنوں بعد سلام مسنون آنکہ، اگر بایں تحریر طمانینت شما حاصل شود، فہو المراد، ورنہ بندہ را معذور دارند، مگر چونکہ از تحریر طویل عاجزم، ایں مسودہ را روانہ می کنم، امید کہ بعد نقلش روانۂ ایں صوب فرمایند، کہ بعض مردم ایں جا ہم قصد نقلش می دارند۔

فقط والسلام

۷رشوال (۱۳۱۰ھ/۲۴راپریل ۱۸۹۳ء)

آج ۱۶رذی قعدہ ۱۴۲۶ھ بروز پنجشنبہ، تینوں نسخوں کے مقابلہ اور اختلاف نسخ کی تحریر و ترتیب مکمل ہوئی۔

فلحمدللہ علی ذالک

نور الحسن راشد کاندھلوی

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہندوستان دار الحرب ہے یا دار الاسلام؟

ترجمہ مکتوب و استفتاء

مولانا سعید الدین رام پوری (رام پور ضلع سہارنپور)

بنام محدث عصر، فقیہ جلیل حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی

اے [illegible] قلم پر تیری تعریف [illegible] | [illegible] مشرق و مغرب پر تیرے لئے [illegible] ہے
[illegible] کہ جس کے باقی رہنے میں [illegible] دنیا کا فائدہ ہے | ہر [illegible] شخص باقی رہے جو تیری بقا کا [illegible] ہے

السلام علیکم ورحمۃ [illegible] جناب عالی کی خیر و عافیت کا [illegible] سے طلب [illegible]

[illegible]

[illegible] مسائل اور [illegible] فقہیہ [illegible] ہندوستان [illegible] دار الحرب [illegible] معتبر قدم بوسی کی سعادت حاصل کرنے [illegible] شہر اور علاقے [illegible] کی رائے کے مطابق [illegible] جناب عالی سے [illegible] اور اس [illegible] کی وجہ اور اس سے متعلق فقہی روایات معلوم نہیں ہیں

[illegible] ہندوستان کا دار الحرب ہونا معلوم [illegible] جو اطلاق نہ ہوگا [illegible]

[illegible]

[illegible] دار الاسلام [illegible] دار الحرب [illegible]

اور اس علاقہ میں کوئی مسلمان یا ذمی، پہلے معاہدہ کے مطابق، محفوظ و مامون نہ رہے۔ پس جب تک یہ شرطیں نہ پائی جائیں گی، تو یہ شہر دار الحرب نہ ہوگا۔

اور ہمارے اس قول کا، کہ اس میں کوئی مسلمان یا ذمی پہلے معاہدہ اور دستاویز امن کے مطابق، امن سے اور محفوظ نہ رہے، مطلب یہ ہے کہ اس کو اپنی ذات کی حفاظت کا یقین نہ ہو مگر مشرکین کی امان سے۔

اور [صاحبین نے] کہا ہے کہ جب دار الاسلام میں شرک کے احکام جاری ہو جائیں۔ تو وہ دار الحرب ہو جاتا ہے، چاہے وہ دار الحرب سے ملا ہوا ہو، یا نہ ہو، اس میں مسلمان اور ذمی پہلے امن اور امان کے معاہدہ کے مطابق ہوں یا نہ ہوں۔ اور دار الحرب دار الاسلام ہو جاتا ہے، اس میں اسلام کے احکامات جاری ہونے کے ذریعہ سے، اگرچہ پہلے وہاں سے اسلامی شوکت ختم ہو گئی ہو۔ یہی شرح سیر ابی الیسر میں لکھا ہے۔

بلا شبہ دار الاسلام دار حرب نہیں ہوتا، جب تک اس میں موجود وہ سب باتیں، جن کی وجہ سے دار الاسلام ہوا تھا، ختم نہ ہو جائیں۔ کیوں کہ حکم جب کسی علت کی وجہ سے ثابت ہو تو جب تک یہ وجہ باقی رہے گی یہ حکم بھی باقی رہے گا۔

اور منثور میں ہے کہ: دار الاسلام، احکام اسلام جاری ہونے سے ہوتا ہے، جب تک اس میں اسلام کی علامتوں میں کوئی علامت باقی رہے گی، اس کی اسلام کی جانب نسبت کو ترجیح رہے گی۔

اور بزازیہ میں ہے: سید الامام نے کہا کہ وہ شہر جو آج کل کافروں کے قبضے میں ہیں، اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ بلاد اسلام ہیں، کیوں کہ ان میں اہل کفر کے احکامات جاری نہیں، بلکہ مسلمان قاضی مقرر ہیں۔ اور وہ شہر جن پر غیر مسلم حکام کے نمائندے، بڑے افسر کی حیثیت سے متعین ہیں، تو ان میں بھی جمعہ کی نماز قائم کرنا، عید کی نماز پڑھنا، ٹیکس لینا، قاضیوں کی پیروی کرنا، بیواؤں کے نکاح کرنا درست ہے۔ اور وہ علاقے جس میں کافر حکام مسلط ہوں، تو ان میں بھی جمعہ قائم کرنا اور عیدین کی نمازیں پڑھنا جائز ہے۔ اور مسلمانوں کی باہمی رضامندی سے قاضی مقرر کر لینے سے، قاضی ہو جاتا ہے۔

اور یہ واضح ہو گیا، کہ اگر کسی چیز کے حکم کی کوئی علت باقی ہو تو وہ حکم بھی باقی رہے گا، اور [ہمارے علماء نے] یہ بھی فیصلہ کیا ہے، کہ یہ علاقے تاتاریوں کے قبضے سے پہلے، دار الاسلام میں سے تھے، اور ان کے قبضہ کے بعد بھی جمعہ، جماعت کی نماز اور شریعت کے تقاضے اور نیچے سے متعلق فتوے، کتابوں کی تعلیم ان کے کسی سربراہ کے کسی اعتراض کے بغیر چل رہی ہے، اس لئے یہ فیصلہ صادر کرنا کہ وہ دار الحرب ہیں، اس کی کوئی بنیاد نہیں ہے، مندرلیہ ندرولیہ۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

اور نشہ والی چیزوں کی برملا خرید وفروخت، روپیہ چنگی اور ٹیکس وصول کرنا اور تاتاریوں کی قومی رسموں کے مطابق احکامات جاری ہونا، ایسا ہی ہے جیسا کہ بنی قریظہ کا، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی مورتی (رکھنے) کی اجازت مانگنا، حالاں کہ وہ (مدینہ منورہ) اس کے باوجود بھی بلاشک وشبہ دارالاسلام تھا۔

اور کہا گیا ہے کہ (علاقے اور شہر) کفر کے احکامات جاری ہونے کی وجہ سے، دارالحرب ہوجاتے ہیں، جب کہ ان (شہروں) میں اسلام کے احکامات کے مطابق، کوئی حکم جاری نہ ہو، اور یہ کہ اس میں کوئی مسلمان اور ذمی مسلمانوں کے پہلے معاہدہ (اور اعلان) کے مطابق محفوظ نہ رہے۔ لہٰذا جب بھی یہ شرطیں پائی جائیں گی، تو وہ سب دارالحرب ہوجائے گا، لیکن اگر ثبوت اور شرائط میں اختلاف ہو، تو وہ دارالاسلام، اسی حکم (دارالاسلام ہونے) پر باقی رہے گا، یا اسلام کے پہلو کو احتیاطاً ترجیح دی جائے گی۔

اور عتابی کی شرح زیادات میں ہے: دارالاسلام دارالحرب ہوجاتا ہے، تین شرطوں (کے پائے جانے) سے

[اول] اس میں کافروں کے احکامات، علی الاعلان جاری ہوجائیں۔

[دوم] یہ ہے کہ یہ علاقہ دارالحرب سے ملا ہوا ہو، اور اس شہر اور دارالاسلام کے بیچ میں، مسلمانوں کے شہروں میں سے کوئی شہر واقع نہ ہو۔

[سوم] یہ کہ، اس میں کوئی مسلمان اور ذمی، پہلے امن (مسلمانوں کے دئے ہوئے معاہدہ کے مطابق) محفوظ اور مطمئن نہ ہو۔

پس یہ شرطیں اس لئے مقرر کی گئی ہیں، تا کہ (غیر اسلامی قوت اور غلبہ) کی مکمل اور اصل حیثیت معلوم ہوجائے۔ کیوں کہ دارالاسلام کے ان دونوں (پہلوؤں) سے جڑنے میں احتیاط کی جاتی ہے۔

طحطاوی کے حاشیہ درمختار میں، یہ ہے کہ:

(فقہاء کا قول) شرک کے احکامات برملا جاری ہوں، اور ان میں کوئی حکم اہل اسلام (کے اصول اور شریعت) کے مطابق، (یا اس کی روشنی میں) نہ ہو۔

ہندیہ (فتاوی عالم گیری) میں ہے:

اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ، اگر اس میں مسلمانوں کے احکامات (وقوانین) جاری ہوں، اور اہل شرک کے (قوانین وہدایات) جاری نہ ہوں، تو وہ دارالحرب نہیں ہوگا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

پس یہ شہر امام صاحب کی رائے کے مطابق، نہ صاحبین کی رائے پر دارالحرب نہیں ہوں گے، کیوں کہ (دارالحرب ہونے کے لئے) احکام اسلام کا بالکل ختم یا بے اثر ہونا ایک شرط ہے، جس پر سب کا اتفاق معلوم ہوتا ہے، اور اس شرط کا (اس وقت) موجود نہ ہونا، ظاہر ہے۔ کیوں کہ ان علاقوں میں (مسلمانوں بادشاہوں کی ہدایات وقانون کے مطابق) بہت سے اسلامی ہدایات واحکامات، اب بھی (قانونا) باقی اور جاری ہیں۔

اور اگر یہ شہر جناب والا کی رائے کے مطابق دارالحرب ہوں، تو ان شہروں میں غیر مسلموں سے سود لینے اور کافروں سے رہن، لینے کا کیا حکم ہوگا؟ اور ان روایتوں کا شریعت کے قانون کے مطابق جو مقصد ہو، تحریر فرمائیں۔

اور دارالحرب کے دارالاسلام میں بدل جانے کی صورت میں، صرف چند اسلامی احکامات کا نافذ ہونا، کافی ہو، تو بہ ظاہر اس زمانہ میں پوری دنیا دارالاسلام ہوگی؟

والسلام خیر ختام

سعد آباد ضلع متھرا

۱۷رشعبان ۱۳۱۰ھ (۷رمارچ ۱۸۹۳ء)

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہندوستان کی شرعی حیثیت کیا ہے.....؟

ترجمہ فتویٰ [یا مکتوب گرامی] حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ

ترجمہ از نور الحسن راشد کاندھلوی

[illegible] رشید احمد گنگوہی کی جانب سے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] دار الاسلام [illegible] دار الحرب [illegible] مسلمان [illegible]

[illegible]

[illegible]

دار الاسلام [illegible] مسلمان [illegible]

[illegible] دار الحرب وہ ہے جس میں مسلمان [illegible]

[illegible]

فتاویٰ الہندیہ [illegible] دار الحرب [illegible]

[illegible]

[illegible] دار الاسلام یا دار الکفر [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الاسلام یعلو ولا یعلیٰ۔

کے اصول کے مطابق دارالاسلام نہیں رہے۔ مگر اس شرط پر کہ یہاں بعض پہلوؤں سے اہل اسلام کا غلبہ اور تسلط ہونا صرف یہ کہ وہاں مسلمان رہتے ہوں یا بعض شعائر اسلامی کفار کی اجازت سے بجا آوری کی اجازت ہو، اس لئے کہ کسی خطے میں مسلمانوں کا آباد ہونا، یا وہاں غیر مسلموں کی اجازت سے شعائر اسلامی بجا آوری کی اجازت ہونا، اس کا اعتبار نہیں ہے۔

اسی طرح غیر مسلموں کا دارالاسلام میں (موجود) ہونا اور وہاں کفر یہ رسومات پر اہل اسلام کی اجازت، یا ان کی کوتاہی وغفلت کی وجہ سے عمل پیرا ہونا، اس جگہ کے دارالاسلام ہونے کو کچھ نقصان نہیں پہنچاتا۔ کیونکہ دونوں میں سے کسی صورت میں بھی (دوسرے فریق کا) غلبہ نہیں ہوتا، اور (دارالاسلام یا دارالحرب کا) فیصلہ، غلبہ کی وجہ سے ہے، نہ صرف موجود رہنے اور احکام اسلام یا کفر نافذ کرنے کی وجہ سے۔

اس کی ایک مثال یہ ہے کہ ذمی، دارالاسلام میں مسلمانوں کی اجازت سے قیام پذیر رہتے ہیں وہ اپنے مذہبی طور طریق کو برملا انجام دیتے ہیں۔ اس کے باوجود (اس خطے کا) دارالاسلام ہونا جوں کا توں باقی رہتا ہے۔ اور مسلمان دارالکفر میں کافروں سے، معاہدۂ امن کی وجہ سے اطمینان سے آتے جاتے ہیں، اور اپنے اسلامی شعائر کو دارالکفر میں بے جھجک سرانجام دیتے ہیں، (مگر یہ امن) اس علاقے کے دارالکفر ہونے کو ختم نہیں کرتا۔

کیا آپ ملاحظہ نہیں فرماتے، کہ فخر عالم حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، ایک بہت بڑے مجمع کے ساتھ، عمرۃ القضاء کے لئے مکہ معظمہ تشریف لے گئے۔ اور جماعت نماز وغیرہ جملہ شعائر اسلام کو وہاں عمل کر کے ادا فرماتے تھے، اور باوجود اس قدر وسیع جماعت کی موجودگی کے، تین روز رہنے کی مدت میں کافروں کا خوف رہا نہیں، چنانچہ حدیبیہ میں رفقاء کی کثیر تعداد کی بنا پر مکہ معظمہ پر غلبہ کا ارادہ فرمایا تھا، مگر یہ سب کافروں کی اجازت کی وجہ سے تھا، اس لئے ان تینوں دنوں کے لئے مکہ دارالاسلام نہیں ہوا، بلکہ دارالحرب باقی رہا۔ اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہاں پہ قیام اور اظہار شعائر اسلام، کافروں کی اجازت سے تھا، مسلمانوں کے اپنے غلبہ اور طاقت کی وجہ سے نہیں۔

بہر حال یہ طے شدہ بات ہے اور یہ ایک قاعدہ کلیہ ہے، کہ دارالحرب، کافروں کے زیر تسلط علاقہ ہے اور دارالاسلام مسلمانوں کے تابع فرمان ممالک ہیں۔ اگرچہ ایک کے علاقے میں دوسرے فریق کے افراد بھی، بلا کسی ظلم وزیادتی کے، آزادی سے رہتے ہوں، اور جس مقام پر دونوں فریقوں کو یکساں اختیارات اور قوت حاصل ہو، وہ بھی دارالاسلام سمجھا جائے گا۔

اس اصول کو خوب ذہن نشین کر لینا چاہئے، اس لئے کہ اس موضوع کے جملہ مسائل اسی سے نکلتے ہیں، اور اس باب کی تمام جزئیات اسی اصول کے تابع ہیں۔ اس کے بعد یہ بات اور ذہن نشین کر لیجئے، کہ ہر وہ جگہ جو دارالکفر ہو اور اہل اسلام اس پر اقتدار حاصل کر لیں، اور وہاں احکام اسلام جاری فرمائیں، اس کے متعلق علمائے اسلام یہی فرماتے ہیں، کہ وہ دارالاسلام

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہو گیا، یعنی نہ مسلمانوں کا اقتدار اور تسلط باقی ہو گیا ہے، اگرچہ بعض صورتوں میں اہل کفار کا تسلط اور اقتدار باقی رہ گیا ہو
کہ الاسلام یعلو ولا یعلی اسلام غالب رہتا ہے، مغلوب نہیں ہوتا ہے اصول کے مطابق [illegible]
دار الاسلام ہونگی سے وجہ یہ کہ اہل پر وضاحت کر دی گئی۔

مکرر وضاحت کی حاجت ہے کہ اگر اس خطے میں مسلمانوں کا غلبہ اور اسلام کا اظہار مسلمانوں کے تسلط اور اقتدار کی
وجہ سے ہو تو اس علاقے کے ہر محارب ہونے سے حکم میں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی [illegible]
مسلمانوں کی موجودگی ہے تو جو [illegible] ان وغیرہ جیسا فیض کی تمام حکومتیں اور جیسی وغیرہ کافروں سے
دار الاسلام ہو جاتے ہیں اور یہاں بھی کہیں اگر اگر سب کا تسلط باقی نہیں رہے گا [illegible] ممالک میں مسلمان
غیر مسلم حکومت کی اجازت سے [illegible] اسلام پر عمل پیرا رہتے ہیں اور یہ ملک دار الاسلام نہ ہونگے [illegible]

بہرصورت دار الاسلام اور دار الکفر کی تعریف میں تسلط اور اقتدار معتبر ہے اور اس کا [illegible] دار الاسلام تھی جو
غیر مسلموں نے وہاں تسلط حاصل کر لیا تو مسلمانوں کا غلبہ اور اقتدار بالکل ختم ہو گیا تو وہ علاقہ دار الحرب ہو جائے گا
[illegible] کا تسلط ہو جانے پر بعض حیثیت سے مسلمانوں کی غلبہ و اقتدار حاصل ہو تو وہ دار الاسلام ہے [illegible]
مسئلہ پر اتفاق ہے مگر غلبہ و اقتدار کامل ختم ہونے کی حد کیا ہے؟ اس میں کئی اقسام کے درمیان اختلاف ہے۔

صاحبین فرماتے ہیں کہ جس علاقہ میں (اہل اسلام اور غیر مسلم) اپنے اپنے احکامات اور فیصلوں پر عمل اور اعلان کرتے
سکتے ہوں تو غلبہ اسلام بھی باقی ہے اور اہل اسلام پر احکامات نافذ کی حد تک نہ رکھنے ہوں تو اس میں
غیر مسلموں کی تجارت سے پابند ہوں تو پھر بھی غلبہ اسلام باقی نہیں رہا یعنی یہ ملک دار الحرب شمار ہوگا۔

یعنی کہ جب کافر اس طرح مسلط ہوئے کہ شعائر و احکام پورے طور اور طاقت سے جاری کرنے لگے اور اہل
اسلام اس قدر عاجز اور مغلوب ہو گئے کہ اسلامی احکامات نافذ نہیں کر سکتے اور وہ قریبی دکانات جو اہل اسلام کے لئے موجب
شرمندگی اور عیب ہیں اس کو ختم کرنے اور دفع کرنے کی طاقت نہیں رکھتے ہیں، اسلام کا غلبہ [illegible] باقی رہا ہو
تبھی وہاں دار الاسلام کہہ سکتے ہیں بلکہ کفار کا تسلط اور اقتدار پوری طرح ظاہر ہو گیا ہے [illegible] اس وقت دار الحرب
ہو گیا ہے۔ اس کے بعد جب کچھ ہو گا اس وقت ان کے دار الحرب ہونے میں کوئی شک باقی نہیں رہا اور یہ [illegible]
دار الحرب ہو گیا، جس پر نئے زمانے سے کافر مسلط ہیں جیسے کہ ظاہر ہے۔

بادر ہے دیوبند کے مولانا [illegible] قاسمی کا یہ [illegible] شوال ۱۳۱۰ھ [illegible] ۱۸۹۳ء کی [illegible] اس وقت کی [illegible] شاست تھی جہاں حکومت بھی اور [illegible]
[illegible] حکمرانی تھی اس کے پچیس سال بعد سنہ ۱۹۱۸ء میں کیا سب انقلاب آیا۔
(مولف)

امام ابوحنیفہ نے بدائع میں دار الاسلام کے تغیر پر فرمایا ہے کہ دار الاسلام کو دار الکفر کا حکم دینے میں، اس وقت تک احتیاط کرنی چاہیے، جب تک وہاں غلبہ اسلام کے نشانات میں سے کچھ بھی اثر باقی ہو، یا کافروں کے قبضے اور تسلط میں پختہ اور کلی پائی جاتی ہو اور ان کے تسلط (واحکامات) کو رد کرنا مسلمانوں پر زیادہ مشکل نہ ہو۔ مگر اس پر دو شرطیں اور اضافہ فرمائی ہیں۔

ایک تو یہ کہ وہ شہر اور بستی، جس پر غیر قابض اور مسلط ہیں، دارالحرب سے اس طرح ملا ہوا ہو، کہ اس علاقے اور دارالحرب کے درمیان دار الاسلام کا کوئی علاقہ اس شہر حائل نہ ہو گیا ہو۔ یعنی دارالحرب سے ملنے کی وجہ سے اس دار الاسلام سے دوری ہو جائے، اور کافروں کے حلقہ میں آ جائے۔ نیز کافروں کا غلبہ اس مضبوطی کے ساتھ ہو کہ اس کا کافروں کے ہاتھ سے خالی کرالینا سخت دشوار ہو جائے، اور اس مقام کے رہنے والے مسلمانوں پر، کافروں کا تسلط کمال کو پہنچ جائے۔ اور اس کی مثال یہ ہے کہ جیسے کہ کافر مسلمانوں کے مال پر قبضہ کر لیں، اگر وہ مال ان (کافروں کے ملک یا علاقے) میں پہنچ گیا، تو ان کی ملکیت ہو گیا، اور اگر اس قبضے کے بعد (بھی) ان کے خاص علاقے میں نہیں گیا، تو اس کو اصل مالک کی ملکیت سے نکل جانا تسلیم نہیں کیا جاتا جیسا کہ فقہ کی تمام کتابوں میں یہ مسئلہ طے شدہ (و تنقیح) ہے۔ ہدایہ میں کہا ہے

اور جب (غیر مسلم) ہمارے مال پر، قابض ہو جائیں اور اس کو اپنے علاقہ میں لے جائیں، تو وہ اس کے مالک ہو جائیں گے۔

اسی [ہدایہ] میں یہ بھی ہے

لیکن یہ قبضہ تسلیم نہیں ہوتا، جب تک وہ اس مال کو اپنے علاقہ میں نہ لے جائیں، کیوں کہ قبضہ کا حاصل یہ ہے کہ اس چیز پر اس وقت بھی قبضہ ہو اور وہ قبضہ آئندہ بھی باقی رہے، پس اسی طرح کوئی زمین یا علاقہ یا شہر کافروں کے تسلط میں آ گیا، لیکن اس کا یہ قبضہ اور تسلط پہلے مکمل ہو گیا، وہ شہر یا علاقہ ان کے شہر میں مل گیا، اور یہ قبضہ اس زمین کے دار حرب سے، علاقائی طور پر بھی ایک ہو گیا اور دار حرب سے مل گیا اور دار الاسلام سے کٹ گیا، تو گویا یہ شہر غیر مسلموں کے ماتحت میں مکمل آ گیا، اور اب یہ حیثیت ہو گئی تو یہ دار الحرب ہے !؟ ورنہ دار الاسلام باقی ہے۔

اگرچہ اس کا دار الاسلام ہونا کمزور ہو جاتا ہے، لیکن الاسلام یعلو ولا یعلی (اسلام سر بلند رہتا ہے، پست اور کمزور نہیں ہوتا) اس حدیث کے مطابق یہ دار الاسلام ہے چاہئے، اس شرط کا حاصل بھی یہی اہل کفر کا غالب ہونا اور اہل اسلام کا مغلوب ہو جانا ہے، جو شروع میں خیال اصول (وغیرہ) بیان کیا گیا ہے۔

(۴) دوسری شرط یہ ہے کہ وہاں جو مسلمان ... مسلمان ہونے کی وجہ سے، اور غیر مسلم

toobaa-elibrary.blogspot.com

[illegible] مسلمان [illegible]

[illegible] حفاظت کا اطمینان باقی [illegible] مسلمان [illegible]

[illegible] مسلمان [illegible]

[illegible] مسلمان [illegible] اور [illegible]

[illegible] اور [illegible] مسلمان [illegible]

اطمینان [illegible]

[illegible] تکلیف [illegible]

[illegible] اور [illegible] مسلمان [illegible]

[illegible] ہو جائے گا

[illegible] حضرت امام ابو حنیفہ [illegible]

[illegible]

[illegible] ہو جائے گا۔

[illegible] معلوم [illegible]

[illegible]

[illegible] معلوم [illegible]

[illegible]

[illegible] دار الاسلام [illegible] دار الحرب [illegible]

[illegible] امام ابو حنیفہ [illegible]

[illegible] اور [illegible]

[illegible] اور [illegible]

[illegible] دار الحرب [illegible] دار الاسلام [illegible]

[illegible]

[illegible] مسلمان اور [illegible] اور [illegible] کفر [illegible]

معاہدہ کے مطابق، جو (اس معاہدہ) کافروں کے غلبہ سے پہلے، مسلمانوں کو مسلمان ہونے کی وجہ سے اور ذمیوں کو عہد و پیمان کی وجہ سے حاصل تھا۔ اب مسئلہ کی ترتیب تین طرح سے ہے

الف: حربی ہمارے شہروں میں سے کسی شہر پر غالب آ جائیں۔

ب: اہل شہر اپنے دین سے پھر جائیں، اور اس شہر میں کفر غالب ہو جائیں، اور ان کے احکامات جاری ہو جائیں اور ان ہی کا غلبہ ہو جائے۔

ج: یا اہل ذمہ اپنے معاہدہ کو توڑ دیں، اور ہمارے شہروں پر غالب ہو جائیں۔

تو ان تمام صورتوں میں سے کسی ایک شکل یا تمام (معاملات پائے جانے کے بعد بھی) یہ شہر دار الحرب نہیں ہوں گے، مگر تین شرائط کے ساتھ۔ امام ابو یوسف اور امام محمد نے فرمایا ہے، کہ صرف ایک شرط کے ساتھ، اس کے علاوہ کوئی شرط نہیں ہے، وہ احکام کفر کا ظاہر و غالب (و نافذ) ہونا ہے، اس کے علاوہ کچھ نہیں، اور یہی قیاس بھی ہے۔

جامع الرموز میں کہا ہے اور اس (دار الاسلام) کا دار الحرب ہو جانا (امام ابوحنیفہ) کے نزدیک چند شرائط کے ساتھ ہے۔

ایک کھلم کھلا احکامات کفر کا جاری ہونا، ایسا کہ حاکم کافر کی طرف رجوع کرتا ہو اور مسلمان قاضی سے کوئی معاملہ نہ ہو [جیسا کہ بحر الرائق میں ہے]۔

دوسرے اس کا دار الحرب سے اس طرح ملا ہوا ہونا، کہ ان دونوں دار الحرب اور دار الاسلام کے شہروں کے بیچ میں کوئی اور ایسا اسلامی شہر واقع نہ ہو، جو دار الاسلام کو دشمنوں کے حملے سے بچانے اور حفاظت کرے۔

جامع الرموز کی اس عبارت سے دو باتیں واضح ہوئیں

※ الف ※ ایک تو یہ کہ اہل اسلام کا حکم جاری ہونے کا مطلب ظہور حکم اسلام ہے، غلبہ کے طور پر، نہ صرف جماعت اور جمعہ [وغیرہ] کی اجازت ہونا۔ کیونکہ مصنف جامع الرموز کہتا ہے کہ غیر مسلموں کے احکامات کے مطابق فیصلے کئے جائیں اور مسلمان قاضیوں کی جانب رجوع نہ کیا جائے۔ یعنی مسلمان قاضیوں کی کچھ شوکت اور وقعت باقی نہ رہے، کہ ان سے رجوع کیا جائے۔ اور اسی طرح مسلمانوں کے دار الحرب میں حکم جاری ہونے کا مطلب، ان کے حکم کا غلبہ ہونا مراد ہے، جیسا کہ ظاہر ہے۔ بہر حال حکم اسلام کے ظاہر ہونے اور حکم کفر ظاہر ہونے سے مراد قوت اور غلبہ ہے۔ نہ صرف [بعض معاملات کی] ادائیگی کی اجازت، اور ان سے خطاب کرنے کی گنجائش رہ جائے، یہ فیصلہ نہ ہوگا۔

※ ب ※ یہ کہ اتصال اور متصل کی شرط کا حاصل بھی وہی قوت ہے کہ جس کی وجہ سے دار الحرب کے اتصال کی

toobaa-elibrary.blogspot.com

صورت میں جمہوریوں سے محفوظ شہر [illegible] پہنچے بخلاف دار [illegible] کے انقطاع [illegible] وقت [illegible]
پہنچ [illegible] ہے ہیں (گویا) ابھی قوت اسلام باقی ہے

جزانۃ المفتیین میں ہے دار الاسلام دار حرب میں [illegible] ہوگا [illegible] تین [illegible] حاصل [illegible]
ان وجہ سے [illegible] کی وجہ سے کہ وہ (دار الاسلام) [illegible] اس طرح [illegible]
اور [illegible] تین مسلمانوں کا [illegible] شہر [illegible] میں [illegible] مسلمان [illegible] پہلے تمام
[illegible] سے حاصل تھی [illegible] [illegible] جب [illegible] جائیں [illegible]
ارالاسلام دار الحرب میں (تبدیل) نہ ہوگا۔

اور [illegible] لا یبقی فیہا مسلم او ذمی [illegible] بالامان الاول کا مطلب یہ ہے کہ [illegible] میں [illegible]
مسلمان اور [illegible] محفوظ [illegible] شہریوں [illegible] میں [illegible] جائے
[illegible] سے بیدا [illegible] شہر [illegible] ہاتھوں میں [illegible]
وہ [illegible] اسلام سے [illegible] میں [illegible] حکومت [illegible] مسلمان [illegible] کے اختیارات [illegible]
ہیں، چنانچہ [illegible] ان شہروں [illegible] اسلام [illegible] اہل القضاۃ [illegible]
ماں [illegible] قاضی [illegible] ہدایت [illegible] احکام [illegible] طرح [illegible] میں [illegible]
ور [illegible] وہاں [illegible] سے [illegible]
شہرت [illegible] سرکاری [illegible] ہے [illegible]

درمختار میں ہے

معراج الدرایہ میں مبسوط سے نقل کیا ہے [illegible] وہ شہر جو [illegible] کے [illegible] اسلام [illegible] اور [illegible]
ہیں [illegible] ہیں [illegible] احکامات [illegible] بلکہ وہاں [illegible] قاضی اور مسلمان حکام [illegible]
[illegible] اور [illegible] سے [illegible] معاملات میں بھی [illegible] اطاعت [illegible] شہر [illegible]
طرف سے [illegible] وہاں حاکم مسلم [illegible] جمعہ [illegible] قائم [illegible] اور [illegible] قاضی [illegible]
[illegible] حاکم غیر مسلم بھی ہو تو مسلمانوں [illegible] جمعہ [illegible]
اور قاضی مسلمانوں [illegible] مقرر [illegible] قاضی ہو جاتا ہے اور مسلمانوں [illegible] واجب [illegible] مسلم [illegible]
کوشش کریں

اور اسی (در مختار) میں ہے۔ میں کہتا ہوں، اور اس سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ ملک شام میں، جبل تیم اللہ اور اس سے متعلق بعض علاقے سب بلاد اسلام ہیں، نہیں کہ اگرچہ ان شہروں کے حکمران دروز اور نصرانی ہوتے ہیں، اور ان کے فیصلے اپنے مذہب کے مطابق ہوتے ہیں، اور ان میں سے بعض اہل اسلام کو برا بھلا کہتے ہیں، لیکن وہ (عموماً مجموعی طور پر) ہمارے حکام کی ماتحتی میں ہیں، اور ہمارے اسلامی شہران کی بستیوں کا ہر طرف سے احاطہ کئے ہوئے ہیں، اور مسلم حکام جب ان کے متعلق اپنے احکامات نافذ کرنا چاہیں، کر سکتے ہیں۔

ان دونوں روایتوں سے واضح ہے کہ کسی علاقے پر کافروں کے غلبہ کے بعد، اس کا دار الاسلام کی حیثیت سے باقی رہنا، وہاں مسلمان حکام کی قوت وشوکت کا باقی رہنا، اور اسلامی قوانین اور احکامات کا غلبہ اور قوت کے ساتھ نافذ ہونا، مراد ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر دار حرب میں، اسلامی احکام اگر قوت (وطاقت) سے جاری ہوں، تو یہ اس کے دار حرب ہونے کو ختم کرنے والا ہوگا، صرف ان غیر مسلموں کے مخالف، مسلمان حاکم کی اجازت اور خوشنودی سے، شعائر اسلام کے ادا کرنے کی اجازت سے، دار الاسلام نہ ہوگا۔

حاصل یہ کہ مقصد ان شروط مذکورہ بالا سے، امام صاحب کے نزدیک اور شرط واحد اجراء حکم اسلام سے، صاحبین کے نزدیک وہی اہل اسلام کا غلبہ اور قوت وشوکت ہے، اگرچہ یہ قوت وشوکت جزوی طور پر ہو۔ کوئی فقیہ نہیں فرماتے کہ کافروں کے ملک میں، اگر کوئی شخص ان (کافروں) کی صراحۃً یا دلالۃً اجازت سے، شعائر اسلام ظاہر کرتا ہے، [ان پر عمل کرتا ہے] تو اس سے وہ ملک دار الاسلام ہو جاتا ہے، ہرگز نہیں اس لئے یہ بات فقہ وتفقہ سے دور ہے۔

جب یہ مسئلہ واضح ہو گیا، اب ہندوستان کے حال پر غور فرمائیں، کہ یہاں کافروں اور عیسائیوں کے احکامات کس قوت اور غلبہ کے ساتھ ہیں، اگر ادنیٰ کلکٹر بھی حکم دیدے کہ مسجدوں میں جماعت کی نماز ادا نہ کریں، کوئی شخص غریب یا امیر اس کی ہمت نہیں رکھتا کہ نماز ادا کر سکے۔ اور یہ جمعہ اور عیدین کی نمازوں کا ادا ہونا اور فقہی طور پر ان کی ادائیگی کا حکم ہو جانا، صرف ان (انگریزوں وغیرہ) کے قانون کی وجہ سے ہے کہ انہوں نے رعایا کے لئے یہ حکم جاری کر رکھا ہے، کہ ہر شخص اپنے دین کے مطابق عمل کرے، اور کار کو اس سے کچھ لینا دینا نہیں، اور سلاطین اسلام کا دیا ہوا، جو امن تھا، اس کا تو اب نام ونشان بھی باقی نہیں۔ اور نہ ہی مسلمانوں کا دیا ہوا وہ امن (اور جرأت) جو شروع عہد میں دیا تھا، ہم اب بھی اس معاہدۂ امن کے تحت آرام سے بیٹھے ہیں، بلکہ یہ (ایک) نیا ضابطہ امن ہے، جو کافروں سے حاصل ہوا ہے، اور اسی امن (وانتظام) کے تحت، تمام قومیں ہندوستان میں قیام پذیر ہیں۔

جہاں تک [ایسے علاقے کا] دار الاسلام سے ملے ہوئے ہونے کا تعلق ہے تو یہ ملکوں اور بڑے علاقوں میں شرط نہیں،

toobaa-elibrary.blogspot.com

بلکہ چھوٹی بستیوں اور شہروں کے لئے یہ شرط کی گئی ہے۔ اور مدد ملنے سے سہولت سے مدد ملنا مراد ہے، اور کون کہہ سکتا ہے کہ اگر کابل کے حکمراں کی یا خلیفۂ مسلمین [ترکی] کی مدد آجائے تو مسلمان کافروں کو ہند سے نکال دیں گے، ہرگز نہیں۔ بلکہ ان کا نکال دینا بہت دشوار ہے، مستقل جہاد و جنگ، اور بہت سامان (وانتظامات) کو چاہتا ہے۔ بہر حال کافروں کا ہندوستان پر تسلط اس درجہ کا ہے کہ، کسی وقت بھی کافروں کو دار حرب پر، اس سے زیادہ تسلط (اور قبضہ) نہیں ہوا [جیسے یہاں ہے] اور یہاں مراسم اسلام کا ادا کرنا، صرف ان کی اجازت سے ہے، اور (ہندوستان میں) مسلمانوں سے زیادہ کمزور بے بس، ان کی رعایا میں کوئی نہیں ہے، کہ ہندوؤں کو بھی کسی قدر اعتبار حاصل ہے، مگر مسلمانوں کی کچھ وقعت نہیں ہے، ہاں البتہ ٹونک، رامپور اور بھوپال وغیرہ میں، کہ وہاں کے حاکم [نواب] کافروں کے احکامات سے دبے ہوئے ہونے کے باوجود، اپنے احکامات جاری رکھتے ہیں۔ اس لئے ان ریاستوں اور مقامات کو، دارالاسلام کہا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ ردمختار وغیرہ کی روایتوں سے معلوم ہوتا ہے۔

اب بعد سلام مسنون! یہ ہے کہ، اگر اس تحریر سے آپ کو اطمینان حاصل ہو جائے، تو مراد حاصل ہے، ورنہ بندہ کو معذور سمجھیں۔ چوں کہ میں لمبی تحریر سے معذور ہوں، (اس لئے) اسی مسودہ کو (آپ کے پاس) بھیجتا ہوں، امید کہ نقل کے بعد اس کو (واپس) بھیج دیں گے، کیوں کہ بعض لوگ یہاں بھی اس کی نقل کا ارادہ رکھتے ہیں۔

فقط والسلام

۷رشوال ۱۳۱۰ھ (۲۴راپریل ۱۸۹۳ء)

toobaa-elibrary.blogspot.com

بارہواں باب

کتاب العلم والتحقیق

تجوید وقرأت اور متعلقاتِ قرآن کریم

(۸۶۶) رِزْقُهَا اللّٰه میں مد ہے، یا نہیں؟(۱) رِزْقُهَا کے بعد جو ہمزہ اللّٰه کا واقع ہے، تو قاعدہ مد کا یہاں موجود ہے، مگر بسبب وقف کے مد نہیں لکھتے۔ سو اگر یہاں وقف نہ کرے تو مد ہونا چاہئے، ورنہ نہیں۔ شاید اسی وجہ سے مد کا لکھنا بعض مصاحف میں ہوا ہے، ورنہ یہاں کسی مصحف میں بندہ نے نہیں دیکھا۔ فقط

(مکتوب ۳۲، بنام مولانا خلیل احمد صاحب۔ قلمی)

(۸۶۷) لإیلف میں لام کے بعد الف کیوں نہیں لکھا گیا؟ **سوال:** لایلف میں جو سورہ قریش میں دو آیت ہیں، اس خط میں [illegible] کے بعد الف کیوں نہیں لکھا جاتا، اکرام و ایمان وغیرہ میں جب الف لکھا گیا، تو ایلف میں کھڑی زیر پر کیوں اکتفا کیا؟

جواب: قرآن کی رسم خط موافق قاعدہ مقرر کے نہیں ہے، بلکہ مصحف عثمانی میں جس طرح مرقوم ہے، اس طرح لکھا جاتا ہے، اور اس کے خلاف [illegible] [illegible] پس تمام قرآن شریف کے رسم خط کو ایسا ہی سمجھنا چاہئے۔ واللّٰہ تعالیٰ اعلم (مجموعہ فرخ آباد، ص ۵۰)

(۸۶۸) سورۂ کہف میں شیٔ: شای ٔ کیوں لکھا جاتا ہے؟ **سوال:** لفظ شیٔ تمام قرآن میں بیاء تحتانی موجود ہے، سورہ کہف کے چوتھے رکوع میں [ولا تقولن لشای ءٍ انی فاعل] میں جو بیاء تحتانی ہے، چند مصحف میں الف لکھا ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: [illegible] واللّٰہ تعالیٰ اعلم

(مجموعہ فرخ آباد، ص ۵۰)

---

(۱) [illegible] باکم وھو سمیع علیم [illegible] (رزقها) پر وقف [illegible] (پالن پوری)

(۸۶۹) سورۂ فتح کے پہلے رکوع میں عَلَیْہُ پر پیش کیوں ہے؟

مسئلہ: یہ کہ سورۂ فتح کے پہلے رکوع کے آخر میں، عَلَیْہُ (۱) کے ہائے ضمیر کو پیش کس واسطے پڑھا جاتا ہے، حالانکہ اور سب مثالوں میں زیر موجود ہے۔

جواب: یہ قرأت اور وَمَآ اَنْسَانِیْہُ اِلَّا الشَّیْطٰنُ الخ کی قرأت حفص کی ہے قراء کے قاعدے میں کسی کو دخل نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۲)

(مجموعہ فتاویٰ ص ۵۰)

(۸۷۰) ضاد کا صحیح مخرج اور تلفظ کیا ہے؟

سوال: ضاد معجمہ مشتبہ الصوت ظاء معجمہ ہے، یا دال مہملہ، صحیح تلفظ کیا ہے؟

جواب ہر دو مسائل (۳) کا مدلل بدلائل شرعیہ ایسا ارقام فرمایا جائے، تاکہ کسی کو جائے اعتراض معقول باقی نہ رہے۔ بینوا توجروا۔

جواب: ضاد معجمہ نہ دال پر ہے اور نہ ظا ہے، بلکہ جدا حرف ہے، کہ سننے [سمجھنے] سے آتا ہے۔ پس جو لوگ اس کو ظا پڑھتے ہیں غلط کرتے ہیں، اور جو دال پڑھتے ہیں وہ بھی اس لفظ کے ادا کرنے میں خطا کرتے ہیں، مگر بہر حال حرف بنسبت دال کے ظا سے قریب ہے۔ پس جو شخص استادوں [کذا] قرأت سے درست کرلیوے، بہتر [ہے]، اور نہ اس طرح پڑھے کہ ظا نہ ہو جائے، اور دال بھی نہ ہو، سننے والا جان لیوے کہ ضاد پڑھتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ کلاں ص ۱۹۵-۱۹۶)

[نوٹ: ایک ضروری مسئلہ: ض، د، ظ۔ ہر سہ حروف جداگانہ ہیں بس ؟ ضمیمہ دوم میں ملاحظہ ہو۔ نور]

(۸۷۱) تحقیق قرأت ضاد:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین اس بارے میں: کہ دو شخص عامی ہیں، ایک حرف (ض) کو (ظ) پڑھتا ہے اور ایک (د) مفخمہ پڑھتا ہے، اور جو بجائے ضاد، ظا، پڑھتا ہے یہ کہتا ہے کہ امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ [نے] کیمیائے سعادت کی چوتھی فصل میں لکھا ہے

کہ فرق میان ض و ظ بجا آورد، اگر نتواند، روا باشد (۴)

ترجمہ: ضاد اور ظا کے درمیان فرق ظاہر کرے، اگر نہ کرے تب بھی جائز ہوگا۔ (ت، نور)

---

(۱) وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰھَدَ عَلَیْہُ اللّٰہَ فَسَیُؤْتِیْہِ اَجْرًا عَظِیْمًا (الفتح ۱۰)

(۲) "ھو" اور "ہ" ایک ضمیر ہیں اور ضمہ پر مبنی ہیں، کیونکہ تمام ضمیریں مبنی ہیں مگر "ہ" سے پہلے زیر آئے جیسے بہ یا ی ساکن آئے تو وہ زیر آتا ہے مگر اس قاعدہ سے یہ دو آیتیں مستثنیٰ ہیں، ایک علیہ اللہ دوسری انسانیہ۔ ان دونوں جگہوں میں حفص کی قرأت میں وصل اعراب ہے۔ دونوں صورتوں میں "ہ" سے پہلے ی ساکن ہے، پھر پہلی صورت میں ی سے پہلے زبر ہے اور دوسری صورت میں ی سے پہلے زیر ہے۔ (پالن پوری)

(۳) میں دو مسئلے مذکور تھے، یہاں ایک مسئلہ سوال میں سے لیا گیا ہے۔ دوسرا مسئلہ اپنے موقع پر علیحدہ آئے گا۔ (نور)

(۴) کیمیائے سعادت ص ۱۵۷ فصل چہارم در نماز (مطبع احمدی دہلی ۱۲۶۹ھ) (نور)

toobaa-elibrary.blogspot.com

اور تفسیر کبیر میں ہے

ثبت بما ذکرنا ان المشابھة بین الصاد والظاء شدیدة وان التمییز عسر، واذا ثبت ھذا فنقول لو کان ھذا الفرق معتبرا لوقع السؤال عنه فی زمان رسول اللہ ﷺ وفی ازمنة الصحابة، لاسیما عند دخول العجم فی الاسلام، فلما لم ینقل وقوع السؤال عن ھذه المسئلة البتة، علمنا ان التمییز بین ھذین الحرفین لیس فی محل التکلیف سقطه (١)

ترجمہ: جو ہم نے ذکر کیا اس سے ثابت ہوگیا کہ ضاد اور ظا میں بہت زیادہ مشابہت ہے اور دونوں کا باہمی امتیاز دشوار ہے، اور جب یہ ثابت ہوگیا تو ہم کہتے ہیں کہ اگر یہ فرق معتبر (اور قابل توجہ) ہوتا، تو اس کے متعلق [illegible] خصوص عجمیوں کے [illegible] میں داخل ہونے کے وقت۔ پس جب اس کا اس قسم کا [illegible] نہیں [illegible] معلوم ہوگیا کہ [illegible] میں فرق اور تمیز کرنے کا مکلف نہیں بنایا گیا (ت، نور)

اس سے معلوم ہوتا ہے [illegible] خارج کرنے کی اجازت ہے، جب نکال نہ سکے اور فرق نہ کرسکے، اور دال مفخمہ والا کوئی دلیل [illegible] نہیں [illegible] جو شرجیلا میں واقع ہے۔ اور ظا والا کہتا ہے کہ دال مفخمہ والے کے پیچھے نماز نہیں ہوتی کیونکہ جب اس حرف کا ضاد سے [اشتباہ ظا کے ساتھ ثابت ہوا جیسے

درمختار میں مفسدات الصلوٰة میں ہے

الا ما یشق تمییزہ کالصاد والظاء فاکثرھم لم یفسدھا الخ (٢)

ترجمہ: مگر وہ حرف [illegible] (ان میں باہم) امتیاز مشکل ہو جیسے [illegible] تو اکثر علماء [illegible] نماز فاسد نہ ہوگی۔ (ت، نور)

اور عالمگیری میں زلة القاری میں ہے

وان کان لا یمکن الفصل بین الحرفین الا بمشقة کالظاء مع الضاد والصاد مع السین (٣)

ترجمہ: اور دونوں حرفوں میں فرق ممکن نہ ہو مگر مشقت سے جیسے [illegible] (ت، نور)

---

(١) تفسیر کبیر ص ٩٣ ج [illegible] [illegible] [illegible] مطابق کردیا ہے۔ [نور]

(٢) درمختار [illegible] ص ٣٣ [illegible] ص ٣٣٣ [illegible] ص ٣٩٦ [illegible]

(٣) [illegible] عالمگیری ص ٩ ج [illegible] الفصل الخامس فی زلة القاری [illegible] خانه نورانی پشاور)

toobaa-elibrary.blogspot.com

اور اسی طرح کی عبارت فتح القدیر وغیرہ (من کتب الفقہ) میں واقع ہے، تو ان سے معلوم ہوا کہ ضاد اور ظا میں بہت مشابہت ہے، اسی واسطے ان دونوں میں فرق کرنے میں بہت مشقت ہے، ورنہ اگر دال مفخمہ کہا جائے، تو فرق میں کیا مشقت ہے، بلکہ بہت سہل ہے، جیسے ج اور ص میں سہل ہے اور شاہ عبدالعزیز صاحب نے تفسیر فتح العزیزی، جلد اخیر میں لکھا ہے:

قراء این دیار چنیں خوانند، کہ نہ بجائے ض، ض معلوم می شود ونہ بجائے ظ، ظ۔ انتہی بحاصلہ (۱)

اس علاقہ کے قاری اس طرح پڑھتے ہیں، کہ نہ ضاد کی جگہ ضاد معلوم ہوتا ہے، نہ ظا کی جگہ ظا۔ (ت۔ن)

اور مفتی عنایت احمد صاحب نے "البیان الجزیل" (۲) میں لکھا ہے، کہ ایک بلائے عظیم اس زمانے میں پھیلی ہے کہ ضاد کو دال مفخمہ پڑھتے ہیں، اور مولوی محمد یعقوب صاحب ابن مولوی مملوک علی صاحب نے فتوی دیا، اس پر کہ یہ حرف مشابہ ساتھ ظ کے ہے، نہ دال کے، تو جب اس حرف کا کمال اشتباہ ظ کے ساتھ ثابت ہوا، اور عامی کے واسطے شارع کی جانب سے اجازت ورخصت بوقت عجز کے، اداء اصل سے ظ پڑھنے کی ثابت ہوئی، جیسا کہ تفسیر کبیر سے معلوم ہوا، تو جو کوئی قصداً غلط پڑھے گا، اس کی نماز نہ ہوگی! تو فرمائیے کہ حق پر کون ہے؟

جواب: مکرما! اس فضول بحث میں بندہ پڑنا نہیں چاہتا، مگر آپ کا اصرار ہوا، تو اپنا عندیہ ظاہر کرتا ہوں، کہ ضاد کو اپنے مخرج کے ساتھ ادا نہ کرنے سے خراب ہونے والے دو فریق ہیں: ایک وہ جو بجائے ضاد کے ظا پڑھتے ہیں، تو یہ صاف ظاہر اور مُسلّم آپ کا ہے، کہ تبدیل حرف بجائے حرف اس میں ہوتی ہے، پس اگر یہ امر معذور سے بلا اختیار ہوتا ہے، کہ ارادہ ضاد کا اپنے مخرج سے کرتا ہے، مگر ادا نہیں ہوسکتا، تو تا تعلیم معذور ہے، اس میں بحث نہیں۔ اور جو عمداً ایسا کرتا ہے تو لاریب! تحریف وتبدیل کلام اللہ کی ہے، کیونکہ ضل کے معنی مباین ظل کے ہیں، اور ظفر کے معنی مخالف ضفر ض۔ ف۔ ا کے، پس اگر تبدیل معنی سے تحریف نہ ہووے گی، تو کیا ہووے گی؟ پس نہ معلوم کہ کس طرح کوئی مجوز اس کا ہووے گا، تو لازم ہے کہ نماز فاسد ہووے۔

دوسرا فریق جو ضاد کو دال پڑھتا ہے، تو واضح ہے کلام عرب میں، دال مفخم کوئی حرف نہیں، اور حرف ہجا انتیس میں، کوئی حرف دال پُر نہیں، اور نہ دال پر خود حرف دال ہے، کیونکہ دال سے یہ دال پُر جداگانہ ہر طرح سے ہے، پس دال پُر محض تعبیر ہے، اس ضاد سے کہ کنارہ زبان کا اَضراس سے نہ ملا، اس کے ادا میں اور زبان اطباق میں، تالو کے ساتھ بشدت لگ گئی، پس یہ فی الحقیقت دال

(۱) تفسیر عزیزی پارہ عم تحت قولہ تعالی وما ہو علی الغیب بضنین (سورۃ التکویر آیت: ۲۴ (مطبع محمدی لاہور ۱۲۹۴ھ) [نور]

(۲) مولانا مفتی عنایت احمد صاحب کے الفاظ یہ ہیں:

"ایک بلائے عام اس زمانہ میں یہ ہوئی ہے کہ ضاد کو بصورت دال کے پڑھتے ہیں، مشتبہ الصوت دال کا اسے کردیا ہے کہ دال نہیں، دوپر ہے۔ سو یہ بات جملہ کتب قرأت اور تفسیر فقہ کے خلاف ہے۔ سب کتابوں میں ض کا مشتبہ الصوت ہونا ظ سے ثابت ہوتا ہے، نہ دال سے۔ البیان الجزیل ومقصود القاری وغیرہ (چہار رسائل قرأت) ص: ۴۔۵ (مطبع بہار کشمیر، لاہور: ۱۲۹۹ھ) نیز شامل بست رسائل قرأت ص: ۳۔۴ (طبع قیومی کان پور: ۱۳۱۵ھ) [نور]

toobaa-elibrary.blogspot.com

نہیں، بلکہ ضاد [illegible] نقصان [illegible] ناقص مخرج سے نکلتا ہے، سو وہی ہو، اور دال پر محض تعبیر و بیان ہے، کیونکہ دال پر کوئی حرف نہیں، کہ تبدیل حرف و تحریف کلمہ کا اطلاق درست ہو، [illegible] ایسا ہی ہے کہ کوئی خا کو دال پڑھے بلا تفاوت، کیونکہ نہ دال پر کوئی حرف ہے نہ [illegible] محض تعبیر [illegible] پڑھنے [illegible] تحریف کلام اللہ کی نہیں ہوئی، البتہ نقصان ادا ہوا ہے، [illegible] ایسا پڑھنا بے شک ناجائز ہے، [illegible] خراب ہے، مگر نہیں کہ تحریف ہو و نماز کا فساد ہو، اور تغیر معنی کا پیدا ہو کر خرابی لاوے، جیسا کہ ضاد کو ظا پڑھنے میں یہ خرابی [illegible]۔

کیونکہ ضاد کے ظا پڑھنے میں [illegible] جانتا ہے کہ کلام بدل گئے، معنی بدل کر کلام خراب ہو گیا [illegible] ضاد کو دال پڑھنے میں بھی ایسا ہی حکم ہے، مگر ضاد کو دال پڑھنے میں سامع جانتا ہے کہ متکلم نے ضاد ہی کہا ہے مگر نقصان ادا ہوا ہے، تو [illegible] فساد معنی ہوا اور [illegible] نماز فاسد ہوئی، اور نقصان ادا [illegible] بھی [illegible] تمام حروف میں یہی حال ہوگا اور سوائے [illegible] تجوید کے کسی کی نماز نہ ہوگی [illegible] جو [illegible] شرع میں نہیں دیا گیا، پس کم [illegible] ادا اور [illegible] سب کا اشتراک [illegible] سے [illegible] تعیین کا [illegible] موجب [illegible] ضاد کو دال پر پڑھنے میں موجود ہے اور [illegible] تبدیل حرف نہیں [illegible] کیونکہ [illegible] کوئی حرف ہی نہیں، دو خا پڑھنے میں ہرگز یہ امر نہیں، کیوں [illegible] تبدیل حرف ہے [illegible] ضاد و خا مشترک [illegible] تغیر معنی اور اشتباہ معنی [illegible] جب کہ [illegible] کی اجازت ہے بزعم سائل، تو [illegible] طریق [illegible] جائز ہوئی، کیونکہ تبدیل سے نقصان ادا [illegible] جیسے تمام حروف میں ایسا ہی ہے۔ پس [illegible] بندہ [illegible] غور [illegible] انصاف [illegible] قبول فرماوے، اور جو [illegible] اس میں پیدا ہوتے ہیں، وہ اس ہی مجلس کے غور سے رفع ہو سکتے ہیں۔

[illegible] سائل کے [illegible] کا جواب [illegible] (ی) نہیں [illegible] لکھتا ہوں، کہ فرصت تطویل نہیں، اور شغب میں مفید نہیں، انصاف میں حاجت نہیں۔

[illegible] میں فرق [illegible] معاف [illegible] یہ درست ہے، کہ گو مخرج ضاد و ظا کا جدا ہے [illegible] صفات [illegible] بھی اول تو سہل نہیں، عوام سے ادا کرا کے دیکھنا چاہئے [illegible] درصورت دال پر لازم نہیں آتی۔ اور وجہ مذکر [illegible] مخرج میں بھی صفت میں بھی، اس واسطے دال پر پڑھنے کا اس وقت [illegible] سو یہ بھی مسلم ہے کہ دال سے ضاد کو بعد ہے اور [illegible] کے سبب، بسبب نقصان ادا کے لازم نہیں آتی۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

[illegible]

الحاصل [illegible]

[illegible] مسئلہ میں [illegible] قرأت [illegible]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ

(۸۷۲) ضاد کی ادائیگی قراء سے سنی چاہیے

[illegible]

(مجموعہ فتاویٰ [illegible])

[illegible]

(۸۷۳) وَلَوْ يَرَى الَّذِينَ ظَلَمُوا کی صحیح قرأت، نحوی ترکیب اور ایک اہم اعتراض کی تحقیق

[illegible]

ولو یری الذین ظلموا [illegible] الذین ظلموا [illegible]

[illegible]

[illegible] القوة [illegible]

[illegible]

نہیں، بچھ بہاں۔ وفی القراءۃ ۵ یری، لتحتانیۃ اور اس قراءت پر اگر فاعل ضمیر سامع کی ہو تو بھی رویت بصری ہے اور سب معنی مثل سابق کے ہوں گے، اور جو الذین ظلموا فاعل بناویں تو اب رویت علمی کہتا ہے، اگر جانتے ظالموں اور ان القوۃ للہ کو قائم مقام دو مفعول کا اور اذ یرون العذاب کو ظرف مثل سابق کے، بمعنی رویت بصری۔ پس معنی یہ ہوئے اگر جانتے ظالمین کہ قوت سب حق تعالیٰ کو ہے وقت دیکھنے عذاب کے اور جواب محذوف۔ پس اذ یرون العذاب کا ظرف ہونا اشعار ہے اور یہی اس میں اشکال ہے۔

سو اگر اذ یرون العذاب کو مع ما بعد ان القوۃ و اس کا بدل بنایا جاوے تو معنی درست ہو جاتے ہیں، اس طرح اگر جانتے ظالم وقت دیکھنے عذاب کو اس کو کہ قوت سب حق تعالیٰ کو ہے اور اس کا عذاب شدید ہے تو اور لو کا جواب محذوف ہے، اب کچھ خدشہ نہیں اور دوسری توجیہ بھی ممکن ہے، نہیم کو یہی کافی ہے۔

(مجموعہ کلاں ص ۱۷۹-۱۸۰)

(۸۷۴) ذٰلِکَ نَتْلُوْهُ عَلَیْکَ مِنَ الْاٰیٰتِ وَالذِّکْرِ الْحَکِیْمِ کی نحوی ترکیب؟ الآیات اگر حال متلو کی ضمیر سے واقع ہوگا تو عامل ذلک ہے گو نہیں ہو سکتا، لہٰذا عندی یہاں عبارت حذف ہو رہی ہے، اور غلطی کاتب ہوئی۔ سو اس طرح عبارت ہے من الآیات حال اور نتلوہ حال، عامله مافی ذلک من معنی الاشارۃ، الخ (۱) (مجموعہ کلاں ص ۸۰)

(۸۷۵) عن الیمین والشمائل میں یمین مفرد اور شمائل جمع کیوں ہیں؟ اور آیت یتفیؤ الخ میں وجوہ جمع شمائل و افراد یمین کی تفسیر کبیر میں مذکور ہیں (۲) وہیں سے طلب کر کے دیکھ لیویں۔ ایک وجہ یہ ہے کہ یمین جانب مشرق کو قرار دیا ہے، سو مخرج ظل واحد ہے اور پھر مغرب کی طرف جانے میں بدلتا چلا جاتا ہے، لہٰذا شمائل کو جمع فرمایا۔

اور وہی تقریر آیت شهدۃ بیکم (۳) کی لکھ نہیں سکتا ہوں، اور حق یہ ہے کہ یہ بھی جو لکھا ہے خوب بسط اس کی زبانی ہو سکتی ہے تحریر میں بسبب عدم فصاحت نہایت قاصر ہوں لکھنا بہت دشوار ہوتا ہے۔ فقط والسلام

... جواب ... فرمائیں۔ (مجموعہ کلاں ص ۱۸۰)

---

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

(۳) [illegible]

(٨٧٦) بسم اللہ قرآن کریم کا جز ہے یا نہیں؟ سوال

[illegible]

[illegible] بسم اللہ جہر سے پڑھتے ہیں۔

جواب: [illegible]

[illegible]

(٨٧٧) سورہ ملک کا توریت میں نازل ہونا کس حدیث میں ہے؟ سوال

[illegible]

جواب: [illegible]

(٨٧٨) آیت شریف يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ کا کیا مطلب ہے؟ سوال

[illegible] يوم يكشف عن ساق ويدعون الى السجود [illegible]

جواب: [illegible]

(٨٧٩) إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ میں بعض کی قید کیوں لگائی ہے؟ سوال

[illegible] كثيرا من الظن ان بعض الظن اثم [illegible]

[illegible] بعض گمان بد ہے [illegible]

[illegible]

جواب: اگر کوئی محلہ میں بیٹھا ہو تو زنا کا گمان کرنے والا گنہگار نہیں، کہ دلیل بدکاری اس پر موجود ہے۔ گمان بد وہ برا ہے کہ وہم سے اختراع کرے، ورنہ ظاہر خراب پر گمان ہوتا ہی ہے، کہ ظاہر برائی ہے، ایسا گمان اثم نہیں۔

(بدست خاص، سوال ۴۰)

(۸۸۰) وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا کا کیا مطلب ہے؟

سوال: سورہ احقاف میں آیت حملہ وفصالہ ثلثون شہرا (۱) کا کیا مطلب ہے، آیا تیس مہینے مع حمل کے، دودھ چھڑانے کے ہیں یا علاوہ حمل کے۔

جواب: اس آیت میں چھ ماہ ادنیٰ مدت حمل کی ہے اور دو سال مدت رضاعت کی، اور یہی رائے مفتیٰ بہ ہے۔ فقط

(بدست خاص، سوال ۱)

(۸۸۱) حمأ مسنون میں عناصر اربعہ کیسے پیدا ہو گئے؟

سوال: انسان حماء مسنون سے بنا ہے (۲) تو پھر چار عنصر کہاں سے اور کیوں کر ہوئے ہیں؟

جواب: حماء کے معنے گارے کے ہیں۔ [illegible] عنصر ہے دوسرا جزء ہے حماء بدون پانی کے نہیں ہوتا، دو یہ ہوئے اور دو بعد خمیر کے باقی عناصر پیدا ہوئے، چار رکن ہوگئے۔ (مر) اگر کوئی کہے کہ یہ دو لازمی رہیں (۳) کی ہے تو یہ معنی نہیں ہوئے، کہ اس میں گوشت روٹی اور دھوئے نہیں۔ فقط

(بدست خاص، سوال ۵۶)

(۸۸۲) ہاروت وماروت کا قصہ کس حد تک صحیح ہے؟

سوال: قصہ ہاروت وماروت کے عاشق ہونے اور چاہ بابل میں معذب ہونے کا جیسا کہ حضرت عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر عزیزی میں لکھا ہے، کہ صحیح ہے، آنجناب کے نزدیک بھی صحیح ہے یا نہیں؟

جواب: جس قدر شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ (۴) نے لکھا ہے وہ صحیح ہے اور جس قدر لوگوں نے بڑھایا ہے وہ غلط ہے۔ مگر بعض مفسرین نے متعدد صحابہ سے مطلقاً اس قصہ کا انکار کیا ہے، (۵) اس کو شاہ عبدالعزیز و دیگر بعض محققین نے رد کیا ہے۔ (۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

(بدست خاص، ص ۵۶)

---

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

(۳) [illegible]

(۴) [illegible]

(۵) تفسیر بیضاوی [illegible] المراد بهما الزهرة فحملتهما على المعاصي والشرك ثم صعدت [illegible] لا يخفى على ذوي البصائر ص ۵۵ (مطبع میمنیہ، مصر)

(۶) [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۸۸۳) سورتوں کے فضائل میں الگ ہی ثواب مراد ہے۔

… حاصل ہوتے … بہت … سے …

(۸۸۴) تین دن سے کم میں ختم قرآن کیسا ہے؟

سوال: …

جواب: کراہت کسی حدیث میں ثابت نہیں، بلکہ یہ ہے کہ (اکثر) ایسے پڑھنے میں فہم تام حاصل نہیں ہوتا اور پھر اس میں ثواب [نہیں] بلکہ کراہت ہے۔( ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ (مجموعہ فرخ آباد ص ۵)

(۸۸۵) قرآن پاک پڑھاتے ہوئے تسبیح اور ذکر میں مشغول ہونا؟

سوال: قرآن پڑھاتے ہوئے مثل تسبیح وتہلیل، اگر پڑھے جائیں جائز ہے، یا نہیں؟ بینوا توجروا

جواب: معلم قرآن پڑھانے میں مشغول (ہو) دوسرے کام میں نہ ہو۔ قرآن سے بہتر کوئی ذکر نہیں۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ الراجی رحمۃ اللہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مجموعہ کلاں ص ۴۴-۴۶)

(۸۸۶) اگر قرآن شریف ہاتھ سے گر جائے تو اس کے بدلہ میں صدقہ کرنا؟

سوال: قرآن مجید اگر ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گر جائے، تو اس کے بدلے اس کے برابر غلہ صدقہ کرنا، کیسا ہے؟

جواب: قرآن شریف کے زمین پر گر جانے کا کفارہ، غلہ مساوی دینا کہیں مذکور نہیں، جہلاء کا قاعدہ تراشیدہ ہے۔ البتہ اپنی غلطی پر توبہ کرنا، کچھ صدقہ کر دینا، بلا قید بہتر ہے۔ فقط

(بدست خاص، ص ۳)

(۸۸۷) قرآن کریم کی جلد کسی اور کتاب میں لگانا؟

سوال: بعض شخصوں نے قرآن مجید بوسیدہ اور ردی بیکار سمجھ کر، یہ یوں سمجھ کر کہ شاید کوئی پڑھے، مسجد میں رکھ دیئے ہیں، اور فی الواقع وہ قرآن مجید ایسے ہی ہو گئے ہیں کہ بیکار رکھے ہو گئے ہیں، اگر ان کی جلد کچھ کام کی ہو، تو اس کو ان سے علیحدہ کرنا اور کسی کتاب میں لگا لینا غنی (مالدار) کو جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: قرآن شریف کی جلد کو باجازت مالک، قرآن شریف میں لگا دینا جائز ہے اور کتاب میں لگانا، نادرست۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(بدست خاص، ص ۷)

(۸۸۸) قرآن شریف پر سادہ ورق رکھنا؟

سوال: قرآن مجید پر کتاب یا کاغذ سادہ رکھنا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: چھونا رکھنے بے ادبی ہے، مگر قرآن کا ورق رکھنا درست ہے۔ بس (بدست خاص سوال ۵۷)

( ) روی عن عبداللہ بن عمرو عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لم یفقه من قرأ القرآن فی أقل من ثلاث رواہ الترمذی فی کتاب القرات رقم الباب ۱۳ باب ماجاء ان القرآن أنزل علی سبعة أحرف ص ۹۰ صحیحہ رقم الحدیث ۲۹۴۹ بہ کمال یوسف الحوت [دار الکتب العلمیة، بیروت] نیز ترمذی باب [illegible] ص ۲۳ [illegible] [نور]

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۸۸۹) اجرت دے کر ایصال ثواب کے لئے یا تراویح میں قرآن شریف پڑھوانا؟ سوال: حافظ یا مولوی کا قرآن پڑھانے یا سنانے .یا پڑھوا کر مردوں کو ثواب بخشوانے کے واسطے نوکر رکھنا یا کچھ دینا، کیسا ہے؟

جواب: قرآن شریف جو اجرت دیکر، ثواب کے واسطے پڑھنا پڑھانا، جائز نہیں ہے۔نہ پڑھنے والے کو ثواب ہوگا ،نہ پڑھوانے والے کو ثواب ہوگا۔اسی طرح تراویح میں دینا، لینا، ناجائز ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(بدعت خاص، ص ۵۹)

(۸۹۰) تراویح میں قرآن سننے میں بہر حال ثواب ہے: سوال: یہ کہ جب نماز میں قرآن پڑھنے پر اجرت لینا جائز نہیں ہے، تو ایسے شخص سے مقتدیوں کو قرآن سننے کا ثواب کس طرح ہوگا، کیونکہ وہ اگر اس طرح سننا موقوف کریں، تو قاری اس فعل حرام سے محفوظ رہے، پس گویا وہ لوگ اس گناہ کے کرنے میں، اس کی مدد کرتے ہیں؟

جواب: قرآن کا سننا بہر حال ثواب ہے، اس پر اجرت دینا برا ہوتو ہو، مگر اجرت لے کر پڑھنے پر ثواب نہیں، کہ اس کی نیت مالِ دنیا ہے فقط

(مجموعہ فرخ آباد ص ۲۴-۳۱)

(۸۹۱) ہندو کو آیاتِ قرآنی کا تعویذ دینے کا حکم؟ سوال: اگر ہندو کو کوئی آیت قرآن مجید کی لکھ کر تعویذ کردے، تو جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: اگر بے ادبی کا اندیشہ نہیں تو درست ہے اور جو اندیشہ ہو تو درست نہیں۔

(بدعت خاص، سوال ۱۵۲)

(۸۹۲) جس قرآن مجید پر کپڑے کی چولی چڑھی ہوئی ہو اس کو بے وضو ہاتھ لگانا؟ سوال: جس قرآن مجید پر کپڑے کی چولی چڑھی ہوئی ہو، اس کو بے وضو ہاتھ لگانا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: درست نہیں۔فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

(بدعت خاص سوال ۳۱)

(۸۹۳) قرآن شریف کی منسوخ التلاوۃ آیتوں اور احادیث قدسی کو جنابت کی حالت میں، یا بغیر وضو کے، چھونے کا حکم؟ حامداً مصلیاً و مسلماً .اما بعد! عرض یہ ہے کہ احقر کے عریضہ کا جواب جو آپ نے شدت مرض میں تحریر فرمایا تھا، پہنچا، اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرماوے۔اب اپنی خیر و عافیت سے اطلاع دیجئے، غالباً اب تو صحت کامل ہوگئی ہوگی، میرا عریضہ اگر خدانخواستہ کبھی زیادہ پریشانی کی حالت میں پہنچے، تو تحریر جواب کو تخفیف اور اطمینان پر موقوف فرمایا کیجئے۔میں آپ کی اس تکلیف کا بہت ممنون اور مشکور ہوں کہ آپ میرے ہر عریضہ کا جواب بہت جلد تحریر فرمایا کرتے ہیں۔

اب چند مسائل پھر عرض کرتا ہوں، اور بشرط خیریت جواب شافی کی تکلیف دیتا ہوں

سوال: اول وہ آیتیں جو منسوخ التلاوۃ ہیں اور وہ حدیثیں جو سوائے قرآن شریف کے پیغمبر علیہ السلام نے خدا سے نقل کی ہیں۔ ان آیات اور حدیثوں کو اور قرآن شریف کی آیت کے ترجمہ کو بے وضو ہاتھ لگانا اور جنابت میں پڑھنا جائز ہے، یا نہیں؟ اور ایسی حدیثوں کے مطلب خدا کی طرف سے ہیں، یا الفاظ بھی خدا کی طرف سے ہیں۔ جیسے یہ حدیث شریف ہے یا عبادی کلکم ضال الامن ھدیتہ (۱) اور سجدہ کی آیت کا ترجمہ پڑھنے سے سجدہ واجب ہوتا ہے، یا نہیں اور تفسیر کا چھونا بے وضو جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! قرآن منسوخ التلاوۃ کا مس بلا وضو اور قرأت جنابت میں ناجائز ہے، کہ کلام اللہ وہ بھی ہے، اور حدیث قدسی کا حکم حدیث کا حکم ہے، قرآن کا حکم نہیں، الفاظ اس کے فخر عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہیں۔ تفسیر کا مس بلا وضو مکروہ ہے، اور ترجمہ آیت سجدہ پڑھنے سے سجدہ واجب ہوتا ہے۔ (مجموعہ فتاویٰ ۳۹۰، ۵۰، ۸۱)

(۸۹۴) جس کاغذ پر قرآن شریف کی آیت لکھی ہوئی ہے، اس کو بلا وضو ہاتھ لگانا؟ **سوال:** جس کتاب یا تفسیر میں اکثر آیات قرآنی ہوں، اس کو ہاتھ لگانا جائز ہے، یا نہیں، بے وضو؟

جواب: بلا وضو اس کو ہاتھ لگانا مکروہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم رشید احمد گنگوہی

(بدست خاص ص ۷۹)

(۸۹۵) جس کاغذ پر قرآن شریف کی آیات یا حدیث لکھی ہوں، ان کا جلانا؟ **سوال:** جس کاغذ پر آیت قرآن و حدیث لکھی ہو، اور اس کی بے ادبی ہوتی ہو تو اس کا جلانا جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: اس طرح جلاوے ادب کے ساتھ، اور راکھ اس کی محفوظ رہے، اس راکھ کو جاری پانی میں ڈال دیوے، یا دفن کر دیوے۔ (بدست خاص سوال ۱۲۲)

(۸۹۶) سجدۂ تلاوت میں طہارت شرط ہے! سجدہ تلاوت میں طہارت کا شرط ہونا در مختار (۲) وغیرہ کتب فقہ میں ہے، اور زرقانی شرح موطا میں ابن عبد البر سے طہارت کا شرط ہونا سجدہ تلاوت کے واسطے، با جماع لکھا ہے۔

---

(۱) [illegible] یا عبادی انی حرمت الظلم علی نفسی وجعلتہ بینکم محرما فلا تظالموا یا عبادی کلکم ضال الا من ھدیتہ فاستھدونی اھدکم الحدیث رواہ مسلم فی کتاب البر والصلۃ، باب تحریم الظلم (۲۵۷۷) [illegible] مسلم شریف کتاب مذکور باب مذکور ج ۲ ص ۳۱۹ مجتبائی دہلی ۱۳۰۹ھ

(۲) [illegible] شروط الصلاۃ المتقدمۃ خلا التحریمۃ [illegible] الا ان لا یجد ماء [illegible] (انور)

toobaa-elibrary.blogspot.com

[illegible] عبداللہ [illegible] طہارت شرط نہیں مگر [illegible] عبداللہ [illegible]
[illegible] رفاقی سے نقل کرتا ہوں:

(۸۹۷) ڈھیلے سے استنجاء کرتے وقت قرآن کریم کی تلاوت اوراذکار کا حکم؟

سوال [illegible]

[illegible] آیت [illegible] یا نہیں؟

جواب [illegible] حالت [illegible]
[illegible] واللہ اعلم [illegible]

(۸۹۸) اگر جنبی آیت پڑھ کر پھونک دے تو کیا حکم ہے؟

سوال [illegible]
[illegible] قرآن مجید [illegible]

جواب [illegible]

(۸۹۹) جنبی، بچوں کو قرآن کریم کے سبق پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟

سوال [illegible]
[illegible]

جواب [illegible] واللہ تعالیٰ اعلم [illegible]

(۹۰۰) جنبی کو بسم اللہ پڑھ کر کھانا کھانا؟

سوال [illegible]

جواب [illegible]

(۹۰۱) حائضہ اور نفاس والی عورتوں کے قرآن مجید کو ہاتھ لگانے کا حکم؟

سوال [illegible] قرآن مجید [illegible] ہاتھ لگانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب [illegible]
[illegible]
[illegible]

واللہ اعلم

[illegible]

(٩٠٢) حالت جنابت میں ذکر کی نیت سے اور تلاوت کی نیت سے قرآن شریف پڑھنے میں، کیا فرق ہے؟ سوال: حالت جنابت میں جو لکھا ہے کہ اگر ذکر کی نیت سے قرآن کی کوئی آیت پڑھی، تو درست ہے، اور اگر تلاوت کی نیت سے پڑھی تو درست نہیں، اس کا کیا مطلب ہوا؟ یعنی ذکر کی نیت کس طرح ہوتی ہے، اس کی تشریح چاہئے۔

جواب: ذکر کی نیت، اس آیت میں ہوتی ہے کہ جو دعا کے واسطے ہو، جیسے کہ بسم اللہ یا دعا کے واسطے پڑھتا ہے، جیسے ربنا اٰتنا فی الدُّنیا حسنةً وَّفی الاٰخرة حسنةً وَّقنا عذاب النّار

(بدست خاص سوال ١٥٠)

(٩٠٣) فرشتوں کو قرآن پاک کے سننے کا شوق؟ سوال: یہ جو لکھا ہے کہ فرشتگان آدمیوں سے مشتاق سننے قرآن مجید کے ہوتے ہیں، کیونکہ ان میں یہ صفت نہیں ہے، حالانکہ جبرئیل علیہ السلام دور کرتے تھے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے؟

جواب: اس مشہور کی کوئی اصل نہیں، بلکہ اصل یہ ہے کہ قرآن کا مدت تک شوق استماع ہے کہ اس کی برکات سے وہ خوب واقف ہیں۔ فقط

(بدست خاص سوال ١٣١)

(٩٠٤) لوح محفوظ کا عرش سے اوپر ہونا ثابت نہیں! سوال: حامداً ومصلیاً، بعد عرض یہ ہے کہ بہت دنوں سے آپ کی خیریت معلوم نہیں ہوئی، آپ اپنے مزاج کی کیفیت سے اطلاع دیجئے اور چند سوالات کا جواب تحریر فرمائیے۔ اور امیدوار ہوں کہ میرے سوالات کا جواب مفصل رقم تحریر فرمایا کیجئے، جیسے آپ پہلے تحریر فرمایا کرتے تھے، یہ اس لئے کہ میں نابینا اور معذور ہوں، اور یہاں میں جن لوگوں سے لکھنے پڑھنے کا کام لیتا ہوں، وہ کم استعداد ہیں، طریقہ جدیدہ میں ان کو پڑھنا دشوار ہوتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ متفق علیہ حدیثوں میں ثابت ہے کہ لوح محفوظ عرش کے اوپر خدا کے پاس ہے (رواہ الشیخان)(١) اور تمام قرآن کا لوح محفوظ میں ہونا سورہ بروج کی آخری آیت سے ظاہر ہے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سورۂ فاتحہ جو ام القرآن ہے اور آیت الکرسی جو آیتوں کی سردار ہے، یہ دونوں چیزیں بھی مع دیگر لوح محفوظ میں عرش کے اوپر ہیں، مگر آیت الکرسی کی فضیلت میں

---

(١) [illegible]

[illegible]

جزء ٩، ص ١٢٨، رقم الحدیث ٥٥٣٣، مکتبة الریاض الحدیثة، بر مجر ١٣٠٢ھ ١٩٣٨ء. [انور]

toobaa-elibrary.blogspot.com

امام احمد نے روایت کیا ہے کہ وہ اس خزانہ میں سے نازل ہوئی ہے، جو عرش (۱) کے نیچے ہے اور اسی طرح سورۂ فاتحہ اور سورۂ کوثر اور خاتم سورہ بقرہ کے فضائل میں منقول ہے۔ اس فضیلت کو پہلے مضمون کے ساتھ ملانے سے، بظاہر عجیب تعارض معلوم ہوتا ہے، لہٰذا جواب شافی کی ضرورت ہے۔

جواب : از بندہ رشید احمد عفی عنہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

آپ کا خط آیا، بندہ اب بعد مدت کے صحت یاب ہوا ہے۔

جواب سوال یہ ہے کہ بخاری و مسلم میں کہیں یہ نہیں لکھا کہ لوح محفوظ بالائے عرش ہے، (۲) نہ معلوم آپ کو کس نے یہ سنا دیا ہے۔ پس جب لوح کا بالائے عرش ہونا ثابت نہیں، تو کوئی تعارض نہیں، نہ جواب وتوجیہ کی حاجت ہے۔ فقط

(مجموعہ فرخ آباد ۳۳-۳۶)

(۹۰۵) فرشتوں کو سہو ونسیان ممکن نہیں:

سوال: فرشتوں میں سہو اور نسیان کا جائز یا ممتنع ہونا، شریعت میں ثابت ہے، یا نہیں، اور ثابت ہے تو ثبوت کیا ہے؟

جواب: نسیان مرض ہے، مادہ ضعف دماغ کے سبب اور ملائکہ اس سے پاک ہیں:

لایعصون اللہ ما امرھم. نافرمانی نہیں کرتے اللہ کی جو بات فرمائے ان کو، اور وہی کام کرتے ہیں جو ان کو حکم ہو۔ (ترجمہ شیخ الہند)

(الآیۃ التحریم. ۶۱)

کالفظ اس کو خود بیان کرتا ہے۔

(مجموعہ فرخ آباد ص: ۳۹-۴۱)

---

(۱) یہ روایت مسند احمد کے حوالہ سے راقم کو نہیں ملی، مسند احمد کی روایت میں خواتیم سورۂ بقرہ اور دوسری آیتوں کا ذکر ہے۔ مگر مذکورہ سوال میں جس طرح چاروں آیتوں کا یکجا ذکر کیا گیا ہے وہ طبرانی اور ابوالشیخ کی روایت ہے، جس کو ضیاء نے بھی حضرت ابوامامہ سے نقل کیا ہے، کنز العمال میں ہے: اربع انزلت من کنز تحت العرش ام الکتاب وآیۃ الکرسی وخواتیم البقرۃ والکوثر. رواہ الطبرانی وابوالشیخ والضیاء عن ابی امامہ. کنز العمال ص: ۵۵۸ ج: ۱۔ رقم الحدیث ۲۵۰۴۔ (بیروت: ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵م) [نور]

(۲) صحیحین کی جو روایت سائل نے ذکر کی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں: لما قضی اللہ الخلق کتب کتاباً فھو عندہ فوق عرشہ: ان رحمتی سبقت غضبی (مشکوٰۃ کتاب الدعوات ص: ۲۰۶-۲۰۷ جلد اول [عکس اصح المطابع رشیدیہ دھلی] نیز ص: ۹۳۲ جلد دوم رقم الحدیث: ۲۳۶۴ ت: رمضان بن احمد بن علی، باب سعۃ رحمۃ اللہ. الفصل الاول [مکتبۃ التوبۃ، دار ابن حزم بیروت. ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۳ء] اس حدیث کی شرح میں ملا علی قاری نے لکھا ہے: عندہ ای عندیۃ المکانۃ لا عندیۃ المکان، لتنزھہ عن سمات الحدثان، ج: ۵ ص: ۱۵۱، [مکتبہ امدادیہ. ملتان مغربی پاکستان بلا سنہ] یعنی عرش کے اوپر ہونے کا مطلب بلند مرتبہ میں ہونا ہے، جگہ کے اعتبار سے عرش پر ہونا مراد نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ مخلوق کی صفات سے منزہ ہیں اور حضرت گنگوہیؒ نے کتاب سے لوح محفوظ مراد نہیں لی، بلکہ ایک پرچہ مراد لیا ہے جس میں ان رحمتی سبقت غضبی لکھا ہوا ہے، جیسا کہ آگے صفحہ نمبر: ۳۰ پر آ رہا ہے۔ پس لوح محفوظ عرش کے نیچے ہوگی۔ (پالن پوری)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۹۰۶) عشاء کے بعد سورۂ دخان اور سورۂ ملک نماز میں یا بغیر نماز کے پڑھنا، کیا بہتر ہے؟ **سوال** بعد نماز عشاء اگر سورۂ سجدہ، دخان، (و) ملک بہ نیت وظیفہ نوافل میں پڑھے، تو افضل ہے یا نہیں؟

جواب: نوافل میں سورۂ دخان و سورۂ ملک کا پڑھنا بعد عشاء کے افضل ہے، خارج صلوۃ پڑھنے سے، مگر بدیں وجہ کہ ان سورتوں کا پڑھنا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے خارج صلوۃ ثابت ہوا ہے، بایں وجہ خارج صلوۃ پڑھنا اولیٰ ہے، اتباعاً بعبدہ علیہ الصلوۃ والسلام فقط، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۱) (مجموعہ کلاں ص ۱۴۴-۱۴۵)

(۹۰۷) اعراف کی حقیقت؟ **سوال** سورۂ اعراف میں آیت

وبينهما حجاب وعلى الاعراف رجال — اور دونوں کے بیچ میں ہوگی ایک دیوار اور اعراف کے

يعرفون كلًّا بسيماهم — اوپر مرد ہوں گے کہ پہچان لیں گے ہر ایک کو اس کی

(اعراف ۴۶) نشانی سے (ترجمہ شیخ الہند)

ہے، اس کا کیا مطلب ہے؟ یعنی جب کہ اعراف ایک جگہ ہے کہ جہاں بہشت کی بہار اور دوزخ کی نار دونوں پہنچتی ہیں، کیونکہ دونوں کے درمیان ہے، تو وہاں کے ساکنان خود تو عذاب سے مامون نہیں اور دوسروں کو کیوں کر پہچانیں گے، کہ یہ بہشتی ہے اور وہ دوزخی ہے؟

جواب: ہمارے گھر میں اور پڑوسی کے گھر میں دیوار حائل ہے، ایک گھر کا حال دوسرے کو معلوم نہیں، مگر جو دونوں گھروں کے مابین ایک ایسا اونچا مکان ہو یا دیوار ہو کہ دونوں طرف دونوں کا حال دیکھ سکے، تو کون اشکال ہے۔ ایسے ہی مابین جنت و دوزخ کے اعراف دیوار بلند ہے۔

(۹۰۸) ساکت وناطق میں تعارض نہیں ہوتا، مثبت ونافی میں ہوتا ہے: **مسئلہ:** ترمذی (۲) نے سورۂ طلاق کی تفسیر میں [illegible] بلکہ سورۂ حدید کی تفسیر میں [illegible] کہ سات زمینیں آپ نے شمار فرمائیں، اور ساتویں

---

(۱) [illegible] ... اور حضرت گنگوہی نے ... کا ثواب اور یہ دونوں فضل کرنا ممکن ہے کہ ... [illegible]

(۲) الترمذي، كتاب تفسير القرآن، [illegible] رقم الحديث ۳۲۹۸، [illegible] كمال يوسف الحوت، [دار الكتب العلمية، بيروت] [illegible] مطبع مجتبائی میرٹھ ۱۳۴۲ھ۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

[illegible]

احادیث شریفہ سے متعلق چند مباحث

(۹۰۹) صحیح مسلم کی ایک روایت کی نحوی ترکیب؟

[illegible]

جواب

[illegible]

---

۱ [illegible]

[illegible]

(۹۱۰) صحیح مسلم کی حدیث کالذی قال الاول کا مطلب؟

سوال: حدیث عروۃ ذی قرد (واقع صحیح مسلم) میں ہے کہ سلمہ بن اکوع [illegible] کو آپ نے ڈھال دی تھی، انہوں نے اپنے چچا کو دیدی، آپ نے فرمایا انک کالذی قال الاول اللّٰھم ابغنی حبیبًا ھو احب الی من نفسی) یہ الذی کون ہے اور قول ترکیب میں کیا ہے؟ غرض اس کے کیا معنی ہیں؟

جواب: بقلم مولانا محمد یحییٰ صاحب کاندھلوی: انت کالذی قال الاول یعنی اس الذی میں وضع مظہر (مقام) مضمر ہے۔ ای انت مصداق ماقال (ای قائل) تو قائل قال کی جگہ ول [illegible] رکھ دیا کہ اس قائل کا زمانہ اول میں ہونا منصوص ہو جاوے۔ پس معنی یہ ہوئے انت کالذی قال قائل یا یہاں فیہ مقدر ہو تو ضمیر الذی محذوف ہوئی اور قال کا قائل اول بلا تکلف ہوگا۔ (۲)

الطرائف والظرائف (بیاض تھیم الامت تھانوی) ص ۳۰، طبع مطبع تھانہ بھون، ۱۹۲۹ء)

(۹۱۱) اساف ونائلہ کے متعلق روایت کی تحقیق؟

سوال: حدیث اسلام ابوذر غفاریؓ (۳) میں

---

(۱) حضرت ایاس بن ابی سلمہ اپنے والد سے طویل روایت ہے جس کا ایک فقرہ حدیث ہے جو ذیل میں ہے صحیح مسلم ص ۳ ج ۲ کتاب الجہاد باب غزوہ ذی قرد (مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۶۹ھ) [illegible] ۱۹۰۷ [illegible] طبع مکتبہ دار طیبہ ریاض ۱۴۲۷ھ/۲۰۰۶ء II [illegible]

(۲) حضرت سلمہ سے صلح حدیبیہ کے موقع پر تین مرتبہ بیعت جہاد لی تھی ایک سب سے پہلے پھر درمیان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا سلمہ کیا تم بیعت نہیں کرتے؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں سب سے پہلے بیعت کر چکا ہوں، آپ نے فرمایا اور بھی جب انہوں نے دوسری مرتبہ بیعت کی تو آپ نے دیکھا کہ ان کے پاس ڈھال نہیں ہے چنانچہ آپ نے ایک ڈھال عنایت کی پھر جب سب نے بیعت کر لی تو آپ نے فرمایا سلمہ کیا تم مجھ سے بیعت نہیں کرتے؟ انہوں نے عرض کیا میں سب سے پہلے بھی بیعت کر چکا ہوں اور درمیان میں بھی کر چکا ہوں آپ نے فرمایا اور بھی، جب وہ تیسری مرتبہ بیعت کر چکے تو آپ نے دیکھا کہ ان کے پاس وہ ڈھال نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا سلمہ وہ ڈھال کہاں گئی جو میں نے تمہیں دی تھی؟ [illegible] میرے چچا عامر مجھ سے ملے ان کے پاس ڈھال نہیں تھی اس لئے میں نے وہ ڈھال ان کو دیدی، آپ ہنسے [illegible] انک کالذی قال الاول اللھم ابغنی حبیبا ھو احب الی من نفسی تمہاری مثال اس شخص جیسی ہے [illegible] مجھے کوئی ایسا دوست عطا فرما جو مجھے میری ذات سے زیادہ محبوب ہو یعنی تم نے اپنے چچا کی ضرورت اپنی ضرورت پر مقدم رکھی [illegible] کالرجل الذی قال فیہ الاول قال کا فاعل [illegible] مقدر ہے اور [illegible] تشبیہ [illegible] (مسلم کتاب الجہاد باب ۴۵ حدیث ۱۸۰۷) [illegible]

تکملہ فتح الملہم کتاب الجہاد والسیر باب غزوۃ ذی قرد ص ۲۳۲-۲۳۳ جلد سوم مکتبۃ الاشرفیہ، دیوبند ۱۹۹۹ء)

(۳) [illegible] فی لیلۃ قمراء اضحیان اذ ضرب علی اصمختھم فما یطوف بالبیت احد وامرأتین منھم تدعوان اسافا ونائلۃ قال فاتتا علی فی طوافھما فقلت انکحا احدھما الاخری [illegible] الخ صحیح مسلم، ص ۲۹۵-۲۹۶ ج ۲ باب من فضائل ابی ذر [illegible] کتاب فضائل الصحابہ ص ۵۵۱ جلد دوم رقم الحدیث ۲۴۷۳ ابو قتیبہ نظر محمد فاریابی، دار طیبہ ریاض ۲۰۰۶ء

toobaa-elibrary.blogspot.com

[illegible] مثل الحسنة [illegible]

جواب [illegible]

[illegible]

(۹۱۲) حدیث لایقتل قرشی کے معنی؟

سوال [illegible] حدیث لا یقتل قرشی [illegible]

جواب [illegible] لا یقتل قرشی [illegible]

[illegible]

(۹۱۳) علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کا مفہوم؟

سوال [illegible] علماء امتی کانبیاء بنی [illegible]

[illegible]

[illegible]

علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل [illegible]

[illegible]

جواب: اس حدیث کے یہ معنی ہیں کہ جیسا بنی موسیٰ علیہ السلام کا واحد تھا، انبیاء بنی اسرائیل اس کی اشاعت و تائید کرتے تھے، ایسا ہی میری امت کے علماء کرتے ہیں، درجہ انبیاء علیہم السلام سے علماء امت کو کوئی مناسبت وقرب نہیں۔

(بدست خاص سوال ۳۳)

(۹۱۴) وَالنَّخْلُ بٰسِقٰتٍ لَّهَا کے معنیٰ؟

والنخل بسقت(۱) میں یہ ہے کہ باسقات کے معنیٰ میں قطبہ [ابن عامرؓ] کو تردد تھا۔ باسقات کے یہ معنیٰ ہیں، بہت لمبا ہے۔ اہل لغت نہیں جانتا یا کسی وقت ذہن میں عبور نہیں ہوتا تو جس وقت یہ آیت پڑھی قطبہ اس کلمہ کو بار بار ذہن میں تکرار کرتے تھے، اور معنیٰ سمجھ میں نہیں آتے تھے

ولا ادری(۲) ما قال ای لا افهم ما معنی قوله باسقات

جیسے سب لوگ جب کوئی لفظ مفہوم نہیں ہوتا تو بار بار زبان یا دل میں تکرار کر کے سوچتے ہیں کہ کیا معنی ہیں، ایسا ہی قطبہ اس لفظ کو دل میں تکرار کر کے معنی سوچتے تھے اور سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کیا معنی اس کے ہیں۔ فقط

(مقتبس از حضرت مولانا خلیل احمد صاحب، مکتوب نمبر۲)

(۹۱۵) سجدۂ شمس تحت العرش کی حدیث کا مفہوم کیا ہے؟

سوال: یہ کہ ہر روز عرش کے نیچے جا کر آفتاب کا سجدہ کرنا، غالب اخبار احاد سے ثابت ہوگا، اور خبر واحد سے عقیدہ کا وجوب ثابت نہیں ہوتا، خصوصاً جب کہ وہ امر مشاہدہ کے خلاف ہو، مگر جب کوئی ایسی تطبیق معلوم ہو جس سے تعارض رفع ہو جائے تو اس امر کا اعتقاد جائز ہو سکتا ہے۔

جواب: حدیث سجدہ تحت عرش کے صحیح ہے، نہ مشاہدہ کے خلاف، نہ عقیدہ کے خلاف، مگر تحریر سے فہم دشوار ہے۔ آپ صحیح حدیث کو صحیح جانو اور یہ عقیدہ ایسا نہیں جس پر بنا ایمان کی ہو، جیسے عقیدہ کو دلیل قطعی درکار ہے، یہ امر زائد ہے کسی کا عقیدہ فرائض میں نہیں، اس کو علی مراد الشارع قبول کرنا چاہئے اگرچہ سمجھ میں نہ آوے(۳) ورمشاہدہ تو اس کا آج تک کسی بینا کو

---

(۱) والنخل باسقات لها طلع نضيد سورۃ ق ۱۰ ترجمہ: اور کھجور کے لمبے درخت جن کے خوشے تہ بہ تہ ہوتے ہیں۔

(۲) کتاب الصلوۃ باب القراءۃ فی الصبح ص ۳۲۲، رقم حدیث ۱۰۲۵ [illegible] ۲۰۰۶ء، صحیح مسلم شریف [illegible] ص ۱۹۶ [illegible]

(۳) [illegible]

(بقیہ حاشیہ)

toobaa-elibrary.blogspot.com

میں ہوتا کہ کہاں تحت عرش ہے اور کہاں سجدہ ہے؟ آپ ہی بتا دیجیے ... فقط

[illegible]

(۹۱۶) صفت ضحک کی حدیث کا مطلب؟

تقریر ... [illegible]

[illegible] ... حق تعالیٰ کی ... [illegible] ... صفت ... [illegible]

[illegible] ... محدثین اس کا انکار کرتے ہیں ... [illegible] ... حدیث ... [illegible]

[illegible] ... ضحک ... [illegible]

[illegible] ... حق تعالیٰ ... [illegible] ... حق تعالیٰ کی طرف سے ... [illegible]

[illegible] ... [۱] ... [illegible] ... ہوتے ہیں۔ فقط

[illegible]

(۹۱۷) سورج چاند گرہن کے متعلق دار قطنی کی ایک حدیث کی تحقیق

سوال: [illegible] ... جواب ... [illegible]

[illegible] ... شیخ ... صاحب ... [illegible] ... خسوف ... [illegible]

[illegible] ... تاریخ ... [illegible]

[illegible] ... شاہ ولی اللہ صاحب ... [illegible] ... حدیث ... [illegible]

چاند اور پندرھویں کی ایک روایت نقل کی ... [illegible]

[illegible] ... قابل تحقیق معلوم ہوتا ہے ... حدیث ... [illegible] ... ضعیف ... [illegible]

[illegible] ... ضعیف ... [illegible] ... کسی حدیث سے ثابت ہے یا نہیں؟

جواب ... از بندہ رشید احمد ... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کسوف و خسوف کی تاریخ ... بعض جگہ سے مطلق ... [illegible] ... دار قطنی ... [illegible]

صدیق حسن نے لکھا ہے۔ اس روایت کی تضعیف ... [illegible] ... واللہ اعلم)

[illegible]

(مکتوب ... [illegible])

[illegible] ... دار قطنی کی روایت ... [illegible] ... ضعیف ... [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

(۹۱۸) حضرات شیخین کو جنت کے بوڑھوں کا اور حسنین کو جنت کے جوانوں کا سردار فرمایا گیا ہے، اس کی وجہ؟

سوال: حدیث میں حضرت حسنینؓ کو بہشت کے جوانوں کا سردار فرمایا ہے اور شیخینؓ کو بہشت کے بوڑھوں کا سردار فرمایا ہے(۱) دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بہشت میں سب جوان ہوں گے کوئی بوڑھا نہ ہوگا۔(۲) پس اگر شیخینؓ کو بوڑھوں کا سردار اس وجہ سے کہا ہے کہ وہ اپنی وفات کے وقت بوڑھے تھے تو حضرت حسنینؓ بھی شہادت کے وقت بوڑھے تھے(۳) اور بہشت میں یہ چاروں صاحب جوان ہوں گے، پھر تفریق کا کیا سبب ہے؟

جواب: جو لوگ دنیا میں عمر میں کامل ہوئے یا جوانی میں کامل ہوئے یہ مراد ہے۔ جنت کے پیر و شباب مراد نہیں۔(۴) فقط رشید احمد عفی عنہ (مجموعہ فتاویٰ [illegible] ص ۳۱)

(۹۱۹) اللّٰهم اغفرلی ان شئت کی وضاحت؟

حدیث صحیحین کی(۵) توجیہ یہ ہے کہ معنی اللّٰهم

---

(۱) [illegible] الحسن والحسین سیدا شباب اهل الجنة مشکوۃ المصابیح [illegible] حدیث ۲۳۸۲ [illegible] ابوبکر وعمر رضی الله عنهما [illegible]

(۲) [illegible] فی لکتب العلمیة [illegible] (مشکوۃ کتاب [illegible] حدیث [illegible]) [illegible] [پالن پوری]

(۳) [illegible] حضرت حسینؓ [illegible] بوڑھے تھے۔ (پالن پوری)

(۴) [illegible] والا لم یکن فی الجنة کهل [illegible] التعلیق الصبیح علی مشکوۃ مصابیح للعلامة مولانا محمد ادریس الکاندهلوی ص ۳۳۳ ج ۷ [مکتبہ عثمانیہ لاہور] (نور)

(۵) حدیث [illegible] فی الدعاء فان الله صانع ماشاء، لامکره له [illegible] رقم الحدیث ۶۴۷۹ [پالن پوری] [illegible] کتاب الدعوات [illegible] رقم الحدیث ۲۲۲۵ [illegible]

(۰)

toobaa-elibrary.blogspot.com

اغفرلی إن شئت کے یہ ہوتے ہیں کہ اگر تو چاہے تو بخش، اور یہ تعلیق دو معنی میں آتی ہے، یا یہ کہ میں یا کوئی اکراہ نہیں کرتا، اگر تیری خوشی ہے تو یہ امر کردے، اور دوسرے معنی یہ کہ، مجھ کو کوئی ضرورت نہیں، تو چاہے دیدے، ورنہ کوئی ضرورت نہیں۔ پس فرمایا کہ اس طرح کے کلام مت بولو، کیونکہ اکراہ کا تو وہ محل ہے ہی نہیں، پس یہ شرط لغو ہے اور بے معنی۔ مگر موہم دوسرے معنی کی ہوکر، تیری بے رغبتی پر دال ہوجاوے گی اور تو شدت سے محتاج ہے، کہ بدون غفران کوئی چارہ ہی نہیں، تو تو جزماً عرض کر، کہ بالضرور بخش!

سوحاصل یہ ہوا کہ وہاں کوئی اکراہ نہیں کرسکتا، تو ناچار بہ مشیت ہی وقوع تیری عرض کا ہوگا، تو شرط کا کہنا لغو ہوا اور تیری طلب میں وہم عدم حاجت کا پیدا ہوا، تو ایسے کلام دعاء میں کرنا اچھا نہ ہوا۔ فقط

(مکتوب حضرت گنگوہی بنام مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری مکتوب نمبر:۴)

(۹۲۰) حدیث میں کعبہ کی بے حرمتی کرنے والے مینڈھے سے حجاج مراد ہے: سوال: ایک کتاب (۱) میں لکھا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک مینڈھے کے سبب سے بے حرمتی کعبہ کی ہوگی، اگر یہ بات صحیح ہے، تو وہ مینڈھا کون ہے؟

جواب: عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے، حجاج آیا تھا۔ فقط (بدست خاص، ص۳۵)

(۹۲۱) کیا اثر ابن عباس کی صحت پر اعتقاد رکھنا ضروری ہے: اثر ابن عباس فی کل ارض آدم کآدمکم الخ بعد تشہید آن بآیت۔

اَلَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ الآیۃ (الملک-۳) ترجمہ: جس نے بنائے سات آسمان (ترجمہ شیخ الہند)

آیا قابلیت آں دارد کہ برآن اعتقاد کردہ آید، وجمیع اخبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راکہ از حشر وانبیاء و اسماء شان آمدہ محمول بایں طبقۂ کردہ آید، وبعموم آنہا لحاظ نکردہ آید، یا چگونہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہرچہ خبر دادند از یک آدم و یک موسیٰ و یک ابراہیم وغیرہ دادہ، امتیاز و اقبال ایشاں را دیدہ و بیان فرمودہ۔ اگر تعداد آدم وغیرہ در واقع ثابت بود، سکوت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم برائے چیست؟ ونیز اعتقاد از نص قطعی حاصل می شود، ونیز ہر کہ ایں اثر حکماً مرفوع می فرمایند، دلیل آں چیست؟

از ابن عباسؓ اکثر ایں چنیں اقوال در تفاسیر می آیند کہ ماخوذ از اسرائیلیات یا از فقہ وتدبر خود می باشند، ایں ہم

---

(۱) یہ مسند احمد کی حدیث ہے، حضرت عثمان سے یہ مرفوع حدیث مروی ہے کہ مکہ میں قریش کا ایک مینڈھا کج روی کرے گا۔ (پالن پوری) مسند احمد۔ تحت مسند عثمانی بن عفان ص:۶۴ جلد اول [دار الفکر ۱۳۹۸ھ] نیز مسند احمد ص:۳۶۳ جلد اول، رقم الحدیث ۴۶۱ ت: الشیخ احمد محمد شاکر [دار الحدیث القاہرۃ ۱۹۹۵ء] (نور)

اگرازاں قبیل باشد چہ مانع۔ واز ابن کثیر نقلاً عن ابی ہریرۃ آمدہ وھو محمول ان صح نقله عن ابن عباس، على انه أخذه من الإسرائيليات وذلك و أمثاله إذا لم يصح سنده إلى المعصوم فهو مردود على مَنْ قاله

غرض ایں فقیررا، دراعتقاد کردن بدیں اثر یا حکماً مرفوع گفتن تردد باست، وتاویل احادیث ظاہرہ عامہ بجرد احتمال بعیدی بیند۔ امید کہ از تحقیق جناب رفع تردد گردد۔ وماذلك على الله بعزيز!

ترجمہ: اثر ابن عباس: ہراک زمین میں آدم ہیں، تمہارے آدم (علیہ السلام) جیسے۔ اس آیت شریفہ کی گواہی کے بعد (جس نے بنائے سات آسمان)

کیا یہ اس کی قوت وصلاحیت رکھتا ہے، کہ اس کا یقین کیا جائے، اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اطلاعات کو جو کہ انبیاء علیہم السلام اور ان کے مبارک ناموں سے متعلق آئی ہیں، صرف اسی طبقہ زمین کے لئے سمجھا جائے، اور اس (روایت) کے ہونے کا خیال نہ کیا جائے۔ یہ جس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ کہ خبر دی ہے، ان کے امتیاز اور بلند مرتبہ ہونے کو دیکھا جائے اور ذکر کیا جائے۔

اگر آدم (علیہ السلام) وغیرہ کا ایک سے زائد (متعدد ہونا) ثابت تھا، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس سے خاموشی (اختیار فرمانا) کس وجہ سے ہے۔

نیز عقیدہ نص قطعی سے متعین مقرر ہوتا ہے اور جو حضرت کہ اس اثر کو حکماً مرفوع بھی فرماتے ہیں، اس کی دلیل کیا ہے؟ حضرت ابن عباس سے منقول، ایسے اقوال اکثر تفسیروں میں آتے ہیں، جو کہ یا اسرائیلی روایتوں سے لئے گئے ہیں، یا اپنی سمجھ اور غور وفکر سے ہوتے ہیں۔ یہ بھی اگر اسی طرح کا ہو، اس میں کیا الجھن ہے؟ (تفسیر) ابن کثیر میں حضرت ابو ہریرہؓ کے حوالہ سے آیا ہے کہ اگر اس کی نقل حضرت ابن عباس سے صحیح ہو، تو یہ کہا جائے گا کہ انہوں نے اسرائیلی روایتوں سے لیا ہے۔ نیز یہ اور اس جیسی روایتیں جب ان کی سندیں صحیح نہ ہوں، تو مردود (ناقابل اخذ واستفادہ) ہیں۔

غرض اس فقیر کو اس اثر کو عقیدہ ماننے، یا اس کو حکماً مرفوع کہنے میں شک وشبہ ہے، اور اس کی وجہ سے عام ظاہر حدیث کو (صرف اس احتمال کی وجہ سے (بعید ترین احتمالات سے دیکھنا ہوگا؟)۔ امید کہ جناب کی تحقیق سے شبہ دور ہو جائے گا۔

جواب: اثر ابن عباس رضی اللہ عنہ کو ہر گز ، موضوع اور اسرائیلی بتانا باوجود تاویل کے مناسب نہیں، اس

toobaa-elibrary.blogspot.com

واسطے اس کی شرح لکھی گئی ہے(۱) مع ہذا اس پر اعتقاد کرنا ضرور [ی] بھی نہیں، کہ نص قطعی الدلالۃ وصریح اس پر کوئی نہیں اور عقائد [میں] قطعی صریح ہونا نص کا ضروری ہے۔ (مجموعہ کلاں ص ۱۶۲-۱۶۳)

(۹۲۲) جنین کی خلقت کتنے روز میں تام ہوتی ہے؟ **سوال!** حدیث میں جو مضمون وارد ہوا ہے کہ رحم میں چالیس روز نطفہ اور چالیس روز علقہ اور چالیس روز مضغہ رہتا ہے، وہ بدعتی اس کے معنی یہ کہتا ہے کہ مراد اس سے صرف چالیس روز ہیں، کہ کل کیفیت نطفہ وعلقہ ومضغہ وغیرہ اس ایک چلہ میں ہوجاتی ہے، متعدد چہل مراد لینا غلط ہے، اس لئے کہ یہ امر خلافِ مشاہدہ ہے، مشاہدہ سے یہ معلوم ہوتا کہ اگر اسقاطِ حمل ایک ہفتہ میں ہوتا ہے، تو بشکل نطفہ ہوتا ہے اور جو دو ہفتہ کا اسقاط ہوتا ہے، تو بشکل علقہ ہوتا ہے، وعلیٰ ھذا.

اب یہ کسی طرح نہیں ہوسکتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قول خلافِ مشاہدہ ہو، ورنہ بددین اس پر اعتراض کریں گے کہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قول خلاف ہے۔ یہ سب تقریر بدعتی کی ہے۔

---

(۱) حضرت مولانا گنگوہی نے یہاں تحذیر الناس عن انکار اثر ابن عباسؓ کی جانب اشارہ کیا ہے۔ اثر ابن عباس [رضی اللہ عنہما] کی ایک معرکہ آرا بحث ہے، اسی گفتگو اور موضوع کی وجہ سے، بریلی کے ایک عالم [فاضل بریلوی، مولانا احمد رضا خاں کے والد] مولوی نقی علی خاں نے، بریلی میں مقیم اور شہر بریلی کے مفتی امام اور مذہبی حد پر ایک غیر متنازعہ اور معتمد شخصیت، مولانا محمد احسن نانوتوی کے کفر کا اعلان کیا تھا، یہی بحث بریلوی فرقہ کے آغاز اور احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے علمائے سلسلہ ولی اللہی [دیوبند] کے خلاف، اس لمبی کوشش کی ابتداء بنی تھی۔ جس نے پورے ہندوپاکستان اور بعد میں اور بھی ملکوں کو بھی اپنا نشان وشکار بنالیا، ملت میں بڑے اختلاف کا راستہ کھول دیا۔ اس لئے اس سلسلہ کی چند ضروری معلومات عرض ہیں۔

اس بحث وقضیہ کا بنیادی طور پر دیوبند کے اکابر علماء سے کچھ تعلق ہی نہیں تھا، ایسا لگتا ہے کہ مولوی نقی علی صاحب اور ان کے نوعمر فرزند، علمائے دیوبند کے خلاف ایک بہت بڑی جارحانہ تحریک کا غالباً برسوں سے ارادہ کررہے تھے [اگرچہ وہ اس سے پہلے حضرت مولانا گنگوہی کے نہایت مداح اور معتقد تھے] اور اس کے لئے کسی موقع کی تلاش میں تھے کہ ایسے دو علماء کے مناظرے نے، جن کا علمائے دیوبند سے کوئی راست رابطہ نہیں تھا، اس کے لئے موقع فراہم کردیا۔

ہوا یوں کہ: بدایوں کے قصبہ شیخوپور میں، امکان وامتناع نظیر کے موضوع پر [۱۲۸۸ھ/۱۸۷۱ء میں] مولانا عبدالقادر بدایونی [م ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء] اور مولانا امیر احمد سہسوانی کے درمیان مناظرہ ہوا، اس مناظرہ کی مفصل تحریریں سہسوان کے ہی ایک اور عالم مولوی محمد نذیر نے مرتب کرکے، مناظرہ احمدیہ کے نام سے شائع کرادی تھیں، [اس اشاعت کا ایک نسخہ ہمارے ذخیرہ میں ہے] اس مباحثہ میں اثر ابن عباسؓ پر بھی گفتگو ہوئی اور مرتب رسالہ نے جو اس نواح میں مولانا احمد حسن نانوتوی کے مقام ومرتبہ سے واقف تھے، یہ بھی لکھ دیا تھا کہ مولانا محمد احسن نے بھی اثر ابن عباسؓ کی صحت کے قائل ہیں۔ بس یہی فقرہ مولوی نقی علی کے منصوبوں کے لئے شتابہ بن گیا، مولوی نقی علی نے اس کو بنیاد بنا کر مولانا محمد احسن کے خلاف نہایت شوروشر اور ہنگامہ شروع کردیا، مولانا نے اس اختلاف سے بچنے اور اس سلسلہ میں محقق علماء کی رائے جاننے کے لئے فخر المتاخرین حضرت مولانا عبدالحی فرنگی محلی اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کو خطوط لکھے، دونوں نے مفصل جوابات سے نوازا اور اس میں مولانا محمد احسن کی تائید کی مولانا محمد احسن نے ان تحریروں اور جوابات کو [ان حضرات کے علم واطلاع کے بغیر] "تحذیر الناس فی انکار اثر ابن عباسؓ" کے نام سے اپنے مطبع صدیقی بریلی سے شائع کردیا، مگر اس کی اشاعت سے بات کیا بنتی، جب باقاعدہ ایک فتنہ اور نئی گروپ بندی کا ارادہ تھا، چنانچہ حدیث پر محدثانہ کلام اور اس کی توجیہ مولوی نقی علی کی سمجھ میں نہیں آئی اور بات بڑھتی ہی چلی گئی، جو علمائے دیوبند کے خلاف بریلی سے پہلی آواز تھی، جس نے بعد میں ایک مستقل نظریہ ''بریلویت'' کا روپ اختیار کرلیا۔ (نور)

toobaa-elibrary.blogspot.com

جواب: بحر رائق میں بروایت صحیحہ ثابت کیا ہے کہ بیالیس روز میں خلقت تمام ہو جاتی ہے(۱) اور قول حکماء کا بھی یہی ہے، سو حدیث جس میں چالیس چالیس روز میں تبدیلی ہے اس کی تاویل ممکن ہے۔(۲) کہ بعض افراد بشر میں ایسا بھی ہو جاتا ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں اعلیٰ ونہایت مدت تبدیل بیان فرمائی ہے، کہ گاہے بعض فرد میں ہوجاتی ہے۔ فقط رشید احمد عفی عنہ (مجموعہ کلاں ص ۵)

(۹۲۳) مامن مولود یولد إلا علی الفطرة کا مفہوم:

سوال: حدیث مامن مولود یولد الا علی الفطرة(۳) اس کے برخلاف یوں ہوتا ہے کہ بعض آدمی جوان ہو کر دین سے گمراہ ہو جاتے ہیں، اور بعض آدمی جوان ہو کر کفر سے اسلام قبول کرتے ہیں؟

جواب: حدیث کے یہ معنی ہیں کہ جب [آدمی] پیدا ہوتا ہے، اس وقت اس میں کفر نہیں ہوتا، بعد عقل کے کفر سیکھتا ہے۔ یہ معنی نہیں کہ وہ کافر نہ ہوگا، یا مسلمان ہو کر کافر نہ ہو سکے گا، جو شبہ کا محل ہو۔ فقط (بدست خاص، سوال ۳۲)

---

(۱) بحر الرائق میں متعلقہ مقامات (باب العدۃ اور باب ثبوت النسب) میں صاحب بحرالرائق نے بروایت صحیحہ بحث نہیں کی ہے، البتہ حضرت مصنف نے یہ بحث کسی اور جگہ فرمائی ہے، اس باب میں تین روایات کا ذکر ہے (ص ۲۸ باب العدۃ اور ص ۲ ۱۷ باب ثبوت النسب) دونوں میں چالیس چالیس دن کے تین مرحلوں کا ذکر ہے:

وفی المحیط ایضا تزوج بامرأة فجاءت بسقط بعد اربعة اشهر الا یوما لم یجز النکاح لکن سبق خلقه لانه لا یستبین خلقه الا فی مائة وعشرین یوما، اربعین یوما نطفة واربعین علقة واربعین مضغة ثم ینفخ فیه الروح بحر رائق ص ۲۸ باب العدة جلد رابع

وفی الولوالجیة رجل تزوج بامرأة فجاءت بسقط قد استبان خلقه ان جاءت به لاربعة اشهر جاز النکاح وثبت النسب من الزوج الثانی، وان جاءت به الاربعة اشهر الا یوما لم یجز النکاح لان الوجه الاول الولد من الزوج الثانی وفی الوجه الثانی من الزوج الاول لان خلقه لایستبین الا فی مائة وعشرین یوما، فیکون اربعین یوما نطفة واربعین علقة واربعین مضغة البحر الرائق ص ۱۷۲ باب ثبوت النسب، دار المعرفة بیروت بلا سنہ (نو)

(۲) مسلم شریف میں حضرت حذیفہ بن اسید غفاریؓ کی روایت ہے کہ نطفہ پر جب بیالیس راتیں گزر جاتی ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجتے ہیں فصورها وخلق سمعها وبصرها وجلدها ولحمها وعظامها الخ کتاب القدر باب کیفیة خلق الآدمی فی بطن امه ص ۳۳۳ جلد دوم مطبع مجتبائی [illegible] حدیث ۲۶۴۵ [illegible] حضرت ابن مسعودؓ کی روایت میں چالیس چالیس دن کے تین مرحلوں میں تخلیق [illegible] [illegible] اور ایک ساتھ میں [illegible] مسلم شریف کتاب القدر باب اول میں [illegible] حدیث ۲۶۴۵ (یامین پوری)

(۳) [illegible] جیسے چوپایہ صحیح سالم جنا جاتا ہے، کیا تم ان میں کوئی کان کٹا دیکھتے ہو [illegible] پھر والدین اسے [illegible] فطرت کی طرف لوٹ آتا ہے [illegible] (مفتی سعید احمد پالن پوری)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۹۲۴) کنگھا کرنے سے متعلق چند بے اصل روایتوں کی حقیقت؟

سوال: [illegible]

جواب: [illegible] روایت کی صحت نہیں۔ فقط

(۹۲۵) حجام کا آئینہ نہ دیکھنے کی روایت کیسی ہے؟

سوال: عن انس رضی اللہ عنہ [illegible] النظر فی المرآۃ للحجام [illegible] روایت [illegible]

جواب: یہ روایت بھی صحیح نہیں۔ فقط

(۹۲۶) طیب الرجال ما ظهر ريحه وخفي لونه کا مطلب؟

سوال: عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طيب الرجال ما ظهر ريحه وخفي لونه وطيب النساء ما ظهر لونه وخفي ريحه [2] اس روایت کے موجب تو رنگ [illegible] کیونکہ [illegible] میں رنگ ظاہر ہے اور خوشبو بھی ہے؟

جواب: طیب الرجال ما خفی الخ کے یہ معنی ہیں کہ مرد کو رنگ سے اجتناب چاہیے [illegible] خوشبو لگاویں جس سے [illegible] کسی کو تکلیف [illegible] اور عورتوں کو ایسی خوشبو لگانی چاہیے [illegible] موجب فتنہ کا ہے [illegible] رنگ [illegible] معلوم ہو [illegible] موجب راحت [illegible] ہو۔ [illegible] خلوت میں [illegible] رنگ مشروع ہو [illegible] جائز ہے [illegible] حدیث میں [illegible] عورت کو لگانا [illegible] خوشبو اور رنگ [illegible] مرد کو رنگ حرام ہے اور عورت کو خوشبو حرام ہے۔

[illegible] (سوال [illegible])

---

[1] [illegible]

[2] الترمذی کتاب الادب باب ما جاء فی طیب الرجال والنساء [illegible]

(۹۲۷) کیا "إنا بفراقک" نوحہ میں شامل نہیں؟ سوال: لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وقت انتقال حضرت ابراہیم صاحبزادہ اپنے کے، یہ کلمہ فرمایا اور آنسو بہائے إنا بفراقک یا ابراهیم لمحزونون(۱) تو اگر یہ کلمہ نوحہ میں داخل نہیں ہے، تو جو فرق نوحہ کرنے میں اور اس کلمہ میں ہو، وہ تحریر فرماویں، کہ نوحہ میں یہ الفاظ داخل ہیں اور ایسے الفاظ نوحہ میں داخل نہیں۔

جواب: نوحہ رونا دلانے کے الفاظ بولنے کو کہتے ہیں، اور یہ کلمہ جو منقول ہے، داخل نوحہ نہیں۔

(بدست خاص، ص ۹)

(۹۲۸) منافقین کے آستینوں میں بت رکھ کر نماز پڑھنے کی روایت؟ سوال: منافقوں کا آستین میں بت رکھ کر نماز پڑھنا، اور پھر حالت نماز میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہونا، کہ ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھو، غلط ہے، یا صحیح؟

جواب: یہ قصہ بھی سراسر غلط ہے، جہلاء روافض کی حرکت ہے۔ فقط (بدست خاص، سوال ۲۰)

(۹۲۹) بخاری شریف کی حدیث میں کتاب فوق عرش کا مفہوم؟ بخاری میں جو کتاب فوق عرش وارد ہے، وہ إنّ رحمتی سبقت غضبی (۲) کی چٹھی ہے، جس میں یہ لکھا ہے کہ اس سے بخاری ومسلم وغیرہما جیسی کتاب مراد نہیں، کتاب کے معنی مکتوب کے ہیں، مکتوب پرچہ کو بھی کہتے ہیں، یہاں پرچہ مراد ہے۔ (۳) فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

(مجموعہ فرخ آباد، ص ۵۵)

(۹۳۰) مقاتلہ کے معنی کی تحقیق؟ مقاتلہ کے معنی لغت میں ضرب شدید کے بھی آتے ہیں، یہاں ائمہ نے مقاتلہ کے معنی ضرب شدید کے [لیے ہیں] دوسرے نصوص قطعیہ کی وجہ سے، تو حدیث کے مقابلہ میں قیاس نہیں کیا، بلکہ حدیث کے معنی دوسرے نصوص کے مطابق کر دیے، بحکم نص، اس کو قیاس نہیں کہتے، اس میں جمال کی تصریح و تاویل ہے، اگر

---

(۱) بخاری کتاب الجنائز باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم انا بک لمحزونون۔ [illegible] حدیث ۱۳۰۳، مکتبۃ الریاض الحدیثۃ [illegible] بخاری شریف [illegible] ۱۳۱۵ھ [illegible] ومسلم کتاب الفضائل باب رحمتہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الصبیان والعیال وتواضعہ وفضل ذلک [illegible] ۹۵ [illegible] حدیث ۲۳۱۵ و رطیبہ ۱۴۲۷ھ [illegible] نیز مسلم شریف ص ۲۵۴ جلد دوم [illegible] مشکوٰۃ کتاب الجنائز باب البکاء علی المیت ج ۱ ص ۱۵۰ اصح المطابع رشیدیہ دہلی: ۱۳۷۵ھ] [illegible] حدیث ۴۳ [illegible]

(۲) عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لما قضی الله الخلق کتب کتابا فهو عنده فوق عرشه ان رحمتی سبقت غضبی، وفی روایة غلبت غضبی۔ متفق علیه۔ مشکوٰۃ شریف باب [illegible] الفصل الاول عن ابی هریرة ج ۱ ص ۲۰۶، ۲۰۷ [illegible] الفصل الاول ص ۱۳۳ [illegible] حدیث [illegible] مکتبۃ [illegible] دار ابن حزم ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ء] [انور]

(۳) [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

یہ تاویل نہ کرتے تو بہ سبب معارضہ دوسرے نصوص کی یہ حدیث متروک ہوجاتی، اس توجیہ سے سب نصوص اس کے موافق ہوگئے۔(۱) فقط، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(مجموعہ فتح آباد، ص ۵۶)

(۹۳۱) تیسرے طبقہ کی وہ احادیث، جن کے راوی صحیحین کے راوی ہوں، مثل صحیحین کے ہوتی ہیں:

طبقہ ثالثہ کی وہ احادیث کہ جن کے راوی صحیحین کے راوی ہوں، مثل صحیحین کے ہوتی ہیں، اگرچہ صحیحین کی روایت کو ترجیح بوجہ روایت ہو، مگر مجتہد جب اس کو ترجیح کردیوے وہ ترجیح ہوجاوے گی اور وہ روایت کہ راوی اسکے غیر اُن کے ہوں، وہ معتبر نہیں ہوتی۔ یہ قاعدہ یہ معنی رکھتا ہے۔ اور جمع اگر ہوسکیں تو بھی اس کو مخالف نہیں کرسکتے(۲) اور یہ جمع وترجیح میرا تمہارا کام بھی نہیں(۳) بلکہ علماء اہل حدیث تام فہم کا کام ہے۔ اسی واسطے خود شاہ عبدالعزیز نے ہدایہ کی روایت کو غیر معتبر نہیں لکھا، کہ وہ اسکو جانتے تھے۔ فقط والسلام

اب بعد سلام مسنون کے یہ ہے، کہ بندہ مسلوب الحواس سا ہوگیا ہے، ہر کام سے دل میں گھبراہٹ اور کم ہمتی ہوتی ہے، کچھ عمر کا تقاضہ کچھ ضعف، تواردامراض اور کچھ مصائب اموات۔ دوسال سے درس حدیث بھی بند ہے، بندہ کی یہ تحریر بھی غنیمت جانیں، زیادہ بسط کیا کرسکتا ہوں، اسی قدر توفیق ہوئی ہے۔

(مجموعہ فتح آباد، ص ۳۵)

(۹۳۲) حدیث ضعیف پر فضائل اعمال میں عمل کا درجہ اوران سے بعض بدعات پر استدلال کا حکم؟

مولوی نظیر حسن صاحب سلمہ السلام علیکم آپ کا خط آیا، چونکہ بندہ کو فرصت ہرگز نہیں ہوتی، جمعہ کو بھی ایک سبق ہے، لہٰذا جواب بدشواری لکھا جاتا ہے، چونکہ آپ نے بتاکید لکھا تھا، لہٰذا چند کلمہ پر قناعت کرتا ہوں، کہ سب مسائل اس سے مستنبط ہوجائیں گے۔

حدیث ضعیف اگر سبب سوء حفظ راوی کے یا مرسل ہونے کے، یا تدلیس ہونے کے ہے، مگر راوی عادل ثقہ ہے تو اس پر عمل کرنا درست ہے، اگرچہ اثبات حکم اس سے نہیں ہوسکتا، جب تک جبر اس ضعف کا نہ ہوجائے، اور جو بسبب فسق اور کذب راوی کے، یا بسبب اتہام وضع کے ہو، تو اس پر فضائل اعمال [میں] بھی عمل کرنا، ناجائز ہے۔

پس شدید الضعف، یہ قسم آخر ہے اور پہلی قسم میں ضعف ادنیٰ ہے، یہ مسئلہ نخبہ وغیرہ کتب اصول حدیث میں مذکور ہے۔ جو احادیث کہ اہل بدعت نے وضع کی ہیں، وہ موضوعات میں ہیں، کہ ہرگز ان پر عمل روا نہیں۔ فقط

---

(۱) معلوم نہیں کہ یہ کس سوال کا جواب ہے، ممکن ہے نمازی کے سامنے سے گذرنے والے کے سلسلہ میں جو متفق علیہ روایت آئی ہے۔ قال ابی فلیقاتله فانه شیطان کے معنی دریافت کئے ہوں۔ واللہ اعلم (پالن پوری)

(۲) اصل میں اسی طرح ہے۔ شاید نقل میں غلطی ہوئی ہے، ممکن ہے صحیح عبارت اس طرح ہو "اگر جمع نہ ہوسکیں تو بھی اس کو مخالف نہیں کہہ سکتے" (نور)

(۳) یہ بحث بھی نہ معلوم کس موقع کی گئی ہے تیسرے طبقہ سے مراد وہ طبقات ہیں جو حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے حجۃ اللہ میں بیان کئے ہیں، پہلے طبقہ کی کتابیں موطا، بخاری اور مسلم ہیں اور دوسرے طبقہ کی کتابیں ابوداؤد، ترمذی اور نسائی ہیں۔ اور تیسرے طبقہ کی کتابیں مصنف ابن ابی شیبہ، مصنف عبدالرزاق اور بیہقی اور طحاوی وغیرہ کی کتابیں ہیں، تفصیل کے لئے دیکھیں: رحمۃ اللہ الواسعۃ (۲: ۴۴۳-۴۸۸) (پالن پوری)

toobaa-elibrary.blogspot.com

اور حدیث صحیح من تشبہ بقوم فھو منھم (۱) سے یہ امر محقق ہے کہ کسی قوم غیر مسلم سے کسی فعل میں تشبہ ہونا، موجب کراہت وحرمت کا ہے، لہٰذا طعام اگرچہ فی حد ذاتہ مباح ہی ہو مگر جب اس میں تشبہ ہووے گا تو وہ ناجائز ہوجاوے گا، تو سوم چہلم عرس کھانے پر قرآن پڑھنا وغیرہ امور سب ناجائز ہوئے۔ اور علی ہذا قول ابن مسعود اور اس کی شرح قاری وطیبی سے کہ

لایجعل احدکم للشیطان من نفسه جزء لایری إلا ان حقا علیه ان لاینصرف الا عن یمینه (۲) الخ

قول ابن مسعود فیه" ان من اصر علی امر مندوب و جعله عزما ولم یعمل بالرخصة، فقد اصاب منه الشیطان من الاضلال، فکیف من اصر علی بدعة أو منکر انتهی (۳) دار قطنی

یہ امر ثابت ہوا کہ کسی مباح ومندوب پر یہ اصرار مثل واجب وسنت مؤکدہ کے ہووے، اور اہتمام مثل واجبات کے کیا جاوے۔ بدعت ہے اور یہ فقہ بعینہ

من احدث فی أمرنا هذا مالیس منه فهو رد. (۴) الحدیث — جس نے دین میں کوئی ایسی چیز ایجاد (اور شامل) کی جو حقیقتاً دین سے نہیں ہے وہ مردود ہے۔ (ت نور)

سے ثابت ہوتا ہے۔ پس جس امر کو شارع نے غیر مہتم بتایا، اور مباح کہا، اسکو اگر کوئی مہتم اور واجب عقیدہ کرے، یا عمل مثل موکدات کے اس پر کرے تو اس نے دوسری شریعت کا احداث کیا، جو خلاف شرع خداتعالیٰ کے ہے۔

پس اہتمام مولود، و تعیین وتقسیم شیرینی اور تخصیص طعام شب برأت وعید اور تخصیص معانقہ عیدین کا اور قبور پر پھول کو ضروری جاننا اس قاعدہ وحدیث سے سب بدعت ہووے گا۔

---

(۱) مشکوٰۃ شریف کتاب اللباس الفصل الثانی ج ۲ ص ۳۷۵ [illegible] مشکوٰۃ باب مذکور الفصل مذکور ج ۴ ص ۹۳ حدیث [illegible] مکتبہ [illegible] احرجه المسلم کتاب صلوۃ المسافرین وقصرها [illegible] الانصراف من الصلوۃ عن الیمین والشمال ص ۳۲۰ [illegible] رياض ۲۰۰۷، [illegible] ۳۱۹ھ

(۲) اخرجه المسلم، کتاب صلوۃ المسافرین وقصرها باب جواز الانصراف من الصلوۃ عن الیمین والشمال ص ۳۲۰ ج ۱، رقم الحدیث [illegible] ابو قتیبه نظر محمد الفاریابی [illegible] ریاض ۲۰۰۷ [illegible] (۱۳۶۹ھ)

(۳) [illegible] مشکوٰۃ کتاب الصلوۃ باب الدعاء فی التشہد ج ۱ ص ۸۷ مکتبہ رشیدیہ نقل اصح المطابع ۱۳۵۵ھ [illegible] مشکوٰۃ ج ۳ ص ۲۹۶ [illegible] مکتبہ [illegible] حدیث ۹۴۶ [illegible] حدیث کی شرح میں علامہ طیبی کا مذکورہ قول ملا علی قاری نے مرقات [illegible]

(۴) متفق علیہ [illegible] کتاب [illegible] الفصل الاول ص ۸۹ جلد اول رقم الحدیث ۱۴۰ [illegible] [illegible] جلد اول [رشیدیہ نقل اصح المطابع ۱۳۷۵ھ] بخاری شریف [illegible] کتاب [illegible] مطبع احمدی [illegible]

toobaa-elibrary blogspot com

toobaa-elibrary.blogspot.com

علی ہٰذا جس امر کے التزام سے عوام اس کو واجب جاننے لگیں، تو اس کا ترک بھی ضرور[ی] ہوتا ہے، چنانچہ عالمگیریہ کے باب الحدث میں ہے:

و مایفعل عقیب الصلوٰۃ مکروہ، لأن الجھال یعتقدونھا سنۃ او واجبۃ، وکل مباح یؤدی إلیہ فمکروہ.(۱) انتھیٰ

ترجمہ: اور جو کچھ نماز کے بعد کیا جاتا ہے وہ مکروہ ہے، اسلئے کہ جاہل لوگ اس کو سنت اور واجب سمجھ لیتے ہیں اور ہر وہ مباح چیز جس کو ضروری (یا سنت واجب) سمجھا جانے لگے، وہ مکروہ ہے۔ (ت: نور)

اس سے بھی یہ امر واضح ہے، کہ یہ سب امور اگرچہ فی حد ہا مباح ومندوب ہوں، مگر بسبب التزام کے جب عوام ان کو ضروری جانتے ہیں، کہ مانع وتارک کو برا کہتے ہیں، ملامت کرتے ہیں، تو ضروری الترک اور مکروہ ہے۔

(مجموعہ فرخ آباد ص ۴۶، ۴۷، ۴۸)

(۹۳۳) ائمہ محدثین مروان ابن الحکم کی روایات کیوں لیتے ہیں؟ سوال: از بندہ عزیز الرحمٰن

بخدمت بابرکت حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب

بعد سلام مسنون، بصد آداب! آں کہ اشتیاق قدم بوسی وشرف صحبت شریف بار بار وباز دیاد می نہد، اما بطمع آں کہ شاید برائے ایں کار وقتے دیگر مقرر باشد، وآرزوئے دیرینہ بظہور پیوند وصبر کردہ می آید!

از حال پریشانی خود چیزے گفتن رو نمی بندد، وبعض اوقات بخواستم کہ چیزے اظہار بکنم، بجز خاموشی چارہ ندیدم، اکنوں بجز ایں کہ خواستگار دعا وتوجہ کنم، چیزے دیگر مناسب نمی نماید، امید کہ آنجناب ازیں نابکار غافل نباشند۔

بعض مسائل قابل استفسار معروض ہستند، امید کہ از جوابات شاں مفصلاً معزز ومطمئن فرمایند۔

ترجمہ: بندہ عزیز الرحمٰن کی طرف سے حضرت مولانا مولوی رشید احمد گنگوہی کی خدمت بابرکت میں: سلام مسنون! اور آداب کے بعد عرض ہے، کہ قدم بوسی کا اشتیاق اور صحبت شریف میں بار بار حاضری کی تمنا دہراتا اور یاد رکھتا ہوں، لیکن اس لالچ کی وجہ سے شاید اس کام کے لئے کوئی اور وقت مقرر ہوگا اور پرانی تمنا ظہور میں آئے گی، اس لئے صبر کرنا پڑ رہا ہے۔

---

(۱) عالمگیری، باب مسائل سجدۃ الشکر (۱/۱۹۰) مطبوعہ بندر ہوگلی کلکتہ: ۱۲۵۸ھ؛ وعالمگیری (۱/۱۳۶) الباب الثالث عشر مما یتصل بذالک مسائل سجدۃ الشکر [مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ: ۱۴۰۳ھ] [نور]

اپنے پریشان حال سے متعلق کچھ عرض کرنا اچھا معلوم نہیں ہوتا۔ کسی وقت چاہتا ہوں کہ کسی بات کے لیے درخواست واظہار کروں مگر خاموشی کے علاوہ کوئی چارہ نہیں، یعنی اب اس کے علاوہ کہ دعا اور توجہ کی درخواست کروں کوئی اور بات مناسب نہیں، مجھے امید ہے کہ جناب اس ناچیز کی طرف سے غافل نہ ہوں گے، چند مسائل قابل تحقیق پیش ہیں، امید ہے ان کے مفصل جوابات سے معزز اور مطمئن فرمائیں گے۔ [ت۔ نور]

سوال: مروان بن الحکم کہ ذکر اس در کتب صحاح می آید، و در بعض مواقع از اقوال و استدلال کردہ می آید، چنانچہ امام مالک در موطا فرمودہ

مالک أنه بلغه أن مروان بن الحكم، كان يقضي في الرجل اذا آلى من امرأته، أنها إذامضت الأربعة الأشهر فهي تطليقة ،وله عليها الرجعة مادامت في عدتها قال مالك وعلى ذلك كان رأى ابن شهاب(۱)

ودرہمیں موطا بجائے دیگر پسندیدن اکابر رائے اورا، ودر بعض مسائل دینیہ نقل ساختہ۔ وہمچنیں در کتب دیگر ذکر او آمدہ، ودر تقریب ہم او رابدنوشتہ، بلکہ لفظ لم يثبت له الصحبة آوردہ کہ ایں ہم در پردہ توثیق است۔ چہ کسے کہ در صحت او خلاف باشد اگرچہ اصح عدم صحبت باشد، اورا بدگفتن چگونہ صورت بندد؟

بالجملہ، باوجود اینہمہ شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ در تحفہ نسبت، و نیز نوشتہ، بلکہ بالفاظ مروان شیطان یا علیہ اللعن یا سرگروہ جماعت شقاوت، یا زمرۂ خارجیان یاد فرمودہ، وایں بہ سہ اغلاط احقر بچشم خود در تحفہ دیدہ، تحقیق ایں چیست ودر بارۂ او چہ اعتقاد باید داشت، و او را خارجی گفتن صحیح است یا نہ، و آخر حال او چگونہ گذشتہ است؟

سوال: مروان ابن الحکم، جس کا ذکر کتب صحاح میں آیا ہے، اور بعض موقعوں پر اس کے اقوال سے استدلال بھی کیا گیا ہے، چنانچہ امام مالک موطا میں فرماتے ہیں

"ان کو یہ بات پہنچی ہے کہ مروان بن الحکم ایسے معاملہ میں، جب کوئی اپنی بیوی سے ایلاء کرتا تھا تو یہ فیصلہ کرتا کہ جب چار مہینہ گذر جائیں تو وہ طلاق ہے، اور شوہر کے لئے حق رجوع اس وقت تک ہے جب تک وہ عدت میں ہے۔ امام مالک فرماتے ہیں کہ یہی ابن شہاب کی بھی رائے تھی، اور اسی موطا میں دوسری جگہ اکابر

(۱) رواه الامام مالک في موطاه في كتاب الطلاق، باب مالايبين من التمليك ص ۲۰۲ [مجتبائی دهلی ۴۲۰ھ]
نیز باب الایلاء رقم الحدیث ۱۷/۱۰-۱۱/۱۷ تحقیق۔ محمود احمد القیسیہ ص ۱۱ ن ۔ ۰۰ ۔ ۔ ۔ ۔ ابوظبی ۱۴۲۴ھ۔۲۰۰۳ء]

toobaa-elibrary.blogspot.com

کاان (مروان) کی رائے کو پسند کرنا اور بعض دینی مسائل میں اس (فتویٰ) کا نقل کرنا بھی آیا ہے"۔

دوسری کتابوں میں بھی اس کا ذکر آیا ہے اور تقریب (التہذیب) میں بھی ان (مروان) کو برا نہیں لکھا، بلکہ لفظ ان کے لئے صحبت ثابت نہیں آیا ہے یہ بھی ڈھکی چھپی توثیق ہے۔ وہ شخص جس کی توثیق میں اختلاف ہو، اگر چہ زیادہ صحیح اس کی توثیق نہ ہونا ہے، اس کو برا کہنا کس صورت میں ہوگا؟

اس سب کے باوجود شاہ عبدالعزیز نے تحفہ اثنا عشریہ میں اس کے متعلق اچھے الفاظ نہیں لکھے، بلکہ بالفاظ مروان شیطان یا علیہ اللعن یا جماعت شقاوت کا سردار اور اس کو خارجیوں میں یاد کیا ہے، اور یہ تینوں الفاظ میں نے خود اپنی آنکھ سے تحفہ میں دیکھے ہیں، اس کی کیا تحقیق ہے، اس کے متعلق کیا یقین رکھنا چاہئے اس کو خارجی کہنا صحیح ہے یا نہیں، اور اس کا آخری حال کس طرح گذرا؟۔ (ت۔نور)

جواب: از بندہ رشید احمد عفی عنہ۔ بعد سلام مسنون مطالعہ فرمایند:

آپ کا خط آیا جواب مختصر لکھتا ہوں، کہ فاسق و مبتدع کی خبر کا اعتماد اس واسطے نہیں ہوتا، کہ وہ بسبب عدم مبالات دین کے کذب کہہ دیوے، تو عجب نہیں، اور ہرگاہ کہ کسی مبتدع پر یہ احتمال رفع ہو جاوے، تو پھر قبول اس کی خبر میں تردد نہیں ہوتا۔ اسی واسطے مبتدع کی خبر میں اختلاف ہوا ہے، کہ بعض نے مطلقاً عدم قبول کہا اور بعض نے مطلقاً قبول، بعض نے تفصیل داعی الی البدعت کی [اور] غیر داعی کی کی [ہے] اور علیٰ ہذا۔

پس مروان بن الحکم ہر چند [کہ] مبتدع فاسق تھا، مگر ائمہ کو اس کی روایت پر اعتماد تھا، اسی واسطے عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما اس کو صد[و]ق فی الروایۃ فرماتے ہیں اور اسی وجہ سے بخاری نے اس کی روایت بخاری (۱) میں نقل کی اور امام مالک نے اس کے قبول کو لکھا ہے۔

مع ہذا [مولف] فتح الباری عذر کرتا ہے، کہ یہ روایات اس کی عبداللہ بن زبیر وغیرہ رواۃ نے قبل ظہور ابتداع اس کی اخذ کی تھی، (۲) بعد تحمیل کے وہ بگڑا ہے، یا ظہور اس کا ہوا ہے، لہٰذا ان روایات میں قدح نہیں، اور فعل قبل اس کے ہوا وہ بتاویل۔ لہٰذا اس کا خارجی ہونا اور بد ہونا خلاف روایت کے نہیں، اسی کو اکابر بد بھی لکھتے ہیں، مع ہذا روایت اس کی

(۱) صحیح البخاری کتاب الاذان باب القراءۃ فی المغرب ص ۱۰۵ ج:۱ [مطبع احمدی میرٹھ: ۱۲۸۲ھ] نیز بخاری شریف ج:۱ ص: ۱۲۶، رقم الحدیث: ۷۶۴ [مکتبہ ریاض ۱۴۰۳ھ] [نور]

(۲) مقدمہ فتح الباری الفصل التاسع فی سیاق اسماء من طعن فیہ من رجال ہذا الکتاب "المیم" ص: ۴۴۳ [مکتبہ دار الفیحاء، دمشق] قال: وہولاء (یعنی سہل بن سعد وعروۃ وغیرہما) اخرج البخاری احادیثہم عنہ فی الصحیح، لما کان امیراً عندہم بالمدینۃ قبل أن یبدو منہ فی الخلاف علی ابن الزبیر ما بدا واللہ اعلم۔ ۔ اور تحمیل کے معنی ہیں اس سے حدیثیں لینا [نور]

toobaa-elibrary.blogspot.com

معتبر نہیں۔ فقط (مجموعہ کلاں ص ۶۔ ۱۶۳)

(۹۳۴) جمعہ کی شب میں جمعہ کو اور رمضان المبارک میں، مسلمان کو عذاب قبر نہیں ہوتا: سوال: جمعہ یا جمعرات یا پیر کے روز یا رمضان المبارک میں جو شخص مرجاتا ہے، تو اس کو کچھ تخفیف عذاب میں یا حساب میں ہوتی ہے یا نہیں، اور اگر ہوتی ہے، تو کیا ہوتی ہے؟

جواب: جمعہ کی شب اور جمعہ کے روز اور رمضان میں مسلمان کو عذاب قبر نہیں ہوتا، اور پیر کی روایت کوئی معلوم نہیں فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (بدست خاص ص ۲۳)

(۹۳۵) اگر مستحق عذاب ہے تو رمضان المبارک کے بعد عذاب ہوتا ہے: سوال: کیا ہے کہ جو کوئی رمضان میں مرجاتا ہے تو اس کو عذاب قبر نہیں ہوتا، آیا وہ شخص ہمیشہ کے لئے چھوٹ جاتا ہے یا بعد رمضان پھر عذاب قبر ہوتا ہے؟

جواب: بعد رمضان عود کرتا ہے، اگر مستحق عذاب ہے۔ فقط (بدست خاص ص ۴۲)

(۹۳۶) حضرت مولانا خلیل احمد انبیٹھوی [شارح سنن ابوداؤد] کے چند شبہات واعتراضات کے جواب: سوال نمبر (۱) مشکوٰۃ شریف ص ۱۸ مطبوعہ احمدی إن الشيطان قد يئس أن يعبده المصلون في جزيرة العرب الخ باب الوسوسة عدم وقوع شرک پر عرب میں دلالت کرتی ہیں، کیونکہ یاس شیطان کی بنا ہے شرک ہے، باوجود اس کے کہ وہ اصل جبت سے آگاہ ہے قریب محال ہے، باوجود یکہ دوسری جگہ اس کی مؤید مذکور ہے، صفحہ ۴۴ قال قلت یا رسول اللہ! أتشرك أمتك من بعدك؟ قال نعم! أما إنهم لا يعبدون شمسا ولا قمرا ولا حجرا ولا وثنا الخ۔ صفحہ ۵۳۸ وإني لست أخشى عليكم أن تشركوا بعدي صراحۃً عدم وقوع شرک پر دلالت کرتی ہیں، پس تو تصحیح ارشاد علیہ السلام صفحہ ۴۷۳ لا تقوم الساعة حتى تضطرب أليات نساء دوس حول ذي الخلصة بجا بہ روایت سابقہ کے مخالف ہے؟

الجواب: شیطان نے جو قوت اسلام و رسوخ مسلمین کا دیکھا تو مایوس ہوگیا، کہ مسلمان ہرگز شرک نہ کریں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طمع و حرص کی وقعت کیا کہ ایمان سلامتی، جب کا محقق ہوگیا کہ شیطان جیسے طویل بحث و دین ہوئی مگر اس سے یاس ہوئی مقصد یعنی مسلمین سے نہ کفر ہے۔ دیکھو حضرت ابیغ البیغ، کے کلام کو کہ مسلمانوں سے یاس شیطان کی نہ تھی شرک (ہے) اور شیطان کی قدرۃ قبح کفر میں باقی رہی۔ ول تو ظاہر ہے کہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

یاس کو عدم الوقوع لازم نہیں، سب کو یاس صحت قریب الموت ہو جاتی ہے اور پھر تندرست صحیح ہو جاتا ہے۔ تو کیا خبر (ی) ہے کہ شیطان کی یاس کو عدم الشرک لازم ہو، کمال قوت دیکھ کر مایوس ہوا، مگر انجام میں وہ قوت نہ رہے، رفتہ رفتہ وہ نوبت پہونچی کہ لفظ کلمہ بھی باپ دادا کے سنی سنائی پڑھیں، کوئی نہ جانے کہ کیا چیز ہے: کما ورد فی الحدیث تو اس وقت ظہور شرک ہو تو کیا معارضہ ہوا۔ اور شیطان اگر بقول آپ کے اصل جبلت سے واقف ہے، تو اصل فطرت سے بھی واقف ہے کہ اسلام ہے، اور بالفرض جو جبلت آدمی کی شرک ہے، خود فخر عالم علیہ السلام کا بیان قوت ایمان عرب بابلغ وجوہ ہوا، کہ بیان واضح آپ سے غیر جبلی بھی جبلی ہوگیا۔

اب رہا: حدیث أتشرک أمتک الخ خدشہ: سو اس کا بیان یہ ہے کہ امت کے دو معنی ہیں، کبھی امت دعوت مراد ہوتی ہے، جس میں یہود اور سب کفار داخل ہیں، تو یہاں یہ تو مراد ہرگز نہیں ہو سکتا، کیوں کہ مشرک امت دعوت تو خود حیات میں بھی موجود تھی، اس کے سوال کا کیا محل تھا، دوسری امت اجابت کہ فقط مسلمان ہیں، صالح اور فاسق اس میں داخل ہیں، کافر خارج، یہاں یہی مقصود ہے۔

جب سائل نے قوت اسلام و وضوح دلائل اس کے دیکھے، تو پوچھا، کہ بعد آپ کے ایسا ہی حال رہے گا، یا مثل یہود اور نصرانیوں کے آپ کی امت اجابت میں شرک ہو جاوے گا، تو حضرت نے (صلی اللہ علیہ وسلم) فرمایا کہ شرک جلی تو نہ ہوگا، البتہ خفی آجاوے گا۔ اور جو شخص مرتد ہوا، اجابت کی شان سے نکل گیا، اس کا بھی خدشہ رفع ہوا، اور جب ریح چلے گی جس سے سب مسلمان مر جاویں گے، اس کے بعد بت پرستی عرب میں شروع ہووے گی، تو وہ لوگ بھی امت اجابت نہیں، ہاں! امت دعوت ہیں کہ سوال سے خارج ہیں، ہاں اہل اہواء، کا خدشہ رہا، سو یا بطور محدثین ان کو کافر کہو، یا بطور متکلمین فاسق، پس خدشہ رفع ہو گیا۔ فقط۔

اور شرک امت کی کیفیت اوپر بیان کر چکا ہوں حسب حدیث اور حدیث: لست أخشی علیکم الخ میں صحابہ خاص مخاطب مراد ہیں، سیاق وسباقِ حدیث کو دیکھو، نہ قیامت کے قریب کے مسلماں، پس کچھ بھی اشکال نہیں۔

[تذکرۃ الرشید۔ تالیف مولانا عاشق الٰہی میرٹھی۔ ص: ۱۶۱۔ ۱۶۰ ج جلد اول عکس طبع اول، میرٹھ]

(۹۳۷) جب جانور مکلف نہیں، تو قیامت کے دن اقتصاص کیسا؟

سوال نمبر: (۲) قولہ صلی اللہ علیہ وسلم "حتی یُقاد للشاۃ الجلحاء من الشاۃ القرناء" [یہاں تک کہ بغیر سینگ کی بکری کو سینگ والی بکری سے بدلہ دلوایا جائے گا (نور)] جب کہ بہائم مکلف نہیں، تو باہم اقتصاص کی کیا وجہ ہے، صد ہا جانور ایک دوسرے کی خوراک ہیں، انسان پر لحوم حلال کیئے گئے، تو کیا سب کا معاوضہ ہوگا (اور تخصیص جنسیت کی بظاہر کوئی وجہ نہیں؟)

جواب: قصاص بہائم میں بوجہ تکلیف نہیں، بلکہ بوجہ مساوات ہے۔ مکلف کو عذاب بالنار ہوتا ہے، بہائم میں

toobaa-elibrary.blogspot.com

بدلہ دیگر معدوم کئے جاویں گے، اور یہ قصاص اس امر میں ہے کہ خلاف حکم کے ہو۔ گوشت کھانے کی جہاں اجازت ہے، وہ عین عدل و انتظام ہے، وہاں یہ ظلم تھا اور جس جانور کو حق تعالیٰ دوسرے جانور کا بنایا گیا، وہ بھی برمحل ہوا۔

یہ قصاص ایسے امر میں ہوگا جیسا ایک بیل نے دوسرے کو سینگ خواہ مخواہ مار دیا، یا دو جانور باہم لڑے اور ایک کے سینگ ہیں، دوسرے کے نہیں، تو بلا سینگ کے، یا وہ چوٹ لگ گئی۔ بہرحال یہ مقاصات بوجہ تکلیف نہیں، مکلف کی سزا دوزخ وغیرہ باسے ہے، جو مصرح نصوص ہے۔ فقط

(تذکرۃ الرشید ص ۱۶۔۷۰ جلد دوم)

(۹۳۸) ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن رسولوں کے علاوہ کوئی نہیں بولے گا، دوسری روایت سے مؤمنین کا بولنا بھی ثابت ہے، اس تعارض کا جواب:

سوال: (۳) ولا یتکلم یومئذ الا الرسل. وکلام الرسل یومئذ اللھم سلم سلم اس کے بعد مذکور ہے صفحہ ۴۸۶ شعار المؤمنین یوم القیمۃ علی الصراط رب سلم سلم پس ہر دو روایت بظاہر متعارض ہیں؟

جواب: وہ کلام کہ غیروں کے باب میں ہو سوائے رسل کے کوئی نہ کر سکے گا، کیونکہ نفسی نفسی کا قصہ ہوگا وراپنی اپنی حالت میں مدہوش، دوسرے سے بالکل بے خبر ہوویں گے۔ بخلاف رسل کے کہ امت کے لئے دعا کرتے ہوویں گے درخود مطمئن ہوویں گے اور مؤمنین کا کلام اپنی ذات خاص میں ہے کہ مجبوری کے وقت اپنے حال پر ہراساں سلم سلم کہتے جاویں گے۔ غرض کلام کے دو جا ایک معنی نہیں، معاوضہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

(تذکرۃ الرشید ص ۱۴۲ جلد اول)

(۹۳۹) جلد انسان کی نجاست بوجہ کرامت نہیں ہے بلکہ کرامت انسان، مانع تطہیر از دباغت ہے:

سوال نمبر: (۴) جلد دوم انسان کی نجاست کی علت بدیہ، مصطفائی ص ۴۴ پر کرامت قرار دی ہے، حالانکہ یہ علت نجاست کی علت نہیں ہو سکتی، بلکہ کرامت تو حرمت کی علت ہے، اگرچہ اعلیٰ درجہ کی حرمت نجاست کو مستلزم ہے، لیکن اس کی حرمت کو حرمت لعینہ کا قائل ہونا، بحیثیت استدلال بعید ہے، کیونکہ مثل خنزیر منصوص نہیں ہے، دارومدار ظنیات پر ہے، پس اس کی نجاست کے قائل ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ بہت اشیاء ایسی ہیں کہ حرام ہیں اور نجس نہیں، ہاں بہ اگر تامل کیا جاوے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ کرامت کے ساتھ نجاست کا قائل ہونا، اجتماع متضادین ہے۔ ان متقدمین سے ہوشیار کوئی جزئی مدرمہ نجس پائی نہیں گئی۔

[illegible] کے بعد صاحب ہدایہ طہارت [illegible] کا قائل ہو [illegible] [illegible]
منسوخ ہے لحکم ظاهر [illegible] بظاہر یہ صریح تنافت ہے [illegible] سے [illegible] ثابت [illegible] اور [illegible]
[illegible] جس میں [illegible] طہارت [illegible] [illegible]
[illegible] یہ سب [illegible] طہارت کا حکم [illegible]
[illegible] طہارت [illegible] لکھو یہ فی معدہ
[illegible] لکھو یہ مولانا عبد الحی لکھنوی [illegible]
[illegible] طہارت [illegible]
[illegible] مختصر طور عرض کر دیا ہے

(الجواب [illegible] رشید احمد [illegible] ، مولوی خلیل احمد صاحب [illegible]

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

[illegible] شبہات [illegible] کس طرح کسی سے [illegible]
[illegible] روایات سے عقل پوچھتے ہو خیر خاطر
[illegible]
[illegible]
[illegible] نے کہا

"کل اهاب دبغ فقد طهر وجازت الصلوٰة فیه والوضوء الا جلد الخنزیر والآدمی الخ ۲"

[illegible] سے پاک [illegible]
[illegible] حدیث [illegible]
عبارت سے [illegible] حدیث [illegible]

[illegible] هدایه کتاب الطهارة فصل فی الآسار [illegible] مجتبائی مصطفائی
[illegible] ۲۹۹ ھ

۲ [illegible] کتاب [illegible] مجتبائی [illegible] ۲۹۹ ھ

45

سو حدیث کی شرح میں طول ہوتا ہے، لطف اور علم بھی ظاہر ہوتا ہے، تو اس سے تو اعراض کرتا ہوں، اور اصل شارح کا مطلب بیان کرتا ہوں کہ جلد آدمی جب انسان سے علیحدہ کی جاوے گی، تو یا وہ مردہ ہوگا، یا زندہ! اگر مردہ کی کھال ہے، تو بوجہ موت نجس حکمی ہوگئی تھی، اور جو زندہ سے جدا ہوئی، تو بوجہ حدیث ما ابین من الحی فهو میت نجس ہوئی، بوجہ میتہ ہونے کے، اور جو تمام تر آدمی مرگیا اور پھر جلد الگ ہوئی، تو بھی نجس بوجہ موت ہوئی، کیونکہ انسان مردہ میتہ اور نجس ہوتا ہے مثل دیگر حیوانات میتہ کے، مگر یہ تمام نجاست اس کی بعد غسل کے پاک ہوتا ہے، بخلاف دیگر حیوانات کے سو یہ نجاست بوجہ موت کے [illegible] حاصل ہوئی تھی، اس واسطے صاحب ہدایہ نے یطهر الا جلد الآدمی فانه لایطهر اور اس کی وجہ کرامت بیان کی ہے، یعنی حکم طہارت کا پیدا کرتی، تو لوگ اس کو استعمال کرتے مہان بناتے، شارع نے اس کی طہارت منع کر دی، سو اس میں کوئی خدشہ نہیں۔

کرامت محض نجس [illegible] ہے اور کرامت مانع طہارت ہے کہ طہارت موجب اہانت ہے جو کرامت کے خلاف ہے۔ غرض شارح کرامت و مانع طہارت کہتے ہیں کہ وجہ اس کے مانت ورفع کرنے نہ موجب نجاست، جیسے آپ کو شبہ ہوا۔

کراس پر طمانیت نہ ہوتو سنو کہ متن فقط طہر سے نہیں بعد طہر وحاصل ہے، کہ مجموعہ سے جواز استعمال مستفاد ہوتا تھا، تو گویا معنی ہوئے اذا دبغ حل استعماله اس سے مستفاد ہے، اور وجہ حرمت استعمال کی خنزیر میں نجاست لعین اور آدمی میں کرامت بیان کردی، سو یہ توجیہ اسرار فع خدشہ ہے اور عموم اور روایت کے موافق رہے ہیں، کہ جلد آدمی کو اگر دباغت دیویں، تو بعض طہارت کے قائل ہوتے ہیں مگر استعمال کے حرام ہیں، اور بعض طہارت کو بھی تسلیم نہیں کرتے۔

اور تحقیق یہ ہے کہ خنزیر اور آدمی کی کھال دباغت سے جدا ہو ہی نہیں سکتی، اور جو جھلی اتار دیں وہ دباغت پذیر نہیں ہوتی، بعض مسائل فقہاء کے محض بطور فرض ہوتے ہیں، اور حدیث سے قید صلوح دباغت واضح ہے، معنی یہ ہیں۔ کل اهاب یصلح للدباغ اذا دبغ فقد طهر [illegible] فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ (تالیفات رشیدیہ ص ۱۴۷-۱۴۹، جلد اول)

(۹۴۰) متیمم سوتے ہوئے پانی پر سے گذرے تو تیمم ٹوٹ جاتا ہے اور پانی سامان میں بھول جائے تو تیمم سے نماز درست ہو جاتی ہے، وجہ فرق کیا ہے جبکہ نائم کا عذر قوی ہے؟

سوال نمبر: (۵) ہدایہ مصطفائی ص ۳۷ النائم المار علی الماء کی نسبت لکھا ہے کہ اس کا تیمم بسبب مرور علی الماء منتقض ہو جاتا ہے۔ (پھر ص ۳۸، مصطفائی ص ۱۹، دعوی میں) الناسی الماء فی الرحل پر لکھا کہ اعادہ صلوۃ نہیں، حالانکہ عذر نائم فوق الناسی ہے، کیونکہ مستلزم نسیان ہوتے ہیں نہ عکس، تو نائم کا عدم قدرت بہت زیادہ ہے۔ پس باعتبار دلیل کے نائم کا انتقاض غیر معقول ہے اور بنا بر مذہب امام صاحب کے اگر چہ روایت مستحکم عدم انتقاض ہے، لیکن تعجب ہے کہ صاحب ہدایہ نے اس کو

toobaa-elibrary.blogspot.com

ترک فرما کر متعارضین روایات جمع کردی ہیں، پس اول توجیہ علت انتقاض تیمم ہونی چاہئے، کہ کس بنا، پر اس روایت کا دار (و) مدار ہے، پھر تقریر رفع تعارض کی فرمائی جاوے۔

الجواب: فرق نسیان اور نوم کے مسئلہ میں یہ ہے کہ نسیان باختیار العبد نہیں، سو ایسی حالت میں کہ اصل عدم الماء ہے اعنی سفر نسیان مانع قدرۃ ہوا، اور کوئی امر مذکر بھی نہیں، جیسے حالت صلوٰۃ میں معتبر نہیں ہوتا، خلاف نوم (۱) کے کہ وہاں معتبر ہو کر ناقض نہ ہوا، سو بوجہ قوت اصل کے کہ عدم ماء ہے، اور بذل سعی طلب ماء کے کہ ظن عدم الوصول ہے، تیمم درست ہوا، اور نائم میں بعد تیمم کے نوم مثل اختیاری کے ہے۔ اور حالت نوم میں امر ضروری بقاء کا جو بذل سعی ہے، اور ظن عدم الحصول دونوں مفقود، لہٰذا اس کو حکم قادر کا دیا، کہ اپنی غفلت سے سویا اور قدرت کو ضائع کیا۔

اب رہا یہ کہ یہ روایت قوی ہے یا ضعیف، اس سے کیا بحث ہے، صاحب ہدایہ کو یہ روایت معلوم نہ ہو، آخر بشر تھا، یا اس کے نزدیک یہ روایت قوی ہو، بایں وجہ یا بوجوہ دیگر، سو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ پچھلے لوگوں کو دوسری روایت کی قوت معلوم ہوئی۔ فقط رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(تذکرۃ الرشید ۱۵۰/۱۵۱۔ جلد اول)

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب نے اس جواب پر بھی چند شبہات کئے تھے، جس کا حضرت مولانا گنگوہی نے مفصل جواب دیا تھا، جو تذکرۃ الرشید میں بھی موجود ہے، مگر غلطی سے یہاں درج ہونے سے رہ گیا، اس لئے اس جواب و ضمیمہ ثانیہ کے بالکل آخر، اختتام پر ملاحظہ فرمائیں۔ (نور)

(۹۴۱) سند کے تفرد کے باوجود امام ترمذی کا حدیث کو "حسن" قرار دینا؟

سوال نمبر: (۷) ترمذی صفحہ ۲۰: حدیث حسن: یہاں اطلاق حسن خلاف اصطلاح ہے، کیونکہ شرط حسن تعدد طرق ہے اور اس روایت کی نسبت کہا ہے کہ عبدالرحمٰن منفرد ہوا، پس اس کا حسن کس اعتبار سے ہے؟

الجواب: روایت حسن اصطلاح میں وہ ہے، کہ راوی اس کا ضبط میں صحیح کے درجہ سے کم ہو، لیکن مدفوع نہ ہو، تعدد طرق اس میں شرط نہیں، کیونکہ یہ تعریف حسن لذاتہ کی ہے۔

تعدد طرق کی وہاں ضرورت ہوتی ہے کہ حسن لغیرہ ہو، یہ معنی کہ روا(یت) ضعیف تھی، دوسرے طرق سے جو اس کو قوت ہوئی، وہ حسن لغیرہ ہوگئی، اور ترمذیؒ کے باب العلل میں جو تعریف حسن میں تعدد طرق لیا ہے، تو حسن لغیرہ میں ہی لیا ہے، نہ حسن لذاتہ میں۔

(اس واسطے قواعد اصول حدیث نخبہ سے یا مقدمہ، شرح مشکوٰۃ سے دیکھنا ضروری (ہے) اور) اول صفحہ پر ترمذی کے اس خدشہ کا ذکر بھی کیا ہے، واللہ اعلم۔

(تذکرۃ الرشید ص: ۱۲۳، ج: ۱)

(یہ سب جوابات اور تحریریں اس مجموعۂ اوراق میں شامل ہیں جو نیشنل میوزیم، کراچی، پاکستان۔ میں محفوظ ہے)

(عکس بشکریہ ڈائریکٹر صاحب نیشنل میوزیم۔ کراچی، پاکستان)

(۱) اصل میں بجائے نوم کے صوم لکھا ہوا ہے جو کہ سہو کاتب ہو سکتا ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۹۴۲) حنفیہ کے یہاں حدود زاجر ہیں نہ کہ ساتر! **سوال** حنفیہ کے یہاں حدود زاجر ہیں نہ کہ ساتر، البتہ ستر گناہ استغفار سے ہوتا ہے۔ دوسرے علماء نے اس حدیث صحیحین کو ساتر کہا ہے، سو تطبیق کی کیا ضرورت ہے، البتہ حنفیہ نے اس جانب کو ترجیح دی کہ اجماع ہو چکا ہے کہ کبیرہ بدوں توبہ کے معاف نہیں ہوتا، اور اس حدیث کو مقید مع توبہ کی کر دیتے ہیں کہ مسلمان ندامت سے خالی نہیں ہوتا فقط۔ [illegible]

(۹۴۳) نص کی تخصیص در حقیقت تخصیص نہیں ہوتی: تخصیص نص کی تخصیص نہیں ہوتی، بلکہ بوجہ علت کے معلوم ہوتی ہے، چونکہ یہ قاعدہ منصوص ہوتا ہے، لہذا یہ قاعدہ مثل نص کے عمل میں ہو جاتا ہے، بتقیید اس عمل کے ساتھ نہیں ہوتا، الحاصل اس سے علت سمجھ کر معلوم کرتے ہیں۔ شارع نے اس عمل کی فضیلت بیان کرنا مراد تھی، اس کی نسبت بیان مراد ہے، مگر اس سے تخصیص نہیں ہوتی۔ ( ) (مجموعہ فرخ یاد، ص ۴۴)

(۹۴۴) دفع حرج کے معنی: دفع حرج کے یہ معنی ہیں کہ جس امر کے سبب عام دشواری خلق کو ہو، اور بچنے میں سخت تنگی ہو، تو بہت مواقع پر تخفیف موافق قاعدہ شرعیہ کے اس طرح کرتے ہیں کہ خلاف نص کے نہ کیا جاوے، اور اگر نص کے خلاف ہو یا حرج خاص شخص کا ہو، اس کا اعتبار نہیں ہوتا۔ پس حرام مال لینا اور استعمال کرنا نصوص قطعیہ کے خلاف ہے اور نقصان ایک شخص کا ہے۔ پس کوئی حرج نہیں جس کو قیاس کیا جاوے، سو یہ ہرگز درست نہیں ہو سکتا۔ حرج میں اور نقصان مال میں بون بعید ہے، اور حرج دشواری ہے اور نہایت تنگی ہے اور تکلیف ہے، کسی کام کا کرنا ہے

لایکلف اللہ نفسا الا وسعہا ترجمہ: اللہ تکلیف نہیں دیتا کسی کو مگر جس قدر اس کی گنجائش ہے۔ (ترجمہ شیخ الہند) (بقرۃ: ۲۸۶)

سو قریب جانتا کہ خلاف نقصان مال کے، کہ مال خود مبتذل شے ہے، اگر نہ ملے یہ دشواری ہے۔ فقط (۲)

واللہ تعالیٰ اعلم (مجموعہ فرخ یاد، ص ۵۵)

(۹۴۵) واجب لعینہ ولغیرہ کا مفہوم کیا ہے؟ اس وقت مجھ کو کسی قدماء کی تصریح کہ واجب لغیرہ و لعینہ کیا ہے، یاد نہیں آتا، ورنہ ضرورت تحقیق اس غوامض سے اور یہ ان کا فرمانا کہ یہ طلاق کفر نہایت عجیب امر ہے، کیونکہ

---

(۱) [illegible] جیسے حصن حصین میں لفظۃ میں پانچ امور [illegible] (بذل المجہود)

(۲) [illegible]

[illegible]

حیات میں [illegible] واللہ تعالیٰ اعلم

(۹۴۶) اصطلاحات کو جان بوجھ کر نظر انداز کرنا غلط ہے؟

سوال [illegible]

[illegible]

جواب [illegible]

واللہ تعالیٰ اعلم [illegible]

(۹۴۷) فقہی کتابوں کے ابواب کی ترتیب باہم مختلف کیوں ہے؟

سوال [illegible]

جواب [illegible]

[illegible] واللہ تعالیٰ اعلم

سیرت پاک اور حضرات انبیاء علیہم السلام کے متعلق چند سوالات کے جوابات

(۹۴۸) حضرت ادریس علیہ السلام کیا آسمان پر اٹھا لئے گئے؟ سوال: حضرت ادریس علیہ السلام بھی قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ اٹھائے گئے ہیں یا نہیں اگر زندہ اٹھائے گئے ہیں تو ان کی وفات کب ہوگی؟

جواب: بعد انتقال کے اٹھائے گئے اور جنت میں داخل ہوئے، پھر زندہ ہو گئے اب وہ یہاں نہ آویں گے۔ جنت میں ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (ہدایات خاص ص ۱۹)

(۹۴۹) کیا برادرانِ یوسف علیہ السلام نبی تھے؟ سوال: برادران یوسف علی نبینا وعلیہ السلام نبی تھے یا نہ، اور اگر تھے تو [ان کی] زلات کا کیا حکم ہے؟

جواب: خود یوسف اس وقت نبی نہ تھے، پس صدور ذنب کا منافی نہیں۔ فقط (مجموعہ کلاں ص ۴)

(۹۵۰) جملہ انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں۔ سوال: جب کل نبیاء علیہم الصلوۃ والسلام زندہ ہیں تو نص میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کی کیا تخصیص ہے؟

جواب: نص میں حیات کی نفی نہیں ہے، آپ کی حیات کی نص سے دوسروں کی حیات کا انکار نہیں لازم آتا۔ ہاں یہ ہے کہ نزول محمد میں حیات بعد موت ہے، حضرت عیسیٰ کے قبل از موت کے بچھے ہونے اور سکونت آسمان کی نفی کس طرح ہو سکے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (ہدایات خاص ص ۲۰)

(۹۵۱) انبیاء علیہم السلام کی خطا کا مقصد خیر ہوتا ہے: نبیوں سے جو خطا ہوتی ہے، اس میں ان کا مقصد خیر ہوتا ہے، مقصد خطا کا ہرگز نہیں ہوتا اس لئے اس کو زلہ کہتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کا مقصد بھی خیر ہی تھا، ہمیشہ جنت میں رہنے کی خواہش ان کا مقصد تھا، رضائے جناب باری کی وجہ سے تھے، لہذا معاتب ہوئے۔ جلیل القدر ہونے کی وجہ سے ان کو سزا دی گئی یہ چیز معمولی لوگوں کے حق میں قابل مواخذہ نہیں، لیکن بڑوں کے حق میں قابل مواخذہ ہے۔

حسنات الابرار سیئات المقربین

ترجمہ: عام لوگوں کی نیکیاں بھی مقربین بارگاہ کے نزدیک خطا شمار کی جاتی ہیں۔ (ت، ت)

[illegible] بظاہر یہ [illegible] کے ساتھ مقید میں [illegible] [illegible]
[illegible] كلام الله تعالى [illegible] [illegible] [illegible]۔

(مجموعہ [illegible])

(۹۵۲) میلاد و غیرہ کی پرورست ہے مگر صورت مسئولہ میں تعینیت نہیں؟ سوال:

[illegible] علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

جواب [illegible]
[illegible] فقط

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ [illegible])

(۹۵۳) صدور ذنوب از انبیاء علیہم السلام کی تفصیل؟ سوال:

[illegible] علیہم السلام [illegible]
[illegible] علیہ السلام سے حضرت [illegible]
[illegible]

جواب کتب عقائد میں یوں لکھتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کذب سے معصوم ہیں [illegible]
[illegible] عصمت میں تفصیل ہے [illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

(۱) [illegible] (طہ: ۱۱۵)

دلیل تقناخی نہیں۔ یہ ترجمہ خلاصہ ملا علی قاری کی شرح کا ہے (۱) اور شرح عقائد نسفی (۲) میں بھی اس کے ہی قریب ہے۔
مگر جو یہ کہا جاوے کہ نبی علیہم السلام سے قبل نبوت اور بعد نبوت صغیرہ اور کبیرہ [کا صدور] ہوتا ہے، تو یہ بھی عمدہ رہے ہے جیسا کہ بعض نے کہا مگر سہو، و معصیت اس کو کہتے ہیں کہ خلاف امر کے عمداً ارتکاب کرے، اور جو سہو و نسیان یا خطاء اجتہادی سے صادر ہو تو وہ معصیت نہیں ہوتا ہے۔ خلاف رضا امر کے ہوا، یوں کہ عاصی خلاف کرنے والے (۳) اور مخالف رضا امر کے مرتکب ہونے والا اور اپنے نفس کو مقابل امر کے بنانے والا (۴) کو مخالف کا خیال بھی نہیں، بلکہ موافقت کی ہی شب و روز فکر ہو۔ اور پھر خطاء فہم سے یا نسیان سے کچھ ہو جاوے، اس کو عصیان سے کیا علاقہ۔ پس آدم علیہ السلام سے جو کچھ ہوا وہ خطاء و نسیان سے ہوا فقط۔

فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا (طٰہٰ-۱۱۵)

ترجمہ: پھر بھول گیا اور نہ پائی ہم نے اس میں کچھ ہمت۔ (ترجمہ شیخ الہند)

پس نسبت عصیان و غوایت جو وہ بلحاظ امر کے ہے، جانب امر میں، بلا ریب خلاف رضا ہے، اگرچہ آدم (علیہ السلام) نے خلاف جان کر نہیں کیا، سو بہرحال یہ نسبت عصیان بلحاظ جانب رضا و مراد حق کے ہے، نہ بلحاظ آدم کے۔ البتہ ایسے (با) کمال کو ایسی ذلت اور خطاء اجتہادی پر سرزنش کرتے ہیں کہ حسنات الابرار سیئات المقربین مقرر ہیں، اور عوام ایسے امور سے یک قلم معاف ہیں۔

دیکھو خطاء اجتہادی میں مجتہد کو ایک اجر ملتا ہے، مع ہذا یہ امر قبل نبوت کے سرزد ہوا ہے، سو اہل عقائد کو کچھ مضر نہیں کہ وہ قبل نبوت صدور کبیرہ کو بھی ممکن کہتے ہیں، بندہ کا عقیدہ آخر کا ہے۔ اور جو افعال حضرت آدم سے صادر ہوئے مع ایں کہ قبل نبوت ہیں، نسیان اور خطاء اجتہادی ہیں، اس کو معصیت نہیں کہتے۔ علی ہذا دیگر انبیاء کی نسبت بعض احوال میں کہا جاوے گا۔ فقط رشید احمد عفی عنہ (مجموعہ کلاں ص ۲،۳،۴)

(۹۵۴) تابوت سکینہ کیا چیز ہے؟ سوال تابوت سکینہ کیا چیز تھا اور کہاں گیا؟

جواب: تابوت سکینہ صندوق تھا، کہ اس میں تبرکات انبیاء علیہم السلام کے تھے، نعل و کلاہ وغیرہما اس کی برکت سے فتح اور دیگر منافع ہوتے تھے، اب نہ معلوم کیا ہوا اور کہاں گیا۔ فقط (بدست خاص، سوال ۲)

---

(۱) وفي شرح العقائد ان الانبياء عليهم السلام معصومون عن الكذب خصوصا فيما يتعلق بامر الشرع وتبليغ الاحكام وارشاد الامة، اما عمدا فبالاجماع واما سهوا فعند الاكثرين وفي عصمتهم عن سائر الذنوب تفصيل وهو انهم معصومون عن الكفر قبل الوحي وبعده بالاجماع، وكذا عن تعمد الكبائر عند الجمهور خلافا للحشوية وانما الخلاف في امتناعه بدليل السمع او العقل واما سهوا فجوزه الاكثرون واما الصغائر فيجوز عمدا عند الجمهور خلافا للجبائي واتباعه ويجوز سهوا بالاتفاق ... [illegible] (مطبع قیومی کانپور ۱۳۴۷ھ) [مرتب]
(۲) ملاحظہ ہو شرح عقائد نسفی [illegible] (مطبع قیومی کانپور ۱۳۴۷ھ) [مرتب]
(۳،۴) یہ عبارت بعینہٖ رسالہ [illegible] [مرتب]

toobaa-elibrary.blogspot.com

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

(۹۵۵) کیا رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے [illegible] مکانات اور مسکن اس وقت تک موجود ہیں؟

جواب: [illegible] حضرت خدیجہؓ کا [illegible] جس میں آپ رہتے تھے [illegible] حضرت عائشہؓ کا حجرہ تو محفوظ ہے [illegible] مسجد میں شامل [illegible]

فقط [illegible]

(۹۵۶) ازواج مطہراتؓ اہل بیت ہیں

[illegible]

حدیث [illegible]

[illegible]

[illegible]

(۹۵۷) سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی اولادِ مبارک کی تفصیل:

سوال: آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادوں کے نام، اور کتنی صاحبزادیاں تھیں اور ان کے نام، اور یہ تفصیل کہ کتنی اولاد پسر و دختر فلاں قبیلہ سے اور کتنی فلاں قبیلہ سے اولاد ہوئی، مشرح تحریر فرمائیں۔

جواب: حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شکم سے تین پسر طیب، طاہر، قاسم اور چار دختر زینب، کلثوم، رقیہ، فاطمہ، اور ماریہ قبطیہ جو حرم باندی تھیں، ان سے ایک پسر ابراہیم رضی اللہ عنہم اجمعین۔ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

(بدست خاص، ۵۲)

(۹۵۸) لفظ آل اور اہل کی تحقیق؟

از بندہ رشید احمد عفی عنہ — السلام علیکم

خط آپ کا آیا، در حال معلوم ہوا۔ جواب آپ کے سوالات کا لکھتا ہوں

اہل اور آل ایک لفظ ہے (۲) اس کے معنی عشیرہ اور زوجہ اور قرابت کے ہوتے ہیں اور امت مطیع کے بھی ہوتے ہیں۔ پس جس نے معنی آل کے گروہ کے کہے، وہ بھی درست کہتا ہے اور جس نے ازواج کے کہے، وہ بھی بجا ہے اور جس نے حسن و حسین و فاطمہ وعلی کہا، وہ بھی صحیح ہے ورنہ چاروں بیٹی اور سب فرزند آل میں داخل ہیں، کوئی بھی خارج نہیں۔ اور اہل بیت قرآن شریف میں جو مذکور ہے اس سے ازواج مراد ہیں اگرچہ یہ لفظ فرزندان اور اقربا پر بھی بولا جاتا ہے، گرچہ قرآن میں فقط ازواج ہی مراد ہیں۔ اور پر لکھا ہے کہ اہل اور آل ایک لفظ ہے ورنہ سب معنی اس کے درست ہیں۔ فقط

(مجموعہ کلاں ص۔ ۲۲۸-۲۲۹)

(۹۵۹) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ مبارک نہ ہونے کی روایت صحیح نہیں:

سوال: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قد کا سایہ مبارک تھا، یا نہیں؟ ہوتا تو بدست خاص ہوتا، برہان طلب ہے۔

جواب: سایہ نہ ہونے کی روایت احادیث مشہورہ میں نہیں، مگر کتب کی خبر نہیں اور اقوال مشہورہ قابل اعتبار نہیں ہیں۔ (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مجموعہ کلاں ص ۲۷، ۱۴۸)

---

(۱) وولده صلى الله عليه وسلم فيما قال ابن اسحاق: فولدت لرسول الله صلى الله عليه وسلم ولده كلهم من خديجة الا ابراهيم القاسم وبه كان يكنى صلى الله عليه وسلم والطاهر والطيب وزينب ورقية وام كلثوم وفاطمة

[illegible] ص [illegible] دار المعرفة بيروت ۱۳۹۸ھ)

(۲) ذکر مرکی تفصیل اور اس سلسلہ میں [illegible]

[illegible] الفصل الثاني في ولاده الكرام [illegible]

(۳) [illegible] لطائف البان في الفروق بين الاهل والآل [illegible]

toobaa-elibrary blogspot com

(۹۶۰) سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا بول وبراز پاک تھا:

[illegible]

صرح بعض أئمة الشافعية بطهارة بوله وسائر فضلاته صلى الله عليه وسلم وبه قال أبو حنيفة رحمه الله كما نقله في المواهب اللدنية عن شرح البخاري للعيني، وصرح به البيري في شرح الأشباه، وقال ابن حجر تظافرت الأدلة على ذلك وعد الأئمة ذلك من خصائصه صلى الله عليه وسلم. انتهى

[illegible] ص ۱۱۸

(۹۶۱) منبر شریف کی کل کتنی سیڑھیاں تھیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کون سے درجہ پر خطبہ پڑھتے تھے؟

سوال: [illegible]

جواب: [illegible]

[illegible]

ضمیمہ

فتاوائے گنگوہی

یا

باقیات فتاویٰ رشیدیہ

اس ضمیمہ میں وہ فتوے درج ہیں جو اگرچہ حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے لکھے ہوئے نہیں ہیں، لیکن یہ سب فتوے، حضرت مولانا کے فتاوی کے ان قلمی نسخوں میں، متفرق جگہوں پر درج تھے، جن کی مدد سے زیرِ نظر مجموعہ مرتب ہوا ہے۔ یہ فتاویٰ مختلف علماء کے لکھے ہوئے ہیں، مگر ان سب میں ایک قدرِ مشترک یہ ہے، کہ یہ تمام فتاویٰ حضرت مولانا گنگوہیؒ کی نظر سے گذرے ہوئے ہیں، حضرت مولانا نے ان سب کی، علیحدہ علیحدہ، تصدیق، تحسین وتوثیق فرمائی ہے۔ اس وجہ سے ان کو بھی حضرت گنگوہیؒ کے ثانوی فتاوی میں شمار کیا جاسکتا ہے۔ ایک دو کے علاوہ، یہ تمام فتاویٰ غیر مطبوعہ ہیں، اس لئے ان کو ضمیمہ باقیاتِ فتاویٰ رشیدیہ کے طور پر، یہاں شامل کیا جارہا ہے۔

(نور)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۹۶۲) اولیاء اللہ میں تقدیر الٰہی کو پلٹ دینے کی صلاحیت نہیں ہوتی

سوال: علمائے دین [illegible] ایک شخص مسافر [illegible] یہ کہتا ہے کہ اولیاء اللہ کو اللہ تعالیٰ سے یہ قدرت حاصل ہے کہ وہ تقدیر بھی [illegible] کے واسطے [illegible] ہیں۔ اس کلام سے [illegible] اور مجھ کو بہت خوشی ہوئی کہ اولیاء سے اپنی حاجات طلب [illegible] چاہئے [illegible] تقدیر بھی پلٹ دیا کرتے [illegible] سوال سے [illegible] یہ قدرت اولیاء کو حاصل ہے یا نہیں؟

جواب: الجواب واللہ اعلم بالصواب [illegible] مستفتی وہ شخص جو [illegible] تقدیر الٰہی کو پلٹ [illegible] سے [illegible] غلط اور جھوٹ ہے [illegible] شخص مسائل [illegible] سے جاہل ہے [illegible] تقدیر [illegible] کا [illegible] ہے

يمحو الله ما يشاء و يثبت و عنده ام الكتاب (الرعد ۳۹) — اللہ جو چاہے مٹاتا اور ثابت کرتا ہے اور اصل لکھا ہوا اسی کے پاس ہے (کنز الایمان)

[illegible] تقدیر [illegible] مقدر [illegible] قال اللہ تعالیٰ

ان الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بانفسهم (الرعد) — بے شک اللہ کسی قوم سے اپنی نعمت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت نہ بدل دیں (کنز الایمان)

[illegible] اس [illegible] معلوم [illegible] عند اللہ میں دیکھا (۱) [illegible] انبیاء علیہم السلام [illegible] یا اولیاء [illegible] جناب [illegible] ہوتا [illegible] منظور [illegible] قبول [illegible] حضرت [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] حکم ہوا۔

استغفر لهم او لا تستغفر لهم ان تستغفر لهم سبعين مرة فلن يغفر الله لهم (التوبة ۸۰) — [illegible]

یعنی [illegible] یہ دعا قبول نہ ہوگی [illegible] واسطے [illegible] مغفرت [illegible] چاہتے تھے کہ چچا ابو طالب [illegible] حکم ہوا [illegible] حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ان کے والد کے حق میں قبول نہ ہوئی۔ حضرت محبوب سبحانی سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ [illegible] اولیاء میں [illegible] غوث [illegible] حدیث حضرت [illegible] رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل [illegible] ہیں

---

(۱) [illegible] شیخ عبد الحق محدث [illegible]
[illegible] ۱۲۹۲ھ

حف القلم بما هو كائن، ولو جهد العباد ان ينفعوك بشيء لم يقضه الله لك، لم يقدروا عليه، ولو جهد العباد ان يضروك بشيء لم يقضه الله عليك، لم يقدروا. الحديث

یعنی تمام بندگان حق کا یہ مقدور نہیں کہ خلاف تقدیر کے نفع یا نقصان تجھ کو پہنچا سکیں۔ تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس باب کا باطل ہونا بیان فرمایا کہ خلاف تقدیر کسی سے کوئی چیز نہیں ہو سکتی ہے۔ خدا تعالیٰ نے یہ قدرت تقدیر الٹنے کی کسی بندے کو عطا نہیں فرمائی۔ یہ شخص [illegible] اس کے پیچھے [illegible] چاہیئے۔ [illegible] نہیں۔ اگر اس نے تقدیر اللہ [illegible] مسلمانوں کی بھی دعا قبول ہوتی ہے۔ نعوذ باللہ من هذا الكفر

[illegible] سید محمد شمس الدین قادری عفی عنہ

الجواب صحیح، رشید احمد [illegible] عفی عنہ [illegible] ۹۳، ۹۴، ۹۵

(۹۶۳) اولیاء اللہ یا شیخ سدو کی نذر ماننا حرام اور باطل ہے: [illegible] میرا کا [illegible] شیخ سدو وغیرہ [illegible] ساتھ ہو اس میں شیخ سدو وغیرہ [illegible] کافر؟

جواب: [illegible] شیخ سدو [illegible] باطل و حرام ہے، اگرچہ ساتھ تکبیر کے [illegible] کافر ہو جاتا ہے۔

فی التفسیر الکبیر اجمع العلماء علی انه لو ان مسلما ذبح ذبیحة وقصد بذبحها التقرب الی غیر الله، صار مرتدا و ذبیحته ذبیحة مرتد (۱) انتهی

و هكذا فی البحر مع البسط و مثل هذا فی تفسیر النیشاپوری وغیره

ہاں اگر نذر خالص [illegible] تو درست ہے۔

هكذا فی البحر [illegible] سید محمد شمس الدین قادری عفی عنہ

مہر [illegible] الجواب صحیح، رشید احمد [illegible] عفی عنہ ([illegible] ۸۳۔۱۸۵)

(۹۶۴) انگریزی صابن پاک ہے یا ناپاک؟ سوال ۱۰- کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین دربارہ سوالات مندرجہ ذیل، صابن جو انگریزوں کی ولایت سے آتا ہے، اس میں ناپاک تیل اور مردار اور غیر مذبوح کی چربی پڑتی ہے، اس صابون کا شرعاً استعمال درست ہے یا نہیں؟ اور وہ پاک ہے یا ناپاک؟

---

(۱) التفسیر الکبیر للإمام الرازی (۵/۱۱) [دار احیاء التراث العربی بیروت]

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

سوال: ۲- کپڑا اگر ناپاک رنگ میں رنگا جائے اور بعد رنگنے کے اس کو تین مرتبہ دھولیا جائے اور رنگ بدستور باقی رہے، کپڑا پاک ہو جائے گا، یا نہیں؟

جواب: ایسا صابون پاک ہے اور استعمال اس کا شرعاً درست ہے۔ درمختار باب تطہیر انجاس میں لکھا ہے:

و يطهر زيت تنجس بجعله صابوناً به يفتىٰ للبلوىٰ (۱)

اور فتاویٰ شامی میں اس قول کی شرح میں لکھا ہے:

قد ذكر هذه المسئلة العلامة القاسم في فتاواه، و كذا ماسياتي متناً وشرحاً من مسائل التطهير بانقلاب العين و ذكر الأدلّة على ذلك بما لامزيد عليه، وحقّق و دقّق، كما هو دأبه رحمه الله تعالىٰ فليراجع.(۲)

اور طحطاوی باب انجاس میں، درمختار کے اس قول کی شرح میں لکھا ہے:

وذلك لاستحالة العين ،و استحالة العينتستتبع، زوال الوصف المترتّب عليها.(۳)

ان روایات سے معلوم ہوا کہ، ناپاک تیل اگر صابون میں پڑا ہو، تو وہ صابون پاک ہے، اور فتاویٰ عالمگیریہ میں لکھا ہے:

جعل الدّهن النجس في الصّابون، يفتى بطهارته، لأنه تغيّر. كذا في الزاهدى.(۴)

اور طحطاوی (نے) الدرالمختار کے قول کی شرح میں لکھا ہے: ومثله الدهن النجس اذا جعل فى الصابون. (۵) اور مجتبیٰ میں لکھا ہے:

جعل الدهن النجس فى الصابون يفتى بطهارته، لأنه تغير و التغير يطهر عند محمد و يفتىٰ به للبلوىٰ.(۶)

اور صاحب ردالمحتار نے یہ عبارت مجتبیٰ کی نقل کر کے لکھا ہے:

و ظاهره أن دهن الميتة كذالك لتعبيره بالنجس دون المتنجس(۷)

---

(۱) درمختار۔ باب الانجاس ص ۵۴ ج:۱۔ [عکس مجتبائی دہلی | نیز الدر مع الشامی ج:۱ص:۳۱۵، | دارالفکر بیروت:۱۳۸۶ھ] (نور)

(۲) شامی، ردالمحتار باب الانجاس صفحہ ۲۱۰ ج:۱(مطبع مجتبائی ۱۲۸۷ھ) نیز شامی ج:۱ص:۳۱۶| دارالفکر بیروت:۱۳۸۶ھ](نور)

(۳) حاشية الطحطاوى على الدر المختار، باب الأنجاس (۱/۱۵۹)[دارالمعرفۃ بیروت:۱۳۹۵ھ/۱۹۷۵م] (نور)

(۴) عالمگیری، الباب السابع فى النجاسات واحكامها (۱/۲۰) [المطبع الطبى بندرهو كلى ۱۲۳۸ھ] نیز فتاویٰ عالمگیریہ ج:۱ص:۴۵۔ [نورانی کتب خانہ پشاور بلاسنہ] (نور)

(۵) حاشية الطحطاوى ، باب الأنجاس (۱/۱۵۹)[دارالمعرفۃ بیروت ۱۳۹۵ھ/۱۹۷۵م] (نور)

(۶) مجتبی کی یہ عبارت ردالمحتار ج:۱ص:۲۱۰ پر موجود ہے۔ نیز شامی ج:۱ص:۳۱۶[دارالفکر بیروت:۱۳۸۶ھ]

(۷) ردالمحتار صفحہ ۲۱۰ ج:۱ باب الانجاس (مطبع مجتبائی دہلی:۱۲۸۷ھ) نیز شامی ج:۱ص:۳۱۶| دارالفکر بیروت | (نور)

اور شرح المنیہ کی عبارت شامی میں نقل کی ہے

لو وقع إنسان أو كلب في قدر الصابون فصار صابوناً ليكون طاهراً لتبدل الحقيقة(١)

اور فتاوی شامی میں اخیر اس مقام پر لکھا ہے

ثمّ اعلم انّ العلة عند محمد هي التغير و انقلاب الحقيقة، و انّه يفتى به للبلوى كما علم ممّا مرّ ومقتضاه عدم اختصاص ذلك الحكم بالصابون فيدخل فيه كل ما كان فيه تغير و انقلاب حقيقة و كان فيه بلوى عامة (٢)

اور واضح ہو کہ لفظ ودہن نجس جو ان روایات میں ہے، یہ میتہ و غیر مذبوح اور غیر ماکول اللحم سب کی چربی کو شامل ہے، وسعت بھی سب میں مساوی ہے۔ پس ثابت ہو گیا کہ صابون میں مردار یا غیر مذبوح کی چربی پڑے، تو وہ صابن پاک ہے اور استعمال اس کا درست ہے۔ فقط

جواب سوال دوئم: وہ کپڑا جو ناپاک رنگ میں رنگا جائے، تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جائے گا۔ خزانۃ الروایات میں بحوالہ عتابیہ لکھا ہے

المخضوبة بالحناء النجس و الثوب المصبوغ بالصبغ النجس يطهر بالغسل ثلاثاً (٣)

اور فتاوی عالمگیریہ میں لکھا ہے

و إن كانت شيئاً لايزول أثره إلّا بمشقة بأن يحتاج في ازالته إلى شيء آخر سوى الماء كالصابون لايكلف بازالته هكذا في التبيين و كذا لايكلف بالماء المغلي بالنار هكذا في السراج الوهاج. (۴)

اور فتاوی خزانۃ المفتیین باب الانجاس میں لکھا ہے

اذا صبغ الثوب بالنيل النجس وغسل ثلاث مرات،طهر

اور در مختار باب تطہیر الانجاس میں لکھا ہے

ولا يضرّ بقاء أثر كلون و ريح لازم فلا يكلف في ازالته الى ماء حار أو صابون و نحوه،بل

---

(١) [illegible] باب الانجاس [illegible]
(٢) رد المحتار [illegible] باب الانجاس [illegible]
(٣) [illegible]
(٤) [illegible] المطبع [illegible]
[illegible]

يطهر ما صبغ أو خضب بنجس بغسله ثلاثاً، والاولى غسله الى أن يصفو الماء (۱)

اور طحطاوی میں لفظ لازم کی شرح میں لکھا ہے ای یشق زواله، اور لفظ یغسله ثلاثاً کی شرح میں لکھا ہے هو المذهب.

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ، اگر ناپاک رنگ میں رنگ کر تین مرتبہ دھولیا جائے، تو کپڑا پاک ہو جائے گا، مگر بہتر یہ ہے کہ اس قدر دھویا جائے کہ پانی صاف نکلنے لگے۔ واللہ اعلم بالصواب

اسمائے گرامی ان صاحبان کے کہ اس فتوی پر جن کے دستخط ہیں

مولوی محمد گل صاحب مہتمم مدرسہ امدادیہ مرادآباد، مولوی عمادالدین صاحب، مولوی عنایت اللہ صاحب شاہجہان پوری، مولوی ارشاد حسین صاحب رامپوری، مولوی اسماعیل صاحب مدرس مدرسہ مدرسہ عربیہ مرادآباد، مولوی عبدالغفار صاحب مفتی رام پور، مولوی سراج الدین احمد صاحب رامپوری، مولوی لطف اللہ صاحب علی گڑھی، مولوی لطف اللہ صاحب خلف مولوی سعد اللہ صاحب مفتی رامپور، مولوی احسان علی صاحب مدرس مدرسہ امدادیہ مرادآباد، مولوی سلیم اللہ صاحب رامپوری، مولوی عبدالہادی صاحب۔ فقط (مجموعہ ... ص ۴۴)

(۹۶۵) آنحضرت ﷺ کی حاضر وغائب، ہر صورت میں یکساں تعظیم واجب ہے: سوال: جناب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم حاضر اور غائب برابر ہے، یا نہیں؟ اگر برابر نہیں، تو اس باب میں کوئی حدیث یا فقہ کی روایت ہو تو بیان کرنی چاہئے۔ فقط

جواب: حرمت و تعظیم و توقیر جناب رسالت مآب علیہ الصلوۃ والسلام کی، در حالت حیات و بعد ممات برابر و یکساں لازم ہے، مگر حرمت و تعظیم میں وہ امور ہوں، کہ جو صحابہ کرام و سلف عظام باوجود کثرت محبت، علم، بعظمت علیہ الصلوۃ والسلام و اتقاء و زہد کیا کرتے تھے، اور جن کو وہ نہ کرتے تھے، ان کا ترک بہ ضرور [نہایت ضروری] ہے، نہ یہ کہ ان کو سنت جان کر کیا کریں، کہ مباح کو سنت جاننا بھی بدعت ہے۔ فقط

(مجموعہ کلاں ص ۸۹) مولانا رشید احمد گنگوہی

(۹۶۶) تکبیر میں اذان کے کلمات بلا وقفہ کیوں کہے جاتے ہیں؟ سوال: اذان میں تکبیر تین یعنی اللہ اکبر اللہ اکبر، کو ساتھ ساتھ کہنا اور سکتہ نہ کرنا، بحسب الرواج کیسا ہے، چاہئے، یا نہیں؟

الجواب: تکبیر تین کے درمیان سکتہ نہ کرنے کی، شرعاً اصل ثابت ہے، شامی میں در مختار کے قول کی شرح میں مرقوم ہے۔

---

(۱) درمختار، باب الأنجاس ص ۵۹۰ جلد اول، [زکریا بکڈپو، دیوبند]

toobaa-elibrary.blogspot.com

وهذه السكتة بعد كل تكبيرتين لا بينهما كما افاده في الامداد، اخذاً من الحديث و به صرح في التاتارخانية.(۱)

یعنی وہ سکتہ، جو بیچ کلمتین ترسیل کی غرض سے کیا جاتا ہے، اور اس کا ترک مکروہ ہے اور اعادہ مستحب ہے۔ دونوں تکبیروں کے درمیان میں نہ چاہئے، جیسا کہ اس کا افادہ امداد میں اخذاً من الحدیث اور تاتارخانیہ (۲) میں بھی اس کی تصریح موجود ہے۔ فقط

اخرجہ الراجی عبد الغفور غفرلہ۔

الجواب صحیح۔ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مجموعہ ... ص ...)

(۹۶۷) مسجد کے جنوبی حصے میں اذان کہنے کی کیا وجہ ہے؟ سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اندریں باب کہ اذان جنوب کی طرف کھڑے ہو کر کہنا صرف رواج کا مرتبہ ہے، یا اس کی کوئی اصل شرعاً موجود ہے، اگر ہے تو کہاں سے؟ حالانکہ احادیث مطلق معلوم ہوتی ہیں۔ بینوا توجروا

الجواب: جنوب کی طرف خاص کر کہنا شرعاً ثابت نہیں، یہ تو صرف اتنا ہے کہ اذان کے واسطے مکان بلند ہونا چاہئے، اور ایسی جگہ ہو کہ پڑوسیوں کو وہاں کی آواز خوب سنائی دے، اور مؤذن کی آواز اچھی طرح بلند ہو اور اس کو مشقت نہ کھینچنی پڑے۔ قنیہ میں مذکور ہے ويسن الأذان في موضع عالٍ (۳) اور سراجیہ میں مرقوم ہے:

وينبغي للمؤذن أن يؤذن في موضع يكون أسمع للجيران، و يرفع صوته ولا يجهد نفسه، لأنه يتضرر.

ہاں اگر اتفاق سے موضع جنوب کی جانب ہو تو مضائقہ نہیں، مگر فرض و واجب اس کو بھی نہ سمجھیں۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

اخرجہ عبد الغفور سیوہاروی غفرلہ

الجواب صحیح۔ رشید احمد غفرلہ۔ (مجموعہ ... ص ۱۰)

---

(۱) شامی ... کتاب ... ص ۲۵۹ ج ۱ (مطبع عثمانیہ ۱۳۲۷ھ) = شامی ج ۱ ص ۳۸۷، بیروت ۱۳۸۶ھ) (نور)

(۲) لو سكت ان يقول الله اكبر الله اكبر ويقف بعد كل مرة ... وكذلك يقف بين كلمتين إلى آخر الأذان. فتاوى تاتارخانية، كتاب الصلوة، الفصل الثاني في بيان الأذان، ص ... دائرة المعارف العثمانية، حيدرآباد ۱۹۸۳ء،

(۳) پیش نظر مأخذ میں یہ عبارت اسی طرح ہے، فتاوی سراجیہ کے اصل الفاظ یہ ہیں

الأفضل للمؤذن ... في موضع ... ويرفع صوته ولا يجهد نفسه

فتاوی سراجیہ ... کتاب الصلوة، باب الأذان ص ... مطبع مصطفائی لاہور ۱۳۰۰ھ

(۹۶۸) کفن کے اوپر قرآن کی آیت وغیرہ لکھنا سوال [illegible]

[illegible]

جواب میت کے کفن پر کلمہ [illegible] آیت [illegible] نہیں [illegible]

[illegible] شامی وغیرہ نے اس کو منع لکھا ہے۔

واللہ اعلم کتبہ الاحقر عزیز الدین [illegible] — الجواب صحیح بندہ رشید احمد

[illegible] صحیح خلیل احمد [illegible] بندہ محمود [illegible]

[illegible]

(۹۶۹) حیلہ اسقاط بے اصل و بدعت ہے سوال [illegible]

[illegible] چند [illegible]

[illegible]

جواب اسقاط [illegible] بدعت [illegible] واللہ [illegible]

[illegible]

[illegible] صحیح خلیل [illegible]

[illegible]

(۹۷۰) دفن کے بعد مردہ کے مکان پر واپس آنا اور فاتحہ کا پڑھنا سوال بعد دفن میت [illegible]

[illegible] اور فاتحہ کا پڑھنا [illegible]

جواب یہ بھی [illegible] رسم ہے اور بدعت ہے۔ واللہ اعلم

کتبہ الاحقر عزیز [illegible] — الجواب صحیح بندہ رشید احمد عفی عنہ الحمد رشید

الاجوبہ صحیحہ محمد منفعت علی [illegible] — الجواب صحیح خلیل احمد عفی عنہ [illegible] بندہ محمود [illegible]

[illegible]

(عنہ الجواب صحیح)

(۹۷۱) قبر میں مٹی پڑھ کر رکھنا بے اصل ہے سوال [illegible] قبر میں [illegible]

[illegible] کا قبر کے اندر یا دو میں میت کے رکھنا [illegible]

[illegible]

جواب: اس فعل کی بھی شریعت میں کچھ اصل نہیں، ہاں اس قدر ہے کہ حاضرین آیت کریمہ **منہا** خلقناکم الآیۃ پڑھ کر، اپنے ہاتھوں سے قبر میں مٹی ڈالیں۔ فقط، واللہ اعلم۔ کتبہ عزیز الدین دیوبندی عفی عنہ

الجواب صحیح، رشید احمد عفی عنہ

تحقیق مسائل مولانا سید احمد علی دہلوی۔ ص ۳۹]

(۹۷۲) قبر کو چادر اُڑھا کر اور اس پر شیرینی رکھ کر، فاتحہ پڑھنا بدعت ہے: سوال: بعد تیاری قبر، قبر پر چادر ڈھا کر و شیرینی اس کے اوپر رکھ کر فاتحہ پڑھنا"

جواب: چادر و شیرینی رکھ کر فاتحہ پڑھنا بھی خلاف سنت ہے، اس وجہ سے بدعت و ممنوع ہے۔ واللہ اعلم

کتبہ الاحقر عزیز الدین عفی عنہ۔ الجواب صحیح، بندہ رشید احمد عفی عنہ

الاجوبۃ صحیحۃ، محمد منفعت علی مدرس مدرسہ عربیہ دیوبند الجواب صحیح خلیل احمد عفی عنہ (بندہ محمود عفی عنہ الجواب صحیح)

تحقیق المسائل مولانا سید احمد علی دہلوی۔ ص ۳۹

(۹۷۳) حیلہ اسقاط بے اصل اور خلاف شریعت ہے: سوال: چہ قولکم رحمکم اللہ تعالیٰ، ان دریں کہ در بعض امصار و قصبات و دیار بنگالہ رسمے مروج است، کہ شخصے از ورثاء میت بعوض فرائض و واجبات متروکہ میت، چند کلام مجید خریدہ، علی وجہ الخصوص ہنگام تدفینش، چند اشخاص مخصوصہ را از حجاج و حفاظ بخواندن می دہد، و آں از جانبین ایں چنیں اقوال مع عقائد قویہ مسموع آیند، کہ تا حین حیات ایں متوفی ہر چہ صوم و صلوٰۃ وغیرہ تا عمد یا سہواً فوت و ترک کرد، آں معطی بجزم جزاو اسقاط بہ ایشاں آں قرآن مذکور می دہد، و آخذ آں ہم با چناں عقیدہ عطیاتش قبول نمایند۔ و ہر آں ہر خاص و عام چناں معتقد و متیقن اند، کہ ایں مردہ باعطاء چندیں کلام مجید، بار وزہ و نماز ہائے خود بر گردن ایں زندگان آں عطیات انداختہ، بری الذمہ شد، و بعضے علماء ہم باعطاء ہم چنیں اسقاطات مرسومہ، مع عقائد مذکورہ، عوام الناس را تاکید بلیغ و ترغیب تام می دہند، تا عقیدہ آخذ و معطی بداں قوی شدند۔ پس ایں چنیں اسقاط، حکم جواز است، یا جزاء دارد یا نہ؟ بینوا توجروا۔

ترجمہ سوال: کیا فرماتے ہیں حضرات علماء آپ پر رحم فرمائے کہ اس علاقہ کی بستیوں میں یہ بات کثرت سے ہوتی ہے کہ مرنے والے کے پسماندگان میں سے کوئی شخص، مردے کے ذمہ جو فرائض اور واجبات رہ گئے تھے، چند قرآن مجید خرید کر، خصوصاً اس مردہ کی دفن کے وقت، حاجیوں اور حافظوں کو پڑھنے کے لئے دیدے، اور ان [دینے والوں] کی طرف سے اس طرح کی باتیں، پختہ یقین کے ساتھ سننے میں آتی ہیں کہ اس مرنے والے نے، اپنی پوری زندگی میں، جو بھی روزہ، نماز وغیرہ، جان کر یا بھول کر، قضا کر دی تھی، یا چھوڑ دی تھی، وہ دینے والا، اس پختہ خیال سے یہ قرآن مجید [ان لوگوں کو] دیتا ہے، کہ اس دینے کی وجہ سے، اس [مرنے والے] کے ذمہ سے وہ نماز اور روزوں وغیرہ [کا

toobaa-elibrary.blogspot.com

گناہ [ساقط اور کالعدم ہوجائے گا، اور لینے والے بھی اسی نظریہ اور خیال کی وجہ سے، ان تحفوں [قرآن مجید] کو قبول کرتے ہیں، اور اس بات کو خواص اور عوام اس قدر مانتے اور اس کا یقین رکھتے ہیں کہ، یہ چند قرآن مجید دینے کی وجہ سے، مرنے والا اپنے چھوٹے ہوئے نماز روزہ کا بوجھ، ان قرآن مجید دینے والوں کی گردنوں میں ڈال کر، اپنی ذمہ داری سے بری [اور محفوظ] ہوجائے گا۔

بعض علماء بھی، اس طرح کے تحفہ دینے کے معمول کی، لوگوں کو اس کی بہت تاکید و تبلیغ کرتے رہتے ہیں، تاکہ یہ دینے والوں کا خیال خوب مضبوط ہوجائے، پس اس طرح کے اسقاط کا حیلہ کی صحت ہے، اور یہ صحیح ہے، یا نہیں۔ (ت. نور)

الجواب: آں اسقاط حکم جواز و صحت ندارد، لما فی الدر المختار فی ذکر الفدية: ولو قضاها ورثته بأمره لم يجز، لأنها عبادة بدنية بخلاف الحج لأنه يقبل النيابة، و فيه أيضا: ولو فدى عن صلوته في مرضه لايصح، بخلاف الصوم، (١) و كذا في الشامي: أن الصلوة لاتسقط عن الميت بذلك، و كذا الصوم. نعم لو صام او صلى و جعل ثواب ذلك للميت صح، لأنه يصح أن يجعل ثواب عمله لغيره عندنا.

قوله، أي الدر المختار: لأنه يقبل النيابة، لأنه عبادة مركبة من البدن و المال، فإن العبادة ثلثة أنواع مالية و بدنية و مركبة منهما، فالعبادة المالية كالزكوٰة، تصح فيها النيابة حالة العجز، و القدرة. و البدنية كالصلوٰة و الصوم لا تصح فيها النيابة مطلقاً. و المركبة منهما كالحج ان كان نفلاً، تصح فيه النيابة مطلقاً، و ان كان فرضاً لاتصح الخ. (٢)

و فيه أيضاً: ثم اعلم أنه إذا أوصىٰ بفدية الصوم يحكم بالجواز قطعاً، لأنه منصوص عليه و أما إذا لم يوص فتطوع بها الوارث، فقد قال محمد في الزيادات، إنه يجزيه إن شاء الله تعالىٰ، فعلق الأجزاء بالمشية لعدم النص.

و كذا علّقه المشيئة فيما اذا اوصىٰ بفدية الصلوٰة، لانهم الحقوها بالصوم، احتياطاً لاحتمال كون النص فيه معلولاً بالعجز، فتشتمل العلة الصلوٰة، و ان لم يكن معلولاً تكون الفدية برا، مبتدأ يصلح ماحيا للسيئات، فكان فيها شبهة. كما اذا لم يوص بفدية الصوم، فلذا جزم محمد بالاول ولم يجزم بالاخيرين. فعلم انه اذا لم يوص بفدية الصلوٰة، فالشبهة اقوىٰ. (٣)

---

(١) الدر المختار باب قضاء الفوائت ج: ١ ص: ١٠١ [عکس مجتبائی دہلی] الدر مع الشامی باب قضاء الفوائت ص: ٣٩٣ ج/١ (مطبع مجتبائی دہلی ١٢٨٧ھ) نیز شامی ج: ٢ ص: ٧٣ [دار الفکر بیروت] (نور)

(٢) شامی [رد المحتار] باب قضاء الفوائت ص: ٣٩٣ ج/١ (مطبع مجتبائی دہلی: ١٢٨٧ھ) نیز شامی ج: ٢ ص: ٧٣ [دار الفکر بیروت] (نور)

(٣) شامی [رد المحتار] باب قضاء الفوائت ص: ٣٩٣ ج/١ (مطبع مجتبائی دہلی: ١٢٨٧ھ) نیز شامی ج: ٢ ص: ٧٣ [دار الفکر بیروت: ١٣٨٦ھ] (نور)

toobaa-elibrary.blogspot.com

و فيه ايضا قوله ولو فدى عن صلوته في مرضه لا يصح، في التتارخانية عن التتمة سئل الحسن بن علي عن الفدية عن الصلوة في مرض الموت، هل تجوز فقال لا. وسئل ابو يوسف عن الشيخ الفاني، هل تجب عليه الفدية عن الصلوات، كما تجب عليه عن الصوم وهو حي، فقال لا

وفي القنية ولا فدية عن الصلوة حالة الحياة بخلاف الصوم ومقتضاه ان غير الشيخ الفاني ليس له ان يفدي عن صومه في حياته. لعدم النص، ومثله الصلوة بخلاف الشيخ الفاني، فانه تحقق عجزه قبل الموت، عن اداء الصوم وقضائه، فيفدي في حياته، ولا يتحقق عجزه عن الصلوة، لانه يصلي بما قدر، ولو موميا براسه، فان عجز عن ذلك سقطت عنه اذا كثرت

وبما قررنا، ظهر ان قول الشارح، بخلاف الصوم، اي فان له ان يفدي عنه في حياته، خاص في الشيخ الفاني تأمل (۱) وفي كتب الاصول ان الفدية في الصوم للشيخ الفاني، لما كانت ثابتة بنص غير معقول ينبغي ان تقتصروا عليه، ولم تقيسوا عليه من مات وعليه صلوة پس

از ین دیگر کثیرہ کتب معتبرہ چوں معلوم شد کہ عبادات بدنیہ بجز شخص مخصوص بعطاء اموال ساقط وکافی نمی شود، تاہم بطریق دور آنچناں اسقاطات مروجہ، مع خصوصیت ممنوعہ وعقیدہ مذکورہ عوام این زمان، اخذ و عطاء او جائز نخواہد شد، بلکہ اولیت آن ست کہ ورثاء میت روزہ داشتہ ونماز گزاردہ، بروحش ایصال ثواب نمایند، چنانکہ بعبارت شامی سابق معلوم شدہ است۔

ترجمہ: لہٰذا ان کثیرہ دلائل اور معتبر کتابوں کی عبارتوں سے معلوم ہوا کہ عبادات بدنیہ کا گناہ کسی خاص شخص کے علاوہ، مال دینے سے ساقط اور کافی نہیں ہوگا، ورنہ زیادہ سے زیادہ یہ بات ہے کہ اس قسم کے مروج حیلے، جن خاص ممنوع باتوں اور عوام کے اس عقیدہ کی وجہ سے ہیں کہ اس سے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں، اس زمانہ میں اس کا لینا دینا بالکل جائز نہ ہوگا، بلکہ بہتر یہ ہے کہ میت کے پسماندگان، روزہ رکھیں، نماز ادا کریں اور مرنے والے کو ثواب پہنچائیں، جیسا کہ شامی کی پہلی عبارت سے معلوم ہوا ہے۔

(ت نور)

المستخرج محمد امین الدین عفی عنہ

مہر رشید احمد — مہر عبد الوہاب — مہر محمد وسیم الدین — مہر محمد اسد علی — مہر محمد عبد المطلب

این چنیں اسقاط حکم جواز و صحت ندارد

مہر سید محمد نذیر حسین

فتاویٰ ... ص ۳۳۹ - ۳۴۰ جلد اول طبع ... ۳۳۳ھ

(۱) شامی ... [illegible] ... ۳۹۱ھ

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۹۷۴) نفاس کے دنوں میں صحبت: نفاس کی حالت میں جماع کرنا شرعاً درست ہے، یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو محل استدلال کیا ہے، حالانکہ جو علت ممانعت جماع حیض میں پائی جاتی ہے، وہی یہاں معلوم ہوتی ہے۔ بینوا توجروا۔

جواب: نفاس کی حالت میں جماع کرنا درست نہیں۔ درمختار میں مذکور ہے:

حکمه كالحيض في كل شئ إلاَّ في سبعة.(۱) یعنی نفاس کا حکم حیض کا سا ہے، مگر سات چیزوں میں، اوران سات چیزوں میں جماع نہیں ہے۔ فقط، واللہ اعلم اخرجہ عبدالغفور غفرلہ

الجواب صحیح (مہر) بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مجموعہ رامپور ص ۱۱)

(۹۷۵) مقدار نصاب کی تحقیق؟ جواب: مسئلہ از مولوی عزیز الرحمن صاحب، دربارۂ تحقیق نصاب زیور ونقرہ۔ مولوی صاحب السلام علیکم، خط آپ کا تحقیق نصاب زر ونقرہ پہنچا، بباعث عدیم الفرصتی جواب میں تاخیر ہوئی، جو شبہات آپ نے وزن نصاب معروف پر لکھے ہیں اور بھی بعض علماء کو پیش آتے ہیں، اور چند بار لوگوں نے یہاں سے بھی اس کو دریافت کیا ہے، اور ایک صاحب نے ایک رسالہ اسی تحقیق میں لکھ کر بھیجا تھا، جس کا حاصل بھی یہی تھا جو آپ نے لکھا، کہ نصاب معلوم زیادہ ہے، قراریط وشعیرات کے حساب سے کم نکلتا ہے، اور مولوی عبدالحی صاحب مرحوم نے بھی حواشی شرح وقایہ (۲) میں، معروف کو غلط ثابت کر کے یہی مقرر کیا ہے، جو آپ نے لکھا ہے۔

مگر اس کو کیا کیجئے، کہ علمائے ہندی خصوصاً علمائے دہلی نے، تحقیق کتب فقہ درمختار، شامی، وہدایہ وغیرہ کو تسلیم فرمائر، پھر نصاب چاندی ساڑھے باون تولہ ونصاب سونا ساڑھے سات تولہ قرار دیا ہے، حالانکہ اس کو بھی وہ مانتے ہیں کہ، درہم ستر جو کا اور مثقال سو جو کا ہے۔ چنانچہ شیخ الاسلام کی عبارت سے بھی جو آپ نے نقل کی ہے، واضح ہے۔ پس اب لامحالہ یہ کہا جائے گا کہ رتی کو چار جو کے برابر کہنا، صحیح نہیں، اہل تجربہ کو اس کے خلاف ثابت ہوا ہے۔ اسی لئے انھوں نے مثقال یعنی سو جو کو، ۴ ماشہ (ساڑھے چار ماشہ) کا قرار دیا ہے اور یہ امر یعنی مثقال کا مساوی ۴ ماشہ (ساڑھے چار ماشہ) کے ہونا، ایسا معروف ہوا کہ سب اہل لغت وغیرہ نے یہی لکھا ہے اور ظاہر ہے کہ مدار اس کا تجربہ پر ہے، جب کہ انھوں نے تجربہ سے معلوم کیا، کہ سو جو مساوی ۴ ماشہ (ساڑھے چار ماشہ) کے ہیں، تو اس کی تسلیم میں تردد نہیں ہو سکتا۔

غایت یہ کہ، یہ کہا جاوے گا کہ جس وقت اور زمانہ میں فقہاء نے، مثقال کو بیس قیراط اور قیراط کو پانچ جو کا تجربہ کیا، اُس وقت اُس جو کی مقدار ووزن اُس جو سے زیادہ تھا، جس کو ربع رتی کے برابر کہتے ہیں، بلکہ اُس جو کے حساب سے وزن رتی تین جو سے بھی کچھ کم ہوگا۔ پس سو جو برابر ۳۶ چھتیس رتی، یعنی ساڑھے چار ماشہ (۰۴) کے ہوں گے۔

---

(۱) درمختار، کتاب الطهارة، باب الحيض ص:۵۲ ج:۱ [عکس مجتبائی دہلی] نیز الدر مع الشامی ج:۱ ص:۱۹۹ [مجتبائی دہلی]

(۲) شرح وقایہ مع حاشیة للعلامة اللكنوی. كتاب الزكاة نصاب الذهب والفضة ص:۲۸۴ حاشیہ:۲ ج:۱ [مطبع مجتبائی دہلی: کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۱۹۰۹ء]

toobaa-elibrary.blogspot.com

بناء اس تمام اشتباہ کی یہ ہے کہ آپ نے رتی کو چار جو کا قرار دیا، اس حساب سے مثقال کسی طرح ساڑھے چار ماشہ کا نہ ہوگا، بلکہ سو جو برابر پچیس رتی کے، وہ برابر تین ماشہ ایک رتی کے ہوں گے۔

ور جب تجربہ ان حضرت کا، جنھوں نے مثقال ۴۰ ماشہ کا قرار دیا، بعد اس کے کہ مثقال کو برابر سو جو کے ہونا بھی تسلیم کر لیا، مانا جاوے اور قول ان کا اس بارے میں معتبر سمجھا جاوے، تو پھر حساب نصاب معروف میں، کچھ اشتباہ نہیں اور جس وقت ان حضرت نے مثقال کو ۳۶ رتی، یعنی ۴ ماشہ ثابت کیا تو لامحالہ ان کے تجربہ میں، رتی برابر چار جو کے نہ تھی۔

اس زمانہ میں یہ کہ سے کچھ پہلے، اگر فرض رتی چار جو کے برابر ہو بھی جائے، تو اس سے پہلے تجربہ کو باطل نہ کہا جائے گا۔ آخر تغیر تنزل ہر چیز کا ہر زمانہ میں معلوم ہے، پھر تجربہ سابقہ کے انکار کی کوئی وجہ نہیں۔ اور جب یہ معلوم ہوا تو درہم کا وزن بوزن سبعہ تین ماشہ . رتی ہوگا، کیونکہ سات مثقال برابر ساڑھے تین ماشہ، اور یہی وزن دس درہم کا۔ تو ایک درہم تین ماشہ . . رتی کا ہوا۔ اب دو سو درہم چھ سو تیس ماشہ کے (برابر) ہوئے۔ جس کے ساڑھے باون تولہ ہوتے ہیں۔ اسی طرح (بیس) ۲۰ مثقال ۹۰ (نوے) ماشہ کے ہوئے۔ جس کے ساڑھے سات تولہ ہوتے ہیں، سو اس حساب میں کوئی خطا نہیں۔

عجب ہے کہ مولوی عبدالحی صاحب وغیرہ نے کیونکر اس کی تغلیط کی ہے۔

رتی کا چار جو کے برابر ہونا، اگر انھوں نے خود تجربہ بھی کیا ہے، تو بمقابلہ تجربہ سابقہ کیونکر معتبر ہو سکتا ہے، خصوصاً جب کہ ظن غالب وقوع اختلاف بوجہ اختلاف ازمان و بعد محقق ہے۔ اب رہی بات کہ رتی کا بوزن چار جو ہونا، اگر یہ ہے جیسے ایک ماشہ بوزن آٹھ رتی، اور بارہ ماشہ بوزن تولہ۔ تو پھر کیا وجہ کہ اور سب میں، تو قول اہل اوزان کا معتبر ہو اور رتی کی مقدار میں معتبر نہ ہو۔ تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ اہل اوزان صاحبان تجربہ ہی نے اس کو تسلیم نہیں کیا، کہ رتی برابر چار جو کے ہے، ورنہ مثقال، جس کو سو جو کے برابر کہتے ہیں، بوزن ساڑھے چار ماشہ کتب لغت میں نہ لکھتے۔

اب مناسب یہ ہے کہ آپ بھی خود تجربہ کریں، کہ آیا رتی چار جو کے برابر ہے، یا کچھ فرق ہے، اگرچہ اس وقت کا تجربہ بمقابلہ سابق قابل اطمینان واعتبار نہیں ہو سکتا۔ بندہ کے خیال میں اس زمانہ میں بھی، ملک عرب و شام و مصر کے جو، گیہوں اور ہند کے جو اور گیہوں کی مقدار میں فرق ہے، وہ سو جو اگر چھتیس رتی، یعنی ساڑھے چار ماشہ ہو جائیں تو مستبعد نہیں، اور جب کہ قول علماء اور اہل لغت اور ان ان کا موید ہو، تو پھر جائے انکار نہیں۔

حاصل اس تقریر کا یہ ہے کہ تحقیق فقہاء سب مسلم، اور درہم ۷۰ جو، اور مثقال سو جو ہونا بھی مقرر، اب کلام اس میں ہے کہ سو جو کے کس قدر ماشہ ہونے چاہئیں، سو محققین ہند و علماء دہلی وغیرہ کی تحقیق و تجربہ سے، سو جو ساڑھے چار ماشہ کے برابر ہیں، اسی بناء پر حساب قائم کیا گیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ احکم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ (مہر)

[یعنی حضرت مفتی عزیز الرحمن صاحب عثمانی مفتی اعظم دار العلوم دیوبند]

(مجموعہ . . . . ص ۲۰)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۹۷۶) مجلس نکاح میں چھوہارے لٹانے کا حکم

چھوہارے وغیرہ لٹانے کو عقد نکاح میں [illegible]

[illegible]

"وكره نثر السكر وغيره كالدراهم والجوز والتمر في الاملاك على نكاح وفي الختان ولا يكره في الأصح لكن الأولى تركه (انتهى) (۱)"

[illegible] فتح المعین میں لکھا ہے

"وتنازع الاولاد ... [illegible] ... الى القتل"

[illegible] شرح ... میں لکھا ہے

"ولذلك ينتثر جميع ... [illegible] ... والصحيح عدم ..."

[illegible] ... عقد نکاح حضرت فاطمہ ... [illegible] ... الفوائد المجموعة في الاحاديث الموضوعة میں مرقوم ہے

"أن النبي صلى الله عليه وسلم تزوج امرأة من نسائه فنثر عليهم رطبة تمر عجوة رواه الخطيب عن عائشة رضي الله عنها مرفوعا وفي اسناده سعيد بن سلام كذاب والحديث باطل (۲)"

[illegible] الاعتدال میں مسطور ہے

محمد بن دينار العرقي عن هيثم، أتى بحديث كذب ولا يدري من هو

ابن حجر عسقلانی نے لسان المیزان میں [illegible] ... حدیث ... [illegible] ... اللآلی المصنوعة في

... عقد نکاح حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ... [illegible] ... سیوطی نے اللآلی المصنوعة في

الأحاديث الموضوعة (۳) میں اور ... تنزیہ الشریعة میں ... [illegible]

[illegible]

---

(۱) ... [illegible] ... تحفة المحتاج في شرح المنهاج ... ابن حجر مکی ... مصر ۲۹۹ ...

(۲) الفوائد المجموعة ... [illegible]

(۳) ... [illegible]

(۴) اللآلی المصنوعة ... [illegible]

"تزوج (رسول الله) صلى الله عليه وسلم امرأة من نسائه فنثروا على رأسها تمر عجوة".

ابن طاہر پٹنی نے اپنے تذکرہ میں (۱) اور شوکانی نے اپنی کتاب موضوعات (۲) میں لکھا ہے کہ، یہ حدیث باطل ہے اور اس کے اسناد میں سعید بن سلام کذاب ہے اور تنزیہ الشریعۃ میں (سعید بن سلام کے متعلق) مذکور ہے

"قال احمد و ابن معين كذاب، وقال البخاری يذكر بوضع الحديث" (۳)

اور حدیث لم انهكم عن نهبة الولاء بھی موضوع ہے۔ اس کے اسناد میں بشر بن براہیم ہے کہ روایت کرتا ہے موضوعات کو۔ ایسا ہی ذکر کیا ہے ابن طاہر پٹنی اور شوکانی نے (۴) اور تنزیہ الشریعہ میں مرقوم ہے

قال ابن حبان وغيره، كان يضع الحديث (۵) واللہ تعالی اعلم

اجتناب بوا شبہ باعث فساد ہے، اگر یوں ہی تقسیم کرے بغیر اعتقاد سنیت تو شیوع ورقرینہ اباحت میں ہے۔

حررہ عبد قطب الدین۔ (محمودکل ص ۱۰۹، ج۱۰)

(۹۷۷) ایک جاہل واعظ کی بیان کی ہوئی سات بے اصل باتوں کی حقیقت:

سوال: ۱ زید نے وعظ میں بیان کیا کہ حضرت بلال کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعوض حضرت امام حسنینؓ کے خرید کیا، برضامندی ان کے والدینؓ کے۔ یہ قصہ صحیح ہے یا غلط، اگر غلط ہے تو زید پر کیا حکم شرعی نافذ ہوگا اور بلال ایک ہی تھے، یا کئی، عمرو اس کو باطل کہتا ہے۔

سوال: ۲- زید نے وعظ میں بیان کیا کہ ابو ہریرہؓ کا نکاح ہوا اور ان کی زوجہ نے کھانا پکا کر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجنے کو کہا، ابو ہریرہؓ کا نکاح ہوا یا نہیں، اور ابو ہریرہؓ ایک ہی شخص تھے، یا چند صحابیوں کا نام تھا۔

سوال: ۳- زید نے وعظ میں بیان کیا کہ شب معراج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حور کا نور پھیلا ہوا

---

(۱) تذکرۃ الموضوعات باب فصل النکاح وحبه الیه ... ص ۱۲۶ [illegible]

(۲) الفوائد المجموعة في الاحاديث الموضوعة كتاب النكاح ص ۱۰ ... مطبع ... دهلی التحقیق مجدی فتحی سعد ص ۱۲۲ رقم الحدیث ۳۴۴ مکتبه التوفیقیه قاهره بلا سنه [نور]

(۳) تنزيه الشريعة المرفوعة عن الاحاديث الشنيعة الموضوعة فصل في سرد اسماء الوضاعين صفحه ۶۳ دار الكتب العلمية بيروت الطبعة الثالثة ۱۴۰۱ھ ۱۹۸۱م) (نور)

(۴) تذکرۃ الموضوعات ۱۲۶ ... الفوائد المجموعة ... وفي اسناده سعيد بن سلام كذاب والحديث باطل"

(۵) تنزيه الشريعة للعراقی (۲/ ۳) [دار الكتب العلمية بيروت ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱م] (نور)

toobaa-elibrary.blogspot.com

[illegible] عقیدہ [illegible] تعالیٰ [illegible]

سوال ۴ [illegible]

[illegible] اصل ہے۔

سوال ۵ [illegible]

[illegible] اصل ہے

سوال ۶ [illegible]

[illegible]

(۹۷۸) ارشاد الطالبین میں درج چند بے اصل باتیں

سوال ۷ [illegible] ارشاد الطالبین [illegible]

[illegible] ارشاد الطالبین [illegible]

[illegible]

[illegible]

ترجمہ [illegible] ارشاد الطالبین [illegible]

[illegible]

صورت یہ ہے کہ اس مطلقہ عورت سے حقیقت ایمان کا سوال (تحقیق) کرے، جو دل سے تصدیق اور زبان سے اقرار کا مجموعہ ہے۔ پس اگر عورت یہ بیان نہ کرے، تو پہلے شوہر کے لئے اس عورت سے بغیر حلالہ کے نکاح جائز ہے۔

پانچویں چار بیویوں کی موجودگی میں پانچویں عورت سے، چوتھی کی اجازت سے نکاح۔ (ت نور)

عمرو نے کہا کہ یہ کتاب قابل حجت پکڑنے کے نہیں ہے، بہت سی وجہ سے

اول یہ کہ: اس میں مسائل روافض کے درج ہیں اور ممکن ہے کہ پانچ سے بھی زیادہ ہوں، چنانچہ میں اس کتاب کو دیکھوں گا۔

دوئم یہ کہ: اس کتاب میں چاول وغیرہ وشبد کا کھانا شب برات کو لکھا ہے، مگر وہ قول صاحب کتاب کا ہے، کوئی حدیث نہیں، کوئی روایت فقہ کی متفق بہ نہیں، چنانچہ یہ عبارت ہے۔

"شاید کہ دریں شب برنج بخورد با جغرات ہمراہ کہ ثواب بسیار است، واگر عسل بدیں آمیزد یک یک لذت از لذات بہشت یابد"

عمر نے کہا کہ اس سے فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثابت نہیں ہوتا، زید اس کا ثبوت دے۔ دو روز کے بعد عمرو نے کہا کہ کتاب ارشاد الطالبین میں بہت سے مسائل خلاف اہل سنت کے ہیں، یا وہ کتاب کسی شیعہ نے بغرض اغوائے اہل سنت لکھی ہے اور اپنے آپ کو سنی ظاہر کیا ہے، یا یہ کتاب سنی کی ہو اور بعد میں کسی شیعہ وغیرہ نے بہت سے مسائل اس میں بھر دیئے ہوں۔

ارشاد الطالبین کی چند اور بے اصل باتیں

بہر حال یہ کتاب قابل تمسک اور حجت نہیں، نہ اس کتاب سے عام کو وعظ کہنا چاہئے، نہ لوگوں کو عمل کرنا چاہئے۔

عمرو نے ۱۹ / شعبان المعظم ۱۳۰۲ھ کو بروز جمعہ بعد نماز جمعہ وعظ کہا، اور صبح سے عام لوگوں کو اطلاع کر دی اور زید کے پاس بھی خط طلبی کا بھیج دیا، اور بعد دو تین مرتبہ کہلا کر بھیجا۔ عمرو نے مجمع عام میں کتاب ارشاد الطالبین کی عبارت پڑھ پڑھ کر ہدایہ اور شامی اور کنز اور تفسیر جلالین اور حاشیہ مسائل وغیرہ کتب حنفیوں کی تردید کی، زید اس مجمع میں باوجود اطلاع نہیں آیا۔

چند مسئلہ کتاب ارشاد الطالبین سے، عمرو کے بیان کئے ہوؤں میں سے لکھتا ہوں

(۱) جو شخص پہلی شب شعبان کو بارہ رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں بعد الحمد کے سورۂ اخلاص پندرہ مرتبہ پڑھے تو اس کو بہت ثواب ملتا ہے اور تیس روز تک فرشتے اس کے گناہ نہیں لکھتے، حالانکہ کراماً کاتبین سب کچھ لکھتے ہیں، یہ اور بات ہے کہ خداوند تعالیٰ گناہ معاف کر دے، تاہم روایت کی صحت کے واسطے، کسی معتبر کتاب کی عبارت چاہئے تھی، وہ بھی نہیں لکھی۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۳) اسی طرح [illegible] اور جماعت کی معیت چاہتا ہے [illegible]
[illegible] اوقات [illegible] میں [illegible]
[illegible] قبول ہوتی ہے۔

(۴) [illegible]
[illegible] صاحب [illegible]
[illegible]

(۵) [illegible]
[illegible]

(۶) [illegible]
[illegible]

(۷) [illegible] کیونکہ دعاء قنوت واجب ہے [illegible]
[illegible]

(۷) [illegible]

(۸) [illegible]

(۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] مسجد میں [illegible]
تہجد کے وقت [illegible] افضل ہے۔

(۱۰) بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے [illegible]
[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] شخص [illegible]
[illegible] جمعے [illegible] ظہر [illegible] بعد [illegible]
[illegible] ہر رکعت میں بعد الحمد کے سورۃ اخلاص پندرہ مرتبہ پڑھے [illegible]
[illegible] اصل نہیں [illegible]
کوئی صورت نقل نہیں کی۔

(۱۱) رجب لغت میں خدا کو کہتے ہیں۔ عمرو کہتا ہے کہ رجب شہ خدا کو کہتے ہیں لغت میں دیکھ لو غیاث لغات اور قاموس کھول کر دیکھو۔

(۱۲) صلوۃ رغائب جائز ہے۔ عمرو کہتا ہے بدعت ہے، شامی وغیرہ کتب فتاویٰ میں مصرح ہے۔

(۱۳) عہدنامہ قبر میں رکھنا جائز ہے۔ عمرو کہتا ہے جائز نہیں، شعر در والمختار سے ہے۔

(۱۴) اس کتاب میں ایک دعا لکھ کر لکھا ہے کہ جو اس کو تین مرتبہ روز پڑھے، اس کی عمر زیادہ ہوگی، اگرچہ تقدیر اجل ہو چکی ہو۔ عمرو کہتا ہے کہ محض غلط ہے، صاحب کتاب یوں نہیں پڑھتا قرآن شریف میں ہے اذا جاء اجلھم لایستاخرون ساعۃ ولایستقدمون (۱)، فی، عالمگیری وغیرہ میں فصل میں موجود ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر عمر بڑھا کرتی، تو دعا سے بڑھتی۔

(۱۵) بیس آیتیں حضرت عائشہ کی پاکی میں نازل ہوئیں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گاہے گاہے یہ خیال ہوتا تھا، کہ کلام اللہ کا بیشک برحق ہے اور راست ہے، لیکن یہ کام خدا کا ستاری ہے، بیشک عائشہ کی ستاری کرتا ہے۔ عمرو کہتا ہے معاذ اللہ یہ در پردہ حضرت عائشہ پر تہمت عدم عصمت، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تہمت عدم وثوق کلام اللہ وعدم اعتبار خداتعالیٰ اور خداتعالیٰ پر تہمت کذب نعوذ باللہ من الشرک و الکفر

(۱۶) حضرت عمرؓ نے وصیت کی، کہ میرے اگر میری قبر میں میرے ساتھ رکھنا۔ عمرو کہتا ہے کہ ھذا بھتان عظیم

(۱۷) حضرت علیؓ نے حضرت عمرؓ کی قبر پر بعد دفن کے تلقین کی۔ عمرو کہتا ہے کہ حضرت علیؓ نے تلقین کی ہو مگر تلقین بحالت نزع مسنون ہے نہ بعد مرگ، اگرچہ مندوب ہے۔ مسنون ضروری نہیں۔

(۱۸) حضرت علیؓ نے دیکھا کہ ریش نے حضرت عمرؓ کو بھینچا۔ عمرو کہتا ہے استغفر اللہ یہ کھلا ہوا رفض ہے، جب منکر نکیر نے حضرت عمرؓ سے سوال کیا، تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں نہیں سنتا، قریب کو آؤ، منکر نکیر گرز کو دیکھ کر ڈر گئے اور نزدیک نہ ہوئے، حضرت عمرؓ گرز لے کر بیٹھ گئے، تاکہ فرشتوں کو ماریں، قبر چند فرسخ کھل گئی اور فرشتے بھاگ گئے۔ عمرو کہتا ہے کہ یہ قول بدیہی البطلان ہے۔

الغرض عمرو نے بہت سے مسائل کتاب ارشاد الطالبین کے مجمع عام میں رد کیئے اور زید نہ آیا، مشت نمونہ از خروارے! یہ مسائل تردید کیے ہوئے عمرو کے مختصر لکھ کر فتویٰ چاہتا ہوں، کہ قول زید کا موافق اہل سنت کے ہے، یا قول عمرو کا۔ اور مسائل نمبری ایک۔۔۔ تین وغیرہ بیان ہیں کتب حنفیہ سے بروایت معتبرہ لکھنے اور تحریر فرمانے

(۱) سورۃ نحل آیت [illegible]

کہ زید وعمر میں کون حق پر ہے۔ عمرو کہتا ہے کہ کتاب ارشاد الطالبین کو جب تک بہت سے علماء اہل سنت مل کر تصحیح نہ کردیں، قابل عمل نہیں، عوام کو اس کتاب کا دیکھنا بھی نہ چاہئے، زید نے وعظ میں کہا کہ جو کتاب ارشاد الطالبین کو نہ مانے، وہ کافر ہے۔ آیا عمرو اور وہ لوگ جواب اس کو نہیں مانتے ہیں، کافر ہوگئے، یا مسلمان ہیں۔ اگر کافر نہیں ہوئے، تو زید اس کہنے سے کس بات کا شرعاً مستحق ہے، جواب ہر ہر بات کا صاف خط میں، جلد تحریر فرما کر بھیج دیجئے، کہ بہت سے مسلمان خلجان میں پڑے ہوئے ہیں۔ والسلام علیکم وعلی من اتبع الھدی.

جواب ذیل از جناب برکت مآب زبدۃ العارفین عمدۃ المحدثین حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب مد فیوضہم گنگوہی وعلمائے دیوبند۔

جواب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت بلالؓ کو، بعوض حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما خریدنا محض غلط ہے، ایسی باتیں بے اصل بیان کرنے والا، مستحق وعظ گوئی نہیں۔ بلالؓ اور بھی ایک صحابی کا نام تھا، پر وہ حرالاصل تھے۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ کا نکاح، بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوا ہے، پہلے نہیں ہوا، یہ نکاح کے کھانے کا، آپ [صلی اللہ علیہ وسلم] کی خدمت میں پہنچنا لا اصل ہے۔ ابوہریرہؓ اور کسی صحابی کا نام نہیں۔ شب معراج نور حور کو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سجدہ کرنا بالکل افترا ہے، قرآن شریف کے بالکل مخالف ہے: ما کذب الفؤاد ما رای (۱) صاف بیان ہے کہ آپ کو کسی قسم کی غلطی نہیں ہوئی، ایسا عقیدہ رکھنے والا کافر ہے، سخت زندیق ہے۔ شب برات کو تین غسل کرنا، یا حلوا وغیرہ کا پکانا شریعت سے ثابت نہیں، یہ باتیں محض لا اصل ہیں، ان مسائل میں قول عمرو صحیح ہے اور قول زید باطل، واللہ اعلم۔

الجواب صحیح رشید احمد — الجواب صحیح حررہ محمد ناظر حسن عفی عنہ — الجواب صحیح خلیل احمد عفی عنہ
اصاب المجیب محمد حسن عفا اللہ عنہ — الجواب صحیح حبیب الرحمن عفی عنہ دیوبندی — الجواب صحیح، بندہ احمد
الجواب صحیح محمد منفعت علی عفی عنہ، مدرس مدرسہ عربیہ دیوبند — الجواب صحیح بندہ محمود عفی عنہ، مدرس اول مدرسہ عربیہ دیوبند
الجواب صحیح، عبد المومن عفی عنہ دیوبندی — الجواب صحیح بندہ عزیز الرحمن عفی عنہ

(سراج وہاج تالیف: مولوی حشمت علی حسین بنارسی ص: ۴۷ تا ص: ۵۲ مطبوعہ سنہ ۱۳۱۲ھ)

(۹۷۹) عورتوں کو پڑھنا لکھنا سکھانے اور انگریزی اسکول میں پڑھانے کا حکم؟ سوال: نحمدہ ونصلی کیا فرماتے ہیں ارباب علوم وعقول اور اصحاب تجربہ وشعور، ادام اللہ فیوضہم الی یوم النشور۔ مسائل مفصلہ ذیل میں.

(۱) سورۃ النجم آیت: ۱۱۔ جھوٹ نہیں کہا رسول کے دل نے جو دیکھا (ترجمہ شیخ الہند)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۱) تعلیم کتابت واسطے مستورات کے اس زمانہ پرفتن میں کہ فتن اور مفاسد اس کے اہل دانش پر کالمشاہدہ ہیں، مکروہ ہے تحریماً یا نہیں؟

(۲) تعلیم کتابت وغیرہ مستورات اور خاصۃً بغیر حجاب کے غیر محرم مرد بالغ سے کیسا ہے۔

(۳) منع نسوانِ زمانِ ہذا کا تعلیم کتابت سے موافق قول محقق جلال الدین دوانی کے، کہ مذکورہ فی اخلاق جلالی قرین مصلحت ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

جواب: تعلیم نوشت وخواند فی زمانہ عورتوں کو چند وجوہ سے حرام ومضر ہے۔

اول تضییع وقت، کیونکہ جب کہ عورتوں کو وقت خواندگی ملے نہ کوئی شغل کرنے سے فائدہ دنیا مثل حاصل کرنے مال ودولت کے۔ اس لئے کہ جو جو سامان کہ حاجات ضروریہ ہیں خوردونوش وپوشش ومسکن، وہ سب بذمہ ان کے شوہروں کے ہیں، پھر نوشت وخواند کا شغل اضاعت وقت نہیں تو اور کیا ہے۔ قال علیہ الصلوۃ والسلام

من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ انتہی رواہ الترمذی فی کتاب الزھد(۱)

دوسرے آوارگی طبیعت اور برانگیختگی شوق اور خواہش ہائے نفسانی، بسبب مطالعہ ان کتابوں کے، جن میں مضامین عشقیہ اور عورتوں کے کید وفسوں لکھے ہوتے ہیں۔ جیسے ترجمہ بہار دانش، فسانہ عجائب، مثنوی میر حسن وغیرہ، نیز ہیجان و اشتیاق مردوں کی جانب ان عورتوں تعلیم یافتہ، جیسا ان کے اس کمال خاص کی وجہ زیب وزینت اور فریبی کے کل حدید لذیذ

تیسرے اندیشہ مراسلت ومکاتبت اجنبی مردوں سے، جس میں صدہا فتنہ وشر مخفی ہیں، ہاں تعلیم مسائل ضروریہ دین، مثل صوم وصلوۃ وطہارت وغیرہ کے امر ضروری ہے۔ سو وہ ان کے شوہر اور باپ بھائی وغیرہ محارم کے ذمہ ہے۔ اگر وہ آپ جانتے ہوں تو فبہا، ورنہ دریافت دین سے حاصل کریں۔ فقط

جواب۲۔ جواب اول سے واضح ہو چکا کہ شغل نوشت وخواند عورتوں کا خواہ کسی طرح پر ہو، جانب سے یا محارم سے مکروہ ہے، پھر جو نوشت وخواند بصورت شنیعہ مذکورہ یعنی زنان وخاصۃً غیر محارم کے روبرو ہو اگر حرام نہ ہو تو اشد حرمت ہوگا۔ قال اللہ تعالی

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ — کہہ دے ایمان والوں کو نیچی رکھیں ذرا اپنی آنکھیں۔
الآیۃ (النور ۳۰) — (ترجمہ شیخ الہند)

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ — کہہ دے ایمان والیوں کو نیچی رکھیں ذرا اپنی آنکھیں۔
الآیۃ (النور ۳۱) — (ترجمہ شیخ الہند)

---

(۱) [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

[illegible] مطابق [illegible] ہے [illegible]

[illegible] علیہ السلام میں [illegible] آپ کے [illegible]

[illegible] حضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] حضرت عائشہ صدیقہ [illegible]

[illegible] عورتوں [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible] عورتیں [illegible]

عن عائشة قالت لو ادرك رسول الله صلى الله عليه وسلم ما احدث النساء لمنعهن

المسجد كما منعت نساء بني اسرائيل الحديث (رواہ البخاری) ( )

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] طبیعت [illegible]

[illegible]

[illegible] جلال الدین [illegible] رحمۃ اللہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] احمد [illegible] الاجوبۃ [illegible]

[illegible]

[illegible] واللہ اعلم [illegible]

[illegible] رشید احمد

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اس فتوی پر مذکورہ بالا تصدیقات کے بعد ایک تصدیق حضرت مولانا گنگوہی کی بھی تھی، جو اس فتوی کے ماخذ کے ص ۱۶۵ پر درج تھی، وہ تصدیق مذکورہ جواب کے سوال کے ساتھ یہاں سے علیحدہ کرکے، زیرِ نظر مجموعہ فتاوی میں اس کی جگہ پر نقل کردی ہے۔ اصل فتوی یہاں پیش ہے۔ (نور)

الصواعق المحرقۃ المدین علی من اباح الکتابۃ لسماء الرمان

مولفہ محمد علی خاں صاحب مولوی نظر علی خاں، مطبوعہ مطبع احمدی، بمبئی ۱۳۰۵ھ

تحقیق انعقاد محفل مولد شریف وزکوٰۃ وغیرہ

[نقل خط جناب مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ]

تمہید: حضرت مولانا نانوتوی کا یہ گرامی نامہ غیر مطبوعہ ہے، پہلی مرتبہ اس مجموعہ فتاوی میں شائع ہو رہا ہے۔ یہ گرامی نامہ حضرت مولانا کی آخری تحریرات میں سے ہے، ممکن ہے کہ یہی سب سے آخری خط ہو۔ اس کی تحریر ۱۹؍ ربیع الاول کے صرف ڈیڑھ مہینہ بعد ۴؍ جمادی الاولیٰ ۱۲۹۷ھ (۱۵؍ اپریل ۱۸۸۰ء) کو حضرت مولانا نانوتوی رحلت فرما گئے تھے رحمۃ اللہ علیہ۔ [نور]

(۹۸۰) انعقاد محفل میلاد کی شرعی حیثیت: مظہر الطاف وکرم نواب احمد حسین خانصاحب سلمکم اللہ تعالیٰ! السلام علیکم

زکوٰۃ میں کھانا کپڑا وغیرہ دینا بھی ایسا ہی ہے جیسے نقد دینا، پر اتنا لحاظ ضرور ہے کہ کھانے میں دعوت کا سا قصہ نہ ہو کہ جتنا پیٹ میں آئے کھا لو، لے جانے کی اجازت نہیں، بلکہ جس کو دیا جائے اسی کو مختار کلی کر دیا جائے، وہ اسی کی ملک سمجھی جائے، اس کا اختیار ہو، چاہے بیچ ڈالے یا خود کھالے۔ اور قرض میں زکوٰۃ ایسی ہے جیسے قرض کی بھی دینی پڑے گی، اتنا فرق ہے کہ قرض کی یہ کیفیت ہے کہ جب چاہو وصول کرو، تب تو اسی وقت واجب الاداء ہوگی، ورنہ بعد وصول واجب الاداء ہوں مگر دینی سبھی ہوں گی پڑے گی۔

باقی رہا مولود شریف کا قصہ، اس میں آپ کا پوچھنا فضول معلوم ہوتا ہے اور میرا جواب بیکار نظر آتا ہے، اس قسم کی باتوں میں زبان ہلانے کا نتیجہ بجز فتنہ پردازی اور کچھ نہیں ہوتا، مگر چونکہ آپ نے پہلی بار یہ استفسار فرمایا ہے، جواب لکھنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ سنیے

کوئی شخص ملازمانِ شاہی میں سے، اگر بادشاہ سے زیادہ کسی وزیر و مشیر کی تعظیم کرے، تو وہ تعظیم چونکہ موجب اہانتِ بادشاہی ہے، اس لئے جو تعظیم مفرط وزیر کی تعظیم کرنے والا مستوجب عتاب بادشاہی ہوگا۔ تعظیم وزیر جو کا منہ آئے گی، بلکہ خود وزیر بھی بجائے خود اپنے تذلیل شخص مذکور موجب ہوگا۔ جب یہ بات ذہن نشین ہو چکی تو اب سنیے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

اعلیٰ درجہ کی وہ مجلس ہے کہ جس میں قرآن وحدیث پڑھا جائے اور بیان احکام خداوندی کیا جاوے، اور کیوں نہ ہو، انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اسی غرض سے بھیجے گئے، کہ احکام خداوندی پہنچائیں، اور کتب مقدسہ اسی غرض سے نازل کی گئیں، کہ احکام خداوندی معلوم ہو جائیں اور خود خداوند کریم فرماتا ہے

وما خلقتُ الجنّ و الانس الّا لیعبُدون. اور میں نے جو بنائے جن اور آدمی اپنی بندگی کو۔

الآیۃ (الذاریات ۵۶) (ترجمہ شیخ الہند)

دوسری جگہ ارشاد ہے

و ما اُمرُوا الّا لیعبُدوا اللہ مُخلصین لہ الدّین اور ان کو حکم یہی ہوا کہ بندگی کریں اللہ کی خالص کر کے اس کے واسطے بندگی (البینہ ۵) (ترجمہ شیخ الہند)

و ظاہر ہے کہ عبادت اطاعت احکام کا نام ہے، اس لئے وہ مجلس جس میں بیان احکام ہو، اعلیٰ درجہ کی مجلس ہوئی کیونکہ غرض اصلی جو عبادت ہے، چنانچہ دونوں آیتیں اس پر شاہد ہیں، بے بیان احکام متحقق نہیں ہو سکتے۔ غرض مجلس وعظ و درس و قرآن وحدیث کے برابر کوئی محفل نہیں، پھر تم یہی نہیں کہ اس محفل کیلئے تو کچھ اہتمام نہ ہوتے کہ جس میں اس برکت کی امید ہو، جو محفل میلاد شریف سے کہتے ہیں اور نہ اس کے لئے فرش وفروش، روشنی وشیرینی وغیرہ ہو، جو محفل میلاد شریف کے لئے مہیا کی جاتی ہے۔ علاوہ بریں میلاد شریف کی بدولت، جماعت کی واجب چیز کو ترک کیا جاوے اور جماعت کے میلاد شریف ترک نہ کیا جاوے اور یہ اسی قسم کی بات نہیں تو اور کیا ہے۔ کہ بادشاہ سے زیادہ وزیر کی تعظیم کی جاوے۔

پھر اس پر قیام معمول ہے، اگر بایں اعتقاد ہے، کہ روح پرفتوح حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم، اس وقت رونق افروز ہوتی ہے، تو یہ اعتقاد بے سند ہے، کہ جس کا پتہ نہ قرآن میں نہ نشان حدیث میں، اگر یہ بدعت نہ ہوگا، تو اور کون سی چیز بدعت ہوگی۔ شیعوں و خوارج کے اعتقادات، جو ان کے مبتدع اور ضال ہونے کی وجہ سمجھی گئی، تو کیوں سمجھی گئی، یہی بے سند ہونے کے باعث، اور اگر بایں خیال یہ اہتمام قیام ہے، کہ بعض اولیائے کبار اس وقت کھڑے ہوتے تھے، تو اس کے یہ معنی ہوئے، کہ ہم بھی اسی طرح مشرف بزیارت ہوتے ہیں، جیسے وہ اولیاء مشرف ہوتے تھے۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے، کہ بعض اولیائے کبار ارباب حال کو، وقت ذکر ولادت شریف دولت زیارت میسر آتی تھی، اس لئے ان کے واسطے اٹھنا ضرور ہوا، اور بے شک اگر وہ اس وقت نہ اٹھتے، تو عجب نہ تھا کہ کسی بے تعظیمی کے سبب، اپنے مرتبہ ومقام سے گر جاتے، مگر عوام الناس جو ان کی اقتداء کرتے ہیں، گویا زبان حال سے یوں جتلاتے ہیں، کہ ہم بھی دولت زیارت سے مشرف ہوئے ہیں، اب کہئے یہ کس درجہ کی ریاء ہے۔

بعض اولیاء کو چند بار یہ اتفاق ہوا، کہ اپنے حلقہ میں یا شیخ بہاء الدین شیئاً للہ کہا، ان کے ایک مرید نے بھی یہ کہنا شروع کر دیا، حضرت نے فرمایا تم کیوں کہتے ہو، مرید نے کہا کہ آپ کہتے ہیں، میں بھی کہتا ہوں، حضرت نے فرمایا کہ مجھ کو تو حضرت کی زیارت میسر آتی ہے، اس لئے یہ کہہ پڑتا ہوں، تو جو کہتا ہے، کیوں کہتا ہے۔ غرض حضرت نے اس کو منع فرمایا اور اپنی اقتداء اور اتباع کی اس امر میں اجازت نہ دی۔ ایسے ہی جن صاحبوں نے وقت مذکور پر قیام کیا ہے، وہ مشرف بزیارت ہوئے تھے، عوام کو ان کا اقتداء جائز نہیں۔

باقی یہ کہنا کہ ہم بغرض تعظیم اسم مبارک کھڑے ہوتے ہیں، یہ ایسی بے ہودہ بات ہے کہ کوئی عاقل تسلیم نہیں کر سکتا۔ کیا اسی وقت آپ [صلی اللہ علیہ وسلم] مستحق تعظیم ہوتے ہیں، اس سے آگے پیچھے ان لوگوں کے نزدیک مستحق تعظیم نہیں ہوتے، افسوس آپ [صلی اللہ علیہ وسلم] کے ذکر پر انوار کو ایسی واہیات سے، ناواقفوں نے خراب کر دیا۔

اس لئے اپنا یہ قول ہے کہ، ہمارے لئے تو مولود شریف اگر کریں، جائز بلکہ مستحب ہے، پر رواج کے موافق کرنے والوں کے حق میں جائز نہیں، ہاں گوشۂ تنہائی میں بے قیام، کوئی بمقتضائے محبت بروایات صحیحہ، پڑھ لیا کرے، تو سبحان اللہ! پر ان روایات ضعیفہ موضوعہ کا پڑھنا، یوں بھی جائز نہیں۔

غرض اصل سے ذکر بابرکات، حضرت سرور عالم علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوات والتسلیمات، عمدہ حسنات میں سے تھا، گو ذکر احکام اور استماع احکام، بغرض اطاعت وتبلیغ حقیقت میں ذکر ملک علام ہے، مگر جیسے فرنج و زعفران وغیرہ اطعمہ لذیذہ اصل سے عمدہ غذا ہوتی ہے، پر زہر مل جائے، تو باوجود عمدگی خراب ومہلک ہو جاتی ہیں، اور اس وقت بوجہ اختلاط زہر، باوجود لذت معلومہ اس لذت کا ترک ضروری ہے، چہ جائیکہ بوجہ لذت زہر مخلوط کا کھانا عمدہ سمجھا جائے۔ ایسے ہی ذکر خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم متضمن ولادت ہو یا متضمن وفات، عمدہ خیرات میں سے ہے، پر بالائی خرابیوں کے باعث واجب الاحتراز ہے، چہ جائیکہ خرابی ہائے مذکورہ، بوجہ عمدگی مقصود، واجب الارتکاب ہوں۔

لیجئے نواب صاحب! آپ کی خاطر یہ دو ورق سیاہ تو کر ڈالے ہیں، پر دیکھئے، اس نامہ سیاہ کے حق میں، اس تحریر کے باعث کیا کیا صلواتیں، ادھر سے پیش ہوتی ہیں۔

مولوی عبد الکریم صاحب کی خدمت میں، بعد سلام یہ عرض ہے کہ عنایت نامہ پہنچا، اس تفقد احوال کا شکریہ کیا ادا کروں اور اپنا حال لکھوں، تو کیا لکھوں۔ دو دن تو اوروں کی دعا سے کچھ آرام سے گذرتی ہے، تو دو دن اپنی شامت اعمال سے کچھ تکلیف، کوئی نہ کوئی عارض ہو جاتی ہے، اب آج کل اللہ کا شکر ہے، تخفیف ہے، ہر چند روز پہلے بشدت گذری، اس وجہ سے بھی جواب نامہ نواب صاحب و نیز جواب عنایت نامہ سامی میں، دیر ہوئی۔ یاد دو دن تھے کہ ورق

toobaa-elibrary.blogspot.com

دور تک بات تھی، یا یہ دن ہیں کہ جب خطوط بھی بشہ رہے۔ پہلے گھنٹہ گھنٹہ کی تقریر یوں میں نہیں سمجھتا تھا، اور
اب بعض وقات، دو چار صفحے کا دیکھنا بھی ایک مہم عظیم ہو جاتی ہے۔ آپ کے شاگردوں اور احباب کی
خدمت میں سلام عرض کرتا ہوں۔ فقط سعید محمد قاسم ۹ ربیع الاول ۱۳۹۵ھ ۲۱ مارچ ۱۹۷۵ء

(۹۸۱) محفل میلاد کا شرعی حکم

سوال: محفل مولود شریف جائز ہے یا نہیں؟ مفصل تحریر فرمائیں۔ فقط

جواب: ذکر ولادت شریف مثل دیگر اذکار خیر کے ثواب و افضل ہے، بدعات و قبائح سے خالی ہو تو اس سے بہتر کیا ہے۔ قال الشاعر

وذکرک للمشتاق خیر شراب

وکل شراب دونہ کسراب

مگر جیسا آجکل مدارس میں قیود و تشنیع ہیں ہمارے وقت میں اس طرح بے شک بدعت ہے اور بہت سے امور نامناسب

اس کے ساتھ سوال کی جاتی ہیں جو شریعت کے خلاف ہیں، موضوع روایات بیان کرتے ہیں اور قاری اور منشی سب تحت وعید

من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار (۱) میں داخل ہوتے ہیں۔

دوم: مثل رسم و رسومات کے بلکہ ان سے بڑھ کر ہیں، کہیں قیام کرتے ہیں، کہیں چوکی وغیرہ شامیانہ

اور کہیں شیرینی، کہیں فرش، کہیں قندیلیں، جس سے ہوسکتی ہے اور بہت سے امور ایسے ہیں جو وہی نوع بدعت سمجھتے ہیں اور بعض

اس سامان سے جو لوگ مولود خوانی پر کیا جاتے ہیں اور ناحق اسراف بےجا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ

ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین — بیشک بےجا خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔ ترجمہ

الآیۃ (الاسراء ۲۷)

سوم: تعیین التقید و بدعت کو ضروری جانتے ہیں، اس روز مولود میں خصوصیت نہیں سمجھتے، غیر مقید کو مقید

اور غیر ضروری کو ضروری جاننا بدعت قبیحہ ہے

ورہبانیۃ ن ابتدعوہا ما کتبناہا علیہم — اور ایک رہبانیت کرنا تو تیا کا جو بہوں نے نئی بات

نکالی تھی، ہم نے نہیں لکھا تھا یہ ان پر۔ ترجمہ شیخ الہند

الحدید ۲۷

چہارم: اس مجلس محفل اہل بدعت، فساق و فجار ہوتے ہیں تاکہ ان کی مداہنت کی ہوتی ہے بلکہ ان کی تعظیم

کرتے ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ

(۱) البخاری کتاب العلم، باب اثم من کذب علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۲۱ ج ۱۔ (کتاب سنگ میل، ص ۲۸، جلد اول رقم الحدیث ۱۰۷) (مرتب)

فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین (الانعام:٦٨) تو مت بیٹھ یاد آ جانے کے بعد ظالموں کے ساتھ۔ (ترجمہ شیخ الہند)

وعن إبراهيم بن ميسرة رضي الله عنه قال، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من وقر صاحب بدعة فقد أعان على هدم الإسلام، رواه البيهقي في شعب الإيمان مرسلاً (١)

پنجم: اکثر اشعار نعتیہ جاہلوں کی تصنیف ہوتی ہیں، کہیں ان میں تو خلل شان نبوی ہوتا ہے، اور کہیں انبیاء اور ملائکہ کی بہ نسبت بے ادبی ہوتی ہے، قال علیه السلام لا تطروني كما أطرت النصارى الحديث (٢)

وقال صلى الله عليه وسلم:

لا تخيروني على موسى، وقال ما ينبغي لعبد أن يقول إني خير من يونس بن متى، وقال لا تفضلوا بين أنبياء الله الحديث (٣) اى تفضيلاً يؤدي الى تحقير بعض

ششم: وقت ذکر ولادت قیام کرتے ہیں، پھر بعض کا تو یہ عقیدہ ہے، کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تشریف رکھتے ہیں، یہ عقیدہ تو بالکل شرک ہے۔ اور بعض کہتے ہیں، کہ جو ملائکہ اس وقت موجود ہیں، ان کی تعظیم کے واسطے کھڑے ہوتے ہیں، یہ بھی جہل ہے، اول تو ملائکہ ہر وقت آدمی کے ساتھ رہتے ہیں، محفل ذکر کی کیا تخصیص۔ اور اگر محفل ذکر کی تخصیص ہے، تو محفل ذکر ولادت کی کیا تخصیص، اور اگر اس کی بھی تخصیص ہے، تو خاص ذکر ولادت کی کیا تخصیص ہے، اور اگر اس وقت ملائکہ کی تعظیم ہو، تو دوسرے وقت کیوں نہیں ہوتی اور اگر محض تعظیم ذکر کے لئے کھڑے ہوتے ہیں، تو اگر سوائے اس محفل کے، دوسری جگہ کوئی ذکر کرے، کہ حضرت پیدا ہوئے، تو کیوں نہیں کھڑے ہوتے، پس معلوم ہوا کہ یہ بھی ایک حرکت لغو بے ہودہ ہے۔

ہفتم: ان امور پر اصرار کرتے ہیں اور مانعین سے جھگڑتے ہیں اور عداوت کرتے ہیں، اور اصرار معصیت پر سخت معصیت ہے، پس بوجوہ مذکورہ محفل مولود ناجائز ہے۔ اور اگر بصورت مجلس وعظ ہو تو کچھ حرج نہیں، اور حیرت ہے کہ یہ

---

(١) مشکوۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ الفصل الثالث ص ٣١ جلد ١ (مکتبہ محمودیہ ملتان) (نور)

نیز باب مذکور ص: ١٠٩-١١٠ رقم حدیث ١٨٩، مکتبۃ الوقت بیروت ٢٠٠٣ء۔

(٢) مشکوۃ کتاب الآداب، باب المفاخرۃ والعصبیۃ ص ٤١٦ جلد ٢، مکتبہ رشیدیہ دہلی، نیز باب مذکور ص: ١٨٣٣ جلد چہارم رقم الحدیث ٤٨٩٧، [مکتبۃ التوبۃ دار ابن حزم بیروت ١٤٢٣ھ] (نور)

(٣) مشکوۃ کتاب احوال القیامۃ باب بدء الخلق وذکر الانبیاء ٥٠٢، [رشیدیہ دہلی قدیمی کتب خانہ] کتاب احوال القیامۃ وبدء الخلق باب بدء الخلق وذکر الانبیاء علیہم الصلوۃ والسلام الفصل الاول ص ٢١٧٠ جلد پنجم رقم الحدیث: ٥٧٠٨-٥٧٠٩، ٥٧١٠

[مکتبۃ الوقت بیروت ٢٠٠٣ء] (نور)

toobaa-elibrary.blogspot.com

لوگ محبت نبوی کا دعویٰ کرتے ہیں، اور پھر ان بدعات کے مرتکب ہوتے ہیں! حالانکہ محبت کو اطاعت لازم ہے۔

قال ابن المبارک رحمة الله تعالى عليه:

تعصى الإله وأنت تظهر حبه
هذا لعمری فی الفعال بعید
لو كان حبك صادقاً لأطعته
إن المحب لمن يحب يطيع

ترجمہ اشعار: تم اللہ تعالیٰ کے احکامات کی مخالفت کرتے ہو اور تم اللہ سے اپنی محبت کا بھی اظہار کرتے ہو تمہارا یہ طریقہ اور عمل، بلاشبہ عجیب اور ناقابل قبول ہے، اگر تمہاری یہ محبت سچی ہوتی تو اللہ تعالیٰ کے احکامات کی اطاعت اور پابندی کرتے کیونکہ جو شخص کسی سے سچی محبت کرتا ہے وہ اس کی باتوں پر عمل کرتا ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ، محمد یعقوب نانوتوی دیو بند

(مجموعہ کلاں ص ۷۷۔۷۹)

(۹۸۲) ایک خود ساختہ اصول سے، میلاد و قیام پر استدلال کا جواب: سوال: حکم کہ

اصل آں در شرع شریف ثابت است، پس تعین آں در وقت، خاص بسبب اندراج آں وقت در اوقات ثبوت آں اصل روا گردد، زیرا کہ چوں اصل شے در ہر اوقات مشروع شد۔ پس وقت معین ہم یکے از افراد اوقات آں مطلق باشد، بہ سبب تحقق مطلق در افراد وظاہر است، کہ ہر فردے از مطلق کہ متحقق باشد، باعتبار تعین وتشخص خارجی مانع تحقق آں مطلق نخواہد بود، والا تحقق مطلقے در فرد ممتنع باشد وہو کما تریٰ۔

ترجمہ: ہر وہ حکم جس کی اصل شرع شریف میں ثابت ہے، پس اس کا کسی خاص وقت کے لئے معین کر لینا بھی اس وقت جب اس کا اصل کے مطابق ثبوت درست ہو، صحیح ہے۔ اس لئے کہ جب اصل چیز ہر وقت میں شریعت سے جائز ہوئی، پس اس کے لئے وقت مقرر کرنا بھی اسی مطلق کے حصول میں سے ایک حصہ ہوگا، اور ہر حصہ میں اصل کا ثابت ہونا لازم ہے۔ کیونکہ ہر اک حصہ باعتبار تعین اور تشخص خارجی کے [اس مطلق سے جڑا ہوا ہے] اس کے شامل ہونے میں روکاوٹ نہ ہوگا، اگر ایسا نہ ہو تو مطلق کے حصہ کا اس کے ہر اک میں نمایاں ہونا ممکن نہ ہوگا، اور یہ بات اسی طرح ہے، جیسی کہ تم دیکھتے ہو۔ [ت: نور]

علماء دین سے سوال ہے کہ یہ قانون، اصول کا صحیح ہے، یا غلط؟

toobaa-elibrary.blogspot.com

جواب: بے شک جب اصل شئے مطلق مع الاطلاق بدون تقید بوقت من الاوقات اور ہر لحظہ اور ہر وقت میں، بلا تعیین اس کا کرنا مشروع ہے، لیکن ایک فرد یعنی ایک وقت خاص کو، افراد مطلق میں سے مرجح علی غیرہ سمجھ کر، معین کرینا زیادہ علی (ما) تقرر فی الشرع المعلی ہے۔ اس وجہ سے کہ شارع علیہ الصلوۃ والسلام نے، ہر فرد اور ہر وقت کو، مساوی جان کر حکم تعیین نہیں دیا تھا، پس شخص معین نفس تعیین میں "بسبب الزیادۃ التی لم یثبت اصلھا فی الشرع" مرتکب فعل ممنوع کا ہوا، نہ اس حیثیت سے کہ یہ مطلق کی ایک فرد ہے، بلکہ بسبب تعیین فرد من افراد المطلق و ترجیح علی غیرہ، بغیر اذن من الشارع

پس اس تقریر سے معلوم ہوگیا، کہ افراد مطلق میں سے، ایک فرد کے معین کرنے میں دو حیثیتیں ہیں: ایک حیثیت وقوع فرد من افراد مطلق، دوسری تعیین ھذا الفرد من غیرہ پس بسبب ہونے اس کے ایک فراد مطلق میں سے جائز ہے، اور بسبب تعیین ھذا الفرد و ترجیحہ علی غیرہ، مع عدم وُرُود الأمر فیہ من الشارع علیہ الصلوۃ والسلام.

دوجہ آخر ممنوع اور بدعت ہے، فاندفع الاعتراض و تبین الفرق، مگر یہ معلوم نہیں کہ تقریر سوال کون سے اصول میں ہے، آیا اصول حنفیہ یا شافعیہ وغیرہما، یا اصول مجوز ورائے عالی میں ہے

ع چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

حررہ مولانا رشید احمد گنگوہی

(مجموعہ کلاں ص ۸۵-۸۶)

(۹۸۳) محفل میلاد کی صفت؟ سوال: محفل میلاد؟

جواب: محفل میلاد اگر خالی ہو امور منکر غیر مشروع سے، اور یہ پابندی رسم اہل زمانہ نہ ہو، تو جائز و مستحسن ہے، مگر چونکہ اس زمانہ میں کمتر یہ مجلس امور غیر مشروعہ سے خالی ہوتی ہے، اور اعتقاد لزوم وجوب کا عوام کے قلوب میں راسخ ہوتا ہے، سرف ور حضور فساق، اور پڑھنا روایات موضوعہ کا، اور التزام ان امور کا جو شرع سے لازم نہیں، گویا شعار اس مجلس کا ہوگیا ہے، اس لئے بہیئت مروجہ، یہ محفل ممنوع اور بدعت ہے، اور مرتکب اور مجوز اس کا لاریب مبتدع اور جاہل ہے۔

واللہ اعلم کتبہ الاحقر عزیز الرحمن عفی عنہ دیوبندی الجواب صحیح، بندہ رشید احمد عفی عنہ۔

الاجوبۃ صحیحۃ محمد منفعت علی مدرس مدرسہ عربیہ دیوبند۔ الجواب صحیح خلیل احمد عفی عنہ۔ بندہ محمود احمد عفی عنہ الجواب صحیح

[رسالہ تحقیق المسائل ص ۳۰۔ ناسید احمد علی ادری۔ ص ۳۹ طبع اول]

(۹۸۴) قیام محفل میلاد کی حقیقت: سوال: قیام محفل میلاد؟

toobaa-elibrary.blogspot.com

جواب قیام محفل میلاد کو وقت مخصوص پر ضروری سمجھنا یا معاملہ مثل واجب کے کرنا جیسا کہ عرف سے معلوم ہے، شریعت میں اپنی رائے سے کوئی قید لگانا اور امر غیر ضروری کو ضروری خیال کرنا یا معاملہ مثل ضروری کے اس کے ساتھ کرنا یہ بھی بدعت ہے اور اسی کی طرف اشارہ فرمایا ہے اس حدیث شریف میں

من احدث في امرنا هذا ما ليس منه فهو رد (۱)

یہ فتویٰ کا لفظ اس حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ کی تحریر ہے جو کہ درج ہے۔ یہ فتویٰ مفتی عزیز الرحمن دیوبندی کا ہے۔ حضرت کی تصدیق ہے۔ [illegible]

(تحقیق المسائل مرتبہ مولانا سید [illegible] ص ۳۹)

(۹۸۵) قیام کے بدعت ہونے کی وجہ؟

سوال ایک شخص کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے لئے [illegible] ہونا سنت ہے [illegible] ہونا خلاف سنت ہے۔ آیا یہ عقیدہ حق ہے یا باطل؟ حق ہے تو اس کی کیا دلیل ہے۔ اور اگر اس باب میں کوئی حدیث نہ ہو تو بیان کریں۔ حدیث "علیکم بسنتی الخ" سے اس کا جواب نہیں ہو سکتا کیونکہ تمام سنت کو جو کہ مجتہد نہیں [illegible] اور اولیاء اللہ کا قول [illegible] مجتہد ہوتے ہیں۔ خلفائے راشدین سے علم تصوف، علم کلام، علم حقائق اور علم [illegible] اور علم نحو اور علم سلوک اور علم فقہ میں کوئی تصنیف نہیں کی اور "علیکم بسنتی" پر نظر ہے تو کون امام اور کون صحابی اور کونسا مجتہد کہ ان حضرات سے نہیں بچتا سب سے چھوڑ کے خلاف بدعت [illegible] باللہ۔ اس سے علماء سے سوال ہے کہ اس بات کو جو [illegible] قاعدہ علم کے ہیں اور اگر حضرت امام اعظم نے کوئی کتاب صرف و نحو سلوک یا حقائق یا سنت میں تصنیف کی ہو تو اس کو بھی بتا دیں؟ فقط

جواب: عبادات میں یہ قاعدہ مقرر ہے کہ جو فعل اپنی مقصد ہوتا ہے اس کا حکم جب تخصیص سنت ہوگا وہ بھی سنت کے حکم میں ہوگا پھر اس کو بدعت کہنا اور تخصیص سنت کو اس کا طعن دینا اور اعتراض کرنا یہ اور سب بیت حماقت ہے۔ اس واسطے جو [illegible] کتب حدیث وفقہ وغیرہ "ذالک من الأمور المحدثة التي هي موجبة لتحصيل السنة" حکم میں سنت کے ہیں مگر پھر بھی اکثر علماء نے اور محدثین نے اس کا ذکر کیا ہے حیث قال الامام ابن حجر العسقلاني في فتح الباري، تحت قوله "وشر الأمور محدثاتها" فمما حدث تدوين الحديث ثم تفسير القرآن ثم تدوين المسائل الفقهية [illegible]

---

(۱) البخاری کتاب الصلح باب اذا اصطلحوا علی صلح جور فهو مردود ص [illegible] والمسلم [illegible] رد محدثات الأمور
[illegible] جلد [illegible] رقم الحدیث ۱۹۶۲ مکتبہ الریاض ۱۹۸۴ء

يتعلق باعمال القلوب، فأما الأول فأنكره عمر و أبوموسى و طائفة، ورخص فيه الأكثرون، وأما الثاني فأنكره جماعة من التابعين وأما الثالث فأنكره أحمد و طائفة يسيرة وكذا اشتد إنكار أحمد للذي بعده.

ترجمہ امام ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں وشر الامور محدثاتہا، کی شرح میں کہا ہے| خیر القرون کے بعد سب سے پہلے جو علم وضع کیا گیا علم حدیث کی تدوین ہے، پھر علم تفسیر، پھر مسائل فقہیہ، پھر ان علوم و مباحث کی، جو دل کے اعمال سے تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن ان میں سب سے پہلی تدوین کا عمر وابوموسی نے اور ایک جماعت نے انکار کیا ور اکثر ائمہ اور علماء نے اس میں گنجائش دی ہے، دوسرا موضوع، اس کا اکثر تابعین نے اعتماد نہیں کیا، ور تیسرے موضوع کا، امام احمد اور ایک جماعت نے انکار فرمایا ہے، اور امام احمد کی نکیر چوتھے موضوع پر زیادہ سخت تھی۔

و مما حدث أيضاً تدوين القول في أصول الديانات، فتصدى لها المثبتة و النفاة، فبالغ الأول حتى شبه، وبالغ الثاني حتى عطّل، واشتد انكار السلف لذالك، كأبي حنيفة و أبي يوسف و الشافعي رحمهم الله و كلامهم في ذم أهل الكلام مشهور.

ثم قال في الآخر فالسعيد من تمسك بما كان عليه السلف و اجتنب ما أحدثه الخلف، فإن لم يكن له منه بدّ، فليكتف بقدر الحاجة و يجعل الاول المقصود بالأصالة والله الموفق.(۱)

ترجمہ اور جو کچھ عقائد وکلام کے مباحث کی تدوین کے سلسلہ میں کیا گیا، اس میں اس تدوین کے ہم نوا اور مخالف دونوں حد سے بڑھ گئے۔ یہاں تک کہ پہلے [نصوص کے ظاہر پر رہنے کی وجہ سے] تشبیہ کے قریب پہنچ گئے اور دوسروں نے اس میں یہاں تک غلو کیا کہ اصول دین سے منحرف ہوگئے۔ اسی لئے سلف یعنی امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف اور امام شافعی جیسے اکابر سلف نے ان [بحثوں میں پڑنے سے] منع کیا ہے اور ان کے اقوال اہل کلام کی مذمت میں مشہور ہیں۔

پھر آخر میں کہا کہ بہتر وہ ہے جو اس پر قائم رہے جس پر اسلاف کرام تھے اور ان چیزوں سے بچے جو بعد والوں نے پیدا کر دی ہیں، اور اگر اس سے پوری احتیاط ممکن نہ ہو تو اس میں سے بہت ضروری [اور حاجت کے مطابق لینے] پر اکتفا کرے اور پہلی قسم کو اصل اور مقصد سمجھے۔ اللہ تعالیٰ ہی توفیق عطا فرمانے والے ہیں۔ (ت نور)

(۱) فتح الباری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنہ باب الاقتداء بسنن رسول اللہ ﷺ صفحہ ۲۵۳ ج ۱۳ (مکتبہ الرشیدیہ، دمشق) [نور]

toobaa-elibrary.blogspot.com

اگر چہ مجیب کا یہ عقیدہ نہیں کہ معاذ اللہ ان امور کو بُرا کہا جائے، مگر یہ عبارت فقط دو بات کے واسطے لکھی ہے، کہ جب ایسے حضرات نے ایسے امور کا کہ، جو موجب وسبب تحصیل سنت ہیں، بسبب عدم وجود زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وزمانہ خلفاء راشدین وصحابۂ کرامؓ میں انکار کیا، تو جو امور کہ نہ زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اور نہ زمانہ صحابہ کرام میں اور سلف صالحین میں تھے، کیونکر بیجا اور لائق انکار نہ ہوں گے، اور ان کے کہنے والوں کو کیونکر برا نہ کہا جائے گا۔

اور دوسری بات یہ کہ، امام ابن حجر موصوف نے: فالسعید من تمسک الخ (کہا) تو معلوم ہوا کہ جو فعل زمانہ سلف صالحین میں نہ تھا، اس سے اجتناب ضروری ہے، پس امور محدثہ فی زماننا سے دور رہنا چاہئے اور برا سمجھنا چاہئے، اور جو سلف صالحین سے احادیث وغیرہ کا انکار ثابت ہوا، اس کو متمسک نہ کرنا چاہئے۔ یہاں تک جواب ہوا اعتراض سائل کا، جو در باب تدوین احادیث وغیرہ کے تھا۔

باقی رہی دلیل نہ سنت ہونے قیام کی، برائے تعظیم جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم، وقت ذکر میلاد شریف، سو از روئے قواعد علم مناظرہ ہم کو اس کی دلیل بیان کرنے کی کچھ حاجت نہیں ہے، اتنا ہی کہہ دینا، ہم کو کافی ہے کہ یہ فعل قیام کہیں حدیث شریف یا فعل صحابہ یا سلف صالحین سے ثابت نہیں ہے۔ ہاں البتہ جو مدعی ہو، اس پر اپنی حجت اور متمسک بہ بیان کرنا لازم ہے۔ مگر تعجب کی بات ہے کہ حق تعالیٰ کا نام پاک سن کر، کوئی قیام تعظیمی نہ کرے اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک سن کر بھی گاہے قیام نہ ہو، اور اگر وعظ یا مجلس میں ذکر ولادت ہو، وہاں بھی قیام تعظیم نہ ہو، اور مجلس مولود میں بھی بہیئت کذائی بصد بابار نام پاک آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا مذکور ہو، اس میں بھی قیام تعظیم نہ کیا جائے، مگر خاص مجلس مولود میں، ہر وقت ذکر ولادت قیام تعظیم واجب وسنت ہو، اس خصوصیت کی کیا وجہ ہے؟

اگر سائل قیام تعظیم ثابت بھی کرے گا، تو بروقت تشریف آوری جناب رسالت مآب ثابت کرے گا، نہ بروقت ذکر نام پاک وتذاکر احوال جناب رسالت مآب علیہ الصلوۃ والسلام، پس اس کا اثبات بذمہ سائل ہے، اور لاریب! یہ امر کسی حدیث صحیح، بلکہ حدیث ضعیف سے بھی ثابت نہیں۔ اگر سائل کا یہ عقیدہ ہے کہ وقت ذکر ولادت، بشرط انعقاد مجلس خاص ذکر بہیئت کذائی، روح پرفتوح جناب رسالت مآب تشریف لاتی ہے، تو سائل اپنے ایمان کی فکر کرے۔ فقط

حسنہ مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی (عفی عنہ) (مجموعہ کلاں، قلمی ص ۸۶-۸۹)

(۹۸۶) شب برأت میں حلوا وغیرہ پکانا تقسیم کرنا اور اس کو ضروری سمجھنا؟ بروز شب برات حلوا و نان یا برنج با جغرات وغیرہ، پختن وتقسیم نمودن، در برادری، وثواب بارواح اموات رسانیدن، واز ضروریات دین شمردن، کہ ہر کس از امراء وغربا بجا آرد، وسہ روزہ شب برات، از تاریخ سیزدہم لغایت پانزدہم، ودر ہر روزہ غسل کردن، از حدیث ثابت است یا نہ، ومذہب امام اعظمؒ دریں باب چیست، بینوا توجروا۔

الجواب: حلوا وغیرہ بہ نیت شعبان پختن و تقسیم نمودن، چنانچہ رسم است ثابت نیست، واصل معتد بہ ومعتقد علیہ ندارد، عوام کالانعام ایں را از لوازم دین می شمارند، واہل ہوا مواظبت ایں را ضروری مے انگارند، ایں خیال کاسد است وھو اوھن من بیت العنکبوت درکتب حدیث وفقہ دیدہ شد، بل انکار آں از علمائے کرام حنفی المذہب مسموع ومتیقن، چنانچہ مولانا مولوی قطب الدین خان صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ رسالہ مسمی بہ سراج القلوب دریں باب تصنیف فرمودہ اند۔

در ایصال ثواب بارواح اموات خلاف نیست، بہ نحوے کہ در شرع شریف حکم است، بجا آوردنش احسان بر اموات است، وتخصیصات وتعینات زائدہ علی النص قابل ترک واحتراز اند، وتخصیص عام ناجائز است. چنانچہ در کتب اصول مبرہن است، بالخصوص نزد امام اعظم تخصیصات مکروہ اند، چنانچہ ملا علی قاری براں اشعار کردہ۔ مثلاً مصافحہ کہ سنت است، بعد نماز فجر وعصر خاص کردن، یا سجدہ شکر کہ جائز است بعد نماز، عادت کردن مکروہ است۔ چنانچہ در دُرّ مختار کہ کتاب معتبر در فقہ است وعلماء کرام عمل براں دارند، مرقوم است

وسجدة الشكر مستحبة، به يفتى لكنها تكره بعد الصلوة لأن الجهلة يعتقدونها سنة أو واجبة و كل مباح يؤدى إليه فمكروه.(۱)

یعنی سجدہ شکر مستحب است، وبریں قول فتویٰ، لیکن آں مکروہ است بعد نماز، زیرا کہ جہلا اعتقاد خواہند کرد، آں را سنت یا واجب، وہر امر کہ رساند تا ایں حد پس آں مکروہ است۔

می گوئیم ہم چنیں است حال دیگر مباحات، مثل ایصال ثواب وغیرہ، پس بلا تخصیصات جائز واَولیٰ! وسید احمد طحطاوی شارح دُرّ مختار، در شرح قول فمکروہ می نویسند قولہ

فمكروه الظاهر أنها التحريمة لأنه يدخل فى الدين ماليس منه (۲)

یعنی مراد از مکروہ مکروہ تحریمی است، زیرا کہ تخصیص وقت وغیرہ را شامل ست، وآں بلا حکم ناجائز است۔

وواضح باد، کہ در حلوا مشہبت مے آید، از مراد کہ ہنوداں برائے اموات خواسد می کنند، بدیں معنی ترک آں ہم ضروری است، زیرا کہ تشبہ بکفار ناجائز است، واصرار بر عمل مندوب ومرتبہ مندوب، از مرتبہ اش کہ رخصت است، افزودہ، بمرتبہ سنت موکدہ رسانیدن ناجائز است۔ چنانچہ در طیبی شرح مشکوٰۃ وغیرہ مسطور است (۳) پس در ترک آں گناہے لازم نہ آید، واگر بر سبیل عموم کردہ باشند مضایقہ ندارد، بلا تخصیصات۔

(۱) الدر المختار باب سجود التلاوۃ ج ۱ ص ۱۰۰ [عکسی طبع مجتبائی ۱۳۲۴ھ] الدر علی ھامش رد المحتار، باب سجود التلاوۃ صفحہ ۵۲۳ ج/۱ (طبع مکتبہ ماجدیہ ۱۳۸۷ھ) [نور]

(۲) حاشیہ الطحطاوی علی الدر المختار ص ۳۲۵ ج ۱، باب سجود التلاوۃ [دار المعرفۃ للطباعۃ والنشر بیروت ۱۳۹۵ھ]

(۳) الطیبی شرح مشکوٰۃ کتاب الصلوۃ باب الدعاء فی التشھد، الفصل الاول تحت عنوان الاصرار علی المندوب صلالۃ تحت حدیث ۹۴۶ ص ۳۔ ۳ جلد ۳۔ [ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ کراچی ۱۴۱۳ھ] (نور)

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

واتخاذ برنج وجغرات وحلوا، بحالت فقر وغریبی، کہ از فعل آں در دیگر ضروریات نقصان افتد، یا از قرض دام یا از قرض سودی کردہ شود، چونکہ دیگر کل مکروہات ومحرمات باو ملتصق می شود۔ حرام باشد۔ مثلاً قرض گرفتہ کردن، یا سودی قرض گرفتہ، حلوا پختن حرام است، زیرا کہ سود حرام است۔

وسہ روزہ شب برات وارد نیست، یکروزہ وارد شدہ است، چنانچہ از حضرت علی رضی اللہ عنہ مروی است کہ فرمود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

"إذا كانت ليلة النصف من شعبان فقوموا ليلها وصوموا نهارها"(١)

یعنی وقتیکہ آید شب پانزدہم از شعبان، پس قیام کنید در شب آں، وروزہ دارید در روز آں۔

اے بتاریخ پانزدہم شعبان، وبعض عوام کہ بتاریخ چہاردہم روزہ دارند، غلط فہمیدہ اند، وسہ روزہ را یعنی سیزدہم وچہاردہم وپانزدہم، را بہ شعبان علاقہ نیست، آں را روزہ ایام بیض می گویند، ودر ہر ماہ مسنون ومستحب است، وغسل را ہم برآں قیاس باید کرد، سہ روزہ ثابت نیست، غسل از کجا ثابت گردد، وباید دانست کہ غسل، بروز جمعہ وعیدین وعرفہ، ووقت احرام مستحب است، و اگر کسے نکند ووضو بجا آرد کافی است، ہمچنیں است حال مرجمیع مندوبات را، در روزہ فرض ہم غسل متروع نشد، در نفل چرا مندوب شود، فافہم۔

ومذہب امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ علیہ ہمین ست کہ بیان کردہ شد، تمامی کتب فقہ برآں شاہد است، وامام صاحب رحمۃ اللہ تخصیصات را مکروہ می گویند، چنانچہ بداں اشعار کردہ ام وعبارت دُرِمختار نقل کردہ ام، واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم۔ فقط

حررہ العبد الضعیف الراجی رحمۃ ربہ الاحد الصمد، المحمد المدعو بہ سراج احمد عفی عنہ حنفی المیرٹھی، المقیم فی بلدۃ بلند شہر۔

الجواب صحیح رشید احمد عفی عنہ

الجواب صحیح بندہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ دیوبندی الجواب صحیح محمد منفعت علی عفی عنہ مدرس مدرسہ دیوبند۔

الجواب صحیح، بندہ محمود عفی عنہ الجواب صحیح خلیل احمد عفی عنہ

ترجمہ: شب برات کے دن حلوا، روٹی چاول، وغیرہ پکانا، برادری میں تقسیم کرنا اور مُردوں کی روحوں کو اس کا ثواب پہنچانا اور [اس کو] دین کے [ایسے] ضروری کاموں میں سمجھنا کہ ہر شخص چاہے وہ امیروں میں سے ہو یا غریبوں میں سے، اس کو ضرور کرے، اور شب برأت تین دن، تیرہ سے پندرہ شعبان تک منانا اور ہر دن میں غسل کرنا حدیث سے ثابت

(١) رواه ابن ماجة عن علي رضي الله تعالى عنه باب ماجاء في ليلة النصف من شعبان. ولفظ الحديث. فقوموا ليلها وصوموا نهارها، سنن ابن ماجة بحاشية وتصحيح مولانافخرالحسن گنگوهي ص: ١٠٠ [مطبع فاروقي، دهلي بلاسنه] نيز باب مذكور ص: ٣٩٩ جلدثاني ت: شعيب الارنووط دار الرسالة العلمية ١٤٣٠هـ

ہے یا نہیں، اور اس مسئلہ میں حضرت امام اعظم کا کیا مسلک ہے، بیان کیجیے، اجر پائیے۔

الجواب: حلوا شعبان کی نیت سے پکانا اور تقسیم کرنا جیسا کہ رسم ہے، ثابت نہیں ہے، کوئی معتبر اصل اور لائق اعتبار ثبوت نہیں رکھتا۔ عوام اس کو دین کا ضروری حصہ خیال کرتے ہیں، اور خواہشات کے بندے اس کو ضروری مانتے ہیں، یہ برا خیال ہے اور یہ مکڑی کے جالے سے بھی کمزور ہے، حدیث وفقہ کی کتابوں میں اس کو نہیں پایا گیا، بلکہ اس کا انکار حنفی مسلک کے علماء سے سنا گیا ہے، جو یقینی ہے، چنانچہ مولانا نواب قطب الدین خاں صاحب دہلوی نے رسالہ سراج القلوب اسی سلسلہ میں لکھا ہے:

مرحومین کو ایصال ثواب کرنے میں کوئی اختلاف نہیں ہے، اس طریقہ سے جس طرح کہ شریعت میں اس کا حکم ہے، اس کا بجا لانا [اور اس پر عمل کرنا] مرحومین پر احسان ہے، مگر وہ چیزیں [جن کی شریعت میں اصل نہیں ہے اپنی طرف سے] خاص اور متعین کر لی گئی ہیں، چھوڑ دینے اور نظر انداز کرنے کے لائق ہیں۔ وہ چیز جو عام ہو اس کو کسی مقصد کے لئے خاص کر لینا جائز نہیں ہے، جیسا کہ اصول فقہ کی کتابوں میں، صاف صاف لکھا ہوا ہے، خصوصاً حضرت امام اعظم کے یہاں، کسی چیزوں کا خاص کر لینا مکروہ ہے، جس کی ملا علی قاری نے اس طرح وضاحت کی ہے۔ مثال کے طور پر مصافحہ سنت ہے، مگر فجر یا عصر کی نماز کے بعد کے لئے خاص کرنا، یا سجدہ شکر جو جائز ہے، نماز کے بعد اس کی عادت بنا لینی مکروہ ہے، چنانچہ درمختار میں، جو فقہ کی معتبر کتاب ہے اور علمائے کرام اس پر عمل رکھتے ہیں، لکھا ہے

اور سجدہ شکر مستحب ہے، اسی پر فتوی دیا گیا ہے، لیکن نماز کے بعد مکروہ ہے، کیوں نا واقف لوگ اس کو سنت یا واجب سمجھیں گے اور ہر وہ مباح، جس کو سنت یا واجب سمجھا جائے، اس پر عمل کرنا مکروہ ہے۔

میں کہتا ہوں، کہ دوسرے مباحات کا بھی یہی حال ہے، جیسے ایصال ثواب وغیرہ، پس یہ ایصال ثواب بلا کسی تخصیص [وتعین] کے جائز ہے، ورنہ نہیں۔

اور سید احمد طحطاوی، درمختار کے شارح، مصنف درمختار کے قول، **فمکروہ** کی شرح میں لکھتے ہیں

فمکروہ ظاہر یہ ہے کہ یہ مکروہ تحریمی ہے، کیونکہ اس کے ذریعہ سے، وہ چیز دین میں داخل ہو جائے گی، جو دین میں موجود نہیں ہے۔

واضح ہو کہ [شب برات کے] حلوہ میں، ہندوں کے طریقہ کی بو آتی ہے، جس کو وہ اپنے مردوں کے لئے کرتے ہیں، اس سے بھی اس کا چھوڑنا ضروری ہے، کیوں کہ کافروں کی مشابہت ناجائز ہے اور مستحب عمل کو اس کے مرتبہ ومقام سے جو صرف رخصت ہے، بڑھا کر سنت مؤکدہ کے مرتبہ تک پہنچا دینا، ناجائز ہے، جیسا کہ مشکوۃ کی شرح طیبی وغیرہ میں لکھا ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

لہٰذا اس کے چھوڑنے میں کوئی گناہ لازم نہیں آئے گا اور اگر اس کو یہ خیال کئے بغیر اور عام طریقہ کی خصوصیت و اہتمام کے بغیر کریں، تو کچھ حرج نہیں ہے۔

چاول، سویوں، اور حلوے وغیرہ کا فقر و فاقہ اور غریبی کی حالت میں بنانا، کہ جس کے کرنے سے دوسری ضرورتوں میں خلل پڑے، یا قرض لیکر یا سود کے پیسے سے کیا جائے، کیوں کہ تمام مکروہ اور حرام، اس کے ساتھ مل گئے ہیں، یہ بھی حرام ہوگا کیوں کہ سود حرام ہے۔

شب برأت کے لئے حدیث شریف اور دین کی معتبر کتابوں میں تین دن کا ذکر نہیں ہے، ایک دن کا تذکرہ آیا ہے، جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

جب پندرہ شعبان آئے، تو اس کی رات میں عبادت کرو، اور اس کے دن میں روزہ رکھو۔

صرف پندرہ شعبان کی شب برأت ہے اور بعض عوام جو چودہ تاریخ کو روزہ رکھتے ہیں، غلط سمجھتے ہیں اور تین دن یعنی تیرہ، چودہ، پندرہ تاریخ کے روزہ کا شعبان سے، کچھ تعلق نہیں ہے، ان تین دنوں کے روزہ کو ایام بیض کہتے ہیں اور یہ روزے ہر مہینے میں مسنون و مستحب ہیں، غسل کو بھی اسی پر قیاس کرنا چاہئے۔ تین روزے جائز نہیں ہیں، غسل کہاں سے ثابت ہوگا، نہانا جمعہ، عیدین، عرفہ میں اور احرام باندھنے کے وقت مستحب ہے۔ اگر کوئی نہ کرے، وضو کرے کافی ہے، کسی حال سے خاص کرنا مستحب کا۔ روزہ میں بھی غسل ثابت نہیں، غسل میں کس طرح مستحب ہو جائے گا۔ بس سمجھو!

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہی ہے، جو بیان کیا گیا، فقہ کی جملہ کتابیں اس کی گواہ ہیں، امام صاحب کسی کام کو بے موقع خاص کرنے کو مکروہ کہتے ہیں، جیسا کہ میں نے وضاحت کی ہے، درمختار کی عبارت نقل کی ہے۔

سراج احمد میرٹھی | ات نور

(۹۸۷) فاتحہ مروجہ بدعت و بے اصل ہے:

سوال: فاتحہ مرسومہ یعنی کھانا روبرو رکھ کر، دونوں ہاتھ اٹھا کر کچھ پڑھنا، بعدہ ثواب کسی کو بخشنا اور اس رسم کو لازم سمجھنا، کہ بغیر اس کے ثواب نہیں پہنچتا، اس کو عمل خیر کہتا ہے اور جو شخص اس رسم کو بدعت کہتا ہے، اس کو کہتا ہے کہ "وہ مر گئے مردود جن کی فاتحہ نہ دو دو۔" اور اس کے اس کلام کا کیا حکم ہے؟ اور منبر پر بوقت وعظ کہتا ہے کہ فلاں وہابی ہے، فلاں نجدی ہے اور مسلمانوں نے اس سے کنارہ کیا، ان کو کہتا ہے کہ فلانا وہابی مسجد سے نکال گیا، اس کلام کا کیا حکم ہے؟ اور قرون ثلاثہ میں اس فاتحہ مرسومہ کا معمول تھا، یا نہیں، ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے، یا نہیں؟

toobaa-elibrary.blogspot.com

اور کتاب تقویۃ الایمان تصنیف مولانا محمد اسماعیل صاحب کو بد کہتا ہے، اور اس کا رد لکھا ہے، مسلمانوں میں اس کے سبب سے نہایت اختلاف ہوگیا ہے۔ بینوا توجروا۔

جواب: یہ کہ فاتحہ مرسومہ کو کھانا روبرو رکھ کر، دونوں ہاتھ اٹھا کر کچھ پڑھتے ہیں، بعدہ ثواب بخشتے ہیں، اس فاتحہ مرسومہ کی شرع میں کچھ اصل نہیں، یہ بدعت ہے، قرون ثلاثہ میں اس کا معمول نہ تھا۔ بلکہ مسنون یہ ہے، کہ اول کھانے کے بسم اللہ اور کھانے کے بعد، الحمد للہ رب العالمین کہے اور ثواب کسی کو بخشے۔

اور وہ جو اس فاتحہ کے مانعین کو کہتا ہے کہ، مرگئے مردود جن کی فاتحہ نہ درود، یہ کلام اس کا نہایت سخت ہے اور اس کی جہالت کا نشان ہے، کہ بزرگان دین تک کہ قرون ثلاثہ میں تھے، یہ کلام اس کا پہنچتا ہے۔ معاذ اللہ عن ذلک اس شخص کو اپنے ایمان کا بھی خیال نہیں، جو منع کرنے والوں کو مردود کہے، وہ خود مردود ہے۔

اور منبر پر بیٹھ کر غیبت کرنا مردار خوری ہے، کسی کو وہابی کسی کو نجدی کہنا اور کنارہ کرنے والوں کو، کہتا ہے کہ فلاں شخص مسجد سے نکالا گیا، اور وہ شخص نہایت بد اور مفسد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ یعنی جہنم ہے واسطے ہر عیب گو طعنہ کرنے والے کے۔

واعظ کا کام مسلمانوں کو محبت سے سمجھانا اور تعلیم کرنا ہے، نہ یہ کہ واہیات بکنا۔ اس کے کلمات سے معلوم ہوتا ہے کہ علم دین سے محض جاہل ہے، اسی واسطے اپنے ایمان جانے کا اس کو خیال نہیں، ایسے شخص سے مسلمانوں کو کنارہ کرنا لازم ہے کہ اس کی صحبت زہر قاتل ہے۔

اور کتاب تقویۃ الایمان، آیات اور احادیث سے مستند ہے، اس کی بے ادبی کرنا، آیات اور احادیث کی بے ادبی ہے، اور بے ادب آیات واحادیث کا ایمان سے بے نصیب ہے۔

خدا تعالیٰ اس کو اور تمام مسلمانوں کو راہ راست پر رکھے، آمین یارب العالمین! واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

خاکسار سید محمد عماد الدین قادری عفی عنہ

الجواب صحیح رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مجموعہ ۱۱، ص ۸۳۔ ۱۸۵-۱۸۶)

(۹۸۸) من سن سنة حسنة کا حکم خاص ہے، یا عام؟

سوال: من سن سنة حسنة فله مثل أجورها.(۱)

اس حدیث کا حکم عام ہے یا خاص؟ اگر عام ہے تو کون سی سنت ہے جو حضرت سے باقی رہی، کہ جس کے نکالنے

---

(۱) كنز العمال، لكتاب الخامس، العمل الترغيب لاحدى من لاكمال صفحه ۹۰- ج/۱۵ رقم الحديث ۴۳۱۲۲ (موسسة الرسالة، الطبعة الخامسة ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء) (نور)

toobaa-elibrary.blogspot.com

کے واسطے یہ قاعدہ بیان فرمایا، اور اگر خاص ہے تو اس کا مخصوص لـــه بتاؤ۔ اور جس صورت میں یہ حدیث مخصوص له ہے، تو پھر لفظ منُ کے کیا معنی (ہیں)۔

جواب: ہم پوچھتے ہیں کہ سنت حسنہ بمعنی عموم ہوگی، بایں معنی کہ جس کی اصل شریعت میں ثابت ہو، یا نہ ہو، یا خاص ہوگی بایں معنی، کہ اس کی اصل شریعت میں ثابت ہو، اول تو بدیہی البطلان ہے، ورنہ تناقض لازم آئیگا، اس حدیث مذکور۔

من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد (۱)

اور حدیث: کل بدعة ضلالة (۲)

میں۔ کیونکہ معنی اول حدیث کے یہ ہیں، کہ جو پیدا کرے ہماری اس شریعت میں وہ شے، کہ نہیں ہے اس سے۔ یعنی نہیں ہے اصل اس کی ثابت شریعت سے، پس وہ رد ہے۔

حدیث کے یہ معنی ہیں کہ ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی آگ میں ہے اور معنی بدعت کے: مالم یکن اصل له قبل في الشرع.

پس ان دونوں حدیثوں میں اس امر کے احداث پر، کہ جس کی اصل شرع شریف میں ثابت نہ ہو، برا فرمایا اور وعدہ فی النار کا کیا اور حدیث من سن سنة الخ علی تقدیر کون المعنی بالعموم اچھا فرمایا، اور مخترع کو وعدہ: فله مثل اجرها کا فرمایا: فیلزم التناقض اور تقابل سنت حسنہ کا ساتھ سنت سیئہ کے صحیح نہ ہوگا۔ فظهر بطلانه وثبت الشق الثاني وهو كونه خاصاً.

پس معلوم ہوا کہ سنت حسنہ سے وہ سنت مراد ہے، کہ جس کی اصل شریعت سے ثابت ہو، پس اس صورت میں مصداق من سن سنة الخ مخترع اور مبتدع نہ ہوگا، بلکہ مزین اور رونق دہندہ اور مروج اور مظہر ہوگا، اور مخترع کی اصل شریعت میں نہ ہوگی۔ پھر اس سے دلیل پکڑنا اوپر جواز بدعت کے خلاف علم اور موافقت حماقت وجہالت ہے اور اس پر دلالت کر رہا ہے مورد نص۔ کیونکہ جس کی شان میں ورود نص ہذا کا ہے، وہ شخص نہ نکالنے والا اعطاء صدقہ کا تھا بلکہ اس وقت میں سب سے اول عامل اور مؤتمر بامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھا، اور اسی کے موافق تفسیر حدیث ہذا کی، صاحب مجمع نے کی ہے۔

---

(۱) مشکوۃ، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، الفصل الاول. ص: ۲۷، رقم الحدیث: ۱۴۰، ت: رمضان بن احمد بن علی آل عوف نیز باب مذکور ص: ۲۷ [اصح المطابع دھلی: ۱۳۷۵ھ]

(۲) مشکوۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، الفصل الثانی ص: ۳۰ اصح المطابع دھلی: ۱۳۷۵ھ نیز ص: ۹۰ رقم الحدیث: ۱۴۱ ت: رمضان بن احمد بن علی آل عوف [اصح المطابع ۱۳۷۵ھ]

toobaa-elibrary.blogspot.com

حیث قال من سن سنة حسنة ای أتی بطریقة مرضیة یقتدی بها.(۱)

اور جو معنی کہ سائل نے سمجھے اگر وہ ہوتے تو یوں ہوتا: ای اخترع طریقة، رضیة یقتدی بها.

پس ظاہر ہوا کہ حدیث مذکور کے یہ معنی نہیں، کہ جو شخص نکالے اپنی طرف سے طریقہ نیک: فله مثل أجرها الخ چنانچہ سائل نے سمجھا اور یہ سمجھ کر تمسک باختراع بدعت کیا، بلکہ یہ معنی ہیں کہ تم میں سے جو شخص رواج دے، اور جاری کرے روش نیک: فله مثل اجرها الخ اب اس سے احتجاج حدوث بدعت نہیں ہو سکتا: کمالایخفی علی من له أدنی بصیرة فی العلوم.

الحاصل اگر سائل کو کتب حدیث و شروح حدیث و اصول حدیث و فقہ و کتب فقہ پر عبور ہوتا، تو ایسے مہمل سوال نہ کرتا۔

شعر: تا مرد سخن نگفتہ باشد — عیب و ہنرش نہفتہ باشد

ان سوالات سے علم و دقیقہ شناسی سائل واضح ہوگئی۔ جاننا چاہئے کہ بسبب اختصار کے ہر سوال کے جواب میں بہت ہی اختصار کیا گیا۔ اگر اور دلائل ہمارے اور جواب دلائل اپنے معلوم کرنا منظور ہو، تو تحریر قراطیس سے کیا ہوتا ہے، ایک بار تھوڑی دیر کو روبرو ہو جایئے، آئندہ اختیار ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

حسنہ مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی

(مجموعہ کلاں ص: ۹۰-۹۱)

....

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۱) مجمع بحار الانوار، تحت مادۃ "سنن" ص: ۱۳۱ جلد سوم [دائرہ معارف عثمانیہ حیدرآباد: ۱۹۷۱ء، ۱۳۹۱ھ]

ضمیمہ دوم

باقیات فتاویٰ رشیدیہ

حضرت مولانا گنگوہیؒ کے چند اور خود نوشت

اور مطبوعہ نادر فتاویٰ

(۱) فتویٰ توریث سنی وشیعہ؟　(۲) بیع بالوفا کا ایک معاملہ؟

ہر دو بخط خاص حضرت مولانا قدس سرہ مع مہر

نیز چند فتاویٰ

مسئولہ، مولانا فتح الدین صاحب جالندھری

[شاگرد و خادم حضرت مولاناؒ]

[نور]

toobaa-elibrary.blogspot.com

عرض مرتب: زیر نظر مجموعہ فتاویٰ باقیات فتاویٰ رشیدیہ اب مرتب مکمل ہو کر اشاعت طباعت کے لئے تیار تھا کہ حضرت کا تشیع کے حوالہ سے ایک بہت اہم فتویٰ، جو حضرت کے قلم سے ہے اور مدرسہ خیر المدارس میں موجود تھا، مگر اپنے موقع پر شامل ہونے سے رہ گیا تھا، سامنے آ گیا، یہاں درج کیا جا رہا ہے۔ یہ فتویٰ تقریباً ۱۳۰۰ھ میں کاندھلہ کے ایک شخص نے، جو عربی بھی تھے، حضرت مولانا سے دریافت کیا تھا، یہ فتویٰ راقم الحروف کو پاکستان کے پہلے سفر ۱۹۸۵ء میں ٹنڈو اللہ یار سندھ کی ایک مسجد میں مغرب کی نماز کے بعد ایک صاحب نے، جو ۱۹۴۷ء سے پہلے کاندھلہ کے رہنے والے تھے، مگر میں ان سے واقف نہیں تھا، اس کے چند اور اہم دستاویزی تحریرات کے عنایت فرمایا تھا۔ اس وقت بھی ان کا نام ذہن سے اتر رہا ہے، بہرحال ان کے دلی شکریہ کے ساتھ پیش ہے۔ فجزاہ اللہ خیر الجزاء واحسن الیہ.

کسی مرحلہ پر جب یہ کام مکمل ہو چکا تھا، محترمی مولوی شبیر احمد خان صاحب میواتی (لاہور پاکستان) کی عنایت سے مولانا محمد انوری جالندھری رائے پوری کی مرتب تالیف "مکتوبات بابرکات" کا فوٹو اسٹیٹ موصول ہوا، جس میں منجملہ مکتوبات کے حضرت مولانا گنگوہی کے پانچ فتوے بھی درج ہیں۔(۱) یہ تمام فتوے مولانا محمد انوری جالندھری کے والد محترم مولانا فتح الدین صاحب جالندھری [وفات: ۱۳۷۰ھ/۱۹۵۱ء] کے سوالات کے جواب میں ہیں۔ مولانا فتح الدین صاحب حضرت مولانا گنگوہی کے شاگرد تھے، حضرت مولانا سے بیعت تھے اور لمبے عرصے تک حضرت مولانا کے خادم بھی رہے۔ مولانا فضیل اللہ ربانی لدھیانوی نے اپنی تالیف "جنة حریت" میں لکھا ہے

"مولوی فتح الدین، موضع اوگی ضلع جالندھر [مشرقی پنجاب] کے رئیس زمیندار اور مولانا رشید احمد گنگوہی کے تربیت یافتہ اور معتمد خاص تھے"(۲)

ایک موقعہ پر ہے کہ: "مولانا فتح الدین اوگوی جالندھری [ف ۱۳۷۰ھ ۱۹۵۱ء] تلمیذ مولانا رشید احمد گنگوہی"(۳)

ایک جگہ اور تحریر ہے

"مولانا فتح الدین نے مدارس کی طرز پر ضلع جالندھر، فیض آباد، بھاولنگر اور سندھ کے بعض اضلاع میں چند مدارس قائم کئے تھے"(۴)

یہ تمام فتاویٰ یہاں شامل کئے جا رہے ہیں۔ [illegible] سلسلہ سوالات کا ایک خط [illegible] حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری [illegible] حضرت مولانا گنگوہی [illegible] متعلقہ بحث متفرقہ میں شامل ہونا تھا مگر اصل موقع پر درج ہونے سے رہ گیا تھا، اس بحث کی تکمیل کے لئے یہاں پیش کیا جا رہا ہے۔ (نور)

(۱) مکتوبات [illegible] حضرت مولانا شاہ عبد [illegible] رائے پوری، حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری [illegible] حضرت مولانا شاہ عبد القادر رائے پوری [illegible] مولانا محمد [illegible] مولانا عبد [illegible] ۱۳۶۹ھ [illegible]

(۲) جنة حریت [illegible]

(۳) ص ۱۹

(۴) جنة حریت ص

(۹۸۹) کیا سنی شیعہ کے اور شیعہ سنی کے وارث ہو سکتے ہیں؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین کہ زید مذہب اہل سنت والجماعت فوت ہوا، اور ایک بنت مذہب اہل سنت اور ایک عم عصبہ مذہب شیعہ وارث چھوڑی، تو صورت مذکورہ میں عم عصبہ وارث پاک ترکہ بنت سمیہ و پہنچے کا، غرض قصہ یہ ہے کہ اگر مورث سنی ہو اور وارث مذہب شیعہ یا اس کے بالعکس ہو، تو باہم وارث ہوں گے یا نہیں، اور کتاب شریفیہ شرح سراجیہ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل سنت والجماعت اور روافض اور خوارج اور معتزلہ باہم وارث ہوں گے۔

"قال بخلاف اهل الاهواء فانهم معترفون بالانبياء والكتب، ويخطئون في تاويل الكتاب والسنة، وذلك لايوجب اختلاف الملة(۱)"

اور مولوی عبدالحی صاحب اس کے حاشیہ پر لکھتے ہیں

وتلويح الدفع انهم متفقون في الاصول. كالتوحيد والاقرار بنبوة النبي صلى الله عليه وسلم. فما اختلفت نحلهم وان اختلفوا في الفروع.(۲)

اس عبارت سے صاف واضح ہے کہ اہل سنت والجماعت اور شیعہ وغیرہ باہم وارث ہوں گے، اور کتاب درمختار وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وارث نہ ہوں گے، کیونکہ سب شیعین کافر ہے اور جب سب شیعین کافر ہے، تو اہل سنت والجماعت اور شیعہ باہم مختلف الملت ہوئے، اور جب ملت مختلف ہوئی تو باہم وارث بھی نہ ہوں گے، اسی واسطے حاشیہ میں ہے کہ اختلاف دین سے مراد اختلاف اسلام اور کفر کا ہے، تو جو مذہب مختار اور صحیح اور مفتی بہ در باب کفر یا عدم کفر روافض اور وارث اور عدم وارث ہونے کے ہو مع روایات کتب فقہ معتبرہ رقم فرمائیں تاکہ دارین میں اجر عظیم پاویں۔ فقط

(۹۹۰) بیع بالوفا کی ایک صورت؟

سوال دیگر: بیع بالوفا بایں صورت کہ بائع کی طرف سے یہ قرار ہووے، میں عرصہ دس سال تک نہ چھوڑوں گا اور بعد مرور دس سال کے، دس سال کے اندر مثلاً جب چاہوں گا چھوڑ دوں گا، اگر نہ چھوڑوں تو اسی روپیہ میں بیع قطعی تصور کی جاوے، شرعاً درست ہے یا نہیں، اور مشتری کو تصرف اس کی حد تک موقوف نہیں، اور اگر یہ قرار نہ ہو بلکہ صرف یہ تحریر ہو کہ عرصہ پندرہ یا بیس سال میں جب چاہوں گا، چھوڑالوں، اگر نہ چھوڑاؤں تو بیع قطعی ہے، تو اس کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔ فقط

الجواب: قدماء علماء سے بھی کفر شیعہ میں خلاف اختلاف آیا ہے، بعض اہل اہواء کو مسلمان لکھتے ہیں اور بعض کافر، اور متاخرین جو ان کے اصول وقواعد سے واقف ہوئے، تو فتویٰ کفر کا دیتے ہیں۔ بخلاف قدماء کہ ان کے سامنے یہ تحقیق نہیں ہوئی، سو ہمارے ملک کے شیعہ حسب قواعد شریعہ کافر ہیں، باہم سنی شیعہ کے توریث نہ ہوگا، اور شامی وغیرہ کتب میں جو

(۱) شریفیہ شرح سراجی۔ علامہ سید شریف جرجانی، ص ۵، مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۲۹ھ

(۲) حاشیہ سراجی، علامہ حضرت مولانا عبدالحی فرنگی محلی، ص ۱۹، مطبع یوسفی ۱۳۲۷ھ

تو رث لکھا ہے، تو بسبب ناواقفیت اصول شیعہ کے لکھا ہے، حق یہ ہے کہ اس وقت اور اس ملک کے شیعہ کافر اور توریث منقطع۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

ب یہ صورت بیع بالوفا محض رہن اور حرام اور سود خواری ہی کی وجہ سے حلال و درست نہیں، اس کے کرنے والے ربوا خوار ہیں ورشرعاً کوئی بیع نہ صحیح نہ فاسد اس میں منعقد ہوئی ہے، بلکہ خالص رہن ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ مہر (بدست خاص، علیحدہ ورق)

سوالات از مولانا فتح الدین صاحب جالندھری

کیا فرماتے ہیں علماء حقانی اس مسئلہ میں کہ ردمختار، مظاہر حق ترجمہ مشکوۃ شریف، نور الہدایہ میں ترجمہ اردو اور شرح وقایہ میں لکھا ہے، اگر عورت زکوۃ اپنے خاوند کو دے دیوے تو صاحبین کے نزدیک جائز ہے، آیا یہ مسئلہ مفتی بہ ہے، یا نہیں؟

(۹۹۱) (۲) ایک شخص مر گیا، متوفی کے وارث ایک دختر دو بیٹے اور زوجہ ہے کہ وہ ذکر ہی وارث ہوتی ہے، مونث کو کچھ دیتے ہی نہیں، اگر اولاد ذکر اپنی جائداد جو شرعی حیثیت سے تقسیم نہیں کی، بلکہ اپنی بہنوں کو محروم کر دیا۔ اگر یہ اولاد ذکر اپنی جائداد کو ہبہ یا رہن کریں، تو شرعاً کیا حکم ہے۔ صحیح ہے یا نہیں؟ اور مشتری عنداللہ ماخوذ ہوگا، یا نہیں۔

(۹۹۲) (۳) شرعاً اگر متوفی نے جائداد سے، بہن یا والدہ کو حصہ نہیں دیا تو اولاد متوفی کو لازم ہے کہ ان کو حصہ دے دے؟

(۹۹۳) (۴) مشاع کا ہبہ، جب کہ اپنے شریک کو کرے جائز ہے یا نہیں؟

(۹۹۴) (۵) عورت اگر عورتوں کی جماعت کرادے، تو جہریہ نماز میں خفیہ پڑھے یا بلند؟

(۹۹۵) (۶) اگر صرف دو عورتیں ہوں، تو دوسری عورت امام عورت کے محاذی کھڑی ہو، یا پیچھے؟

(۹۹۶) (۷) مسافر کو جب کہ رمضان المبارک میں وہ روزے رکھتا ہے، تراویح معاف ہے، یا ضرور پڑھے؟

(۹۹۷) (۸) بیع ادھار ثمن کا وعدہ کرنا کہ فلاں روز دوں گا ضروری ہے، یا نہیں؟

الجواب: سوال اول: اس میں احوط مذہب امام ابوحنیفہ کا ہے۔ کہ خاوند کو زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا نہیں ہوتی۔

(۲) اگر شے مشترک کو فروخت کرے تو صرف اسی کا حصہ فروخت ہوگا، دوسرے شریکوں کا حصہ ان کی اجازت سے جائز ہوگا، ورمشتری کو بیع فاسد شے کا خریدنا درست نہیں۔ اگر باقی شرکاء نے وقت بیع انکار کیا تھا، تو مشتری فسخ کر سکتا ہے۔

(۳) اس کی اولاد پر ضروری ہے کہ حصہ داروں کا حصہ الگ کر کے مالکوں کو دے دیں، فقط

(۴) ہبہ مشاع کا درست نہیں، اگرچہ شریک کو ہو لیکن شریک کے ہاتھ بیع کر کے ثمن ہبہ کر سکتا ہے۔

toobaa-elibrary blogspot.com

(۵-۶) عورتوں کی نماز مکروہ ہے بغیر تنہا (جماعت میں) امام وسط میں ہو اور [illegible]

(۷) مسافر [illegible] وغیرہ من نہ پڑھنے کی رخصت ہے۔ فقط

کتبہ رشید احمد عفی عنہ

۲۳/شعبان [illegible]

(اس کے بعد [illegible] کا لکھا ہوا ہے) محمد عفا اللہ عنہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بندہ رشید احمد عفی عنہ گنگوہی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الجواب [illegible]

[illegible]

کا مالک [illegible] ہے۔

یہ صورت [illegible] ادا [illegible]

ایسے مقام پر [illegible] السلام

بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ ... ذی قعدہ ۱۳۱۵ھ [illegible] ۱۸۹۸ء

[مکتوبات بزرگاں [illegible]]

الجواب [illegible]

[illegible]

اذن عام نہ ہو اور کسی جگہ خاص میں جماعت ہونے لگے اور جہاں یہ [illegible] ہو تو نماز جمعہ درست نہیں، اگر شہر میں اذن عام ہو تو نماز جمعہ درست ہے۔ اگرچہ وہاں مسجد نہ ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

الجواب صحیح — الجواب صحیح — الجواب صحیح — الجواب صحیح

خلیل احمد عفی عنہ مدرس اول مدرسہ [illegible] عنایت الٰہی عفی عنہ مدرس [illegible] ثابت علی عفی عنہ مدرس سہارنپور عبدالکریم عفی عنہ مدرس [illegible]

الجواب صحیح

محمد [illegible] عفی عنہ مدرس [illegible] مکتوبات بزرگاں ص ۳۱

متعلق فتویٰ سابقہ حضرت مولانا [illegible] شہر و دیہات کی تعریف [illegible] ہیں [illegible] والسلام

المعترف عبد [illegible] الدین

الجواب: شہر اور گاؤں عرفی امر ہیں اہل عرف ان کو پہچانتے ہیں، گاؤں اور قصبہ کا فرق سب بستی والوں کو معلوم ہوتا ہے اگرچہ وہ اس کو بیان نہیں کر سکتے۔ [illegible] چار پانچ ہزار کی بستی جس میں [illegible] شفاخانہ وغیرہ بھی ہوتا ہے قصبہ و شہر [illegible] ہیں۔

مگر یہ دونوں مرتبے مدار [illegible] نہیں [illegible] جیسے ہدایہ وغیرہ میں لکھے ہیں یہ علامت شہر ہیں [illegible] پر مدار نہیں ہے چونکہ وہ ایک امر عرفی ہے اس سے اس کی تعریف [illegible] نہیں کی گئی [illegible] تعریفات اس کے کتب میں مذکور ہیں [illegible] علامت معرفت [illegible] کی کسی نے کوئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ [مکتوبات بزرگاں ۳۲-۳۱]

الجواب: [illegible] ایک جانا یا [illegible] پڑھنا [illegible] قدرت سے درست نہیں [illegible] قدرت [illegible] اگر بصورت اس پر [illegible] کا تو [illegible] مستحق [illegible] نہیں [illegible] جو شخص [illegible] بصورت اس پر [illegible] کرتا ہے، مگر وہ اصل [illegible] معذوری [illegible] نہیں [illegible] جو [illegible] قدرت کے [illegible] محض [illegible] ہیں۔ فقط واللہ [illegible]

بندہ رشید احمد عفی عنہ [مکتوبات بزرگاں ۳۲-۳]

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۹۹۸) نوم اور نسیان دونوں بااختیار بندہ کے نہیں پھر دونوں میں فرق کیوں؟ سوال

[illegible]

جواب: اس نائم کے مسئلہ میں بندہ نے دعویٰ ترجیح اس روایت کا نہیں کیا تھا، مگر چونکہ آپ نے لکھا تھا کہ توجیہ علت متناقض معلوم ہوتی ہے، بنا بر مدعا یہ لکھا ہے کہ بندہ نے اس کی توجیہ کی تھی، اور آخر میں یہ بھی لکھا دیا تھا کہ قوت وضعف روایت سے بحث نہیں، مگر تم مدعی ہو کہ اس کے خلاف کے دلائل پیش کرنے لگے، سو درست ہے، جب یہ روایت ضعیف ور مقابلہ اس کے قوی تو یہ وجوہ قوت دوسری روایت کے ہو دیں گے، سو ناتمام ہوں، کلام یہ تھی کہ نسیان میں بعض وجوہ سے قوت مفہوم ہوتی ہے، گو بنظر دقیق مساوات ہو، سو جیسا فتح وغیرہ لکھتے ہیں، تو غرض فرق ظاہری بیان کرنا تھا نہ نظر دقیق کی طرح اس طرح کہنا کہ دقت ہے ورنہ مخاطب بعد آپ کے خطاب میں جس قدر رہو کا سعی کی، ور نسیان کا مرفوع القلم ہو۔

اور یہ خدشہ کہ اس کو خطاب ہے، میں ذرا دقت ہے، جملہ واجب تھا کہ ہاں پانی ہوتا تو اس نے کوتاہی کی طلب کی، چونکہ تیمم درست نہ ہوا، اس کو دفع کیا تھا کہ اصل میں پانی کا ہونا نادر ہونا، سفر میں یاد میں ہے، نہ صحرا و سفر میں، کہ وہاں اصل عدم ہے، اور یہ مرض ہے، لیکن اس کا وجود خواہ ظاہر ہے پس کوتاہی اس سے طلب میں نہیں ہوئی اور ناسی اگرچہ مخاطب ہے مگر اس سے سعی نہیں ہوئی، کیونکہ وہ عاجز ہے سعی کی ضد میں مبتلا، سو معذور نہ ہوا، اور نوم کو مشکل اختیار کے کہا تھا نہ اختیاری، سو یہ فرق ہے۔ اور اس فرق سے تاریک فرض میں خارجی ہیں اگرچہ وہاں دوسری وجہ بھی ہو کہ صوم میں نسیان سے کھانا ناقض صوم نہیں اور نوم میں کھانا مفسد ہے، سو یہ وجہ فرق کی تھی اگرچہ اس کو مقابل روایت کے رفع کر دیتے ہیں تو اس آپ کو اس قدر رنج وہ... [illegible] فرق کہنے کی حاجت نہیں، گو آپ کے دلائل مساوات کے بھی ضعیف ہوں، نسیان کی وجہ سے مساوات حدیث میں وارد ہے کہ وہ مخاطب ہیں اور قوت ونسیان کی دلیل مذکور ہیں، بوجہ دیگر ہے علی ہذا توفی روز نائم کا مکرہ متعلق ہونا وارد ہے کہ اشیاء بیان کا موجود ہوتی ہیں اور قوت عذر نسیان بایں وجہ کہ وہ سعی کر دہا ہے، جو کہ قسم تھی کہ اس کی ضد پر خلاف تام ہے کہ وہ محل ہے "والساکت لاینسب الیه شی" علی هذا ابعیته عذر نائم سے کم تر ہی ہے۔ جب دوسری روایت قوی تسلیم کی ہے تو اس وقت مرفوع روایت کے دلائل قوی ہو جاویں گے۔

بہرحال ترجیح خاص کی بیان کرنا تھا نہ تحقیقی سو آپ کی فہم میں یوں نہ آیا اور کیوں اس کے رفع میں ہمت کالی، فقط زیادہ بحث بے سود ہے، سو اس کی قدر بھی دینے کا اس کی بھی حاجت نہ تھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[مندرجہ تذکرۃ الرشید، ص ۱۵۳-۱۵۴، جلد اول]

الحمد لله الذي بنعمته تتم الصالحات وصلى الله على سيدنا ومولانا محمد وآله وصحبه وأهل بيته وأصحابه أجمعين

toobaa-elibrary.blogspot.com

جامع ومرتب باقیات فتاویٰ رشیدیہ

نورالحسن راشد کاندھلوی

کی چند تصانیف، ترجمے اور مرتبہ کتابیں

(۱) تذکرہ استاذ الکل حضرت مولانا مملوک العلی نانوتوی، حضرت مولانا، برصغیر کے بہت سے بڑے عالم، علماء، اہل درس وافادہ اصحاب اور مصنفین، بلند قدر استاد اور مربی تھے، اب تک حضرت مولانا کے مفصل احوال تو کجا، مولانا پر کوئی چھوٹی کتاب بھی مرتب نہیں ہوئی تھی، یہ کتاب اس بڑی کمی کو پورا کرتی ہے۔ اس میں حضرت مولانا کے استادوں، تعلیم، ملازمت، دہلی کالج کی پچیس سالہ تعلیمی ترقی کی روداد، حضرت مولانا کے جلیل القدر شاگردوں، تصانیف اور دینی ملی وصدقی خدمات کا مستند ومفصل تذکرہ ہے۔ جس کو بڑے بڑے اہل علم اور ارباب دانش نے علمی ادبی نہایت عمدہ تصنیف قرار دیا ہے۔

کتابت طباعت عمدہ مجلد تقریباً تین سو صفحات۔ قیمت تین سو 300/روپے

(۲) تذکرہ حضرت مولانا محمد مظہر نانوتوی، حضرت مولانا، حضرت شاہ محمد اسحاق کے اہم شاگرد، مدرسہ مظاہر علوم کے روح رواں، بڑی علمی کتابوں جیسے طحاوی، مدینہ، منتخب کنز العمال، مجمع بحار الانوار، محمد طاہر پٹنی وغیرہ کے مصحح اور حاشیہ نگار حضرت مولانا کی دینی علمی خدمات، اور تلامذہ کا جس میں حضرت مولانا محمد قاسم بھی شامل ہیں، مفصل احوال۔ قابل مطالعہ کتاب ہے۔

تقریباً دو سو صفحات کارڈ بورڈ کی جلد، اوسط کتابت وطباعت قیمت پچھتر 75/ روپے

(۳) قاسم العلوم حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی، احوال وآثار وباقیات ومتعلقات حضرت مولانا کے احوال وکمالات وخدمات پر ایسی معلومات کا مجموعہ اور گنجینہ جو کسی اور کتاب میں دستیاب نہیں۔ برصغیر کے ممتاز ترین اہل نظر نے اس کتاب کو اس موضوع کا نادر تحفہ قرار دیا ہے۔ عمدہ کتابت طباعت عمدہ صحت، پانچ سو صفحات۔ قیمت ساڑھے تین سو 350/روپے

(۴) تذکرہ خاتم مثنوی مولانا روم، حضرت مفتی الٰہی بخش کاندھلوی حضرت مولانا حضرت شاہ عبدالعزیز کے ممتاز بلکہ لائق فخر شاگرد، شاہ رفیع الدین کے ہم سبق اور بیسیوں اکابر علماء اور محدثین کے استاد ومربی، سو سے زائد کتابوں کے مصنف، حضرت سید احمد شہید کے خلیفہ، بڑے مصلح، فقیہ، شاعر اور ہمہ جہت شخصیت اور کاندھلہ کے تمام علماء کے بزرگ اور منبع علوم وفنون تھے، حضرت مفتی صاحب کے احوال، وخدمات، تصانیف اور شاگردوں کا جامع تذکرہ۔

عمدہ کمپوزنگ عمدہ کاغذ اور طباعت، صفحات چھیاسی۔ قیمت ساٹھ 60/روپے

(۵) تقویۃ الایمان اور شاہ محمد اسماعیل شہید کے خلاف برپا شورش، تاریخ وحقیقت کے آئینہ میں، تقویۃ الایمان اردو کی دینی پہلو سے سب سے زیادہ مفید، لائق عمدہ موثر اور نہایت مقبول کتاب ہے، اس پر دین وسنت کے نادان دشمنوں نے

toobaa-elibrary.blogspot.com

طرح طرح کے شبہات واعتراضات کئے ہیں مگر واقعہ یہ ہے کہ اس کا دامن ان الزامات سے بالکل صاف ہے۔اس موضوع پر پہلی مرتبہ تاریخ کی روشنی میں، ناقابل تردید چشم کشا حقائق یک جا کئے گئے ہیں، اور تاریخ کے حوالہ سے ایسی مستند گفتگو کی گئی ہے جو اب تک نہیں ہوئی تھی، سنت وبدعت، اہل حق اور اصحاب بدعت کے مسائل ...... سے واقفیت اور دلچسپی رکھنے والوں کے لئے نہایت قابل قدر تحفہ اور ایک دستاویز ہے۔ عمدہ طباعت بڑا سائز دوسو سے زائد صفحات، قیمت صرف سو روپئے۔

ہماری چند اور مطبوعات

فضیلت قرآن ترجمہ اردو، فضل القرآن

تالیف: حضرت مفتی الٰہی بخش کاندھلوی — اردو ترجمہ وحواشی: نورالحسن راشد کاندھلوی

صفحات اکسٹھ (۶۱) عمدہ کمپوزنگ، طباعت، خوش رنگ سرورق۔ قیمت صرف چالیس 40/ روپئے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکارم اخلاق

تالیف: حضرت امام محمد غزالی — اردو ترجمہ: مولانا مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی دیوبندی — تخریج روایات: نورالحسن راشد کاندھلوی

چوالیس (۴۴) صفحات، خوبصورت سرورق، عمدہ کمپوزنگ، اور طباعت، قیمت صرف تیس 30/ روپئے

سیرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ اردو خلاصۃ السیر: علامہ محب الدین طبری — ترجمہ: مولانا مفتی محمود حسن گنگوہیؒ — تکمیل ترجمہ: مولانا اظہار الحسن کاندھلوی

اسمائے بدریینؓ

تالیف: حضرت مفتی الٰہی بخش کاندھلوی — تعلیق وحواشی: نورالحسن راشد کاندھلوی

چوّن (۵۴) صفحات، عمدہ کتابت، نفیس کاغذ، دیدہ زیب طباعت، منقش سرورق، قیمت صرف پینتالیس 45/ روپئے

رسائل اصول حدیث (عربی، فارسی)

تالیف: حضرت مفتی الٰہی بخش کاندھلوی — تمہید اور ترجمہ: نورالحسن راشد کاندھلوی

العرف الوردی فی اخبار المهدی

تالیف: علامہ جلال الدین، محمد بن عبدالرحمٰن السیوطیؒ — تمہید اور تعارف: نورالحسن راشد کاندھلوی

بڑا سائز، ۲۴۰ صفحات، عمدہ، رنگین طباعت، نفیس کاغذ، ٹائٹل۔ قیمت صرف پچھتر روپئے 75/

آٹھ دس کتابیں منتظر اشاعت اور متعدد زیر تکمیل ہیں۔

Mufti Ilahi bakhsh academe Kandhla

Distt. Muzaffar Nagar 247775 (U.P.) India Mb 09358667219

toobaa-elibrary.blogspot.com

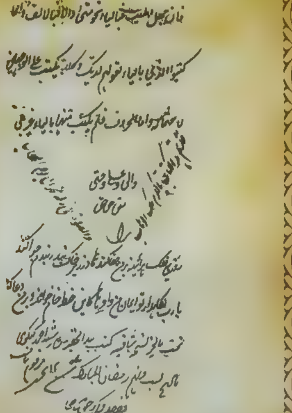

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کی سب سے پہلی دستیاب یادگار تحریر، شافیہ ابن حاجب، در علم صرف، جس کو حضرت مولانا نے اپنے زمانہ طالب علمی میں تیرہ سال کی عمر میں رمضان المبارک ۱۲۵۷ھ (نومبر ۱۸۴۱ء) میں نقل کیا تھا۔

oobaa-elibrary.blogspot.com

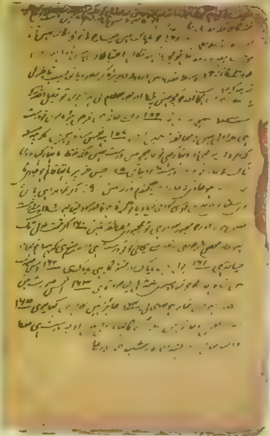

حضرت مولانا [illegible] قدس سرہ کے [illegible] کی کاپی کا آخری ورق

toobaa-elibrary.blogspot.com

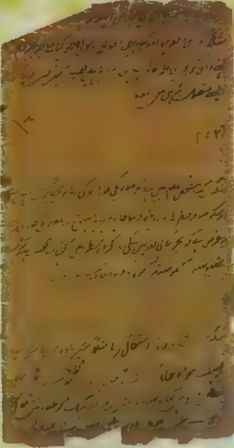

حضرت مولانا کے قلم سے لکھے ہوئے مجموعۂ فتاوی ذخیرۂ آبجہ ، دوسری کاپی کا آخری ورق

ooo4a-elibrary.blogspot.com

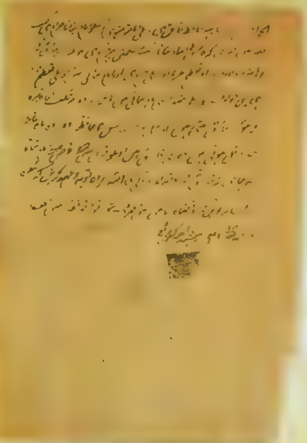

حضرت مولانا کا بدست خود لکھا ہوا ایک فتویٰ جس پر حضرت مولانا کی مہر بھی ثبت ہے۔ (ذاتی نسخہ)

toobaa-elibrary.blogspot.com

حضرت مولانا کا ایک فتوی۔ جو حضرت مولانا محمد یحیی کاندھلوی کے قلم سے لکھا ہوا ہے۔

اور اس پر حضرت مولانا گنگوہی مہر ثبت ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

یأمرون بالمعروف وینہون عن المنکر

فتاوی رشیدیہ

سرورق فتاوی رشیدیہ طبع اول، حصہ اول

برلاس پریس مراد آباد: ۱۳۲۳ھ

سرورق فتاویٰ رشیدیہ (حصہ اول طبع دوم) شمس المطابع، مرادآباد: ۱۳۲۳ھ

تاریخ نسخ

[illegible] مولوی سید محمد [illegible] ابادی

رسالہ فناوی رشیدیہ

[illegible] قریب

[illegible] عجیب [illegible]

[illegible] باقابلہ [illegible]

رسالہ تبدیع اہل سنت

[illegible] صاحب کابلی مدرس مہتمم مدرسہ امدادیہ [illegible]

[illegible] ایسا جامع [illegible]

[illegible] مولوی صاحب مذکور [illegible] تالیفات [illegible]

[illegible] کرکے اپنے قدیمی خیال پر رجوع کرلی

[illegible] فتاوی رشیدیہ [illegible] مولوی صاحب کے قدیمی خیال ظاہر ہوتے

[illegible] ملاحظہ [illegible]

قیمت [illegible] علاوہ محصول ڈاک مقرری

[illegible]

[illegible] ۱۳۲۳ھ

یہ کتاب شریف تاریخ وفات حضرت مولانا علیہ الرحمۃ سے

فتاویٰ رشیدیہ

سرورق فتاویٰ رشیدیہ (حصہ اول طبع دوم) شمس المطابع، مراد آباد: ۱۳۲۳ھ

[illegible]

يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

الحمد لله علی احسانه که درایں ایام فرخنده فرجام النخ

اعنی

فتاویٰ رشیدیہ

حصہ اول

من تصنیف عالم اجل فاضل بے بدل مخزن اصول شریعت معدن اسرار حقیقت حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث و فقیہ گنگوہی جعل اللہ مثواہ الجنۃ۔

ہندوستان پرنٹنگ ورکس دہلی

فتاویٰ رشیدیہ (مطبوعہ دہلی۔ باہتمام مؤلف) (بلاسنہ طباعت)

toobaa-elibrary.blogspot.com

يامرون بالمعروف وينهون عن المنكر

الحمد لله على احسانه

كه

فتاویٰ رشیدیہ

حصہ دوم

یعنی حضرت ہادی شریعت و طریقت معدن اسرار حقیقت و معرفت

حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رح کے فتاوی کا مجموعہ

باہتمام جناب مولانا حبیب الرحمٰن صاحب دامت فیوضہم

مطبع قاسمی واقع دیوبند میں طبع ہوا

فتاویٰ رشیدیہ (مطبوعہ مطبع قاسمی دیوبند) باہتمام مولانا حبیب الرحمٰن صاحب (مہتمم دارالعلوم دیوبند: ۱۳۲۳ھ)

toobaa-elibrary.blogspot.com

فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

الحمد للہ والمنۃ کہ ذخیرۂ حسنات ومجموعۂ برکات یعنی گنجینہ

فتاوی رشیدیہ مبوب

حصہ اول

من افادات طیبات عالم اجل فاضل اکمل مخزن اسرار شریعت

معدن انوار طریقت، حضرت مولانا المولوی الحافظ الحاج

رشید احمد گنگوہی

۱۳۴۸ھ

حسب فرمائش

مالکان کتب خانہ رحیمیہ سنہری مسجد دہلی

فتاوی رشیدیہ

(مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ دہلی: ۱۳۴۸ھ)

toobaa-elibrary.blogspot.com

طوبیٰ ریسرچ لائبریری

اسلامی اردو، انگلش کتب،

تاریخی، سفر نامے، لغات،

اردو ادب، آپ بیتی، نقد و تجزیہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com